فہرست پنج گنج ملفوظات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ [illegible]

مختصر حالات حضرات خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ذکر حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ

آپ کی کنیت ابو النور ہے۔ علوم شریعت وطریقت مین اعلم العصر اور عدیم المثل مقتدائے اوتاد و اشراف اقطاب تھے۔ خرقۂ خلافت آپکو حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا۔ اور موضع ہارون جو مضافات نیشاپور سے ہی آپکی سکونت کا مقام تھا۔ ستر برس اپنی عمر کے ریاضت مین گذارے اس عرصہ مین آب وطعام کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا اور نہ راتونکو سوئے۔ اور آپکی دعا حضرت رب العزت سے کبھی رد نہ ہوئی۔ آپ حافظ کلام ربانی تھے۔ ہر روز ایک ختم قرآن مجید کا کیا کرتے تھے اور سماع سے ذوق وشوق تمام رکھتے تھے **نقل** ہے کہ جب آپنے خرقہ خلافت اپنے پیر سے حاصل کیا اور انہوں نے کلاہ چارترکی آپکے سر مبارک پر رکھی تو فرمایا کہ اس چارترکی سے مراد چار ترک ہین (۱) ترک دنیا (۲) ترک عقبیٰ اور ذات حق کے سوا کسی سے مقصود نہ رکھنا (۳) ترک خورد خواب مگر برائے سد رمق کہ یہ ضروریات مین سے ہے (۴) ترک خواہش نفس یعنے جو نفس کہے اُسکے خلاف کرنا پس جو یہ چار چیزین ترک کریگا یہ کلاہ چارترکی اُسی کے لیئے سزاوار ہے اور کے لیئے نہین ہی **نقل** ہی کہ حضرت خواجہ بالتفاق پیر اور نیز انکی اجازت سے بھی سیاحت بہت کیا کرتے تھے۔ چلتے چلتے ایکدن آتش پرستونکے مسکن مین پہونچے انہون نے خوب آگ روشن کر رکھی تھی آپنے آبادی مین ایکطرف مقام کیا اور اپنے خادم فخر الدین سے کہا کہ آگ لاؤ اور کھانا پکاؤ۔ خادم جب آتش پرستونکے پاس آگ لینے پہونچا انہون نے انکار کیا اور کہا کہ یہ آگ تو ہماری معبود ہے اسے ہم کیونکر دیسکتے ہین۔ یہ تو ہمارے مذہب مین جائز ہی نہین خادم لوٹ آیا اور ساری کیفیت شیخ سے آکر عرض کی۔ حضرت خواجہ

بذات خاص خود تشریف لیگئے اور اُن آتش پرستونسے کہنا شروع کیا کہ دیکھو معبود حقیقی تو ذات الٰہی ہے جلشانہ وجل جلالہ۔ اور یہ آگ جسے تم معبود بتاتے ہو معبود نہین ہے یہ تو اُسکی پیدا کی ہوئی ہے یہ کسیطرح عبادت کے لایق نہین ہو سکتی اگر تم اسکی پرستش سے توبہ کرو تو امید ہے کہ تم دوزخ کی آگ سے بچ جاؤگے۔ اُنہون نے کہا اگر آتش پرستی سے تائب ہونا آگ سے رہائی کا سبب ہے تو اول تم اس آگ مین گر کر دکہاؤ اگر اس آگ کا اثر تمپر نہوا تو ہم ضرور ایمان لے آوینگے اور اس سے توبہ کرلینگے حضرت خواجہ نے جب یہ بات سُنی فوراً وضو کرکے دوگانہ نفل ادا کیا اور اُنکے ایک بچہ کو پکڑ کر بہت چستی سے اُس آگ مین جا کودے اور دو گھنٹے تک اسی مین کھڑے رہے۔ اُنکے کپڑون تک بہی آگ کا اثر نہ آیا اور وہ بچہ بہی بہت ہنسی خوشی سے باہر نکلا۔ ان آتش پرستون نے جب یہ کرامت دیکھی اُسیوقت سب کے سب ایمان لے آئے اور حضرت خواجہ کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ نے اُنکے سردار کا نام عبداللہ۔ اور اس بچے کا نام ابراہیم رکہا۔ اور انکو اعلےٰ مدارج پر پہونچایا۔ **نقل** ہے کہ سلطان وقت نے حضرت خواجہ کو سماع سے منع فرمایا بلکہ یہانتک تنبیہ کی گئی کہ جو قوال اُنکے پاس جاویگا وہ قتل کیا جاویگا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ سماع تو ہمارے پیرونکی سنت ہی کون ہے جو ہمین اس سے روکدے۔ آخرکار سلطان نے علمار کی مجلس قائم کی اور آپ بہی آیا اور حضرت خواجہ بہی آئے جبکہ علمار نے چاہا کہ اس باب مین گفتگو کرین کسیکو یارا ئے گفتگو نہوا اور کل کے کل بے علم ہوگئے اور تمام علوم اُنکے سینے سے ایسے محو ہوگئے کہ حروف تہجی تک یاد نرہے سلطان ہرچند اُن سے کہتا ہے اور تحریک کرتا ہے مگر وہ بالکل گم صم ہین آخرکار سب کے سب حضرت خواجہ کے قدمونپر گرے اور عرض کیا کہ ساری عمر کا اندوختہ دم بہر مین جاتا رہا آپ تو کریم ابن کریم ہین جو آپنے ہمسے سلب کیا ہے وہ ہمین عنایت فرمایئے حضرت خواجہ نے ان پر نظر عنایت فرمائی اور اُنکا اندوختہ اُنکو واپس دیدیا بلکہ اور علوم باطنی بہی اُنپر مکشوف فرمائے پہر وہ علمار آپکے مرید ہوئے اور سلطان بہی آپکا معتقد ہوا اور عفو تقصیر چاہی پہر سلطان کبہی مزاحم سماع نہوا۔

حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین ایکدن آپکے ساتھ تھا کہ چلتے چلتے ایک دریا کے کنارے پہونچے۔ وہان کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ خواجہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنی آنکھین بندکرلو مین نے بند کرلین پہر ایک لحظہ کے بعد فرمایا کہ کھول لو جون ہی مین نے آنکھین کھولین تو

اپنے آپ اور حضرت خواجہ کو دریا پار دیکھا مجھے بالکل نہ معلوم ہوا کہ دریا سے کیونکر پار ہوئے اور یہ بھی حضرت خواجہ سے منقول ہو کہ ایک شخص حضرت کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ میرا لڑکا مدت سے مفقود الخبر ہے کچھ پتہ نہین لگتا کہ کہان گیا خدا اس بارہ مین آپ توجہ فرمائین۔ حضرت خواجہ یہ بات سنتے ہی مراقب ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ جا تیرا لڑکا تیرے گھر آگیا جب وہ شخص گھر آیا تو واقعی اپنے بیٹے کو موجود پایا اُسیوقت اپنے لڑکے کو لیکر حضرت خواجہ کی خدمت مین آیا اور شکر ادا کیا۔ حاضرین نے اُس لڑکے سے دریافت کیا کہا کہ مین ایک جزیرہ مین تھا وہان مجھے دیوون نے قید کر رکھا تھا کہ یکایک ان بزرگ جیسی صورت مجھے نظر پڑی اور مجھ سے فرمایا کہ اُٹھ کھڑا ہو اور اپنا پاؤن میرے پاؤن پر رکھ اور آنکھین بند کر مینے ایسا ہی کیا جب مینے آنکھ کھولی تو اپنے آپکو اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا پایا **نقل** ہے کہ ایک وقت آدھی رات گذری ہوگی کہ ستر آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن مین حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کی کرامت کا تذکرہ ہوا اُنہون نے کہا ہم تو جب جانین کہ جب حضرت خواجہ اسیوقت ہم سب لوگونکو جدا جدا کھانا کھلا دین اور جو ہم اپنے جی مین خیال کرین وہی کھانا ہو۔ سب نے کہا ہان بات ٹھیک ہے آؤ اسی پر اُنہین آزمائین۔ غرضکہ یہ خیال کر کے حضرت خواجہ کے پاس آئے حضرت خواجہ نے اُنہین دیکھکر فرمایا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم اور اُنہین اپنے سامنے بٹھایا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر اپنے دونون ہاتھ آسمان کیطرف کیئے اُسیوقت ایک خوان ستر قسم کا غیب سے موجود ہوا۔ خواجہ نے ہر ایک کو اُنکی خواہش کے موافق کھانا تقسیم فرمایا وہ ستر کے ستر یہ کرامت دیکھکر دل وجان سے معتقد ہو کر مرید ہوگئے اور ظاہری وباطنی کمالات کو پہونچے

واضح ہو کہ آپ کے چار خلفاء بڑے نامور گذرے ہین۔

(۱) حضرت خواجہ معین الحق والدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) خواجہ نجم الدین صغری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) شیخ سعدی لنگوئی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) خواجہ محمد ترک رحمۃ اللہ علیہ۔

آپکی وفات پانچوین ماہ شوال ۶۱۷ھ ہجری کو ہوئی اکیانوے برس کی عمر پائی ۵

رفت از دنیا چو در خلد برین سال وصلش قطب وقت آمد عیان ۶۳۳ھ		شیخ عثمان مقتدائے اولیا جلوہ گر شد نیز تاج الاصفیا ۶۱۷

ذکر حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الحق والشرع والدین حسن سنجری ثم الاجمیری قدس سرہ

آپ عظما اولیا اور کبرائے مشائخ چشت سے ہین آپکی کرامت و ریاضت معروف ہین۔ صاحب شان عظیم اور مرتبہ عالی تھے آپکو خرقہ فقر و ارادت حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے حاصل تھا۔ آپکی تشریف آوری سے ہندوستان نور اسلام سے منور ہوا۔ اور آپ ہندوستان مین امام طریقہ ہوئے۔ آپنے ہمیشہ فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی ہے جسپر نظر ڈالتے خدا تک پہونچا دیتے۔ اور سات دن کے بعد پانچ مثقال خشک روٹی پانی مین بھگو کر تناول فرماتے اور وہ ہر اکپڑا بخیہ کا پہنتے اور جب پھٹ جاتا تو اسپر پیوند لگا لیتے۔

اصل وطن آپکا قصبہ سنجر ہے۔ نسب پاک آپکا بارہوین پشت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک اسطرح پہنچتا ہے کہ حضرت معین الدین غیاث الدین کے بیٹے اور وہ سید کمال الدین کے اور وہ سید احمد حسین کے اور وہ سید طاہر کے اور وہ سید عبد العزیز کے اور وہ سید ابراہیم کے اور وہ امام علی رضا کے اور وہ موسیٰ کاظم کے اور وہ امام جعفر صادق کے اور وہ محمد باقر کے اور وہ علی زین العابدین کے اور وہ سید الکونین امام حسین بن علی مرتضے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سید غیاث الدین آپکے والد بزرگوار نے عراق مین وفات پائی اور وہین مدفون ہوئے اور آپکی والدہ اصفہان کی رہنے والی تھین۔ نشو و نما خراسان مین پائی۔ جبکہ حضرت خواجہ گیارہ برس کے ہوئے تو آپکے والد نے انتقال فرمایا تینون بیٹون نے ورثہ پدری تقسیم کرلیا۔ ایک قطعہ باغ حضرت خواجہ کے ورثہ مین آیا۔ ایکدن آپ اُس باغ ہی مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک مجذوب ابراہیم قلندر آیا۔ خواجہ آپکی تعظیم کو کھڑے ہوئے اور دست بوسی کی اور ایک درخت کے سایہ مین اُسے بٹھایا اور انگور کا خوشہ پیشکش کیا۔ مجذوب نے انگورون کیطرف کچھ رغبت نہ کی بلکہ تھوڑی کھلی بغل سے نکال کر اپنے مُنہ مین رکھی اور چبا کر اپنے ہاتھ سے خواجہ کے مُنہ مین دیدی۔ خواجہ اُسیوقت کھا گئے اُسکے کھاتے ہی انوار الٰہی دل مین جلوہ گر ہونے لگے اور کل اسباب دنیا آپکی نظر دل سے گر گیا اور دنیا سے دل سرد ہوگیا فی الحال باغ وغیرہ کو بیچکر مستحقونکو دیدیا اور خدا کی طلب مین چل کھڑے ہوئے اول سمرقند پہنچے وہان قرآن مجید حفظ کیا اور علوم ظاہری کی تعلیم مین سرگرم ہوئے پھر وہان سے

بعد تحصیل عراق کیطرف پہونچے اور قصبہ ہارون جو نیشاپور کے نواح مین ہے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کی خدمت مین پہونچکر مرید ہوئے اور برسون آپ کی خدمت مین رہے اور خدمات شایستہ بجالائے اور باطنی کام کی تکمیل کرکے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پھر وہان سے رخصت ہوکر بغداد کو چلے راہ مین قصبہ سنجان مین پہونچکر خواجہ نجم الدین کبری کی خدمت مین پہونچے وہان کوہ جودی پرکہ جہان حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان نوح کے بعد قائم ہوئی تھی گئے وہان غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی کے شرف خدمت سے مشرف ہوئے اور اُنکے ساتھ جیلان آئے اور جیلان سے پھر بغداد پہونچے اور کچھ دنون آپکے فیض صحبت سے مستفیض ہوئے اور نیز بغداد ہی مین شیخ ضیاء الدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے۔ پھر خواجہ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُن سے خرقہ خلافت پایا۔ پھر وہان سے ہمدان مین آئے اور استفادہ فیض باطنی مقبول یزدانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رح سے کیا۔ پھر جانب تبریز متوجہ ہوئے اور وہان ابوسعید تبریزی سے ملے اور اُنکی صحبت سے فائدے اُٹھائے پھر آپ اصفہان مین آئے وہان محبوب رحمانی شیخ محمد اصفہانی کے فیض صحبت سے مستفیض ہوئے۔ وہانسے میہنہ آئے اور خواجہ ابوسعید میہنگی سے ملے۔ پھر استرآباد آئے وہان پہونچکر خواجہ ناصر الدین استرآبادیؒ کی خدمت مین آئے یہ شخص بڑے بزرگ اور کامل الولایت شیخ خواجہ بایزید بسطامی رح کی اولاد مین سے تھے اور اُنکی عمر اُسوقت ایکسوستائیس برس کی تھی وہ بزرگ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالحسن خرقانی کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھے چند مدت خدمت فیض موہبت مین رہکر غزنین آئے اور کچھ دنون شمس العارفین شیخ عبدالواحد غزنی کی خدمت مین رہے جو کہ شیخ نظام الدین ابوالموید کے پیر تھے۔ سوائے ان حضرات کے صدہا اولیاء اللہ اور مشائخ عالیجاہ سے فیض باطنی حاصل کرکے بموجب حکم الٰہی ہندوستان تشریف لائے اور یہان اقامت فرمائی۔ حضرت خواجہ فریدالدین گنجشکر اجودہنی قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ جب حضرت خواجہ معین الدینؒ اصفہان تشریف لیگئے تو وہان خواجہ محمود اصفہانی سے ملے انہین دنون مین قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رح بھی وہان پہنچے اُنکا ارادہ تھا کہ مین خواجہ محمود اصفہانی سے دست بیع ہون مگر جب حضرت خواجہ معین الدین کو دیکھا تو وہ اُنکی طرف مائل ہوگئے اور ان ہی سے مرید ہوئے پھر باتفاق ہمدگر ہرات آئے وہانکا حاکم ایک شیعہ محمد یادگار تھا

کر جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیا کرتا تھا اور جو کوئی اُسکے قلمرو مین اپنی اولاد کا نام ابو بکر یا عثمان یا عمر رکھتا فوراً قتل کروا دیتا۔ حضرت خواجہ اسکے باغ مین اُترے اور لب حوض مقام کیا وہ جب اپنے باغ مین سیر کے لیئے آیا تو انکو دیکھکر غضبناک ہوا اور چاہا کہ اُنہین آزار دے کہ اس اثنار مین خواجہ کی نظر فیض اثر اُسپر جا پڑی فوراً بیہوش ہو کر گر پڑا خواجہ نے جب اُسکی یہ کیفیت دیکھی حوض سے پانی لیکر اُسپر چھڑکا جب اُسے ہوش ہوا تو وہ اُسیوقت اپنے عقیدہ سے پھر گیا اور قدمون مین آپڑا پھر مع اپنے اراکین کے حضرت خواجہ کا مرید ہوا اور بہت سامال و متاع اور خزانے شیخ کے آگے لا رکھے خواجہ نے فرمایا کہ یہ مال تیری ملک سے نہین ہے بلکہ یہ مال اُنکا ہے جنسے کہ بطریق ظلم لیا گیا ہے تجھے چاہیئے کہ جن جن سے یہ لیا ہے اُنہین کو پہونچا دے اُس نے ویسا ہی کیا اور اپنے لونڈی غلامونکو آزاد کر دیا۔ پھر چند روز خدمت عالی مین رہکر اپنے کام کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت پایا پھر وہ ظاہری و باطنی دونون علامتین حاصل کر کے ہرات ہی پر مامور کیا گیا۔ پھر حضرت خواجہ ہرات سے بلخ آئے اور شیخ احمد خضرویہ کے پاس ٹھہرے وہان ایک حکیم ضیاء الدین نامی بڑا مغرور تھا لیکن علم حکمت سے بڑا ماہر تھا مگر درویشونکا معتقد نہ تھا۔ ایک دن حضرت خواجہ دامن کوہ مین پہونچے اور کلنگ کا تیر سے شکار کیا اور آگ جلا کر کباب بنانے شروع کیئے اتفاقاً وہ حکیم بھی وہان آ پہونچا اور خواجہ کے پاس آکر بیٹھا خواجہ نے کباب حکیم کے سامنے رکھے حکیم کباب کھاتے ہی بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا بڑا ہی معتقد با اخلاص ہوا اور پھر مرید ہوا اور وہ سب کتابین حکمت کی دریا مین ڈالدین اور کاملان وقت سے ہوا اسکے بعد حضرت خواجہ بلخ سے غزنین مین آئے اور بعد حصول صحبت شمس العارفین شیخ عبدالواحد غزنوی کہ جنکا ذکر ابھی اوپر کیا گیا ہی لاہور مین آئے اور دو مہینے تک شیخ علی ہجویری رح کے مزار پر انوار پر معتکف رہے بعد حصول فوائد باطنی لاہور سے دہلی آئے اور دہلی مین قیام کر کے بتاریخ ۱۰ ماہ محرم سنہ ۵۶۱ھ رونق افزای دار الخیر اجمیر ہوئے سب سے اول جو شرف ارادت سے مشرف ہوا وہ میر سید حسین خنگ سوار ہے کہ اول مذہب شیعہ رکھتا تھا پھر تائب ہو کر آپکا مرید ہوا اور اعلیٰ مرتبہ پر پہونچا۔ پھر تو ہزارہا اشخاص چھوٹے بڑے آنے شروع ہوئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوتے گئے یہانتک لوگ آکر مسلمان ہوئے کہ اسلام کا چراغ ہندوستان مین آپ ہی کی ذات پاک سے روشن ہوا نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ اجمیر آئے تو آپ شہر کے باہر ایک درخت کے نیچے اُترے وہان رات کو راجہ کے اونٹ بندھا کرتے تھے

جب رات ہوئی تو سلبان اونٹ لیکر آئے اور کہا کہ اس جگہہ تو راجہ کے اونٹ بندہتے ہین تم
یہان کسطرح بیٹھ گئے یہان سے اُٹھو آپ وہان سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ ہم یہانسے چلے
جاتے ہین تمہارے اونٹ یہان بیٹھے رہین۔ بس آپ تو وہان سے اُٹھکر آنا ساگر کے حوض پر آئے
جہان بہت سے بُت بنے ہوئے تھے اور وہان قیام فرمایا جب صبح ہوئی تو سلبان ہر چند چاہتے تھے
کہ اونٹ اُٹھین مگر نہ اُٹھ سکے یہ حالت ہوگئی کہ گویا کسی نے اُنکے سینے باندہ دیئے اور زمین سے
وصل ہوگئے آخر ساربانون نے جانا کہ رات والے فقیر کی بد دعا سے یہ حال ہوا ہے وہ ڈہونڈہتے
ڈہونڈہتے حضرت خواجہ کے پاس پہونچے اور بہت سی معذرت کی آپنے فرمایا جاؤ تمہارے اونٹونکے
لئے خدا کیطرف سے کھڑے ہونیکا حکم ہوگیا ہے ساربان جاکے دیکھین تو واقعی اونٹ کھڑے ہوئے
ہین جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی تو اسلام کے دشمن اکھٹے ہوکر اجمیر کے راجہ کے پاس گئے اور عرض
کیا کہ ایک بیگانہ شخص معبد خانہ مین ٹھہرا ہوا ہے اسکا وہان ٹھہرنا اچھا نہین ہے کیونکہ وہ ہمارے
مذہب کے خلاف ہے اُسکے اخراج کا حکم صادر فرمایا جاوے۔ راجہ نے لوگون کو حکم دیدیا کہ اس فقیر کو وہان
سے نکالکے ہماری سرحد سے باہر کردو۔ راجہ کے نوکر اکھٹے ہوکر خواجہ کے پاس آئے اور آپکو تکلیف
دینے پر مستعد ہوئے خواجہ نے ایک مٹھی خاک لیکر آیۃ الکرسی پڑھکر اُنپر پھینکدی فدا فدا اسی خاک
ہر ایک کے سر پر پڑی سبکا بدن خشک ہوگیا اور حس و حرکت سے عاجز ہوگئے اور باقی لوگ
مقہور ہوکر فرار ہوگئے۔ دوسرے دن اجمیر کے ہندو جو راجہ کی طرف سے بُت پرستی کے لئے
تالاب پر مقرر تھے رام دیو مہنت کے ساتھ جمع ہوکر آئے۔ حضرت خواجہ کے سامنے آتے ہی
سبکے جسمون پر لرزہ پڑگیا۔ اور رام دیو مہنت جو اُن سبکا سردار تھا حضرت خواجہ کی خدمت مین آیا
اور کلمہ پڑھکر داخل اسلام ہوا اور پھر وہ مہنت اُن ہندوؤن سے لڑا اور اُنسے مارکر بھگایا جبکہ خواجہ
نے یہ نمایان خدمت اُس رام دیو سے دیکھی ایک پیالہ پانی کا اُسے عطا فرمایا اُسنے اسیوقت پی لیا
پیتے ہی اسکا دل آئینہ کیطرح چمکنے لگا پھر وہ صدق ارادت سے مرید ہوا اور حضرت خواجہ نے اُسکا
نام شادی دیو (یعنے خوشیکا دینے والا) رکھا اور تکمیل کو پہونچایا۔ اس کرامت کے وقوع سے اجمیر کے
رہنے والے یہ جان گئے کہ یہ کوئی بڑا جادوگر ہے اسکے مقابلہ کے لئے کوئی جادوگر بڑا ہی چاہیئے
پس اجمیر کے راجہ نے جیپال جوگی کو کہ جو سب جادوگرونکا سردار تھا بلایا چنانچہ جیپال ڈیڑہ ہزار

چیلون سمیت جو ہر ایک فن کا جیپال تھا اجمیر کے راجہ کے پاس آیا اور پھر اُسکے حکم سے حضرت خواجہ کے مقابلہ کو آیا حضرت خواجہ نے ایک حصار کھینچ لیا اور فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس حصار کے اندر کسیکو دخل نہوگا۔ چنانچہ جیپال جادوگر نے ہزارون شعبدے کیے مگر ایک بھی نہ چلا۔ کہین سانپ اور اژدہے دکھائے کہین آگ برسائی ایک بھی کارگر نہوا۔ آخر جیپال لاچار ہوکر ہرن کی کھال پھینکر اُڑا حضرت خواجہ نے اپنی دونون جوتیان اوپر پھینکدین وہ جوتیان اُسکے سر پر جالگین اور پیٹنا لگنی شروع ہوئین آخر اسی حالت مین اُسے نیچے اُتار کر زمین جیپال رو دیا اور حضرت خواجہ کے قدمون پر گرا اور کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا اور مستدعی ہوا کہ مثل خضر مجھے بھی حیات دائمی عطا ہو آپنے اُسکے حق مین دعا کی اور فرمایا کہ جا عمر دائمی تجھے عطا ہوئی مگر لوگون کی نظرون سے پوشیدہ رہا کریگا۔ کہتے ہین کہ وہ جیپال ابتک اجمیر مین چھپا ہوا ہے اور ہر جمعرات کو روضہ عالیہ کی زیارت کو آیا کرتا ہے جبکہ اجمیر کا راجہ شادی دیو کیطرح جیپال سے بھی ناامید ہوا تو لاچار ہوکر واپس چلا گیا اور خواجہ کی مزاحمت سے دست کش ہوا۔ پھر حضرت خواجہ نے جسجگہ اب آپکا مزار ہے اپنی سکونت و بود و باش کے لیے مکان تجویز فرماکر قیام کیا اور اجمیر کے راجہ کو بہت سی مشفقانہ نصیحتین لکھکر اسلام کی دعوت دی اُسنے بالکل توجہ نہ کی خواجہ اُسکے اسلام سے ناامید ہو گئے اور فرمایا ؎

گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ	بآب کوثر ہرگز سفید نتوان کرد

آپنے فرمایا کہ ماترا از دست لشکر اسلام بقتل رسانیدیم انشاءاللہ تعالیٰ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سلطان شہاب الدین کہ جو سلطان نور الدین سام کے نام سے مشہور ہے ہند پر آیا اور اُسنے اُسے قتل کیا۔ اور رائے پتھورا کے ملازمین نے مسلمانون کو ستایا تھا تو آپنے اُسکے حق مین یہ فرمایا تھا کہ رائے پتھورا را بدست لشکر اسلام زندہ گرفتار کنانیدم۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا کہ سلطان قطب الدین ایبک ۵۸۸ھ مین دہلی کے تخت پر بیٹھا اور رائے پتھورا کو زندہ گرفتار کیا۔ آپکی کرامات بے حد و بے شمار ہین بسبب طوالت یہان اُنکا نقل کرنا دشوار ہے۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی دو بیبیان تھین۔ ایک کا نام بی بی عصمت تھا یہ سید وجیہ الدین کی دختر تھین ان سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام خواجہ ابو سعید۔ دوسرے کا نام خواجہ فخر الدین تیسرے کا نام خواجہ حسام الدین قدس اللہ سرہم العزیز۔ خواجہ ابو سعید کی عمر پچاس برس کی ہوئی

اور خواجہ فخر الدین فرزند ثانی بڑے بزرگ اور صاحب نعمت تھے آپکی وفات کے بعد بیس برس زندہ رہے ستر برس کی عمر پائی۔ اور خواجہ حسام پسر خورد لوگون سے غائب ہوگئے اور ابدالون کی صحبت مین جاملے اسوقت اُنکی عمر پینتالیس برس کی تھی اور اُنکے سات بیٹے تھے۔

دوسری بیوی ہند کے راجاؤن مین سے تھی جو آپکے پاس مسلمان گرفتار کرکے لائے تھے آپنے قبول فرماکر نکاح کیا تھا اور اُسکا نام امۃ اللہ رکھا تھا انسے ایک دختر پیدا ہوئی جسکا نام آپنے بی بی حافظہ جمال رکھا تھا۔ یہ صاحبزادی آپکی بہت ہی عابدہ و زاہدہ تھین اور ارادت اپنے والد ماجد سے رکھتی تھین ہزارون عورتین آپ سے فیضیاب ہوئین اور مقام قرب کو پہونچین۔ اگرچہ بی بی امۃ اللہ کے بطن سے اور بھی بچے پیدا ہوئے مگر وہ حالت شیرخوارگی ہی مین انتقال کرگئے رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعۃ واضح ہو کہ حضرت خواجہ کے خلفاء تو بے حد و بیشمار ہین لیکن تیمناً و تبرکاً چند خلفاء کے نام نامی واسم گرامی درج ذیل کئے جاتے ہین

(۱) قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی دکاکی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۲) خواجہ فخر الدین فرزند دلبند حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ
(۳) شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ۔
(۴) شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ۔
(۵) شیخ حمید الدین صوفی کہ لقب اُنکا سعد بن زید ہے اور نسب انکا اصحاب عشرہ مبشرہ تک پہنچتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ
(۶) خواجہ برہان الدین عرف بدور رحمۃ اللہ علیہ۔
(۷) شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ۔
(۸) شیخ محسن رحمۃ اللہ علیہ
(۹) خواجہ سلیمان غازی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۰) شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱) حضرت خواجہ حسن خیاط رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۲) جیپال جوگی المعروف بہ عبد اللہ کہ جس نے آپ کی دعا سے عمر جاودانی پائی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۳) شیخ صدر الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۴) بی بی حافظہ جمال صبیہ سعیدہ آنحضرت رح
(۱۵) شیخ محمد ترک نارنولی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۶) شیخ علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۷) خواجہ یادگار سبزواری رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۸) خواجہ عبد اللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۹) شیخ ستا کہ جنکے لئے حضرت خواجہ نے دعا کی اور وہ یہانتک لوگونکے دلوںمین عزیز ہوئے کہ خلق انکا بول و براز تک بطور تبرک لیجانے لگی۔ کہ مشک و عطر سے زیادہ خوشبو پائی جاتی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ
(۲۰) شیخ وحید برادر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ۔

وزرا نواب مقربین خاص

(۲۱) سلطان مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ - یہ سلطان مسعود غازی - سلطان سید سالار مسعود غازی شہید کے علاوہ ہین کہ جنکا مزار قصبہ بہرائچ مین ہے اور جو لوگ کہ سید سالار کو آپکا خلیفہ بتاتے ہیں وہ غلطی پر ہین کیونکہ انکی اور حضرت کی وفات مین دو سو دس برس کا فاصلہ ہے ۔

صاحب سیر الاقطاب فرماتے ہین کہ جس شب حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا اُس رات عشا کی نماز پڑھکر آپنے حجرہ خاص کا دروازہ بند کر لیا اور خاص لوگونکو بھی آنے جانے سے منع کر دیا جو لوگ کہ محرمان درگاہ تھے وہ حجرہ کے آستانہ پر بیٹھے رہے اور تمام شب پاؤن کی سی آواز سنتے رہے جیسے کوئی وجد مین ہوتا ہے لوگ سمجھے رہے کہ خواجہ وجد مین ہین آخر رات وہ آواز موقوف ہوگئی جب نماز کا وقت ہوا ہر چند لوگون نے دستک دی اور آواز دین مگر کوئی جواب نہ پایا - ناچار دروازہ کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رحمت حق سے جا ملے اس رات مین کئی اولیا اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ ہم آج محبوب اللہ معین الدین کے استقبال کو آئے ہین ۔

لوگون نے حضرت خواجہ کے پیشانی مبارک پر بخط روشن یہ کلمہ لکھا ہوا پایا - حبیب اللہ مات فی حب اللہ ولادت باسعادت آپکی باتفاق اہل تواریخ ۵۳۰ھ اور وفات آپکی روز دوشنبہ ۶ ماہ رجب المرجب ۶۳۳ھ عہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش مین ہوئی مزار مبارک آپکا دار الخیر اجمیر ہے اول تو کچی اینٹون سے تعمیر کیا گیا تھا پھر پتھر کی عمارت اُسپر قائم کیگئی اور پہلی عمارت بدستور رکھی مزار مبارک کی بلندی اسوجہ سے ہے سب سے پہلے جس نے مقبرہ مبارک کی تعمیر کی وہ خواجہ حسین ناگوری تھے پھر اُنکے بعد اور سلاطین نے - اور بادشاہ صاحب قرآن ثانی شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ غازی نے مزار مبارک کے پہلو مین سنگ مرمر کی ایک مسجد تعمیر کرائی ہے جو دیکھنے کے قابل ہے ۔

قطعہ تاریخ وفات

خواجۂ والا معین الدین کہ از انوار او	گشت روشن در دو عالم ماہتاب ملک ہند
محو شد در نور حق چون آن مہ چرخ یقین	شد ندا از چرخ چارم آفتاب ملک ہند
	۶۳۳ھ

مختصر احوال حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاسلام والدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ

واضح ہو کہ حضرت خواجہ بڑے اولیای کاملین سے تھے شان عظیم اور رتبہ عالی رکھتے تھے مستجاب الدعوات تھے جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے وہی ہو کر رہتا تھا آپکو خرقہ فقر وارادت حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی آپ سادات اوش مین سے حسینی سید تھے۔ اوش ماورار النہر کے قصبو مین سے ایک قصبہ ہے۔ نسب شریف آپکا کئی واسطون سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ تک اسطرح پہنچتا ہے۔ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سید کمال الدین کے بیٹے وہ سید احمد اوش کے وہ سید کمال الدین کے وہ سید محمد کے وہ سید احمد حسن کے وہ سید معروف کے وہ سید احمد حسینی کے وہ سید رضی الدین کے وہ حسام الدین کے وہ سید رشید الدین کے وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے۔

نقل ہے کہ جب عمر خواجہ کی ڈیڑھ برس کی ہوئی تو آپکے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا آپ کی والدہ حیات تھین وہی آپکی پرورش کرتی رہین جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپکی والدہ نے اپنے ہمسایہ سے کہ وہ بہت نیکبخت اور صالح تھا۔ کہا کہ اس بچہ کو کسی ایسے معلم کے پاس بٹھادو جو علوم ظاہری و باطنی سے آگاہ ہو یہ کہکر بچہ کو اُنکے سپرد کیا اور کچھ شیرینی بھی ساتھ کی ہمسایہ انکو لیکر معلم کے پاس چلا رستہ مین ایک بزرگ ملے وہ پوچھنے لگے کہ اس لڑکے کو کہان لیئے جاتے ہو کہا مکتب مین بٹھانے کے لیے۔ انہون نے کہا اس بچے کو میرے حوالے کرو کہ مین ایسے معلم کے پاس بٹھاؤن جو کمالات علمی کو پہنچا دے پس وہ بزرگ شیخ ابو حفص اوشی قدس سرہ کے پاس لیگئے اور فرمایا کہ حکم احکم الحاکمین اس طور پر ہے کہ اس بچے کی ترتیب و تکمیل مین زیادہ سعی کیجائے شیخ ابو حفص نے جان و دل سے قبول کیا اور وہ بزرگ رخصت ہوئے اُسوقت شیخ ابو حفص بولے کہ اے بچے تو بڑا بختیار ہے اور صاحب نصیب ہے کہ تیری تعلیم و تربیت کی سعی کیلئے حضرت خضر علیہ السلام آئے۔ غرضکہ شیخ ابو حفص تعلیم مین بہت سعی کرنے لگے آخرالامر خواجہ نے تھوڑے ہی دنون مین سند تکمیل حاصل کی اور جب بالغ ہوئے تو علم باطنی کی تلاش مین رجوع ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رح کی خدمت مین پہونچے اور بیعت کی سترہ برس کی عمر مین خرقہ خلافت حاصل کیا اور حسب الارشاد پیر رشد منصب دہلی کی قطبیت پر مامور ہو کر آئے آپ دہلی تشریف لائے اور خلق اللہ کی ہدایت مین مشغول ہوگئے ہزارون طالبان حق آنے لگے خواجہ نجم الدین

صغری خواجہ اجمیری رح کے پیر بھائی تھے اور دہلی ہی مین سکونت رکھتے تھے۔ یہ بات دیکھ غبطہ کرنے لگے۔ اُن ہی دنون مین خواجہ بزرگ بھی اجمیر سے یہین تشریف لائے شہر کے اکابر و اصاغر سب ہی تو زیارت کو آئے اور ملاقات کی مگر خواجہ نجم الدین صغری نہ آئے خواجہ بزرگ خود انکے مکان پر ملنے کو گئے اور رنجیدگی کا سبب پوچھا کہا تمنے قطب الدین کو ایسا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے کہ تمام شہر کے آدمیونکا اسکے دروازہ پر ہجوم رہتا ہے اسکے سوا کوئی کسیکو ایک برگ سبز سے بھی یاد نہین کرتا خواجہ بزرگ یہ بات سُنکر ناخوش ہوئے اور کہا بابا قطب الدین تمسے بعض لوگ ناراض مین بہتر یہی ہے کہ ہمارے ساتھ اجمیر ہی چلو۔ خواجہ پیر کے حکم کے موافق ساتھ ہولیئے اور اجمیر جانے لگے یہ خبر دہلی والون کو پہونچی سب چھوٹے بڑے عورت و مرد نے زاری کی اور خواجہ بزرگ سے فریاد کی کہ آپ انکو یہان سے نہ لیجائیے کہ ہم غریبونکو جدائی کی تاب نہین ہے۔ جب خواجہ بزرگ نے خلقت کا یہ حال دیکھا تو آپ نے بھی یہین رہنے کی اجازت دیدی آپ بدستور رونق افزاے دہلی ہوئے۔ جب کئی سال اسطرح گذر گئے تو خواجہ بزرگ نے انکو بلا بھیجا اور اپنے روبرو بلا کر کلاہ اور دستار اپنے ہاتھ سے عطا فرمائی اور عصاے شیخ عثمان ہارونی اور مصحف اور مصلا اور خرقہ بھی مرحمت فرمایا اور کہا کہ یہ امانت تمکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پہونچی تھی سو مین نے تمکو دیدی مین حق ادا کر چکا تم بھی نیک حق ادا کرنا کہ قیامت کو شہنشاہ نبوت کے روبرو شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے یہ فرماکر پھر دہلی کو رخصت کر دیا۔ خواجہ کو آٹھ روز یہان آئے ہوئے ہوئے تھے کہ خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔ آپ کی کرامات بیحد و بیشمار ہین اس مختصر مین اُنکے لکھنے کی گنجایش نہین شایقین سیر الاقطاب و سیر الاولیا و چشتیہ بہشتیہ وغیرہ ملاحظہ فرماوین۔

واضح ہو کہ آپکے سر دفتر خلفاء قطب الاقطاب شیخ فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ اور انکے بعد شیخ بدر الدین غزنوی۔ و شیخ برہان الدین بلخی۔ و شیخ ضیاء الدین رومی و سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی۔ و شیخ بابا سنجری بحر دریا و مولانا فخر الدین حلوائی و شیخ رحمۃ تماجی۔ و شیخ حسین و شیخ فیروز۔ و شیخ بدر الدین سوے تاب برادر شیخ شاہی سوے تاب و شاہ خضر قلندر۔ و شیخ نجم الدین قلندر و خواجہ پیر و شیخ سعد الدین و شیخ محمود بہاری و مولانا محمد حاجزی۔ و سلطان نصیر الدین غازی و قاضی حمید الدین ناگوری و مولانا شیخ محمد و مولانا برہان الدین حلوائی و شیخ شرف الدین ابوعلی قلندر

و مولانا خضر معین و مولانا سید و شیخ صوفی بدہن و شیخ جلال الدین ابو القاسم تبریزی کہ اول خرقہ خلافت ابو سعید تبریزی سے حاصل کیا۔ پھر فیض باطنی خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ و شیخ نظام الدین ابو المؤید و شیخ تاج الدین منور لوشی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

نقل ہے کہ ایکدن خواجہ قطب الدین بسواری چنڈول شہر کے باہر تشریف لیگئے جب وہاں پہونچے کہ جہاں اب آپکا مزار پرانوار ہے تو آپ وہان اتر پڑے اور دیر تک مراقب رہے پھر فرمایا کہ مجھے اس خاک سے بوے محبت آتی ہے آپنے اُس زمین کے مالک کو بلایا اور قیمت اور بہت سا انعام دیکر وہ زمین خریدلی اور فرمایا کہ ہمارا مدفن انشاءاللہ تعالیٰ اسی جگہ ہوگا۔

سیر الاقطاب میں آپکے انتقال کا حال اس طرح لکہا ہے کہ ایکدن خانقاہ والا جاہ میں ہنگامہ سماع گرم تھا اور قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے ؎

عاشق رویت کجا بیند بکس	بستہ مویت کجا بیند خلاص

خواجہ کو اس قول کے سننے سے وجد کی حالت طاری ہوئی۔ قوالون کو آپنے اپنے سامنے بلایا اور تواجد شروع کیا۔ اتنے میں صلاح الدین پسر کریم الدین و نصیر الدین غزلخوان نے یہ بیت شروع کردی

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جان دیگرست

اس بیت کے سنتے ہی آپ پر وہ حالت طاری ہوئی کہ دس دس گز زمین سے اُچھلنے لگے تین روز تک یہی حالت رہی سوائے نماز کے اور کسیوقت ہوش نہوا۔ جب نماز پڑھ لیتے پھر وجد کرنے لگتے۔ تین دن کے بعد خواجہ کے ہر بُن مُو سے صدائے تسبیح اسم ذات جاری ہوئی اور خون کے قطرے گرنے شروع ہوئے جو قطرہ زمین پر گرتا تھا نقش اللہ بنجاتا تھا۔ چار دن کے بعد رونگٹے رونگٹے کی جڑ سے اور نیز ہر ایک اعضا سے صدائے سبحان اللہ برآمد ہونے لگی اور قطرات خون کے جب زمین پر گرتے تھے نقش سبحان اللہ والحمد للہ بنجاتے تھے اور جب غزلخوان یہ لفظ کہتے۔ کشتگان خنجر تسلیم را۔ گویا کہ حضرت خواجہ اس جہان سے گذر جاتے اور بالکل بے دم ہوجاتے اور جب وہ کہتے ہر زمان از غیب جان دیگرست۔ پھر زندہ ہوجاتے اور زمین سے جست لگاتے اور مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپتے۔ آخر بتاریخ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ کہ آغاز سماع سے پانچوان دن تھا قوالونکو اشارہ مصرع ثانی پڑہنے سے منع فرمایا۔ ایک نعرہ مارا اور جان عزیز جانان کو

سونپی انا للہ وانا الیہ راجعون - خفقت میں ایک ہنگامہ پڑ گیا جبکہ جنازہ فیض اندازہ تیار کیا گیا سلطان شمس الدین شاہ ہند کہ آپکا مرید اور خاص خلیفہ تھا۔ اور دیگر فقراء و علماء و مشائخ وغیرہ ہزارہا ہی وعوام سکنائے دہلی نماز کے لئے آئے۔ خواجہ ابو سعید نے کہا کہ حضرت خواجہ کی یہ وصیت ہے کہ میرے جنازہ کی نماز وہ پڑھائے جسنے کبھی حرام پر ازار نہ کھولی ہو اور عصر کی سنتیں اور تکبیر اولی اور فرائض نماز کبھی ترک نہ کئے ہوں جب یہ کہا گیا تو سلطان شمس الدین دیر تک خاموش رہا کہ کوئی شخص حاضرین میں سے اس صفات کا پیدا ہو اور وہ امام بنے جب بڑی دیر ہو گئی اور کوئی شخص پیدا نہ ہوا تو سلطان شمس الدین نے اپنے آپکو ظاہر کیا اور امامت کی اور کہا ہر چند میں چاہتا تھا کہ میری اس حالت کی کسیکو اطلاع نہو مگر خواجہ کی وصیت سے مجبور ہو گیا اور جنازہ کی نماز ادا کی۔ پھر ایک جانب سے سلطان نے جنازہ اٹھایا اور تین طرف اور اولیاء اللہ نے کندھا دیا اور مدفن مقدس پر لا کر دفن کر دیا باون سال کی آپنے عمر پائی۔ مزار آپکا دہلی سے سات میل کے فاصلہ پر زیارتگاہ خاص وعام ہے

جناب شیخ قطب الدین اوشی	کہ بود او مقتدائے شیخ و ہم شاب
بتولیدش رقم کن قطب عاشق	بگو ہم عاشق سالک درین باب
عجب تاریخ وصلش یافت سرور	ز قطب الدین مقدس قطب اقطاب
وگر تاریخ او جنت مقام ست	دو بارا خاتم الاسرار دریاب

ذکر حضرت شیخ فریدالحق والدین گنج شکر اجودھنی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ فرید اعیان اولیا اور ارکان اتقیا اور عظماء اصفیا اور صاحب ریاضت ومجاہدہ وتجرید وتفرید وکشف وکرامات وذوق وشوق ومحبت تھے۔ آپکے والد کا نام جمال الدین سلیمان تھا اور وہ خواہرزادہ سلطان محمود غزنوی کے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں کابل سے لاہور آئے اور کچھ دنوں شہر قصور میں کہ جو لاہور کے مضافات میں سے ہے سکونت اختیار فرمائی پھر شاہ ہند کے حکم سے ملتان گئے اور وہاں ملا وجیہ الدین خجندی کی دختر قرسم خاتون سے نکاح کیا انکے بطن سے تین فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔ ایک اعزالدین محمود۔ دوئم فریدالدین مسعود سوئم نجیب الدین متوکل۔ آپکا نسب آٹھ واسطوں سے فرخ شاہ والی کابل تک اور سترہ واسطوں

سے سلطان ابراہیم بن ادہم قدس سرہ تک اور شیس واسطون سے فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک اس طریق سے پہونچتا ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہ جمال الدین سلیمان کے بیٹے اور وہ شیخ شعیب کے اور وہ شیخ احمد کے اور وہ شیخ یوسف کے اور وہ شیخ محمد کے اور وہ شیخ شہاب الدین کے اور وہ شیخ احمد المشہور بفرخ شاہ والی کابل کے اور وہ نصیر الدین کے اور وہ محمود معروف بہ نشبمان شاہ کے اور وہ سلمان شاہ کے اور وہ سلیمان ابن مسعود بن عبد اللہ بن واعظ الاکبر کے اور وہ ابو الفتح بن اسحاق بن قطب العالمین سلطان ابراہیم بادشاہ بلخ کے اور وہ ادہم بن سلیمان بن ناصر الدین بن عبد اللہ کے اور وہ امیر المومنین فاروق اعظم عالی جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ کے۔

فرخ شاہ بادشاہ کابل کے بعد جبکہ کابل کا ملک شاہان غزنین کے ہاتھ مین آیا تو سلطنت کا کام خراب اور ابتر ہوگیا اور بادشاہ کے فرزند کابل ہی مین رہے۔ پھر جب چنگیز خان نے خروج کیا اور ایران و توران پر تصرف کیا تو کابل مین بھی حادثہ عظیم واقع ہوگیا۔ اس حادثہ مین آپ کے جد بزرگوار شہید ہوئے اور آپکے والد مع متعلقین ہندوستان کو چلے آئے اور یہان ہندوستان مین آکر رونق افروز ہوئے۔

ولادت آپکی ۵۶۹ھ قصبہ کھوتوال مضافات ملتان مین ہوئی اور نشو و نما ملتان ہی مین پائی اور خرقہ فقر و ارادت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ سے حاصل کیا اور قطب الموحدین و قطب الزاہدین و گنج شکر کے لقب سے مخاطب ہوئے۔

نقل ہے کہ جب آپ مکتب مین بیٹھے تو تھوڑے ہی دنون مین تحصیل علوم سے فراغ پائی اور قرآن حفظ کیا۔ پھر ملتان مین مولانا منہاج الدین کی مسجد مین پڑھنے کے لئے بیٹھے اور کتاب نافع شروع کی۔ جبکہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی ملتان تشریف لے گئے تو کہین اس مسجد مین بھی آپکا گذر ہوا۔ آپنے پوچھا کہ صاحبزادے کیا پڑھتے ہو انہون نے عرض کیا کہ نافع آپنے فرمایا نافع خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ کے دل مین آپ کا یہ فرمانا ایسا موثر ہوا کہ یہ مرید ہوگئے اور چلتے وقت آپ کے ساتھ دہلی جانے لگے۔ حضرت خواجہ نے یہ بات منظور نہ فرمائی اور کہا کہ بالفعل یہین رہو اور تحصیل

علوم ظاہری مین خوب کوشش کرو پھر اسکے بعد میرے پاس آو کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان ہے
اسکے بعد شیخ ملتان سے قندہار گئے وہان سے بعد تحصیل علوم بغداد پہونچے اور شیخ شہاب الدین
سہروردی و سیف الدین باخرزی و سعد الدین حموی و بہاء الدین حموی و شیخ بہاء الدین
زکریا ملتانی و شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ فرید الدین محمد نیشاپوری وغیرہ کے شرف صحبت سے
مستفید و مستفیض ہوئے۔ پھر دہلی آئے۔ اور پھر روشن ضمیر خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین
بختیار کاکی اوشی رہ کی خدمت فیض موہبت مین آئے۔ حضرت خواجہ نے آپکے لئے ایک علحدہ
حجرہ عبادت کے لئے مقرر فرمایا اور آپ کی تربیت و تکمیل مین بڑی کوشش فرمائی اور خرقہ
خلافت عطا فرمایا۔ صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہین کہ اوائل مجاہدہ مین حضرت خواجہ نے
شیخ فرید کو طے کے روزے کے لئے ارشاد فرمایا کہ تین دن کے بعد افطار کرنا انہون نے
ایسا ہی کیا۔ افطار کے وقت ایک شخص کھانا لایا انہون نے تناول فرمایا تھوڑی دیر کے
بعد وہ کھانا براہ قے نکل گیا صبح کو جبکہ خواجہ کی خدمت مین پہونچے تو فرمایا بابا فرید کل کا
کھانا خمر فروش کے گھر کا تھا خدا نے بڑی مدد کی کہ تمہارے پیٹ مین نہ رہا اب تین دن کے
بعد جو کچھ غیب سے آئے اُس سے افطار کرنا۔ جب تین دن یہ بھی گذر گئے اور کھانا نہ آیا تو
شیخ نے بھوک کی شدت کے سبب کہ چھ دن گذر گئے تھے بے طاقت ہوکر پھر رات گئے زمین
پر ہاتھ مارا اور کئی کنکریان اُٹھا کر منہ مین ڈال لین وہ شکر ہوگئین جب آپنے معلوم کیا کہ یہ تو
شکر ہے فوراً منہ سے نکال ڈالین کہ کہین خطرہ شیطانی نہو۔ آدھی رات کے بعد پھر ایسا ہی
اتفاق ہوا۔ پھر سمجھے کہ یہ انعام آلہی ہے خطرہ شیطانی نہین ہے۔ علی الصباح پیر روشن ضمیر کی
خدمت مین گئے آپنے فرمایا کہ ہرچہ از غیب ست بے عیب ست۔ حالا گنج شکر شدی حق سبحانہ
تعالیٰ نے بپاس خاطر تو خاک را شکر کرد۔

آپ کی کرامات بے حد و بیشمار ہین مگر یہان بسبب طوالت درج نہین کی گئین۔ زوجہ منکوحہ
آپ کی بی بی ہزیرہ دختر غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی کی ہین کہ شاہ غیاث الدین نے
اپنی تخت نشینی سے پہلے حضرت بابا فرید سے نکاح کر دیا تھا۔ انکے بطن سے چھ لڑکے
اور تین لڑکیان پیدا ہوئین چنانچہ اسم مبارک اُنکے یہ ہین۔

شیخ عبد اللہ - یہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے تھے اور انکے کوئی اولاد نہ تھی مفسدون نے خردسالی مین شہید کر دیا تھا۔ مرقد انکا پاک پٹن مین بیرون شہر بجانب جنوب قریب مزار پرانوار شیخ ہے۔ اور عبد اللہ بیابانی کے نام سے مشہور ہین۔

شیخ بدر الدین سلیمان یہ صاحب سجادہ اور اپنے پدر بزرگوار کے جانشین تھے۔ چھ لڑکے اور پانچ لڑکیان رکھتے تھے انکا مرقد گنبد معلی کے اندر ہے۔ انکو سوائے سلسلہ پدری کے نسبت ارادت چشت سے علیحدہ بھی تھی چنانچہ شیخ کی حیات مین مقام چشت سے اکثر خواجگان انکے پاس آیا کرتے تھے۔

شیخ بہاء الدین ملقب بہ شہاب الدین۔ انکا لقب شہاب الدین ہی تھا اور گنج العلم بھی تھا علوم ظاہری مین بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ مرقد انکا شیخ کے روضے کے اندر ہے۔

شیخ یعقوب۔ کہتے ہین کہ یہ رجال الغیب مین جا ملے اور لوگون کی نظرون سے غائب ہو گئے اس لیے مرقد مقدس کا پتہ نہین ہے۔

شیخ نظام الدین۔ شیخ کے بڑے محبوب تھے جہاد مین شہید ہو گئے۔

شیخ نصیر الدین عرف نصر اللہ۔ انکے چھ لڑکے تھے۔ شیخ ان کو بہت دوست رکھتے تھے۔ مزار انکا موضع چاولیانہ مضافات پرگنہ قبولہ مین واقع ہے چنانچہ شیخ کے والد بزرگوار و اعز الدین شیخ کے برادر کلان۔ ان دونونکا مزار بھی اسی جگہ ہے اور اُس گاؤن کے متصل ایک کنوان ہے کہ جہین شیخ نے اُلٹے لٹک کر چلہ کشی کی ہے۔ اور آپ کی تینون صاحبزادیون کے نام یہ ہین۔

بی بی فاطمہ۔ انکا نکاح شیخ نے بدر الدین اسحاق سے کیا کہ جو صحیح النسب بخاری او خلیفہ اعظم شیخ کے تھے ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے خواجہ محمد و خواجہ موسیٰ۔

بی بی مستورہ۔ انکا نکاح شیخ عمر صوفی فاروقی سے ہوا ان سے ایک پسر ہوا جسکا نام شیخ محمد تھا۔

بی بی شریفہ۔ جوانی ہی مین بیوہ ہو گئی تھین اور کوئی اولاد نہ رکھتی تھین مرتے دم تک خدا ہی کی یاد مین لگی رہین بڑی ولیہ کاملہ تھین۔ چنانچہ آپکے والد فرمایا کرتے تھے

کہ اگر خلافت وسجادہ عورت کے لیئے جائز ہوتا تو بیشک بی بی شریفہ اس قابل تھین کہ انہین خلافت دیجاتی ۔

بعض کہتے ہین کہ آپکی چار دختر تھین چوتھی صاحبزادی آپکی شیخ علی احمد صابر سے منسوب تھین وہ آپکے داماد اور خلیفہ خاص تھے ۔ سیر الاقطاب مین لکھا ہے کہ شیخ علی احمد صابر حضرت باوا صاحب کے بھانجے بھی تھے اور داماد بھی تھے ۔ واللہ اعلم بالصواب

آپکے خلفاء اگرچہ بہت گزرے ہین لیکن جنکے نامہای واسم گرامی کتابون مین پائے گئے درج ذیل کیے جاتے ہین

سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رح۔
جمال الدین قطب ہانسوی رح۔
بدر الدین سلیمان بن خواجہ فرید الدین گنجشکر رح
شیخ شہاب الدین گنج علم بن شکر گنج رح۔
شیخ نظام الدین شہید بن شکر گنج رح۔
شیخ یعقوب بن شکر گنج رح۔
شیخ نصیر الدین بن شکر گنج رح
بدر الدین اسحاق غزنوی رح
شیخ دھارو خادم شیخ رح
شیخ زین الدین دمشقی رح
شیخ شکر ریز رح۔
شیخ علی شکر باران رح
شیخ علی سیالکوٹی رح
شیخ محمد سراج رح۔
شیخ دھن ویا رح
شیخ جمال عاشق کامل رح

شیخ نجیب الدین متوکل برادر حقیقی شکر گنج رح۔
شیخ عارف شبستانی رح
شیخ ذکریا سندھی رح۔
شیخ صمد دیوانہ رح۔
داؤد پالہی رح۔
شیخ جلال الدین رح
شیخ رکن الدین رح
شیخ محمد بن محمود کرمانی رح
شیخ منتجب الدین بہادر شیخ برہان الدین غریب رح
شیخ یوسف رح
شیخ برہان الدین صوفی ہانسوی ابن شیخ جمال الدین قطب ہانسوی رح
شیخ محمد شاہ غوری رح
مولانا محمد سولہانی رح
مولانا علی بہاری رح
شیخ محمد نیشاپوری رح
شیخ حمید الدین سکانی رح

وفات آپکی بقول صاحب اخبار الاخیار وسفینۃ الاولیا ۵ محرم روز سہ شنبہ سنہ ۶۶۴ھ وبقول صاحب تاریخ فرشتہ سنہ ۶۶۸ھ وتذکرۃ العاشقین وشجرہ چشتیہ باقوال معتبر سنہ ۶۷۰ھ مزار پرانوار آپکا پاک پٹن پنجاب زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

قطعہ تاریخ وفات از فخر الواصلین

فرید الدین کہ او گنج شکر بود	چو در ذاتِ خدا شد محو مطلق
بمظہر گفت ہاتف سال نقلش	فرید الدین ولی واصل حق

مختصر احوال حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الحق والشرع والدین بدایونی ثم الدہلوی قدس سرہٗ

آپ خلفاء نامدار ومحرمان اسرار ومحبان باوقار حضرت شیخ فرید الملت والدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ سے ہین اسم گرامی آپکا محمد بن احمد دانیال بن علی بخاری رح ہے اور لقب آپکا سلطان المشائخ وسلطان الاولیا وسلطان السلاطین ومحبوب الٰہی ہے۔ دیار ہندوستان آپکے آثار وبرکات سے مملو ہے آپکے جد بزرگوار اور جد مادری خواجہ عرب تھے دونون مع آپکے والد کے بسبب حوادث روزگار بخارا سے لاہور تشریف لائے اور کچھ دنون وہان رہکر بدایون مین سکونت پذیر ہوئے۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیا سنہ ۶۳۴ھ مین کہ سال وفات شمس الدین التمش وخواجہ قطب الدین بختیار کا تھا پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوئے تو والد بزرگوار نے آپکے وفات پائی اور بدایون مین مدفون ہوئے آپکی والدہ ماجدہ کا نام بی بی زلیخا تھا۔ انہون نے انکی تربیت مین بڑی کوشش کی اور شیخ نے بھی چھوٹی ہی عمر مین علوم حدیث تفسیر صرف ونحو منطق معانی وغیرہ سے فراغ حاصل کر کے دستار فضیلت حاصل کی اور بیس سال کی عمر مین شیخ نجیب الدین متوکل برادر حقیقی حضرت فرید الملۃ والدین کی خدمت مین حاضر ہو کر انکے وسیلہ سے اجودھن حضرت شکر گنج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مرید ہوئے اور سبب شوق زیارت حضرت فرید الملۃ والدین یہ ہوا کہ ایک شخص ابو بکر نامی قوال سفر سے آیا ہوا تھا اور شیخ کے روبرو سیر وسیاحت کا تذکرہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مین نے ملتان مین بہاء الدین زکریا ملتانی کو دیکھا کہ وہ بڑے ہی عابد وزاہد متقی اور صاحب کرامت وخوارق وذاکر ہین انکی آٹا پیسنے والی لونڈیان بھی کام کرتے مین ذکر کرتی ہین پھر مین وہان سے اجودہن آیا تو ایک درویش کیا بلکہ ایک شاہ کو دیکھا کہ انکا نام

فریدالدین ہی کہ کرامات والق اور زہد وورع مین اپنا ثانی نہین رکھتے طالبونکو جت کرتے ہی خدا تک پہنچاتے ہین حق تعالی نے انکی ذات کو اپنی نعمت کا قاسم بنایا ہی حضرت شیخ نظام الدین کو بڑا اشتیاق ہوا اوراسیوقت حضرت شیخ نجیب الدین کی خدمت مین حاضر ہوکر بحضور حضرت فرید العصر باریاب ہوئے۔ لکھا ہی کہ جب حضرت شیخ نظام الدین بابا فرید کی خدمت مین حاضر ہوئے تو یہ بیت زبان گوہر فشان سے فرمائی ع

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

چنانچہ سلطان المشائخ نے اپنی کیفیت خود راحت القلوب مین لکھی ہے شائقین ملاحظہ فرمائین۔ سیر الاقطاب اور سیر الاولیاء مین لکھا ہو کہ جب سلطان المشائخ بعد عطاء خرقۂ خلافت پیر روشن ضمیر سے رخصت ہو کر دہلی آئے تو بالہام غیبی بمقام غیاث پور سکونت فرمائی۔ معاش آپکی بہت ہی تنگ تھی چار چار روز تک روزہ اونکو کچھ نہ پہونچتا تھا کہ جس سے افطار کرین ایک بڑھیا عورت بڑی پارسا تھی آپکے ہمسایہ مین رہا کرتی تھی اور چرخہ کات کر گزران کیا کرتی تھی ایکدن اُسے خبر ملی کہ درویش لوگ فاقہ سے ہین ڈیڑھ سیر جو کا آٹا اُسکے پاس موجود تھا وہ لیکر شیخ کی خدمت مین آئی۔ شیخ کمال الدین یعقوب جو آپکے اعلے یارون مین سے تھے انکو ارشاد فرمایا کہ لیلو اور مٹی کی ہانڈی مین تھوڑا پانی ڈالکر جوش دو شاید کہ بندگان خدا سے کسی آنیوالے کا بھی حصہ ہو جب ہانڈی چولہے پر رکھی گئی تو اُسمین جوش آیا ناگاہ ایک درویش دلق پوش آیا اور آتے ہی بلند آواز سے کہا کہ اے نظام الدین جو کچھ طعام حاضر ہے میرے لیئے لا آپنے کہا ذرا ٹھہر و ہانڈی پک رہی ہی پک جائے تو آپکو کھلاؤن اُسنے کہا تم خود کھڑے ہو جاؤ جیسا کچھ کچا پکا ہے لے آؤ۔ شیخ کھڑے ہوئے اور آستین لگا کر دونون کنارے ہانڈی کے پکڑکر اُس درویش کے آگے لا رکھی اُسنے جلتی ہوئی ہانڈی مین ہاتھ ڈالکر کھانا شروع کر دیا اوسکا ہاتھ کی گرمی کا اثر اُسے کچھ نہ پہونچا بقدر حاجت اُسنے کھانا کھایا پھر کھڑا ہوا اور ہانڈی کے دونون کنارے پکڑکر زمین سے اُٹھا کر دے مارا چنانچہ ہانڈی ٹوٹ گئی۔ چلتے وقت کہنے لگا کہ اے نظام تو نے باطنی نعمت تو فرید سے پائی۔ اور تیرے فاقہ و افلاس ظاہری کی دیگ مینے توڑ دی اب تو ظاہر و باطن دونونکا سلطان ہوا۔ یہ کہکر لوگونکی نظرونسے غائب ہوگیا اُسی روزسے اسقدر فتوح ہوئی کہ کچھ حساب نہ ہا اور دو ہزار تنگہ سرخ روزانہ آپکے مطبخ مین خرچ ہونے لگا۔

نقل ہے کہ سلطان المشائخ متاہل نہ تھے تمام عمر تجرید ہی مین گذاری اسوجہ سے سلسلہ نسبی آپ سے نہین ہے۔ آپکی کرامات بحد و انتہا ہین اور سیر کی تمام کتابین آپکے حالات سے پر ہین

یہاں اس مختصر میں اُنکے لکھنے کی گنجایش نہیں۔ اُنکے لکھنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔
نقل ہے کہ جب سلطان المشائخ کی عمر اکیانوے سال کی ہوئی تو آٹھ روز تک آپکو پیشاب پاخانہ نہ آیا اور آپکی طبیعت برابر علیل رہی آپنے اقبال خادم کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ جو کچھ اسباب و نقد میری ملک سے ہو یہاں لے آؤ تاکہ میں مستحقوں کو دوں اُسنے عرض کیا کہ جو کچھ اسباب یا فتوح سے زر نقد آتا ہے وہ تو روز کے روز تقسیم ہو جاتا ہے دوسرے دن تک نہیں رہتا ہاں کئی ہزار من غلہ کا تو انبار ہے جو روزمرہ لنگر میں صرف ہوتا ہے فرمایا اچھا اُسکو باہر نکالو اور مستحقوں کو پہونچاؤ جب غلہ کی تقسیم سے فارغ ہوئے اپنے کپڑوں کا بقچہ منگوایا اُس میں سے ایک دستار خاص اور پیراہن و مصلا اور سند خلافت مولانا برہان الدین غریب کو عطا کی اور دکن کیطرف رخصت کیا۔ ایک دستار اور پیراہن خاص مولانا شمس الدین یحیی کو مرحمت فرمایا اسیطرح بقچے کے سب کپڑے ہر ایک خلیفہ کو عنایت فرمائے مگر شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کو آپنے کچھ نہ دیا مجلس کے کل لوگ حیران ہولے کہ انکی محرومی کا نہ معلوم کیا سبب ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپنے شیخ نصیر الدین کو اپنے پاس بلایا اور خرقہ و مصلی اور تسبیح و کاسہ چوبین اور جو کچھ کہ آپکو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا وہ سب تمام و کمال اُنہیں عطا فرمایا اور کہا کہ تمہیں یہاں دہلی میں رہنا چاہیئے اور لوگونکی جفائیں اٹھانی چاہیئیں۔ پھر آپنے عصر کی نماز پڑھی ابھی آفتاب غروب نہوا تھا کہ آپکا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون خلق میں ایک تہلکہ پڑگیا۔ اور یہ حادثہ عظیم بروز چہار شنبہ ۱۸ ماہ ربیع الآخر ۷۲۵ھ کو وقوع میں آیا۔
مزار پر انوار آپکا دہلی سے تین میل پر زیارتگاہ خاص و عام ہے۔
آپکے خلفاء اگرچہ خارج از حد تحریر ہیں مگر تبرکاً چند خلفاء کے نام نامی و اسم گرامی حسب ذیل کیے جاتے ہیں
شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ سراج الدین عثمان رح۔ شیخ قطب الدین منور سپر شیخ برہان الدین رح۔ شیخ برہان الدین ملتانی رح۔ مولانا جمال الدین نصرت خان رح۔ مولانا فخر الدین مولانا ابوبکر سندوی رح۔ مولانا فخر الدین مروزی رح۔ مولانا علم الدین نیلی رح۔ شیخ برہان الدین غریب رح۔ مولانا وجیہ الدین یوسف رح۔ مولانا شہاب الدین امام رح۔ مولانا شیخ محمد قاضی محی الدین کاشانی رح مولانا وجیہ الدین پائلی رح۔ مولانا فصیح الدین رح مولانا شمس الدین یحیے رح۔ خواجہ کریم الدین سمرقندی رح۔ شیخ جلال الدین اودھی رح۔ مولانا جمال الدین رح۔ قاضی شرف الدین رح

مولانا کمال الدین یعقوب رح۔ مولانا بہاء الدین رح۔ شیخ مبارک رح۔ خواجہ معز الدین رح۔ خواجہ ضیاء الدین برنی رح۔ شیخ تاج الدین داوری رح مولانا موید الدین انصاری رح۔ خواجہ شمس الدین خواہرزادہ امیر خسرو رح۔ نظام الدین شیرازی رح۔ خواجہ سالار رح۔ شیخ فخر الدین مروزی رح۔ شیخ علاء الدین نیلی رح۔ شیخ شہاب الدین کنتوری رح۔ مولانا وجیہ الدین ملتانی رح۔ شیخ بدر الدین سوارہ رح۔ شیخ رکن الدین چہنیتی رح۔ شیخ عبدالرحمن سارنگ پوری رح۔ حاجی احمد بدایونی رح۔ شیخ لطیف الدین رح۔ شیخ نجم الدین محبوب رح۔ شیخ شمس الدین دھاری رح۔ خواجہ یوسف بابق رح۔ شیخ سراج الدین حافظ رح۔ قاضی شادعلی رح۔ مولانا قوام الدین بیگ رح۔ مولانا برہان الدین ساوی رح۔ مولانا جمال الدین اودھی رح۔ شیخ نظام الدین مولی رح۔ قاضی عبدالکریم قدوائی رح۔ قاضی قوام الدین قدوری رح۔ مولانا علیشاہ جاندار رح۔ خواجہ نقی الدین خواہرزادہ سلطان المشائخ رح۔ سید محمد کرمانی رح۔ سید یوسف چشتی رح۔ حمید شاہ قلندر رح۔ امیر خسرو دہلوی رح۔ امیر حسن علا سنجری رح۔ قاضی فخر الدین الجلوری رح۔

قطعہ تاریخ وفات

نظام الدین نظام دین حق سلطان ذی رتبت	کہ باشش شد زرحمت روشن انوار یزدانی
چو سرور جست تاریخ وصالش از دل پرغم	ندا آمد کہ محبوب الٰہی بحر عرفانی

۷۲۵ھ

نقشہ مزار فیض آثار حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمت اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً
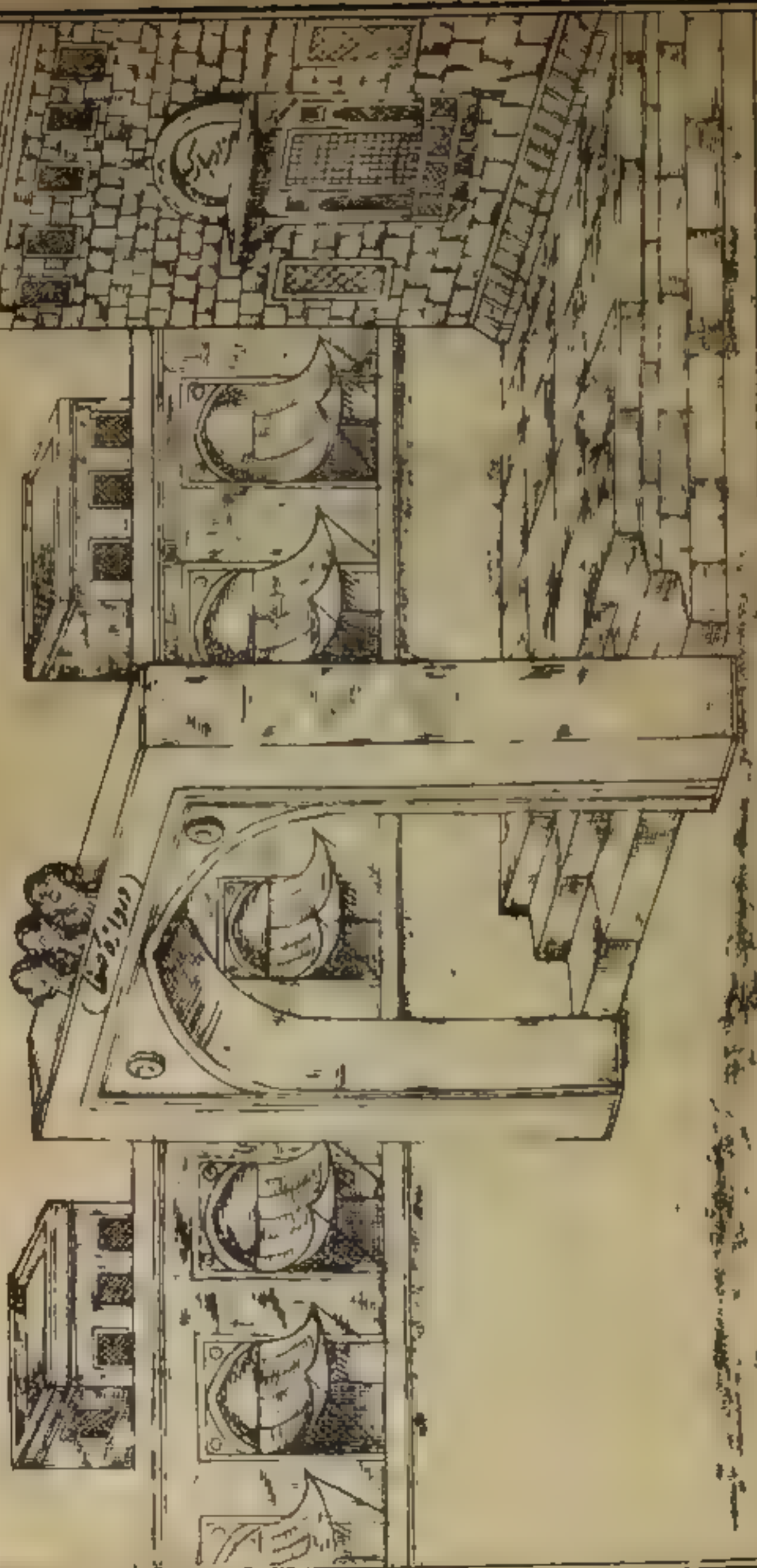
نقشۂ مزار پُر انوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی ثم اجمیری رح

نقشہ مزار پر انوار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

نقشہ مزار مبارک حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ
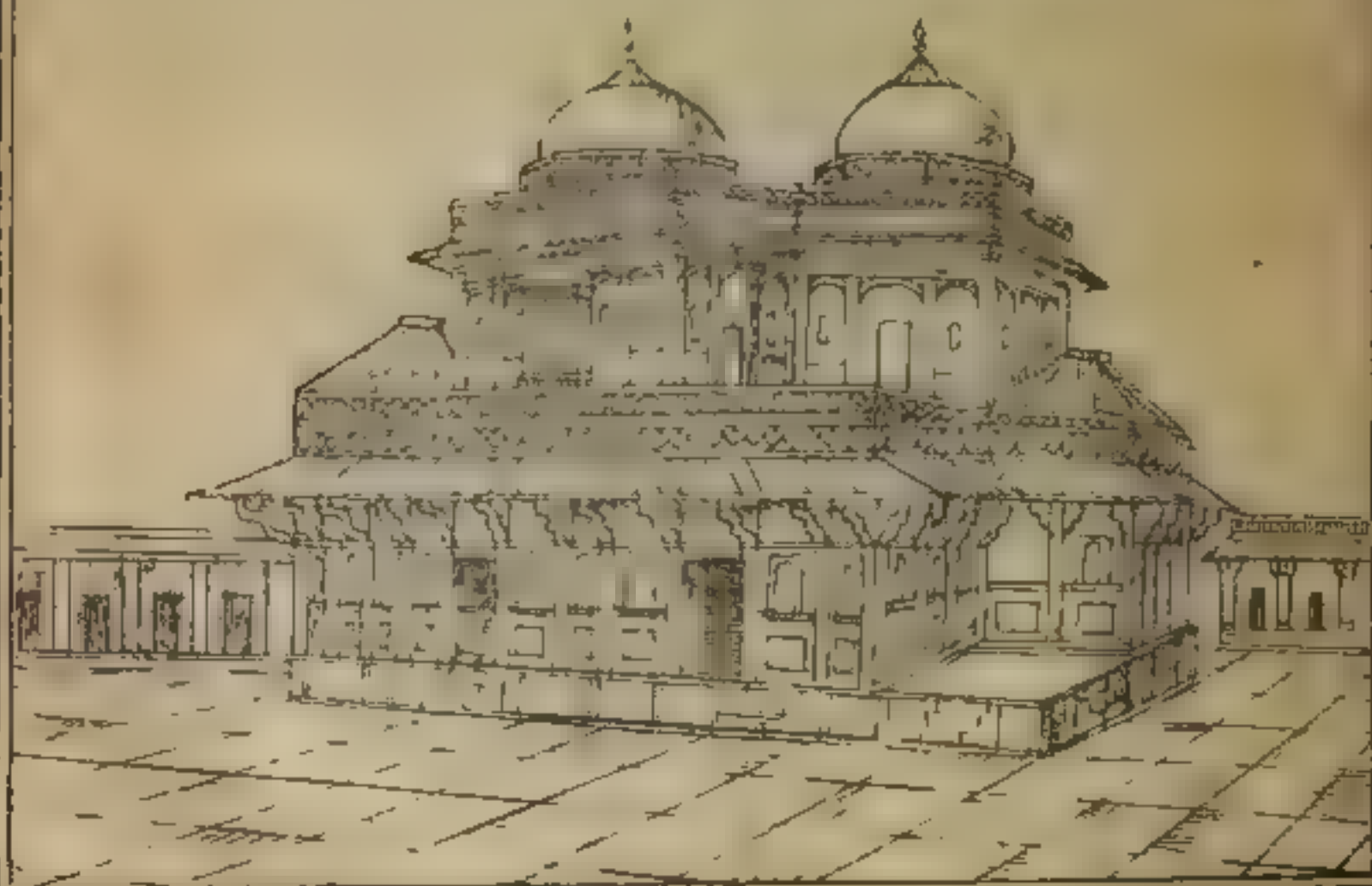
نقشۂ مزارِ پرانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی ثم اجمیری
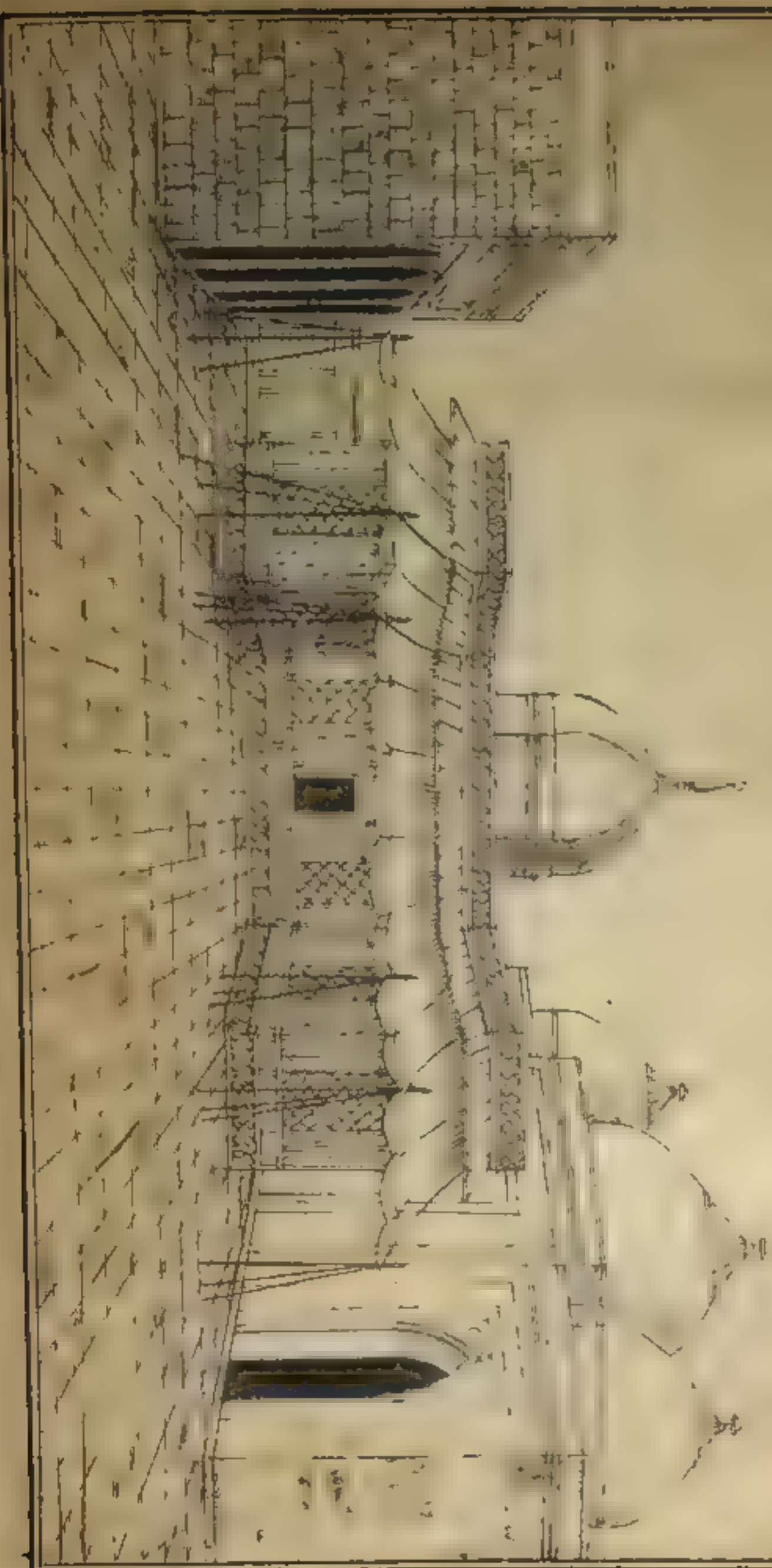
نقشہ مزار پرانوار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً
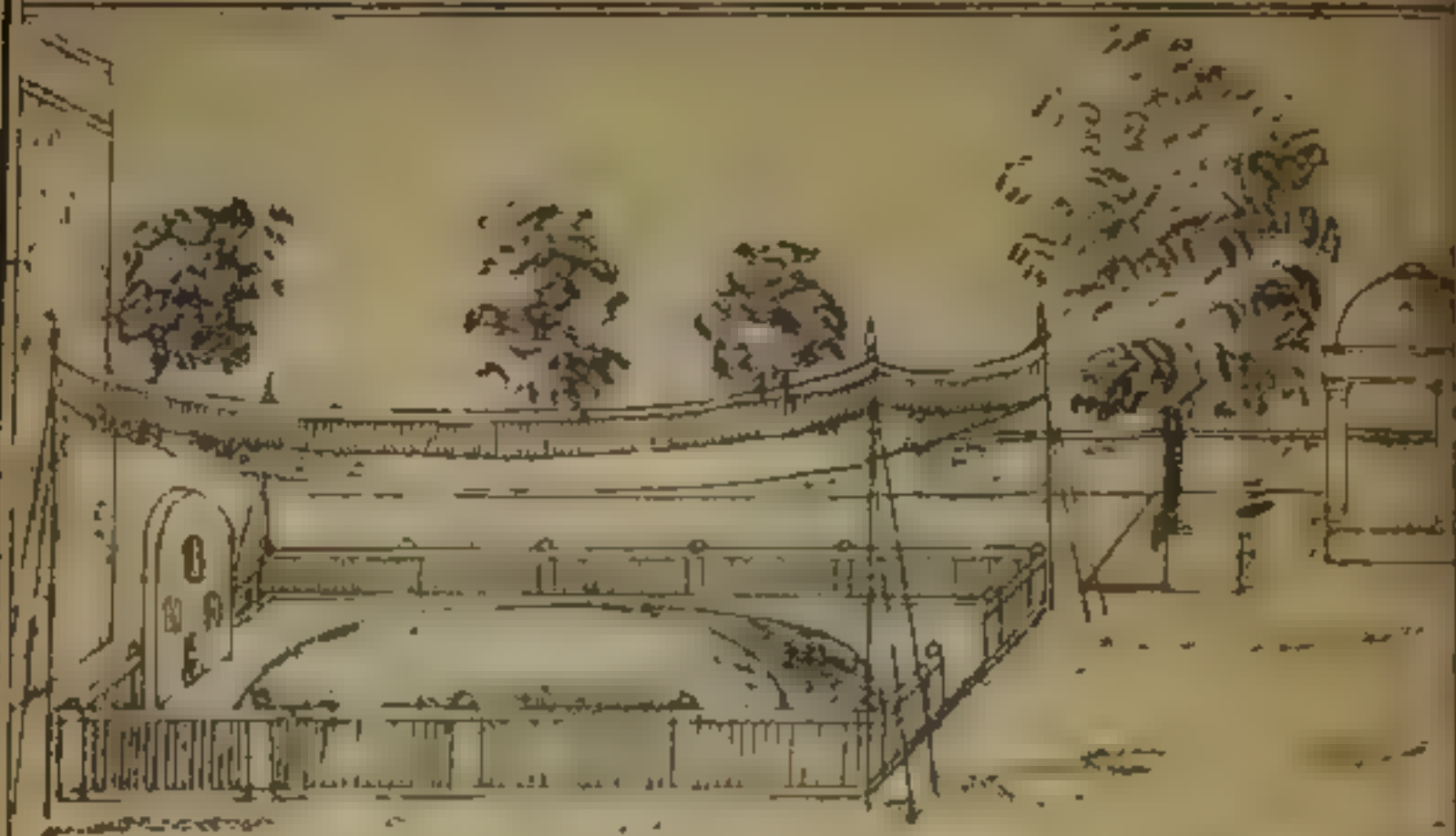
نقشہ مزار مبارک حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً
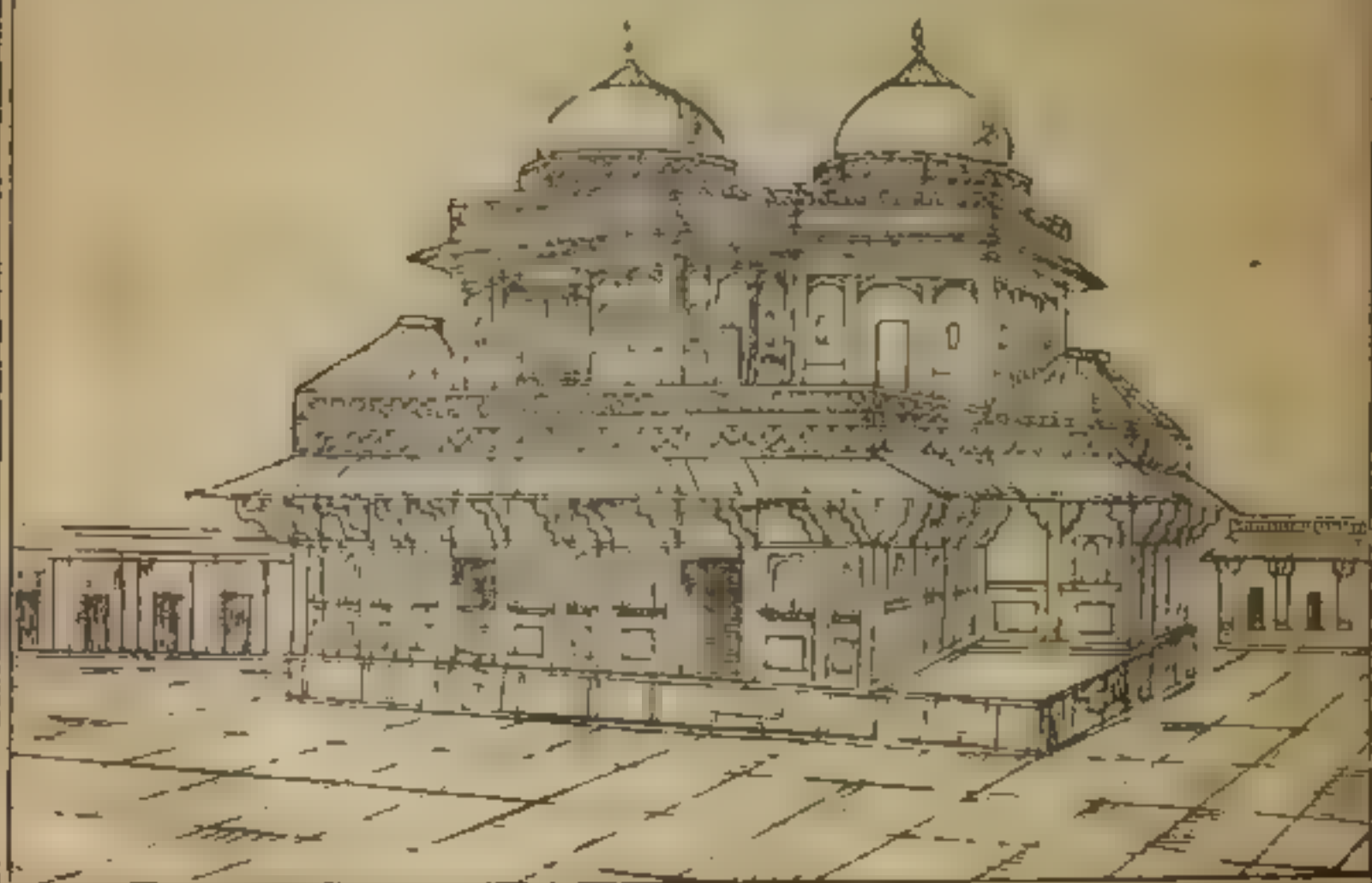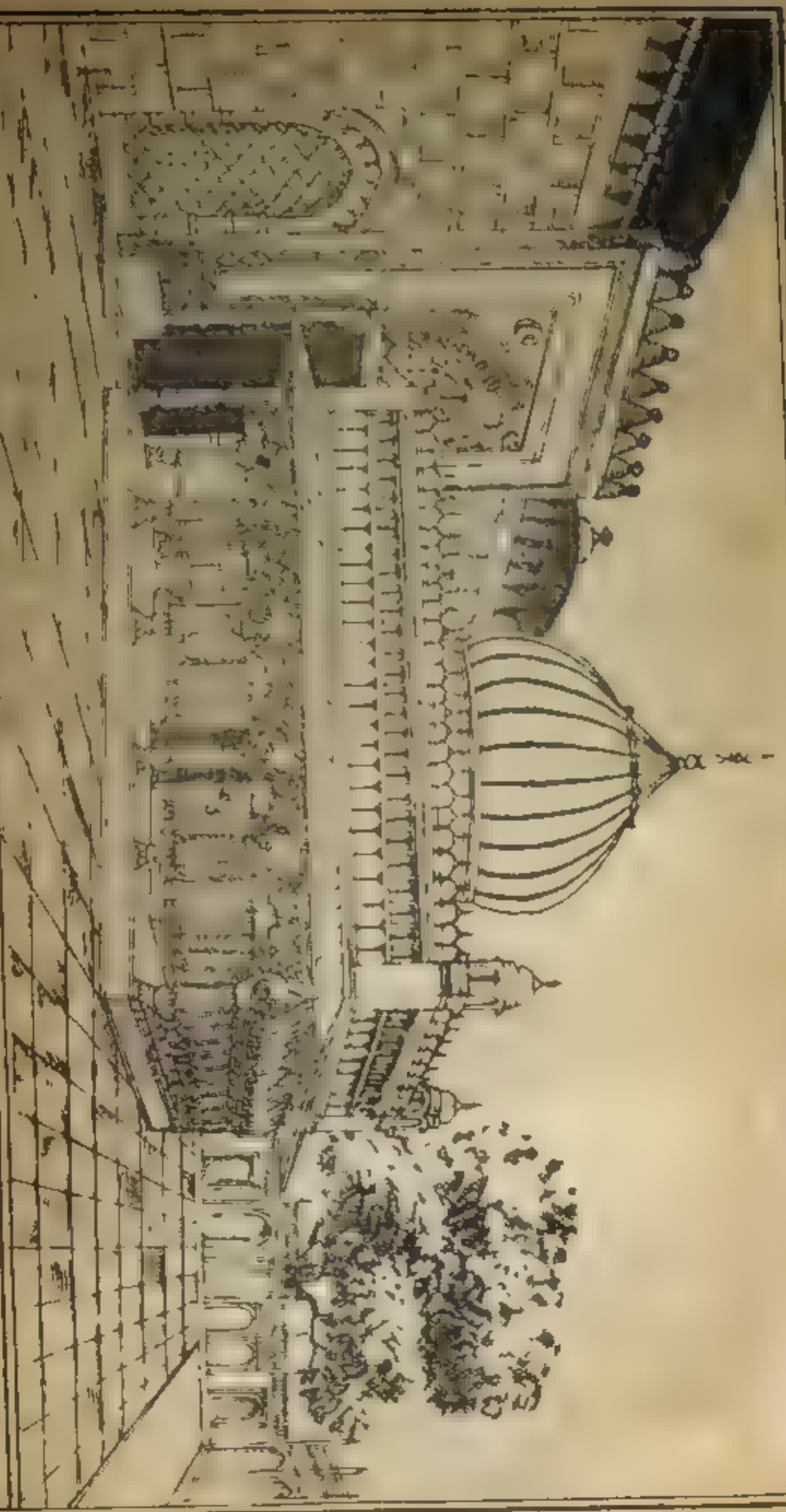
نقشۂ مزار سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخنِ عشق چہ گویم کہ زبانم سوزد
گیرد آتش بورق حرفِ بیانم سوزد

سر وہم شوق اگر عہد وعیانم سوزد
برق برخرمنِ دل افتد وجانم سوزد

در تب و تاب تو بگزار منِ سوختہ را
وا مکن از سرِ سوزان کفنِ سوختہ را

وحدت الٰہی دریاے ناپیدا کنار ہے۔ اور حمد اُس کا بے بہا گوہر۔ گرہ سوتی اس کے نایاب ہے۔ کہ وہ دریا پایاب نہین۔ مراتب حقیقت و معرفت کا ادراک بال سے باریک تلوار ہے۔ اور ذکر روحی اُسکا جوہر۔ لیکن یہ جوہر اسلیئے زیر حجاب ہے کہ وہ تلوار قابل قبضۂ اولوالارباب نہین۔ زبان کو اداے ثنا کا دعوے ہو تو بے دلیل زبان درازی ہے۔ اور خامہ جرأت کرے تو خامکاری و ہرزہ تازی۔ کہان ضعیف البنیان انسان اور کہان ثناے خالق کون و مکان کی شان ؎

عبدے کیونکر ہو موے تیری حمد
ہین ترے اسماے حُسنے تیری حمد

اور نعت جناب رسالت پناہی مظہرِ تجلیات نامتناہی رسول الثقلین وسیلتنا فے الدارین حبیب رب العالمین حضرت خاتم النبیین اس لیے محال ہے کہ ذات ممدوح کافۂ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام موصوف ایزد متعال ہے۔ تذکرہ محامد و تنسیق الصفات وہ

مثل ہے کہ چھوٹا منہ۔ بڑی بات۔ بیان مضمون آفرینی سراپا تقصیر ہے۔ وہ
نازکخیالی ہائے درزنجیر ہے

حق جلوہ گر ز طرز بیانِ محمدست
آرے کلام حق بزبانِ محمدست

امابعد ریزہ ربائے خوان کرم درویشان۔ وعقیدتمند باخلاص زمرۂ ایشان۔ المفتقر الے اللہ الصمد۔ سید محمد عبد الاحد حفظہ اللہ عن شر حاسد اذا حسد مالک و مدیر مطبع مجتبائی دہلی تشنہ کامان ارشادات اہل اللہ و مشتاقان ملفوظات طائفہ حقائق آگاہ کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ مطبع مجتبائی دہلی سالہا سال سے عموماً اشاعت علوم مین مصروف ہے اور خصوصاً کتب دینیات کو بطرز مرغوب چھاپنے مین معروف۔ یہان مفید ملک اور نایاب کتابین انکی شرحین۔ حاشیے اور ترجمے ہمیشہ چھپکر باعث افادۂ خاص و عام و پسند طبایع کافۂ انام ہوتے رہتے ہین۔ مگر اس سلسلہ باقیات الصالحات کی محنت کی اُجرت کیا ہے؟ فقط ثواب عقبا۔ نہ ستایش کی تمنا نہ صلہ کی پروا۔ بنا برین ان دنون اکثر صوفیان پُر صفا اور شائقان باوفا نے فرمایش کی کہ مشہور خواجگان چشت علیہم الرحمۃ کے ملفوظات کا اُردو مین ترجمہ کیا جائے۔ اور مریدان سلسلہ چشت کو کاغذ مین لپٹا ہوا ایک بیش بہا تبرک دیا جائے۔ چنانچہ باوصف کم فرصتی تعمیل ارشاد مین کوشش کی گئی۔ اور حتی الامکان سلسلۂ واقعات ترجمہ کی خوبی۔ اور سلاست عبارت کے متعلق کوئی بات اُٹھا نہین رکھی **پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت** اسکا نام ہے اور دو حصون پر تمام ہے۔

ناظرین کو معلوم رہے کہ ملفوظ وہ بات ہوتی ہے جو کسی کے مُنہ سے نکلے بھلی ہو یا بُری لیکن بمقتضائے من تکلم بشئے فلیتکلم بخیر او لیصمت بزرگون کے ملفوظات سراسر سعادت دارین پر مبنی ہوتے ہین۔ خواص کی زبان عوام کی طرح باعث زیان نہین ہوا کرتی۔ پیغمبرون کی زبان کلام الٰہی کا آلہ ہے اور اولیاء اللہ کی زبان بیانِ الہام کا ذریعہ۔ اُس کو اس سے ایک طرح کی نسبت اور اسکو اُس سے

ایک نوع کی خصوصیت ضرور ہے۔ کیونکہ ما ینطق عن الھوٰے رسول کی شان ہی اور مضمون حدیث بی یسمع و بی ینطق اولیاء اللہ کا نشان۔ حدیث شریف کے بعد بزرگون کے کلام کا اثر۔ لاکلام فیہا ولا نظر۔ کمالات انسانی کے متعلق ملفوظات مین ایسے ایسے نادر نکتے ملتے ہین کہ ع اُن کی تاثیر مین ہے صاحب ایمان ہونا + پیغمبرون کے کلمات اور اولیاء کے ملفوظات کا بڑا مقصد تہذیب نفوس ہے کیونکہ یہ نہو تو ع آدمی کو بھی میسر نہین انسان ہونا + اس نظر سے ہم مشہور خواجگان چشت کے متبرک **ملفوظات** کا نادر خزانہ موسوم بہ پنج گنج ملفوظات مع نقشۂ مزار پُرانوار حضرات خواجگان ہدیہ ناظرین کرتے ہین حصہ اول مین مندرجۂ ذیل ملفوظات ہین۔

(۱) ملفوظات حضرت **خواجہ عثمان** ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مسمی بہ **انیس الارواح** مرتبہ حضرت **خواجہ معین الدین** چشتی علیہ الرحمہ۔ ناظرین خود غور فرما سکتے ہین کہ یہ کس خواجۂ عالیشان کے ملفوظات ہین اور کس فخر خاندان نے ان کو مرتب کیا ہے۔

(۲) ملفوظات حضرت **خواجہ معین الدین** چشتی رحمۃ اللہ علیہ مسمی بہ **دلیل العارفین**۔ مرتبہ حضرت **خواجہ قطب الدین** بختیار کاکی واوشی رح

ع زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ۔ کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لئے

یہان طبیعت بہت دیر سے متفکر تھی کہ کون سے خواجہ کی نسبت سچی منقبت کا کون سا پہلو اختیار کرے۔ آخر دل نے کہا ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست +

(۳) ملفوظات حضرت **خواجہ قطب الدین** بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مسمیٰ **فوائد السالکین**۔ مرتبہ حضرت **خواجہ بابا فرید** علیہ الرحمۃ۔ زبان قلم سے نہ اُن کی صفت ہو سکتی ہے نہ اِن کی۔ سبحان اللہ۔ گرو چیلے۔ دونون البیلے۔

(۴) ملفوظات حضرت **خواجہ بابا فرید گنجشکر** رحمۃ اللہ علیہ مسمی بہ **راحۃ القلوب** مرتبہ حضرت نظام الاولیاء علیہ الرحمۃ صاحب ملفوظات کا مرتبہ۔ اور صاحب ترتیب کا درجہ آفتاب کی طرح روشن اور دن کی طرح مبرہن ہے۔

(۵) ملفوظات حضرت **سلطان نظام الدین اولیاء** رحمۃ اللہ علیہ مسمی

راحۃ المحبین مرتبہ حضرت امیر خسرو دہلوی ہے۔

زہے کلام نظام دزہے نظام کلام زہے مرتب شیرین بیان خسرو نام

ملفوظات خواجگان چشت حصہ دوم مین مندرجہ ذیل ملفوظات ہین

(۱) ملفوظات بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مسمی بہ اسرار الاولیاء۔ مرتبہ بدر الدین اسحق عجیب وغریب قابل دید ولایق شنید

(۲) ملفوظات حضرت سلطان نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ مسمی بہ فوائد الفواد۔ مرتبہ ملک الشعرا حضرت حسن دہلوی رح بلحاظ الفاظ ومعانی بے عدیل۔ و باعتبار لطف اشارات وسلاست عبارات فقید المثیل۔ غرضکہ یہ مجموعہ حسب نحوای ع بزنگ اصحاب ظاہر ارباب معنے را ۔ صوفیہ کرام کے لئے روح روان ہے اور عوام کے حق مین شاہد عرفان فقط ہر کہ خواند عالم دلم

(۱) ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح مسمی بہ انیس الارواح

مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اے عزیز خدا تجھے نیک بخت کرے کہ یہ وہ اخبار وآثار انبیا اور اسرار وانوار اولیا ہین جو کلمات اور انفاس متبرکہ سید العابدین زبدۃ العارفین اکرم اہل ایمان وافر البر والاحسان حضرت شیخ معظم خواجہ عثمان ہارونی غفر اللہ لہ ولوالدیہ سے سنے گئے اور اس رسالہ مختصر مین کہ موسوم بہ انیس الارواح ہے لکھے گئے ہین الحمد للہ رب العالمین جب کہ مسلمانون کے دعاگو فقیر حقیر اضعف العباد معین الدین حسن سنجری کو خاص شہر بغداد مسجد خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مین دولت پابوسی حضرت خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ کی حاصل ہوئی تو اور مشائخ کبار بھی خدمت مین

حاضر تھے سو جیسے ہی اس فقیر نے پابوسی کے لیے زمین پر سر رکھا تو ارشاد ہوا کہ جا دوگانہ نفل شکرانہ ادا کر بموجب ارشاد حضور کے مین دوگانہ ادا کرکے حاضر ہوا پھر فرمایا رو بقبلہ بیٹھ مین رو بقبلہ ہو بیٹھا پھر فرمایا کہ سورۂ بقر پڑھ جب مین پڑھ چکا تو حکم ہوا کہ اکیس بار درود اور اکیس بار سبحان اللہ پڑھ جب مین اس سے فارغ ہوا تو اُسوقت حضور نے کھڑے ہوکر منھ آسمان کی طرف کیا اور اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ آجکو خدا تک پہونچا دون اور خدا رسیدہ کر دون اسکے بعد ہی حضور نے دست مبارک مین مقراض لیکر اس دعاگو کے سر پر چلائی اور اپنی غلامی مین لیا پھر کلاہ چہار گوشہ اس عقیدت کیش کے سر پر رکھی اور اعزاز بخشا اور گلیم خاص عطا فرمائی اور فرمایا بیٹھ جا مین بیٹھ گیا ارشاد ہوا کہ ہمارے خانوادہ مین ایک رات دن کا مجاہدہ آیا ہے جا آج کے دن اور آج کی رات ذکر مین مشغول رہ چنانچہ یہ درویش موافق حکم وارشاد حضور سراپا نور کے کامل ایک شبانہ روز طاعت اور عبادت مین مشغول رہا دوسرے روز خواجہ نور اللہ مرقدہ کی خدمت بابرکت مین مشرف ہوا تو فرمایا کہ بیٹھ جا اور ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ جب مین پڑھ چکا تو فرمایا کہ اوپر آسمان کی طرف دیکھ مین نے نظر کی فرمایا اب تو کہانتک دیکھتا ہے مین نے عرض کیا عرش اعظم تک پھر فرمایا کہ زمین کی طرف دیکھ جب مین نے زمین کیطرف دیکھا تو پوچھا کہ اب تو کہان تک دیکھتا ہے مین نے عرض کیا تحت الثرے تک پھر فرمایا کہ ایکہزار بار سورۂ اخلاص اور پڑھ جب مین پڑھ چکا فرمایا کہ اب پھر آسمان کی طرف دیکھ جب مین نے دیکھا فرمایا کہ اب کہانتک دیکھتا ہے مین نے کہا حجاب عظمت تک پھر فرمایا کہ آنکھ بند کر مین نے آنکھ بند کر لی پھر فرمایا آنکھ کھول دے مین نے آنکھ کھول دی تو مجکو دو انگلیان دست مبارک کی دکھلائی دین اور فرمایا کہ اس مین کیا دکھلائی دیتا ہے مین نے کہا اٹھارہ ہزار عالم معلوم ہوتے ہین جب مین نے یہ عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ جا اب تیرا کام پورا ہو گیا۔ ایک اینٹ حضور کے سامنے تھی فرمایا اسے اُکھیڑ لے جب مین نے اُسے اُکھیڑا تو اُسکے نیچے کچھ روپیہ تھے فرمایا کہ ان کو لے اور فقیرون کو صدقہ دے جب مین صدقہ دینے سے

فارغ ہو کر حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ چند روز ہماری خدمت میں ملازم رہ میں نے عرض کیا
کہ فرمان بردار ہوں جو ارشاد ہو بجا لاؤں۔ اسکے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ
مرقدہ نے خانۂ کعبہ کی جانب عزم سفر فرمایا اور یہ پہلا سفر ہے کہ دعاگو بھی اسمیں حضور
کے ہمراہ رکاب ہوا الغرض اثنائے راہ میں ایک شہر میں گذر ہوا وہاں معزبان
خاص کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی کہ وہ اپنے آپ سے خبر نہ رکھتے تھے چندے
اُن کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا اُسوقت تک عالم صحو میں یعنی حالت شہود
و ہوشیاری میں نہیں آئے تھے۔ پھر خانۂ کعبہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً میں پہونچے
اُس جگہ بھی حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کے خدا کے سپرد کیا
اور میزاب رحمت یعنی خانۂ کعبہ کے پرنالہ کے نیچے کھڑے ہو کر اس فقیر کے حق میں
دعائے خیر اور مناجات فرمائی اُسوقت غیب سے آواز آئی کہ ہم نے معین الدین
کو قبول کر لیا پھر وہاں سے واسطے زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم کے مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہوئے جب زیارت روضۂ انور سے مشرف ہوئے
تو حضرت خواجہ نے فقیر کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اب تو حضور اقدس میں
حاضر ہے سلام کر میں نے سلام عرض کیا روضۂ انور سے آواز آئی وعلیکم السلام
اے قطب مشائخ بحر و بر جوں ہی یہ آواز آئی حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے
فرمایا کہ بس اب تیرا کام پورا ہو گیا پھر ہم بدخشان میں آئے وہاں ایک بزرگوار
سے ملاقات ہوئی کہ وہ حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے جانشین تھے
اور اُن کی عمر شریف سو برس کی تھی اور باایںہمہ بڑے ذاکر اور شاغل تھے لیکن اُنکا
ایک پاؤں نہ تھا جب اس کے حال سے اُن سے سوال کیا گیا تو فرمایا مدت دراز کے
بعد ایک وقت از راہ خواہش نفس میں نے یہ چاہا کہ ایکدم گوشۂ عزلت سے
باہر نکلوں سو جیسے ہی صومعہ سے قدم باہر رکھا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے
مدعی باطل ہمارے تیرے مابین یہی عہد تھا جسے تو نے فراموش کیا پس میں نے آواز کے
سنتے ہی چھری سے پاؤں کاٹ کر باہر پھینک دیا اس بات کو بھی آج چالیس برس

گذر گئے ہین اُسوقت سے آجتک عالم حیرت مین ہون کہ کل قیامت کے روز یہ منھ درویشون کے سامنے کیونکر کرون گا بعد اسکے وہان سے پھرتے ہوئے بخارا مین آئے یہان بھی اکثر ایسے بزرگون اور درویشون سے ملاقات ہوئی کہ جنکا وصف تحریر مین نہین آسکتا کچھ عجب عالم مین تھے۔ اسی طرح دس سال تک یہ فقیر ہمراہ رکاب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ سفر مین رہا اور اکثر بزرگون اور درویشون کی خدمت مین حضوری حاصل ہوئی پھر حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے سفر سے مراجعت فرماکر بغداد شریف مین اقامت اور عزلت اختیار فرمائی چند مدت کے بعد دوسری بار عزم سفر فرمایا یہ فقیر بھی دس برس تک حضور کی خدمت مین پانی کی چھاگل اور بستر مبارک سر پر لادے پھر اکیا پھر جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے سفر سے مراجعت فرماکر بغداد شریف مین گوشہ نشینی اختیار فرمائی تو ارشاد ہوا کہ اب ہم کچھ دنون یہین اقامت کرینگے اور کہین نہ جاوینگے مگر تجکو چاہیے کہ ہر روز وقت چاشت ہماری خدمتمین حاضر ہوا کرے ہم تجکو فقر کی ترغیب اور تعلیم دیا کرینگے تاکہ وہ ہمارے بعد یادگار رہے اور فرزندون و مریدون کے لیے چشمہ فیض جاری رہے سو یہ فقیر موافق فرمان واجب الاذعان کے ہر روز خدمت بابرکت حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ مین حاضر ہوتا تھا اور جو کچھ زبان گوہر فشان سے ارشاد ہوتا اور اس فقیر کے گوش زد ہوتا اُسے یہ فقیر قلمبند کرتا جاتا تھا چنانچہ وہ ارشادات حضور بتوفیق اللہ تعالے اٹھائیس مجلسون پر شامل ہین پہلی مجلس مین ایمان کے بارہ مین گفتگو ہوئی تھی دوسری مجلس مین مناجات کے بارہ مین گفتگو ہوئی تھی تیسری مجلس مین شہرون کی خرابی کا بیان تھا چوتھی مجلس مین عورتون کی فرمانبرداری کرنے اور بردہ آزاد کرنے کا ذکر تھا پانچوین مجلس مین صدقہ کا ذکر تھا چھٹی مجلس مین شرابخواری کی مذمت کا تذکرہ تھا ساتوین مجلس مین مومنون کو آزار پہونچانے کی بُرائی مذکور تھی آٹھوین مجلس مین کسی کو گالی دینے اور بُرائی کا بیان تھا نوین مجلس مین کسب یعنی کام مزدوری کرنے کا اور اُسکی خوبی کا ذکر تھا

دسوین مجلس مین مصیبت اور اُسپر صبر کرنے کا بیان تھا گیارھوین مجلس مین
جانورون کے مارنے کے احکام کا مذکور تھا بارھوین مجلس مین سلام کرنے کی فضیلت
کا تذکرہ تھا تیرھوین مجلس مین کفارۂ نماز کے بارہ مین گفتگو تھی چودھوین مجلس
مین سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کے فضائل کا بیان تھا پندرھوین مجلس مین
جنت اور اہل جنت کے بارہ مین تذکرہ تھا سولھوین مجلس مین مسجد کی فضیلت کا
بیان تھا سترھوین مجلس دنیا کا مال جمع کرنے اور اُس کی بُرائی کا ذکر تھا اٹھارھوین
مجلس مین چھینک اور اُسکے جواب کا بیان تھا اونیسوین مجلس مین اذان کا
بیان تھا بیسوین مجلس مین مومن کا ذکر تھا اکیسوین مجلس مین کسی کی
حاجت روا کرنے کی خوبی کا بیان تھا بائیسوین مجلس مین زمانہ آخر یعنے قرب
قیامت کا مذکور تھا تیئیسوین مجلس مین موت کے زیادہ یاد کرنے کی خوبی اور فضیلت
کا بیان تھا چوبیسوین مجلس مسجد مین چراغ جلانے اور بجھنے کا ذکر تھا پچیسوین
مجلس مین درویشون کے حالات کا بیان تھا چھبیسوین مجلس مین ازار کا
پائیچہ دراز کرنے کی برائی کا بیان تھا ستائیسوین مجلس مین علما کے احوال کا
بیان تھا اٹھائیسوین مجلس مین توبہ اور اُس کے فضائل کا بیان تھا

پہلی مجلس مین ایمان کا ذکر ہو رہا تھا اس جگہ فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ ایمان
برہنہ ہے لباس اُسکا تقوی ہے اور تکیہ اُسکا فقر ہے اور دوا اُسکی علم ہے اور
ایمان ایک قول ہے اور وہ گواہی دینا ہے کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل
نہین اور محمد اُسکے رسول ہین سو فرمایا اے مسلمانو ایمان مین کچھ زیادتی وکمی نہین
ہوتی ہے پس جو کلمۂ طیبہ کو صدق دل سے نہین کہتا ہے وہ اپنے اوپر ستم کرتا ہے
اس جگہہ فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حکم خدا پہونچا کہ اے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم جاؤ اور کافرون سے لڑو جب تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہین
سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کافرون پر جہاد کیا تو اُنھون نے

یمان قبول کیا اور کلمۂ طیبہ پڑھا اور گواہی دی کہ خدا ایک ہے اور رسول اُس کا حق ہے اُسوقت
نماز اتری یعنے فرض ہوئی اُس کو بھی قبول کیا پھر روزہ اور حج اور زکوٰۃ فرض ہوئی اُسکو بھی قبول
کیا اور خدای برتر اور بزرگ پر ایمان لائے سو فرمایا کہ یہ سب فرائض اور احکام تکرار ایمان ہے
اور نماز اور روزہ مین بھی زیادتی اور کمی نہین ہوتی کسواسطے کہ جو شخص نماز فریضہ ادا کرتا ہے
اور کچھ نقصان فرض نماز مین نہین ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکا حساب آسان کرتا ہے اور
اُس سے گرفت نہین کرتا ہے اور اگر فریضۂ نماز وغیرہ مین اُس شخص کے کچھ نقصان یا فتور
ہوتا ہے تو خدا تعالےٰ فرشتون کو حکم دیتا ہے کہ دیکھو تو اس شخص کے نامۂ اعمال مین
کچھ نوافل و مستحبات بھی ہین جو اُس نے ادا کئے ہین اگر ہین تو اُن نوافل و مستحبات کو فرائض کی جگہ
قائم کر کے فرائض کو پورا کر دو تاکہ اسکا حساب آسان ہو جاوے اور اگر اُس شخص نے ادائے فرائض
مین بھی کمی کی ہے اور نوافل و مستحبات بھی نہین ادا کئے ہین تو وہ دوزخ کے لائق ہے ہان
اگر خاص رحمت الٰہی و شفاعت رسالت پناہی اُسکے شامل حال ہو تو البتہ اُس کا چھٹکارا
ممکن ہے مگر شریعت کا حکم یہ ہے کہ منکر فرائض خدا کا کافر ہو جاتا ہے بہرحال اصل ایمان مین کچھ
زیادتی و کمی نہین ہوتی اور یہ قرآن شریف مین آیا ہے (واذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا) یعنے
جب پڑھی جاتی ہین آئتین پروردگار کی اُن پر تو زیادہ ہوتا ہے ایمان اُن کا) اُس کی تفسیر
یون فرمائی گئی ہے کہ نور ایمان اُن کے دلون مین زیادہ تابان اور درخشان ہو جاتا ہے
نہ کہ اصل ایمان مین کچھ زیادتی یا کمی ہو جاتی ہو اس جگہ فرمایا کہ جو شخص نماز سے بیزار اور بےغرض
ہو جاوے تو کافر ہو جاوے موافق مضمون حدیث من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر کے (یعنے
جس شخص نے ترک کی نماز جان بوجھکر سو وہ کافر ہوگیا) اور امام **شافعی** علیہ الرحمہ کے نزدیک
مستوجب قتل ہے کیونکہ نماز کا ترک کرنیوالا بالضرور بمصداق حدیث مذکور کافر ہو جاتا ہے اور
کافر اُن کے نزدیک بالضرور مستوجب قتل ہے۔ پس تارک نماز بھی بوجہ کفر قابل قتل ہے
پھر اس جگہ فرمایا کہ حضرت **جنید بغدادی** رحمہ اللہ کے رسالہ **عمدۃ السلوک** مین مینے لکھا
دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ **یوسف چشتی** رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس روز الست بربکم
کی ندا دی گئی تھی یعنے خدا تعالیٰ نے جملہ مخلوق سے سوال فرمایا تھا کہ کیا مین تمھارا پروردگار

نہین ہون تو اُسوقت جملہ مسلمانون اور کافرون کی روحین ایک جا مجتمع تھین سو جیسے ہی
پردۂ غیب سے یہ ندا ظاہر ہوئی ویسے ہی کل ارواح کے چار گروہ ہو گئے چنانچہ پہلا گروہ
تو یہ آواز سنتے ہی سجدہ مین جھک گیا اور دل و زبان دونون سے بلے کہا یعنے بیشک تو ہمارا
پروردگار ہے اور دوسرا گروہ بھی فوراً سجدے کے لیے جھکا اور زبان سے بلےٰ کہا مگر دل سے
نہین کہا اور تیسرے گروہ نے فوراً سجدہ کر کے دل سے بلے کہا مگر زبان سے نہ کہا اور چوتھے گروہ نے
نہ سجدہ کیا نہ زبان سے بلےٰ کہا اور نہ دل سے کچھ کہا اس جگہہ پر حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے
یہ تفصیل بیان فرمائی کہ پہلے گروہ نے جو سجدہ کیا اور دل و زبان دونون سے بلے کہا وہ گروہ
انبیا۔ اولیا۔ مومنین کا تھا اور دوسرے گروہ نے جو زبان سے بلے کہا دل سے نہ کہا وہ گروہ
اُن مسلمانون کا ہے کہ اول مین مسلمان ہون گے اور اخیر مین دنیا سے بے ایمان جاوین گے
اور تیسرے گروہ نے جو سجدہ مین دل سے بلے کہا زبان سے نہ کہا وہ گروہ اُن لوگون کا ہے کہ
پہلے کافر پیدا ہون گے اور آخر مین دنیا سے مسلمان جاوین گے اور چوتھے گروہ نے جو دل سے
بلےٰ کہا نہ زبان سے وہ گروہ کافرون کا ہے کہ اول بھی کافر ہی پیدا ہون گے اور کافر ہی
مرین گے رجب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ یہ فوائد تمام کر چکے تو ذکر مین مشغول ہو گئے یہ دعاگو
رخصت ہوا الحمد للہ علے ذلک

دوسری مجلس مین مہتر آدم علیہ السلام کی مناجات کا ذکر ہو رہا تھا فرمایا کہ مین نے
حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمت اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مین نے امام
ابو اللیث سمرقندی قدس سرہ کی فقہ مین لکھا دیکھا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
سے روایت ہے کہ کہا فتلقے آدم من ربہ کلمات قصہ اسکا یون ہے کہ جسوقت آدم علیہ السلام
بہشت سے بھاگتے تھے تو خدا تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ اے آدم تو مجھ سے بھاگتا ہے آدم
علیہ السلام نے کہا نہین اے میرے پروردگار مگر تجھ سے مجھے شرم معلوم ہوتی ہے بوجہ
اُس گناہ کے جو مجھ سے سرزد ہو گیا ہے بعد اُس کے آدم علیہ السلام بحکم خدا زمین پر ڈالے گئے
اور وہان چالیس برس تک شرم گناہ سے رویا کیے اسقدر روئے کہ اُن کے آنسوؤن سے
بڑے بڑے دریا جاری ہوئے اُس وقت دریائے رحمت آلہی موج زن ہوا اور چند کلمہ

حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر القا کر دیے کہ ان کے وسیلہ سے اگر مناجات کرو گے تو گناہ معاف ہو جاوین گے چنانچہ ایک روایت سے تو وہ چند کلمے درود شریف کے تھے اور ایک روایت سے وہ کلمے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین کے ہین۔ یعنے اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانون پر خود ہی ظلم کیا ہے سو اگر تو ہماری مغفرت نکرے گا اور ہمپر رحم نفرما وے گا تو ہم البتہ زیان کارون مین ہو جاوین گے۔ پھر فرمایا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اس آیت کو مناجات مین پڑھا کرے گا حق تعالے اُس کے کل گناہ معاف فرماوے گا اور ثواب کثیر عطا فرماوے گا۔ پھر اس جگہ چاند گرہن اور سورج گرہن کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے عہد ہدایت مہد مین چاند گہن واقع ہوا تو آپ سے پوچھا گیا کہ آفتاب و مہتاب مین گہن کسوجہ سے واقع ہوتا ہے فرمایا کہ جب دنیا کے لوگون مین کثرت سے گناہ ہونے لگتے ہین تو حکم باری سے چاند و سورج مین گہن ڈالدیتے ہین اور اُن کو بے نور کر دیتے ہین گویا نعمت نور جو بذریعہ ان دونون کے اہل عالم پر فائز ہوتی ہے وہ ان سے سلب کر لیجاتی ہے اور منھ ان دونون کا سیاہ کر دیا جاتا ہے تاکہ اہل دنیا کچھ تو عبرت پکڑین اور اپنے گناہون سے باز آوین۔ اس جگہ فرمایا کہ جب چاند گہن محرم کے مہینے مین واقع ہوتا ہے تو اُس سال کشت و خون بہت ہوتا ہے اور بلائین اور فتنے اُس سال کثرت سے نازل ہوتے ہین اور پراگندگی اور پریشانی ضعیفون پر بہت واقع ہوتی ہے اور جب ماہ صفر مین واقع ہو تو اُسکا نتیجہ یہ ہے کہ بارش کم ہو دریا خشک ہون اور جو ربیع الاول کے مہینے مین چاند گہن واقع ہوتا ہے تو اُس سال مری اور گرانی غلہ وغیرہ بہت ہوتی ہے اور آندہی و مینھ بہت پیدا ہوتا ہے اور اگر ربیع الثانی کے مہینے مین چاند گہن واقع ہوتا ہے تو بزرگون کی تبدیلی اور ملک مین فتور بہت ہوتا ہے اور اگر جمادی الاولے کے مہینے مین چاند گہن واقع ہوتا ہے تو اُس سال بجلی بہت گرتی ہے اور پانی بہت برستا ہے اور اچانک موتین بہت ہوتی ہین اور اگر جمادی الثانی کے مہینے مین چاند گہن ہوتا ہے تو اُس سال کھیتی خوب ہوتی ہے

اور غلہ وغیرہ کا نرخ ارزان ہوتا ہے اور کشایش بہت ہوتی ہے اور آدمی عیش و فراغت سے بسر کرتے ہین اور کھیتیان بہت بڑھ جاتی ہین اور اگر رجب کے مہینے مین چاندگہن واقع ہو اور شروع مہینے مین ہو اور جسدن ہو وہ دن جمعہ کا ہو تو اُس سال لوگون کی بھوک زیادہ ہوجاتی ہے اور بلائین بہت نازل ہوتی ہین اور آسمان سے تاری کی بہت نمود ہوتی ہی اور اگر شعبان کے مہینے مین چاندگہن واقع ہوتا ہے تو اُس سال خلائق مین صلح وامن بہت پیدا ہوتا ہے اور اگر رمضان المبارک کے مہینے مین چاندگہن یا سورج گہن ہو اور اول مہینے مین واقع ہو اور جمعہ ہو تو اُس سال لوگون مین بھوک بہت پیدا ہو اور عالم پر بلائین بہت نازل ہون اور آسمان سے ایک آواز ایسی سخت اور ہیبت ناک ظاہر ہو کہ تمام جہان کے لوگون کو بیدار اور ہوشیار کردے اور لوگ مارے خوف کے کھڑے کھڑے زمین پر گر پڑین اور اگر شوال کے مہینے مین چاندگہن واقع ہو تو اُس سال آدمیون مین بیماریان بہت پیدا ہون اور اکثر لوگ ہلاک ہون اور اگر ذیقعدہ کے مہینے مین چاند گہن واقع ہو تو اُس سال زلزلہ زمین مین پڑے اور آندھیان بہت سخت چلین اور درخت بہت گرجاوین اور اگر ذیحجہ کے مہینے مین چاندگہن واقع ہو تو اُس سال خوب فراخی ظاہر ہو اور حاجی لوگ بہت سفر کو جاوین اور اگر ذیحجہ اور محرم دونون مہینون مین گہن واقع ہو تو جانو کہ اس سال تمام برس فتنے قائم رہین۔ اور عالم کے لوگ ایک دوسرے کی عیب چینی اور غیبت بہت کرین۔ اور دنیا کو تباہ اور آخرت کو خراب کرین اور قول وفعل مین ایمان داری نکرین اور منافق ہوجاوین اور یہ منافق لوگ مالدار دن اور روپے والون کی ازحد تعظیم وتکریم کرین۔ اور فقیرون اور محتاجون کے ذلت وخواری کے درپے رہین سو اُسوقت خدا تعالی اُنپر بلائین نازل کرے کہ اُن کا عیش وآرام تباہ وبرباد ہوجاوے۔ اس جگہہ پر فرمایا جب ایسا ہو تو اُسوقت بلاؤن کا منتظر رہنا چاہیے جب حضرت خواجہ نوراللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کئے اور ذکر وشغل مین مشغول ہوئے مجلس برخاست ہوئی تو یہ دعاگو بھی اُٹھا اور رخصت ہوا الحمد للہ علی ذالک

تیسری مجلس مین شہرون کی تباہی وبربادی کے بارے مین گفتگو ہو رہی تھی فرمایا

کہ آخر زمانہ مین بسبب بدبختی اور کثرت گناہون کے سب شہر تباہ اور خراب ہو جاوین گے
چنانچہ فرماتے ہین کہ مین نے حضرت **خواجہ یوسف** چشتی رحمہ اللہ کی زبانی سُنا ہے
کہ وہ فرماتے تھے کہ مین نے ایک وقت جانب سمرقند سفر کیا تھا اور خدمت مین حضرت
خواجہ یحییٰ سمرقندی رحمہ اللہ کے حاضر ہوا تھا وہ بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے فرماتے تھے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ آیت پڑھی وان من قریۃ الا نحن
مهلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذٰلک فی الکتاب مسطورا
(یعنے کوئی شہر اور گانون نہین ہے کہ جنمین ہم رہتے ہین مگر یہ کہ ہلاک ہوگا وہ اور
خراب اور ویران ہو جائے گا وہ یا کوئی عذاب و بلا اُسپر پڑے گی قبل آنے قیامت کے
اور وہ عذاب سخت ہوگا اور یہ سب اللہ کی کتاب مین لکھدیا گیا ہے) تو فرمایا حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے کہ جب آخر زمانہ مین گناہ بہت ہو جاوین گے تو اُسوقت مکہ کو حبشی لوگ تباہ
اور خراب کرین گے اور مدینہ منورہ قحط و وبا سے ویران ہو جاوے گا اور وہان کی خلق
بھوک کے مارے مر جاوے گی اور بصرہ اور عراق اور مشہد مقدس شرابخوارون کی بدبختی
اور گناہ سے خراب اور ویران ہو جاوین گے اور بلائین وہان بہت نازل ہونگی اور زنا
کی وجہ سے بھی اُن مین ویرانی پڑے گی اور ملک شام بادشاہون کے ظلم سے تباہ اور ویران
ہوگا اور ٹڈیان آسمان سے سبزہ زار پر گرین گی اور ملک روم بوجہ کثرت لواطت و اغلام
کے خراب و ویران ہوگا اور اُن مین آسمان سے ایک ایسی آواز آئے گی کہ وہان کی تمام
مخلوق اُس کی شدت سے سوتی کی سوتی رہ جاوے گی اور خراسان اور بلخ تجارت والون کی
بدبختی اور خیانت کی وجہ سے تباہ اور برباد ہون گے اور وہان کے مسلمان بھی انھین
کی بدبختی سے مر جاوین گے بعد اسکے خواجہ نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ مین نے حضرت خواجہ
مودود چشتی قدس سرہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ خوارزم اور چند شہر گرد اُس کے ہین
راگ اور باجون کی شامت سے اور بعض گناہون کی وجہ سے خراب اور ویران ہون
گے اور سب آپس مین لڑ مرینگے اور ہلاک ہو جاوین گے اور سیوستان بسبب سخت
بلاؤن اور تاریکیون کے اور زلزلے کے پرزے پرزے ہو جاوے گا اور وہان کے رہنے والے

سب نیست و نابود ہو جاوین گے اور مصر اور اُس کے قریب قریب کے ممالک اس وجہ سے تباہ و خراب ہون گے کہ وہان کی عورتون کو مارین گے اور یہ کہنے مارین گے کہ یہ خالصہ ہے دانکے منہ مین خاک سو حق تعالیٰ اُن کو زمین مین دھنسا دے گا پھر سندھ اور ملک ہند بوجہ فتنہ و فساد زناکارون اور سخوارون کے تباہ اور ویران ہوگا اور وہان کے لوگ اس وجہ سے سخت سخت مصیبتون مین مبتلا ہون گے۔ اس جگہ فرمایا ہے کہ جتنا فتنہ و فساد تمام بلاد مغرب و مشرق مین واقع ہوگا اور شہوات نفس ظاہر ہون گے اُتنا صرف ہندوستان مین ظہور پاویگا لہذا حق تعالیٰ یہان کے لوگون پر نہایت سخت سخت عذاب نازل فرماویگا اور تباہ اور خراب کرے گا۔ بعد اس کے فرمایا کہ جب یہ سب شہر بالکل خراب اور تباہ ہو جاوین گے اُسوقت **محمد بن عبداللہ مہدی آخر الزمان** خروج فرماوین گے اور اُس وقت اُن کا عدل و حکومت مشرق سے مغرب تک تمام عالم مین پھیل جاوے گا۔ پھر **حضرت عیسیٰ** علیہ السلام چوتھے آسمان سے نزول فرماوین گے اور حضرت امام آخر الزمان کے ہمراہ ہون گے اور حضرت امام آخر الزمان سب پر غالب اور کل مسلمانون کے امام ہون گے۔ اس کے بعد اس جگہ فرمایا کہ اُسوقت دن اسقدر چھوٹا ہو جاوے گا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنا وقت ہے۔ پھر فرمایا کہ مین نے حضرت **خواجہ حاجی** رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ اُن دنون سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل ایک دن کے اور ایک دن مثل یک ساعت کے ہو جاوے گا۔ یہان پر خواجہ نور اللہ مرقدہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اے درویش مرد کو چاہیے کہ وہ وقت ابھی آیا ہوا معلوم کرے کہ یہ زمانہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے چارسو برس سے زائد دور ہو گیا ہے ابھی یہ بات نمایان ہے کہ آدمیون سے گنگے کے بچے پیدا ہوتے ہین پھر اس سے آگے کے لوگ کیا کہین گے کہ کتنا زمانہ گذر گیا حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کیے اور ذکر مین مشغول ہوئے تو یہ فقیر دعاگو اُٹھا اور رخصت ہوا الحمد للہ علی ذلک

چوتھی مجلس مین عورتون کی فرمان برداری مین گفتگو ہو رہی تھی ارشاد فرمایا کہ حضرت

علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے عورتون کے باب مین
فرمایا ہے کہ جس عورت نے اپنے خاوند کی فرمان برداری خوب اچھی طرح کی اور حق خدمت بجالائی
وہ ہمراہ اور برابر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بہشت مین داخل ہوگی پھر فرمایا کہ جس عورت
کو اُسکا خاوند واسطے ہمبستری کے اپنے پاس بلاوے اور وہ بغیر عذر معقول کے اُس کے
پاس جانے سے انکار کرے اور دور رہے اُس عورت کی کل نیکیان جو کچھ اُس نے کی ہین
سب سلب ہوجاوین گی اور موافق شمار ریگ بیابان کے ذرون کے اُسکے نامۂ اعمال
مین بدیان لکھی جاوین گی اور اگر وہ عورت مرجاوے اور خاوند اُسکا اُس سے ناراض ہے
تو اُس عورت کے لیے سات دروازے دوزخ کے کھولے جاوین گے اور جو عورت مرجاوے
اور خاوند اُسکا اُس سے خوش اور راضی ہے تو حق تعالیٰ اُس عورت کے لیے سات درجہ
بہشت مین بلند فرمائیگا۔ پھر اس جگہ فرمایا کہ تنبیہ مین مین نے لکھا دیکھا ہے کہ جو عورت
اپنے شوہر سے ترش روئی ظاہر کرتی ہے اور خوش خوئی سے اُسکی طرف نظر نہین کرتی
ہے تو اُس عورت کے نامۂ اعمال مین یہ ایک گناہ اس قدر لکھا جاوے گا کہ جتنے آسمان
مین ستارے پھر اس جگہ فرمایا کہ اگر شوہر کے ایک نتھنے سے پیپ اور ایک نتھنے سے لہو
جاری ہو اور عورت اُس کو اپنی زبان سے چاٹے تو بھی پورا حق خدمت شوہر کا ادا نہین کر سکتی
سوائے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر سوائے خدا کے
دوسرے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو مین حکم کرتا عورتون کو کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کرین
پس اس سے ظاہر ہوگیا کہ اللہ پاک نے شوہر کا کتنا بڑا حق رکھا ہے۔ پھر اس جگہ بردہ
آزاد کرنے کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی کیونکہ اس وقت ایک بزرگوار حضرت **خواجہ**
نور اللہ مرقدہ کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوئے تھے اور بردہ اُسیوقت آزاد کیا تھا
اور حضور نے اُن کے واسطے دعاے خیر فرمائی تھی۔ اس جگہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بردہ آزاد کرتا ہے تو اُس شخص کے نامہ اعمال مین
اس قدر ثواب پیغمبرون کا لکھا جاتا ہے کہ جسقدر اُس بردہ کے تن مین رگین ہین اور دنیا
سے وہ شخص نہین مرتا ہے جب تک کہ حق تعالیٰ اُس کے کل گناہ چھوٹے اور بڑے نہین

بخشدیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس بردہ آزاد کرنے والے کے ماں باپ کو اور اُس کے کنبے مین
سے ستر آدمیون کو بخشدیتا ہے اور جسقدر کہ اُس بردہ کے تن پر بال ہین اُسقدر مکان اُسکے
لیے بہشت مین اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور جتنی کہ اُسکے تن مین رگین ہین اُتنے نور اللہ تعالیٰ
اُسکو رحمت فرماتا ہے اور اُس شخص پر راستہ پُل صراط کا آسان کردیا جاتا ہے اور اُس شخص کا
نام آسمانون مین ولی اللہ مشہور ہوتا ہے۔ اس جگہ فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم کے گرد حاضر تھے کہ اُن مین سے امیر المومنین حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اُٹھے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مین چالیس بردہ رکھتا تھا منجملہ اُن کے بیس راہ خدا مین
مین نے واسطے خوشنودی خدا اور رسول کے آزاد کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے
اُن کے واسطے دعاے خیر فرمائی پس اُسی وقت مہتر جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ
اللہ پاک بعد سلام کے فرماتا ہے کہ جتنے بال اُن بردون کے تن پر ہین اُتنے نفر تیری امت کے
ہم نے دوزخ کی آنچ سے آزاد کئے اور اُسیقدر ثواب اور درجات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو ہم نے عطا کئے اُس کے بعد امیر المومنین **حضرت عمر فاروق** رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر زمین
بوسی کی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے پاس تیس بردہ ہین اُن مین سے پندرہ واسطے
خوشنودی خدا و رسول کے مین نے آزاد کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اُسکے
واسطے دعای خیر فرمائی پھر اُسی وقت مہتر جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ پیغام لائے کہ
اللہ پاک فرماتا ہے کہ جسقدر بردے عمر رضی اللہ عنہ نے آزاد کئے ہین اُن کے تن مین جتنی
رگین ہین اُن کے پچاس گونہ نفر تیری امت کے ہم نے دوزخ کی آگ سے آزاد کیے اور
اُسی قدر اجر و ثواب عمر رضہ کو عطا کیا پھر اس کے بعد حضرت امیر المومنین **عثمان** رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اُٹھے اور عرض کیا کہ رسول اللہ میرے پاس بہت سے بردہ ہین اُن مین سے سو بردہ
واسطے خوشنودی خدا و رسول کے مین نے آزاد کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نے اُن کے حق مین دعاے خیر فرمائی پھر اُسی وقت مہتر جبرئیل علیہ السلام آئے اور اللہ پاک کا
یہ پیام لائے کہ ارشاد ہوا ہے جتنے اُن آزاد کئے ہوؤن کے تن مین رگین ہین اُن کے

سو گونہ نفر تیری اُمت کے ہم نے آتش دوزخ سے آزاد کئے اور اُسی قدر اجر و ثواب عثمان
رضی اللہ عنہ کو مرحمت کیا پھر فرمایا کہ بعد اسکے امیر المومنین **حضرت علی** کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے
و عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میرے پاس دنیا کے مال مین سے کچھ
بھی نہین ہے صرف ایک میری جان ہے سو اُسکو مین راہ خدا مین اور خوشنودی رسولؐ
مین فدا کرتا ہون حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ عرض کر رہے تھے کہ مہتر جبرئیل علیہ السلام آئے اور
عرض کیا اللہ تعالیٰ بعد سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارا علی دنیا سے کچھ نہین رکھتا ہے اُسپر
بھی اپنی جان فدا کرتا ہے ہم نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہین ہر عالم مین سے اٹھارہ
ہزار کے دس گونہ کی مقدار تیری امت کے لوگ ہم نے دوزخ سے آزاد کئے اور اُسی قدر
اجر و ثواب علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت کیا۔ اسکے بعد فرمایا کہ حضرت **خواجہ یوسف**
چشتی رحمہ اللہ کی یہ عادت تھی کہ جو بزرگوار آپ کی خدمت مین آتے اور کوئی غلام خدمت
کے واسطے حضور مین نذر کرتے تو آپ اُسے قبول فرماکر آزاد کر دیتے تھے اور اُن بزرگوار
سے بھی آپ ارشاد فرماتے کہ تم بھی محض واسطے خوشنودی خدا و رسول کے اُسکو آزاد کر دو
تاکہ کل قیامت مین ہم اور تم دونون اُسکے طفیل مین آتش دوزخ سے خلاصی پاوین پھر
فرمایا کہ جس روز حضرت **خواجہ ابراہیم ابن ادہم** بلخی رحمہ اللہ حکومت اور سلطنت سے
تائب ہوئے تو جسقدر غلام تھے سب کو اپنے روبرو آزاد کیا اور بارادۂ حج خانہ کعبہ کی
راہ لی اور فرمایا کہ حج کو ہر شخص پیرون کے بل جاتا ہے مجکو چاہیئے کہ سر کے بل اس راہ
کو طے کرون چنانچہ وقت سفر حج جو قدم کہ رکھتے ایک دوگانہ نفل شکرانہ ادا فرماتے تھے
حتے کہ چودہ برس کی مدت مین بلخ سے خانۂ کعبہ تک پہونچے تو اُس مقام پر خانۂ کعبہ کو
نہ پایا نہایت متحیر ہوئے اسی حال مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے ابراہیم ٹھہرو
اور صبر کرو کہ خانہ کعبہ ایک ضعیفہ کی زیارت کو گیا ہے ابھی آیا جاتا ہے خواجہ یہ آواز سنکر
متحیر ہوئے اور عرض کیا کہ الٰہی وہ ضعیفہ کون ہین حکم ہوا کہ جنگل مین ایک ضعیفہ ہے
خواجہ علیہ الرحمۃ روانہ ہوئے تاکہ اُن ضعیفہ کی زیارت سے مشرف ہو جب جنگل مین
پہونچے تو حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ کو دیکھا اور دیکھا کہ خانہ کعبہ اُن کے گرد طواف

کر رہا ہے حضرت ابراہیم ابن ادہم علیہ الرحمۃ کو غیرت معلوم ہوئی اور حضرت رابعہ بصری
علیہا الرحمۃ کو پکارا اور کہا کہ یہ کیا شور تم نے ڈالا ہے رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ شور
مین نے نہین اُٹھایا ہے یہ شور تم نے جہان مین برپا کیا ہے کہ چلتے چلتے چودہ برس مین
خانہ کعبہ تک پہونچے اور پھر بھی اُسکو آرزو کے ساتھ نہ پایا جب حضرت ابراہیم ادہم نے
یہ سنا فرمایا کہ اے رابعہ رح تمکو آرزو خانہ کعبہ کی تھی سو تمھارے پاس موجود ہوگیا اور ہم کو
آرزوے ملاقات صاحب خانہ کی ہے لہذا وہ ہم سے محجوب کیا گیا پھر فرمایا کہ ای درویش
مرد وہ ہے کہ سواے حق کے کسی دوسری طرف نظر نہ کرے اور مبتلائے دنیا و آخرت
نہ ہو اور جو کچھ اُس کے پاس ہے اُس کی طرف بھی توجہ نکرے جب اس مقام پر پہونچے تو جو کچھ
اُسکی ملک ہے وہ ملک دوست ہے پس اے درویش اس مقام پر غور کر کہ چونکہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ملک حق ہو گئے تو حق خود ملک آنحضرت صلعم ہوگیا اور درمیان
مین کوئی واسطہ وحجاب نہ رہا تب ندا آئی کہ کہہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ سو جیسے یہ ندا
ساکنان عرش وحجاب عظمت نے اور جو کہ تحت الثریٰ تک ہے اور جو کچھ کہ دنیا اور آخرت
مین ہے سب نے سُنی اور ملک سے ملکوت تک اور بشر سے جن تک سب نے یہ عظمت
وشان رسالت پناہی معائنہ کی تو بخوبی معلوم کیا کہ ایسے وسیلہ سے بڑھکر اور کوئی
نہین ہوسکتا کیونکہ ہم سب اُسکے طفیلی مین اور یہ آقا ہے پس سب نے آپ کے دامن
رحمت مین چنگل مارا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کل بروز قیامت
ہمکو نہ بھول جایئے گا اس جگہہ فرمایا کہ اے درویش جب تو یہ معلوم کرے کہ دوست اپنی
ملک ہوگیا اُسوقت کل امور سے اس ملک کو کافی سمجھ لیکن مرد کو چاہیے کہ اپنے تئین
تمام موجودات عالم سے فارغ البال کر کے صرف دوست کی طرف مشغول کرے اُسوقت یہ مرتبہ
عنایت ہوسکتا ہے پھر وہ حکم دوست کی اقتدا کرتا ہے اور سب چیزین اُسکی
اقتدا کرتی ہین۔ اس جگہہ فرمایا کہ اے درویش ایک وقت گذر اس دعاگو کا سیوستان
کی طرف ہوا وہان ایک غار مین ایک بزرگ رہتے تھے اُن کو شیخ احمد سیوستانی
کہتے تھے اُن سے ملاقات ہوئی وہ عجب پیر باعظمت وہیبت تھے کہ اس عظمت کا

کوئی درویش مین نے آجتک نہین دیکھا وہ عالم حیرت مین تھے جب مین اُن کی خدمت
مین حاضر ہوا تو اُنھون نے میری طرف نظر کی مین نے سر نیچا کر لیا اُنھون نے فرمایا سر اُٹھا
مین نے سر اُٹھایا تب اُنھون نے ارشاد فرمایا کہ ای درویش آج قریب ستر برس کے ہوئے
کہ سوائے حق کے دوسرے کے ساتھ مین مشغول نہین ہوا ہون لیکن آج جو تیری طرف
یہ مشغولی ہے سو اس لیے کہ مجکو حکم ہوا ہے کہ کچھ تعلیم کرون تو سُن اے درویش اگر تجھکو دعوے
محبت ہے تو تو سوائے دوست کے دوسرے کسی کی طرف مطلق مشغولی نرکھ اور کسی سے
صحبت بھی نہ رکھ ورنہ جلکر خاک ہو جاوے گا کیونکہ آتش غیرت محبوب عاشقون کے
گرد رہتی ہے سو جب عاشق غیر معشوق سے ملتا ہے اور اُس کی طرف مشغول ہوتا ہے
تو فوراً وہی آتش غیرت اُسکو جلا کر خاک اور معدوم محض کر دیتی ہے اور جان لے کہ محبت
کی راہ پر جو درخت ہے اُسکی دو شاخین ہین ایک کو نرگس وصال کہتے ہین اور دوسرے کو
نرگس فراق سو جو شخص سب سے فارغ ہو کر دوست یگانہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے
وہ وصال دوست کے ساتھ مشرف ہوتا ہے اور جو کہ دوست کے سوا دوسرے کی طرف
میل و خواہش کرتا ہے وہ فراق مین مبتلا ہوتا ہے۔ جب وہ بزرگ یہ فوائد بیان فرما چکے
تو فرمایا کہ اے درویش اب تو جا کیونکہ تو نے ہمکو اپنے کام سے باز رکھا یہ کہکے جب اپنے عالم
مین مشغول و مستغرق ہونے لگے اور یہ دعا گو رخصت ہونے لگا تو پھر اس جگہہ فرمایا کہ ای
درویش ہم پہلے بردہ آزاد کرنے کے فضائل بیان کر رہے تھے کہان سے کہان پہونچ گئے
خیر حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بردہ آزاد کرتا ہے
وہ دنیا سے اُسوقت تک نجاوے گا جب تک کہ اپنا محل جنت مین نہ دیکھ لے گا اور
اُس شخص کو ملک الموت بھی مرتے دم خوشخبری بہشت کی پہونچاتے ہین۔ اس جگہہ فرمایا کہ
مین نے حضرت خواجہ محمد چشتی رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص بردہ
آزاد کرتا ہے وہ اُسوقت تک نہین مرتا ہے جب تک کہ جنت کا ثمرہ نہین چکھ لیتا
اور اُسکی جان قبض ہونے مین آسانی کرتے ہین اور وہ قیامت کے روز عرش کے
سایہ مین ہوگا اور بغیر حساب کتاب کے جنت مین داخل کر دیا جائے گا۔ جب حضرت

خواجہ نور اللہ مرقدہ یہ فوائد تمام کر چکے اور ذکر مین مشغول ہوئے تو یہ دعا گو بھی رخصت ہوا الحمد للہ علے ذلک

پانچوین مجلس مین صدقہ دینے کا ذکر تھا ارشاد فرمایا کہ فتاوی خواجہ یوسف چشتی مین لکھا دیکھا ہے اس حدیث کو کہ روایت کرتے ہین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ مین نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کہ ما افضل الاعمال یا رسول اللہ قال صدقۃ یعنے کون عمل افضل تر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ صدقہ دینا کیونکہ وہ حجاب اور پردہ ہو جاتا ہے درمیان صدقہ دینے والے کے اور دوزخ کے تاکہ صدقہ دینے والا نجوف ہو جاوے دوزخ سے پھر فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ پھر دوسرے وقت سوال کیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کہ کونسا صدقہ افضل تر ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھانا اُس جگہہ فرمایا کہ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ ستر برس مین نے اپنے نفس پر جہاد کیا اور خوب نفس سے جنگ کی مگر معلوم ہوا کہ فضول تھا اور سختی عذاب کھینچنا تھا کیونکہ حضور اقدس مین اُسکی کچھہ بھی شنوائی نہوئی اور ذرا بھی دل کے دروازے مین کسی قسم کی کشود حاصل نہوئی پھر اُس حالت جہاد نفس سے مین نے مراجعت کی اور جو کچھہ مال میرے پاس تھا سب راہ خدا مین صرف کیا اور صدقہ دیا تو اُس وقت خود دوست حقیقے اپنی طلب ہو گیا۔ پھر اس جگہہ فرمایا کہ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب آثار الاولیا مین لکھا ہے کہ ایک درم صدقہ دینا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے جس مین دن کو روزہ رکھا ہو اور رات کو شب بیداری کی ہو۔ اسجگہہ فرمایا کہ ایک روز امیر المومنین ابو بکر صدیق رضے اللہ تعالیٰ عنہ نے اسّی ہزار دینار جو کہ کل اُنکے پاس تھے سب راہ خدا مین صرف کئے صرف ایک کملی حضرت پاس تھی اُس کو اوڑھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو بکر ذخیرہ مین سے کچھہ اسباب بطور عالم اسباب رکھہ بھی چھوڑا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ اور

اللہ کے رسول کا نام کافی ہے پس اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام گلیم پوش ہمراہ ستر ہزار گروہ ملائکہ کملی پوشون کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یارسولؐ فرمان خدا یہ ہے کہ آج ابو بکرؓ نے ہماری راہ مین اپنا کل مال صرف کیا ہے لہذا ہمارا سلام اُسکو پہونچاؤ اور کہو کہ تم نے تو وہ کیا جسمین ہماری مرضی تھی اب ہم بھی وہ کرینگے جو تمہاری مرضی ہوگی اور اے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم آپ کو اور تمام ملائکہ کو حکم ہوا ہے کہ ابو بکر صدیق رضؓ کی موافقت مین سب کے سب کملی اوڑھین کل بروز قیامت سب کمل پوشون کو ہمراہ کملی ابو بکر صدیق رضؓ کے ہم بخشدینگے - پھر اس جگہ فرمایا کہ ایک وقت حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پوچھا کہ قرآن شریف پڑھنا افضل ہے یا صدقہ دینا آپ نے فرمایا صدقہ دینا افضل ہے اسواسطے کہ صدقہ دینا دوزخ سے بچاتا ہے پھر اسجگہ فرمایا کہ ایک وقت ایک یہودی راستہ پر کھڑا ہوا بھوکے کتون کو روٹی کھلا رہا تھا کہ اتفاقاً حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کا گذر اُسطرف ہوا اور آپ نے اُس یہودی سے دریافت فرمایا کہ تو یگانہ ہے یا بیگانہ ہے یعنے مسلمان وباخدا ہے یا غیر ہے اُس یہودی نے جواب دیا کہ یہ شخص تو بیگانہ ہے پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تو یہ کیا خیرات کر رہا ہے یہ مقبول نہوگی اُس نے جواب دیا کہ اگر قبول نہین ہے تو خیر یارپسے رہ دیکھتا تو ہے جو کچھ مین کر رہا ہون - الغرض بعد ایک مدت کے حضرت خواجہ حسن بصریؒ خانۂ کعبہ مین پہونچے تو کعبہ کے پرنالہ کے نیچے سے یہ آواز آئی کہ یاربی یعنے اے پروردگار میرے پھر پردہ غیب سے یہ آواز آئی لبیک عبدی یعنے حاضر ہون اے میرے بندے خواجہ علیہ الرحمۃ متحیر ہوئے اور قصد کیا کہ جاکر دیکھون کہ کون بزرگوار ہین جنکا یہ مرتبہ ہے وہان جاکر دیکھا تو ایک شخص سجدے مین سرجھکائے ہوئے کہہ رہا ہے یاربی اور برابر غیب سے آواز آرہی ہے کہ لبیک یا عبدی تھوڑی دیر خواجہ وہین کھڑے رہے یہانتک کہ اُس شخص نے سر سجدے سے اُٹھایا اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کو پہچان کے کہا کہ آپ نے مجکو پہچانا خواجہ نے فرمایا نہین اُس نے کہا مین وہی شخص ہون جس کی

نسبت آپ نے فرمایا تھا کہ تیری خیرات مقبول نہین ہے اب آپ نے معائنہ فرمایا کہ میری
خیرات کو اُس نے قبول فرما لیا اور مجھے بلا لیا - اسجگہ فرمایا کہ کتاب آثار الاولیا مین مین نے
لکھا دیکھا ہے کہ صدقہ ایک نور ہے اور صدقہ حورون کا زیور گران بہا ہے اور صدقہ ہزار رکعت
نماز سے افضل تر ہے کہ ادا کیجاوے پھر اس جگہ فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اُس گروہ
کے لیے جنہون نے دنیا مین صدقہ دیا ہے نیچے عرش کے جگہ بلند مقرر کیجاوے گی اور جس
قوم نے مرنے سے پیشتر صدقہ دیا ہے بعد مرنے کے وہی صدقہ اُن کے واسطے قبہ ہوگا پھر
فرمایا کہ صدقہ سیدھا راستہ طرف جنت کے ہے اور جو شخص صدقہ دیتا ہے وہ کبھی خدائے
عز وجل کی رحمت سے دور نہین ہوتا ہے - اس جگہ فرمایا کہ حضرت خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ
کی خانقاہ مین مین نے کبھی نہین دیکھا کہ صبح سے شام تک کسی آنیوالے نے کچھ کھایا نہو
اور بغیر کھائے چلا گیا ہو اور اگر کبھی کوئی چیز نہ بھی ہوئی تو حضور کا خادمون کو حکم تھا کہ پانی ہی
سامنے لاکر پلا دینا تاکہ کوئی دن دینے سے خالی نجاوے - پھر فرمایا کہ اے درویش زمین
بھی سخی پر فخر کرتی ہے کیونکہ زمین پر رات دن مین اگر کوئی سخی گذر جاتا ہے تو ایک
نیکی اُس کے لیے لکھی جاتی ہے - پھر فرمایا کہ سخیون کو ہزار برس پیشتر سب سے بہشت کی بو
پہونچیگی اور سخی کے لیے ثواب ایک پیغمبر کا لکھا جاتا ہے جبکہ خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد
تمام فرمائے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور تمام خلائق رخصت ہوئی الحمد للہ علی ذالک
چھٹی مجلس مین منقے اور انگور کی شراب پینے کے بارے مین گفتگو ہو رہی تھی زبان
مبارک سے ارشاد فرمایا کہ مشارق الانوار مین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ پوچھا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کہ شراب انگور ومنقے
کا کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ محض حرام ہے کسی طرح حلال نہین اور یہ نہایت خراب
شے ہے اور شراب مومنون کے لیے نہین ہے - پھر فرمایا کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ عرق انگور یا منقے کا جس وقت کہ نچوڑ کے نکالا گیا ہو اُسی وقت جبتک
کہ اُسمین تندی اور تیزی نہ پیدا ہوئی ہو پینا حلال و مباح ہے اور بعد کسی قدر دیر کے جبکہ
اُس مین کسی قدر تندی اور تیزی آگئی ہو تو ہرگز اُسکا پینا جائز نہین - پھر فرمایا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اُس شخص کے حق مین کہ شراب پیے یا اسکو بیچتا ہے یا اُس کی قیمت سے کچھ کھاتا ہے۔ اس جگہ خواجہ نور اللہ مرقدہ آنکھوں مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ یہ حکم شریعت کا ہے کہ شراب ہی کو حرام کہا ہے اور طریقت مین تو جو پانی پینا کہ طاعت اور عبادت مین کاہلی اور سستی پیدا کرے وہ بھی مثل شراب کے حرام مطلق ہے اور فرمایا کہ وہان اسکی بھی بازپرس ہوگی پھر اسجگہ فرمایا کہ ایک وقت حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنے مجاہدہ اور ریاضت کا احوال بیان فرمائیے فرمایا کہ اگر مین اپنے مجاہدے اور ریاضت کا حال تم سے بیان کرون گا تو تم مین اُسکے سننے کی تاب نرہے گی ہان جو معاملہ کہ نفس کے ساتھ کیا گیا ہے اُسکو بیان کرتا ہون سنو۔ فرمایا کہ ایک رات نفس کو مین نے نماز کے واسطے بلایا تو اُسنے موافقت نہ کی حتے کہ وہ نماز مجھ سے فوت ہوگئی اور سبب اُسکا یہ ہوا کہ اُس روز کچھ زیادہ وظیفۂ مقررہ سے کھا گیا تھا اس کی وجہ سے نفس موٹا ہوگیا تھا تو جب دن ہوا اور وہ حالت تمرد اُس کی کم ہوئی تو مین نے عہد کیا کہ اب ایک برس کامل نفس کو پانی نہ دون گا اور ایسا ہی کیا۔ پھر اس جگہ فرمایا کہ ایک وقت حضرت خواجہ ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ کو خاگینۂ مرغ اور نان سفید گندمی کی خواہش پیدا ہوئی اور چاہا کہ اگر آج ہی ملتا تو اُسی سے افطار کیا جاتا قضارا خواجہ علیہ الرحمۃ نماز کے وقت تازہ وضو کرنے کو مسجد سے باہر نکلے اور صحرا کی طرف گئے اتفاقاً وہان ایک لڑکا اُن کے پاس آیا اور اُنکا دامن پکڑکے شور مچانے لگا کہ دوڑو یہ چور ہے کل یہ میرا اسباب چرالے گیا ہے اور آج پھر آیا ہے کہ اور کچھ اسباب چراکر لے جاوے اُس لڑکے کے شور و غل سے تمام خلائق جمع ہوگئی اور اُس لڑکے اور اُس کے باپ نے خواجہ علیہ الرحمۃ کے گھونسے مارنے شروع کیے خواجہ فرماتے ہین کہ مین شمار کرتا جاتا تھا شاید چھ گھونسے مارے تھے کہ ایک شخص آیا وہ مجھکو پہچانتا تھا اُسنے مجھکو خوب پہچان کے فریاد کی کہ اے لوگو ٹھہرو یہ شخص چور نہین ہے یہ تو خواجہ ابو تراب نخشبی ہین جب خلائق کو یہ معلوم ہوا تو سب نے معذرت کی کہ ہم نہین جانتے تھے آپ ہمارا قصور معاف فرمائیے مین نے معاف کیا تو ایک شخص مجھکو اپنے گھر لے گیا جب

شام ہوئی اور مین نے روزہ افطار کیا اور نماز مغرب سے فارغ ہوا تو اتفاقاً اُس شخص کے یہان اُس روز خاگینہ بیضہ مرغ اور نان سپید گندمی موجود تھی وہ اُسنے روبرو خواجہ علیہ الرحمۃ کے حاضر کی خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ دیکھ کے تبسم کیا اور کہا سبحان اللہ پھر اُس شخص سے کہا کہ اسے اُٹھا لیجاؤ مین نہ کھاؤن گا اُس نے وجہ دریافت کی خواجہ علیہ الرحمۃ نے سب کیفیت خواہش نفس وغیرہ کی بیان فرمائی اور فرمایا کہ آج مین نے اس کی آرزو کی تو اُسکے بدلے چھ گھونسے کھائے اب اگر مین اسکو کھا لون گا تو خدا جانے اس سے زائد کیا بلا مجھپر نازل ہو پس خواجہ علیہ الرحمۃ بغیر کھائے پئے وہان سے چلے آئے جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کئے اور مشغول ذکر ہوئے تو دعاگو اور خلائق رخصت ہوئی الحمد للہ علی ذالک

ساتوین مجلس مین مومن کے آزار دینے کے بارے مین گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جو شخص کسی مومن کو آزار دیتا ہے تو ایسا سمجھو کہ گویا وہ مجھکو آزار دیتا ہے اور جسنے مجھکو آزار دیا اُسنے خدا کو آزردہ کیا اور حدیث مین آیا ہے کہ مومن کے سینہ بے کینہ مین اسّی پردہ ہین اور ہر پردہ مین ایک ایک فرشتہ کھڑا ہے تو جو کوئی کسی مومن کے دل کو آزار پہونچاتا ہے وہ اُن اسّی فرشتون کو تکلیف دیتا ہے پھر اُس جگہ نماز نفل کے بارے مین ذکر ہونے لگا فرمایا کہ بعد ہر فریضہ کے یہ نماز ادا کیجاتی ہے اور ہمارے مشائخ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسکو ادا کیا ہے سو جو شخص ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھے اور قرآن شریف مین سے جو کچھ یاد ہو پڑھے تو اُس کو خدا تعالیٰ خوشخبری جنت کی دیتا ہے اور ستر ہزار فرشتے وقت نزع اُس شخص کے پاس مع تحفون اور ہدیون کے آتے ہین اور وہ سب ہدیہ اُسپر نثار کرتے ہین اور جب قبر سے اُٹھیگا تو ستر حلے بہشتی لاکر اُسکو پہنا دین گے اور نہایت کر و فر کے ساتھ اُسکو بہشت مین لے جاوین گے اور جو شخص کہ ظہر کی نماز کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھے تو حق تعالیٰ ہزار ہزار حاجتین ہر رکعت کے بدلے اُسکی روا کرے گا اور چار ہزار نیکی اُسکے

نامہ اعمال مین لکھے گا اور اُس کو ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب عنایت فرماے گا۔ پھر فرمایا کہ مشائخ طبقات کتاب محبت مین تحریر فرماتے ہین کہ مرد دانا اُسوقت تک نماز شروع نہین کرتا ہے جب تک کہ اُسکو حضوری تمام نماز مین حاصل نہین ہوتی ہے چنانچہ مینے اپنے پیر حضرت خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے مین لکھا دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ جسوقت نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو قبل شروع کرنے کے ہزار ہزار بار تکبیر کہتے اور پھر بیٹھ جاتے اور پھر اُٹھتے یہانتک کہ جب تک حضوری حاصل نہوتی نماز شروع نہ کرتے اور جب ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہنچتے تو بہت تامل فرماتے الغرض جب اس کی اصل اُن سے دریافت کی گئی تو فرمایا کہ جب تک مجکو حضوری تمام نہین حاصل ہوتی ہے اُسوقت تک مین نماز نہین شروع کرتا ہون خوف اسکا ہوتا ہے کہ شاید نعمت مشاہدہ نہ فوت ہو جاوے۔ پھر فرمایا کہ ایک روز حضرت خواجہ جنید بغدادی اور حضرت **خواجہ شبلی** رحمۃ اللہ علیہما باہر شہر بغداد سے واسطے تفرج کے تشریف لے گئے جب نماز عصر کا وقت آیا تو اُن دونون بزرگون نے تازہ وضو کیا اور تہیہ نماز کا کیا تھا کہ ایک شخص جنگل سے آیا اُس کے سر پر ایک گٹھا لکڑیون کا تھا اُس کو رکھ کے اُس نے بھی وضو کیا اور نماز پر کھڑا ہوا ان دونون بزرگون نے فراست سے معلوم کیا کہ یہ شخص واصلین کاملین سے ہے لہذا سب نے بالاتفاق اُن کو امام بنایا ہرچند اُنھون نے عذر کیا مگر پذیرا نگیا۔ الغرض وہ بزرگوار نماز پڑھانے لگے اور رکوع اور سجود مین اتنا توقف کرتے تھے کہ سب کو خوف ہوا کہ وقت نماز عصر کا فوت ہو جاوے گا جب نماز سے فارغ ہوے تو سب نے اُن بزرگوار سے زیادہ درازی رکوع وسجود کا سبب دریافت کیا تو اُنھون نے فرمایا کہ جب مین تسبیح کہتا ہون تو جبتک جواب اُسکا لبیک عبدی نہین آجاتا اُسوقت تک دوسری تسبیح نہین کہتا ہون اسوجہ سے مجھکو رکوع اور سجود مین دیر ہو جاتی ہے اُن بزرگوار کے یہ فرمانے سے سب کو ایک عجب کیفیت طاری ہوئی اور اپنی نماز کی حالت پر تاسف ہوا۔ اُس جگہہ پھر فرمایا کہ ایک وقت مین خانہ کعبہ مین ہمراہ مجاورون کے چند مدت معتکف رہا اُن

اُن بزرگوارون مین ایک بزرگ تھے کہ اُن کو خواجہ عمر نسفی کہتے تھے اور وہ پیشِ امامی کرتے تھے ایک روز اُن کو ایک حالت سرور پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر اُنھون نے مراقبہ فرمایا اور بعد تھوڑی دیر کے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور آسمان کی طرف سر بلند کیا پھر حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا کہ ذرا سر اُٹھا کے دیکھو اُسیوقت ہم نے سر اُٹھا کے دیکھا تو اُنھون نے پوچھا کیا دیکھتے ہو ہم سب نے عرض کیا کہ ہم یہ دیکھتے ہین کہ آسمان اول پر فرشتے طبقہاے رحمت لئے ہوئے کھڑے ہین اور کچھ کچھ لب ہلا رہے ہین فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کیا کہتے ہین عرض کیا ہمکو معلوم نہین کیا کہتے ہین حضور کو خوب معلوم ہوگا سو خواجہ علیہ الرحمتہ نے سر اُٹھا کے مناجات شروع کی کہ آلٰہی جو کچھ تو نے اپنے بندے کو سنوا دیا ہے وہ ان حاضرین مجلس کو بھی سنوا دے فوراً ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عزیزو یہ فرشتے کہہ رہے ہین کہ یا رب بحرمت علم و مجاہدہ خواجہ عمر نسفی اُسکو بخشدے۔ بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ نعمت خلوص سب مین پیدا کی گئی ہے اگر مرد کو چاہیے کہ اُسکے حصول مین جد وجہد کرے تاکہ اسمقام تک پہونچ جاوے۔ اسجگہ فرمایا کہ اے درویش ایک بزرگ بغداد شریف مین تھے صاحب کشف و کرامات مگر وہ نماز نہین پڑھتے تھے جب اُن سے کہا گیا کہ نماز کیون نہین پڑھتے فرمایا تمکو اس سے کچھ کام نہین مگر مین جب تک جمال یار نہین دیکھ لیتا اُسوقت تک مجھکو چین و قرار نہین آتا اس جگہ فرمایا کہ اسی جگہ سے ہے کہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ علم علم ہے کہ اُسکو علما جانتے ہین اور زہد زہد ہے کہ اُسکو زاہد جانتے ہین اور یہ وصول ایک سر ہے کہ اُسکو اہل معنے جانتے ہین۔ پھر اسجگہ فرمایا کہ عصر کی نماز کے پیشتر جو شخص چار رکعت نماز نفل ادا کرے ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اُس شخص کو ہر رکعت کے بدلے ایک ایک بلند محل بہشت مین عنایت کرینگے اور اسقدر ثواب اُسکو مرحمت کیا جاوے گا کہ گویا اُس نے تمام عمر عبادت کی اور جو شخص درمیان نماز مغرب اور درمیان نماز عشا کے چار رکعت نفل پڑھے تو وہ بہشت مین بے خدشہ داخل ہو اور تمام بلاؤن اور عذابون سے بے خوف رہے اور ہر رکعت کے بدلے مین ایک پیغمبر کا ثواب اُسکو عنایت کرین گے اور جو شخص بعد نماز عشا کے چار رکعت نماز نفل پڑھے حق تعالیٰ اُسکو بغیر حساب بہشت مین داخل کریگا

اور ایسا کوئی نہین کر سکتا مگر وہی شخص جو خدا کا دوست ہے۔ اس جگہ فرمایا کہ جو شخص نماز
بہت ادا کرتا ہے اُس کے حساب مین نیکیان بہت ہوتی ہین اور جو کوئی بدی اُس سے سرزد ہوتی
ہے تو اُس کی جگہ نیکی لکھی جاتی ہے۔ پھر اس جگہ فرمایا کہ ہان کوئی شخص مومن کو نہین
ستاتا ہے مگر وہی جو منافق ہے اور ملعون ہے۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ
فوائد تمام کیے اور مشغول ذکر ہوئے تو سب لوگ اور یہ دعاگو رخصت ہوے الحمد للہ علی ذلک

آٹھوین مجلس مین کسی کو گالی دینے اور بُرا کہنے کا مذکور تھا زبان مبارک سے
ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کسی مومن کو گالی دیتا ہے گویا اُسنے اپنی مان بہن کے ساتھ زنا کیا
اور گویا اُس نے حضرت موسی علیہ السلام کے مقابلہ کے واسطے فرعون کا ساتھ دیا۔ پھر
فرمایا کہ جس نے کسی مومن کو گالی دی تو اُس کی دعا چالیس روز تک مستجاب نہین ہوتی
اور اگر وہ بے توبہ مرگیا تو بروز حشر عاصی اُٹھے گا۔ پھر اس جگہ کھانے کے بارے مین گفتگو
ہونے لگی کیونکہ اُسیوقت کچھ کھانا لایا گیا تھا تو حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ کھانا
دسترخوان پر لاؤ کیونکہ ہم اُسپر کھاوینگے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے خوان پر کھانا نہین کھایا ہے ولیکن خوان پر کھانا کھانے سے منع بھی نہین فرمایا ہے
لہذا اگر کوئی کھاوے تو روا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور سب صحابہ
واہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمیشہ دسترخوان ہی پر کھانا کھاتے تھے اور فرماتے
تھے کہ ہم موافقت کرتے ہین ساتھ حضرت عیسے علیہ السلام کے۔ پھر فرمایا کہ حضرت عیسے علیہ السلام
پر جو خوان اُترا تھا اُسپر سرخ دسترخوان تھا۔ اور اُسپر ساتھ گردہ روٹی کے تھے اور
پان سیر نمک تھا سو جو شخص دسترخوان پر روٹی نمک سے کھاوے اُسکے لیے ہر لقمہ مین
سو نیکیان لکھی جاوینگی اور سو درجہ بہشت مین اُس کے لیے بلند کیے جاوینگے
اور وہ شخص ہمسایہ مین حضرت عیسے علیہ السلام کے رہیگا اور سرخ دسترخوان پر
روٹی کھانے سے ایک دعوت خانہ جنت مین عنایت کیا جاوے گا اور جب کھانا کھا کے
فارغ ہو حق تعالی تمام گناہ اُسکے بخشدیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ مین نے حضرت خواجہ مودود
چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جو شخص سرخ دسترخوان پر کھانا کھاتا ہے

حق تعالیٰ اُس کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ پھر اس جگہ فرمایا کہ شمس العارفین (اور یہ نام اُن کو روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مرحمت ہوا ہے) کا یہ حال گذرا کہ جس روز وہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر گئے تھے اور سلام عرض کیا تھا تو وہان سے آواز آئی کہ وعلیک السلام یا شمس العارفین پس جب روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے باہر نکلے تو جو کوئی ملتا تھا وہ السلام علیک یا شمس العارفین کہتا تھا۔ پھر اس جگہ اسی کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ گذرا کہ جب شروع مین حضرت نعمان کوفی رحمہ اللہ روضۂ رسول اللہ صلعم پر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ السلام علیک یا سید المرسلین تو وہان سے جواب سلام آیا کہ علیک السلام یا امام المسلمین۔ پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب سلطان العارفین کا آسمان سے آیا تھا اور صورت اسکی یہ ہوئی کہ ایک روز خواجہ بایزید رحمہ اللہ آدھی رات کو کوٹھے پر چڑھے دیکھا کہ سارے جہان کے لوگ آرام کر رہے ہین اور خواب غفلت مین بے خوف سو رہے ہین کوئی بھی بیدار نہین ہوتا خواجہ علیہ الرحمۃ کے دل صفا منزل مین یہ افسوس پیدا ہوا کہ افسوس ایسے دربار عظیم اور سرکار کریم کے حضور مین اسوقت کوئی نہین حاضر ہوتا اور کوئی نہین بیدار ہو کر مشغول ہوتا پس اسی افسوس کی حالت مین چاہا کہ خدا تعالیٰ سے مناجات کرین کہ سب کو بیدار اور مشغول کر دے پھر فوراً یہ خیال گذرا کہ یہ مقام شفاعت ہے یہ حق ذات خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہے میری کیا مجال ہے جو اس کی درخواست کر سکون جیسے ہی یہ خیال خاطر مین گذرا ویسے ہی ہاتف غیبی نے آواز دی کہ ای بایزید تم نے جو اسقدر ادب کو نگاہ رکھا لہذا ہم نے تمہارا نام خلق مین سلطان العارفین مشہور کر دیا اُس روز سے جو کوئی ملتا حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین کہتا۔ پھر فرمایا کہ یہی معاملہ خواجۂ احمد معشوقؒ کا گذرا کہ ایک رات جلے کے جاڑے مین آدھی رات کو گھر سے باہر نکل کے پانی کے اندر گھسے اور سر دپانی مین کھڑے ہو کر فرمایا کہ مین جب تک یہ نہ معلوم کر لون گا کہ مین کون ہون اُس وقت تک

یہان سے باہر نہ جاؤن گا تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے احمد تو وہ ہے کہ کل بروز قیامت کتنے ہی آدمی گناہگار تیری سفارش کی وجہ سے دوزخ سے رہائی پاوینگے شیخ احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اسپر مین ہرگز اکتفا نہ کرونگا جب تک کہ مجکو یہ نہ معلوم ہو جاوے کہ مین کون ہون اُسوقت تک ہرگز یہان سے باہر نجاؤنگا اُسوقت آواز آئی کہ سب تو درویش یا عارف یا عاشق ہمارے ہین اور تو ہمارا معشوق ہے تب تو خواجہ احمد ح پانی سے باہر نکلے۔ پھر اُس روز سے جو شخص ملتا تو وہ السلام علیک یا احمد معشوق کہتا پھر فرمایا کہ یہ نماز نہین پڑھتے تھے چنانچہ لوگون نے اُن سے کہا کہ آپ نماز کیون نہین پڑھتے فرمایا نماز تو پڑھون مگر سورۂ فاتحہ نماز مین نہین پڑھونگا لوگون نے کہا یہ کیا نماز ہے جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جاوے الغرض جب لوگون نے بہت کہا تو فرمایا کہ اچھا سورۂ فاتحہ پڑھونگا مگر اُس مین ایاک نعبد وایاک نستعین۔ نہ پڑھونگا پھر لوگون نے کہا کہ نہین وہ بھی پڑھیے لوگون کے بہت کہنے سننے سے نماز مین کھڑے ہوئے اور سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کی جب ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہونچے تو اُن کے کل اعضا کی ہر بن موسے خون جاری ہوا اُسوقت حاضرین کی طرف مُنہ کرکے فرمایا کہ مجکو نماز جائز نہ تھی مگر لوگون نے کہہ کے مجھ سے نماز پڑھوائی جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر وشغل مین مشغول ہوئے سب لوگ اور یہ دعاگو رخصت ہوئے الحمد للہ علے ذلک

نوین مجلس مین کسب اور کاروبار کرنے کا ذکر تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رونق افروز تھے اور سب اصحاب بھی حاضر تھے اُن مین سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ یارسول اللہؐ آپ میرے پیشہ کے بارہ مین کیا فرماتے ہین کہ اچھا ہے یا بُرا آپ نے پوچھا کہ تمھارا کیا پیشہ ہے عرض کیا کہ میرا پیشہ درزی گری ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم راستی اور راست بازی سے کام کرو تو تمھارا کام از حد بزرگ ہے کل قیامت مین ہمراہ ادریس علیہ السّلام کے بہشت مین جاؤگے۔ پھر ایک اور صحابی اُٹھے اور عرض کیا کہ یارسولؐ میرا پیشہ

کیسا ہے آپ نے پوچھا تمھارا پیشہ کیا ہے عرض کیا کہ میرا پیشہ معماری ہے آپ نے فرمایا تمھارا
پیشہ بہت نیک ہے کیونکہ یہ پیشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور یہ پیشہ نہایت
مبارک ومنفعت کا ہے خدا تعالیٰ تمکو برکت دے بطفیل دعائے ابراہیم علیہ السلام کے اور
تم کل قیامت کے روز برابر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے جنت مین رہوگے پھر ایک اور
صحابی اُٹھے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ میرے پیشہ کی بابت کیا ارشاد ہوتا ہے آپ نے فرمایا
کہ تمھارا کیا پیشہ ہے اُنھون نے عرض کیا کہ میرا پیشہ معلمی ہے آپ نے فرمایا کہ تمھارا پیشہ اللہ
کو از حد دوست ہے اگر نیک نیتی سے خلق کو نصیحت کیا کرو تو قیامت مین ہمراہ خضر
علیہ السّلام کے رہوگے اور اللہ تعالےٰ حضرت خضر علیہ السلام کا ثواب تم کو عنایت
فرما دیگا اور اگر عدل کرتے رہوگے تو آسمانون کے فرشتے تمھارے لیے استغفار کیا کرینگے
پھر ایک اور صحابی کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پیشے کے بارے
مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین آپنے پوچھا تمھارا کیا پیشہ ہے اُنھون نے عرض کیا کہ
میرا پیشہ سوداگری ہے آپنے فرمایا اگر راستی کے ساتھ معاملہ کرو تو تم بہشت مین ہمراہ
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے رہوگے پھر حضرت نے فرمایا کہ کسب کرنیوالا دوست
خدا کا ہے مگر وہ کسب کرنیوالا جو نماز کے وقت سُستی نکرے اور فوراً نماز مین حاضر ہو
اور حد شریعت سے ایک ذرہ قدم باہر نہ رکھے کہ ایسے ہی کاسب کی شان مین الکاسب
حبیب اللہ والکاسب صدیق اللہ۔ حدیث شریف مین آیا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت
ابو در دا رضی اللہ عنہ دوکانداری کرتے تھے جب آخر کار حقیقت مسلمانی کی دریافت
ہوئی تو دوکانداری ترک کردی لوگون نے پوچھا کہ آپنے دوکانداری کیون چھوڑدی
فرمایا کہ جب مجھکو حقیقت اور حقیقت اسلام کی معلوم ہوئی تب مجھکو معلوم ہوا کہ ایمانداری
اور مسلمانی کے ساتھ دوکانداری درست نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ حدیث شریف مین
الکاسب صدیق اللہ اُسکے حق مین آیا ہے کہ جو صرف خدا پر بھروسا رکھتا ہے۔ اور
متفکر اور متردد نہین ہوتا کیونکہ یہ عارفون کے نزدیک کفر ہے اور جب وقت
نماز کا آتا ہے تو سب کام چھوڑ چھاڑ کے نماز کو فوراً ادا کرتا ہے سو ایسا ہی کاسب خدا کا

دوست ہے جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور مشغول بحق ہوئے تو سب لوگ اور یہ دعاگو رخصت ہوئے الحمد للہ علے ذالک

مجلس

دسوین مجلس مین مصیبت کے بارہ مین گفتگو ہورہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حضرت عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ جو شخص مصیبت کے وقت چیخے چلاوے اور نوحہ و فریاد کرے تو اوسپر خدا کی پھٹکار ہے اور فرمایا کہ ہمارے مشائخ طبقات نے فرمایا ہے کہ نوحہ و فریاد کرنا مصیبت کے وقت کفر ہے اُس شخص کا نام منافقون کے دفتر مین لکھا جاتا ہے اور خدا کی پھٹکار اُسپر ہوتی ہے پھر فرمایا کہ مشائخ طبقات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو مصیبت کے وقت چیختا ہے اور نوحہ کرتا ہے تو اُس کے چالیس برس کے اعمال حبط ہو جاتے ہین اور چالیس برس کے گناہ اُسکے نامہ اعمال مین لکھے جاتے ہین اور اگر اسی حال مین مرجاوے اور بے توبہ مرے تو دوزخ مین ابلیس کے ساتھ ہوگا۔ پھر اس جگہ فرمایا کہ ایک وقت حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ راستہ مین چلے جاتے تھے کہ آواز نوحہ کی ایک طرف سے آئی فوراً رانگ گرم کرکے اپنے کانون مین ڈال لیا اور بہرے ہوگئے۔ بعد اسکے فرمایا کہ جو شخص مصیبت کے وقت اپنا گریبان چاک کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکی طرف رحمت کی نظر سے کبھی نہین دیکھتا اور قیامت کے روز اُسپر سخت عذاب فرماوے گا۔ اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ جو کوئی نوحہ و فریاد کرکے اپنا پیراہن چاک کرے تو قیامت کے روز اُسکی دونون بھوون کے درمیان پیشانی کے اوپر لکھا ہوا ظاہر ہوگا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہے ہان اگر توبہ کرکے مرا ہے تو خدا سے امید ہے کہ بخشدے اور جو شخص مصیبت مین کپڑے سیاہ رنگے گا اُسکے لیے دوزخ مین ستر گھر بنائے جاوینگے اور کوئی عبادت اُسکی قبول نہوگی اور گویا اُسنے ستر مومنونکو بے گناہ قتل کیا اور ہزار بہتان اُسکے نامہ اعمال مین لکھی جائینگی اور جب تک وہ سیاہ لباس پہنے رہتا ہے اُسوقت تک سب فرشتے جتنے کہ آسمانون اور زمینون میں ہین اُسپر لعنت کرتے رہتے ہین۔ پھر اسکے بعد پانی پلانیکا ذکر ہونے لگا فرمایا کہ جو کسی پیاسے کو

پانی پلاتا ہے تو اُسی وقت گناہون سے باہر ہوجاتا ہے گویا ابھی ماکے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور وہ بے حساب بہشت مین جاوے اور اگر اُسی روز مرجاوے تو شہید کا درجہ پاوے۔ پھر اسجگہ فرمایا کہ جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلاوے تو خداتعالی ہزار حاجتین اُسکی برلاوے اور دوزخ سے اُسکو آزاد کردے اور جنت مین ایک محل عالیشان اُسکے لیے تیار کرے۔ پھر فرمایا کہ لڑکیان خدا کا ہدیہ ہین سو جو کوئی اُن کو دوست رکھتا ہے خدا اور رسول اُس سے خوش اور راضی ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ جس کسی کو خدا نے لڑکی دی اور وہ اُسکو عزیز رکھتا ہے اس خیال سے کہ خدا کا ہدیہ ہے تو خدا اُس سے راضی ہوتا ہے اور جس کسی کو خدا نے دو لڑکیان دین اور وہ اُن سے خوش ہوا تو اُس کا ثواب ستر حج اور زیارت خانۂ کعبہ سے بڑھکر اور گویا اُسنے ستر بردہ آزاد کئے۔ جو مان باپ کہ لڑکیون پر رحمت کرتے ہین حق تعالی اُن پر رحمت کرتا ہے پھر اُس جگھہ فرمایا کہ مین نے آثار الاولیا مین لکھا دیکھا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی ایک لڑکی ہے قیامت کے دن اُسکے اور دوزخ کے درمیان پانسو برس کی راہ کا فرق ہوگا۔ پھر فرمایا کہ انبیاے عظام اور اولیاے کبار لڑکیون کو اتنا دوست رکھتے تھے کہ لڑکون کو اُتنا دوست نہین رکھتے تھے پھر فرمایا کہ حضرت **خواجہ سری سقطی** رح کی ایک لڑکی تھی اُسکو وہ از حد عزیز اور دوست رکھتے تھے اور وہ حضرت خواجہ کو نہایت محبوب جانتی تھی چنانچہ ایک روز خواجہ علیہ الرحمۃ کو آرزو پیدا ہوئی کہ اگر کورے آبخورے مین سرد پانی ہوتا تو آج اُسی سے افطار کرتے اور یہ بات خواجہ کی زبان مبارک سے نکلی ہی تھی لڑکی نے سُنکر فوراً حاضر کیا اور خواجہ کے آگے رکھدیا چونکہ عصر کی نماز کا وقت تھا خواجہ نے پانی نہین پیا اور بسبب غلبۂ خواب کے اُن کو مصلا پر غنودگی آگئی اُسوقت ایسا خواب مین دیکھا کہ گویا ایک حور بہشت سے گھر مین اُتر آئی ہے اور پوچھا کہ اے کنیز تو کس کی ہے اُس نے کہا کہ اُسکی جس نے کورے آبخورے مین سرد پانی نہین پیا پس ویسے ہی ایک ہاتھ مارا تو وہ آبخورہ ٹوٹ گیا اور نہ وہ مارا

اور فرمایا کہ اے سری کورے آبخورے مین تجکو پانی پینا نہین چاہیے۔ کیونکہ جو لوگ علائق دنیا مین اسقدر مبتلا ہوتے ہین وہ حاشا وکلا مقام تقرب مین کیونکر پہونچ سکتے ہین۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کیے اور ذکر وشغل مین مشغول ہوئے تو سب لوگ اور یہ دعاگو رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذلک

گیارہوین مجلس مین جانورون کے مارنے کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حضرت **عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جو کوئی چالیس گامین مارے تو ایک خون کبیرہ اُسکے نامہ اعمال مین لکھا جاوے گا اور جو کوئی شخص کوئی جانور نفس کی خواہش سے مارے گا تو گویا اُس شخص نے خانہ کعبہ کے ویران کرنے مین مدد کی ہے مگر جس جگہہ اور جسطور اور جس محل مین مارنا روا ہے اُسکے واسطے کوئی قباحت نہین۔ پھر اسجگہہ فرمایا کہ حضرت **خواجہ حاجی رحمۃ اللہ** کی زبان مبارک سے مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اے درویش میری ستر برس کی عمر ہے اس مدت مین مین نے اپنی یاد مین تو کبھی کسی چڑیا کو بھی نہین مارا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص کبھی کسی جانور کو آگ مین نہ جلاوے اور نہ کبھی کسی جانور کو بیرحمی سے مارے کیونکہ جو شخص کسی جانور کو آگ مین جلاتا ہے یا بیرحمی سے مارتا ہے تو حق تعالی اُس کو دنیا مین بھی عذاب مین مبتلا رکھے گا اور آخرت مین بھی عذاب فرماوے گا اور جو کوئی کسی جانور کو آگ مین جلاتا ہے تو گویا ایسا ہے کہ اُس نے اپنی مان کے ساتھ زنا کیا اور فرمایا کہ کفارہ اُسکا یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے یا دو ماہ کامل متواتر روزے رکھے اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جانورون کو آگ مین جلانے سے اور بیرحمی کے ساتھ مارنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور تاکید فرماتے تھے جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر وشغل مین مشغول ہوئے تو سب لوگ اور یہ دعاگو رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذلک

بارہوین مجلس مین سلام کرنے کے بارہ مین ذکر تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ

حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجلس مین داخل ہو یا محفل سے اُٹھے چاہیے کہ اہل اسلام پر سلام عرض کرے کیونکہ سلام کرنا کفارہ کل گناہون کا ہے اور فرمایا کہ جو شخص مجلس سے اُٹھتا ہے اور اہل محفل پر سلام کرتا ہے تو فرشتے اُسکے لیے بخشش مانگتے ہین اور خداتعالی اُسپر رحمت فرماتا ہے اُسکی نیکیان زیادہ کردیتا ہے اور اُسکی زندگی مین ترقی کرتا ہے۔ پھر اسجگہ فرمایا کہ مین نے حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ جو شخص محفل سے اُٹھتا ہی اور اہل محفل پر سلام عرض کرتا ہے تو اُسکے نامۂ اعمال مین ہزار نیکیان لکھی جاتی ہین اور حق تعالی ہزار حاجتین اُسکی روا کرے گا اور وہ شخص گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے کہ گویا ابھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک سال کے گناہ اُسکے عفو کیے جاتے ہین اور ایک برس کی عبادت اُسکے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہے اور سوحج اور سو عمرہ کا ثواب عنایت کیا جاتا ہے اور ہزار طبق رحمت اُس شخص کے سر پر نثار کرتے ہین۔ پھر اس جگہ فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ مین نے چاہا کہ کوئی وقت ایسا ہو کہ محفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین آنے کے وقت یا رخصت کے وقت پہلے مین سلام عرض کرون مگر کبھی میسر ہوا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سب سے پہلے سلام کرتے اور فرماتے کہ سلام سنت کل انبیاء علیہم السلام ہے کوئی پیغمبر ایسا نہین ہوا کہ جس نے سب سے سلام کرنے مین سبقت نہ کی ہو جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوئے تو سب لوگ اور یہ دعا گو رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذالک

تیرھوین مجلس مین گفتگو نماز کے کفارہ کے بارہ مین ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کی نمازین قضا ہوگئی ہون اور اُسکو یہ معلوم نہین کہ کتنی نمازین قضا ہوئی ہین سو اُسکو چاہیے کہ دوشنبہ کی رات کو پچاس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت مین سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص ایک بار پڑھے

اور جب نماز سے فارغ ہو تو ایک سو بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود شریف
بھیجے خدا تعالی ان سب نمازون کا کفارہ ادا کردے گا اگرچہ سو برس کی کیون نہون
بعد اسکے ذکر قیام لیل یعنے رات کے نوافل کا بیان شروع ہوا ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رات کو قیام کرے اور نوافل ادا کرے اور
اُسوقت سب لوگ سوتے ہون تو خدا تعالی فرشتو نکو حکم دیتا ہے کہ اُسکی دوسری رات تک
حفاظت کرو اور اسکے لیے برابر مغفرت مانگتے رہو اور دوسری روایت مین آیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات کو بیس رکعت نماز پڑھے
اور ہر رکعت مین سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص ایک ایک بار پڑھے تو قیامت مین
اُسکو صدیقون اور شہیدون کے ہمراہ اُٹھاوینگے اور بدلے ہر رکعت کے ایک رات دن کی
عبادت کا ثواب مرحمت فرماوین گے اور ہر ہر حرف کے عوض مین ایک نور اسکے قلب مین
پیدا ہوگا اور وہ شخص پل صراط سے باسانی پار ہو جاوے گا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص قیام شب کرے
اگرچہ اونٹ کی گردن ہلانیکی مقدار ہو تو بھی ساٹھ حج اور عمرہ سے فاضلتر ہے دروازے
رحمت کے کشادہ کردئے جاتے ہین۔ پھر فرمایا کہ مین ایک وقت سمرقند گیا تھا تو وہان
ایک بزرگ شیخ عبدالواحد سمرقندی تھے اُن سے ملاقات ہوئی وہ فرماتے تھے کہ
ایمان کی حلاوت اُسوقت تک نہین حاصل ہوتی جب تک قیام شب اور صیام روز
نہو سو جو شخص یہ دونون کرتا ہے وہ ضرور ایمان کی حلاوت پاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ امام اعظم
ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک رات کو نہ سوئے اور زمین پر پیٹھ نہ لگائی۔ پھر
جب آخری حج آپ نے فرمایا تو آپ کعبہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہوے اور مجاورون سے
فرمایا کہ ایک دروازہ کھولدو تا کہ آج کی رات خدا تعالی کی عبادت کرلون شاید پھر قادر ہون
یا نہون انھون نے دروازہ کھولدیا امام صاحب اندر تشریف لے گئے اور درمیان دونون
ستون خانہ کعبہ کے کھڑے ہو کر نماز شروع کی تو داہنے پیر کو بائین پیر پر رکھکر نصف قرآن مجید
پڑھا اور نصف بائین پیر کو داہنے پیر پر رکھکر ختم کیا اور رکوع اور سجود نہایت خشوع کے ساتھ کیے
اور بعد فراغ نماز مناجات کی الٰہی تیری بندگی کے لایق مین نے بندگی نہین کی اور جیسا کہ تجھ کو

پہچاننا چاہیے ویسا مجھ سے ہرگز ممکن نہین پس ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے ابو حنیفہ تونے بہین خوب پہچانا اور ہماری بندگی کی ہم نے تیری بھی بخشش کر دی اور اُن کی بھی جو تیری پیروی کرین گے اور اُن کی بھی جو تیرے مذہب پر ہون گے۔ پھر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی رحمہ اللہ چالیس برس تک نہین سوئے اور نہ زمین پر پیٹھ لگائی اور فرمایا کہ خواجہ احمد چشتی رحمہ اللہ تیس سال تک برابر رات کو قیام کرتے رہے اور ہر رات دو رکعت نماز مین دو ختم قرآن شریف کرتے تھے۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ لوگ ایسا بھی کہتے ہین کہ انھون نے حضرت رب العزت کو خواب مین دیکھا تھا پھر باقی عمر کبھی نہ سوئے اور انکی ستر برس کی عمر شریف ہوئی جب رحلت کا زمانہ قریب ہوا تو ایک بزرگ نے انھین خواب مین دیکھا اور اُن سے دریافت کیا کہ فرمایئے کیا حال ہے اور آپ کس حالت مین جاتے ہین فرمایا کہ مردانہ وار جاتا ہون آج ستر برس ہوئے کہ مین نے ایک خواب دیکھا تھا اور آج تک کسی سے بیان بھی نہین کیا اب مین اُسی خواب کے حال مین مستغرق جاتا ہون۔ پھر اس جگہ فرمایا کہ واسطے قیام شب کے ایک نور دنیا مین ہے اور ایک نور پل صراط پر ہے اور ایک نور بہشت مین ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص رات کو قیام کرتا ہے وہ جو دعا کرتا ہے مستجاب ہوتی ہے اور خود بہشت آرزومند ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اُس سے خوش اور راضی ہوتا ہے پھر فرمایا کہ ایک وقت مین بخارا کی جانب گیا تھا وہان ایک بزرگوار سے ملاقات ہوئی تھی اور کتنے دنون اُن کی خدمت اور صحبت مین حاضر رہا مگر مین نے کسی رات کو نہ دیکھا کہ ذرا بھی سوئے ہون یا پیٹھ زمین پر لگائی ہو تمام رات قیام مین گذار دیتے آخر کار لوگون سے سُنا گیا کہ چالیس برس سے انھون نے زمین پر پیٹھ نہین لگائی۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کئے اور مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذالک

چودھوین مجلس مین سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کے بارہ مین ذکر تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ یوسف حسن چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالے مین تحریر فرماتے ہین کہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ فاتحہ

سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھتا ہے قیامت کے دن امینون مین اُٹھیگا اور پیغمبر دن کے پیچھے کوئی شخص اُن سے پیشتر جنت مین نجاوے گا اور یہ لوگ ہمراہ حضرت عیسے علیہ السلام کے بہشت مین جاوین گے۔ پھر اس جگہہ فرمایا کہ حضرت **خواجہ محمد عشی** رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جو شخص سوتے وقت ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے تو وہ ایسا گناہون سے پاک ہو جاوے گو یا ابھی اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے پھر اس جگہہ فرمایا کہ **حدیقۃ المحدثین** مین مین نے لکھا دیکھا ہے کہ ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو کوئی سوتے وقت قل یا ایہا الکافرون پڑھا کرے اسکے جنتی ہونے کی ہزار آدمی گواہی دینگے۔ پھر فرمایا کہ مین ایک وقت اپنے پیر حضرت **خواجہ حاجی** رحمہ اللہ کے ہمراہ بدخشان گیا تھا وہان جامع مسجد بدخشان مین ایک درویش تھے کہ اُن کو **خواجہ محمد بدخشانی** کہتے تھے از حد شاغل تھے اُنھون نے فرمایا کہ جو شخص آفتاب نکلنے کے وقت دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھا کرے حق تعالیٰ اسکے نامۂ اعمال مین ثواب حج اور عمرہ کا لکھے گا۔ اور حدیث شریف مین بھی آیا ہے کہ جو کوئی آفتاب نکلنے کے وقت دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اس سے بڑھکر ہے کہ تمام دنیا کا مال صدقہ کیا ہو حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کئے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذلک

پندرھوین مجلس مین جنت اور اہل جنت کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ **تفسیر امام بغوی** رحمہ اللہ کے اندر صفت بہشت مین مین نے لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کیا فرماتے ہین اہل بہشت کے کھانے مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ قسم ہے اُس خدا تعالیٰ کی جس نے مجھکو پیغمبر کرکے بھیجا ہے کہ ہر آدمی سو مردون کے ساتھ کھانا کھاوے گا اور اپنے عیال کے ساتھ صحبت کرے گا۔ پھر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کھانے سے اُنکو وہان قضا ے حاجت بھی ہوگی یا نہین آپ نے فرمایا ہان اسطرح ہوگی کہ بدن سے پسینہ نہایت خوشبودار

دلکی کا جسکی خوشبو مشک سے بڑھکر ہوگی پھر پیٹ مین کچھ نہ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ بہشتی لوگ بہشت مین ہمیشہ زندہ رہین گے کبھی نہ مرین گے اور ہمیشہ جوان رہین گے کبھی بڈھے نہون گے اور ہمیشہ ناز و نعمت مین رہین گے اور ہر روز اُن کی نعمتین بڑھائی جایا کرین گی۔ بعد اس کے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ بہشت کی وہ نعمتین مجھکو عنایت ہون تو اُسکو چاہیے کہ ہر روز بعد نماز صبح کے سو بار سورۂ اخلاص پڑھے اور ہمیشہ پڑھا کرے تو اُسکے لئے روز بروز زیادہ ہوتی جایا کرینگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جنت مین مان باپ اور فرزند یہ سب بھی آپس مین ملین گے یا نہین۔ آپنے فرمایا کہ ہان قرآن شریف مین آیا ہے کہ جنات عدن یدخلونہا ومن صلح من آبائہم وازواجہم وذریاتہم والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب۔ یعنی بہشت مین مان باپ اور فرزند اور ازواج اور ذریات اور ملائکہ ایک دوسرے کے پاس آوین اور ایک دوسرے سے ملاقات کرین گے اور بہشتی گھوڑون پر سوار ہوکر اُن کے محلون مین جس دروازے سے چاہین گے داخل ہون گے۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کئے اور ذکر مین مشغول ہوے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذلک

سولھوین مجلس مین مسجد کے بارہ مین ذکر تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص سیدھا پیر مسجد مین رکھے اور بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم من الشیطان الرجیم پڑھے سو جو نماز کہ پڑھے حق تعالی حکم دیتا ہے کہ اس بندہ کے نامۂ اعمال مین ہر رکعت کے بدلے سو رکعت کا ثواب لکھو اور حق تعالی اُسکی آمرزش کرتا ہے اور اُس کے گناہ بخشتا ہے اور بدلے ہر قدم کے جو مسجد کے جانے مین زمین پر رکھتا ہے ایک ایک درجہ بہشت بلند کیا جاتا ہے اور اُسکے لیے ایک محل بہشت مین بنایا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی مسجد مین داخل ہوتے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ تونے میری پیٹھ توڑ دی سو اُسکے نامۂ اعمال مین ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور مسجد سے نکلتے وقت بھی یہی کلمہ پڑھے تو حقتعالی جتنے بال اُسکے بدن پر ہین اتنی نیکیان عنایت فرماتا ہے

اور اس کے سو درجے بہشت مین بلند فرماتا ہے۔ پھر اس جگہہ فرمایا کہ امام حسن زندوسی رحمہ اللہ اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ جو مومن مسجد مین آتے وقت پہلے داہنا پیر رکھتا ہے تو اسکے اول سے آخر تک گناہ جھڑ جاتے ہین اور جب مسجد سے نکلے تو بایان پیر باہر پہلے دہرے تو حقتعالی فرشتون کو حکم کرتا ہے کہ اسکی حفاظت کرتے رہو اور اسکی کل حاجتین روا کرو اور اسکے لیے جنت مین عمدہ جگہہ ہمیشہ کے لیے طیار کرو پھر فرمایا کہ مین نے حضرت خواجہ محمد مرعشی رحمہ اللہ کے رسالہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ایک بار خانہ کعبہ مین بایان پیر پہلے رکھا تو آواز آئی کہ ہیل اسطرح خانۂ خدا مین داخل ہوتے ہین اسیوجہ سے اُنکا لقب ثوری ہوگیا۔ حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر وشغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذلک

سترھوین مجلس مین دنیا اور اُسکے مال جمع کرنیکے بارہ مین ذکر ہورہا تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جو مرد ہے وہ دین کو چھوڑ کے دنیا کی طرف نگاہ نہین کرتا ہی اور دنیا کا گرویدہ نہین بنتا اور جو کچھ دنیا سے ملتا ہے تو اُسکو وہ راہ خدا مین صرف کرتا ہے کچھ ذخیرہ نہین کرتا پھر اس جگہہ فرمایا کہ مین نے حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے دنیا کے مال کا شکر صدقہ دینا ہے اور اسلام کا شکر الحمد للہ رب العالمین کہنا ہے سو جسنے الحمد للہ رب العالمین کہا وہ اسلام کا شکر بجالایا اور جس نے صدقہ دیا اور زکوۃ دی اُسنے حق شکر کا ادا کیا۔ پھر فرمایا کہ حدیث مین آیا ہے کہ دنیا مردار ہے اور اہل دنیا مردار خوار۔ پھر اسجگہ بچون کے رونے اور چیخنے کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی فرمایا کہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچون کو ابلیس لعین کان مروڑ کے اور اذیت دے کے رُلا دیتا ہے سو جو مان باپ کہ ننھے بچے کو مارتے ہین اُنکے نام گناہ لکھا جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ حدیث مین آیا ہے کوئی ننھا بچہ نہین روتا ہے جب تک کہ ابلیس اُسکو نہین ستاتا ہے سو جب ننھا بچہ روئے تو چاہیے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھین تاکہ شیطان بھاگ جاوے اور بچہ چپ ہوجاوے اور مان باپ کو

بہشت کی بشارت پہونچاوے۔ پھر اس جگہہ حسد کے بارہ مین ذکر شروع ہوا تو فرمایا کہ حسد اچھی چیز نہین ہے خاص کر مسلمانون کو بعضے علمانے فرمایا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ حسد کو دل سے نکالڈالنا چاہیے جسنے حسد کو دل سے نکالڈالا اُسکو جنت مین لے جاوین گے۔ پھر فرمایا کہ علما سے حسد نہایت بدتر ہے کیونکہ دنیادارون کا حسد صرف دنیا کے مال کے واسطے ہوا کرتا ہے اور دنیا کا مال خود ایک چیز ناپائدار ہے اُسکے حسد کا بھی ایسا ہی حال ہے اور علما مین حسد اکثر قائم ہوتا ہے اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ۔ جب حضرت خواجہ نوراللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کئے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علےٰ ذٰلک

اٹھارھوین مجلس

مین چھینک آنے کے بارہ مین ذکر تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حدیث مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان چھینکتا ہے اور الحمد للہ رب العالمین۔ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ سب گناہ اُس کے بخشدیتا ہے اور بہشت مین اُسکے درجے بلند کئے جاتے ہین اور ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب عنایت ہوتا ہے اور جب دوسری بار چھینکے اور الحمد للہ رب العالمین کہے تو ماں باپ اُسکے بخشے جاتے ہین اور جو تیسری بار چھینک آوے تو جانے کہ زکام ہوا ہے سوا ے مسلمانو جواب چھینک کا دینا یعنے چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے کے بعد یرحمک اللہ کہنا گناہون کا کفارہ ہے اور باعث زیادتی درجات کا ہے کیونکہ چھینک ایک پردہ ہوجاتی ہے درمیان دوزخ کے سوا اُس شخص کے نامۂ اعمال مین ہزار نیکیان لکھی جاتی ہین اور ہزار درجے اُسکے لیے قیامت کے روز بلند کئے جاوین گے۔ اور جب اس چھینک کو میزان عمل مین رکھین گے تو اُسکا پلہ بھاری ہوگا حتی کہ اگر عرش و کرسی کو اُسکے مقابل رکھین گے تو بھی یہی پلہ جھکتا ہوگا اور فرمایا کہ جو شخص چھینکتا ہے اور الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو حق تعالیٰ اُسکو جنت مین ہمراہ پیغمبرون کے داخل کرے گا اور ایک خوان نعمت مرحمت فرما دے گا۔ پھر فرمایا کہ پہلے جس نے چھینک ماری وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین تو اُنھون نے خدا تعالیٰ کی تعلیم سے الحمد للہ رب العالمین کہا اور حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے اُن کے جواب مین

یر رحمۃ اللہ کہا جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر مین مشغول ہوئے
تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذلک

انیسوین مجلس مین اذان اور نماز کے بارے مین گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اذان کی حقیقت کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اے علی جو کوئی اذان نماز کی کہتا ہے تو اجر اس کا اللہ پر ہے اور وہی جانتا ہے ثواب اسکا لیکن اذان ایک حجت ہے میری امت کے واسطے - اور فرمایا کہ صورت حال اذان کی یہ ہے کہ جب مؤذن کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر گویا یہ کہتا ہے کہ اے اُمتیان محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین تم کو خدا کے واسطے دیکر کہتا ہون کہ نماز کے واسطے حاضر ہو اور دنیا کے کاروبار سے دست بردار ہو اور جب کہتا ہی کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ - تو گویا یہ کہتا ہے کہ اے امتیان محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین تمکو اور خدا تعالیٰ کو اور فرشتون کو گواہ کر کے کہتا ہون اور تمکو خبر دیتا ہون کہ نماز کا وقت آگیا ہے اور اس خبر سے بزرگ تر کوئی خبر نہین ہے اور جب کہتا ہے اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ - تو یہ کہتا ہے کہ گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم رسول اللہ کے ہین اُن کے دین مین یہ نماز فرض ہوئی ہے جو بندو نکی نیازمندی کی دلیل ہے اسکو نہایت خشوع سے اَدا کرو اور جب یہ کہتا ہے کہ حی علی الصلوۃ حی علی الصلوۃ تو یہ کہتا ہے کہ اے امتیان محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین نے دین کی اصل تم پر آشکارا کر دی اب نماز کے ادا کرنے مین خدا اور رسول خدا کی فرمانبرداری کرو کیونکہ نماز کی وجہ سے حق تعالیٰ تمھارے سب گناہ بخشدے گا اور نماز دین کا ستون ہے جس سے دین کی بنیاد قائم ہوتی ہے اور جب کہتا ہے کہ حی علی الفلاح حی علی الفلاح تو گویا یہ کہتا ہے کہ اے امتیان محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نماز کے واسطے اب مستعد ہو جاؤ کہ یہ نماز ذریعہ کشود کار دنیا و آخرت ہے اور اس کی وجہ سے تمپر دروازے رحمت کے اور بہشت کے کھولدئے جاوینگے گویا یہی ذریعہ تمھاری فلاح کا ہے اور جب کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو گویا یہ کہتا ہے کہ اے امتیان محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تمپر خدا کی رحمت ہو مین تمہین خدا کو گواہ

کرکے پھر آخر کو یہ کہتا ہون کہ نماز کے واسطے حاضر ہو اور دنیا کی مکروہات سے دست بردار ہو جاؤ
کیونکہ اب تو دین اور اصول دین تم پر آشکارا ہو گئے اب تو خدا اور رسول کی فرمان برداری کے لیے
مستعد ہو جاؤ تاکہ خدا تعالیٰ تمھارے سب گناہ بخشدے اور یہ خوب جان لو کہ کوئی عمل اس سے
بڑھ کر نہیں ہے سے جو کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے وہ آخر کو پشیمانی اُٹھادے گا اور جب کہتا ہے
لاالہ الااللہ تو گویا یہ کہتا ہے کہ اے اعیان محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین تو گواہی دیتا ہون
کہ اللہ کے سوا کوئی لائق پرستش نہیں ہے اور مین نے تم کو بھی خبر کر دی اب یہ بار امانت سالون
آسمانون و زمینون کا تمھاری گردن پر ہے اگر اُس کو قبول کروگے تو رستگاری پاؤگے ورنہ
خود پشیمانی اُٹھاؤگے۔ پھر اسیجگہ فرمایا کہ بغداد شریف مین ایک بزرگ تھے اُن سے پوچھا گیا تو
اُنھون نے فرمایا کہ مؤذن کا جواب اذان دینا گناہون کا کفارہ ہے اور مسجد مین بندگی خدا اور
رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بجا لانا ہمراہ صدیقون اور شہیدون کے بہشت مین جانیکا
ذریعہ ہے اور وہ شخص حضرت داؤد پیغمبر علیہ السلام کا جنت مین رفیق ہوگا۔ پھر اس جگہ
فرمایا کہ حضرت **خواجہ جنید بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عمدۃ السلوک مین لکھا ہے کہ
اذان کا جواب دینا قیامت کے روز خلق کی شفاعت کرے گا اور جو شخص اذان سن کے
سکوت کرتا ہے اور جواب اذان کا دیتا جاتا ہے پھر نماز مسجد مین جماعت کے ساتھ امام کے
پیچھے پڑھتا ہے تو اُسے ہر رکعت کے بدلے تین ہزار رکعت کا ثواب عنایت فرمادین گے اور
ہر رکعت کے لیے ایک محل جنت مین تیار فرمادین گے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اذان کا جواب دیتا ہے
تو اُسکے واسطے فرشتے استغفار کیا کرتے ہین اور اُسپر رحمت نازل ہوتی ہے اور وہ شخص
بروز قیامت نجات پائے گا اور بیحساب بہشت مین داخل ہوگا۔ پھر فرمایا کہ پانچ گروہ پر
قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خشمگین ہون گے۔ اول وہ جو اذان
کا جواب نہیں دیتا اور اذان سُنکر چپ نہیں رہتا ہے اور جمعہ کی نماز کو فوت کرتا ہے دوسرے
وہ کہ آزاد کو بردہ بنا کے فروخت کرتا ہے۔ تیسرے وہ کہ ہمسایہ کو تکلیف پہونچاوے۔ چوتھے
وہ کہ کسی پر قرض نہ آتا ہو اور وہ ناحق جبر کرکے اُس سے وصول کرے۔ پانچوین وہ کہ اپنے
عیال پر جور و ظلم کرے۔ پھر اسیجگہ فرمایا کہ اے درویش تکبیر کہہ جیسا کہ مین نے کہی کیونکہ مقام

اُس کا درمیان دونون بھوؤن کے ہے اور درمیان سینہ کے ہے سو جان تو کہ خدا تیعالے تجھپر بینا ہے اور یہ خیال رکھ کہ میرے دونون پیر پلصراط پر ہین اور بہشت میرے دائین طرف ہے اور دوزخ بائین طرف ہے۔ پس چاہیے کہ اللہ اکبر کہہ اور فکر و غور کے ساتھ قرآن شریف پڑھو اور نہایت تضرع اور خشوع کے ساتھ رکوع و سجود کر اور نہایت سکون و استغراق کے ساتھ بیٹھ کے التحیات پڑھ کہ فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہین جب تک کہ تو سلام نہ کہے۔ پھر فرمایا کہ تو اپنا قوت لایموت حلال سے پیدا کر اور حلال کمائی سے جامہ حلال پہن اور توبہ کو اپنا اچھا شعار جان سو جب تو ایسا کرے گا تو تیرے واسطے ایک دروازہ ساتون بہشتون مین سے کھولدین گے اور اُسوقت خدا تیعالی تیری نماز کو قبول فرماوے گا۔ اور فرمایا کہ ہمیشہ متواتر قرآن شریف پڑہنا چاہیے کیونکہ یہ گناہون کا کفارہ ہوجاتا ہے اور یہ تلاوت قرآن پردہ ہے دوزخ اور پڑھنے والے کے بیچ مین سو جو شخص قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے حق تعالی اُسکے لیے بہشت سے ایک دروازہ کھولدیتا ہے اور ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک خدا تیعالی کی تسبیح کرتا رہے گا اُن سب کا ثواب اُسکو عنایت کیا جاوے گا۔ اور فرمایا کوئی شخص خدا تیعالی کا مقرب نہین ہوسکتا مگر وہ کہ علم پڑھانے اور قرآن شریف کی تلاوت کا عادی ہو۔ اس جگہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنی امت کے واسطے عذاب خدا سے ہمیشہ شب و روز ڈرتا رہا کہ ایک روز مہتر جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورہ اخلاص لائے سو اُسوقت طبیعت کو سکون حاصل ہوا کہ اس سورۃ مین خداے عزوجل کی صفت و ثنا ہے تو جو کوئی اس سورۃ کو پڑھا کرے عرش عظیم سے ندا آتی ہے کہ حق تعالی سب گناہ اُسکے بخشدے گا اور جو حاجت کہ خداے تعالی سے چاہے وہ اُسکو روا کرے گا پھر اس جگہ فرمایا کہ تمپر لازم ہے قرآن شریف کا پڑھنا اور پڑھانا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک آیت قرآن شریف کی پڑھتا ہے تو اُسکے نامہ اعمال مین کل نیکیون سے فاضلہ ثواب لکھا جاتا ہے اور جب مرے اور قرآن شریف پڑھنے اور پڑھانے کی دوستی اُسکے دل مین ہو تو اُسکی قبر مین ایک فرشتہ نہایت خوبصورت آوے گا اور ایک ترنج بہشتی اُسکے ہاتھ مین ہوگا۔

سو وہ فرشتہ کہے گا کہ قرآن شریف پڑھ وہ شخص کہیگا کہ کیا مین نے دنیا مین قرآن شریف نہین پڑھا ہے پھر وہ فرشتہ کہیگا کہ یہ تیغ خدا تعالی نے تیرے لیے ہدیہ بھیجا ہے اسکو لے اور قرآن شریف پڑھ تب وہ شخص قرآن شریف تمام وکمال پڑھیگا بعد اُسکے وہ فرشتہ کہیگا کہ اب آرام سے سو کیونکہ تیرے لیے عذاب قبر نہین ہے اور شدت قیامت کی بھی نہوگی اور بہشت مین پیغمبرونکے ہمسایہ مین رہیگا جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذالک

بیسوین مجلس مین مومن کے بارہ مین ذکر ہو رہا تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ مومن وہ شخص ہے کہ وہ تین چیزون کو دوست رکھتا ہو۔ اول موت کو۔ دوسرے فقیری اور درویشی کو۔ تیسرے بیماری کو۔ سو جو کوئی ان تینون کو دوست رکھتا ہے اُسکو فرشتے دوست رکھتے ہین اور بدلہ ان تینون چیزون کا بہشت ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا تعالی درویشون اور فقیرون کو دوست رکھتا ہے اور وہ خدا تعالی کو دوست رکھتے ہین۔ پھر فرمایا کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جس کسی کے پاس آٹھ ہزار درم ہین تو نگر اور مالدار ہے اور جس کسی کے پاس اس سے کم ہے تو وہ درویش ہے اور جس کسی کے پاس کچھ بھی نہین ہے اُسکو شکر خدا کا کرنا چاہیے کیونکہ وہ حضرت ایوب پیغمبر علیہ السلام کے مرتبہ مین ہے۔ پھر فرمایا کہ مین نے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ حق تعالی تین گروہ کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور وہ تینون گروہ قیامت کے روز عرش کے سایہ مین ہونگے۔ اول وہ گروہ کہ ہمت ور ہین اور اپنی ہمت سے بار عیال وغیرہ اپنے اوپر رکھتے ہین۔ دوسرے وہ گروہ کہ ہمسایون کے ساتھ سلوک کرتے ہین اور وہ عورتین کہ جن سے خاوند اور خدا تعالی خوش ہو۔ تیسرے وہ گروہ کہ عاجزون اور مسکینون کو کھانا کھلاتے ہین پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے اعمال مین سے فاضل تر نماز ہے پھر صدقہ دینا پھر قرآن شریف پڑھنا پس جو شخص کہ ان تینون مین کوشش کرے وہ میری امت مین سے ہے اور وہ بہشت مین جاوے گا۔ پھر فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے درباب ہمسایہ کے اس قدر وصیت فرمائی کہ مجھکو خیال گذرا تو مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سوال کیا کہ بعد انتقال کرنے ہمسایہ کے دوسرے ہمسایہ کو اُسکی میراث پہونچتی ہے آپ نے فرمایا کہ ہان پہونچتی ہے جبکہ اور وارثا اُسکے نہون پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمسایہ کے ساتھ جس طور سے ہوسکے شفقت کرے گا تو وہ بروز قیامت انشاء اللہ تعالیٰ بہشت مین میرا ہمسایہ ہوگا۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور مشغول ذکر ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علے ذلک

اکیسوین مجلس مین حاجت روا کرنے کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ اُس مومن کو دوست رکھتا ہے جو کسی مومن کی حاجت برآری کرتا ہے اور اُس کی جگہ بہشت ہے۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی کسی مومن کی بزرگداشت کرتا ہے تو اُسکی جگہ جنت ہے اور خدا تعالیٰ اُسکے کل گناہ بخشدیتا ہے اگرچہ اُس نے اسیقدر کیا ہو کہ صرف جوتیان ہی سیدھی کردی ہون یا جو کانٹا کہ مومن کے پیر مین چبھ گیا ہو اُسکو نکال لیا ہو پھر اسجگہ فرمایا کہ مشائخ طبقات اور اولیائے کبار نے فرمایا ہے کہ اگر مثلاً کوئی شخص اوراد اور وظائف وغیرہ مین مشغول ہو اور کوئی حاجت مند اُسکے دروازے پر آوے اور اُسکی ملاقات کا خواہشمند ہو تو اُسکو واجب ہے کہ سب کامون اور شغلون سے دست بردار ہو کر اُس حاجت مند کی طرف متوجہ ہو اور حتے المقدور اُس کی حاجت برآری مین کوشش کرے کیونکہ حدیث مین آیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مومن کی حاجت روا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اُسکی دینی و دنیاوی حاجتین برلاتا ہے اور کل قیامت کے روز وہ شخص بہشت کے اندر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمسایہ مین ہوگا۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علے ذلک

بائیسوین مجلس مین آخر الزمان کے بارہ مین ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب

آخرزمانہ آئے گا تو عالم لوگون کو مثل چورون کے کھینچین گے پس اُس زمانے مین عالم کو منافق کہین گے اور منافق کو عالم۔ اس جگہ فرمایا کہ جو شخص علم رکھتا ہے حق تعالی حکم دیتا ہے کہ اُسکا نام آسمان پر ولی مشہور ہو۔ پھر فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کفر دو ہین اور ایمان دو ہین اور اسلام دو ہین اور نفاق دو ہین اور علم دو ہین اور عمل دو ہین لیکن کفر جو دو ہین وہ یہ ہین۔ پہلا کفر منکر ہونا خدا کی نعمتون سے ہے جیسے نماز جماعت سے نہ پڑھنا اور بیمارون کی عیادت نکرنا اور مسلمان کو نفع سے باز رکھنا اور مانند اسکے اور اس سے آدمی ایمان سے باہر نہین ہوتا ہے اور دوسرا کفر اسلام سے اور اسلام کے فرائض و احکام سے منکر ہونا ہے اور یہ کفر آدمی کو ایمان سے باہر کر دیتا ہے۔ اور دو ایمان یہ ہین۔ ایک ایمان منافقون کا ہے کہ زبان سے تو اقرار وحدانیت اور رسالت کرتے ہین اور دل سے شک و شبہہ کرتے ہین یہی کام منافقون کا ہے۔ اور دوسرا ایمان وہ ہے کہ زبان اور دل دونون سے اقرار اور تصدیق کرے اور یہ ایمان خاص مومنون کا ہے اور یہ ایمان نیک کام کرنا دل مین ڈالتا ہے۔ اور اسلام دو یہ ہین ایک وہ کہ جب خداے تعالی کی جانب گرویدگی ہو تو اُسمین ذرا تام کو بھی شک نہو اور جب خداتیعالی کے آگے سجدہ کرے تو بھی تصور اُسکی وحدانیت کا دل مین مستقیم ہو۔ اور دوسرا اسلام وہ ہے کہ زبان سے تو اپنے تئین مسلمان کہے اور دل مین طرح طرح کے کفر بات بھرے ہون اور اسباب کا کچھ خوف نہو کہ آخرکار کیا حال ہوگا اور کیسی خجالت اُٹھانی پڑے گی پس ظاہری زبان سے سب کچھ کہے اور بذریعہ کلمۂ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ کے مسلمانون کے درمیان مین زندگی بسر کرے ایسا شخص آتش دوزخ سے رہائی نہ پاوے گا اور نفاق دو یہ ہین۔ ایک یہ کہ بندہ خدا کے حلال اور حرام اور اوامر و نواہی کا مقر ہو مگر گناہ مین مبتلا ہو جاوے اور بد افعال اُس سے سرزد ہون باینہمہ خداے تعالی سے ڈرتا ہے اور امید توبہ کی رکھتا ہے تو اُسکو خدا خوب جانتا ہے کہ وہ بدکار ہے منافق نہین ہے صرف ظاہر مین لوگ اُسکو بھی منافق کہتے ہین اور دوسرا نفاق وہ ہے کہ زبان سے تو خدا کے حلال و حرام و امر و نہی کا اقرار کرتا ہو اور اتنا ہی ایمان ہو کہ نماز

اور روزہ اور حج اور زکوۃ نیک کام ہین اسکے عمل مین لانے سے آدمی دنیا مین نیکو کار مشہور ہوتا ہے آخرت مین اجر و ثواب کچھ نہین یہ بیشک نفاق ہے اور ایسے شخص کا ٹھکانا دوزخ ہے اور علم دو یہ ہین - ایک یہ کہ علم حق کا یا خاص واسطے حق کے ہو اور یہ علم خاص اور محمود ہے اور دوسرا علم عام ہے ہر ایک قسم کا جو کوئی ایک کلمہ بھی علم حق کا سُنے تو وہ ایک سال کی عبادت شبانہ روزی سے بڑھکر ہے اور جو شخص علم حقانی کے درس مین بیٹھے تو گویا اُسنے ایک بردہ آزاد کیا اور علم گویا اندھے کیلیے روشنی اور نور بصر ہے اور علم جنت کی راہ بتانیوالا ہے اور علم کو خدا تعالیٰ کبھی اور کہین ضائع نہین کرتا ہے نہ دنیا مین نہ آخرت مین اور عمل دو یہ ہین - ایک تو خاص واسطے خدا کے ہے اور یہ خاص ہے - اور دوسرا واسطے نمود اری اور خلائق کے دکھلانے اور سُنانے کے ہے اور وہ نہایت بدتر ہے اس عمل کے لیے کچھ بھی ثواب نہین ہے بلکہ عذاب ہے اور یہ عمل آتش دوزخ سے قریب تر ہے - جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علے ذلک

تیئسوین مجلس مین موت کے یاد کرنے کا مذکور تھا زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب کے قیام اور دن کے روزہ اور جملہ استحسان سے بڑھکر یاد کرنا موت کا ہے - اور فرمایا تمام زاہدون سے فاضلتر وہ شخص ہے کہ ہمیشہ موت کو یاد کرتا ہے اور ہمیشہ موت کے شغل مین رہتا ہے سو وہ شخص گور مین ایک چمن پاوے گا جنت کے چمنون مین سے - پھر اسجگہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی فرمایا کہ جو کوئی حضرت آدم علیہ السلام کا نام لیوے اور اُن پر صلوات اللہ علیہ تین بار کہے تو حق تعالیٰ اُسکے گناہ بخشدے گا اگرچہ گناہ اُسکے برابر دریا کے قطرون کے ہون اور وہ شخص بہشت مین حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا اور جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کو یاد کرلے اور اُن کے نام پر صلوات اللہ علیہ تین بار کہے تو وہ شخص بہشت مین جاوے گا جس دروازے سے چاہے - پھر فرمایا کہ انبیا علیہم الصلوات والسلام کے یاد کرنے اور اُن کے نام پر علیہم

الصلوات والسلام کہنے کے واسطے سات اعضا پر آنچ دوزخ کی حرام ہوجاتی ہے جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر وشغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علے ذلک

چوبیسوین مجلس مین مسجد مین چراغ بھیجنے کے بارہ مین ذکر ہورہا تھا کہ آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک رات چراغ مسجد مین بھیجے تو ایک برس کے گناہ اُسکے عفو کئے جاوینگے اور ایک سال کی عبادت کا ثواب اُسکے نامۂ اعمال مین لکھا جاوے گا اور ایک محل وسیع اُسکے لیے جنت مین بنا یا جاوے گا اور جو کوئی ایک مہینا مسجد مین چراغ بھیجا کرے تو حق تعالی سات عضو اُسکے دوزخ کی آنچ پر حرام کردے گا اور دروازے جنت کے اُسکے لیے کھولدئے جاوین گے جس دروازے سے چاہے اُس مین داخل ہو اور وہ شخص جنت مین ہمسایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ مین نے حضرت **خواجہ یوسف چشتی** رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ وہ چراغ بھیجنے کی فضیلت مسجد مین فرماتے تھے سو فرمایا اُنہون نے کہ جب تک چراغ کی روشنی مسجد مین رہتی ہے اُسوقت تک اُسکو حاملان عرش اپنے مین شمار کرتے ہین اور سب آسمانون کے فرشتے اُسکے لیے مغفرت مانگتے رہتے ہین۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر وشغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علی ذلک

پچیسوین مجلس مین درویشون کے بارہ مین گفتگو ہورہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی فقیر کو روٹی دے تو تمام گناہون سے پاک ہوجاوے۔ پھر فرمایا کہ تین قسم لوگ بہشت مین نجاوینگے ایک فقیر جھوٹ بولنے والا۔ دوسرے مالدار بخیل۔ تیسرے سوداگر خائن۔ کہ ان تینون قسم کے لوگون پر سخت عذاب ہوگا۔ سو جب درویش جھوٹ بولے اور مالدار بخیل ہوجاوین اُسوقت حقتعالی زمین سے برکت اُٹھالیگا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص رات دن مین ایک بار سورۂ یٰسین اور پنج وقتہ بعد نماز فریضہ آیۃ الکرسی پڑھے اور ہر نماز کے بعد قل ہو اللہ تین بار

حق تعالیٰ اسکا مال اور اسکی عمر زیادہ کرے گا اور حساب اُس شخص کا آسان ہوگا اور میزان پل صراط پر بھی آسانی ہوگی۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام کئے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوئے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علیٰ ذٰلک

چھبیسوین مجلس مین ازار کا پائچہ اور آستین دراز کرنے کے بارہ مین گفتگو تھی کہ آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ازار کا پائچہ دراز کرنا منافقون کی علامت ہے جو شخص ازار کا پائچہ دراز کرتا ہے کہ اُس کے پاؤن پر لٹکتا ہوا رہے تو وہ شخص خدا اور رسول کا گنا ہگار ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص ازار کا پائچہ دراز کرتا ہے کہ اُس کے پاؤن پر لٹکتا رہے تو فرشتے زمین اور آسمان کے اسپر لعنت کرتے ہین اور جتنے بال کہ اُسکے بدن پر ہین اُتنے گھر دوزخ مین اُس کے لیے بنائے جاوین گے اور **حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ازار لانبی پہنے وہ منافق ہے۔ اور جو شخص آستین لانبی پہنے وہ ملعون ہے۔ پھر فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہمیشہ خدا کی پھٹکار مین رہتے ہین۔ ایک لمبی آستین پہننے والے۔ دوسرے ازار کا پائچہ لمبا پہننے والے کہ اُنکے واسطے سات گھر دوزخ مین بنائے جاتے ہین۔ پھر فرمایا کہ ازار کا پائچہ دراز کرنے مین اسراف اور فضول خرچی نکرنا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جامہ مین اسراف کرنے سے منع فرمایا ہے حتے کہ مُردے کو زیادہ کفن دینے سے بھی منع فرمایا ہے کہ دو چیز کی وجہ سے عذاب کیا جاوے گا ایک کفن زیادہ کرنے سے۔ دوسرے ازار کا پائچہ دراز کرنے سے نعوذ باللہ منہا جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوئے الحمد للہ علیٰ ذٰلک

ستائیسوین مجلس مین علماء کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جب آخر زمانہ ہوگا تو امیر لوگ جابر ہو جاوین گے اور علما کسب کرینگے اور فتنہ جہان مین پیدا ہوگا کہ زمینون اور پہاڑون مین بھی اُسکا اثر ظاہر ہوگا اُس زمانہ مین لوگون پر عیش تنگ ہو جاویگا۔ پھر فرمایا کہ آخر زمانہ مین امیر لوگ جابر اور بخیل ہو جاوینگے

اور علما رعاجز اور درماندہ ہون گے۔ اُسوقت برکت جہان سے اُٹھ جاوے گی۔ اور تمام شہر ویران ہو جاوین گے۔ اور دین مین فساد برپا ہوگا۔ تو جانو کہ وہ لوگ اہل دوزخ ہین۔ نعوذ باللہ منہا
پھر اس جگہہ مصرف صدقہ کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا کہ صدقہ اُسکو دینا چاہیے کہ جسکے ہان کوئی محتاج درویش مہمان ہو کیونکہ اُسکو دینے سے ایک کا ثواب دس گونہ ہوتا ہے اور اپنے عزیزون کو صدقہ دینے سے ایک کا ثواب ہزار گونہ ہے۔ سو آدمی کو چاہیے کہ صدقہ ایسے ہی طورسے دیا کرے کہ جسکا کثیر ثواب ہو اور خداوند تعالیٰ اُسکی وجہ سے بخشش فرمادے۔ جب حضرت خواجہ نوراللہ مرقدہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اور ذکر و شغل مین مشغول ہوے تو یہ دعاگو اور سب لوگ رخصت ہوے الحمد للہ علی ذالک

اٹھائیسوین مجلس

مین توبہ کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ کلام اللہ مین حکم ہے۔ یاایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ یعنے اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ نصوح یعنے استوار اور مضبوط کیونکہ خداتعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اس جگہہ فرمایا کہ حدیقۃ المحدثین مین مین نے لکھا دیکھا ہے کہ ہر مسلمان پر توبہ کرنا فرض ہے بدلیل اسی آیت شریف کے۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے تو دعا کی کہ الٰہی تو نے ابلیس لعین کو مسلط فرمایا اور مجھکو اتنی طاقت نہین کہ مین اُسکو اپنے سے روک سکون مگر تیری توفیق سے ارشاد ہوا کہ ہم تیری اور تیرے فرزندون کی حفاظت کرین گے وہ ہرگز قدرت نہ پاوے گا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی اور کچھہ اسپر زیادتی فرما تو ندا آئی کہ اے آدم مین نے ہر ایک توبہ فرض کی ہے جب تک کہ دنیا آباد ہے۔ جب تو اور تیرے فرزند توبہ کرین گے تو بہ قبول کرون گا۔ پھر فرمانے لگے کہ توبہ کرتے رہو اس سے پہلے کہ موت آکر موجود ہو کیونکہ پھر اُسوقت پشیمانی کچھہ فائدہ نہین رکھتی۔ اور فرمایا کہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ آسمان مین ہے کہ خداتعالیٰ نے اُس کو راتون کی توبہ داخل کرنے کے واسطے بنایا ہے اُس دروازے کی ستر برس راہ کی مسافت ہے وہ ہمیشہ کُھلا رہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ توبہ دو قسم کی ہے

ایک توبہ نصوح یعنے مضبوط اور استوار کہ پھر بعد اُس کے گناہ کے پاس نجاوے اور دوسری وہ توبہ ہے کہ ہر روز توبہ کرے اور توڑ ڈالے پر توبہ اچھی نہین ہے پھر اس فقیر دعاگو کی طرف متوجہ ہو کے فرمانے لگے کہ اے معین الدین ہم نے تیری کمالیت حال کے واسطے یہ سب تعلیم اور ترغیب کی ہے سو تجکو چاہئیے کہ جان سے اُنپر گرویدہ رہ تاکہ کل قیامت کے روز شرمندہ نہو۔ پھر فرمایا کہ فرزند سپوت وہ ہے کہ جو کچھ پیر و مرشد کی زبان مبارک سے سنے اُس پر خوب دل لگائے اور کان دھرے اور اُس پر عمل کرتا رہے تاکہ قیامت مین شرمندہ نہو۔ پھر فرمایا کہ سپوت وہ ہے کہ جو کچھ اپنے پیر و مرشد کی زبان فیض ترجمان سے سُنے چاہئیے کہ اُس کو اپنے شجرے مین لکھ رکھے اور اُس سے ہمیشہ فوائد اور فیض اُٹھاتا رہے اور لوگون کو بھی اُس کے فوائد سے محروم نہ رکھے تاکہ بروز قیامت شرمندگی نہو۔ جب حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہ ان فوائد تک پہونچے تو عصائے شریف جو حضور کے آگے رکھا تھا اور خرقہ شریف اور نعلین شریف اور مصلے شریف اس دعاگو کو مرحمت و عنایت فرما کے ارشاد فرمایا کہ یہ سب چیزین ہمارے پیرون کی یادگار ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم سے سلسلہ بسلسلہ ہم تک پہونچی ہین اور اب ہم نے تیرے سپرد کین جس طرح ہم اسکو محفوظ اور منظم رکھتے رہے اُسیطرح تو بھی رکھیو آخر کار جس کو اس کے لایق دیکھیو اُس کو دیجیو یہ فرما کے اس دعاگو سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ جا تجکو خدائے تعالے کے سپرد کیا۔ پس یہ فرما کے حضور تو ذکر و شغل مین مصروف ہوئے اور یہ دعاگو رخصت ہوا الحمد للہ علے ذالک

تمت

(۲) ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ المسمی بہ دلیل العارفین مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی واوشی رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ چند کلمات جان کے فرحت دینے والے حضرت ملک المشائخ سلطان المساکین منہاج المتقین قطب الاولیار شمس الفقرا ختم المتدین خواجہ معین الدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہ سے سنتے ہوئے اس مجموعے مین جمع کیے گئے ہین گویا یہ مجموعہ علوم ربانی کا ایک صحیفہ ہے اور فقر کی ایک خوشبو ہے - اور یہ کتاب دلیل العارفین چار قسمون پر بالتفصیل منقسم ہے - پہلی قسم فقر و صوابح بیان مین دوسری قسم مکتوبات اور تسبیحات کے بیان مین تیسری قسم اوراد وغیرہ کے بیان - چوتھی قسم سلوک اور اُس کے فائدون کے بیان مین - اور یہ مجموعہ بتوفیق الٰہی پانچوین رجب ۶۱۴ھ ہجری کو تمام ہوا الحمد للہ علی ذالک

پہلی قسم

مجلس اول پنجشنبہ کے روز یہ فقیر نحیف ضعیف آستان بوس بارگاہ حضرت ملک المشائخ سلطان السالکین قطب الدین بختیار اوشی اُس شاہ فلک دستگاہ کی قدمبوسی کے لئے بغداد مین امام ابو اللیث سمرقندی کی مسجد مین حاضر ہوا اور اُسیوقت شرف بیعت سے مشرف ہوا - حضرت خواجہ ناصر اصفیا نے اس ضعیف کو کلاہ چہار ترکی مرحمت فرمائی اُس روز شیخ شہاب الدین محمد سہروردی اور شیخ داؤد کرمانی اور شیخ برہان الدین محمد چشتی اور شیخ تاج الدین محمد صفاہانی وغیرہ بھی مجلس مین حاضر تھے - نماز کے بارہ مین گفتگو ہوئی آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ آدمی منزلگاہ عزت سے قریب نہین ہو سکتا مگر نماز مین کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے جیساکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ الصلوۃ معراج المومن (یعنے نماز مومن کی معراج ہے) پس نماز ہی سے تمام مقامون مین نور حاصل ہوتا ہے اور نماز ہی خدا سے ملا دیتی ہے - پھر فرمایا کہ نماز ایک راز ہے

کہ بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے اور راز کہنے میں وہی شخص نزدیکی پاتا ہے جو کہنے کے
لائق ہے اور راز نہیں کہا جا سکتا مگر نماز میں۔ یہی مضمون حدیث میں آیا ہے کہ المصلے
یناجی ربہ یعنے نماز پڑھنے والا اپنے رب سے راز کہتا ہے اسکے بعد اس دعاگو کی طرف رُخ
کرکے فرمایا کہ جب میں شیخ الاسلام سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نوراللہ مرقدہ
کی خدمت میں حاضر ہوا اور ارادہ بیعت میں قبول کیا گیا تو آٹھ برس تک اُن کی خدمت کرنے
میں ایک دم اپنے نفس کو آرام نہیں دیا نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات جہاں کہیں خواجہ
سفر کا ارادہ کرتے دعاگو بھی ہمراہ ہوتا اور بستر خواب و توشۂ راہ حضرت خواجہ کا اپنے سر پر اُٹھائے
چلتا جب پیر نے اس فقیر کی ایسی خدمت دیکھی مجکو وہ نعمت عطا فرمائی کہ جسکی کوئی حد و انتہا نہیں
پھر فرمایا کہ جس کسی نے جو کچھ پایا خدمت سے پایا۔ تو مرید کو چاہیے کہ ذرّہ بھر فرمان پیر سے تجاوز نکرے
اور جو کچھ پیر اُسکو نماز و تسبیح و اوراد وغیرہ تعلیم فرمائے اُسپر کان دھرے اور پورا پورا اُس فرمان پر
عمل کرے تب مقام تک پہونچ سکے گا کیونکہ پیر گویا مرید کا مشاطہ ہے اس لیے کہ پیر مرید کو جو کچھ ترغیب
کرے گا مرید کے حال کی کمالیت کے لیے کرے گا اسکے بعد فرمایا کہ بھائی شیخ شہاب الدین محمد
سہروردی کا بھی یہی معاملہ گزرا دس برس تک برابر اپنے پیر کا توشہ سر پر رکھے ہوئے حج کے سفر
میں ہمراہ چلتے اور پھر واپس آتے اُسوقت وہ نعمت پائی کہ جسکی نہ انتہا نظر آتی ہے نہ کسی کی سمجھ
میں اُس نعمت کی مقدار آسکتی ہے۔ بعد اسکے فرمایا کہ خواجہ ابواللیث سمرقندی کہ فقہ میں امام
وقت تھے تنبیہ میں لکھتے ہیں کہ ہر روز آسمان سے دو فرشتے نیچے اُترتے ہیں۔ ایک کعبہ کی
چھت پر کھڑا ہو کر بآواز بلند یہ ندا کرتا ہے کہ یا معشر الجن والانس۔ سنو اور معلوم کرو کہ جو شخص
خدائے عزوجل کا فرض نہیں ادا کرتا ہے خدا کی پناہ و حمایت سے باہر نکلجاتا ہے اور دوسرا
فرشتہ حظیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت پر کھڑا ہو کر یہ ندا کرتا ہے کہ اے آدمیو سنو اور
معلوم کرو کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتیں نہ ادا کرے اور اُن سے تجاوز
کرے وہ شفاعت رسول اللہ ؐ سے محروم رہے گا پھر فرمایا کہ میں ایک روز مسجد لکیری میں
اولیائے کرام بغداد کے پاس حاضر تھا۔ وضو کرتے وقت انگلیوں میں خلال کرنے کا
بیان ہو رہا تھا فرمایا کہ یہ ایک سنت ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہ ترغیب دی ہین نے صحابہ کو رضو کو انگلیون مین خلال کرنے کی کہ جو شخص آب دست کے بعد انگلیون مین خلال کرتا ہے حق تعالی اُسکی اُنگلیون کو شفاعت سے محروم نکریگا اور فرمایا کہ ایک وقت ہم اور خواجہ اجل شیرازی رہ بیٹھے تھے نماز مغرب کا وقت تھا خواجہ رہ تازہ وضو کرتے تھے اُنگلیون مین خلال کرنا اُن سے سہواً فراموش ہوگیا ہاتف غیبی نے آواز دی اور اُن کے کان مین کہا کہ اے اجل ہمارے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعوے کرتے ہو اور اُس کی امت سے کہلاتے ہو اُس کی سنت کو تم نے ترک کیا اسکے بعد خواجہ اجل رہ نے قسم کھائی کہ جس دن سے مین نے ندا سُنی موت کے وقت تک کوئی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتون سے متروک نہوگی۔ پھر فرمایا کہ مین نے ایک وقت خواجہ اجل شیرازی رہ کو از صد سر د دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا کہ جس روز سے اُنگلیون کا خلال مجھ سے فوت ہوا ہے مجکو حیرت ہے کہ کل کے روز قیامت مین یہ منہ خواجہ کائنات کو کیونکر دکھاؤن گا پھر فرمایا کہ کتاب **صلوۃ مسعودی** مین بطریق ترغیب بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ ہر عضو کو تین بار دھونا سنت ہے جیساکہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین بار دھونا ہر عضو کا میری سنت ہے اور سنت اگلے پیغمبرون کی جو مجھ سے پہلے گذرے سو فرمایا اِس تعداد سے زیادہ کرنا ستم ہے۔ اسکے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ **خواجہ فضیل بن عیاض** رح وضو کے وقت دوبار ہاتھ دھونا بھول گئے اور نماز ادا کی اُسی رات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا حضرت نے فرمایا کہ اے فضیل بن عیاض تعجب کی بات ہے کہ وضو مین تجھ سے نقصان واقع ہو خواجہ مارے ہیبت کے نیند سے جاگ پڑے اور از سر نو تازہ وضو کیا اور اس جرم کے کفارے مین پانسو رکعت نمازنہ ایک برس تک اپنے اوپر واجب کین۔ اس جگہ فرمایا کہ ایک گروہ عارفون کے صاحب فضل ہین اور وہ دوست حقیقی کی صحبت مین ہمیشہ مستغرق رہتے ہین اپنے بیان حال مین لکھتے ہین کہ جو بندہ رات کو باطہارت سوتا ہے تو فرشتون کو حکم ہوتا ہے کہ اُسکے سرہانے کھڑے رہین جبتک وہ بیدار نہو سو فرشتے

ٹھہرے رہتے ہین اور اُس کے لیے یہ دعا کرتے ہین کہ الٰہی تو اس اپنے بندے کو بخشدے کہ یہ نیکی اور طہارت کے ساتھ سویا ہے پھر فرمایا کہ عارفون کے بارہ مین آیا ہے کہ جو آدمی باطہارت سوتا ہے اُسکی روح کو اوپر لیجاتے ہین عرش کے نیچے وہان حکم ہوتا ہے کہ اسکو نیا اور عمدہ خلعت پہناؤ تب وہ سجدہ شکر بجالاتی ہے حکم ہوتا ہے کہ اب اسکو لیجاؤ کہ یہ بندہ نیک ہے کہ باطہارت سویا تھا اور جو شخص کہ بے طہارت سوتا ہے اُس کی روح کو پہلے ہی آسمان سے لوٹا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ اس لائق نہین کہ اسکی روح کو اور اوپر لیجادین کیونکہ یہ خدا کو سجدہ نہین کرتا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ فقیہ لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الیمین للوجہ والیسار للمقعد یعنے داہنا ہاتھ آدمیون کا کھانا کھانے اور مُنھ دھونے کے لیے ہے اور بایان ہاتھ استنجا پاک کرنے کے واسطے۔ پھر اسمین گفتگو ہوئی کہ جب آدمی مسجد مین داخل ہو تو سنت یہ ہے کہ پہلے دایان پاؤن مسجد مین رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور جب مسجد کے باہر جاوے تو پہلے بایان پانون نکالے۔ پھر فرمایا کہ ایک وقت خواجہ سفیان ثوری رح مسجد مین آئے اور سہواً پہلے بایان پاؤن مسجد مین رکھا آواز آئی کہ ثور (یعنے بیل) خدا کے گھر مین ایسے بے ادب آتے ہین جیسا کہ تو آیا اوسی روز سے خواجہ مذکور کا لقب ثوری ہوگیا۔ پھر عارفون کے احوال مین گفتگو ہونے لگی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ عارف اُسکو کہتے ہین کہ عالم غیب سے ہر روز سو ہزار تجلیان اُسپر نازل ہون اور ایک زمانہ مین چند ہزار تجلیان اور حال اُس مین دمبدم پیدا ہون۔ نیز فرمایا کہ عارف اُسکو کہتے ہین کہ تمام عالم کے احوال جانتا ہو اور اپنی عقل سے سو ہزار رموز بیان کرے اور تمام دقائق محبت کا جواب دے سکے اور ہر وقت دریاے معنے مین تیرتا پھرے تاکہ اسرار و انوار الٰہی کا موتی اُس مین سے نکال لائے جو مبصر و پرکھنے والے جوہریون کے روبرو پیش کرے وہ اُسکو دیکھین اور پسند کرین اور جانین کہ یہ نکالنے والا عارف ہے اور فرمایا کہ عارف کو ہر وقت ولولہ عشق کا ہوتا ہے اور ہمیشہ خدا کی قدرت آفرینش مین

متحیر رہتا ہے اگر کھڑا ہے تو دم دوست کا ہے اگر بیٹھا ہے تو ذکر دوست کا ہے اور اگر سوتا ہے تو گویا خیال دوست مین متحیر ہے اگر جاگتا ہے تو دوست کے حجاب عظمت کے آس پاس گھوم رہا ہے اور اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے جب تک آفتاب نہ نکلے اوسی جگہہ جائے نماز پر ٹھہرے رہتے ہین اس سے مقصد اونکا یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نظر مین یہ نماز مقبول ہو اور انوار تجلی دمبدم اُس پر نازل ہون۔ نیز جو شخص صبح کی فرض نماز کے بعد جائے نماز پر ٹھہرا رہتا ہے تو ایک فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ آکر اُس نمازی کے برابر کھڑا رہتا ہے اور جبتک وہ نمازی بیٹھا رہتا ہے وہ فرشتہ اُسکے لیے خدا سے بخشش مانگتا رہتا ہے۔ نیز فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ اپنے عمدہ یعنے اسرار الٰہیہ مین لکھتے ہین کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابلیس کو غمگین پایا پوچھا کہ تیرے غم و رنج کا کیا باعث ہے جو ایسا غم سے گھلا جاتا ہے اُسنے جواب دیا کہ آپ کی امت کے چار عملون سے میرا یہ حال ہے ایک تو مؤذن سے کہ اذان کہہ کے نماز کے لیے بُلاتا ہے کیونکہ جب وہ اذان کہتا ہے جو سنتا ہے اُسکے جواب مین مشغول ہوتا ہے اور اذان کہنے والا ور سننے والے بخشدئے جاتے ہین دوسرے غازیون کے گھوڑے ہین کہ جب غازی لوگ تکبیر کہتے ہین اور یہ غازی مرد میدان جنگ مین کود کر آتے ہین تو حکم ہوتا ہے کہ ہم نے اُنکو اور اُنکے سوارون کو بخشدیا تیسرے کسب حلال فقیرون کا سو جو کچھ اُن کو کسب حلال سے نصیب ہوتا ہے اور وہ اُسپر قناعت کرتے ہین خدا تعالیٰ اُس کسب حلال کی برکت سے اُن لوگون کو بخشدیتا ہے۔ چوتھے وہ کہ جو شخص نماز صبح پڑھ کے بیٹھا رہتا ہے جبتک کہ آفتاب نکلے پھر نماز اشراق پڑھتا ہے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس روز کہ مین ملکوت مین تھا مینے صحیفون مین لکھا ہوا دیکھا تھا کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کے آفتاب کے نکلنے تک اُسی جگہہ جائے نماز پر بیٹھا ہوا اللہ کے ذکر مین مشغول رہے اور آفتاب کے نکلنے پر اشراق پڑھ کے اُٹھے حقتعالیٰ اُسکے رشتہ دارون مین سے ستر ہزار آدمی مع اُسکے بخشدے گا اور دوزخ کی آگ سے نجات دیگا۔ اور فرمایا کہ

امام المتقین ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ کی کتاب فقہ اکبر مین مین نے لکھا دیکھا ہے کہ
ایک وقت ایک نباش یعنے کفن چور چالیس برس تک کفن چراتا رہا جب وہ مرا
تو خواب مین لوگون نے اُسکو بہشت مین دیکھا کہ ٹہل رہا ہے تمام لوگ متحیر ہوئے اور
اُس سے سوال کیا کہ تو تو کفن چرایا کرتا تھا تو نے ایسا نیک کام کیا کیا تھا جس کے
سبب سے تو نے یہ سعادت پائی جواب دیا کہ مجھ مین صرف یہ ایک بات تھی کہ جب مین
صبح کی نماز پڑھ چکتا تھا تو جاے نماز پر بیٹھا رہتا تھا جب آفتاب نکلتا تو اشراق کی نماز
پڑھ کے جاے نماز سے اُٹھتا اور اپنے کفن چرانے کے کام مین مشغول ہوتا حق تعالے
نے کہ نکتہ نواز اور بڑا بخشنے والا ہے اس کام کی برکت سے مجکو بخشدیا اور اس درجہ کو
پہنچایا اور جتنے میرے بدکام تھے سب اپنے کرم سے مٹا دیے۔ اور فرمایا کہ عارف کو
جب کسی چیز کے غور مین حال پیدا ہوتا ہے اگر اُسوقت چند ہزار فرشتے کہ ہر ایک
عجیب عجیب شکل کے ہون اُسکے آگے پیش کیے جاوین تو وہ شخص اپنے حال سے کبھی
اُن کی طرف ہرگز نہین دیکھتا بلکہ اوسی غور مین رہتا ہے۔ ایک نشان عارفون کا
یہ بھی ہے کہ عارف ہر وقت مسکراتا رہتا ہے اُسکا مسکرانا اسوجہ سے ہوتا ہے کہ
عالم ملکوت مین مقربان بارگاہ احدیت کی حیات ابدی اور مدارج جب دیکھتا ہے تو جو
اُن سے ظاہر ہوتا ہے اُس سے اُسکو ہنسی آتی ہے نیز کہ عارفون مین ایک حال
ہوتا ہے کہ جسوقت وہ حال اُن مین پیدا ہوتا ہے ایک قدم مین عرش سے گزر کر
حجاب عظمت تک ہوتا ہے اور اسجگہ سے حجاب کبریا تک پہونچتا ہے۔ اُسکے دوسرے
قدم مین مقام تک پہونچ جاتے ہین اسجگہ خواجہ آنسو بھر لائے اور رونے لگے کہ تر
درجہ عارفون کا یہ ہے اور جو درجہ کاملون کا ہے اُسکو تو خدا ہی جانتا ہے کہ کہانتک
ہے لیکن وہ کہانتک پہونچتے ہین اور کب پھر آتے ہین اسواسطے کہ حقیقت اُسکی
معلوم نہین ہوئی کہ وہ کامل و عارف وہان کس جگہ جاتے ہین اور کب واپس آتے
ہین۔ الحمد للہ علے ذلک

مجلس دوم۔ دوسرے پنجشنبہ کو دولت پابوس میسر ہوئی مولانا بہاؤالدین

بخاری اور مولانا شہاب الدین محمد بغدادی بھی خدمت مین حاضر تھے جنابت (یعنے ناپاکی) کے بارہ مین گفتگو ہورہی تھی آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جنابت آدمی کے بدن پر ہر ہر بال کے نیچے ہوتی ہے سو مرد کو چاہیے کہ ہر بال کی جڑ مین پانی پہونچاوے اور کل بدن اور بالون کو تر کرے کیونکہ اگر ایک بال بھی سوکھا رہجاوے گا اور تر نہوگا تو قیامت مین بدن اُس سے جھگڑا کرے گا نیز فرمایا کہ مین نے فتاوی ظہیریہ مین لکھا دیکھا ہے کہ آدمی کا منھ پاک ہے۔ اور جو شخص پلید ہو جس مین وہ پانی پیے وہ برتن ناپاک نہین ہوتا۔ اگرچہ کوئی شخص بے طہارت ہو یا پلید ہو یا حیض والی عورت ہو اب خواہ مومن ہو یا کافر سب کا پاک ہے نیز فرمایا کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے ایک صحابی سروقد کھڑے ہوئے اور سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی علیہ وسلم اگر کوئی شخص پلید ہو اور گرمی مین اسکو پسینہ آوے اور کپڑے اسکے تر ہوجائین تو وہ کپڑے ناپاک ہوجائینگے یا نہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناپاک نہونگے اور تھوک آدمی کا بھی پاک ہے اگر کپڑے پر پڑجاوے تو اُسکو ناپاک نکرے گا۔ نیز فرمایا کہ مین نے خواجہ عثمان ہارونی سے سنا ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے دنیا مین آئے اور حضرت حوا کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا تو حضرت جبرئیل آئے اور کہا کہ اے آدم علیہ السلام اُٹھیے غسل فرمایئے حضرت آدم علیہ السلام نے غسل کیا تو اُن کو ایک طرح کی خوشی اور فرحت حاصل ہوئی فرمایا ای بھائی جبرئیل اس غسل کرنے مین کچھ خوشخبری اور ثواب بھی ہی کہا کہ اے آدم علیہ السلام موافق تعداد ہر بال کے کہ تمھارے بدن پر ہین ایک سال کی عبادت کا ثواب تمکو حاصل ہوگا اور جو قطرہ کہ تمہارے بدن پر پڑا اُس سے حق تعالی ہر ہر قطرہ سے فرشتہ پیدا کرتا ہی اور وہ فرشتہ قیامت تک خدا کی عبادت کریگا اُس عبادت کا ثواب تمکو عطا ہوگا۔ اسکے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ای بھائی جبرئیل اس غسل کا ثواب خاص میرے لیے ہے یا میری اولاد کو بھی ملیگا حضرت جبرئیل نے کہا کہ ای آدم جو تیری فرزندون مین سے مومن ہونگے اور صحبت حلال کے بعد غسل کرینگے موافق تعداد ہر ہر بال کے کہ اُن کے بدن پر ہونگے ایک سال کی عبادت کا ثواب اُنکے نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا اور ہر قطرہ پانی سے کہ اُنکے بدن سے ٹپکے گا

دیکھ ایک فرشتہ حق تعالیٰ پیدا کرے گا اور وہ فرشتے قیامت تک خدا کی تسبیح و تہلیل کرتے رہیں گے ان سبکا ثواب اُس مومن کو ملیگا۔ جب خواجہ نے اس بیان کو تمام کیا تو خوب روئے اور فرمایا کہ یہ فوائد اُن لوگون کے حق مین ہین کہ صحبت حلال کے بعد غسل کرتے ہین مگر جو لوگ صحبت حرام سے غسل کرتے ہین موافق تعداد ہر ہر بال کے کہ اُنکے بدن پر ہین حق تعالیٰ ایک برس کے گناہ اُنکے نامۂ اعمال مین لکھتا ہے اور جو قطرہ پانی کا کہ اُن کے بدن سے ٹپکتا ہے ہر ایک سے ایک ایک دیو یعنے شیطان پیدا کیا جاتا ہے اور اُن شیاطین سے جتنی بدیان کہ سرزد ہونگی اُن سب کی سزا اس شخص کو ملے گی۔ پھر فرمایا کہ اول راہ سلوک کی یہ ہے کہ جو آدمی شریعت پر ثابت قدم ہوا اور جو کچھ احکام شرع کے ہین اُنکو بجالایا اور سرمو اُن سے تجاوز نکیا تو اُس کا مرتبہ آگے کو بڑھتا ہے اور دوسرے مرتبے مین پہنچ جاتا ہے جسکو طریقت کہتے ہین اسکے بعد اس مرتبہ مین بھی خوب ثابت قدم رہا۔ اور جو شرطین طریقت کی ہین سالکان راہ کے موافق بجالایا اور ذرا بھی تجاوز نکیا تو آگے مرتبۂ معرفت مین پہونچ جاتا ہے اگر مرتبۂ معرفت مین پہونچا اور اُسکو بھی پہچانا تو اُسجگہ آشنائی اور روشنی پیدا ہوجاتی ہے اگر اس مرتبہ مین بھی جیسا کہ چاہیے ثابت قدم رہا چوتھے مرتبہ مین کہ حقیقت ہے پہنچ جاتا اس کے بعد آدمی جو کچھ مانگتا ہے پاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ مین نے ایک بزرگ سے سُنا ہے کہ عارف وہ شخص ہے جو دونون جہان سے تعلقات منقطع کرکے فرد (یعنے یکہ) ہوجاوے اور مقام فردانیت مین پہونچ جاوے کیونکہ اس راہ مین وہی شخص پیشرو ہوا ہے جو سب سے بیگانہ ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ نماز پروردگار عالم کی بندون پر ایک امانت ہے سو بندونپر واجب ہے کہ اُس امانت کو ایسا نگاہ رکھین اور اُسکا حق اسطرح بجالاوین کہ کسیطرح کی خیانت اُس مین ظاہر نہو۔ اور جو شخص نماز پڑھے چاہیے کہ رکوع و سجود پورے پورے بجالاوے ارکان نماز کو کما حقہ محفوظ رکھے کتاب صلوۃ مسعودی مین مین نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو آدمی نماز اچھی ادا کرتا ہے اور اُس کے حق پورے پورے بجالاتا ہے اور اُسکے

رکوع و سجود و قراۃ و تسبیح کو نگاہ رکھتا ہے فرشتے اُسکی نماز کو آسمان پر لیجاتے ہین اور
اُس نماز سے ایک نور شایع ہوتا ہے سو دروازے آسمان کے کھولے جاتے ہین اور
اُس نماز کو عرش کے نیچے لیجاتے ہین وہان اُس نماز کو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اپنے
ادا کرنے والے کے لیے جس نے تیرا حق پورا پورا نگاہ رکھا بخشش مانگ۔ اسکے خواجہ
آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ یہ فوائد حق نماز ادا کرنے والون کے حق مین ہین اور جو نماز کا
حق نہین بجا لاتا ہے اور ارکان نماز کے نگاہ نہین رکھتا ہے تو اگر فرشتے چاہتے
ہین کہ اُسکی نماز کو اوپر لیجادین تو اُسکے لیے دروازے آسمان کے نہین کھلتے اور
حکم آتا ہے کہ اُسکی نماز کو یہان سے لیجاؤ۔ اور اُس نماز پڑھنے والے کے مُنہ پر ماردو۔ تو
نماز اپنی زبان حال سے کہتی ہے کہ تو نے سب کچھ ضائع کیا۔ نیز فرمایا کہ مین ایک وقت
مین بخارا مین تھا دستار بندون مین یہ حدیث مین نے سُنی کہ ایک وقت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ حق نماز پورا نہین ادا کرتا تھا
اور رکوع و سجود اچھی طرح بجا نہین لاتا تھا آپ کھڑے دیکھا کیے جب وہ نماز سے
فارغ ہوا تو آنحضرت نے اُس سے پوچھا کہ آجتک کتنے برس سے تو اسی طرح نماز
پڑھتا ہے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس ہوئے کہ مین اسیطرح
نماز پڑھتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ ان چالیس
برس مین تو نے کچھ نہین کیا اگر تو مر گیا تو میری سنت پر نہین مرے گا اور فرمایا کہ مین نے
خواجہ عثمان ہارونی رح کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ کل کے روز قیامت
مین جتنے انبیا و اولیا اور مسلمان ہین جو کوئی عہدہ (یعنے ذمہ داری) نماز سے چھوٹ گیا
وہ چھوٹ گیا اور جو نماز کی ذمہ داری سے نہ چھوٹا تو وہ شعلۂ دوزخ مین گرفتار ہوگا۔ نیز
ارشاد فرمایا کہ مین ایک وقت ایک شہر مین تھا جسکا نام مجکو یاد نہین رہا مگر یہ جانتا ہون
کہ شام کے قریب ہے اس شہر سے باہر ایک غار تھا اور ایک بزرگ اُس غار مین رہتے
تھے لوگ اُن کو شیخ اوحد محمد الواحد غزنوی کہتے تھے ایسے نحیف تھے کہ بدن کی
ہڈیان دکھائی دیتی تھین جاے نماز پر بیٹھے تھے اور دو شیر اُنکے آگے کھڑے تھے یہ دعا گو

شیرون کے خوف سے اُنکے نزدیک نہ جاسکا ناگاہ اُن بزرگوار کی نظر مجھپر پڑی آواز دی کہ چلے آؤ ڈرو نہین جب مین پاس پہونچا آداب عرض کرکے بیٹھ گیا اُن بزرگ نے بیٹھتے ہی مجھ سے یہ بات کہی کہ اگر تم کسی کے آزار کا قصد نکرو تو کوئی تمھارے بھی آزار کا قصد نکرے یعنے شیر کیا چیز ہے جس سے ڈرتے ہو اسکے بعد فرمایا کہ جسکے دل مین خدا کا خوف ہوتا ہے اُس سے ہر چیز خوف کرتی ہے شیر کیا ہستی رکھتا ہے جو آدمی سے نہ ڈرے الغرض اس قسم کی بہت سی باتین کین پھر اُس کے بعد فرمایا کہ آپکا کہان سے آنا ہوا مین نے کہا بغداد سے فرمایا کہ خوش آمدی درویشون کی خدمت کیا کرو تو تمکو بزرگی حاصل ہوگی۔ میرا حال سنیئے مجکو اس غار مین رہتے ہوئے چند برس گزرے کہ تمام خلایق سے علیحدہ ہوکر اس گوشہ مین آپڑا ہون اور تیس برس سے ایک چیز کے خوف سے ہمیشہ رویا کرتا ہون۔ دن ورات رونے سے کام ہے مین نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ نماز ہے جب مین نماز پڑھتا ہون تو خوب خیال رکھتا ہون اور روتا ہون کہ جو نماز کی شرطین ہین اگر اُن مین سے ایک بھی فوت ہوجاے تو سب محنت اکارت جاے اور دم بھر مین تمام طاعت مُنہ پر ماری جاوے۔ اے درویش اگر تونے اپنے آپ کو حقوق نماز سے بری الذمہ کرلیا تو بڑا کام کیا ورنہ ساری عمر غفلت مین کھوئی اور سب کچھ ضایع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک کوئی گناہ اس سے بڑھکر نہین اور بڑا دشمن قیامت مین تارک نماز ہے۔ اسکے بعد دوزخ کے بارہ مین یہ فرمایا کہ اُس شخص کے لیے دوزخ ہے جو نماز کی شرطین پوری پوری ادا نہین کرتا اور اُسکا حق بجا نہین لاتا اور وقت پر نہین پڑھتا جب وقت گزرجاتا ہے تب پڑھتا ہے اور مجھ مین جو تم صرف ہڈی اور چمڑا دیکھتے ہو اسکا یہی سبب ہے کہ مین نہین جانتا کہ مین نماز کا حق بجالاتا ہون یا نہین جب وہ بزرگوار یہ سب کچھ بیان فرماچکے تو ایک سیب جو اُن کے پاس رکھا تھا اُٹھا کر مجھے دیا اور یہ بات کہی کہ نماز بہت بڑا عہدہ ہے اگر اس عہدہ سے سلامتی کے ساتھ تو بری الذمہ ہوگیا تو کل ذمہ داریون سے تونے رہائی ونجات پائی ورنہ کل کے دن قیامت

مین تو ایسا شرمندہ ہوگا کہ کسیکو مُنہ نہ دکھا سکے گا۔ اسکے بعد خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش نماز دین کا ستون ہے اور نماز کے ارکان نماز کے ستون ہین تو ستون جبتک سیدھا کھڑا رہے گا گھر بھی قایم اور سلامت رہیگا اور جب ستون گر پڑے گا تو گھر بھی ڈھے جائیگا چونکہ دین اسلام کا ستون نماز ہے توجسکی نماز کے فرضون اور سُنتون اور رکوع و سجود مین خلل پڑا اُسکے دین و اسلام مین فتور آیا۔ واسعہ شرح صلوٰۃ مسعودی مین امام زاہد رح نے لکھا ہے کہ خدائے عزوجل نے کسی عبادت کے بارہ مین اس شدت کے ساتھ حکم نہین فرمایا جیسا نماز کے بارہ مین۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین جا بجا بندون کو نصیحتین فرمائی ہین بعض جگہ مدح کے طور پر خطاب کیا ہے اور بعضی جگہ رغبت دلانے کے طریقے پر اور بعضی جگہ تنبیہ کے پیرایے مین لیکن ان نصیحتون مین سے ساٹھ سو جگہ پر یہی نصیحت ہے کہ نماز قائم رکھو کیونکہ یہ ستون دین کا ہے۔ نیز فرمایا کہ تفسیر معروف کرخی مین آیا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کا حساب پچاس جگہ پر کھڑے ہوکر ہوگا اور اُن پچاس جگہ مین پچاس چیزون سے سوال کیا جاوے گا اگر بندہ ایمان سے کل شرطون اور صفتون کے ساتھ معرفت خدا سے عہدہ برائی کر سکا تو فبہا ورنہ اسی جگہ سے دوزخ مین بھیجا جاویگا پھر اسکے بعد دوسری جگہ اسکو کھڑا کرین گے اور نماز و جملہ فرائض سے سوال کرینگے اگر اس مین بھی عہدہ برا ہوا تو فبہا ورنہ یہان سے بھی موکلون کے ہمراہ دوزخ مین بھیجدیا جاوے گا۔ پھر اسکے بعد تیسری جگہ کھڑا کرین گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتون سے سوال کیا جاویگا اگر ادای سنن مین بھی پورا اُترا گیا تو اور باتون سے بھی رہائی پا گیا ورنہ موکلون کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھیجا جائیگا کہ یہ شخص آپ کی امت سے ہے اور آپ کی سنتون کے ادا کرنے مین اس نے قصور کیا ہے۔ خواجہ نے جب یہ فوائد تمام کئے ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور یہ فرمایا کہ وائے اُس شخص پر کہ کل کے روز قیامت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے شرمندہ ہوگا تو اُس کا ٹھکانا کہان ہوگا جو اُن کے روبرو شرمندگی اُٹھائیگا
اسکے بعد خواجہ نے یہ فوائد تمام کیے اور محفل برخاست ہوئی اور ہر شخص چلا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک
مجلس سوم بروز چہارشنبہ دولت پابوس میسر ہوئی چہ درویش سمرقند سے
آئے ہوئے خدمت بابرکت مین بیٹھے تھے بعد ازان مولانا بہاء الدین بخاری کہ
ہمیشہ خواجہ کی صحبت مین رہا کرتے تھے آئے اور بیٹھے اُن کے بعد خواجہ اوحد کرمانی
بھی حاضر ہوئے۔ گفتگو اس باب مین تھی کہ فرض نماز مین یہانتک تاخیر کرنا کہ
وقت گزر جاے اور پھر قضا ادا کرنا کیسا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کیسے مسلمان
ہین جو نماز کو وقت پر ادا نہین کرتے اور اتنی تاخیر کرتے ہین کہ وقت گزر جاے ہیش
ہزار واے اور افسوس اُن کی مسلمانی پر کہ اپنے مولےٰ کی بندگی کرنے مین قصور
کرتے ہین۔ پھر فرمایا کہ مین ایک وقت ایک شہر مین تھا اُس شہر کے مسلمانون کی یہ رسم
و عادت تھی کہ نماز کے لیے وقت آنے سے پہلے مستعد ہو جاتے اور منتظرون کی طرح
مستعد کھڑے رہتے مین نے اُن سے پوچھا کہ اس مین کیا حکمت ہے کہ وقت سے
پہلے سب لوگ نماز کے واسطے مستعد ہو جاتے ہین اُنھون نے کہا اسکا یہ سبب ہے
کہ جب نماز کا وقت آجائے تو فوراً ادا کرلین سو اگر ہم مستعد نہ ہین اور نماز کا وقت
گزر جاے تو کل کے روز قیامت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا مُنھ دکھاوینگے
کیونکہ حدیث نے ہمکو خبر کر دی ہے اور ہمکو حکم دیا ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عجلوا بالتوبۃ قبل الموت وعجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت ترجمہ (یعنے جلدی کرو توبہ کرنے
مین بیشتر موت کے آنے سے اور دوڑو نماز کے لیے قبل وقت گزر جانے کے تاکہ
نماز فوت نہو جاے) اسکے بعد دوسری حکایت یہ فرمائی کہ مین نے امام یحییٰ حسن
زندوسی رح کے روضہ پر کتاب واسعہ مین (جسکو مین مولانا حسام محمد بخاری
کے آگے جو میرے اُستاد ہین چھوڑ آیا ہون) لکھا ہوا دیکھا ہے اور مولانا مذکور
مرحوم سے بھی یہ حدیث مجھکو یاد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے من
اکبر الکبائر الجمع بین الصلوٰتین ترجمہ۔ یعنے سب گناہون سے بڑھکر یہ گناہ ہے

کہ فرض نماز کے وقت پر ادا کرنے مین تاخیر کیجاے تاکہ وقت گزر جاے تو دو نمازین
ملا کر پڑھ لین۔ اسکے بعد فرمایا کہ مین ایک روز **خواجہ عثمان ہارونی** نور اللہ مرقدہ
کی مجلس مین حاضر تھا مین نے اُن سے بروایت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سنا ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمکو منافقین کی نماز سے مطلع کرون کہ کیسی
ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایئے فرمایا کہ جو شخص عصر
کی نماز مین تاخیر کرے یہانتک کہ آفتاب متغیر اور اُسکی روشنی ماند ہو جاے تو وہ شخص
گنہگار رہے۔ اصحاب نے دست بستہ عرض کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا
وقت معین فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ نماز عصر کا وقت یہین تک ہے کہ آفتاب خوب
روشن رہے اور اُسکا رنگ زرد نہو جاے۔ یہ حکم گرمی جاڑے دونون موسم مین یکسان
ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ علم فقہ کی کتاب **ہدایہ** مین جو قلمی خواجہ عثمان ہارونی رح کی لکھی ہوئی
تھی مین نے یہ حدیث دیکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسفروا بالفجر
فانہ اعظم للاجر ترجمہ۔ یعنے فجر کی نماز روشنی مین پڑھا کرو کہ اسمین بڑا ثواب ہے۔ اور
ظہر کی نماز مین سنت یہ ہے کہ گرمی کے دنون مین اسقدر تاخیر کرے کہ ہوا مین
خنکی پیدا ہو جاے۔ اور جاڑے دن مین چاہیے کہ جسوقت سایہ ڈھلے اُسیوقت ظہر کی
نماز پڑھ لے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم ترجمہ یعنے گرمی کے موسم مین ظہر کی نماز
ٹھنڈے وقت پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے۔ اسکے بعد فرمایا
کہ ایک وقت **خواجہ بایزید بسطامی** سے فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی آپ نے بیحد
نہایت گریہ زاری کی ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے بایزید اتنا کیون روتے ہو
تمھاری ایک نماز صبح کی قضا ہوئی تمھارے نامۂ اعمال مین ہزار نمازون کا
ثواب لکھا گیا۔ نیز فرمایا کہ مین نے **تفسیر محبوب قریشی** مین لکھا دیکھا ہے کہ جو
شخص پانچون نمازین ہمیشہ وقت پر پڑھتا رہتا ہے کل کے روز قیامت مین وہ
نمازین اُسکے آگے آگے رہنما ہو کر چلین گی۔ نیز فرمایا کہ جو شخص نماز نہین پڑھتا اُسکا

ایمان نہین کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لاایمان لمن لا صلوٰۃ لہ ترجمہ۔ یعنے جو نمازی
ہے وہی باایمان ہے۔ پھر یہ حکایت فرمائی کہ مین نے شیخ الاسلام **خواجہ عثمان**
ہارونی رح کے زبانی سُنا ہے کہ تفسیر امام زاہد مین آیہ فویل للمصلین الذین ہم عن
صلوتہم ساہون (یعنے ویل ہے اُن نمازیون کے لیے کہ اپنی نماز مین سُستی کرتے
ہین) کی تفسیر مین لکھا ہے کہ ویل ایک کنوان دوزخ مین ہے اور ایک گروہ کہتے
ہین دوزخ مین ایک جنگل ہے اُسکا نام ویل ہے اُس مین نہایت سخت عذاب
رکھا گیا ہے وہ عذاب اُنہین لوگون کے لیے ہے جو نماز مین تاخیر کرتے ہین اور
وقت پر ادا نہین کرتے اسکے بعد خود ویل کی یہ تفسیر بیان فرمائی کہ ویل ستر ہزار
بار خدائے عزوجل سے فریاد کرتا ہے کہ اے پروردگار یہ عذاب سخت کس گروہ کو کیا جائیگا
حکم ہوتا ہے کہ یہ عذاب اُن لوگون کے واسطے ہے کہ نماز وقت پر نہین ادا کرتے قضا
کرکے پڑھتے ہین۔ پھر فرمایا کہ ایک وقت امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھ کے جو آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آسمان مین
ستارے نمود ہین گھر مین جا کر اس امر کے کفارے مین کہ مجھ سے نماز مغرب مین
تاخیر ہوگئی ایک بردہ (یعنے غلام) آزاد کیا کیونکہ حکم ہے کہ جب آفتاب غروب ہو
فوراً نماز مغرب پڑھ لے ذرا تاخیر نکرے۔ اس کے بعد گفتگو صدقہ کے بارہ مین
ہونے لگی تو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بھوکے کو کھلاوے
حق سبحانہ تعالیٰ قیامت مین اُس شخص اور دوزخ کے درمیان مین سات پردے
ایسے پیدا کردیگا کہ ہر ایک کا پانسو برس کی راہ کا ہوگا۔ اسجگہ کچھ باتین جھوٹ
بولنے کے بارہ مین ہونے لگین۔ زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم
کھاوے گویا اُس نے اپنا گھر بار ویران کیا۔ کیونکہ ذخیرہ برکت کا اُس گھر سے اُٹھ جاتا
ہے۔ اسجگہ پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت جامع مسجد بغداد مین **مولانا**
عماد الدین بخاری جو بڑے ذاکر اور زاہد مرد صالح تھے مین نے اُن سے یہ حکایت
سنی ہے فرماتے تھے کہ ایک وقت خدائے عزوجل مہتر موسے صلوات اللہ علیہ سے

دوزخ کے حالات بیان کرتا تھا حکم کیا کہ اے موسے مین نے دوزخ مین ایک جنگل ہادیہ نام بنایا ہے اور وہ ساتوان دوزخ ہے سب سے زیادہ خوفناک اور تاریک اور اُس کی آگ بھی سب سے زیادہ تاریک اور نہایت تیز ہے اور عذاب بھی اُس مین سب سے سخت ہے سانپ اور بچھو اُسمین بہت ہین اور تپھر اور طرح طرح کی تکلیفین اُسمین زائد ہین اور ہر روز اُس دوزخ مین تاؤ دیتے ہین اور عذاب اُسکے زیادہ کئے جاتے ہین تو اے موسے اگر ایک قطرہ اُس پانی کا (جو پتھر پگھلا کے بناتے ہین) دنیا مین ڈالا جاوے دنیا بھر کا پانی اُس کی تیزی سے خشک ہو جاوے اور تمام پہاڑ اُسکے شور سے ریزہ ریزہ ہو جائین اور ساتون طبق زمین کے اُسکی گرمی سے پھٹ جائین۔ سواے موسے تم جانتے ہو کہ وہ عذاب ان شخصون کے ساتھ کسکے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک تو اُن لوگون کے لیئے کہ نماز سے لڑتے ہین یعنے نماز نہین پڑھتے دوسرے اُن لوگون کے لیئے کہ جھوٹی قسم میرے نام کی کھاتے ہین۔ پھر فرمایا کہ **خواجہ محمد اسلم طوسی** ایک بزرگ تھے اُنھون نے ایک وقت ایک کام مین لوگون کے سامنے حالت سکر مین سچی قسم کھائی جب عالم صحو یعنے ہوشیاری مین آئے تو لوگون سے پوچھا کہ آج مین نے قسم کھائی ہے سب نے کہا کہ ہان فرمایا آج میرا نفس مجھپر ایسا غالب ہو گیا کہ سچی قسم کھائی کل اور بھی قسمین کھاوے گا کیونکہ اُس کو عادت ہو گئی۔ اسکے بعد قسم کھائی کہ آج سے جبتک زندہ رہونگا کوئی بات ہی نکرونگا خواجہ مذکور چالیس برس تک زندہ رہے اُس سچی قسم کے کفارہ مین کہ حالت سکر مین کھائی تھی کسی متنفس سے کچھ بات نہین کی اسکے بعد اس دعا گو نے حضرت خواجہ سے پوچھا کہ اگر خواجہ مذکور کو کوئی حاجت درپیش آتی تو کیا کرتے تھے فرمایا کہ اشارہ کرتے اور اشارے سے حاجت روا کرتے تھے۔ جب حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ فوائد تمام کئے سب لوگ اور یہ دعا گو اُٹھے اور سر قدم تسلیم بجا لائے اور رخصت ہوئے اور حضرت خواجہ شغول ذکر ہوئے الحمد للہ علی ذلک

مجلس چہارم دو شنبہ کے روز سعادت قدمبوس حاصل ہوئی اُس روز

شیخ شہاب الدین سہروردی اور خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم حاضر تھے گفتگو اس بات مین تھی کہ محبت مین صادق کون ہے۔ آپنے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ محبت مین صادق وہ شخص ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے پہونچے اُسکو خوشی اور رغبت سے قبول کرے۔ اس کے بعد شیخ شہاب الدین سہروردی رح نے فرمایا کہ محبت مین صادق وہ ہے کہ عالم شوق و اشتیاق اُسپر ایسا غالب ہو کہ اگر سو ہزار تلوارین اُسکے سر پر پڑین تو بھی کچھ خبر نہو اسکے بعد خواجہ اجل شیرازی رح نے فرمایا کہ محب صادق وہ شخص ہے کہ اگر اُسکو ذرہ ذرہ کر ڈالین اور اُسکے سر پر ایسی آگ جلادین کہ جلکر خاک ہو جاے تو بھی دم نہ مارے۔ اسکے بعد شیخ سیف الدین باخرزی رح نے فرمایا کہ دوستی مولے مین وہ شخص صادق ہے کہ ہمیشہ اُسکو تکلیفین پہونچین مگر مشاہدۂ جمال دوست کو ہرگز فراموش نکرے اور اس ضرب و شدت کا کچھ اثر اُسپر نہو۔ اسجگہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین ادام اللہ تقواہ نے فرمایا کہ اس امر مین شیخ شہاب الدین رح کا قول اقرب الے الصواب ہے۔ کیونکہ کتاب آثار الاولیا مین لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک وقت رابعہ بصری و خواجہ حسن بصری و مالک دینار و خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہم سب یکجا بیٹھے تھے صدق محبت مین گفتگو ہونے لگی ہر شخص دوستی کے بارہ مین کہہ سُن رہا تھا خواجہ حسن بصری رح نے کہا کہ مولے کی دوستی مین صادق وہ ہے کہ اگر اُسکو کچھ درد و محنت پہونچے تو اُس مین صبر کرے۔ رابعہ نے کہا کہ اے خواجہ اس کلام سے انانیت یعنے خودی کی بو آتی ہے۔ اسکے بعد مالک دینار نے کہا کہ مولے کی دوستی مین وہ شخص صادق ہے کہ اگر اُسکو دوست سے کوئی بلا یا جفا پہونچے تو وہ اُسمین راضی رہے اور ہمیشہ طالب رضا رہے رابعہ نے فرمایا کہ صادق کی صفت اس سے بڑھکر ہونا چاہیے! اُسکے بعد خواجہ شقیق بلخی رح نے فرمایا کہ مولی کی دوستی مین وہ شخص صادق ہے کہ اگر اُسکو ذرہ ذرہ کر ڈالین تو وہ اسمین مطلق دم نہ مارے۔ رابعہ نے فرمایا کہ صادق وہ ہے کہ اُسکو درد دکھ جو کچھ پہونچے اُسمین مشاہدۂ دوست کو فراموش نکرے خواجہ جنے

فرمایا کہ مجکو بھی اسی پر قرار ہے اور شیخ سیف الدین باخرزی رح نے فرمایا کہ صدق محبت اسی کا نام ہے۔ پھر ہنسی کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی ارشاد فرمایا کہ اصل مین کھلکھلا کر ہنسنا گناہ کبیرہ ہے اہل سلوک کے نزدیک مسکرانا بھی کھلکھلا کے ہنسنے مین داخل ہے پھر فرمایا کہ پہلا کھیل دنیا مین ہنسی دل لگی ہے لیکن گورستان مین ہنسی دل لگی کرنا منع ہے کیونکہ وہ عبرت کا مقام ہے نہ کہ کھیل کود کی جگہ حدیث شریف مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص قبرستان مین گزرتا ہے تو مردے کہتے ہین کہ اسے شخص اے غافل اگر تجکو معلوم ہو کہ کیا پیش آنی ہے تو تو سرد ہو جائے اور تیرے بدن کا گوشت دپوست باقی ہو کر مارے خوف کے بہ جائے بعد ارشاد فرمایا اور اسی موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت شہر کرمان مین مین اور شیخ احد کرمانی مسافر تھے ایک پیر مرد کو ہمنے دیکھا کہ ازحد مسن اور صاحب نعمت کشف اور بڑے شاغل تھے چنانچہ ایسا شاغل مین نے آجتک کوئی نہین دیکھا الغرض جب اُن سے ملاقات ہوئی تو مین نے سلام کیا اور دیکھا تو صرف روح اُن مین باقی تھی گویا گوشت پوست اُن مین کچھ نتھا اور وہ بزرگوار بات بھی بہت کم کرتے تھے میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ ان بزرگ سے پوچھون کہ آپ کا یہ حال (کہ آپ ایسے حقیر اور ضعیف ہین) کسوجہ سے ہے چونکہ وہ بزرگ روشنضمیر تھے قبل اسکے کہ مین کچھ کہون اُنھون نے مکاشفہ سے دریافت کرکے کہا کہ اے درویش ایک دن یہ فقیر ایک یار کے ساتھ قبرستان مین گذرا اور ایک قبر کے نزدیک ہمنے قرار پکڑا اور بیٹھ گئے اتفاقاً اُس یار نے کوئی بات دل لگی کی کہی اور مجکو کھلکھلا کے ہنسی آئی تو اُس قبر سے آواز آئی کہ اے غافل جسکو یہ منزل درپیش ہے اور ملک الموت سا حریف اُسکا مونس ہے اور جو خاک دگور مین مار و مور کی خوراک ہوگا اُسکو ہنسی سے کیا کام یہ کلام سنتے ہی مین چپکے سے اُٹھا اور اُس دوست کے ہاتھ کو بوسہ دیکے اُسکو رخصت کیا وہ تو اپنے مکان کو گیا اور مین جبھی سے اس غار مین آکر بیٹھ رہا اور اسی بات کے خوف سے گھل رہا ہون اور ہر روز جون جون اس امر کو یاد کرتا ہون آپ ہی آپ گھلا جاتا ہون۔ آج چالیس برس کا

عرصہ ہوا کہ اس ہنسی کی شرم کے مارے آسمان کی طرف مین نے نظر نہین کی۔ اور شرمندہ ہون کہ کل کے روز قیامت مین کیا مُنھ دکھاؤنگا۔ نیز اسی موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ **خواجہ عطا سلمی** ایک بزرگ تھے چالیس برس تک اُنھون نے آسمان کی طرف نظر نہین کی اور رویا کیے اُن سے پوچھا گیا کہ اسقدر کیون رویا کرتے ہو کہا کہ گور کی دہشت اور قیامت کی ہیبت سے پھر پوچھا کہ اچھا آسمان کی طرف نظر کیون نہین کرتے اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ گناہون کی شرم سے اور نیز اسوجہ سے کہ مین نے اکثر مجلسون مین بیٹھ کے ہنسی دل لگی بہت کی ہے۔ اس لحاظ سے سر اوپر نہین اُٹھاتا اور آسمان کو نہین دیکھتا۔ اسکے بعد دوسری حکایت بیان فرمائی کہ **خواجہ فتح موصلی** کہ سالکان طریقت مین سے تھے۔ آٹھ سال تک اسیار دئے کہ تمام گوشت و پوست اُن کے رخسارے کا بہ گیا بعد اُن کے انتقال کے لوگون نے اُنکو خواب مین دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ خداے تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا کہ حق تعالیٰ نے مجکو بخشدیا ہان جسوقت مجکو عرش کے نیچے تک لے گئے مین نے سجدہ کیا مگر خوف زدہ اور کانپتے ہوئے خطاب آیا کہ اے فتح تو اسقدر کیون رویا کیا تو مجکو غفار نہین جانتا تھا مین نے سجدہ کے لیے سر جھکایا اور مناجات کی کہ آلٰہی بیشک مین تجکو غفار جانتا تھا لیکن مین خوف تنگی قبر اور ہیبت قیامت اور سختی ملک الموت سے رویا کرتا تھا کہ تنگ لحد مین میرا کیا حال ہوگا۔ حکم ہوا کہ چونکہ تو اس سے ڈرتا رہا چاہئے تجکو اُس خوف و ہراس سے امن و نجات دی اور تجکو بخشدیا۔ پھر فرمایا کہ مین ایک وقت سیوستان مین خواجہ عثمان ہارونی کے ہمراہ مسافر تھا ایک مقام مین ایک صومعہ تھا اُس مین ایک درویش **شیخ صدر الدین محمد احمد سیوستانی** نام رہتے تھے بڑے شاغل اور بزرگ تھے (مین اُن کی خدمت مین چند روز رہا ہون) جو کوئی اُنکے صومعہ مین آتا محروم نہ جاتا فوراً عالم غیب مین جاکر کچھ لاکر اُس کے ہاتھ پر دھرتے اور یہ بات کہتے کہ اس فقیر کو دعاے خیر سے یاد رکھنا اگر مین

اپنا ایمان قبر مین صحیح وسالم لے گیا تو مین نے بڑا کام کیا۔ الغرض وہ بزرگوار جب قصہ گور اور ہیبت موت کا سنتے تو بید کی طرح لرزتے اور آنکھون سے اتنا خون جاری ہوتا گویا پانی کا چشمہ جاری ہے۔ سات رات دن تک برابر روتے رہتے (لیکن کھڑے آنکھین کھولے ہوا کی طرف مُنہ اٹھائے ہوئے ہوتے کہ اونکا رونا دیکھ کے مجکو رونا آتا تھا کہ اللہ یہ کیسے بزرگ آدمی ہین پھر جو اس عالم سے فارغ ہوتے اور بیٹھتے تو ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ اے عزیز جس کسیکو سکرات موت اور ملک الموت جیسا حریف اور قیامت جیسا دن درپیش ہے اُسکو خواب و قرار اور ہنسی و خوشی سے کیا کام اور کسی کام مین مشغول ہونا اُسکو کیونکر اچھا معلوم ہو پھر فرمایا کہ اے عزیز اگر تمکو ذرہ بھر حال اُن لوگون کا معلوم ہو جو خاک کے نیچے سو رہے ہین اور قبر کے قید خانے مین کیڑے مکوڑون کے مُنہ مین پڑے ہین اور یہ معلوم ہو کہ اُنپر کیا معاملہ گذرا تو کھڑے کھڑے گھل جاؤ اور نمک کی طرح پگھلکر پانی پانی ہوجاؤ پھر فرمایا کہ اے عزیز ایک وقت اس دعاگو نے بصرے مین ایک بزرگ کو جو بڑے شاغل تھے دیکھا اور ان کے ہمراہ ایک قبرستان مین گیا۔ ایک قبر کے پاس مین اور وہ بزرگ دونون بیٹھ گئے وہ بزرگ صاحب کشف تھے اُس قبر کے مُردے پر عذاب سخت ہو رہا تھا جونہین اُن بزرگ نے اپنے کشف سے اُس مردہ کا حال معاینہ کیا فوراً گر پڑے مین نے دیکھا کہ وہ مر گئے تھے۔ ایک ساعت بعد دیکھا کہ نمک کی طرح پگھلکر پانی ہو گئے اور بالکل فنا ہو گئے۔ جو خوف مین نے اُن بزرگ مین دیکھا کبھی کسی شخص مین نہ دیکھا اور نہ کسی سے سُنا پس مین اُس روز سے بسبب ہیبت گور کے السیا دم بخود ہو گیا ہون کہ ہر روز آپ ہی آپ گھلا جاتا ہون۔ تیس برس کے بعد اب مین نے تم لوگون سے بات کی اور یہ حکایت تم سے بیان کی سوا اے عزیز وجسقدر آدمی اورون کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اپنے کام مین کیون نہ مشغول ہو۔ کیونکہ جسقدر آدمی خلق کے ساتھ مشغول ہوتا ہے خدا ے عزوجل کی یاد سے باز رہتا ہے۔ مشغولی خلق سے آپ کو پھیر دو اور توشۂ آخرت اور سامان سفر کی

فکر کرو- کیونکہ ہمکو وہ منزل درپیش ہے کہ اسی توشہ اور سامان کے ساتھ سلامتی سے پار اُتر سکتے ہین یہ کہکے دو خرمے جو اُن کے آگے رکھے تھے مجکو دئے اور آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور رونے لگے اسکے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ ہاے ہاے کر کے رونے لگے اور فرمایا کہ اے درویش قسم ہے اُس خدا کی جسکے قبضے مین میری جان ہے اُس روز سے آجتک دعاگو اسی خیال مین رہتا ہے اور ہیبت مرگ اور گور سے ہر روز متردد و متفکر ہے اور مارے خوف کے خود گُھلا جاتا ہے باوجود اینہمہ کچھ توشہ و سامان نہین رکھتا جسکے بھروسے پر اس خوف سے درگذرے نیز فرمایا کہ خواہش نفس سے قصداً (جان بوجھکر) قبرستان مین کھانا کھانا گناہ کبیرہ ہے اور کھانیوالا ملعون و منافق ہے- پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ مین نے امام ابوالخیر یحیی زندوستی کے روضہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

من اَکَلَ فے المقابر طعاماً او شراباً فہو ملعون و منافق ترجمہ یعنے جس شخص نے قبرستان مین کھانا کھایا یا پانی پیا وہ ملعون اور منافق ہے- اسکے بعد فرمایا کہ ایک وقت خواجہ حسن بصری رح قبرستان مین گزرے تو دیکھا کہ مسلمانون کا گروہ قبرستان مین کھانے پینے مین مشغول ہے خواجہ نے اُن کے پاس جا کر کہا کہ اے صاحبو تم لوگ منافق ہو یا مسلمان یہ بات اُن لوگونکو بُری لگی چاہا کہ خواجہ کے ساتھ بُرائی سے پیش آئین خواجہ نے فرمایا کہ صاحبو مین اسواسطے کہتا ہون کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص قبرستان مین کھانا کھائے یا پانی پئے وہ منافق ہے اسلیئے کہ یہ مقام ہیبت اور عبرت کا ہے کیونکہ تم خود دیکھتے ہو کہ بعضے لوگ تم سے بہتر اس خاک مین سو رہے ہین اور سانپ بچھو کے منھ مین پڑ گئے اور گوشت پوست انکا گل سڑکے گر گیا اور سارا جمال اُن کا خاک مین ملگیا ایسے عزیزون کو تم نے اپنے ہاتھون سے مٹی کے تلے سونپا ہے پھر تمھارا کیونکر جی چاہتا ہے کہ اسجگہ بیٹھ کے کھانا کھاؤ اور پانی پیو اور کھیل کود مین مشغول ہو جب خواجہ نے یہ بات اُن سے کہی تو وہ جوان لوگ ساکت ہوے

اور اپنے ارادہ سے باز رہے اور کہا کہ ہمارا قصور معاف کیجیے پھر خواجہ نے اسی موقع پر دوسری حکایت فرمائی کہ مین نے ریاحین مین لکھا دیکھا ہے کہ ایک وقت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک قوم پر ہوا کہ وہ ہنسی اور کھیل کود مین مشغول تھے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم وہان کھڑے ہو گئے اور سلام کیا تو وہ لوگ اُسیوقت کھڑے ہو گئے اور آپ کے سامنے سر جھکا لیا اور غلامون کے مانند ہاتھ جوڑے کھڑے رہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ حکومتاً کہہ سکتے تھے مگر آپ نے بردباری کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ بھلا یہ کیا تم موت سے بیخبر ہو سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا بات ہے فرمایا تم لوگ ہنسی اور کھیل کود وغیرہ مین غافلون کی طرح کیون مشغول ہو آپ کی نصیحت نے اُن مین ایسا اثر کیا کہ پھر مدۃ العمر کسی نے اُس گروہ کو کبھی ہنستے نہ دیکھا - پھر ارشاد فرمایا کہ مشایخ طبقات اور اولیاے صفات طریقت اور امامانِ دین اور خواجگان معرفت نے جو دنیا اور دنیا کے تمام اشیا پر تبرا کہا اُسکا یہی سبب ہے کہ پہلے سے اُنھون نے عذاب او ہیبت اور جبروت دیکھ لیے تھے نیز فرمایا کہ ایک تیسرا مرتبہ گناہ کا کہ اُسکو بھی اہل سلوک گناہ کبیرہ لکھتے ہین اور کہتے ہین کہ کوئی گناہ اُس سے بڑھکر نہین ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھائی مسلمان کو بے سبب ستائے چنانچہ نص کلام اللہ مین مذکور ہے الذین یؤذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا ترجمہ یعنے جو لوگ ایذا پہونچاتے ہین مومنین اور اور مومنات کو بغیر کسی سبب اور کسب کے تو اُنھون نے بڑا بہتان اُٹھایا ہے اور صریح گناہ مین پڑ گئے خلاصہ یہ کہ بھائی مسلمان کو تکلیف دینا گناہ کبیرہ اور باعث رنجیدگی خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے - اسکے بعد حضرت خواجہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت ایک بادشاہ نے ظلم و تعدی مین دست دراز کیا تھا اور بندگان خدا کو جبر و ظلم سے ہلاک کرتا تھا اور ہمیشہ لوگون پر عذاب کرتا رہتا تھا ایک مدت کے بعد اُسی بادشاہ ظالم کو لوگون نے بغداد مین مسجد کنگری کے دروازے پر کھڑے دیکھا کہ خاک آلودہ اور سر کے بال پراگندہ اور تمام بدن خراب خستہ تھا اور

وہ اس حالت مین نہایت بے آرام تھا ایک شخص نے اُسکو پہچان کر اُس سے پوچھا کہ تو وہی بادشاہ ہے کہ جو مین خلق خدا پر ظلم و تعدی کیا کرتا تھا اُس نے شرمندہ ہوکر کہا کہ تو مجکو کہان سے جانتا ہے اور کیونکر پہچانا کہا کہ مین تجکو اُس روز سے جانتا ہون کہ تجکو بڑے ناز و نعمت کے ساتھ مینے دیکھا تھا اور دیکھا تھا کہ تو خلق خدا پر مطلق بخشش نہین کرتا تھا بلکہ تو نے دست ظلم و تعدی دراز کیا تھا اور لوگون کو بہت ستاتا تھا اُس نے کہا کہ ہان مین وہی ہون کہ اُسوقت بندگان خدا کو بے سبب ستایا کرتا تھا۔ اور سخت ظلم کیا کرتا تھا۔ آج اُسی کی سزا مین گرفتار ہون۔ پھر یہ حکایت فرمائی کہ جب مین بغداد مین تھا تو دجلہ کے کنارہ ایک صومعہ مین ایک بزرگ رہتے تھے۔ مین اُس صومعہ مین گیا اور اُن کو سلام کیا اُنھون نے اشارے سے سلام کا جواب دیا اور اشارے ہی سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ مین تھوڑی دیر بیٹھا رہا تو میری طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ اے درویش مجکو پچاس برس ہوے خلق سے علیحدگی اختیار کرکے اسجگہ بیٹھ رہا ہون۔ ورنہ پیشتر جیسے تم سیر و سفر کرتے پھرتے ہو مین بھی سیر و سفر کرتا پھرتا تھا ایک شہر مین میرا گذر ہوا وہان دنیاداروں مین سے ایک بزرگ کو دیکھا کہ کھڑا ہوا اپنے لین دین مین لوگون کو تنگ کر رہا تھا اور تعدی کرنے مین نہایت غلو کرتا تھا۔ مین نے اُسکو کچھ نہ کہا اور اس حرکت بد سے باز نہ رکھا بلکہ خیالی کے ساتھ مین وہان سے آگے چلا گیا یکایک ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے درویش کیا ہو جاتا اگر تو خدا کے واسطے اُس دنیادار سے کہتا کہ خدا سے ڈر اور اُس کی خلق کے ساتھ زیادتی نکر وہ تیرے کہنے کے سبب ظلم سے باز رہتا مگر تو نے یہ خیال کیا کہ یہ دنیادار جو لطف و مہربانی میرے ساتھ اب کرتا ہے پھر نہ کرے گا۔ اے درویش جس روز سے ہاتف غیب کی یہ آواز مینے سُنی ہے نہایت شرمندگی ہے کئی برس گذر گئے کہ مین نے اس صومعے سے قدم باہر نہین رکھا اور ہمیشہ مجکو یہی اندیشہ رہتا ہے کہ کل کے روز قیامت مین اس معاملہ کی پرسش ہو گی تو کیا جواب دونگا پس اے درویش اُس تاریخ سے مین نے قسم کھائی ہے کہ اب کبھی کسی طرف نہ جاؤنگا کہ کوئی ایسا حال دیکھنے مین

آوے اور مین اُس سے واقف ہون - اور قیامت مین مجھ سے کہا جائے کہ آؤ اسکی گواہی دو اسکے بعد مغرب کی نماز کا وقت آیا ایک پیالہ پانی کا اور دو روٹیان جو کی اور ایک کاسہ آش کا ہوا سے پیدا ہوا اُس سے اُن بزرگ اور اس دعاگو نے ایک ہی جگہ افطار کیا جب مین وہان سے روانہ ہونے لگا دو سیب مصلّے کے نیچے سے نکال کے اس دعاگو کو دیے اور یہ دعاگو آداب بجا کر روانہ ہوا - اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو تمام ترتیب سلوک مین یہ ہے کہ آدمی جب خدا کا نام سُنے یا اُسکے سامنے کلام اللہ پڑھا جائے گناہ کبیرہ ہے کہ اُسکا دل نرم نہو اور خدا تعالیٰ کی ہیبت اُسکے دل مین نہ سماوے اور اُسکے ایمان مین اعتقاد زیادہ نہو بلکہ کلام پڑھتے اور ذکر خدا کے وقت کھیل کود مین مشغول ہو تو چاہیئے کہ اللہ کے ذکر اور کلام اللہ کی تلاوت کے وقت نرم دل ہوجائے اور خدا کا خوف کرے اور ایمان مین اپنے یقین کو زیادہ کرے جیسا کہ کلام اللہ مین آیا ہے کہ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا وعلی ربہم یتوکلون ترجمہ - یعنے مومن کامل وہ ہین کہ جنکے آگے اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے دل جھکا جاتے ہین اور جب اُن کے سامنے اللہ کی آیتین پڑہی جائین تو اُن کا ایمان زیادہ ہوجاتا ہے اور وہ اپنے رب کے اوپر بھروسا کر لیتے ہین - امام زاہد اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اس آیت کے معنے یہ ہین کہ حقیقت مین مومن وہی لوگ ہین جو نام خدا سنتے ہین تو اُن کے ایمان مین یقین ہوجاتا ہے تو جو شخص اللہ کا ذکر سنے اور کلام اللہ سُنتے یا پڑھنے مین ہنسے خوب سمجھ لو کہ وہ آواز منافق کی ہے پھر فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک قوم پر گذر ہوا آپ نے اُس گروہ کو دیکھا کہ ہنستے ہوئے اللہ کا ذکر کر رہے تھے اور کھیل کود مین مشغول تھے (اور اُس ذکر کرنے سے اُن کا دل مطلق نرم نہین ہوتا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ وہو طائف ثالث منافقون - ترجمہ یعنے یہ تیسرا گروہ منافقون کا ہے جنکا دل ذکر اللہ و کلام سننے سے نرم نہین ہوتا - اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن خواجہ ابراہیم خو[illegible] کا ایک جماعت پر گذر ہوا وہ لوگ بیٹھے ذکر

کر رہے تھے جیسے ہی خواجہ ابراہیم نے خدائے عزّ وجل کا نام سنا اسقدر ذوق وشوق پیدا ہوا کہ رقص کرنے لگے سات رات دن تک اسیطرح رقص مین مدہوش رہے اور مطلق کسی چیز کی خبر نہ رہی جب کبھی اس اثنا مین ہوش آتا تو پھر خدا کا نام زبان پر لاتے اور رقص کرتے کرتے پھر مدہوش ہو جاتے ساتوین روز جب ہوشیار ہوئے تو تازہ وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر سجدے مین گئے اور سجدے مین کہا یا اللہ اللہ کا نام لیتے ہی جان بحق تسلیم ہو گئے سجدہ سے سر اٹھانے کی بھی مہلت نہ ملی بعد ازان خواجہ آنکھوںمین آنسو بھر لائے اور یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ؎ عاشق بہوائے دوست بیہوش بود ❊ در یاد محب خویش مدہوش بود ❊ فردا کہ بحشر خلق حیران باشند ❊ نام تو درون سینہ و گوش بود ❊ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت خواجہ یوسف چشتی رح کی خانقاہ مین چند درویش صاحب جمال و صاحب نعمت کشف دائرے کے اندر حاضر تھے اور دعاگو بھی موجود تھا۔ قوال (یعنے قول حق کے کہنے والے) یہ بیت کہہ رہے ستھے اس بیت نے دعاگو اور سب درویشون مین ایسا اثر کیا کہ سات رات دن تک حالت رقص مین سب مدہوش رہے کسی چیز کی کچھ خبر نہ رہی۔ ہر بار قوال یہ چاہتا کہ کوئی دوسری بیت کہون مگر ہم لوگ یہی بیت کہلواتے۔ اُن درویشون مین سے دو شخص ایسے بے خبر ہو گئے کہ زمین پر گر پڑے اور اُنکا خرقہ تو برقرار موجود تھا الا وہ دونو درویش درمیان سے غائب اور ناپید ہو گئے۔ جب خواجہ یہ فوائد تمام کر چکے سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے اور خواجہ تلاوت مین مشغول ہوے۔ الحمد للہ علی ذلک

مجلس پنجم۔ دوشنبہ کے روز دولت پابوس حاصل ہوئی شیخ جلال اور شیخ علی سنجری اور شیخ محمد احد چشتی اور اور بزرگ خدمت مین حاضر تھے۔ اسبارہ مین گفتگو ہو رہی تھی کہ اہل سلوک کے نزدیک پانچ چیز کی طرف دیکھنا عبادت ہے اُن پانچ چیزون مین سے پہلی یہ ہے کہ اپنے مان باپ کا مُنہ اولاد کو

دیکھنا عبادت ہے چنانچہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو فرزند اپنے ماں باپ کا منہ خدا کی دوستی کے لیئے دیکھتا ہے ایک حج مبرور (یعنے مقبول) اُسکے نامہ اعمال مین لکھا جاتا ہے اور جب فرزند اپنے ماں باپ کے پائون کا بوسہ دیتا ہے تو حق تعالیٰ ہزار برس کی عبادت کا ثواب اُسکے نامہ اعمال مین لکھدیتا ہے اور اُسکو بخشدیتا ہے نقل ہے کہ ایک جوان گنہگار تباہ کار نے اس جہان سے انتقال کیا لوگون نے اُسکو خواب مین دیکھا کہ بہشت کے اندر حاجیون کے جتھے مین چل پھر رہا ہے لوگون کو بڑا تعجب ہوا اُس سے پوچھا کہ یہ دولتِ مغفرت تونے کہان سے پائی حالانکہ تونے دنیا مین کوئی نیک کام نہین کیا تھا اُس نے کہا ہان مین دنیا مین ایسا ہی تھا مگر میری ایک بڑھیا ماں تھی جب مین گھر سے باہر کہین جانے لگتا تو اپنی ماں کے پائون پر سر رکھکے اور بوسہ دے کے کہین جاتا ماں دعا دیتی کہ حق تعالیٰ تجکو بخشے اور حج کا ثواب عطا فرمائے حق تعالیٰ نے ماں کی دعا قبول کی اور مجکو بخشدیا اور حج کا ثواب عطا فرمایا اسلیے حاجیون کے جتھے مین بہشت کے اندر پھر چل رہا ہون - نیز ایک وقت خواجہ بایزید بسطامی رح سے لوگون نے پوچھا کہ یہ دولت حقائق معارف تمکو کیونکر ملی فرمایا جب مین سات برس کا تھا تو مسجد مین اُستاد کے پاس قرآن پڑھنے جایا کرتا تھا ایک روز یہ آیت پڑھی وبالوالدین احسانا (یعنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا چاہیے) مین نے اُستاد سے اس آیت کے معنے پوچھے انھون نے کہا کہ قرآن مین حکم ہوتا ہے کہ ماں باپ کی خوب خدمت کرو جب مین نے اُستاد سے یہ سُنا تختی لیکر ماں کے پاس آیا اور ماں کے پائون پر سر رکھکے کہا کہ اے ماں آج مین نے سنا کہ حق تعالیٰ ایسا ایسا فرماتا ہے آپ خدا سے دعا کرین کہ خدا مجکو ایسی توفیق دے کہ مین آپ کی خدمت کا حق ادا کرسکون - جب یہ عرض مین نے ماں باپ سے کی اُنکا دل مجھ مسکین پر بہت گڑھا دو رکعت نماز اُنھون نے پڑھی اور قبلہ رو ہوکے دعا کے لیے دونون ہاتھ پھیلائے اور مجکو خدا کے سپرد کیا۔ یہ دولت ماں ہی کی دعا کی برکت سے مجکو نصیب ہوئی - دوسری یہ وجہ ہوئی کہ جاڑو نکی

نفس میں ایک رات میری ماں نے آدھی رات گئے پانی پینے کو مانگا میں آبخورہ میں پانی بھر کے ہاتھ پر رکھکر لایا تو ماں سو رہی تھیں میں نے انکو جگایا نہیں پانی لئے کھڑا رہا جب اخیر رات کو وہ جاگیں تو مجھے آبخورہ پانی کا لئے کھڑا دیکھا اور آبخورہ میرے ہاتھ سے لیا تو بہت سردی کی وجہ سے میرے ہاتھ کی کھال آبخورے سے جا لگی ماں کا جی بہت کڑھا اور میرا سر گود میں لیکر بوسہ دیا اور کہا کہ ماں کی جان تجھ سے قربان تونے بڑی تکلیف اٹھائی پھر میرے لیے دعا کی کہ الٰہی اسکو بخشیو اور بڑا مرتبہ عطا کریو حقتعالے نے میری ماں کی دعا سن لی اور یہ دولت ماں کی دعا کی بدولت مجھے عطا فرمائی دوسرے کلام اللہ دیکھنا بھی ایک عبادت ہے بیٹے شرح اولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص کلام اللہ میں نظر کرے اور اسکو پڑھے حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ اسکے نامۂ اعمال میں دو ثواب لکھے جائیں ایک ثواب نظر کرنے کا اور ایک ثواب پڑھنے کا اور فرماتا ہے کہ جتنے حرف کلام اللہ میں ہیں ہر حرف کے عدد کی جگہہ دس دس نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں لکھو اور دس دس بدیاں اسکے نامۂ اعمال میں سے مٹا دو فقیر نے عرض کیا کہ مصحف شریف لشکر اور سفر میں ہمراہ لیجانا چاہیئے یا نہیں فرمایا کہ اول اول اسلام چندان ظاہر اور آشکارا نہیں ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصحف شریف سفر میں نہیں لیجاتے تھے اور فرماتے تھے کہ شاید سفر میں کچھہ خطا یا بھول ہو جائے اور مصحف شریف چھوٹ جائے اور کافروں کے ہاتھ لگے تو بے ادبی ہو۔ جب اسلام پھیلا اور آشکارا ہوا تو آپ مصحف شریف ہمراہ لیجاتے تھے۔ نقل ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو بعد وفات کے لوگوں نے خواب میں دیکھکر پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا کہ ایک رات میں ایک شخص کے گھر مہمان تھا اُسکے گھر ایک طاق میں قرآن شریف رکھا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہاں قرآن شریف رکھا ہے یہاں کیونکر سوؤں پھر یہ خیال کیا کہ قرآن شریف ہی کو یہاں سے اُٹھوا کر اور کہیں رکھوا دوں پھر دل میں یہ خیال گذرا کہ اپنی آسائش کے واسطے قرآن شریف کو کیوں اور کہیں بھجواؤں۔ جب موت کا وقت قریب آپہنچا تو میں آخر ہو گیا اُس وقت

مجھے اُس قرآن شریف کے ہمراہ بخشدیا۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف کو دیکھتا رہتا ہے خدا تعالیٰ اُسکی آنکھون کی روشنی زیادہ کرتا ہے کبھی اُن آنکھون مین درد نہین ہوتا اور خشکی نہین پیدا ہوتی۔ چنانچہ ایک وقت ایک بزرگ اپنی جانماز پر بیٹھے تھے اور اُنکے آگے قرآن شریف رکھا تھا کہ ایک اندھا آیا اور زمین پر سر جھکایا اور عرض کی کہ مین نے کتنی دوائیان اپنی آنکھونکی کین اور کچھ سود مند ہوئین اب آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون اور فاتحہ کی درخواست رکھتا ہون تاکہ میری آنکھین اچھی اور روشن ہو جائین اُن بزرگ نے قبلہ رو ہوکر فاتحہ پڑہی اور قرآن شریف جو اُن کے آگے رکھا تھا اپنے ہاتھ مین اُٹھایا اور اُسکی دونون آنکھونپر ملا فوراً اُسکی آنکھین چراغ کی طرح روشن ہوگئین۔ آسکے بعد فرمایا کہ جامع الحکایات مین مین نے لکھا دیکھا ہے کہ اگلے زمانہ مین ایک جوان فاسق تھا کہ اُس کے فسق کے سبب لوگ اُس سے نفرت کھاتے تھے ہر چند اُسے سب منع کرتے مگر وہ ایک نہ سنتا تھا الغرض جب وہ مرا تو لوگون نے اُسکو خواب مین دیکھا کہ سر پر ایک تاج اور کمر پر ایک جڑاؤ پٹکہ باندھے ہوئے اور بدن مین ایک زرین جامہ پہنے ہوئے ہے اور فرشتون کو حکم ہوا ہے کہ اسکو بہشت مین لیجاؤ لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تو تو فاسق گنہگار تھا یہ دولت مغفرت کی تو نے کہان سے پائی فرمایا جب مین دنیا مین تھا تو ایک یہ نیکی مجھ مین تھی کہ مین جہان کہین قرآن شریف دیکھتا تھا تو اُٹھ کھڑا ہوتا تھا اور خادمانہ وہان کھڑا رہتا اور نہایت حسرت کے ساتھ اُس مین نظر کرتا حقتعالیٰ نے میرے تمام گناہ اس ایک بات کی بدولت معاف کر دئے اور مجکو بخشدیا اور قرآن شریف کیطرح مجکو معزز و مکرم کر دیا اور یہ مرتبہ عطا فرمایا۔ **تیسرے علماء کیطرف دیکھنا بھی عبادت ہی** اگر کوئی شخص علماء کیطرف دیکھتا ہی حقتعالے اُس نظر سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے وہ روز قیامت تک اُس شخص کے لئے خدا سے بخشش مانگتا ہے۔ اور جس کسی کے دلمین علماء و مشائخ کی محبت ہوتی ہے خدا تعالے ہزار سال کی عبادت اُسکے نامۂ اعمال مین لکھنے کا حکم فرماتا ہے۔ اور اگر اسی حالت

مین مرجاے توحق تعالےٰ اُسکو عالمون کا درجہ مرحمت فرماتا ہے اور اُسکا مقام علیین ہوتا ہے۔ فتاواے ظہیری مین مینے لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علمار کی طرف بہت دیکھا کرتا ہے اور اُن کے ہمراہ چلتا پھرتا ہے اور سات روز تک اُن کی خدمت کرتا ہے توحق تعالیٰ اُسکے تمام گناہون سے درگذر کرتا ہے اور سات ہزار برس کی عبادت اور نیکی اُس کے نامۂ اعمال مین لکھتا ہے گویا اسنے ہر روز روزہ رکھا ہے اور ہر رات شب بیداری اور قیام کیا ہے۔ کہتے ہین اگلے زمانہ مین ایک شخص تھا کہ جس وقت علمار یا مشائخ کو دیکھتا اُن کی طرف سے مارے حسد کے مُنھ پھیر لیتا اور عداوت قلبی کی وجہ سے اُنکو دیکھ نہین سکتا تھا الغرض جب وہ مرا تو اُسکو کفنا کے قبر مین اُتارا جب اُسکا مُنھ قبلہ کیجانب کیا جاتا تھا تو خود بخود دوسری جانب پھر جاتا تھا ہر چند لوگ بار بار اُس کا مُنھ قبلے کی جانب کر دیتے تھے پھر بدستور سابق دوسری طرف پھر جاتا تھا لوگون کو نہایت تعجب و حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے ہاتف غیبی آواز دی کہ اے مسلمانو یہ کیا کرتے ہو تم خود تکلیف اُٹھاتے ہو اور مردے کو بھی پریشان کرتے ہو اس مُردے کا مُنھ ہرگز ہرگز قبلہ رو نہو گا کیونکہ یہ شخص دنیا مین علما وفضلا و مشائخ کی طرف سے ہمیشہ مُنھ پھیر لیا کرتا تھا تو جو شخص علمار و مشائخ کی طرف سے مُنھ پھیر لیتا ہے ہم بھی اُسکی طرف سے اپنی رحمت پھیر لیتے ہین اور مردود و راندۂ بارگاہ کر دیتے ہین اور قیامت مین اُسکو ریچھ کی صورت مین اُٹھائینگے۔ چوتھے خانۂ کعبہ کیطرف دیکھنا بھی ایک عبادت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خانۂ کعبہ کی طرف دیکھتا رہتا ہے یہ بھی ایک عبادت اُس کے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہے اور جو شخص خانۂ کعبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیما کی طرف نظر کرتا ہے ہزار برس کی عبادت اور ایک حج کا ثواب اُسکے نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے اور ایک مرتبہ کرامت کا اُسکو عنایت کرتے ہین پانچوین اپنے پیر کی خدمت کرنا اور اُسکی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے مین نے کتاب معرفۃ المریدین مین

لکھا دیکھا ہے کہ جناب خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہین کہ جو شخص ایک روز اپنے پیر کی خدمت کا حقہ کرتا ہے اور از راہ محبت اُسکی طرف نظر کرتا ہے حقتعالی اُسکو بہشت مین ہزار محل رہنے کو عطا کریگا کہ ہر محل ایک ایک موتی کا ہوگا اور ہر محل کے ساتھ اُسمین ایک ایک حور عین مرحمت فرمائیگا اور ہزار برس کی عبادت اُسکے نامۂ اعمال مین ثبت فرمائیگا اور کل کے روز قیامت مین بغیر حساب کے جنت مین داخل فرمائیگا۔ اسکے بعد فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سُنے اُسپر بہت ہوش کے ساتھ کان دہرے اور جو نماز یا اور وظیفہ وغیرہ پیر ارشاد فرمائے اُسکو ضرور عمل مین لائے اور متواتر ہر کے حضور مین حاضر ہو اور خدمت داجبی کرے اور اگر متواتر حاضر ہونا ممکن و میسر نہو تو اُس مین کوشش کرے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت مین ایک زاہد تھے کہ سو برس تک خدای عزوجل کی عبادت کرتے رہے دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور رات کو تمام رات قیام کرتے کہ ایک گھڑی اور ایک لحظہ خدای تعالی کی اطاعت سے خالی نہین رہتے اگر کوئی اُن کے پاس آتا تو اُسکو پند و نصیحت کرتے اور آنے جانے والے سے یہ کہا کرتے کہ اللہ تعالی اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (یعنے ہمنے جن و انس کو نہین پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لیے) یعنے اے بندو خدا تعالی نے ہمکو اور تمکو صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے نہ کھانے پینے اور عبادت سے غافل رہنے کے لیے تو اے مسلمانو ہمپر واجب ہے کہ سواے طاعت و عبادت کے اور کسی کام مین ہرگز ہاتھ نہ ڈالین۔ الغرض جب ان زاہد نے انتقال فرمایا تو اُنکو لوگون نے خواب مین دیکھا اور اُن سے سوال کیا کہ خداے نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا کہ اللہ تعالی نے مجکو بخشدیا پھر لوگون نے پوچھا کہ یہ مغفرت کس کام کی بدولت نصیب ہوئی فرمایا کہ جتنے اعمال کہ مینے کیے تھے کہ رات دن بیدار رہا اور کسی وقت اپنے تئین آسائش نہین دی یہ سب اعمال مطلق پسند نہین ہوتے فقط بخشش کا سبب پیر کی خدمت ہوئی حکم ہوا کہ تو نے جو اپنے پیر کی خدمت کی نہین

قصور نہین کیا یہ کام تیرا ہمکو پسند آیا لہذا ہم نے تجکو بخشدیا۔ اسکے بعد خواجہ ادام اللہ تقواہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ کل قیامت مین مومنین اور اولیاء صادق اور مشائخ طریقت اور صدیقون کو قبر سے اٹھائینگے اور انکی کملیان اُن کے کندھو پر پڑی ہونگی ہر کملی مین سے سو ہزار ریشے لٹکتے ہونگے سو اُن بزرگون کے مرید اور فرزند اگر اُن کملیونکے ریشون مین لٹک کر کھڑے ہونگے جب تمام خلق حشر قیامت سے فارغ ہو جائیگی اُسوقت حقتعالی اُن کو وہ قوت بخشیگا کہ فوراً پل صراط کے نزدیک پہنچ جائینگے اور اُس کملی کو وہ بزرگ اور اُن کے مرید و فرزند پکڑ کے تیس ہزار برس کی راہ قیامت کے عذابون سے گذر کر پار اُتر جائینگے اور اپنے آپ کو بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوا پائینگے ذرہ بھر بھی سختی اُنکو نہ پہونچے گی۔ جب خواجہ نے یہ فوائد تمام کئے تو تلاوت کلام اللہ مین مشغول ہوئے اور سب لوگ اور یہ فقیر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس ششم پنجشنبہ کے روز دولت پابوس حاصل ہوئی۔ شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد صفاہانی اور اور بھی چند درویش جامع مسجد بغداد کے اندر خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت مین حاضر تھے قدرت الہی کا ذکر چھڑا آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالی نے اپنے علم و قدرت سے عالم مین تمام چیزین پیدا کین ہین اگر آدمی اُن کے کنہ مین غور کرے تو ایک دم مین ہوش باختہ اور حواس پراگندہ ہو جائین اور دیوانہ و مجنون ہو جائے اسکے بعد فرمایا کہ ایک وقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کہف کے دیکھنے کی آرزو کی فرمان آیا کہ ہم نے حکم کر دیا ہے کہ تم اُنکو دنیا مین نہین دیکھ سکو گے آخرت مین دیکھ لینا ہان اگر تم چاہو تو مین اُنکو تمھارے دین مین داخل کر دون پھر آپ نے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا کہ اس کملی کو لیجاؤ اور اصحاب کہف کے غار مین اسکو ڈالو۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے اور اصحاب کہف سے سلام کیا حق تعالی نے اُنکو زندہ کر دیا تو اُنھون نے جواب سلام کا دیا پھر یاران رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنپر دین محمدی پیش کیا اُنھون نے قبول کیا۔ پھر خواجہ نے

یہ فرمایا کہ ایسی کونسی چیز ہے جو خدا تعالی اُسپر قادر نہین ہے تو مرد کو چاہیے کہ اُس کے حکمون مین ذرا بھی تصور نکرے کیونکہ ہوتا وہی ہے جو وہ چاہتا ہے۔ اس مقام پر خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ ایک وقت مین حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کی خدمت مین حاضر تھا اور ایک جماعت درویشون کی بیٹھی تھی متقدمین صوفیہ کے مجاہدات و ریاضات اور اُن کے فوائد کا حال بیان ہو رہا تھا کہ اس اثنا مین ایک بڈھا ضعیف سخنی نہایت نحیف درازعصا ٹیکتا ہوا آیا اور سلام کیا خواجہؒ نے جواب سلام کا دیا اور اُٹھ کھڑے ہوے اور اُسکو نہایت خوشی سے اپنے پہلو مین بٹھایا اُس پیر مرد نے احوال کہنا شروع کیا کہ آج تیس برس کا عرصہ ہوا کہ میرا لڑکا مجھ سے جدا ہے اور کہین چلا گیا ہے اُسکے مرنے جینے کی کچھ خبر تک معلوم نہین اُسکی درد جدائی سے میرا یہ حال ہے حضور کی خدمت مین آیا ہون اور اُسکے آنے اور صحت و سلامتی کے لیے فاتحہ و اخلاص کی درخواست رکھتا ہون۔ جب خواجہ عثمان ہارونی رح نے یہ بات سنی تو مراقبے مین سر جھکایا تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کے حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس پیر مرد کے گم شدہ لڑکے کے آنیکے لیے فاتحہ و اخلاص پڑھو جب آپ اور سب درویشون نے فاتحہ و اخلاص تمام کی پیر مرد سے کہا جاؤ اور ایک لحظے کے بعد اپنے لڑکے کو ہمارے پاس ملاقات کے واسطے لے آؤ جب مین پیر مرد نے زبان مبارک سے یہ سنا فوراً روبرو خواجہ کے سر جھکا کے واپس گیا ابھی راستے ہی مین تھا کہ کسینے پیر مرد کا ہاتھ پکڑ کے کہا مبارک ہو تمہارا لڑکا آگیا خوشی خوشی گھر مین آیا اور لڑکے سے ملاقات کی اُس پیر مرد کی آنکھین ضعیف ہوگئی تھین لڑکے کو دیکھتے ہی روشن ہوگئین اور اُلٹے پاؤن لڑکے کو لیکر خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور لڑکے کو پابوس کرایا خواجہ علیہ الرحمہ نے اُسکو اپنے آگے بلا کے پوچھا کہ میان تم کہان تھے اُس نے کہا سمندر مین کشتی پر تھا صاحب کشتی نے پکڑ کر زنجیر سے جکڑ رکھا تھا آج مین اُسی جگہ بیٹھا تھا کہ ایک درویش آپ کی شبیہ گویا آپ ہی تھے آئے اور میرے پاؤن کی زنجیر توڑ کر میری

گردن زور سے پکڑی اور اپنے آگے مجکو کھڑا کیا اور فرمایا کہ اپنا پاؤن میرے پاؤن پر
رکھلے اور آنکھین بند کر جیسا اُن درویش نے حکم کیا مین نے وہی کیا تھوڑی سی
دیر کے بعد کہا کہ آنکھین کھول مینے جو ہین آنکھین کھولین تو اپنے آپ کو اپنے گھر کے
دروازے پر کھڑا پایا۔ اتنی بات کہنے پایا تھا اور چاہتا تھا کہ اور کچھ کہے حضرت شیخ
ابن سلام نے دانت کے نیچے اُنگلی دبا کر منع کیا کہ اب مت کہہ پیر مرد اُٹھا اور اپنا
سر خواجہ کے قدمون پہ رکھکے فرمایا کہ الحمد للہ ابھی تک ایسے قدرت والے مردان
خدا موجود ہین مگر اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہین۔ پھر فرمایا کہ یہ سب خدا ای عزوجل
کی قدرت ہے۔ پھر اسکے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ کعب الاحبار رض روایت کرتے
ہین کہ خدائے عزوجل نے اپنی قدرت سے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے (ایسی ہیبت
و بزرگی کے ساتھ کہ خدا ہی کو اُسکا علم ہے) اُس فرشتے کا نام ہابیل ہے اور وہ
فرشتہ اپنے دونون ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے ایک مغرب کی طرف دوسرا
مشرق کی طرف اور یہ تسبیح کہتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور وہ فرشتہ
دن کی روشنی اور رات کی تاریکی پر موکل ہے جو ہاتھ کہ مشرق کی طرف سے ہے
اُسمین دن کی روشنی رکھتا ہے اور جو مغرب کی طرف ہے اُسمین رات کی
تاریکی رکھتا ہے اگر وہ فرشتہ ہاتھ سے روشنی چھوڑتا ہے تو دن ہوتا ہے رات
ہرگز نہین ہوسکتی اور جب تاریکی ہاتھ سے چھوڑتا ہے تو رات ہو جاتی ہے
دن ہرگز نہین ہوسکتا اور اُسکے روبرو ایک تختی معلق لٹکی ہوئی ہے اسمین
سیاہ و سفید لکیرین کھچی ہین وہ اُنکو دیکھکر کبھی گھٹتا ہے اور کبھی بڑھتا ہے
جب گھٹتا ہے تو دن کی روشنی کم ہوتی ہے اور رات کی تاریکی زیادہ اور
جب بڑھتا ہے تو دن کی روشنی زیادہ ہوتی ہے اور رات کی تاریکی کم ہو جاتی
ہے اسی وجہ سے کبھی دن بڑا ہوتا ہے اور کبھی رات خواجہ یہ فوائد تمام کرکے ہائے
ہائے کرکے رونے لگے اور آنکھون مین آنسو بھر لائے اور حالت سکر مین تھے کہ فرمانے
لگے کہ مردان خدا ایسے ہین کہ جو کچھ عالم مین عجائب قدرت الٰہیہ سے ظاہر ہوتے ہین

سب اُن کی نظر سے گذرتے ہین اور وہ کھکر بندگانِ خدا سے بیان کرتے ہین اور
اُنکو آگاہی بخشتے ہین۔ اور ایک اور فرشتہ اس بزرگی اور ہیبت کے ساتھ پیدا
کیا گیا ہے کہ ایک ہاتھ اُسکا آسمان پر ہے اور ایک زمین پر جو ہاتھ آسمان پر ہے
اُس مین ہوا کو محفوظ رکھتا ہے اور جو ہاتھ زمین پر ہے اُسمین پانی کو محفوظ رکھتا ہے
اگر وہ فرشتہ اپنے ہاتھ سے پانی کو چھوڑ دے تو تمام جہان غرق ہو جائے
اور اگر ہوا کو چھوڑ دے تو تمام عالم زیر و زبر ہو جاوے اسکے بعد اسی محفل مین فرمایا کہ
حق سبحانہ تعالیٰ نے کوہ قاف کو اس بزرگی کے ساتھ پیدا کیا ہے کہ تمام دنیا کا احاطہ
کئے ہوئے ہے دنیا اور تمام چیزین اُس پہاڑ کے اندر ہین چنانچہ کلام اللہ مین
اُسکی عظمت کے ساتھ قسم مذکور ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ق والقرآن المجید۔
ترجمہ (یعنے قسم ہے قاف اور قرآن مجید کی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اور فرشتہ پیدا کیا ہے
وہ فرشتہ اسی پہاڑ پر بیٹھا ہے (اور اُسکی تسبیح یہ ہے) لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اُس فرشتہ کا نام قرتائیل ہے وہ اُسی پہاڑ پر موکل ہے کبھی وہ ہاتھ کھولتا ہے
اور کبھی بند کرتا ہے اُسکے ہاتھ مین تمام روے زمین کی رگین ہین جب خداتیعالیٰ
چاہتا ہے کہ زمین پر تنگی ڈالے تو اُس فرشتے کو حکم کرتا ہے کہ زمین کی رگین کھینچ لے
وہ کھینچ لیتا ہے تو تمام زمین کی رگین سمٹ آتی ہین اور پانی کے چشمے خشک ہو جاتے
ہین اور زمین مین سبزہ نہین اُگتا اور جب خداتیعالیٰ چاہتا ہے کہ زمین پر فراخی
بھیجے تو اُس فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ زمین کی رگین کھولدے وہ کھولدیتا ہے تو زمین
مین چشمے خوب جاری ہو جاتے ہین اور تمام سبزہ زار شاداب ہو جاتا ہے اور
جب خداتیعالیٰ چاہتا ہے کہ خلق کو ڈراے اور اپنی قدرت کو ظاہر کرے اُس
فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ زمین کی رگون کو ہلادے وہ ہلاتا ہے تو زلزلہ پیدا ہوتا
ہے اور زمین ہلتی ہے اور لرزتی ہے (جسوقت تک کہ حکم رہتا ہے) اسکے بعد فرمایا
کہ مین نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کی زبان مبارک سے سنا ہے اور

شیخ سیف الدین باخرزی رح سے کہ اسرار العارفین مین ہم نے لکھا دیکھا ہے
کہ خدائے تعالی نے اس جہان سے علاوہ چالیس جہان اس سے چوگنے چوگنے
اس پہاڑ کے اندر پیدا کئے ہین اور اُس پہاڑ کے اُدھر چالیس جہان اور پیدا
کئے ہین کہ ہر جہان کی اُن مین سے چار چار سو قسمتین ہین اور ہر قسمت اُن کی
اس جہان سے چوگنی ہے۔ اور اُن جہانون مین مطلق تاریکی نہین اور رہرگز رات
نہین ہوتی ہمیشہ نور پھیلا رہتا ہے اور اُن کی زمین سونے کی ہے اُن جہانون
کو نہ آدمی جانتے ہین نہ جن نہ شیاطین اور نہ اُنہین بہشت ہے اور نہ دوزخ جس روز
سے کہ خداتعالی نے اُن جہانون کو بنایا ہے اُن مین فرشتے رہتے ہین اور وہ ہمیشہ
یہی تسبیح پڑھا کرتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس وہ کل جہان گو یا
چالیس حجاب ہین کہ اُنکے پیچھے اور حجاب ہین اُنکی بزرگی و کلانی خدا کو معلوم ہے سوا
خدا کے کوئی نہین جانتا۔ اسکے بعد فرمایا کہ اس کوہ قاف کو ایک گائے کے سر پر رکھا
ہے بزرگی اور کلانی اس گائے کی تیس ہزار سال کی راہ کی برابر ہے وہ گائے
کھڑی ہوئی خداتعالی کی حمد و ثنا کر رہی ہے اور اُس گائے کا سر مشرق مین ہے
اور دُم مغرب مین۔ اسکے بعد شیخ عثمان ہارونی رح نے قسم کھا کے فرمایا کہ جس دن
یہ حکایت زبان مبارک حضرت شیخ مودود چشتی رح سے مینے سُنی تو شیخ مذکور نے
مراقبہ مین سر جھکایا اور ایک اور درویش اُسوقت اُن کی خدمت مین حاضر تھے
اُنھون نے بھی مراقبہ کیا اور یکبارگی دونون صاحب خرقے کے اندر ہی اندر سے
غائب ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اس عالم مین واپس آتے تو اُس درویش
نے قسم کھا کے کہا کہ مین اور شیخ مودود چشتی رح دونون شخص کوہ قاف کے پاس
تھے چالیس جہان کہ خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمائے تھے اور وہ عالم غیب مین تھے
ہم نے خوب معائنہ کیے ایک سر مو تجاوز نہین نکلا۔ اس مکاشفہ کا یہ سبب تھا کہ
جسوقت شیخ مودود چشتی علیہ الرحمۃ یہ حکایت بیان فرماتے تھے میرے دلمین
کچھ شک پیدا ہو گیا تھا جب شیخ نے یہ معائنہ کیا تو اُسکو اس مکاشفہ کے ذریعہ سے

دفع کردیا۔ تب حضرت شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والدین ادام اللہ تقواہ نے فرمایا کہ فقیر کو قوت باطنی ایسی ہی چاہیئے کہ حکایات اولیا مین جو کوئی سننے والا شک کرے تو وہ اُسکو معائنہ کرادے۔ اور قوت کرامت کو اُسپر جتادے۔ پھر ایک قصہ اپنا بیان فرمایا کہ ایک وقت دعاگو سمرقند کی طرف بطور سفر کے گیا تھا امام ابو اللیث سمرقندی کے محلہ کے قریب ایک بزرگ دانشمند مسجد بنواتے تھے اور کھڑے ہوئے بتا رہے تھے کہ اسطرف محراب بناؤ اسی طرف قبلہ ہے یہ دعاگو بھی اُسوقت اُسجگہ کھڑا تھا مین نے کہا کہ اسطرف نہین دوسری طرف ہے بتایا کہ اسیطرف ہے ہر چند اُن سے کہا اُنھون نے ایک نہ سُنی پھر تو اس دعاگو نے اُنپر تعن کیا اور اُن کی گردن پکڑ کے کہا کہ دیکھو یہ سمت قبلہ ہے کہ نہین جب اُنھون نے خود کعبہ آنکھونسے دیکھ لیا تو یقیناً جان لیا کہ ہان یہی سمت قبلہ ہے اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ حقتعالیٰ نے جسدن دوزخ کو پیدا کیا اُسی روز ایک سانپ کو بھی پیدا کیا وہ سانپ اتنا بڑا ہے کہ اُسکو حکم ہوا کہ اے سانپ مین ایک امانت تیرے پاس رکھتا ہون اُسکو نگاہ رکھیو اُسنے کہا کہ اے پروردگار مین تیرا فرمانبردار ہون پھر ندا ہوئی کہ اپنا منہ کھول اُسنے منہ کھولا تو فرشتون کو حکم ہوا کہ دوزخ کو پکڑ کے اُسکے مُنہ مین رکھدو اُنھون نے دوزخ کو پکڑ کر سانپ کے مُنہ مین رکھدیا پھر سانپ کو حکم ہوا کہ اپنا منہ بند کرلے اُسنے اپنا منہ بند کرلیا۔ اب وہ دوزخ اُس سانپ کے مُنہ مین ہے اور وہ سانپ ساتون زمینون کے نیچے رہتا ہے اگر دوزخ اُس سانپ کے مُنہ مین نہوتی تو تمام عالم کو جلا دیتی اور سارا جہان ہلاک ہوجاتا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو فرشتون کو حکم ہوگا کہ دوزخ کو اُس سانپ کے مُنہ مین سے لاؤ۔ دوزخ مین ہزار زنجیرین بڑی بڑی لگی ہون گی اور ہر زنجیر کو ہزار ہزار ایسے ایسے قوی دتن آور فرشتے پکڑ کر کھینچینگے کہ اگر خداے تعالےٰ اُن مین سے ایک کو بھی حکم دیدے تو وہ تمام عالم کا ایک لقمہ کر جائے پھر بھی بڑی مشکل سے محض بواسطۂ قدرت الٰہی وہ کھینچ سکین گے اور اُسکو روشن کردین گے

اُسوقت تمام میدان محشر اسکے دھوئین سے بھر جائیگا اور دھوان ہی دھوان معلوم ہوگا۔ اس مقام پر خواجہ علیہ الرحمہ نے یہ فوائد تمام کر کے فرمایا کہ جب کسیکو اُسدن کے عذاب سے اپنا چھٹکارا کرنا منظور ہو وہ آج کے دن اطاعت کرے کہ خدا کے نزدیک اُس سے بڑھکر کوئی اطاعت نہین۔ اس دعاگو نے عرض کیا کہ وہ کونسی اطاعت ہے فرمایا عاجزون کی فریادرسی کرنا بیچارون اور حاجتمندون کی حاجت روا کرنا بھوکون کو کھلانا ننگون کو پہنانا کہ خدا تعالی کے نزدیک ان اعمال سے بڑھکر کوئی عمل نہین جب خواجہ نے یہ فوائد تمام کیے سب لوگ نیز یہ دعاگو اُٹھ کھڑے ہوے الحمد للہ علے ذلک

مجلس ہفتم چہارشنبہ کے روز دولت پابوس کی میسر ہوئی چند حاجی شخص خانہ کعبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً سے آئے ہوے تھے سورہ فاتحہ مین کچھ گفتگو ہو رہی تھی آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ مین نے آثار مشائخ طبقات مین لکھا دیکھا ہے کہ حاجتین روا ہونے کے لیے سورہ فاتحہ بہت پڑھنا چاہیے۔ حدیث شریف مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو کوئی مہم یا مشکل پیش آبے تو سورہ فاتحہ کو اس طریقے سے پڑھا کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الآیہ۔ یعنے رحیم کی میم کو الحمد مین داخل کر دے اور آخر مین آمین کے وقت ہر بار تین مرتبہ آمین کہے حق سبحانہ وتعالی اُسکی مہم ومشکل کا کفیل ہو جائیگا اور اُسکو روا و آسان کر دیگا۔ اسکے بعد اسی موقعہ پر فرمایا کہ ایک وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے اور اصحاب آپ کے گرد حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالی نے مجکو بہت سی فضیلتین عطا فرمائی ہین کہ مجھ سے پیشتر جتنے پیغمبر گزرے کسیکو وہ فضیلتین نہین عطا فرمائین پھر آپنے فرمایا کہ ایک روز مین بیٹھا تھا کہ مہتر جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو کتاب مجید تمھارے پاس بھیجی ہے اُسمین ایک سورت ایسی بھیجی گئی ہے کہ اگر وہ سورت توراۃ مین ہوتی تو کوئی شخص امت موسی علیہ السلام مین سے یہودی نہوتا اور اگر یہ سورۃ انجیل مین ہوتی تو کوئی شخص امت

یعنے علیہ السلام مین سے ترسا نہوتا اور اگر یہ سورت زبور مین ہوتی تو کوئی شخص
امت داؤد علیہ السلام مین سے یہودی نہوتا یہ سورۂ فاتحہ قرآن حمید مین اس لیے بھیجی گئی
ہے تاکہ اس سورت کی برکت سے تمہاری امت کے لوگ خدا تعالیٰ کے روبرو مظفر
ہون اور قیامت کے دن عذاب دوزخ اور ہول محشر سے رہائی پائین اے محمد
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم ہے اُس خداے کریم کی جسنے تمکو خلق کی طرف راستی کے
ساتھ بھیجا ہے اگر کل دریا روے زمین کے دوات ہو جائین اور تمام جہان کے
درختون کے قلم بناے جائین اور ساتون آسمان و زمین کاغذ ہو جائین تو بھی ابتدار
پیدائش عالم کے وقت سے قیامت کے دن تک اس سورت کے پڑھنے اور مطالعہ
کرنے کی برکتین ہرگز نہین لکھی جا سکتین اسکے بعد خواجہ ادام اللہ بقارہ نے ارشاد
فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کل دردون اور بیماریون کی دوا اور اُن سبکے لئے شفا ہے جو
بیمار کسی علاج سے اچھا نہو تو فجر کی سنتون اور فرضونکے بیچ مین بسم اللہ کے ساتھ
اکتالیس بار سورۂ فاتحہ پڑھ کے اُسپر دم کرین حقتعالیٰ ضرور اس سورت کی برکت
سے اُسکو شفا عطا فرمائیگا حدیث شریف مین آیا ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم
الفاتحۃ شفاء کل داء ترجمہ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سورۂ فاتحہ
ہر درد کی دوا ہے۔ اسکے بعد اسی امر کے متعلق یہ فرمایا کہ ایک وقت ہارون الرشید
نور اللہ مرقدہ کو ایک تکلیف سخت ہوئی اور دو برس سے زیادہ تک اُسی مین
مبتلا رہے جب علاج سے عاجز ہوگئے تو وزیر کو حضرت خواجہ فضیل عیاض رح
کی خدمت مین بھیجا اور کہا کہ مین اس زحمت کے سبب جان سے عاجز ہوگیا
ہون اور جو کوئی علاج کیا سود مند نہین ہوا۔ الغرض چونکہ اس کام کا وقت
آگیا تھا خواجہ فضیل عیاض رح فوراً اُٹھ کھڑے ہوے اور ہارون رشید کی خدمت
مین آکر اپنا دست مبارک ہارون رشید پر رکھا اور سورۂ فاتحہ اکتالیس بار پڑھ کے
اُنپر دم کی ابھی اچھی طرح دم بھی نہین کیا تھا کہ اُنھون نے صحت پائی پھر فرمایا ایک وقت
حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ایک بیمار کے پاس پہونچے اور سورۂ

فاتحہ پڑھ کے دم کی اُسنے صحت پائی پھر ایک شخص اور اُس بیمار کی عیادت کو آیا - اور پوچھا کہ کیونکر صحت ہوگئی اُسنے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تھے جیسے ہی اُنہون نے سورہ فاتحہ پڑھی مجکو فوراً صحت ہوگئی ابھی اُس بیمار نے یہ بات پوری نہین کی تھی کہ وہ شخص بدعقیدگی کے سبب اُسی بیماری کا مبتلا ہوگیا اور آخر کو اُسی مین مرا تو آدمی کو چاہیئے کہ ہر کام مین صدق اور عقیدہ نیک رکھے اگر نیک عقیدہ ہو تو فقط ہاتھ ہی رکھنے سے صحت حاصل ہوجاے چہ جائیکہ اُسپر سورۂ فاتحہ دم کیجائے کیونکہ وہ تو بالیقین ہر درد کی دوا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ تفسیر مین آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کُل سورتون کے لیئے ایک ایک نام مقرر کیا ہے اور سورہ فاتحہ کے سات نام رکھے ہین اول فاتحۃ الکتاب دوسرا سبع المثانی تیسرا ام الکتاب چوتھا ام القرآن پانچوان سورۂ مغفرت چھٹا سورہ رحمت ساتوان سورۃ الثانیہ۔ اور اس سورۃ مین سات حرف نہین آئے ہین۔ پہلا حرف (ث) کیونکہ یہ اول ثبور کا ہے یعنی ہلاکت اور اس سورۃ کے پڑہنے والے کو ثبور سے کچھ کام نہین ہے۔ دوسرا حرف (ج) کیونکہ جیم پہلا حرف جہنم کا ہے اور اس سورہ کے پڑہنے والے کو جہنم سے کچھ کام کچھ سروکار نہین ہے تیسرا حرف (ز) کیونکہ زے پہلا حرف زقوم کا ہے اور اس سورہ کے پڑہنے والیکو زقوم سے کچھ سروکار نہین ہے۔ چوتھا حرف (ش) کیونکہ شین پہلا حرف شقاوت کا ہے اور اس سورۃ کے پڑہنے والے کو شقاوت سے کچھ سروکار نہین ہے۔ پانچوان حرف (ظ) کیونکہ ظ پہلا حرف ظلمت یعنی (تاریکی) کا ہے اور اس سورۃ کے پڑہنے والے کو ظلمت سے کچھ سروکار نہین ہے۔ چھٹا حرف (ف) کیونکہ فے پہلا حرف فراق کا ہے اور اس سورۃ کے پڑہنے والے کو فراق سے کچھ سروکار نہین ہے۔ ساتوان حرف (خ) کیونکہ خے پہلا حرف خواری کا ہے اور اس سورۃ کے پڑہنے والے کو خواری سے کچھ سروکار نہین ہے۔ اور اس سورۂ فاتحہ مین سات آیتین ہین۔ امام ناصر بستی رح لکھتے ہین کہ اس سورت مین سات آیتین ہین اور آدمی کے بدن مین بھی سات عضو بڑے بڑے پیدا کیئے گئے ہین سو جو بندہ ان آیتونکو پڑھتا رہتا ہے حق سبحانہ و تعالیٰ اُسکے ساتون اعضا کو ساتون دوزخ سے بچاویگا۔ اور مشائخ طبقات اور اہل سلوک لکھتے ہین کہ حق تعالیٰ نے اس سورۃ مین ایکسو چوبیس ۱۲۴ حرف ارشاد فرمائے ہین اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغامبر ہوئے ہین سو برابر عدد ہر حرف کے کہ اس سورۃ مین ہین ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغامبرونکا ثواب دیا جایگا کہ اسکے پڑہنے والے اسکی برکت سے شاد و شاد ہو جائینگے اس مقام پر اسکی مثال یہ بیان کی کہ اَلْحَمْدُ

ہیں پانچ حروف ہیں اور حق تعالیٰ نے رات دن میں پانچ وقت کی نماز مقرر فرمائی ہے سو جو بندہ ان پانچ
حرفوں کو پڑھتا ہے جو کچھ نقصان کہ اسکی ان پانچوں نمازوں میں واقع ہوگا خدا تعالیٰ اُس بندہ سے وہ نقص
معاف کریگا پھر فرمایا کہ لِلّٰهِ میں تین حروف ہیں اگر تین کو پانچ میں ملا دو تو آٹھ ہونگے سو خدا تعالیٰ اسکے
پڑھنے والے کیلئے آٹھوں بہشت کے آٹھوں دروازے کھولدیگا کہ جس دروازہ سے چاہے بہشت میں داخل ہو
اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں دس حروف ہیں اگر دس کو آٹھ میں ملا دو تو اٹھارہ ہونگے اور حق سبحانہ وتعالیٰ
نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیے ہیں تو جو بندہ یہ اٹھارہ حروف پڑھتا ہے برابر عدد ہر حرف کے کہ اسمیں ہیں
اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب پاویگا اَلرَّحْمٰنِ میں چھ حروف ہیں اگر چھ کو اٹھارہ میں ملا دو تو چوبیس ہونگے
اور حق تعالیٰ نے رات دن میں چوبیس گھڑیاں بنائی ہیں تو جو بندہ ان چوبیس حرفوں کو پڑھیگا اُس رات
دن میں گناہوں سے ایسا پاک ہو جائیگا کہ گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اَلرَّحِیْمِ میں بھی چھ
حروف ہیں اگر چھ کو چوبیس میں ملا دو تو تیس ہونگے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے پلصراط کو تیس ہزار برس
کی راہ کی مسافت کا بنایا ہے سو جو بندہ کہ ان تیس حرفوں کو پڑھیگا پلصراط کی تیس ہزار برس کی راہ سے
بآسانی بجلی کیطرح گزر جائیگا مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں بارہ حروف ہیں اگر بارہ کو تیس میں ملا دو تو بیالیس
ہونگے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے بنائے ہیں جو بندہ کہ ان بارہ حرفوں کو پڑھیگا جو گناہ
کہ اس سال بھر میں کیے ہونگے حق تعالیٰ انکو بالکل معاف کر دیگا۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں آٹھ حروف
ہیں اگر آٹھ کو بیالیس میں ملا دو تو پچاس ہونگے اور حق سبحانہ تعالیٰ روز قیامت کو برابر پچاس ہزار برس کے
کردیگا سو جو بندہ ان پچاس حرفوں کو پڑھیگا حق تعالیٰ اُس دن اُسکے ساتھ وہ معاملہ کریگا جو صدیقوں کے ساتھ
وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں گیارہ حروف ہیں اگر گیارہ کو پچاس میں ملا دو تو اکسٹھ ہونگے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے
دنیا اور آسمان میں اکسٹھ دریا پیدا کیے ہیں تو جو بندہ ان اکسٹھ حرفوں کو پڑھیگا جتنے قطرے کہ ان دریاؤں میں
ہیں اتنی ہی نیکیاں اُسکے نامۂ اعمال میں لکھی جائینگی اور اتنی ہی بدیاں اُسکے نامۂ اعمال سے محو کردیجائینگی
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں انیس حروف ہیں اگر انیس کو اکسٹھ میں ملا دو تو اسی ہونگے اور دنیا میں
شراب پینے والے پر اسی دُرّے پڑنے کا حکم ہے سو جو بندہ ان اسی حرفوں کو پڑھیگا حق تعالیٰ اُس سے اسی دُرّے
ساقط کردیگا یعنی فعل بد شرابخوری سے بچاویگا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں چوالیس حروف ہیں اگر چوالیس کو اسی میں ملا دو تو ایکسو چوبیس ہونگے اور حق سبحانہ

تعالیٰ نے خلق کیجانب ایکسو چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ہین سو جو بندہ کہ ان ایکسو چوبیس حرفون کو پڑہیگا
خدا تعالیٰ ایکسو چوبیس ہزار پیغمبرونکا ثواب اُسکو عطا فرماویگا اور بخشدیگا۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایکوقت مین
شیخ عثمان ہارونی کے ہمراہ سفر مین تھا اور ہم دونون آدمی دجلہ کے کنارہ پہنچے وہان اُسوقت کشتی
نہتی کہ پار اُتر جائین اور ہم جلد چلے جاتے تہے اسی اثنا مین خواجہ نے فرمایا کہ آگے دیکھو جو ہین آگے
دیکھا تو اپنے آپ کو اور شیخ کو دجلے کے اُس پار کنارہ پر کھڑا دیکھا دعاگو نے عرض کی کہ ہم کیونکر دجلے سے
اس پار اُتر گئے فرمایا کہ ہمنے پانچ بار سورہ فاتحہ پڑہ کے دریا مین قدم رکھا تھا اُسکی برکت سے پار ہوگئے۔
پس جو کوئی سورہ فاتحہ کسی حاجت کے واسطے صدق دل سے پڑہے اور وہ حاجت روا نہو تو قیامت مین
وہ میرا دامن پکڑے جب خواجہ نے یہ فوائد تمام کئے اور اشغال مین مصروف ہوئے تو سب لوگ اور یہ دعاگو
اُٹھ کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس ہشتم پنجشنبہ کو دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اوراد کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تہی آپنے زبان مبارک
سے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کچھ ورد اپنا مقرر کرے تو چاہیئے کہ ہر روز اُسکو پڑہا کرے اور اگر کبھی دن کو
نہ ممکن ہو تو رات کو سہی غرض ہر حال مین جو ورد مقرر کیا ہے ہمیشہ پڑہتا رہے اسکے بعد اپنا اور کوئی کام
کرے کیونکہ حدیث شریف مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تَارِكُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ ۔
یعنی اپنے ورد کا چہوڑنے والا ملعون ہے۔ اسکے بعد اسی محل مین فرمایا کہ مولانا رضی الدینؒ نے گھوڑے کی
سواری مین خطا کی اور گر پڑے اور پاے مبارک مین ضرب آئی جب گھر مین آئے اور سوچا کہ اس حادثے کا
باطنی کیا باعث ہے معلوم ہوا کہ شاید مین جو ورد صبحکو سورہ یٰسین وظیفہ پڑہا کرتا تہا وہ آج فوت ہوگئی اس
سلسلہ پر اسی بیان کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تہے کہ اُنکو عبداللہ مبارک کہتے تہے
ایکوقت اُنسے ایک وظیفہ فوت ہوگیا اُسیوقت ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عبداللہ تونے جو عہد ہمسے کیا
تھا اُسکو فراموش کردیا یعنی جو ہر روز کا وظیفہ تھا اُسکو تونے آج نہین پڑہا۔ پہر فرمایا کہ انبیا و اولیا اور
مشائخ طریقت و مردان راہ خدا اپنا وظیفہ ہمیشہ پڑہتے رہتے تہے اور جو کچھ اُنہون نے مرشدون سے سنا
اُسکو ہمیشہ انجام دیتے رہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ ہمنے بھی جو کچھ ورد اپنے مرشدون سے پایا ہے اُسکو ہمیشہ
پڑہتے رہتے ہین اور تم لوگون سے بھی کہتے ہین کہ اپنا ورد وظیفہ روز پڑہتے رہو اور کبھی فوت نکرو۔ اسکے بعد
فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ صبحکو جب خواب سے بیدار ہو تو دہنے پہلو کے بل اُٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے

پھر چاہیے کہ وضو کامل کرے کل شرطوں کے ساتھ بعدہٗ دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ الوضو ادا کرکے مصلے پر بیٹھا رہے اور چنانچہ تین سورہ بقر کی اور ستر آیتیں سورہ انعام کی پڑھے بعدہٗ سو بار یہ ذکر کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر صبح کی سنتیں پڑھے پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے الم نشرح اور دوسری رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے الم ترکیف پڑھا کرے اسکے بعد فرمایا کہ پھر سو بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ جسوقت فجر کی نماز پڑھ چکے رو بقبلہ بیٹھا رہے اور دس بار پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اسکے بعد تین بار پڑھے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر تین بار پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَتَکَرَّرَ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَصْحَبَ الْفَرْقَدَانِ وَالْقَمَرَانِ بَلِّغْ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِّنِّی التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ اور تین بار پڑھے یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ پھر تین بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور تین بار پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اسکے بعد پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کَشَّافُ الْکُرُوْبِ مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اسکے بعد تین بار پڑھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا سُبْحَانُ یَا سُلْطَانُ یَا غُفْرَانُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اسکے بعد تین بار پڑھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا حَلِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا نُوْرُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا بَاقِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مُحَمَّدُ اقْضِ حَاجَتِیْ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ اسکے بعد ننانوے نام باریتعالیٰ کے پڑھے اور وہ مشہور ہیں۔ اور پھر ننانوے نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھے اور وہ یہ ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مُحَمَّدٌ ۱ اَحْمَدُ ۲ حَامِدٌ ۳ مَحْمُوْدٌ ۴ قَاسِمٌ ۵ عَاقِبٌ ۶ فَاتِحٌ ۷ خَاتِمٌ ۸ حَاشِرٌ ۹ مَاحٍ ۱۰ دَاعٍ ۱۱ سِرَاجٌ ۱۲ مُنِیْرٌ ۱۳ بَشِیْرٌ ۱۴ نَذِیْرٌ ۱۵ ھَادِیْ ۱۶ مَھْدِیٌّ ۱۷ رَسُوْلُ الرَّحْمَۃِ ۱۸ نَبِیُّ ۱۹ طٰہٰ ۲۰ یٰسٓ ۲۱ مُزَّمِّلٌ ۲۲ مُدَّثِّرٌ ۲۳ صَفِیٌّ ۲۴ خَلِیْلٌ ۲۵ کَلِیْمٌ ۲۶ حَبِیْبٌ ۲۷ مَجِیْدٌ ۲۸ مُصْطَفٰی ۲۹ مُرْتَضٰی ۳۰ مُخْتَارٌ ۳۱ نَاصِرٌ ۳۲ قَائِمٌ ۳۳ حَافِظٌ ۳۴ شَاھِدٌ ۳۵ عَادِلٌ ۳۶ حَکِیْمٌ ۳۷ نُوْرٌ ۳۸ حُجَّۃٌ ۳۹ بَیَانٌ ۴۰ بُرْھَانٌ ۴۱ مُؤْمِنٌ ۴۲ مُطِیْعٌ ۴۳ مُذَکِّرٌ ۴۴ وَاعِظٌ ۴۵ وَلِیٌّ ۴۶ اَمِیْنٌ ۴۷ صَادِقٌ ۴۸ نَاطِقٌ ۴۹ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ قَیِّمٌ جَامِعٌ مُقْتَفٍ مُقْتَفِیْ رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ رَسُوْلُ الرَّاحَۃِ کَامِلٌ اِکْلِیْلٌ

صاحب مکی مدنی ابطحی عربی ہاشمی قریشی مضری امی عزیز حریص علیکم رؤف رحیم
منیب عامل مطہر فصیح سید متقی امام بار حق مبین اول آخر ظاہر باطن رحمۃ
شفیع محمد آمر ناہ حلیم شہید قریب منیب ولی حی عبداللہ محمد کرامۃ اللہ محمد آیۃ اللہ
وصل وسلم تسلیما کثیرا کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اسکے بعد تین بار یہ درود پڑھے اللّٰھم
صل علی محمد حتی لا یبقی من الصلوۃ شیء وارحم علی محمد حتی لا یبقی من الرحمۃ شیء وبارک
علی محمد حتی لا یبقی من البرکات شیء بعد اسکے ایکبار آیۃ الکرسی پڑھے اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم
لا تاخذہ سنۃ ولا نوم له ما فی السمٰوات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ
یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ
السمٰوات والارض ولا یؤدہ حفظہما وھو العلی العظیم اسکے بعد تین بار پڑھے قل اللّٰھم مالک
الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک
الخیر انک علی کل شیء قدیر ٥ اسکے بعد تین بار قل ھو اللّٰہ احد پڑھے پھر سات بار پڑھے فان تولوا
فقل حسبی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ٥ پھر تین بار یہ پڑھے ربنا ولا
تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین
برحمتک یا ارحم الراحمین اسکے بعد تین بار پڑھے اللّٰھم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات
والمسلمین والمسلمات الاحیاء والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین اسکے بعد تین بار پڑھے
سبحان الاول المبدی سبحان الباقی المعید اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا
احد ٥ پھر تین بار پڑھے وان اللّٰہ علی کل شیء قدیر وان اللّٰہ قد احاط بکل شیء عددا پھر تین
بار پڑھے اتوب توبۃ عبد ظالم ذلیل لا یملک لنفسہ نفعا ولا ضرا ولا موتا ولا حیاۃ
ولا نشورا ٥ اسکے بعد تین بار پڑھے اللّٰھم یا حی یا قیوم یا اللّٰہ یا لا الٰہ الا انت اسئلک
ان تحیی قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللّٰہ یا اللّٰہ اسکے بعد تین بار پڑھے یا مسبب الاسباب
یا مفتح الابواب یا مقلب القلوب والابصار یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین
اغثنی توکلت علیک یا رب فوضت امری الیک یا رب لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی
العظیم ما شاء اللّٰہ کان وما لم یشأ لم یکن بحق ایاک نعبد وایاک نستعین ٥ اسکے بعد

ایکبار پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا مَنْ یَّمْلِكُ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیَعْلَمُ ضَمِیْرَ الصَّامِتِیْنَ
فَاِنَّ لَكَ مِنْ کُلِّ مَسْئَلَةٍ مِنْكَ سَمْعًا حَاضِرًا وَجَوَابًا عَتِیْدًا وَاِنَّ مِنْ کُلِّ صَامِتٍ عِلْمًا
نَاطِقًا فَاَعْطِنَا مَوَاعِیْدَكَ الصَّادِقَةَ وَاَیَادِیْكَ الشَّامِلَةَ وَرَحْمَتَكَ الْوَاسِعَةَ وَنِعْمَتَكَ
السَّابِغَةَ اُنْظُرْ اِلَیَّ نَظْرَةً بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اسکے بعد ایکبار پڑھے یَا حَنَّانُ یَا
مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا بُرْھَانُ یَا سُبْحَانُ یَا غُفْرَانُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پھر تین بار پڑھے اَللّٰھُمَّ
اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ اسکے بعد تین بار پڑھے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مَا سَئَلْتُكَ بِفَضْلِكَ وَکَرَمِكَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فِی السَّمٰوٰتِ عَرْشُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَاؤُهٗ وَاَمْرُهٗ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَا اِلَّا اِلَیْهِ رَبِّ
لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ؕ اسکے بعد تین بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْاَ الْمِیْزَانِ
وَمُنْتَهَی الْعِلْمِ وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَمَبْلَغَ الرِّضَاءِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِلْاَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَهَی الْعِلْمِ
وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَمَبْلَغَ الرِّضَاءِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پھر اسکے بعد پڑھے رَضِیْتُ
بِاللّٰهِ رَبًّا کَرِیْمًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَةِ قِبْلَةً وَّ
بِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا اسکے بعد تین بار پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ
السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ
الْعَلِیْمُ پھر اسکے بعد چند بار پڑھے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ اسکے بعد دس بار پڑھے نو بار تو
صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دسویں بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی پڑھے اسکے بعد ایکبار پڑھے وَ نَشْھَدُ
اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَالْمَوْتَ حَقٌّ وَالسُّؤَالَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّ
الشَّفَاعَةَ حَقٌّ وَکَرَامَةَ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ وَّمُعْجِزَاتِ الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا وَاَنَّ السَّاعَةَ
اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ پھر ہاتھ اٹھا کے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ
زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ حُضُوْرَنَا وَزِدْ مَغْفِرَتَنَا وَزِدْ طَاعَتَنَا وَزِدْ نِعْمَتَنَا وَزِدْ مَحَبَّتَنَا وَزِدْ شَوْقَنَا
وَزِدْ قُبُوْلَنَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اسکے بعد مسبعات عشر اور سورہ یٰسین پڑھے اسکے بعد سورہ
ملک اسکے بعد سورہ جمعہ۔ پھر جب آفتاب بلند ہو جائے نماز اشراق کی پڑھے (نماز اشراق کی دس رکعتیں

تین پانچ سلام کے ساتھ اور نیت اس نماز کی نفل اشراق کی کرے اور ہر سلام کے اندر پہلی رکعت میں بعد سورۂ
فاتحہ کے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ایکبار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ
اِنَّا اَعْطَيْنَا ایکبار پڑھے) اور بعد ختم نماز اشراق دس بار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر نماز
چاشت کے وقت تک تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہے اسکے بعد نماز چاشت کی بارہ رکعتیں چھ سلام کے ساتھ
پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ وَالضُّحٰی ایکبار پڑھے جب نماز چاشت سے فارغ ہو تو سو بار
کلمۂ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
پڑھے اور سو بار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر زوال آفتاب تک قرآن مجید کی تلاوت میں
مشغول رہے اگر ایسا کرتا رہے تو ضرور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات نصیب ہو۔ اسکے بعد ظہر کی نماز
باحضور قلب ادا کرے اسکے بعد دس رکعت نفل پڑھے کہ ان دسوں رکعت میں قرآن مجید کے آخر کی دسوں
سورتیں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک پڑھے جب نماز سے فارغ ہو تو دس بار رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ اسکے بعد سورۂ نوح پڑھے پھر ذکر میں مشغول ہو یہانتک کہ نماز عصر کا وقت
آجائے اور بعد نماز عصر کے سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے پھر ایکبار سورۂ فتح پھر
پانچ بار سورۂ ملک پھر ایک ایک بار سورۂ عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ اور سورۂ وَالنّٰزِعٰتِ پڑھے حق تعالیٰ اسکو
قبر میں گلنے اور سڑنے سے محفوظ رکھے گا کیونکہ شرح مشائخ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی سورۂ وَالنّٰزِعٰتِ
پڑھتا ہے حق تعالیٰ اسکو قبر میں نہ گلائیگا نہ سڑائیگا۔ پھر شام تک ذکر میں مشغول رہے پھر نماز مغرب کی ادا کرے
اور مغرب کی سنتوں کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت حفظ ایمان پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص
تین بار اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ایکبار اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص
تین بار اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایکبار اور بعد فراغ سر سجدہ کے لیئے جھکائے اور یہ پڑھے يَا حَيُّ
يَا قَيُّوْمُ ثَبِّتْنِيْ عَلَى الْاِيْمَانِ اسکے بعد صلوٰۃ الاوابین ادا کرے لیکن صلوٰۃ الاوابین کی ہمارے یہاں چھ
رکعتیں ہیں تین سلام کے ساتھ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اِذَا زُلْزِلَتْ ایکبار اور دوسری رکعت
میں سورۂ فاتحہ کے بعد اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ایک بار اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ واقعہ
ایکبار پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں جو سورۃ قرآن پاک سے یاد ہو حسب ترتیب پڑھے پھر صلوٰۃ الاوابین
پڑھکر عشا تک ذکر میں مشغول رہے اور جب نماز عشا کا وقت آجائے تو اسکو ادا کرے اور بعد نماز کے یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ پھر نماز عشا کے بعد چار رکعت نماز اور پڑھے جسکی
پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی تین بار اور باقی تین رکعتوں مین تینوں قل یعنی سورہ اخلاص اور
قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑہے اور سلام کے بعد دعا مانگے اور حاجت چاہے
حق تعالی روا فرمایگا۔ اسکے بعد چار رکعت نماز بہ نیت صلوۃ السعادت پڑہے جسکی ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد
اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ تین بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑہے جب نماز سے فارغ ہو تو سجدہ مین سر جھکائے اور تین بار
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنَا عَلَی الْاِیْمَانِ پڑہے اسکے بعد بیٹھے اور یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بَرَکَۃً فِی الْعُمُرِ
وَصِحَّۃً فِی الْبَدَنِ وَرَاحَۃً فِی الْمَعِیْشَۃِ وَسَعَۃً فِی الرِّزْقِ وَزِیَادَۃً فِی الْعِلْمِ وَثَبِّتْنَا عَلَی
الْاِیْمَانِ اسکے بعد رات کے تین حصے کرے اول حصہ مین نماز مین مشغول رہے دوسرے حصہ مین تہجد کی نماز ادا کرے
کیونکہ نماز تہجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور ہمپر واجب ہے آٹھ رکعت چار سلام کے ساتھ پڑہے اور
انمین قرآن پاک سے جو کچھ یاد ہو پڑہے (لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے ایک شب تہجد کی نماز فوت ہوگئی تھی اس دن کہ گھوڑے
پر سے گرپڑے اور پاؤن ٹوٹ گیا جب ان بزرگ نے غور کیا کہ مجھ سے ایسی کونسی خطا سرزد ہوئی جو یہ نتیجہ ملا ہاتف غیبی نے
آواز دی کہ تمسے آج تہجد کی نماز فوت ہوگئی یہ اسکا بدل ہے) تیسرے حصہ مین کچھ سو رہے پھر اٹھکے تازہ وضو کرے
اور صبح کاذب تک ذکر مین مشغول رہے اور صبح کاذب سے وہی طریقہ اور دستور اختیار کرے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے پس اسطرح
عمل کرنا ہے لیکن چاہیے کہ ایک ذرہ اس طریقہ سے تجاوز نکرے اور ہمیشہ اپنے مشائخ کبار کے طریق پر عمل کرتا رہے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

مجلس نہم ۹

۔ دولت پابوس میسر ہوئی شیخ اوحد کرمانی اور شیخ واحد برہان غزنوی اور خواجہ سلیمان عبد الرحمٰن
اور انکے سوا اور چند درویش خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت مین حاضر تھے اور سلوک مین گفتگو ہو رہی تھی آپنے زبان مبارک
سے ارشاد فرمایا کہ سلوک کے مراتب بعض مشائخ نے سو بیان کیے ہین اور کہا ہے کہ انمین سے سترہوان مرتبہ کشف اور
کرامت کے ہین تو جو شخص اس سترہوین مرتبہ مین پہنچا اور اُسنے اپنی کرامت اور کشف کو ظاہر کر دیا پھر وہ شخص
باقی تراسی مرتبونکو کیونکر پہنچ سکتا ہے ہرگز ممکن نہین اسیواسطے سالک کو چاہیے کہ اپنے آپکو اسوقت تک ظاہر
نکرے جبتک پورے سو مرتبہ حاصل نکرلے اسکے بعد فرمایا کہ خواجگان چشت کے خاندان مین بعضون نے سلوک کے
پندرہ مرتبے بیان فرمائے ہین اور فرمایا ہے کہ ان پندرہ مرتبون مین سے پانچوان مرتبہ کشف اور کرامت کا ہے
سو ہمارے خواجگان عظام فرماتے ہین کہ آدمی اپنی کرامت کو ظاہر نکرے جب تک پورے پندرہ مرتبے حاصل کرلے

اگر جاری نہ کرنا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اب سلوک مین کامل ہوچکا ہے اسکے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ کتب سلوک مین لکھا ہی کہ ایکوقت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے پوچھا کہ تم دیدار کی درخواست کیون نہین کرتے تو بعین ہے کہ اگر مانگو تو پاؤ فرمایا کہ مین ایک چیز نہین چاہتا اور وہ یہ ہی کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دولت دیدار کی مانگی تھی انکو میسر نہوئی اور سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ دولت و نعمت بے مانگے مرحمت ہوئی بندہ کو خواہش اور طلب سے کیا کام اگر ہم اسکے لایق اور اسکے اہل ہوگئے ہین تو خود بخود حجاب اٹھا دیے جاینگے اور تجلی الٰہی ظاہر ہوجائیگی تو ہماری خواستگاری کی کیا حاجت ہی۔ اسکے بعد عشق مین گفتگو ہونے لگی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ عاشق کا دل محبت کا آتشکدہ ہی پس جو کچھ اس آتشکدہ (بھٹی) مین پڑتا ہی جلکر خاک اور نابود ہوجاتا ہی کسواسطے کہ کوئی آگ عشق و محبت کی آگ سے بڑھکر نہین ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایک وقت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ مقام قرب مین تشریف لیگئے ہاتف نے آواز دی کہ اے بایزید آج تمہاری خواستگاری اور ہماری بخشش و عطا کا وقت ہے مانگو کیا مانگتے ہو مین تمکو دونگا خواجہ نے فوراً سجدہ مین سر جھکایا اور کہا کہ بندہ کو خواستگاری سے کیا کام۔ بادشاہ کی بخشش و انعام و اکرام جسقدر ہو بندہ اس مین راضی ہی پھر آواز آئی کہ اے بایزید ہمنے تجکو آخرت کی خوبی اور رستگاری عطا کی بایزید نے عرض کیا کہ الٰہی آخرت تو دوستونکا بندی خانہ ہی پھر آواز آئی کہ اے بایزید اچھا ہمنے بہشت اور دوزخ اور عرش اور کرسی جو کچھ ہماری ملک سے تجکو دی عرض کیا خیر پھر ندا آئی کہ اچھا تمہارا کیا مطلب ہے کچھ مانگو تو ہم دین عرض کیا کہ الٰہی جو میرا مطلب ہے وہ تو خود جانتا ہی آواز آئی کہ اے بایزید تو ہمکو ہمسے مانگتا ہی اگر ہم تجکو تجھسے مانگین تو تو کیا کریگا۔ جیسے ہی یہ آواز آئی خواجہ نے قسم کھا کر عرض کی کہ قسم ہی تیری عزت اور جلال کی اگر تو مجکو کل قیامت مین طلب کریگا اور آتش دوزخ کے سامنے کھڑا کریگا تو حاضر ہونگا اور کھڑا ہوکر ایسی آہ سرد کھینچونگا کہ دوزخ کی حرارت زائل ہوجائیگی حتے کہ کچھ نہ رہیگی کیونکہ آتش محبت کے سامنے اُسکی کیا اصل ہے۔ جب بایزید نے یہ فرمایا ندا آئی کہ اے بایزید ہرچہ جستی یافتی۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایک شب رابعہ بصری پر غلبہ شوق و اشتیاق طاری ہوا آپ بیتاب ہوگئین۔ اور چلا چلا کر کہنے لگین کہ الحریق الحریق یعنی ای جلی اے جلی۔ جب یہ آواز اہل بصرہ کے کان مین آئی پانی کے مشک اور ٹھلیان اٹھا اٹھا کر دوڑنے لگے کہ ایسا نہو کہین رابعہ بی بی کا گھر جلجاوے۔ قضاعند اللہ انمین ایک بزرگ بھی تھے فرمانے لگے کہ اے نادانو رابعہ کی آگ دنیا کی آگ نہین بلکہ اسکو آتش عشق نے جلا رکھا ہی وہ اپنے محبوب حقیقی کے آتش شوق و اشتیاق مین جلی جاتی ہی ہمیشہ ضبط کرتی ہے جب ضبط نہین ہوسکتا ناچار آہ و واویلا کرنے لگتی ہے۔ اپنے گھر جاؤ آرام کرو یہ آگ

بغیر وصال محبوب کے نہین بجھے گی۔ اسکے بعد فرمایا کہ منصور حلاج سے پوچھا گیا کہ کمالیت عشق کیا چیز ہے
آپنے فرمایا کمالیت عشق یہ ہے کہ معشوق ظلم وستم کرتا ہے اور عاشق جھیلے جائے اور بدستور قدیم دستور پر قایم رہے۔ اور
رضائے معشوق کا طالب ہو اور اُسکے مشاہدہ مین اسدرجہ مستغرق ہو کہ اگر وہ اسے کھوٹے باندھے مارے جلائے
تو بھی اُسکو مطلق خبر نہو۔ اسکے بعد حضرت خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور یہ شعر پڑھا ؎ خوبرویان چو پردہ برگیرند
عاشقان پیش شان چنین میرند ؛ پھر ارشاد فرمایا کہ شہر بغداد مین ایک عاشق کو تہ بازار پباندھا اور ہزار کوڑے
لگوائے وہ بیچارا جپکا کھڑا مارکھایا کیا۔ لوگون نے اسکا سبب دریافت کیا جواب دیا کہ مین جمال دوست کے
مشاہدہ مین مصروف تھا مجھے مار پیٹ کی کچھ خبر نہین ہوئی اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی
نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک عیار کو بغداد کے بازار مین دیکھا اُسکے ہاتھ پاؤن باندھے
اور قطع کر ڈالے اور وہ مطلق نہ رویا نہ چیخا بلکہ ہنستا رہا۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایسی تکلیف مین ہنسنے
کا کیا موقع ہے جواب دیا کہ مین اسوقت دیدار دوست مین محو تھا مجھے تکلیف نہین معلوم ہوئی خواجہ صاحب یہ فرما کر
رونے لگے اور یہ بیت زبان پر لائے ؎ او بر سر قتل و من بر ویش حیران ؛ کین راندن تیغش چہ نکو مے آید
اسکے بعد اہل سلوک کے بارہ مین گفتگو آئی آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ بایزید بسطامی مناجات مین مشغول تھے ناگاہ
زبان مبارک سے نکلا کَیْفَ الْسُّلُوْکُ اِلَیْکَ ہاتف نے آواز دی یَا اَبَا یَزِیْدُ طَلِّقْ نَفْسَکَ ثَلٰثًا ثُمَّ قُلْ
هُوَ اللّٰہُ یعنی اپنے نفس کو تین طلاق دے پھر میری طلب کر پھر ارشاد فرمایا کہ سالک طریقت کو چاہیئے کہ پہلے دنیا
کو پھر مافیہا کو پھر اپنے نفس کو طلاق دے اسکے بعد راہ سلوک مین قدم رکھے۔ ورنہ جھوٹا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ
ایک بزرگ مناجات مین گڑگڑا کر کہنے لگے کہ الٰہی اگر تو مجھ سے میری عمر کا (جو ستر برس کی ہے) حساب طلب
کریگا تو مین ستر ہزار برس روز الست کا حساب چاہونگا جو کچھ ہو رہا ہے الست بربکم کی وجہ سے ہے شقی وسعید
سب اُسی دن ہو گئے اب اس دار البقا مین عیان ہو رہے ہین۔ ہاتف نے فوراً جواب دیا کہ تمہاری خواہش سے
جواب دیا جاتا ہے مین تمہارے ہفت اندام کے ذرے ذرے کر دونگا اور ہر ذرہ کو دیدار دکھاؤنگا۔ ستر ہزار برس
کا حساب کنارہ رکھدیا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک عارف ہر روز یہ کہا کرتے تھے کہ ہر شخص دنیا مین ایک نہ ایک چیز
کی محبت رکھتا ہے اور ہم کسی چیز کی محبت نہین رکھتے کیونکہ ہم محض اپنے لیئے کچھ نہین چاہتے پس یکبارگی ایزد
آپکو محبت الٰہیہ مین ایسا فنا کیا کہ ان ساتون زمینون سے علیحدہ کر لیا۔ پھر غلبہ شوق مین یہ فرماتے تھے کہ اسنے
چاہا کہ مجکو دیکھے اور مین نے نہین چاہا کہ مین اُسکو دیکھون یعنی بندہ کو خواہش سے کیا کام کیونکہ اسوقت ایک

بزرگ فرماتے تھے کہ ہمنے خواہش کی چیزوں سے جو منہ پھیر اور حضرت تقرب مین قدم دھر اتو ان سب چیزونکو
اپنے سے پہلے وہان حاضر پایا کسواسطے کہ ہمنے جو کچھ چاہا حق تعالیٰ نے اپنی ایک عنایت کریمانہ سے پہلے ہمکو
اس تک پہنچا دیا۔ پھر فرمایا کہ ایک وقت ایک بزرگ فرماتے تھے کہ جب ہم اس جسم سے باہر ہوئے اور عالم غیب مین
داخل ہوئے تو عاشق اور معشوق اور عشق کو ایک ہی دیکھا یعنی عالم توحید مین ایکہی ایک ہر ایک چیز دیکھا ہو ایکہی سی دکھیات کہ
وہ دیکھنے والا اس ایک سے علیحدہ نہین ہی۔ اسکے بعد فرمایا کہ عارف کامل پر جب حال عرفان کا طاری ہوتا ہے
تو سو ہزار مقامات سے گذر جاتا ہے اور ابھی اپنے تئین آگے بڑہاتا جاتا ہی اور اگر ان مقامات سی اپنے آپکو آگے نہ بڑہایا
تو یہی مقام حیرت کا ہی گویا وہ آگے زیادہ نہین پاتا ہی اور ابھی تک وہ کنارہ پر ہی اور اس نے اپنے آپکو ترقی مقامات
عرفان سے ضائع کیا۔ پھر فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تیس برس کا عرصہ گزرتا ہی کہ ہم اسکو
اپنا خدا جانتے تھے اور اب جو دیکھتے ہین تو اسکو ہم اپنا آئینہ پاتے ہین یعنی جو مین تھا وہ مین نرہا اور شرک اور
مابین درمیان سے اٹھ گئی لیکن جبکہ مین خود نرہا تو حق تعالیٰ آپ اپنا آئینہ ہی اور یہ جو مین کہتا ہون کہ وہ آپ اپنا آئینہ ہی یہ مین نہین کہتا بلکہ
وہ آپ اپنی زبان سے کہتا ہی مین کچھ بھی نہین ہون اسکے بعد زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بایزید
بسطامی فرماتے تھے کہ برسون مین مجاہدہ درگاہ جل و علا ربا الا تا اسند م بجز حیرت اور حسرت کے اور کچھ نصیب
مین نہ تھا اور جب حضوری بارگاہ حاصل ہوئی تو یہی دیکھا کہ اسکی درگاہ لاابالی ہی اور زحمت و کلفت کا کہین
نام و نشان نہین۔ اہل دنیا کو دنیاوی امور مین مشغول پایا اور اہل آخرت کو امور اخروی مین اور مدعیونکو دعوی
محض مین اور ارباب تقوی کو تقوی اور پرہیزگاری مین۔ ایک اور گروہ کو اکل و شرب مین اور ایک قوم کو گانے
اور ناچ مین لیکن اس قوم کو جو مقرب بارگاہ اور محرم اسرار الٰہیہ تھی صحرائے حیرت مین گم اور دریائے عجز مین غرق
پایا۔ پھر خواجہ بایزید رحمۃ اللہ نے اسی مقام پر فرمایا کہ مین مدتون خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہا جب مجکو قرب و حضوری
عطا کی گئی اسوقت خود خانہ کعبہ نے میرے گرد طواف کیا پھر یہ فرمایا کہ حالت عاشقی مین ایک رات مین
شدت اضطراب و قلق کے سبب اپنے دلکا اطمینان چاہتا تھا اور اسکے لئے دعا کرتا تھا صبح کے وقت ندا
آئی کہ اے بایزید ہمارے سوا اور چیز کی خواہش کرتا ہے۔ اور دل مانگتا ہی دل سے تجکو کیا کام۔ اسکے بعد اسی
محل مین فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے کہ جہان کہین ہے جو چیز چاہے وہ اسکے آگے حاضر ہو اور جس سے
کچھ کلام کرے وہ اسکو جواب دے لیکن ان عارفون کے مسلک مین وہ شخص عارف نہین ہی کہ کسی چیز کے درپے
اور طالب ہو۔ اسکے بعد فرمایا کہ عارفونکے لئے ایک مرتبہ ہی کہ جب عارف اس مرتبہ مین پہنچتا ہے تو تمام

جہان کو اور جو کچھ کہ تمام جہان میں ہے سبکو درمیان شگاف دو انگلیونکے دیکھتا ہے۔ چنانچہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ نے طریقت مین اپنا سلوک کہانتک پہنچایا ہے فرمایا کہ مین نے یہانتک اپنا سلوک پہنچایا ہے کہ جب مین اپنی دو انگلیونکے درمیان نظر کرتا ہون تو تمام دنیا و مافیہا کو دیکھتا ہون اسکے بعد مرید کیلئے طاعت و عبادت مین حلاوت و لذت پانیکے بارہ مین فرمانے لگے کہ مرید کو طاعت مین حلاوت اسوقت پیدا ہوگی جبکہ اُسکو طاعت مین فرحت و شادمانی حاصل ہونیلگے گی کیونکہ اسوقت مین اُس فرحت مین اُس سے حجاب دور کرئیے جاتے ہین اور مرتبہ تقرب عطا کیا جاتا ہے اُسکے بعد فرمایا کہ کمتر درجہ عارفونکا یہ ہے کہ صفات حق کی اُسمین پیدا ہون۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایک وقت رابعہ بصری رحمہا اللہ نے غلبہ شوق مین مناجات کی کہ الٰہی اگر تمام خلق کے بدلے او عوض مین مَین آتش دوزخ مین جلائی جاؤن اور عذاب کی جاؤن اور اس حالت مین صبر کرون تاہم بوجہ دعوی محبت کے گویا مین نے کچھ بھی نہین کیا اور اگر میری کثرت گناہ باعث مغفرت جملہ خلائق کی ہو تو بھی اس وجہ سے کہ تیری عفو اور رافت و رحمت کے اوصاف بہت بڑے ہین کچھ کام کی بات نہوا سکے بعد فرمایا کہ اہل سلوک کے مذہب مین کسی سے عجب (یعنی نخوت) کرنا گناہ سے بھی بدتر ہے۔ پھر فرمایا کہ کمال درجہ عرفان کا یہ ہے کہ اپنے نور عرفان کا پرتو لوگونکے دلون پر ڈالے یعنی اگر کوئی قوت کرامت اولیا کا منکر ہو اُسکو اپنی قوت کرامت سے مقر اور معترف کر دے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت ہمراہ شیخ احمد کرمانی اور خواجہ عثمان ہارونی رحمہما اللہ کے مین مدینہ منورہ کیطرف جاتا تھا شہر دمشق مین گزر ہوا اور جامع مسجد دمشق کے آگے بارہ ہزار انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزار ہین وہان اکثر لوگونکے حاجات بر آتے ہین ہمنے اُن مزارونکی زیارت کی اور بھی اکثر بزرگونکی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ ایک روز اُسی مسجد مین یہ دعاگو اور شیخ اوحد کرمانی اور خواجہ عثمان ہارونی رحمہما اللہ ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ انکو محمد عارف کہتے تھے بڑے بزرگ اور واصل الی اللہ تھے اور اُنکے پاس اور بھی چند درویش بیٹھے تھے۔ اس بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی کہ جو کوئی کسی بات کا دعوی کرے چاہئیے کہ اُسکو خلق کے درمیان ظاہر کر دے تاکہ لوگ اُسکو جان لین۔ الغرض اسکے بعد خواجہ محمد عارف رحمہ اللہ سے اور ایک شخص سے کچھ بحث ہونے لگی خواجہ محمد عارف فرماتے تھے کہ کل قیامت مین درویشونکے لئے عذر خواہی ہوگی اور وہ معذور رکھے جائینگے اور تونگرونکو حساب دینا ہوگا اور درصورت خلاف اُنپر عذاب کیا جائیگا۔ یہ بات اُس شخص کو

بڑی اور دشوار معلوم ہوئی اُس نے پوچھا کہ یہ بات کس کتاب اور صحیفے مین لکھی ہے۔ خواجہ محمد عارف کو نام کتاب کا یاد تھا مراقبے مین سر جھکایا۔ اسپر اُس شخص نے پھر کہا کہ جب تک آپ مجکو یہ بات کسی کتاب مین نہ دکھلا دینگے ہرگز مین نہ تسلیم کرونگا۔ خواجہ موصوف نے سر اُٹھایا اور جناب کبریائی مین عرض کی کہ جس کتاب یا صحیفے مین یہ بات لکھی ہے اس مرد کے روبرو ظاہر کردے تاکہ یہ دیکھ لے تو فوراً فرشتون کو حکم ہوا کہ وہ صحیفہ جسمین یہ بات ثبت ہے اُس شخص کے سامنے حاضر کردین جب اُس شخص نے اُس صحیفہ مین اس بات کو معلوم کرلیا تو اُٹھکر خواجہ موصوف علیہ الرحمۃ کے قدمون پر سر رکھدیا اور معذرت کی اور کہا کہ مردان خدا کی ایسی ہی شان ہے۔ پس اسوقت یہ بات قرار پائی کہ جتنے لوگ اس مجلس مین اسوقت حاضر ہین سب کچھ نہ کچھ نونہ اپنی کرامت کا ظاہر کرین۔ اور حاضرین کو معائنہ کرائین پس فوراً حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ مصلے کے نیچے لیگئے اور ایک مٹھی سونے کے ٹکڑے نکالکر ایک درویش کو جو وہان موجود تھے دیئے اور فرمایا کہ درویشون کے لئے اسکا حلوا لاؤ۔ جیسے ہی خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کرامت ظاہر کی ویسے ہی شیخ اوحد کرمانی علیہ الرحمۃ نے ایک لکڑی پر جسکے پاس تشریف رکھتے تھے اپنا ہاتھ رکھا وہ لکڑی فوراً بحکم خدا تعالیٰ سے سونے کی ہوگئی۔ اب صرف یہ دعاگو رہا سو بوجہ پاس پیر و مرشد کے ظاہر نکرسکا۔ ناگاہ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ نے اس دعاگو کی طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ تم کسواسطے کچھ نہین کرتے۔ ایک درویش وہان بھوکے بیٹھے تھے اور شرم کے مارے کچھ نہین کہہ سکتے تھے سو فوراً اس دعاگو نے ہاتھ ڈالکر کملی کے نیچے سے جو کی چار روٹیان نکالین اور اُن درویش کے آگے رکھدین خواجہ محمد عارف اور اُن درویش نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ درویش کو جبتک اتنی قوت نہو تو اُسکو درویش نہین کہنا چاہیے اسکے بعد فرمایا کہ ایک بزرگ تھے وہ فرماتے تھے کہ جب مین نے تمام دنیا کو دشمن سمجھ لیا اور مخلوق کے پاس کبھی نہ بیٹھا بلکہ معرفت خدا کو شناسائی خلائق سے مقدم اور محبوب تر جانتا رہا حتے کہ محبت حق کی مجھپر اسقدر غالب ہوئی کہ اپنی ذات کو بھی دشمن سمجھنے لگا۔ اور موت کے ڈر کو بھی دل سے اُٹھادیا۔ اُسوقت روبرو سے حجاب دور کردئے گئے اور لقائے حق ارزانی فرمایا گیا۔ اسکے بعد فرمایا کہ سلوک عارفون مین آیا ہے کہ کل کے روز عاشقون کا ایک گروہ قیامت مین ایسا ہوگا کہ جب اُنکو حکم ہوگا بہشت مین جاؤ تو وہ عرض کرینگے الٰہی ہم بہشت کو کیا کرین۔ بہشت اُنکو عطا فرما جنہون نے بہشت کے لئے تیری پرستش کی ہے اسکے بعد خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جسکو اپنی رضا کیطرف توجہ عطا کی گئی ہو وہ بہشت کو لیکر کیا کریگا۔

پھر اسجگہ خواجہ علیہ الرحمۃ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ اس راہ میں بہت سے
جوانمردونکو بجز عاجزی کے اور نصیب نہوا۔ اور بہت عاجزونکو جوانمردی حاصل ہوگئی۔ اسکے بعد اسی محل میں
فرمایا کہ تمکو گناہ اسقدر مضرت نہیں کرسکتا جسقدر کہ بے عزتی اور بے حرمتی کرنا اپنے بھائی مسلمان کی۔ اسکے
بعد فرمایا کہ ایک بزرگوار تھے کہ بڑے کامل تھے اور واصلان حق میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ دنیا کے لوگ
دنیاوی حالات میں معذور ہیں اور آخرت کے لوگ سرور دوستی حق میں مسرور ہیں اور معرفت والونکے لیئے نور
علے نور ہے اور یہ ایک بہتر ہی کہ اسکو اہل سلوک ہی جانتے ہیں (عبادت اہل معرفت کی پاس انفاس ہے)
اسمقام پر فرمایا کہ عارف جب خاموش ہوتا ہی تو اس سے مراد یہ ہی کہ ساتھ حق کے کلام کرتا ہی۔ اور جب آنکھیں بند
کرتا ہی تو گویا حق کو طلب کرتا ہی اسقدر زائد طلب کہ جبتک حضرت اسرافیل صور نہ پھونکیں گے سر نہ اٹھائیگا۔ اسکے
بعد فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ علامت معرفت حق تعالی کی خلق سے بھاگنا اور خاموش
ہوجانا ہی۔ اسکے بعد فرمایا کہ جو مدعی معرفت حق کا ہی اور اسنے خلق سے علیحدگی نہیں اختیار کی تو اسکو ایسا جانو کہ
اسمیں کچھ بھی قسمت معرفت کی نہیں ہی۔ اسکے بعد اسی محل میں فرمایا کہ عارف وہ شخص ہی جو اپنے دل سے سب چیزونکو
جو کچھ اسمیں ہی نکال ڈالے تاکہ یکتا ہوجائے جیساکہ دوست بھی یکتا ہی تو حق تعالی ایسے عارف سے کوئی چیز دریغ
نہیں کرتا ہی پھر تو یہ عارف دونوں جہان کی بھی ایسی مسرت کے آگے کچھ حقیقت نہیں سمجھتا ہی۔ اسکے بعد
زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ کمالیت عارف کی اپنے آپکو پھونک دینا ہی۔ پھر فرمایا کہ عارف چند روز تک نہایت
ذوق وشوق کے ساتھ اپنے معارف ہر شخص سے بیان کرتا رہتا ہی اور دوست کی معرفت کے کوچہ میں برابر
تگ ودو رکھتا ہی۔ اسیواسطے یہ بات ہی کہ عارف انتہائی مقام عرفان تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اپنے
معارف سابقہ کی یادگار قائم نہیں رکھتا ہی۔ اسکے بعد فرمایا کہ اہل محبت بباعث فرط شوق و اشتیاق کے
فریاد سے اسوقت تک باز نہیں رہ سکتے جب تک کہ مقام وصال محبوب تک نہ پہنچیں کیونکہ عاشق کی
فریاد اسیوقت تک ہے جسوقت تک مشاہدۂ جمال دوست سے دور ہی۔ جب دولت دیدار دوست کی میسر ہوئی پھر
کوئی جائے گفتگو باقی نہیں رہی۔ اسمقام پر یہ بات زبان مبارک پر لائے کہ نہروں میں پانی بہنے کی آواز سنتے
ہو کہ نہر کیسی فریاد کرتی ہے اور دریا میں پہونچی اور اسکو سکون ہوا یہی حال عاشق کا ہی کہ جب معشوق
تک پہنچا پھر اسکو فریاد نہیں رہتی۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ کی زبان مبارک
سے یہ بات سنی ہی کہ خدائے جلشانہ کے چند دوست ایسے ہیں کہ اگر ایک دم بھر بھی دنیا میں اس سے محجوب رہیں تو

نیست و نابود ہو جائیں۔ سو ایسے لوگ مشاغل عبادت کیونکر کر سکتے ہیں۔ اسکے بعد اسی محل میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وقت خواجہ عبید اللہ حنیف رحمہ اللہ سہواً کار دنیا میں مشغول ہو گئے تھے جب یاد آیا کہ یہ خلاف معاہدہ دوست و دوستی کے ہے تو قسم کھائی کہ جب تک دنیا میں زندہ ہوں کبھی ایسا کوئی کام کہ دنیا سے کسیطرحکا علاقہ رکھتا ہے ہرگز نہ کرونگا۔ سو وہ آخر عمر تک پچاس برس جیئے کبھی کسی نے انکو کسی دنیا کے کام میں مشغول نہیں دیکھا۔ پھر اسجگہ دولۃ عشق خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہر صبحکو بعد فراغ نماز و اوراد وغیرہ کے ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر فریاد کیا کرتے تھے کہ ایک روز یہ ندا آئی یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ (ترجمہ) یعنی جسدن کہ اس زمین کو بدل ڈالینگے اور دوسری زمین پیدا کرینگے اسدن یہ فراق وصال سے بدل دیا جائیگا۔ نیز فرمایا کہ ایکوقت خواجہ بایزید رحمہ اللہ صحرائے بسطام میں باوضو نکلے اور عالم ذوق و اشتیاق میں فریاد کرنے لگے وہ فرماتے تھے کہ صحرا میں چاروں طرف میں نظر کرتا تھا تو ہر طرف عشق ہی عشق برستا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ ہر چند میں نے چاہا کہ محیط باران عشق سے باہر ہو جاؤں کسیطرح نہ ہو سکا۔ اسکے بعد فرمایا کہ راہ محبت وہ راہ ہے کہ جسنے اسمیں قدم رکھا وہ گم ہوا حتی کہ اسکا نام و نشان باقی نہیں رہتا ہے۔ پھر زبان مبارک پر لائے کہ اہل عرفان سوائے یاد حق کوئی دوسری بات زبان پر نہیں لاتے ہیں۔ اسکے بعد فرمایا کہ کمتر چیز جو عارفوں پر ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ مال و ملک سے تبرا کرتے ہیں یعنی بریت حاصل کرتے ہیں۔ اس مقام پر خواجہ علیہ الرحمۃ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا حق تو یہ ہے کہ اہل محبت اس محبوب و معشوق حقیقی کی دوستی میں دونوں جہان کو خرچ کر ڈالتے ہیں پھر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ کیا کیا کچھ نہیں کر سکے۔ جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ فوائد تمام کیے محفل برخاست ہوئی اور دعاگو اپنی جگہ پر آیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس دہم۔ روز پنجشنبہ کو دولت پابوس میسر ہوئی بہت سے بزرگ اور اصحاب سلوک حاضر تھے کلام نیک صحبت میں ہو رہا تھا۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلصُّحْبَۃُ تُؤَثِّرُ (ترجمہ) یعنی صحبت اثر کرتی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بد نیکوں کی صحبت میں بیٹھے تو یہ امید ہے کہ نیک ہو جائے اور نیک شخص بدونکی صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جائے اسیواسطے یہ بات ہے کہ جس کسی نے پایا صحبت سے پایا اور جس شخص نے کچھ نعمت پائی نیکوں کی صحبت سے پائی ہے۔ اسجگہ فرمایا کہ اگر کوئی بد چند مدت نیکونکی صحبت میں متواتر رہے تو امید ہے کہ نیکونکی صحبت ضرور اسمیں اثر کرے اور وہی صحبت نیک اسکے لیے نیک نام بر آوری ہو جائے۔ اور اگر کوئی نیک چند روز بدونکی صحبت میں رہیگا یقین ہے کہ ضرور انکی طرف کھچیگا

اور ان جیسا ہو جائیگا۔ اسکے بعد اسی محل میں فرمایا کہ سلوک میں یہ آیا ہے کہ نیک صحبت نیک کام سے بہت بہتر ہے اور بد صحبت بد کام سے نہایت بدتر۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی اسکے عہد میں عراق کی لڑائی میں جب بادشاہ عراق گرفتار ہوا تو اسکو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں حاضر کیا اس سے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو تو تمام ملک تیرا تجھی کو دیدونگا اور تمام عراق کا تو ہی بادشاہ رہیگا۔ اسنے کہا میں اسلام نہ لاونگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِمَّا الاِسلامُ وَ اِمَّا السَّیف (ترجمہ) یعنی یا اسلام قبول کر یا تیری گردن ماری جائیگی۔ پھر بھی اسنے یہی کہا کہ گردن ماریئے اسلام قبول نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیاف یعنی گردن مارنے والے کو آواز دی کہ خنجر لیکر آ سیاف آیا اور اس بادشاہ کی گردن مارنے کو مستعد ہوا وہ بادشاہ اگرچہ اسوقت تک بدکیش تو تھا الا نہایت زیرک دردانا آدمی تھا یہ حال دیکھ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف رُخ کرکے کہا کہ میں پیاسا ہوں حکم دیجئے کہ تھوڑا سا پانی مجھکو پلادیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسیکو کہا کہ اسکو پانی پلادو۔ فوراً ایک شیشے کے گلاس میں پانی لاکے اسکو دیا گیا اسنے اسمیں پانی پینے سے انکار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ بادشاہ ہے اسکو سونے یا چاندی کے گلاس میں پانی دو اس بادشاہ نے اسمیں بھی پانی نہ پیا اور کہا کہ مجھکو پانی مٹی کے آبخورے میں چاہیئے چنانچہ پھر مٹی کے آبخورے میں پانی اسکو دیا گیا تب اسنے آبخورہ ہاتھ میں لیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ مجھسے عہد کریں کہ جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں اسوقت تک میں نہ مارا جاؤں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا میں عہد کرتا ہوں جب تک تو یہ پانی نہ پی لیگا تیری گردن نہ ماری جائیگی۔ تب فوراً اس بادشاہ نے وہ آبخورہ پانی کا دے مارکر پھوڑ ڈالا اور پانی پھینک پھانک دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپنے مجھسے ابھی عہد کیا ہے کہ جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں تب تک نہ مارا جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکی اس کمال دانائی سے نہایت متعجب ہوئے اور یہ فرمایا کہ اچھا میں نے تجھکو امان دی اور تو میرے فلاں یار کے پاس رہاکر۔ وہ صحابی از حد مرد صالح اور زاہد و عابد تھے جب وہ بادشاہ چند روز انکی صحبت میں رہا تو انکی نیک صحبت نے اس بادشاہ میں ایسا اثر کیا کہ تھوڑے دنوں کے بعد اسنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ مجھکو اپنے پاس آنے کی اجازت دیں میں اسلام قبول کرتا ہوں اور آپ سے بیعت کرونگا۔ چنانچہ حضرت نے اسکو اپنے پاس بلالیا اور دعوت اسلام کی اسنے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہوگیا جب وہ مسلمان ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب سلطنت عراق کی میں نے تجھکو عطا کی۔ اسنے جواب دیا

اب ملک میرے کس کام کا ہے مجکو اب حکومت نہین چاہئے صرف وجہ کفاف کیلئے ایک خراب ویران گانون
عراق کے ملک سے دیدیجئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منظور فرمایا اور چند آدمیونکو واسطے تلاش کرنے خراب و
ویران گانون کے ملک عراق کیطرف بھیجا انہون نے جاکر تلاش کیا تو کوئی گانون خراب ویران نہین پایا
آکر حضرت سے عرض کیا حضرت نے اس بادشاہ سے سب حال بیان کیا کہ ملک عراق مین کوئی خراب و ویران
گانون نہین ہے۔ بادشاہ عراق نے کہا کہ مجکو کوئی گانون درکار نہین ہے صرف مقصد میرا یہی تھا کہ آپ پر
یہ امر ظاہر کردون کہ ملک عراق ایسا آبادان اور معمور مین نے آپکو سپرد کیا ہے۔ اگر اسکے بعد کوئی گانون
تباہ یا ویران ہوجائے تو کل قیامت مین مین بری الذمہ ہون خدا کے روبرو اسکا جواب آپکو دینا ہوگا
یہ بات سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ یہ بادشاہ کیسا صاحب کیاست اور دانا
آدمی ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ کی زبانی مین نے سنا ہے کہ انسے سوال کیا گیا کہ آدمی
فقیری کے نام کا کب مستحق ہوسکتا ہے یعنی کب فقیر کہلایا جاسکتا ہے۔ فرمایا کہ اسوقت آدمی فقیر کہلایا جاسکتا ہے
جبکہ اسکے بائین ہاتھ کیطرف کا فرشتہ یعنی بدیان لکھنے والا فرشتہ آٹھ برس تک کچھ نہ لکھے یعنی کوئی بدی
اس مدت مین اس سے سرزد نہو۔ اسکے بعد گفتگو درویشی مین ہونے لگی کہ درویشی یہ ہے کہ اپنے پاس کا ہر شخص
آنے والا کبھی محروم نہ جائے اگر بھوکا ہو تو اسکو پیٹ بھر کھلا دے اگر برہنہ ہو تو اسکو نفیس جامہ پہنا دے
اگر حاجتمند ہو تو اسکی حاجت روا کرے۔ غرضکہ کسی حال مین محروم نہ جانے دے اور اسکے حال کا پرسان
رہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ یہ دعاگو اور خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ اور ایک اور فقیر مسافر تھے کہ
اتفاقاً شیخ بہاء الدین بختیار اوشی کے یہان گزر ہوا۔ بڑے مرد بزرگ اور شاغل و واصل تھے۔ انکی خانقاہ
مین ہمیشہ یہ رسم تھی کہ جو کوئی وہان آتا محروم نہ جاتا۔ اگر بھوکا ہوتا تو کھانا کھلاتے اور ننگا ہوتا اپنا نفیس
جامہ اسکو اتار دیتے۔ ہنوز یہ انہین دیکھتے کہ اور بہت سے جامے عالم غیب سے انکے لئے آجاتے تھے۔ الغرض
چندروز ہم انکی خدمت مین رہے۔ چلتے وقت ان درویش نے ایک نصیحت فرمائی۔ وہ یہ ہے کہ اے درویش
جو کچھ تجکو دنیا مین پیدا ہو اسکو راہ خدا مین دے ڈال ہرگز ایک پیسہ اپنے پاس نہ رکھ اور بندگان خدا کو ہمیشہ
کھانا کھلوایا کر تو ایک دوستان خدا مین سے ہوجاویگا۔ پھر فرمایا کہ اے درویش جس کسی نے جو کچھ
نعمت پائی ہے اسی سے پائی ہے اسکے بعد اسی محل مین یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش تھے
از حد مسکین لیکن انکی یہ عادت تھی کہ جو کچھ انکو کھانے وغیرہ سے فتوح ہوتی سب درویشونکو بانٹ دیتے

تھے اور کچھ آنے جانے والونکے لیئے بھی رکھ چھوڑتے چنانچہ ایک وقت دو فقیر صاحب ولایت انکے پاس عین
وقت پر پہونچے اور پانی مانگا وہ درویش گھر مین گئے اور جو کی دو روٹیان کہ اُسوقت یہی موجود تھین اور ایک
کوزہ پانی کا لا کے اُنکے روبرو حاضر کیا وہ دونون فقیر اُسوقت بھوکے بھی تھے وہ دونون روٹیان کھائین اور
پانی پیا اور ایک نے دوسرے کیطرف دیکھا کہ اس درویش نے تو اپنا کام کیا ہمکو بھی کچھ کرنا چاہیئے ایک نے کہا کہ کچھ
اشرفیان اسکو دین دوسرے نے کہا نہین کیونکہ دنیا کی محبت کے سبب یہ شخص ضلالت مین پڑجاویگا اور کہا کہ درویش لوگ
تو بخشنے والے ہین ہمنے دنیا مع آخرت دی۔ سو انکے لیئے دعا کی اور چلے گئے۔ آخر کو اُن فقیرونکی دعا کی برکت کے سبب سے
اُن درویش کا ایسا حال کامل ہوگیا کہ جو بعد اُن درویش کے باورچی خانہ مین ہزار من کھانا ہر وقت موجود رہتا اور
وہ درویش ہمیشہ خلق خدا کو کھلایا کرتے تھے۔ اسکے بعد اہل محبت کے بارہ مین کلام ہونے لگا فرمایا کہ اہل محبت وہ گروہ
ہین کہ اُنکے اور حق کے درمیان مین کچھ حجاب نہین ہو اسکے بعد فرمایا کہ مجکو یاد ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی
رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ارباب محبت سواے یار کے اور کسی چیز کے ساتھ اُنس نہین کرتے ہین بلکہ سب چیزون سے
ہمیشہ علیحدہ اور متوحش رہتے ہین۔ اور جو کوئی دلدادہ دوست ہے اگر سبکو اُٹھتا ہے تو اسکو رات کی کچھ خبر نہین ہوتی
اور جب رات ہوتی ہے تو دن کی۔ پھر فرمایا کہ تمام جہان کی چیزون سے عزیز تر تین چیزین ہین۔ اول وہ عالم کہ بات
اپنے علم سے اسکے موافق کہے۔ دوسرے وہ شخص کہ اسکو طمع نہو۔ تیسرے وہ عارف کہ ہمیشہ اپنے دوست کی تعریف
اور توصیف کرتا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایکوقت خواجہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ مسجد گری مین چند اصحاب طریقت کے
سامنے بیٹھے تھے اور محبت کی باتین کر رہے تھے اسی اثنا مین ایک صوفی نے اُس مجلس مین سے یہ سوال کیا کہ صوفی
اور عارف کسکو کہتے ہین۔ خواجہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صوفیون اور عارفون کا وہ گروہ ہے جسکا دل
کدورت بشریت سے پاک ہو اور خواہشون اور حب دنیا سے آزاد ہو۔ اور تمام مخلوقات سے جدا ہو کے محض خالق کو اختیار
کرے۔ اور دوست حقیقی کے سوا سب سے دور بھاگتا ہے۔ پس یہ لوگ جب ایسے ہوجاتے ہین تو درجہ اعلےٰ مین پہونچکے
حق کے ساتھ واصل ہوجاتے ہین اُسوقت وہ لوگ مملوک اور غلام اور بندہ نہین رہتے۔ بلکہ عین مالک ہوجاتے ہین
اسجگہ خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تصوف نہ رسمین ہین جنکی عام پابندی ہوسکے اور نہ کچھ علوم ہین جنکا پڑھکے
حاصل کرنا آسان ہو بلکہ نفائس اہل محبت اور مشائخ طبقات کے نزدیک تصوف اخلاق خدا کے ساتھ متخلق ہونے
کا نام ہے جیسا کہ اصحاب طریقت کا فرمان ہے کہ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ یعنی خلائق کے ساتھ اُن اخلاق کے
موافق برتاؤ کرو جن اخلاق کے ساتھ خدا تعالیٰ کا برتاؤ ہے۔ تو ایسا اخلاق نہ تو پابندی رسوم سے حاصل

ہو سکتے ہیں اور نہ کسب علوم سے۔ بلکہ محبت اور ریاضت کے باعث عطا کیئے جاتے ہیں۔ اسی محل میں فرمایا کہ اگر یوں سوال کیا جائے کہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ (ترجمہ) یعنی آیا کون شخص ہے کہ جسکا دل اللہ نے کھولدیا تو اسکے جواب میں یہ کہنا چاہیئے کہ وہ عارف ہے جسکی نظر عالم وحدانیت وجلال ربوبیت پر پڑی۔ پھر وہ اس عالم شہادت وعالم مثال سے یکسو اور علیحدہ ہو گیا اور اسطرف سے آنکھیں اسنے بند کرلیں تاکہ سوای اسی واحد جل جلالہ کے اور کسیکی طرف نظر نہ کرے۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایکوقت بخارا کی طرف میں مسافر تھا ایک بزرگ کو دیکھا کہ ازحد ذاکر وشاغل حالت استغراق میں تھے لیکن نابینا۔ میں نے اُنسے پوچھا کہ اے خواجہ کتنی مدت ہوئی کہ آپ نابینا ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اسکا حال ایسا ہوا کہ جب مقام دوستی میں میں پہنچا۔ اور دوستی میں کمالیت کے مرتبے سے فائز ہوا اور میری نظر صرف وحدانیت اور جلال اور عظمت ہی پر پڑنے لگی اُسوقت ایک روز کہیں میری نظر ایک چیز پر پڑ گئی ہاتف سے ندا آئی کہ اے مدعی تو دعوی ہماری محبت کا کرتا ہے اور نظر سوائے ہمارے غیر کیطرف ڈالتا ہے جیسے ہی میں نے یہ آواز سُنی مارے شرم کے عرق عرق ہو گیا پھر میں نے مناجات کی کہ الٰہی جو آنکھ دوست کے سوا اور کسیطرف دیکھے اندھی بہتر۔ یہ مناجات میں نے ختم نہیں کی تھی کہ میری دونوں آنکھیں اسیوقت اندھی ہو گئیں۔ اسکے بعد فرمایا کہ ایک بزرگ تھے بڑے صاحب طریقت وہ متواتر سجدے کرتے تھے اور مناجات میں یہ دعا کرتے تھے کہ الٰہی قیامت میں مجکو نابینا اُٹھائیو۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ یہ کیسی دعا مانگا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جس شخص نے دوست کو دیکھا ہو اُسکو چاہیئے کہ قیامت میں دوسرے کیطرف نظر نہ کرے۔ کیونکہ یہ دوستداری سے بالکل خلاف ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ جہان میں سب سے بڑھ کے یہ بات ہے کہ درویش درویشوں سے باہم ملکے بیٹھیں۔ اور اپنے اپنے دل کی باتیں ایکدوسرے سے آپس میں صاف صاف کہیں اور بدتر یہ بات ہے کہ درویش درویشوں سے جدا جدا رہیں کیونکہ یہ بات درویشوں کے لیئے خاصکر بڑے عار و ننگ کی ہے جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ فوائد تمام کیئے سب لوگ اور دعاگو مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور خواجہ ذکر میں مشغول ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

مجلس ۱۱ یازدہم۔ چہارشنبہ کے روز دولت پابوس حاصل ہوئی۔ مولانا بہاء الدین صاحب تفسیر اور شیخ اوحد کرمانی اور چند نفر درویش حاضر تھے۔ عارفوں کے توکل کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ توکل عارفوں کا یہ ہے کہ انکا بھروسہ سوائے خدا تعالیٰ کے دوسرے پر نہو۔ اور کسیطرف التفات نہ بجگہ فرمایا کہ حقیقت میں توکل یہ ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس

آئے اور کہا کہ آپکو کسی قسم کی کچھ حاجت ہو تو فرمایئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت نہیں ہے کیونکہ ہمارا خدا ہمارے حال سے خوب واقف ہے اور وہ ہمارے حالات اور حاجات کا ہر آن ناظر ہے ہماری کوئی حاجت اُس سے چھپی نہیں ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ سبکو حقائق توکل میں اتفاق ہے کہ اگر ارباب توکل کو عین غلبات شوق میں ذرہ ذرہ کر ڈالیں بوجہ اسکے کہ انکی نظر سوائے خدا کے اور کسیطرف نہیں ہوتی ہے مطلق انکو درد والم محسوس نہو۔ بلکہ انکو خبر تک نہو کہ ہمپر کیا گزرتی ہے اسکے بعد فرمایا کہ توکل عارفوں کا یہ ہے کہ ہمیشہ عالم حیرت اور حالت سکر میں رہیں۔ اسکے بعد فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عارف متوکل کون ہے فرمایا جو شخص ان تین چیزوں سے اپنے دل کو علیحدہ و یکسو کرلے۔ اوّل علم ہر دو ۔ دوسرے عمل ۔ تیسرے خلق سے یعنی جو شخص ان تینوں سے اپنے دل کے علاقہ کو کاٹ ڈالے تب عالم توکل میں ثابت قدم ہوسکے گا۔ اسجگہ علامات عارف سے سوال کیا گیا تو جواب دیا گیا کہ عارف وہ ہے کہ راہ عشق میں قدم رکھے سوائے خدا کے اور کسیطرف نظر نکرے۔ اسکے بعد فرمایا کہ توحید کے چند مقام ہیں وحدہٗ ہنا جاہلوں سے چھوڑ دینا باطلوں کو۔ دور بھاگنا متکبروں سے۔ اور پہچاننا محبوب کو۔ کثرت کرنا خیرات میں۔ درست اور خوب ٹھیک کرنا توبہ کا۔ ہمیشہ لازم پکڑنا توبہ کو۔ سعی کرنا دفع مظالم خلق اللہ میں جہاد کفار میں حصول غنیمت اور وصول ثواب اور اجر کثیر کے لیئے کوشش کرنا۔ اسجگہ فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام آدمیوں میں ضعیف تر وہ شخص ہے کہ عاجز ہو اپنی شہوت و خواہش کے روکنے میں اور تمام آدمیوں میں قوی تر وہ شخص ہے کہ قادر ہو اپنی شہوت اور خواہشوں کے ترک کرنے میں۔ اسکے بعد فرمایا کہ عارف کو تین رکنوں کی پابندی لازم ہے۔ اور وہی عارف ہے جسمیں یہ تینوں رکن پائے جائیں۔ اوّل ہیبت۔ دوم تعظیم۔ سوم حیا۔ اسکے بعد فرمایا کہ راہ سلوک طریقت میں قائم ہونیکے لیئے دو چیزیں کافی ہیں۔ ایک بندگی حق جل وعلا کی دوسرے اُسکے فرمان کی تعظیم۔ پھر فرمایا کہ ایک روز شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ شوق بڑھکے ہے یا محبت تو جواب میں فرمایا کہ محبت کیونکہ شوق تعدد سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ جب غیب سے آواز عصیٰ آدمؑ عالم ارواح میں بلند ہوئی تو تمام چیزیں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بہت کڑھیں اور روئیں۔ لیکن سونا اور چاندی کہ یہ نہیں کڑھے اور روئے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے سونے چاندی تم آدم پر کیوں نہیں روئے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اسواسطے نہیں روتے اور رنج نہیں کرتے کہ انہوں نے تیرا گناہ کیا اور کہا نہ مانا حقتعالیٰ نے

فرمایا کہ ہمنے تمہاری اور جو کچھ تمسے بنے اُسکی قیمت بڑھاوی۔ اور ہم بنی آدم کے ہاتھوں پر تمہاری قدر و
قیمت آشکارا کرینگے اور تمہارا خادم انکو بنا دینگے۔ اسکے بعد فرمایا کہ جو دعوی مملکت اور ملکیت کا کرتا ہی مرتبہ
محبت سے گر جاتا ہی اسکے بعد فرمایا کہ کل محبتوں سے محبت مولیٰ خاص ہی۔ اسجگہ فرمایا کہ ایک عاشق مولیٰ کو مین نے
دیکھا کہ وہ مناجات مین یہ فرماتے تھے کہ الٰہی جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہی وہ اُسکی راحت چاہتا ہی اور تو دعوی
محبت مین جسکو دوست رکھتا ہی اسکے سر پر بلائین ڈالتا ہے اسکے بعد فرمایا کہ درمیان ارباب سلوک کے
توبۂ نصوح یعنی واثق توبہ تین چیزون سے پیدا ہوتی ہی۔ اول کم کھانا بہ نیت روزہ۔ دوسرے کم کلام کرنا بغرض ذکر
محبوب کے تیسرے کم سونا واسطے عبادت اور نماز کے۔ اسجگہ فرمایا کہ کمال ایمان کا تین چیزون سے ہی۔ اول
خوف دوم رجا یعنی امید رکھنا سوم محبت۔ خوف کی وجہ سے ترک گناہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہی کیونکہ خوف زدہ
گناہ سے خوف کرتا رہتا ہی تاکہ آتش دوزخ سے نجات پائے اور رجا کے باعث طاعت اور عبادت مین انسان
ہمیشہ سرگرم رہتا ہی کیونکہ امیدوار فرمانبرداری مین بہت ہی کوشش کرتا ہی تاکہ نعمای جنت سے کامیاب ہو
اور محبت کے ذریعہ سے مکروہات اور بلیات کی برداشت کرنا گران نہین ہوتا کیونکہ محب اپنے محبوب کے جور و جفا اٹھانے
مین بڑا حریص ہوتا ہی تاکہ منصب رضا کا اُسکو حاصل ہو۔ پھر فرمایا کہ محب ثابت وہ ہی کہ سوا ہی ذکر مولے کے اور کسی
چیز کو کبھی دوست نہ رکھے جب خواجہ ادام اللہ تقواہ اس بیان تک پہونچے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اب
ہم ایسی جگہ سفر کرینگے کہ وہین ہمارا مدفن ہوگا۔ یعنی فرمایا کہ مین اجمیر جاؤنگا۔ پھر ہر ایک کو حضور نے رخصت فرمایا
اور اس دعاگو سے ارشاد ہوا کہ تم ہمارے ساتھ چلو چنانچہ دو مہینے مین حضور کا ہمرکاب رہا اور اجمیر پہونچا یہان اجمیر
اور اکثر بلاد ہند مین ہندؤونکی حکومت اور سلطنت تھی اور راجہ پتھورا زندہ تھا۔ اور اجمیر مین اسلام بالکل نہ تھا۔
جب قدم مبارک خواجہ ادام اللہ کے یہان آئے تو اسقدر اسلام پھیلا اور اسلام نے عروج پایا جسکی کچھ حد و نہایت
نہین۔ الحمد للہ علےٰ ذلک۔

مجلس دوازدہم۔ یہی آخری مجلس تھی پنجشنبہ کے روز دولت پابوس حاصل ہوئی۔ تمام درویش اور
عزیز اور اہل صفا اور کل مرید کہ ہمراہ تھے سب اُسوقت خدمت بابرکت مین حاضر تھے موت کے بارہ مین
گفتگو ہو رہی تھی فرمایا کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (ترجمہ) یعنی موت پل ہی کہ دوست کے
دوست تک پہونچنے کی راہ فراخ کر دیتا ہی۔ اسجگہ فرمایا کہ دوستی یہ ہی کہ دل سے اُسکو یاد رکھے نہ زبان سے
اور یہ کہ سوا ہی دوست کے سبکی باتین ترک کر دے اسکے بعد فرمایا کہ دل خاصکر اسواسطے پیدا کیا گیا ہی تاکہ

عشق کے گھومے اور طواف کرے۔ پھر فرمایا کہ کتاب مجید یعنی قرآن حمید میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے اے بندے جب میرا ذکر تجھ پر غلبہ کرتا ہے اور تو میرے سوا کسیکو نہیں یاد کرتا ہی تو میں تجھ پر عاشق ہوتا ہوں اور ضرب کے عشق کے یہ معنے ہیں کہ وہ محبت کرنے لگتا ہے۔ بعد اسکے پھر فرمایا کہ عارف بمنزلہ آفتاب کے ہے کہ تمام عالم پر چمکتا ہے اور عارف ہی کی ہستی سے تمام عالم میں روشنی ہے۔ ورنہ یہ سب جہان تیرہ و تار ہو جائے۔ جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ فوائد تمام کئے رونے اور فرمایا کہ اے درویش میں جو اسجگہ لایا گیا ہوں اسلئے کہ میں یہیں دفن ہونگا اور چند روز بعد میں اس جہان سے سفر کر جاؤنگا۔ شیخ علی سنجری علیہ الرحمۃ کو حکم فرمایا کہ دہلی جانے کے لئے فرمان لکھیں اور فرمایا کہ خلافت اور سجادہ قطب الدین بختیار اوشی کو پہنے دیا اور دہلی انکے لئے مقام مقرر کیا۔ اسکے بعد جب فرمان لکھکر تمام ہوا تو اس دعاگو کے ہاتھ میں دیا۔ دعاگو نے زمین پر سر رکھا تو فرمایا کہ آگے آؤ۔ میں نزدیک حاضر ہوا تو کلاہ مع دستار مبارک بندے کے سر پر رکھ کے حضرت شیخ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ کا عصا مرحمت فرمایا اور خرقہ مبارک بھی دست مبارک سے فقیر کو پہنایا۔ اور قرآن مجید اور مصلا اور نعلین پاک بھی عطا کیں اور فرمایا کہ یہ امانت ہی جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم سے بذریعہ خواجگان مرحوم کے ہمکو ملی تھی اب ہم یہ امانت تمہاری سپرد کرتے ہیں چاہیئے کہ جیسے ہم اور تمام خواجگان علیہ الرحمۃ اسکا حق اور عظمت اور احتیاط بجالائے ہیں تم بھی اسکا حق بجالاؤ تاکہ کل قیامت میں ہم روبرو حضرت خواجگان علیہ الرحمۃ کے اور روبرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم کے شرمندہ نہوں اور تم بھی خجلت زدہ نہو دعاگو سر وقد تسلیم بجالایا اور شکرانہ کا دوگانہ ادا کیا اور دعا مانگی حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ والغفران نے دعاگو کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کیطرف سر اٹھا کے فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا تعالےٰ کے سپرد کیا اور منزلگاہ عزت تک پہنچا دیا۔ اسیوقت یہ بھی فرمایا کہ چار چیزیں گوہر اور اصل الاصول فقر کے ہیں۔ اوّل وہ درویش کہ درویشی میں توانگری کرے دوسرے وہ بھوکا کہ سیر رہے اور صبر کرے۔ تیسرے وہ غمگین کہ حالت غم میں شادمانی کرے چوتھے وہ شخص کہ کوئی اسکے ساتھ کیسی ہی دشمنی کرے وہ دوستی کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ارباب محبت کا ایسا مرتبہ ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ رات کو نماز پڑھی تھی تو جواب دے کہ مجکو اتنی فراغت طواف ملکوت سے نہ تھی۔ میں وہاں گھوم رہا تھا اور جہاں کہیں کوئی افتادہ اور درماندہ پایا اسکی دستگیری کرتا تھا

جب حضرت خواجہ ادام اللہ تقواہ نے یہ فوائد تمام فرمائے اسوقت دعاگو یہ چاہتا تھا کہ قدمون پر سر رکھے
کہ حضور نے فاتحہ پڑہی اور فرمایا کہ جاؤ فی امان اللہ۔ جہان جاؤ اور جہان رہو مرد راہ رہو۔ والسّلام
دعاگو تسلیم بجالایا اور رخصت ہوا بعد طے مسافت دہلی مین حاضر ہوا۔ اور وہین سکونت اختیار کی
چنانچہ چند ہی روز مین تمام عالم نے دعاگو کیطرف رجوع کی اور استفاضہ کیا۔ چالیس روز نزول دہلی
سے دعاگو کو نہین گزرے تھے کہ قاصد آیا اور یہ خبر لایا کہ بعد تمہارے روانہ ہونے کے بیس روز تک حضرت
خواجہ علیہ الرحمۃ والغفران بقید حیات رہے اسکے بعد رحمت حق کے ساتھ واصل ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَ
اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اس دعاگو کو اسکا از حد رنج اور قلق ہوا اُسی رات اُسی صدمہ مین دعاگو کو
مصلے پر کسیقدر غنودگی آگئی تو جمال جہان آرا حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ والغفران کا دیکھا کہ نیچے عرش
معلے کے کھڑے ہین۔ دعاگو نے قدمون پر سر رکھکے عرض کیا اور وہان کا حال استفسار کیا
فرمایا کہ خدا تعالٰے نے مجکو بخشدیا۔ اور کروبیان ساکنان عرش کے قریب میرا مقام مقرر فرمایا اور
حکم ہوا کہ یہین رہا کرو وہ علوم و فوائد سلوک یہ ہین جنکو اس مجموعہ مین مین نے جمع کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

تمّت

ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مسمیٰ بہ فوائد السالکین مرتبہ حضرت خواجہ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ گنجینۂ اسرار الٰہی اور خزینۂ انوار نامتناہی ہے جو لفظ دربار گہر نثار ملک المشائخ سلطان الطریقہ برہان الحقیقہ رئیس السالکین امام العالمین سراج الاولیا، تاج الاصفیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی ادام اللہ تعالیٰ بقاءہ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں وہ اس مجموعہ میں کہ اسکا نام فوائد السالکین ہے دعاگو فقیر حقیر بندہ درویشاں بلکہ خاک قدم ایشان اضعف العباد فرید مسعود اجودھنی کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔

مجلس اول - ماہ رمضان المبارک ۵۸۴ھ کو جب اس دعاگو نے دولت پابوسی حاصل کی تو حضور نے اسیوقت کلاہ چہار ترکی میرے سر پر رکھی اور بہت سی شفقت فرمائی اس دن میں اور قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علاؤ الدین کرمانی سید نور الدین غزنوی۔ شیخ نظام الدین ابو المویّد۔ مولانا شمس الدین ترک خواجہ محمود موزہ دوز اور دیگر عزیز بھی حاضر خدمت تھے کہ اولیاء اللہ کی کشف کرامات کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تعالیٰ بقاءہ۔ یہ لفظ مبارک زبان پر لائے کہ شیخ کو اسقدر قوت قلبی اور تصیح خاطر ہونی چاہیئے کہ جسوقت کوئی بیعت کو آئے تو وہ شیخ پہلے اپنی نظر باطن سے اسکے سینہ کو جو دنیا کی آلودگی سے سیاہ ہو رہا ہے صاف کردے تاکہ پھر کوئی کدورت اور میل مٹی اور دغا و فریب حسد اور بخش اور دنیا کی آلائش کی کوئی چیز اُسکے سینہ میں باقی نہ رہے پھر اسکا ہاتھ پکڑے اور خدا تک پہنچائے اگر اسقدر قوت پیر میں نہیں ہے تو یقین جان لو کہ پیر و مرید دونوں گمراہ ہیں اور دونوں گمراہی کے جنگل میں ٹامک ٹوئیے مارتے پھر رہے ہیں پھر اسی وقت اور اسی محل پر یہ فرمایا کہ اسرار العارفین میں خواجہ ابوبکر شبلی لکھتے ہیں کہ میں ایکدفعہ بدخشاں کا سفر کر رہا تھا اس اثنا میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ اُسکی بزرگی کے اوصاف میری تحریر و تقریر سے باہر ہیں میں نے سلام کیا اُسنے بعد جواب سلام مجکو اپنے پاس بٹھایا پھر میں کئی روز تک اُسکی خدمت میں رہا اور یہ حال دیکھتا رہا کہ شام کو افطار کے وقت عالم غیب سے دو روٹیاں آئیں اُن میں سے ایک مجکو ملتی اور ایک وہ

بنکر آپ کماتے ایکدن اُس بزرگ نے والی شہر کو بلا کر فرمایا کہ ہمارے لیئے دو خانقاہین تیار کر اُسنے اُنکے حکم کی تعمیل کی اور چند روز مین خانقاہین تیار کرا دین۔ پھر اُس بزرگ کی خدمت مین آکر اُنکی تیاری کی خبر دی اُس بزرگ نے فرمایا اچھا ہر روز ایک غلام بازار سے خرید کر لا دو چنانچہ ہر روز لایا جاتا اور وہ بزرگ اسکا ہاتھ پکڑکر خانقاہ مین لیجاتا اور سجادہ پر بٹھا کر فرماتا کہ مینے تجکو خدا پر سونپا اسطرح سب خانقاہین آباد ہو گئین اور اُنکو یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ پانی پر بلا تکلف چلے جاتے اور جسکے لیئے وہ جو کچھ کہدیتے وہی ہو کر رہتا مجکو اُن کے اُن حالات سے بہت حیرت ہوئی اور سخت تعجب معلوم ہوا تو اُس بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ اے شبلی تو کیا تعجب کر رہا ہی صاحب سجادہ وہی ہی کہ جسکا ہاتھ پکڑے صاحب سجادہ بنا دے اور جسمین یہ قوت نہین وہ شیخ ہی نہین ہی بلکہ وہ اہل سلوک مین مدعی اور کاذب ہی۔ پھر فرمایا کہ اہل سلوک اپنے حالات مین لکھتے ہین کہ مرد کی کمالیت چار چیز سے پیدا ہوتی ہی اوّل کم سونا دوسرے کم بولنا تیسرے کم کھانا چوتھے خلق مین کم بیٹھنا پھر فرمایا کہ غزنین مین ایک درویش صاحب تجرید تھا جو کچھ اُسکو دن مین فتوح ہوتا سب دے ڈالتا رات تک اپنے پاس کچھ نہ رکھتا اگر رات کو کچھ آتا تو دن مین اپنے پاس نہ رکھتا سب دے ڈالتا جو اُسکے پاس آتا خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا درویش ہو یا غنی کوئی خالی ہاتھ نہ جاتا چنانچہ اگر کوئی برہنہ آتا تو اپنے اچھے کپڑے اُتار کر اُسکو پہنا دیتا وہ درویش ایسا سخی اور صاحب نعمت تھا مین اور وہ ایک عرصہ تک ایک جگہ رہے ایکدن وہ درویش مجھ سے کہنے لگا کہ مین نے چالیس سال تک مجاہدہ کیا اور شب و روز طاعت مین مصروف رہا مگر مجکو کوئی نور اور روشنائی اپنے مین اسقدر نہ دکھلائی دے جسقدر کہ ان چار چیزون سے حاصل ہوئی (جنکا ذکر ابھی کیا گیا ہے) اور مجکو اسدرجہ روشنائی حاصل ہوئی ہی کہ اگر آسمان پر نظر بھر کر دیکھتا ہون تو عرش تک صاف نظر آتا ہی اور کوئی حجاب حائل نہین ہوتا۔ اور جب زمین پر نظر ڈالتا ہون تو تحت الثریٰ تک سب معلوم ہو جاتا ہے اسکی برکت سے آج تیس برس ہو نے آئے کہ لب بستہ کیئے بیٹھا ہون۔ یہ حکایت فرما کر حضور نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے درویش جبتک تو کم نہ کھائیگا اور کم بات چیت نہ کریگا اور کم نہ سوئیگا اور کم خلائق کی صحبت نہ اختیار کریگا ہرگز جو ہر درویشی تجھ مین پیدا نہ ہوگا۔ درویشونکا وہ گروہ ہے کہ جس نے اپنے اوپر خواب کو حرام کر دیا ہے اور بات کہنے سے زبان گونگی بنالی ہے اور کھانے کے لیئے گماس پات بنا سپتی مقرر کی ہو اور خلق کی صحبت کو نفی سانپ سے زیادہ جانا ہے جب وہ قرب کے مرتبے کو پہنچتے ہین پھر فرمایا کہ اگر درویش اچھا کپڑا اس غرض سے پہنے کہ لوگونکی نظر اسپر پڑے اور نمود پائی جاوے تو جان لو کہ وہ درویش نہین ہی راہ سلوک کا ٹھگ ہے

اور جو درویش کہ خواہش نفسانی سے کھانا کھاتا ہے اور شکم سیر ہو کے کھاتا ہے وہ بھی درویش نہیں ہے
بلکہ مرید طریق ہے یعنی راہ سلوک سے نکالا ہوا ہے۔ اور جو درویش کہ بہت سوتا ہے وہ بھی درویش نہیں
بلکہ راہ سلوک کا وہ بھی مدعی اور جھوٹا اور خود پرست ہے اور جو خلق کی صحبت سے نہیں بچتا وہ بھی ایسا ہی ہے
اے درویش ان نعمتوں کی برابر ایک بھی نعمت نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ مین دریائی سفر مین تھا کہ مین نے
ایک درویش کو دیکھا کہ وہ بہت ہی بزرگ اور صاحب نعمت تھا کثرت مجاہدہ سے اسکا ہڈی سے چمڑا لگ گیا تھا مگر
یہ اسکی رسم تھی کہ جب وہ چاشت کی نماز سے فارغ پاتا تو دستر خوان اسکے آگے بچھایا جاتا اور ہزار کے قریب
تمہینا کھانا چنا جاتا چاشت سے لیکر نماز ظہر کے وقت تک جو اسکے پاس آتا اسکو کھانا کھلاتا اور آپ روزہ رکھتا اور
جو ننگا آتا حجرہ مین ہاتھ ڈالتا اور کپڑے نکالکر اسکو دیتا غرضکہ اسوقت سے اسوقت تک برابر تقسیم کرتا اور کچھ اپنے
پاس نہ رکھتا پھر فرماتا کہ جسکو جس چیز کی حاجت یا ضرورت ہو میرے پاس آئے پھر جو کوئی آتا مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالتا
جو کچھ اسکے ہاتھ مین آتا اسکو دیتا یہ کیفیت دیکھکر یہ دعاگو بھی چند روز اسکی خدمت مین حاضر رہا شام کے وقت
افطاری کے لیئے چار خرمے عالم غیب سے اترتے دو مجکو دیتا اور دو آپ کھاتا اور فرماتا کہ درویش جب تک کم نہ کھائے
اور خلق کی صحبت سے نہ بچے یعنی گوشہ نشینی نہ اختیار کرے اور کم نہ سوے حاشا وکلا کبھی وہ مقام مراد پر نہیں
پہونچیگا۔ پھر اسی کی مثل حضور نے یہ ایک اور حکایت فرمائی کہ حضرت عیسے علیہ السلام جبکہ چوتھے آسمان پر
پہونچے تو حکم ہوا کہ اسکو وہین رکھو اسکے پاس ابھی آلایش دنیا باقی ہے حضرت عیسے بہت متعجب ہو کر دیکھنے لگے کہ میرے
پاس دنیا کی آلایش کی کیا چیز ہے دیکھا تو ایک سوئی اور ایک کاسہ چوبی پایا عرض کیا خداوندا اسکو کیا کرون فرمان
ہوا کہ تو نے خود اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری تجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ اسکو وہین پھینک کر آتا بس اب وہین رہو
اے درویش غور کرنیکا مقام ہے کہ حضرت عیسے باوجود ایک بے حقیقت متاع کے چوتھے آسمان پر ٹھہرا لیے گئے
اور انکو آگے آنے کی اجازت نہوئی تو یہ لوگ جو بہت سی دنیا کی آلودگی مین پھنسے ہوئے ہین حاشا وکلا کبھی وحدت
کی بارگاہ تک نہین پہونچ سکتے۔ اسکے بعد یہ فرمایا کہ درویش کو چاہیئے کہ تجرید اختیار کرے کیونکہ وہ ہر روز
ایک مقام سے دوسرے مقام اور ایک ملک سے دوسرے ملک مین جاتا ہے ترقی کے مدارج طے کرتا ہے چنانچہ ایک
درویش کا ذکر ہے کہ وہ صاحب تفکر تھا ہمیشہ تحیر مین رہتا تھا کسی نے اس سے پوچھا کہ تمہارے اس تفکر
و تحیر مین مستغرق رہنے سے کیا فائدہ اور کیا حکمت ہے فرمایا جہان جہان میری نظر پڑتی ہے مین دیکھتا ہون
کہ اگر مین ایک ملک کو چھوڑتا ہون تو اس سے سو حصے زیادہ اور ملک نظر آتے ہین اور ہر ملک ایک سے

ایک عالم پاتا ہون اور جب اُس سے گزرتا ہون تو ایک اور عالم نظر آتا ہو وہان جا کرتا ہون یہ حکایت فرما کر حضرت خواجہ قطب الدین ادام اللہ بقاۂ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ذکر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ مین نے ایک درویش سے یہ مثنوی سنی تھی کیا ہی پسندیدہ ہے **مثنوی**

بر آن ملکے کہ ما پس مے گزارم	دو صد ملکے دگر در پیش دارم
مقام سلطنت درویش دارد	ز صد سلطان فراغت بیش دارم

پھر فرمانے لگے کہ اہل سلوک اور طائفہ متحیران فرماتے ہین کہ درویشی اور راہروی وہ ہی کہ ہر روز سو ہزار ملک سے گزر کر قدم آگے بڑھائے اور اسی مین سرگرم رہے پس جس درویش کو عالم غیب سے خبر نہین ہے وہ خود درویش نہین ہے۔ اسکے بعد زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمانے لگے بعض اولیاء اللہ ایسے ہین کہ وہ حالت غلبۂ شوق اور سکر مین کچھ اسرار ظاہر کر دیتے ہین اور بعض ایسے کامل حال ہین کہ وہ ذرا ظاہر ہونے نہین دیتے پس اسی راہ مین اہل سلوک کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیئے تاکہ اسرار اُن مین متمکن ہون کیونکہ اغطاے اسرار محجوب مین جو کامل ہی وہ کبھی اُن اسرار کو ظاہر نہین کریگا۔ پھر فرمایا کہ مین کئی برس تک حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز کی خدمت مین رہا مینے کبھی نہ دیکھا کہ کوئی اسرار محبت دوست سے ایک ذرہ برابر بھی آپکی زبان مبارک پر آیا ہو یا جو انوار کہ اُن پر نازل ہوتے تھے اُنمین سے ایک شمہ بھی کسی سے بیان کیا ہو پھر میری طرف روے مبارک اُٹھا کر فرمانے لگے کہ اے فرید کامل حال ایسے ہوتے ہین کہ وہ کبھی سرّ دوست کو ظاہر نہین کرتے تاکہ اور اسرار پر انکو آگہی ہو۔ پھر فرمایا کہ اے فرید تو نے دیکھا اگر منصور کامل ہوتا تو سرّ دوست کو ظاہر نہ کرتا اسرار دوست سے صرف ایک ذرہ برابر ہی راز ظاہر کیا تھا کہ سر دے بیٹھا اور دنیا سے سفر کر گیا۔ پھر فرمایا کہ خواجہ جنید قدس اللہ سرہ العزیز جب کبھی عالم سکر مین ہوتے سواے اس سخن کے اور کچھ نہ کہتے عاشق پر ہزار افسوس کہ دوستی کا دم بھرے اور پھر جو خبر و اسرار عالم غیب سے اُسپر نازل ہون وہ فوراً دوسرون کے آگے کہتا پھرے پھر فرمایا کہ مین نے حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے یہ سنا ہی کہ ایک بزرگ تھا اُسنے کئی سو برس خداتعالیٰ کی عبادت کی تھی اور حق مجاہدہ پورے طور سے ادا کیا تھا ایکدن اُسپر اسرار محبت سے ایک سرّ نے تجلی کی چونکہ وہ بزرگ حوصلہ تنگ رکھتا تھا اسکی برداشت نکر سکا فوراً اسکو ظاہر کر دیا دوسرے روز وہ نعمت اُس سے چھین لیگئی وہ درویش اسی غم مین دیوانہ ہو گیا ہاتف نے آواز دی کہ اے خواجہ اگر تو اُس بھید کو ظاہر نکرتا تو بیشک اور اسرار کے عطا کرنیکے لائق تھا جب ہمنے

دیکھا ہو تو ہفتاد حجاب میں ہوں پھر سے دولت مجھ کو ملی اور دوسرے کو دیدی۔ پھر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو نامہ لکھا کہ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو ایک ہی قدح میں مست ہو کر بیکار بیٹھا ہو اس بزرگ نے لکھا کہ وہ شخص بہت ہی کم ہمت اور تھوڑے حوصلے کا ہے۔ مرد وہ لوگ ہیں جو دریائے ازل و ابد نوش کیے ہوئے ہیں اور پھر فرمایش هل من مزید کر رہے ہیں لیکن میں تمکو منع کرتا ہوں کہ تم ہرگز ایسا کرنا کیونکہ جس نے پیران اہل سلوک سے راز فاش کیا ہے انہوں نے کچھ نہیں پایا ہے کبھی ایسا نکرنا کہ ہم شرمندہ ہوں پھر فرمایا کہ درویش جب تک سب سے بیگانہ اور عالم تجرید میں نہو اور دنیا کی آلایشوں کو نہ ترک کرے کبھی وہ مقام قرب پر نہ پہنچے گا۔ پھر فرمانے لگے کہ جب خواجہ بایزید قدس سرہ العزیز کو ستر برس کے بعد مقام قرب میں باریابی ہوئی تو حکم ہوا کہ واپس لیجاؤ ابھی اسمیں دنیا کی آلایش باقی ہے فوراً خواجہ نے دیکھا کہ کیا چیز دنیا کی میرے پاس ہے آخر خیال کیا کہ ایک پھٹا ہوا پوستین ہے اور یہ ایک ٹوٹا ہوا پیالہ ہے اسکے سوا اور تو کچھ بھی نہیں آپنے فوراً دونوں چیزوں کو دور کرا یا پھر آپ کو مقام قرب میں جگہ دیگئی۔ اے بھائی نہایت غور کا مقام ہے کہ جب ایسے شخص ایک ایسی بے حقیقت چیز کے سبب سے باریاب ہو سکیں تو تیرا کیا ٹھکانا ہے تو تو بہت سی دنیا کی آلایشوں میں گرفتار ہے۔ اے درویش درویشی اور چیز ہے اور انبارداری دوسری چیز یا تو درویشی ہو یا انبارداری پھر فرمانے لگے کہ درویش کامل وہ ہے جو کچھ کہے ہو کر رہے ایک ذرہ برابر بھی تفاوت نہو۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری جو ہمارا یار غار اور دعاگو ہے دریا کے سفر کو چلے کہ ناگاہ ہمنے ایک عجائب قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ جسکا ذکر بیان میں نہیں آسکتا دریا کے پاس ایک مقام تھا کہ میں اور قاضی دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور بھوک کے مارے بیتاب تھے ادھر جنگل بیابان اودھر کنارہ دریا کہاں روٹی کہاں دانہ تھوڑی دیر ہمکو وہاں نہ گزری تھی کہ ایک گوسپند دو روٹیاں جو کی لیئے ہوئے نمودار ہوا اور ہمارے آگے رکھکر لوٹ گیا ہم وہ دونوں روٹیاں کھاتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ یہ گوسپند نہ تھا بلکہ مردان غیب سے تھا یہ روٹیاں عالم غیب سے آئی ہیں ہم اس ذکر میں تھے کہ اتنے میں ایک بچھو اونٹ کی برابر نمودار ہوا اور لپک کر دریا میں کودا اور چلنا شروع کیا یہ ماجرا دیکھکر میں قاضی کا منہ تکنے لگا اور قاضی میری صورت دیکھنے لگا اور آپس میں کہنے لگے کہ اسمیں کیا بھید ہے جو یہ اسقدر جلد جلد دوڑا چلا جاتا ہے ضرور کچھ نہ کچھ اسرار ہے یہ خیال کر کے ہمنے بھی یہ ٹھانی کہ ہم بھی دریا سے اتر کر اسکے پیچھے پیچھے جاتے ہیں دیکھیں یہ کہاں جاتا ہے چونکہ دریا کے کنارے نہ کوئی جہاز تھا نہ کشتی تھی حیران ہوئے

نہ ہم کیونکر اس سے پار ہون آخر عاجز ولاچار ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور کہا خداوندا اگر ہمکو تونے
درویشی مین کچھ کمالیت بخشی ہے تو ہمکو دریا مین رستہ دے کہ پار ہو کر اس بچھو کو دیکھین کہ کہان لپکا
ہوا چلا جاتا ہے۔ جب ہمنے یہ دعا مانگی خدا تعالی کے حکم سے دریا شق ہو گیا اور بیچ مین زمین خشک نکل
آئی ہم دونون اسپر سے گزر گئے وہ بچھو آگے آگے اور ہم پیچھے پیچھے یہانتک کہ ایک درخت کے نیچے ہم پہونچے
تو ہمنے دیکھا کہ ایک آدمی پڑا سوتا ہی اور ایک بڑا زبردست سانپ اُس درخت پر سے اُترکر اُسکے کاٹنے کے درپے
ہے کہ اتنے مین یہ بچھو پہنچا اور اُس سانپ کو مار کر ہلاک کیا اور آپ گم ہو گیا پھر ہم اُس مردہ سانپ کے پاس پہنچے اور
اُسکو دیکھا تو غالباً ہزار من سے کم نہ تھا۔ پھر ہم اس خیال مین ہوئے کہ ضرور یہ شخص کوئی بڑا ہی بزرگ ہو گا جسکے
لیے خدا تعالی نے اتنی حفاظت فرمائی اس خیال سے ہم اُس مرد کے پاس گئے جو پڑا سوتا تھا پاس جا کر کیا
دیکھتے ہین کہ مست خرابات قے کیے ہوئے پڑا ہے منہ سے جھاگ نکل رہے ہین مکھیان بھنک رہی ہین یہ
دیکھکر ہم نہایت شرمندہ اور پشیمان ہوئے اور افسوس کرنے لگے کہ ہم ناحق آئے یہ باتین تو ہم کر رہے تھے
اور دل مین یہ خطرہ گزر رہا تھا کہ عجب معاملہ ہے یہ شخص شراب خوار نافرمان اور یہ حفاظت خداوندی ہنوز یہ خطرہ پورے
طور سے دلمین گزرنے بھی نہین پایا تھا کہ ہاتف نے غیب سے آواز دی کہ اے میرے پیارو اگر ہم نیک اور اچھون
کی ہی حفاظت کرین تو مفسدین اور گنہگارونکی حفاظت کون کریگا۔ ہم دونون اسی بات چیت مین تھے کہ وہ شخص
بھی جاگ اُٹھا سانپ کو اپنے آگے مرا ہوا دیکھکر بہت متعجب ہوا پھر ہمنے اُس سے ساری کیفیت بیان کی وہ جوان
بہت شرمندہ ہوا اور اُس فعل سے توبہ کی پھر وہ شخص بھی واصلان حق سے ہو گیا ستر حج پیادہ پا برہنہ ادا کیے۔
فرمایا دیکھو جب مہربانی کی ہوا چلتی ہے تو ہزارون مست خرابات کو صاحب سجادہ بنا دیتا ہی اور اگر خدا نخواستہ قہر
کی ہوا چلے تو ہزارون صاحبان سجادہ کو نکال دے اور ہر ایک کو خراباتی مین ڈالدے۔ اے بھائی اس راہ مین
بے غم نہونا چاہیے۔ اکثر کاملین اس راہ سلوک مین برسون رات دن بیم فراق اور خوف سے متحیر و غمگین رہتے ہین
کیونکہ عاقبت کا حال معلوم نہین کہ کیونکر انجام بخیر ہو گا۔ شعر

بیرون گور لاف کرامت چہ میزنی	ایمان اگر بگور بری صد کرامت ست

پھر فرمایا اگر ابلیس لعین اپنی عاقبت سے واقف ہوتا تو بے شبہ آدم کو سجدہ کر لیتا جب اُسنے اپنی تمام
زمانہ اپنی طاعت و عبادت پر گھمنڈ کیا اور اُسکے نفس مین اسکا غرور پیدا ہوا اور کہا تھا کہ مین اس انسان
خاکی کو سجدہ نکرونگا آخر کار نافرمان ہوا اور حکم پروردگار نہ مانا راندہ درگاہ ہوا اور سب طاعت و عبادت

چھین لیگئی اور اُسکے منہ پر ماری گئی۔ پھر فرمانے لگے کہ ایکدفعہ مین ایک شہر مین ہوپہنچا اہل صلاح سے ایک گروہ کو دیکھا کہ اُنمین سے ایک ایک دو دو آٹھ آٹھ ایک ایک جگہ عالم تحیر مین کھڑے ہوئے ہین اور آنکھین سوا کیطرف کھول رکھی ہین جب نماز کا وقت آتا ہے تو ہوشیار ہوکر نماز پڑھ لیتے مین باقی پھر عالم تحیر مین ہوجاتے ہین یہ دعاگو بھی چندروز تک انمین رہا ایکدن اُنمین سے چند آدمی عالم صحو مین آئے تو مینے عرض کیا اور اُس عالم کی کیفیت دریافت کی فرمانے لگے کہ ہم عالم تحیر مین تھے خیال سا ساٹھ ستر برس ہوئے ہونگے کہ ہمنے ابلیس کے نقد کو مطالعہ کیا تھا کہ اُسنے چھ ہزار فرشتون کے ساتھ چھ ہزار برس تک خدا تعالیٰ کی عبادت کی تھی آخر اُسنے بنی حسن عاقبت کا اندیشہ نکیا غرور ہمین سما گیا اور آدم کو سجدہ نکیا راندۂ درگاہ ہوگیا وہ تمام اعمال اُسکے منہ پر مارے گئے پس یہ ہیبت جو ہمپر طاری ہوئی تو عالم تحیر مین ایسے پڑے کہ اُسی مین پھنس کر رہ گئے یہ فرماکر حضرت خواجہ قطب الدین ادام اللہ بقاءہ بہت روئے اور کہنے لگے کہ یہ حال تو کاملان طریقت کا ہے کہ وہ خود تحیر مین ہم نہین جانتے کہ ہم کونسے گروہ مین سے ہین یہ فرماکر آپ کھڑے ہوکر عالم تحیر مین مشغول ہوگئے یہ دعاگو بھی رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا اور مشغول ہوگیا۔ الحمد للہ علے ذالک۔

مجلس دوم۔ سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ قاضی حمید الدین ناگوری۔ مولانا علاؤالدین کرمانی۔ مولانا شمس الدین اور دوسرے صوفی بھی خدمت مین حاضر تھے کہ سلوک اور اہل سلوک کا ذکر نکلا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ سالکان راہ سلوک وہ قوم ہین جو سر سے ناخن پا تک دریاے محبت مین غرق ہین کوئی ساعت اور لحظہ ایسا نہین گزرتا کہ اُنپر عالم محبت سے عشق کا مینہ نہین برستا۔ پھر فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ اُسپر عالم اسرار سے ہر لحظہ وہر لمحہ ہزارون حالات پیدا ہون اور وہ عالم سکر مین ایسا غرق ہو کہ اگر اُسوقت اٹھارہ ہزار عالم اُسکے سینہ مین اُتر آئین تو اُسکو خبر نہو۔ پھر یہ حکایت زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ ایک وقت مین نے سمرقند مین ایک درویش کو دیکھا کہ عالم تحیر مین مستغرق ہے مین نے لوگون سے پوچھا کہ کتنے سال سے یہ درویش اس حال مین ہے انہون نے کہا بیس برس سے ہم اسکو اسی طرح دیکھتے ہین خیر مین وہان ٹھہر گیا اور کتنی مدت تک اُسکی صحبت مین رہا ایکوقت اُسکو مینے عالم صحو مین پایا اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ کتنے عرصہ سے اس عالم مین ہین اور کسی کے آنے جانے کی تمکو خبر ہوتی ہے یا نہین اُسنے کہا اے نادان جسوقت درویش دریاے محبت مین غرق ہوتا ہے اور اُسپر اسرار تجلی ہویدا ہوتے ہین اُسوقت اُسکو کچھ خبر نہین رہتی اگر اُس حالت مین اُسکے ذرہ ذرہ سے ٹکڑے کر دیئے جائین تو اُسکو مطلق خبر نہو۔ اے درویش یہ راہ راہ جانبازی ہے

جسنے اس راہ مین قدم رکھا جان سلامت نہین لیگیا۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق پر چھری چلانے
لگے تو آپنے فریاد کرنی چاہی حکم آیا اے یحییٰ اگر تو نے ذرا بھی دم مارا تو مین اپنے دوستونکے نامو نمین سے تیرا نام
خارج کر دونگا اور ویسا ہی جب حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرہ چلنے لگا تو آپنے بھی فریاد کرنی چاہی کہ اتنے مین
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے کہ حکم ہے اگر تو نے ذرا بھی آہ کی تو مین پیغمبرون کے نامون مین سے
تیرا نام نکال ڈالونگا پھر حضرت خواجہ قطب الاسلام دوام اللہ بقائہٗ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ جو کوئی محبت کا
دعویٰ کرے اور پھر مصیبت و بلا کے وقت فریاد و زاری کرے فی الحقیقۃ وہ محب صادق نہین ہے بلکہ کذاب و دروغگو
ہے دوست وہ ہی جو کچھ دوست کیطرف سے آئے اُسپر راضی ہو جائے اور سو ہزار شکر کرے اور کہے کہ خیر اُسنے مجکو اس
بلا سے تو یاد کیا پھر فرمانے لگے کہ **رابعہ بصری** کی یہ رسم تھی جسدن اُسکو کوئی رنج و غم یا تکلیف پہنچتی تو وہ
بہت خوشی کرتی اور کہتی کہ آج میرے محبوب نے اس ضعیفہ کو یاد کیا ہے اور جسدن کسیطرحکا کوئی رنج و غم نہ ہوتا
تو سر نہایت روتی اور کہتی کہ آج مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی ہے کہ میرے دوست نے مجکو یاد نہ کیا۔ پھر فرمانے
لگے کہ مین نے شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ وہ فرماتے
تھے اے عزیز طریق سلوک یہ ہے کہ جو کوئی محب ہو اور محبت کا دعویٰ کرے اور دوست کی بلا کو آرزو کے ساتھ
نہ چاہے وہ اہل معرفت کے نزدیک کذاب ہے کیونکہ اُنکے نزدیک بلاے دوست عطائے دوست ہے۔ پھر فرمانے لگے
کہ جس روز مجھپر کوئی بلا نازل نہین کیجاتی مین سمجھ جاتا ہون کہ آج مجھ سے نعمت چھین لیگئی کیونکہ راہ سلوک
مین بلاے دوست ہی نعمت ہے ؎

ما بلا بر کسے قضا نہ کنیم	تا کہ نامش ز اولیا نکنیم
این بلا گوہر خزانۂ ماست	ہر کسے را گہر عطا نکنیم

اسکے بعد پھر ذکر کچھ مردان غیب کا ہونے لگا۔ آپنے فرمایا اول مردان غیب اُس شخص کو آواز دیتے ہین
جو کمالیت کے درجہ کو پہونچکر راسخ ہو گیا ہو اور اُس آواز غیب پر مکاشفہ نہ کرتا ہو پھر اسکو بلا کر اپنے مجمع مین بٹھا لیتے
ہین چنانچہ شیخ عثمان سنجری نام میرے دوست اور پیر بھائی تھے جب اُنکی مشغولی حد کے درجہ کو پہونچی
مردان غیب نے اُس سے ملاقات کی یکدن وہ یارونکے مجمع مین بیٹھا ہوا تھا اور یہ فقیر اُسکے برابر ہی تھا کہ
یکایک مردان غیب سے آواز آئی کہ **شیخ عثمان بیا ما میرویم** یہ آواز سنتے ہی وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور فوراً
آواز کیطرف چل نکلا اور ہمارے آگے سے غائب ہو گیا ہمکو کچھ نہ معلوم ہوا کہ اُسے کہان لیگئے اور وہ

نکہبان گیا پھر خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقائہ یہ کلمات زبان مبارک پر لائے کہ اللہ تعالےٰ کے رستہ کا
چلنے والا اگر بسر ترقی ہے تو یقینی وہ راہ سلوک کا سالک ہے اگر امید کمالیت رکھتا ہے تو امید ہے کہ وہ بھی
ترقی وکمالیت کے درجہ کو پہونچے گا۔ پھر فرمایا کہ ایکدفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری دونوں کعبہ کا طواف
کر رہے تھے کہ ہمنے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اسکو بھی شیخ عثمان کہتے تھے اور وہ خواجہ ابو بکر شبلی کے مریدین
مین سے تھا اسکا کمال اور بزرگی دریافت کر کے ہم اُسکے پیچھے ہو لیے جسجگہ وہ بزرگ جاتا اور جسطرف کو قدم
اٹھاتا مین اور قاضی حمید الدین ناگوری اُسکے قدم بقدم رکھتے چونکہ وہ پیر روشن ضمیر تھا ہماری متابعت سے
مطلع ہوا اور پلٹ کر ہم سے کہا اس ظاہری متابعت سے کیا ہوتا ہے جو کچھ مین کرتا ہون تم بھی کرو ہم دونون
نے پوچھا کہ حضرت آپ کیا کرتے ہین فرمایا مین ہر روز ہزار قرآن مجید ختم کرتا ہون ہم یہ بات سنکر حیران رہ گئے
اور اپنے دلمین یہ اندیشہ کرنے لگے کہ شاید ہر ہر سورۃ پڑھ پڑھکر ہزار پورے کر لیتے ہونگے یہ خطرہ ہمارے
دلمین گذرا ہی تھا کہ اُس بزرگ نے سر اونچا کر کے فرمایا حرفاً بعد حرفٍ میخوانیم یعنی ایک ایک حرف کر کے
پڑھتے ہین (مطلب یہ ہے کہ ایک حرف تک نہین چھوڑا جاتا پورا قرآن مجید پڑھا جاتا ہے) مولانا علاؤ الدین
کرمانی بولے کہ حضرت جو بات سمجھ سے باہر ہو وہی کرامت ہے کہ عقل کو اسمین گنجایش نہین ہوتی۔ پس
یقینی انکا ایکہزار قرآن مجید روزمرہ پڑھنا کرامت خاص ہے اُسوقت خواجہ صاحب آنکھون مین آنسو بھر لائے
اور فرمانے لگے کہ جسکو جو پہونچا حسن عمل سے پہونچا اگرچہ فیض الٰہی سب مین مرکب ہے مگر جد وجہد ضرور ہے
جب آدمی اُس مقام پر پہونچتا ہے پھر مجلس اور پیر کی خدمت مین آنے اور باادب بیٹھنے کا ذکر چھڑ گیا
اُسوقت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقائہ زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ آدمی جب مجلس مین آئین جہان
جگہ پائین بیٹھ جائین کہ آنیوالے کی جگہ وہی ہے پھر اسی موقع پر آپنے یہ فرمایا کہ ایکدفعہ یہ دعاگو اور حضرت شیخ
معین الدین حسن سنجریؒ اجمیر مین مولانا ناصر الدین اجمیری کی مجلس مین بیٹھے ہوئے تھے کہ مولانا صلاح الدین
نے فرمایا کہ ایکدفعہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب آپکے گرد اگرد تھے کہ اتنے
مین تین آدمی آئے ایک تو اُس دائرہ مین فرجہ پاکر بیٹھ گیا دوسرے کو اُس دائرہ مین جگہ نہ ملی وہ پیچھے ہو کر
بیٹھ گیا تیسرا منہ پھیر کر چلدیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص آیا اور اس دائرہ مین اُس نے جگہ پالی اُسکو ہمنے اپنی پناہ مین جگہ دی اور جسنے
جگہ نہ پائی اور شرم سے دائرہ کے پیچھے بیٹھ گیا ہمکو بھی اُس سے شرم آتی ہے روز قیامت کو اُسکی رسوائی نہوگی

اور جو منہ پھیر کر چلدیا جنے اُسکے لیئے اپنی رحمت سے منہ پھیر لیا وہ بے نصیب رہا۔ قاضی حمید الدین آنے والے
کی نسبت کچھ پوچھنے لگے وہ کیا کرے آپنے فرمایا مطلب یہ ہے کہ جسجگہ جگہ پائے بیٹھ جائے دائرہ میں جگہہ نہو
پیچھے بیٹھ جائے کیونکہ آنے والے کی وہی جگہ ہے جہاں وہ بیٹھ جائے۔ لیکن ہر حال میں دائرہ کے اندر نہ بیٹھے
کیونکہ امام ابو اللیث سمرقندی لکھتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے جو کوئی مجلس میں آکر درمیان میں بیٹھے وہ ملعون ہے
پھر ذکر پیر کے نفس کی نسبت ہوا آپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ پیر کا نفس دو قسم کا ہے ایک نفس نیک اور دوسرا
نفس بد خدا نکرے کہ وہ کسی پر نفس بد کرے پھر اسی موقع پر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ یہ دعاگو شیخ معین الدین
حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ فرمانے لگے کہ میں ایکدن شیخ عثمان ہارونی
کی خدمت میں کھڑا ہوا تھا کہ شیخ برہان الدین نام ایک درویش جو میرا ہمخرقہ تھا ہمسایہ سے گلہ مند ہو کر
پریشان خاطر حضرت شیخ عثمان ہارونی کیخدمت میں آیا آپنے فرمایا کہ میں تمکو خاطر پریشان دیکھتا ہوں
اسنے آداب بجالا کر عرض کیا کہ میں ہمسایہ سے سخت تکلیف میں ہوں اُس نے ایک زینہ بنایا ہے وہ ہر بار
چڑھتا اُترتا ہے اور میرے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے اتنا عرض کرنے پایا تھا کہ خواجہ نے فرمایا تجکو وہ جانتا
ہے کہ اسکا تعلق ہمارے ساتھ ہے اُسنے کہاں جانتا ہے پس خواجہ نے اُسوقت سانس مارا اور کہا کہ وہ
بام پر سے گر نہیں پڑتا اور اُسکی گردن کا مہرہ نہیں ٹوٹتا وہ درویش تھوڑی دیر میں آداب بجالا کر چلا آیا اور
دور نہ پہونچا تھا کہ اُسنے محلہ میں سے سُنا کہ اُس درویش کا ہمسایہ کوٹھے پر سے گر گیا اور گردن کا مہرہ ٹوٹ
گیا۔ اور اسی موقع پر یہ بھی فرمایا کہ ایکدفعہ میں اجمیر میں حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری کی خدمت میں
تھا اور راجہ پتھورا کا فرزند تھا وہ اس فکر میں رہتا اور اکثر یہ ذکر کرتا تھا کہ یہ درویش یہاں سے چلا جائے تو
اچھا ہے کہیں یہ خبر آپکے گوش مبارک تک بھی پہونچ گئی اُسوقت بہت سے درویش حالت سکر میں تھے پھر
آپنے مراقبہ کیا اور مراقبہ ہی میں فرمادیا کہ ہمنے پتھورا کو زندہ مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار کرا دیا تھوڑے دن گزرے
تھے کہ سلطان شمس الدین محمد شاہ نے اُسپر چڑھائی کی اور پتھورا کو زندہ گرفتار کیا۔ پس یہ بات جاننے کی
ہے کہ درویش کے ایک کلمہ میں آگ ہے اور ایک میں پانی بھی ذکر فرما رہے تھے کہ ملک اختیار الدین صاحب قصبہ
آیا آداب بجا لا کر بیٹھا اور کچھ نقدی بطور نذر بخدمت حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقائہ لایا
آپکی خدمت میں اور لوگ بھی بہت سے حاضر تھے آپنے فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کی یہ رسم نہیں ہے کہ کسی سے
کچھ لیں یا معین کریں یہ اُنکو دینا چاہیئے جو اُسکے طالب ہیں اور اسکے طالب بہت ہیں اسکے بعد جس

بوریے پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اسکا کونا پکڑ کر الٹا دیا ملک اختیار الدین اور دیگر حاضرین سے فرمایا کہ دیکھو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ خزانے کے خزانے بہ رہے ہیں آپنے فرمایا اے اختیار الدین جسکے پاس خزانہ الٰہی اسقدر روان ہوں وہ تمہارے اور شمس الدین کے مال پر کیون التفات کرے جاؤ اور اسکو لیجا کر واپس دو اور یہ بات کہدو کہ زنہار زنہار پھر ایسی گستاخی نکرنا ورنہ نقصان اٹھائیگا پھر خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے کہ ایکدفعہ شیخ معین الدین حسن سنجری اور شیخ اوحد کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور یہ دعاگو ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور اولیا ماضی کا ذکر کر رہے تھے کہ اتنے میں سلطان شمس الدین انار اللہ برہانہ اسطرف سے ہاتھ میں پیالہ لیئے ہوئے گزرا اُسکی عمر اسوقت غالباً ۱۲ سال کی ہوگی سب بزرگوں کی نظر اُسپر پڑی حضرت خواجہ معین الدین ایک سانس باہر کر لائے اور فرمایا کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا اور جبتک بادشاہ نہو لیگا اُسوقت تک خدا اسکو نہ مار یگا یہ کہکر فرمایا کہ بزرگوں کا نفس بھی کیا ہی عمدہ چیز ہی۔ پھر بیعت کا ذکر ہونے لگا خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے کہ اگر کوئی بیعت سے پھر جاے یا اُسکی توبہ میں لغزش ہوجائے تو اُسکی بیعت کی تجدید چاہیے جبتک دو بیر سے پھر بیعت نکریگا بیعت درست نہوگی پھر اسکے ہم معنی یہ حکایت فرمائی کہ شیخ الاسلام برہان الملۃ والدین کے روضہ میں بروایت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ میںنے لکھا دیکھا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغامبر بنا کر مکے والوں کے پاس بھیجا دشمنوں نے بعد میں یہ خبر اڑا دی کہ عثمان رضی اللہ عنہ جان سے مارے گئے جب آپنے یہ خبر سنی صحابہ کو طلب کر کے فرمایا کہ آؤ اور تجدید بیعت کرو تا ہم سب مکہ والوں پر چڑھائی کریں اُسوقت آپ ایک درخت کے تنے سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے جبکہ آپنے سب سے تازہ بیعت لی تھی اُس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اُن صحابیوں میں ایک صحابی تھا کہ اُس کا نام ابن اکوع تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پھر از سر نو بیعت کی آپنے فرمایا کہ تو نے تو بیعت کی تھی کہا یا رسول اللہ چونکہ میں جانتا ہوں اسلیئے تجدید بیعت کرتا ہوں۔ خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ یہاں سے تجدید بیعت کا ثبوت ہی اس عاجز نے عرض کی کہ اگر پیر حاضر نہو تو آپنے فرمایا کہ اُسکا کپڑا ہی آگے رکھ لے اور بیعت کر لے اور فرمایا کہ عجب نہیں کہ شیخ معین الدین بھی اسطرح بیعت کرتے تھے اور اس سبب سے یہ دعاگو بھی ایسی ہی بیعت کرتا ہی پھر اسکے بعد مریدین کے حسن اعتقاد کا بیان شروع ہوگیا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک درویش کسی تہمت کے سبب سے بغداد میں پکڑا گیا اور معرض قتال میں لایا گیا چونکہ حکم تھا کہ

قبلہ رو کھڑا کرکے گردن ماری جائے جب جلاد تلوار لیکر اُسکے پاس آیا تو اُسکے نظر اپنے پیر کی قبر پر جا پڑی اُسنے فی الفور قبلہ سے منہ موڑ کر اپنے پیر کی قبر کیطرف منہ کر لیا جلاد نے پوچھا کہ تو نے قبلہ سے کیون منہ پھیرا اُسنے کہا مین نے اپنے قبلہ کیطرف منہ کر لیا ہے تو اپنا کام کر بحث سے کیا مطلب وہ پھر بحث کرنے لگا کہ اتنے مین والی ملک کا فرمان آیا کہ اسکو چھوڑ دو یہ کہکر خواجہ قطب الاسلام آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ دیکھو سچا عقیدہ یہ چیز ہے کہ اُسکی بدولت وہ درویش قتل ہونے سے بچگیا۔ پھر فرمایا کہ ایکدفعہ خواجہ معین الدین چشتی رہ اپنے یارونکے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور سلوک کی ترغیب دے رہے تھے ہر بار وہ جب اپنے داہنی طرف دیکھتے فوراً کھڑے ہوجاتے تمام لوگ متحیر تھے مگر کسیکو مجال نتھی کہ کوئی دم مارے چنانچہ آپنے کئی بار ایسا ہی کیا الغرض جب سب چلے گئے تو ایک یار نے جسکو آپسے عرض کرنیکا موقع ملتا تھا عرض کیا کہ آپ ہر بار قیام کیون فرماتے تھے اور کسکے لئے کرتے تھے آپنے فرمایا چونکہ اُس طرف میرے پیر شیخ عثمان ہارونی کی قبر مبارک تھی جب میری نظر اُسپر پڑتی تھی تو مجھپر قیام کرنا فرض ہوجاتا تھا اسلیے مین اُسکو دیکھکر قیام کرتا تھا پھر فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیر کو حاضر و غائب یکسان تصور کرے جیسا حالت زندگی مین جانتا تھا اور ادب کرتا تھا ویسا ہی مقامات کے بعد بھی ادب کرے بلکہ اُس سے زیادہ خیال رکھے اسکے بعد کچھ ذکر سماع کا ہونے لگا فرمانے لگے کہ اس دعاگو کو سماع سے اسقدر ذوق ہے کہ گویا آگ لگی ہوئی ہے اگر یہ نہوتی تو بقاء کہان ہوتی اور اُسکا ذوق کہان ہوتا۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ مین اور قاضی حمید الدین ناگوری شیخ علی سجزی کی خانقاہ مین تھے اور سماع ہو رہا تھا اور یہ شعر کہا جا رہا تھا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را		ہر زمان از غیب جانِ دیگر ست	

اس بیت نے ہم دونون کو پکڑ لیا تین رات دن برابر مدہوش و متحیر رہے پھر ہم دونون اپنی جگہ پر آ گئے اور یہی بیت پھر پڑھی ہوائی پھر تین رات دن تک برابر متحیر رہے اور کچھ خبر نہوئی مگر نماز کے وقت ہوش آجاتا تھا بعد نماز پھر عالم سماع مین مشغول ہوجاتے پھر سات رات دن تک اور بھی عالم تحیر مین رہے ہر بار جب یہ شعر پڑھا جاتا تھا ایک عجب طرح کی حالت اور حیرت پیدا ہوتی تھی کہ جسکا بیان نہین کیا جا سکتا پھر فرمایا کہ ایکدفعہ مین اور قاضی حمید الدین ایک شہر مین پہونچے ایک جماعت سے بارہ آدمی ہمنے دیکھے کہ وہ متحیر کھڑے ہوئے ہین اور دونون آنکھین ہوا کیطرف کھولے ہوئے ہین اور رات دن اس عالم مین مستغرق ہین مگر جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو ہوش مین آجاتے ہین اور نماز اچھی طرح

ادا کرتے ہیں پھر ویسے ہی متحیر ہو جاتے ہیں۔ پھر خواجہ قطب الدین فرمانے لگے کہ بیشک انبیا علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء کرام محفوظ یہی سبب ہے کہ وہ رات دن متحیر رہتے ہیں مگر نماز کا وقت انکا فوت نہیں ہوتا۔ پھر اسی محل پر یہ فرمایا کہ ایکدفعہ میں شیخ معین الدین حسن سنجری کے ساتھ خانہ کعبہ میں مسافر تھا جب حج سے فارغ ہو گئے تو ہم وہان سے ایک شہر میں گئے ایک بزرگ کو ہمنے دیکھا کہ غار میں کھڑا ہوا ہے دونوں آنکھیں اسکی جانب ہوا کھلی ہوئی ہیں اور حالت اسکی ایسی ہو گئی ہے کہ جیسے خشک لکڑی کھڑی ہوتی ہے ایسا ہی وہ سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا یہ حالت دیکھکر شیخ نے میرے منہ کو دیکھا اور فرمایا کہ اگر کہو تو چند روز یہان قیام کیا جائے میں آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ بہت خوب الغرض ایک مہینہ تک ہم اسکی صحبت میں رہے اس عرصہ میں وہ ایکدن عالم تحیر سے ہوش میں آیا ہم کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اسنے بعد جواب سلام ہمسے کہا کہ اے عزیزو تمنے بہت تکلیف اٹھائی لیکن تمہاری اس تکلیف کا ضرور مکافات ہوگا کیونکہ اہل صفا فرماتے ہیں کہ جو درویشون کی خدمت کرے وہ ضرور بلند مرتبہ کو پہونچیگا پھر اسنے ہمکو بٹھایا ہم بیٹھ گئے اور باتیں کرنی شروع کیں کہنے لگا کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی کے فرزندوں میں سے ہوں تیس برس سے میں عالم تحیر میں مستغرق ہوں نہ دنکو دن جانتا ہوں نہ رات کو رات آج خدا تعالی نے تمہارے سبب سے مجکو ہوش بخشا ہے جو میں عالم صحو میں آیا ہوں اے عزیزو تم لوٹ جاؤ تمہاری اس تکلیف کا خدا تعالی تمکو ضرور ثمرہ عطا فرمادیگا۔ لیکن ایک بات اس درویش کی یاد رکھنا چونکہ تمنے بساط طریقت پر قدم رکھا ہے دنیا اور ہوائے نفسانی کیطرف کبھی خواہش نکرنا اور خلق سے ہمیشہ عزلت اختیار کرنا اور جو تمہارے پاس کوئی چیز تحفہ آئے یا تمہارے پاس پیدا ہو یا میسر ہو اسکو نگاہ نہ رکھنا فورا دیدینا اور خدا کے سوا غیر سے مشغول نہونا کہ تکلیف پاؤگے وہ بزرگ جب یہ نصیحت کر چکا پھر عالم تحیر میں مستغرق ہو گیا ہم وہان سے چلے آئے جب یہ فوائد خواجہ قطب الاسلام نے تمام کئے عالم سکر میں مشغول ہو گئے یہ دعاگو بھی وہان سے آکر اپنے مقام پر مشغول ہو گیا۔ الحمد للہ علے ذلک۔

مجلس سوم۔ روز دوشنبہ ماہ شوال ۶۱۸ھ دولت پابوسی حاصل ہوئی عزیزان اہل صفا اور چند درویش حاضر خدمت تھے سلوک کا ذکر ہو رہا تھا کہ اولیائے طریقت اور مشائخ کبار اور اس راہ کے چلنے والے اوائے درجات سلوک میں ایک طریق پر نہیں ہیں بلکہ مختلف طریقوں پر ہیں یہانتک کہ سلوک کے ایکسو اسی مرتبے مقرر کئے ہیں لیکن طبقہ جنیدیہ نے سو درجے اور طبقہ بصریہ نے اسی اور طائفہ ذوالنون مصری نے ستر اور طبقہ ابراہیم اور بشر حافی نے پچپن اور طبقہ خواجہ بایزید اور عبد بن مبارک اور سفیان ثوری نے پینتالیس

اور طبقۂ شجاع کرمانی اور خواجہ سمنون محب اللہ اور خواجہ مرتعشی نے اٹھائیس مرتبے۔ اور طبقۂ خواجگان چشت نے پندرہ مرتبے رکھے ہیں۔ پھر خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے کہ ہر ایک نے اہل طبقہ سے مراتب سلوک مقرر کرکے انکی تمثیلیں قائم کی ہیں چنانچہ اول طبقۂ اہل سلوک نے جو ایکسو اسی مقرر کیے ہیں انہیں کا اسی والا مرتبہ کشف و کرامات کا ہے چاہیئے کہ جو اس مرتبے کو پہونچے کشف و کرامات میں مبتلا ہو اپنے کو بہت بچائے رکھے ورنہ آگے نہیں بڑھیگا اور مراتب طے نہ ہوسکیں گے ہاں جب سو مرتبے اور طے ہو جاویں پھر کچھ مضائقہ نہیں لیکن مرد کامل وہی ہے جو اسوقت بھی کشف نہ کرے جب تک تمام مراتب حاصل نہ کرلے اور طبقۂ جنیدیہ نے جو سو مرتبے رکھے ہیں انکے ہاں ستر والا مرتبہ کشف و کرامت کا ہے اگر اسی میں مشغول ہو جائیگا تو سو کے مرتبے تک نہیں پہونچیگا۔ طبقۂ بصریہ میں اسی مرتبے ہیں اور بیسواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے اور طبقۂ خواجہ ذوالنون مصری میں ستر مرتبے ہیں اور پچیسواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے اور طبقۂ خواجہ بایزید میں پینتالیس مرتبہ ہیں اور تیرھواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے۔ اگر سالک اسی میں مبتلا ہو گیا تو بقیہ مراتب سے محروم رہ گیا چونکہ بعض مشائخ و اولیاء نے جو اس مقام پر آکر کشف و کرامات کو ظاہر کیا ہے وہ اسی مرتبہ پر رہ گئے ہیں اپنے کو کامل نہیں کر سکے اور جو کامل حال ہیں وہ کشف و کرامات سے ایک بات بھی زبان سے نہیں نکالتے اگر ذرا سی بھی آواز نکالیں تو وہی ہو جائے جو وہ کہیں چونکہ نفوس اولیاء میں تفاوت ہوتا ہے اسی سبب سے وہ شروع ہی سے کشف و کرامات میں پڑ جاتے ہیں دیگر مراتب کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں اور طبقۂ اماماں شریعت میں کہ تیس مرتبے ہیں بیسواں مرتبہ کشف و کرامت کا ہے وہ جب تک پورے مرتبے کو نہیں پہونچتے ظاہر نہیں کرتے اور طبقۂ شاہ شجاع کرمانی اور سمنون محب اللہ اور خواجہ محمد مرتعشی میں بیس مرتبے ہیں اور دسواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے پس جو اس مرتبہ میں کشف کریگا وہ ہرگز دوسرے مرتبوں کو نہ پہونچیگا۔ اور طبقۂ خواجگان چشت میں پندرہ مرتبے ہیں اور پانچواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے اگر اس مقام پر آکر اپنے کو ظاہر کریگا باقی دس مرتبے اس سے رہ جاوینگے پس وہ ضائع ہے مرد کامل وہی ہے جو پندرہ تک بھی پہونچ جائے اسوقت بھی ظاہر نہ کرے۔ جب خواجہ قطب الاسلام یہ فوائد تمام کر چکے آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور رونے لگے۔ اور میری طرف منہ کرکے فرمانے لگے کہ دائرہ محمدیہ میں ایسے مرد ہیں کہ مرتبہ سلوک سے گذرے ہوئے ہیں بلکہ سو ہزار درجے زیادہ آگئے ہیں اور ایک ذرہ برابر بھی کشف اسرار نہیں فرماتے اور نہیں جانتے کہ ہم کیا اور کون ہیں پس اے عزیز جب آدمی دس مرتبہ سلوک سے گذر کر آگے قدم بڑھاتا ہے تو عالم تحیر میں آتا ہے اور جب

اسمین لگیا تو اُسکا فراق وصال سے مبدل ہو جاتا ہے جب یہ فوائد خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ تمام کر چکے عالم تحیر مین مشغول ہو گئے اور یہ دعاگو اپنی جگہ پر آکر مشغول ہو گیا۔ الحمد للہ علے ذٰلک۔

مجلس چہارم سہ شنبہ ماہ ذیقعد ۶۱۸ھ دولت پابوسی حاصل ہوئی طائفہ درویشان اہل صفہ اور مولانا علاؤ الدین کرمانی و شیخ محمود موزہ دوز خدمت مین حاضر تھے درویشون کی تکبیر کہنے کا ذکر ہو رہا تھا کہ جس جلسہ اور جس گلی کوچہ مین جاتے ہین تکبیر کہتے ہین یہ کہان سے ہے۔ خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ فرمانے لگے کہ اسطرح تکبیر کہنا کہین نہین آیا کہ ہر جگہ تکبیر کہتے پھرین تکبیر محل شکر ہے جب آدمی کو کوئی نعمت دین و دنیا سے پہونچے تو زیادتی نعمت کے لئے اُسوقت اُسکو تکبیر کہنا روا ہے نہ یہ کہ ہر محل پر تکبیر کہتا پھرے۔ پھر فرمایا کہ تکبیر حمد کے معنون مین ہے۔ پھر یہ حکایت فرمائی کہ مین بغداد مین شیخ شہاب الدین سہروردی کی مجلس مین حاضر تھا کئی روز تک اُنکے ساتھ افطاری مین شامل رہا مین نے اُنکی مشغولی عجیب دیکھی اپنے عالم سیاحت مین مثل شیخ شہاب الدین سہروردی کسی کی مشغولی ایسی نہین پائی۔ الغرض ایکدن ایک درویش خرقہ پوش اُنکی خدمت مین آیا اور سلام کیا اور ہاتھ پکڑ کے فی الفور تکبیر کہی اُنکو یہ طرز خوش نہ آیا اور یہ حکایت فرمائی کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور آپ کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ اُنکی طرف منہ پھیر کے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون کہ قیامت کو چوتھائی بہشت کی تمکو ملیگی اور تہائی اور اُمتونکو ملیگی یہ سُنکر حضرت ابو بکر صدیق اور دوسرے اصحاب از دیاد نعمت کے لئے تکبیر کہنے لگے۔ دوسری مرتبہ فرمایا کہ تہائی تمکو ملیگی اور دو تہائی اور اُمتونکو یہ سُنکر حضرت عمر فاروق رضہ اور حضرت علیؓ اور دوسرے اصحاب کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہنے لگے تاکہ خدا تعالیٰ اور زیادہ نعمت عطا فرماوے تیسری مرتبہ آپنے فرمایا کہ آدھی تمکو ملیگی اور آدھی اور اُمتونکو حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی اور دوسرے اصحاب سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور شکر ان نعمت مین تکبیر کہنے لگے۔ چوتھی مرتبہ آپنے فرمایا کہ اول میری اُمت بہشت مین جائیگی اُسکے بعد اور اُمت کے لوگ جائینگے حضرت علی اور سب اصحاب کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہنے لگے یہ حکایت شیخ شہاب الدین فرمانے لگے چار تکبیر جو درویش لوگ کہتے ہین اُن مین سے ایک ان معنو مین ہے لیکن ہر محل پر تکبیر نہین آئی ہے۔ پھر اس بات کا ذکر ہونے لگا کہ اگر کوئی نفل پڑہتا ہو اور پیر اُسکو آواز دے تو وہ کیا کرے آیا نماز نفل توڑ کر جواب دے یا نہین خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ بقاءہٗ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ نفل ترک کرے اور جواب دینے مین مشغول ہو کہ اس مین ثواب بہت ہے فرمانے لگے کہ مین ایکمرتبہ نماز نفل مین مشغول تھا شیخ معین الدین ادام اللہ برکاتہٗ نے مجکو پکارا مین نے فوراً نیت توڑ دی اور

...میں کیا حاضر ہوں فرمایا آؤ جب میں خدمت میں حاضر ہوا پوچھا کہ کیا مشغولی تھی عرض کیا نماز نفل میں مشغول تھا میں نے آپکی آواز سنکر اُسے ترک کردیا اور آپ کو جواب دیا فرمایا بہت اچھا کیا یہ نماز نفل سے فاضل تر ہے کیونکہ پیر کے کام میں مستعد ہونا عین دین کے کاموں میں مستعد ہونا ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ ایکمرتبہ میں شیخ معین الدین کی خدمت میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور بیعت کے لئے پابوسی کی آپنے اُسکو بٹھالیا اُسنے عرض کی کہ میں مرید ہونے آیا ہوں فرمایا جو کچھ ہم کہیں گے کریگا اگر یہ شرط منظور ہے تو بیشک میں مرید کرلونگا اُسنے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کرونگا آپنے فرمایا کہ تو کلمہ اسطرح پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایکبار اسطرح پڑھ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔ چونکہ راسخ العقیدہ تھا اُسنے فوراً پڑھ دیا خواجہ نے اُس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت و نعمت عطا کی اور فرمایا میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا کہ تجکو مجھ سے کسقدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود یہ نہ تھا کہ تجھسے اسطرح کلمہ پڑھواؤں میں کون اور کیا چیز ہوں میں ایک ادنیٰ بندگان و غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں حکم وہی ہے جو تو اول سے کہتا ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس بات سے تیری صدق عقیدت معلوم ہوئی اب تو میرا مرید صادق ہوا۔ مرید کو ایسا ہی چاہیئے کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق و راسخ ہو۔ پھر یہ ذکر ہونے لگا کہ جب آدمی توبہ کرے تو پھر اُن حریفوں میں جا کر نہ ملے اور نہ اُنکی صحبت اختیار کرے جنسے اُسنے توبہ کی ہی ایسا نہو کہ کہیں پھر اُنکے سبب سے گناہ میں آلودہ ہو آدمی کے لئے صحبت بد سے سوائے کوئی بلائے عظیم نہیں ہی کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اور افعال بد سے بھی توبہ کرے اور اُن سے بچتا رہے کہ اُسکے لیئے یہ بھی دشمن ہیں پھر اسی محل پر یہ حکایت فرمائی کہ خواجہ حمید الدین ہوائی مرد بزرگ مریدان خواجہ معین الدینؒ سے ہیں اور وہ ملنگ کے ہم فرقہ میں جب وہ تائب ہوئے تو اُنکے یار ہمنشین آگئے اور اُنکو گھیر لیا اور کہا آؤ چلو پھر اُسی فراق میں مشغول ہوں خواجہ حمید الدین نے اُنکو دھتکار دیا اور کہا جاؤ اپنا رستہ لو اور مجھ غریب کا پیچھا چھوڑو میں نے توبہ کرلی ہی اور اپنے ازار بند کو ایسا مضبوط کسا ہی کہ قیامت کو بھی حوران بہشت پر نہ کھولونگا یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں کھانا آگیا خواجہ اور سب درویش کھانا کھانے لگے کہ اتنے میں شیخ نظام الدین ابو المؤید آئے اور سلام کیا خواجہ نے نہ اُنکے سلام کا جواب دیا اور نہ اُنپر التفات فرمائی ابو المؤید پر یہ امر نہایت شاق گزرا غرضکہ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو ابو المؤید نے سوال کیا کہ جب آپ کھانا کھا رہے تھے میں آیا اور سلام کیا آپنے سلام کا جواب کیوں نہ دیا۔ خواجہ قطب الاسلام

ادام اللہ بقائہ نے فرمایا کہ ہم طاعت الٰہی میں تھے سلام کا جواب کسطرح دیا جاتا۔ درویش لوگوں کا کھانا محض قوت عبادت کے لئے ہوتا ہے اور یہی انکی نیت ہوتی ہے کھانا کھانا گویا انکی عبادت ہے پس جب وہ عبادت وطاعت میں مشغول ہیں تو انکو یہ روا نہیں کہ وہ سلام کا جواب دیں اور آنے والیکو بھی چاہیئے کہ وہ سلام کرے مگر کہکر بیٹھ جائے اور کھانے میں شریک ہو جب طعام سے فارغ ہوا تھے اور سلام کرے پھر اسی محل پر آپنے یہ فرمایا کہ ایکدفعہ شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی (کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ العزیز کے پیر تھے) اپنے یاروں کے ساتھ کھانے میں مشغول تھے امام الحرمین اُستاد امام غزالی آئے اور سلام کیا کسی نے اُنپر التفات نہکی جب کھانے سے فارغ ہوئے تو امام الحرمین کہنے لگے کہ میں آیا اور سلام کیا لیکن آپ لوگوں میں سے کسینے سلام تک کا جواب ندیا۔ یہ کیا نیک بات ہے شیخ ابوالقاسم نے کہا کہ رسم یہی ہے کہ جو جماعت میں آئے اور وہ جماعت کو کھانے میں مشغول پائے تو آکر بیٹھ جائے جب وہ فارغ ہوں تو پھر اُٹھکر سلام کرے امام الحرمین بولے کہ یہ بات کہاں سے نکالی عقل سے یا نقل سے اُنہوں نے فرمایا عقل سے کیونکہ جب درویشوں کا کھانا محض قوت عبادت ہی کے لیئے ہے اور یہی اُنکی نیت ہے تو گویا وہ میں طاعت میں ہیں پس جب وہ طاعت میں ہوئے تو جواب کیونکر دیسکتے ہیں اسکے بعد خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ عالم سکر میں مشغول ہوگئے یہ دعاگو بھی اپنی جگہ پر واپس آکر مشغول ہوگیا۔ الحمد للہ علے ذلک۔

مجلس پنجم - ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۱۴ھ دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ حج کا ذکر چھڑ گیا قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علاؤ الدین کرمانی سید نورالدین مبارک غزنوی سید شرف الدین محمود صوفہ دوز مولانا فقیہ خداداد یہ ایسے لوگ موجود تھے کہ ہر ایک انمیں کا کامل تھا۔ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک اُنکے آگے کوئی چیز حائل نہ تھی بڑے صاحب کشف وکرامات تھے خانکعبہ کے مسافروں کا ذکر ہونے لگا خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے کہ جو اللہ کے خاص بندے ہیں جب وہ اپنے مقام پر ہوتے ہیں تو خانۂ کعبہ کو حکم کیا جاتا ہے کہ اُنکے گرد طواف کرے یہ فرماتے فرماتے آپ اور سب عزیز کھڑے ہوگئے اور ایسے عالم تحیر میں مستغرق ہوئے کہ اپنے آپے کی خبر نرہی یہ دعاگو بھی عالم تحیر میں مشغول ہوا پھر سبنے ایسی تکبیریں کہیں جیسا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں کہا کرتے ہیں غرضکہ سب تکبیر کہتے جاتے تھے اور ہر ایک کے اعضا سے تازہ تازہ خون نکلتا تھا اور جو قطرہ زمین میں گرتا تھا اُس سے تکبیر کا نقش بنتا چلا جاتا تھا جب ہم ہوشیار ہوئے تو ہمنے کعبہ کو اپنے آگے دیکھا اُسکا جیسا کہ ادب چاہیئے بجا لائے اور چار بار اُسکے گرد طواف کیا

ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے عزیزو ہمنے تمہارا حج و طواف اور نماز قبول کی اور اُن لوگونکی بھی ہمنے قبول کی جو تمہاری متابعت اور پیروی کرین۔ پھر خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ فرمانے لگے کہ شیخ الاسلام معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز ہر سال اجمیر سے خانہ کعبہ کو جایا کرتے تھے آخر الامر جب اُنکا کام کمالیت کے درجہ کو پہنچا تو جو حاجی حج کو جاتے وہ بیان کرتے کہ ہمنے خواجہ کو طواف کرتے دیکھا حالانکہ وہ یہین معتکف ہوتے تھے۔ پھر یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر شب خواجہ معین الدین خانہ کعبہ کے طواف کو جاتے تھے اور رات بھر وہین رہتے تھے فجر سے پہلے پہلے یہان آجاتے تھے اور اپنے جماعت خانہ مین فجر کی نماز پڑہتے تھے پھر اسی محل پر آپنے یہ فرمایا کہ مینے خواجہ معین الدین رح سے اُنہون نے شیخ عثمان ہارونی کی زبانی سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جب خواجہ مودود چشتی کو اشتیاق کعبہ غالب ہوتا تو فرشتونکو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو چشت مین پہنچا دین اور خواجہ کے آگے کردین جب خواجہ اُسے دیکھتے طواف کرتے نماز پڑہتے۔ پھر فرشتے اُسکو اُسکے مقام پر پہنچا دیتے پھر فرمانے لگے کہ خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہ العزیز نے ستر برس تک گھر سے پاؤن باہر نہین رکھا یعنی کہین نہین گئے ہر سال جو مسافر اور حاجی خواجہ کی زیارت کو آتے وہ بیان کرتے کہ ہمنے خواجہ کو خانہ کعبہ مین دیکھا کوئی کہتا ہمنے بیت المقدس مین دیکھا ہو اسکے بعد پھر قرآن مجید یاد کرنیکا ذکر ہونے لگا خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ فرمانے لگے کہ مجکو ابتدا مین قرآن مجید یاد نہین ہوتا تھا اسکے سبب سے مین بہت متردد تھا ایک رات مینے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا مین نے اپنی آنکھین آپکے پاے مبارک پر رکھین اور رونا شروع کیا اور عرض کیا کہ حضور مجکو حافظہ عطا ہو تاکہ مین قرآن مجید یاد کرون آپنے میری گریہ وزاری پر شفقت فرمائی اور فرمایا سر اُٹھا مینے سر اُٹھا لیا پھر فرمایا اچھا سورہ یوسف کی ملازمت کر خدا چاہے مجکو قرآن یاد ہوجائیگا جب مین بیدار ہوا تو مینے سورۂ یوسف کی ملازمت کی حق تعالےٰ نے اس آخری عمر مین مجکو قرآن مجید روزی فرمایا اور سب کو حفظ یاد کر لیا پھر فرمایا کہ جو کوئی قرآن مجید یاد کرنا چاہے اُسکو چاہیئے کہ سورۂ یوسف کی ملازمت کرے تاکہ قرآن مجید جلد یاد ہوجاوے پھر اسی محل پر یہ فرمایا کہ مین نے خواجہ معین الدین رح سے اُنہون نے خواجہ عثمان ہارونی کی زبان مبارک سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ خواجہ ابو یوسف چشتی کو بھی قرآن مجید یاد نہین ہوتا تھا وہ بھی بہت متردد تھے کہ ایک رات اُنہون نے اپنے پیر کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین تو کیون متردد ہوتا ہے عرض کیا قرآن مجید یاد نہین ہوتا فرمایا سو بار سورۂ اخلاص

قرآن یاد کرنے کی نیت سے ہر روز پڑہا کرتا کہ حق تعالی تجہکو کلام اللہ روزی فرمائے اور جو کوئی اور بھی
اس نیت سے پڑہے اُسکو بھی حق تعالی یاد کرا دے جب مین بیدار ہوا تو مینے حسب اشارت سورہ اخلاص
پڑھنی شروع کی چند روز نہ گزرے تھے کہ حق تعالے کے فضل سے قرآن مجید یاد ہوگیا۔ اور آخر عمر مین
یہ نوبت پہونچی کہ ہر روز پانچ ختم کرکے پھر اور تلاوتون مین مشغول ہوتے تھے جب یہ فوائد خواجہ
قطب الاسلام تمام کر چکے تو عالم تحیر مین مشغول ہوگئے اور یہ فقیر اپنی جگہ پر آکر مشغول ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مجلس ششم ۔ روز جمعہ ششم دولت پابوسی حاصل ہوئی عزیزان اہل صفہ حاضر تھے حوض شمسی کا
ذکر تھا خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ سلطان شمس الدین کو حوض بنانے کی ضرورت
تھی ایک دفعہ اپنے ارکان دولت کے ساتھ عمدہ جگہ تلاش کرتا پھرتا تھا تلاش کرتے کرتے اُس جگہ پہنچا
جہان اب حوض بنا ہوا ہے وہان پہونچکر کھڑا ہوا اور اُسجگہ کو پسند کیا اور اپنے قصر کو واپس آیا چونکہ وہ سلطان
ایک اصلان حق سے تھا رات کو اسی نیت سے متصلے پر سویا خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ اُس حوض کے چبوترہ
کے پاس جہان اب ہے ایک شخص بالا قد صاحب کمال خوبصورت کہ اُسکی تعریف نہین ہوسکتی گھوڑے
پر سوار ہے اور چند آدمی اُسکے ہمراہ ہین جب اُنکی نظر سلطان پر پڑی اپنے روبرو بلایا اور کہا کیا نیت
رکھتا ہے کہا یہ نیت ہے کہ یہان ایک بڑا حوض تیار کراؤن یہ بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ کسی نے کہا
اے شمس یہ رسول خدا ہین (صلے اللہ علیہ وسلم) انسے اپنی مراد کی درخواست کر تاکہ تیرا مقصود جلد حاصل ہو چونکہ
سلطان کو اس حوض کا فکر تھا وہی پیش کیا اور پائے مبارک پر سر رکھا پھر سر اُٹھا کر کھڑا ہوا اسجگہ کہ اب
چبوترہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے نے لات ماری کہ پانی نکل آیا آپنے فرمایا اے
شمس اسجگہ حوض بنائیو کہ یہان سے ایسا پانی نکلے گا کہ کسی جگہ بھی ایسا لذیذ پانی نہوگا پھر بیدار ہوگیا
اور جاکر دیکھا تو واقعی اُسجگہ سے پانی نکلا ہوا ہے اُس پانی کو پیکر کہنے لگا کہ اگر بیشمار شیرینی بھی ہر
جنس سے جمع کیجائے تو وہ لذت نہوگی جو اسوقت اسمین ہے پھر خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے
کہ یہ شیرینی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی ہے۔ اور دوسرے وہان بڑے بڑے اولیاء اللہ
سوتے ہین اور ابھی معلوم نہین اور کون کون سوئیگا پھر آپ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے
لگے مین بھی یہی امید رکھتا ہون کہ میرا مسکن و مدفن بھی اس حوض کے قریب ہی ہو پھر آپ سلطان
شمس الدین والی شہر کی حکایت بیان کرنے لگے کہ وہ بڑا خوش اعتقاد تھا اکثر شب بیداری کرتا تھا

کسی نے اسکو سوتا ہوا نہین پایا بلکہ جاگتا ہوا اور عالم تحیر مین استادہ اگر کبھی ذرا آنکھ لگ جاتی تو فوراً بیدار
ہوجاتا اور خود اٹھکر پانی لیکر وضو کرتا اور مصلے پر آتا اور کسی خدمتگار کو نہ جگاتا اور کہتا کہ جو آرام مین ہین
انکو تکلیف دینا ٹھیک نہین۔ راتو نکو گدڑی پہنکر گشت لگاتا اور کسیکو خبر نکرتا مگر ایک محرم راز کو لپنے ساتھ
لیجاتا اور ایک تھیلی روپیونکی اُسکے ہاتھ مین دیتا مسلمانونکے گھرون پر جاکر ایک ایک کا حال پوچھتا اور
ہر ایک کو اُنکے نصیب کے موافق دیتا پھر وہان سے پلٹکر مسجدون عبادت خانون اور بازارون وغیرہ مین
جاتا جو درویش پاتا اور لوگ ملتے اُنکے نصیب کے موافق اُنکو کچھ دیتا اور بہت سی معذرت کرتا اور کہدیتا کہ زنہار
زنہار کسی سے کچھ تذکرہ نکرنا جب دن ہوتا تو دربار عام کرتا اور کہتا کہ اُن مسلمانون کو میرے پاس لاؤ جنہون
نے ساری رات فاقہ سے گزاری ہو اُسکے حکم کے موافق لائے جاتے ہر ایک کو اپنے پاس بُلاتا اور اندازہ سے
ہر ایک کو کچھ دیتا اور اُنکو قسم دیتا کہ جب تم بھوکے ہوا کرو یا تمہارے پاس کچھ نہوا کرے یا کوئی کچھ تمپر ظلم
وستم کیا کرے تو فوراً میرے پاس چلے آیا کرو مین اسی کام کے لیے تخت پر بیٹھا ہون اور اسی لیئے زنجیر معدلت
دروازہ پر لٹکائی گئی ہے کہ جسکو کچھ تکلیف ہو وہ آوے اور اس زنجیر کو ہلادے مین اُسکا انصاف کرون گا
کیونکہ مجکو قیامت کے دن تمہارے دعوونکی طاقت نہین ہی پھر آپ فرمانے لگے کہ یہ بات وہ اسلیئے کہتا کہ
میرے ذمہ سے یہ بوجھ ساقط ہوجائے اور قیامت کو مخلصی ہو اور یہ کہنے کو گنجائش ہو کہ مین نے تو تم سے
کہدیا تھا کہ فوراً میرے پاس چلے آؤ لیکن تم نہین آئے۔ پھر فرمانے لگے کہ ایکدفعہ رات کو میرے پاس آیا
اور آتے ہی میرے پاؤن پکڑ لیئے مینے کہا مجکو کیون تکلیف دیتا ہی جو تیرا مطلب ہے بیان کر کہا میری حاجت
یہ ہی کہ آپنے رب العزت کی مہربانی سے مجکو یہ ملک دلوادیا ہی لیکن اتنا خیال رکھیئے گا کہ قیامت کو جب رب العزت
مجھ سے حساب کتاب پوچھے تو آپ بھول نہ جایئے گا۔ غرضکہ جب مین نے اُسکی بات کو منظور کرلیا تو وہ رخصت
ہوا۔ پھر فرمانے لگے کہ ایکدفعہ مین بداؤن مین تھا یہ شمس والی ملک بھی وہین ٹھہرا ہوا تھا ایکدن چوگان بازی
مین باہر گیا کہ وہان ایک بوڑھے ضعیف ونحیف نے آکر سوال کیا اُسکو کچھ نہ دیا جب آگے بڑہا تو ایک
جوان خاصا ہٹا کٹا موٹا تازہ کھڑا تھا تھیلی مین ہاتھ ڈالکر بہت سے روپیے اُسکو دیدیئے اور آگے کو روانہ ہوا اور
اپنی صحبت والون سے کہا کہ تمنے دیکھا اُس بوڑھے نے مجھ سے سوال کیا اور مینے اُسے کچھ نہین دیا اور اُس
جوان کو اُسکے بے مانگے مینے دیدیئے تم سمجھ لو اگر مین اپنی خواہش سے دیتا تو اُس بوڑھے سائل کو دیتا کہ وہی
دینے کے لائق تھا اور اُسیکا دینا مستحسن تھا بس یقین کرلو کہ جسکو دیتا ہی خدا ہی دیتا ہی کیسکی مجال نہین کہ کوئی

مجھ سے بیچ میں میں کون ہوں کہ کہوں فلاں کو دیا فلاں کو نہ دیا جو کچھ ہے سب رضائے الٰہی سے ہے
پھر آپ شیخ الاسلام دہلی اور جلال الدین تبریزی کا ذکر فرمانے لگے کہ شیخ الاسلام نے کہا کہ شیخ جلال الدین
تبریزی امردالکون سے بہت محبت رکھتے ہیں اور اسپر دعویٰ درویشی کا رکھتے ہیں یہ بات بڑھتے بڑھتے یہانتک
بڑھی کہ شیخ الاسلام نے محضر تیار کرلیا اور سلطان شمس الدین کو بھی خبر کردی۔ شیخ جلال الدین نے شیخ الاسلام
دہلی سے کہلا بھیجا کہ اس معاملہ میں کوئی منصف ہونا چاہیئے انہوں نے کہلا بھیجا کہ جسکو تم قرار دو ہمکو منظور ہے
شیخ جلال الدین نے کہا میرے معاملہ میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی منصف ہونگے شیخ الاسلام نے کہلا بھیجا
کہ ملتان ایک دور دراز جگہ ہے انکا آنا کب ہوسکتا ہے شیخ جلال الدین نے لکھ بھیجا کل محضر کے وقت بلا لیجیئے
تو سنکر دوسرے روز بڑا مجمع ہوا بڑے بڑے ائمہ اور مشائخ موجود ہوئے یہ دعا گو بھی حاضر تھا اور سلطان شمس الدین
بھی۔ شیخ جلال الدین آئے اور جوتیوں میں بیٹھ گئے ہر چند سب نے کہا اور سلطان نے بھی خود حضرت کی اور
کہا تم اوپر بیٹھو لیکن انہوں نے وہیں بیٹھنا پسند کیا اور کہا کہ یہ مقام اور وقت مجھ پر دعوے کا ہے مجکو یہیں بیٹھنا
چاہیئے اسوقت میرا تعلم بھی پڑا اسکے بعد ہر ایک ائمہ اور مفتی اور شیخ الاسلام نے حدیثیں اور روایتیں سناسب
حال و مقام پڑھنی شروع کیں اور شیخ جلال الدین پر وار کیں یہ چپ بیٹھے سنا کئے تھوڑی دیر نہ گذری
تھی کہ شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز آگئے ساری خلقت حیران تھی اور ہر ایک دوسرے سے کہتا
تھا کہ انکو کس نے خبر کی اور ملتان سے یہ کب روانہ ہوئے جو یہاں آئے۔ خیر بہاء الدین زکریا ملتانی جہاں
لوگوں کی جوتیاں پڑی تھیں آکر کھڑے ہوئے اور شیخ جلال الدین کی نعلین پہچان کر اٹھالیں اور انکو آنکھوں
سے ملا اور اپنے آستین میں رکھ لیں جب یہ حال سلطان شمس الدین نے دیکھا سب لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ ہمکو شیخ جلال الدین کی بزرگی معلوم ہوگئی جب ایسا کامل شخص مقتداء زمانہ اس شخص کی نعلین
بوسی کرے تو اسکا رتبہ عنداللہ کیا ہوگا بس یہ بہتان ہے جو شیخ جلال الدین پر باندھا گیا ہی آخرالامر سلطان
شمس الدین اور دیگر حضار مجلس نے بہت سی حضرت کی اور معافی چاہی اور مجلس برخاست ہوگئی۔ پھر شیخ
جلال الدین اور شیخ بہاء الدین دونوں وہاں سے اٹھکر لب جو آئے اور رات وہیں بسر کی صبح کو شیخ بہاء الدین
تو رخصت ہوکر ملتان کو روانہ ہوئے اور شیخ جلال الدین ہندوستان سے نقل کرکے لکھنوتی چلے گئے
وہاں ایک عرصہ تک زندہ رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔ یہاں اس بات کو تھوڑے ہی دن نہ گذرے تھے کہ
شیخ الاسلام کے پیٹ میں درد اٹھا اور جان سے گذر گیا۔ پھر دنیا کا ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے

فرمایا کہ بندہ کیلئے دنیا سے زیادہ کوئی حجاب نہیں ہی جسقدر آدمی دنیا مین گھستا جاتا ہی اسیقدر خدا سے دور اور
جدا ہوتا جاتا ہے جس روز کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی محبت کو یہان بھیجا تمام فرشتے روئے اور شیطان بہت خوش
ہوا اور بولا کہ خوب ہوا اولاد آدم مین فتنہ تو قائم ہوا کہ اسکی محبت کے سبب سے بھائی بھائی کو مار ڈالیگا اور انہون
مین محبت نہ رہیگی اور شہر کے شہر اسکی محبت مین خراب ہونگے اور ایک دوسرے مین جدائی اور عداوت پیدا
ہوگی اور آخر کو ہلاک ہو جاینگے اور دنیا برقرار رہیگی۔ الغرض اس دنیا کی محبت کو ابلیس نے آنکھون پر بٹھایا اور
بڑی تعظیم و تکریم کی فرمان آلٰہی ہوا کہ اے ابلیس کیون تو نے اسکی حد سے زیادہ تعظیم کی اُسنے کہا مین نے
اس دنیا کی اسلئے زیادہ تعظیم کی کہ جو کوئی اسکو دوست رکھے گا وہ میرے دوستون مین سے ہوگا مین اسکو یار بنا کر خوب
دونگا اور مردار دنیا مین اُسکو پھنسا کر تمام طاعات عبادات خیرات سے الگ رکھونگا پس جب وہ میرے پاس ہوگا
تو جلد ہلاک ہوگا اور اسکا مال دوسرونکو نصیب ہوگا۔ پھر خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے ای کیا مکار دنیا ہی کہ جو اسکے
جال مین پھنسا ہلاک ہی ہوا اور آپ پھر ویسی کی ویسی رہی۔ پھر فرمایا کہ دنیا کے سب دوستی و یاری رکھتے ہین مگر
درویش لوگ اسپر لات مارے ہوئے ہین اور اپنے پاس تک نہین آنے دیتے پھر اسی محل پر آپنے یہ فرمایا کہ خواجہ یوسف
چشتی فرماتے ہین کہ دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسے بھی مرد ہین کہ اگر اُنکے پاس ہزار ہزار بار دنیا آئے اور آکر
عرض کرے کہ اے خواجہ خواجگان اگر تم مجکو قبول نہین کرتے ہو تو ایک نظر گوشہ چشم ہی سے دیکھ لو وہ کبھی
بھی اسکی باتون پر متوجہ نہون اور یہی کہین کہ خبردار یہان نہ آنا اگر ابکی مرتبہ یہان آئی تو تو ہی جائیگی۔ اسکے بعد
آپنے یہ فرمایا کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے ایک بدصورت بڑھیا عورت کو دیکھا اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین
دنیا ہون کہا تو نے کتنے خاوند کیئے کہا ان گنت کچھ گنتی مین آسکین تو مین بیان بھی کرسکون آپنے فرمایا
کسینے تجکو طلاق بھی دی کہا کسی نے بھی نہین سب کو مینے ہی چٹکیا سب مر گئے مین ہی زندہ ہون یہ
فرما کر خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ بہت روئے اور فرمایا کہ درویشی مین راحت بہت ہی اور دنیا کی آفتون
سے بہت پناہ ہی لیکن بڑی سختی درویشی مین یہ ہی کہ کوئی رات فاقہ سے کٹی مگر فقیر کے لئیے وہ رات شب معراج ہے
کیونکہ اہل سلوک و تصوف فرماتے ہین کہ مِعْرَاجُ الْفَقِيرِ فِي لَيْلَةِ الْفَاقَةِ یعنی جو رات فقیر کی فاقہ سے کٹے وہی رات
اُسکے معراج کی ہی پس کوئی نعمت درویشی سے زیادہ نہین ہی کیونکہ تنکی ملکت خود اُسکے ہاتھ مین دیگئی ہی کہ وہ تصرف
کرے اور اُسکے مالونکو اُسکے مصرف مین لگائے پس وہ کرسکتا ہی کہ آپ بھی کھائے مگر بہتر یہی ہی کہ خود فاقہ کرکے
تاکہ اسکا کام دوبالا ہو اور ترقی مراتب نصیب ہو پس جسوقت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ یہ فوائد تمام کر چکے

تو آپ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور یہ دعا گو اپنے مقام پر چلا آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس ہفتم۔ روز چہارشنبہ ۶۳۳ھ دولت پابوسی حاصل ہوئی قاضی حمید الدین۔ مولانا شہاب الدین اوشی شیخ محمود موزہ دوز۔ خواجہ تاج الدین غزنوی۔ مولانا فقیہ خداداد۔ سید نور الدین مبارک غزنوی۔ سید شرف الدین۔ مولانا شمس الدین ترک۔ مولانا علاؤ الدین کرمانی۔ قاضی عماد الدین۔ مولانا فخر الدین زاہد یہ سب صاحب کشف و کرامات خدمت میں حاضر تھے سلوک کا ذکر ہو رہا تھا کہ سیین خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے کہ ایکدفعہ امام الحرمین ست اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ امام الحرمین نے ذکر اللہ شروع کر دیا انکی موافقت سے سب بزرگ ذکر کرنے لگے یہانتک کہ ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے کہ اپنے آپ کی خبر نہ رہی پھر ان سبکے ہر رونگٹے سے خون بہنا شروع ہو گیا لیکن جو قطرہ زمین پر گرتا تھا نقش نام اللہ بنجاتا تھا اور اُسکے گرنے کی آواز سے لفظ اللہ مفہوم ہوتا تھا اس حکایت کے بیان کرنے سے یہاں بھی سب بزرگوں میں ایک حالت طاری ہو گئی اور ایسے ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے کہ بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو حضرت خواجہ نے یہ رباعی پڑھی رباعی

ذکر خوش تو زہر دہن مے شنوم — شرح غم تو ز خویشتن مے شنوم
گر ہیچ نباشد سخنے بنشانم — تا نام تو مے گوید و من مے شنوم

سب یار ذکر الٰہی میں ایسے مشغول ہوئے کہ انکے بھی ہر بُن مو سے خون بہنے لگا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا نقش سبحان اللہ بنجاتا تھا اور اُسکے گرنے کی آواز سے ذکر الٰہی مفہوم ہوتا تھا جب اُس ذکر سے فارغ ہوئے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا یہ دعا گو اٹھا اور آداب بجا لایا میری نیت وہاں سے جانیکی تھی خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ کی نظر مجھپر پڑی آنکھوں میں آنسو بھر لائے میں کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ مولانا فرید میں جانتا ہوں کہ تم چلے جاؤ گے میں پھر آداب بجا لایا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو فرمایا اچھا جاؤ تقدیر میں اسیطرح لکھا ہوا ہے کہ سفر آخرت کے وقت تم ہمارے پاس نہو۔ پھر آپنے سبکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اس درویش کیواسطے دنیا و دین کی زیادتی نعمت کیلئے فاتحہ اور اخلاص پڑھتا ہوں سب نے ہاتھ اٹھا لئے اور دعاے خیر کی اُسوقت آپکے پاس ایک مصلا تھا وہ مجھے عطا کیا اور ایک عصا بھی دیا اور فرمایا اسپر دوگانہ ادا کرو اور بیٹھو کل چلے جانا میں نے آپکے فرمانے کے مطابق دوگانہ پڑھا اور اُسپر بیٹھا پھر خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی سجادہ اور نعلین اور دستار اور خرقہ قاضی حمید الدین ناگوری کو دے جاؤنگا تم میری وفات کے چار پانچ روز بعد آؤ گے اور اس امانت کو لو گے یہ کلمات آپکے فرماتے ہی مجلس میں ایک شور برپا ہو گیا پھر سب نے

خواجہ کے لئے دعا کی پھر خواجہ نے فرمایا کہ تم کیون آزردہ ہوتے ہو مین بھی اپنے خواجہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ کی وفات کے وقت حاضر تھا انہون نے بھی مجھے اُسوقت خرقہ نہین دیا تھا اسی سجادہ سے رخصت کر دیا تھا جیسا کہ دعاگو نے تمہارے ساتھ کیا۔ پھر آپنے فرمایا مرید کو چاہئیے کہ اپنے پیر کی سنت پر قائم رہے اور ایک ذرہ برابر اُس سے تجاوز نکرے تاکہ قیامت کے دن اُنکے روبرو شرمندہ ہونا نپڑے پھر کچھ ذکر خوف کا ہونے لگا آپنے فرمایا کہ یہ سالک کیلئے خوف حق کا تازیانہ ہی تاکہ جو بندہ نیمن سے بے ادبی کرے اس تازیانہ سے اُسکو سیدھا کیا جائے تو وہ سنور جائے پھر آپنے فرمایا جس دلمین خوف الٰہی ہوتا ہی اُسکا قارورہ دل ذرہ ذرہ ہوجاتا ہی۔ پھر فرمایا کہ ایکدفعہ خواجہ سفیان ثوری رح کچھ بیمار تھے ہارون رشید نے یہ سنکر کسی طبیب ترسا کو معالجہ کیلئے بھیجا مگر وہ طبیب بڑا حاذق طبیب تھا جب وہ خواجہ سفیان ثوری رح کے پاس آیا اور نبض دیکھی اور ہاتھ سینہ پر رکھا ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑا اور کہا سبحان اللہ دین محمد علیہ السلام مین ایسے مرد بھی ہین کہ خداتعالیٰ کے خوف سے اُنکا قارورہ دل ذرہ ذرہ ہوجاتا ہی اُس طبیب نے فی الفور کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا یہ خبر ہارون رشید کو پہنچی کہ جس طبیب کو آپنے بھیجا تھا وہ مسلمان ہوگیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر درویش تونگری کا طالب ہے تو اُسکو چاہیے کہ زہد و طاعات بہت کرے اگر فقیری کو چاہتا ہے تو نامرادی اختیار کرے اگر قرب چاہتا ہی تو نا امیدی اپنے مین لے اور طاعت مین زیادہ مصروف ہو تو ہر وقت ان مقامات پر پہونچ جاویگا اگر ایسا نکریگا تو بیکار رہیگا۔ پھر آپنے میرے طرف رُخ کیا اور فرمایا اے فرید تو میرا دنیا و آخرت مین یار ہی یہ بات سُن لے کہ غافل نرہیو اہل سلوک فرماتے ہین کہ راہ طریقت ایک پُرخوف راہ ہے جو کوئی اس راہ مین قدم رکھے وہ غفلت سے منزلگاہ عزت پر نہین پہونچتا مگر اُس طریق سے کہ جسطرح اُسکے اہل نے فرمایا پس جب آدمی حد حق پر پہونچے تو جب تک وہ دست بلا سے دروازہ نہ کھولے اور کچھ غم نا اُٹھائے اور ذلت حاصل نکرے منزل عزت پر نہین پہونچے گا پھر فرمایا کہ تیس برس ریاضت کو گزر گئے تب تک ایسا نکر لیا منزلگاہ عزت پر نہین پہونچا پس جب آپ یہ فوائد تمام کر چکے ہر ایک عزیز آداب بجالایا اور رخصت ہوئے جب میری نوبت آئی تو مجکو آپنے بغل مین لیا اور گریہ فرمایا اور یہ لفظ زبان مبارک سے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ پھر فرمایا کہ ارادت حق پیر کے ساتھ بڑی زبردست چیز ہے جاؤ مینے تمہین خدا کو سونپا اور مقام قرب عزت پر پہنچا دیا یہ کہکر آپ تو عالم تحیر مین مشغول ہوگئے اور یہ دعاگو وہانسے لوٹ آیا۔ یہ فوائد سلوک تھے جو مینے زبان مخدوم عالمیان سے سُنے تھے اور اس مختصر مین لکھے گئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

تمت

ملفوظات حضرت خواجہ بابا فرید گنج شکرؒ مسمیٰ بہ راحۃ القلوب

مرتبہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ جاننا چاہیئے کہ یہ جواہر خزانۂ الہام ربانی اور یہ شگوفے فضل علوم سبحانی کے ہیں کہ جو زبان قدبار۔ دلسان گوہر نثار سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم قطب سماء الدنیا بدر الطریقہ۔ برہان الحقیقۃ۔ سید العابدین بدر العارفین عمدۃ الابرار۔ قدوۃ الاخیار۔ تاج الاصفیا۔ سراج الاولیا۔ ملک المساکین۔ برہان العاشقین فرید الحق والشرع والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ سے جمع کیے گئے اور جو کچھ الفاظ زبان مبارک سے سنے وہ بعینہ اس مجموعہ میں جمع کیے گئے ہیں اور اس مجموعہ کا نام اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق سے راحۃ القلوب رکھا گیا ہے

مجلس اول۔ روز چہار شنبہ ماہ رجب ۶۵۵ھ کو اس مسلمانوں کے دعاگو نظام الدین احمد بدایونی نے سلطان الطریقۃ کے غلاموں میں سے ہے اور اس مجموعہ کا جامع ہے سعادت پابوسی سید العابدین خواجہ فرید الحق والشرع والدین کی حاصل کی حضور نے اسیوقت کلاہ چارترکی کہ دنیا و دین کی دولت فرق مبارک رکھتے تھے اپنے سر مبارک سے اتار کر اس دعاگو کے سر پر رکھی اور خرقہ خاص اور نعلین چوبین عطا فرمائی الحمد للہ علےٰ ذلک اور یہ بھی فرمایا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ ہندوستان کی ولایت کسی دوسرے شخص کو دوں چونکہ تم راہ میں تھے مجکو ندا آئی کہ ابھی ٹھہرو نظام الدین احمد بدایونی آتا ہے یہ حصہ اسکا ہے اسکو دینا اسوقت یہ دعاگو اشتیاق پابوسی از حد رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کچھ خلوت میں عرض کروں مگر شیخ الاسلام کی دہشت نے مجھپر ایسا اثر کیا کہ میں کچھ عرض نکر سکا چونکہ ضمیر روشن شیخ الاسلام آگاہی رکھتا تھا فرزبان مبارک پر لائے کہ بیشک تمہارا اشتیاق اسی سے روشن ہے کہ جو تم دلمیں رکھتے ہو اور یہ بھی فرمایا کہ لِکُلِّ دَاخِلٍ دَھْشَۃٌ یعنی ہر داخل ہونیوالے کیلئے دہشت ہے اس دن سے اس فقیر نے اپنے دلمیں

یہ خیال کر لیا کہ جو کچھ میں شیخ الاسلام کی زبانی سنوں اُسکو قلمبند کرتا جاؤں ابھی یہ بات میرے دلمیں گذری ہی تھی کہ حضور نے فرمایا اُس مرید کیلئے بڑی سعادت ہے کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبانی سُنے گوش ہوش اُسکی طرف لگائے رکھے اور اُسکو لکھتا جائے ہر حرف کے بدلے کہ جو لکھنے میں آئے ہزار برس کی طاعت کا ثواب اُسکے نامۂ اعمال میں درج ہوا مرنیکے بعد علیین میں جگہ پائے پھر آپنے یہ مثنوی پڑھی مثنوی

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ | سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

پھر اسی محل پر آپنے یہ سخن فرمایا کہ آدمیونکو ہر وقت ایسا ہی چاہیئے کیونکہ کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے کہ میرے دل پر یہ ندا نہیں کیجاتی کہ زندہ وہ دل ہے جسمیں ہماری محبت اور اشتیاق بھرا ہوا ہو۔ الغرض درویشی میں کلام ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی ہے اور خرقہ پوشی اُسیکا کام ہے کہ جو اپنے بھائی مسلمانوں کی عیب پوشی کرے اور کسیکے آگے اپنے مکاشفہ کا حال بیان نہ کرے اور جو کچھ دنیاوی مال آوے سب اللہ کی راہ میں دے ڈالے اور اُس مال کو اُسکے مصرف میں لگاوے اور ذرہ برابر اپنے پاس نہ رکھے۔ اُسوقت آپ فرمانے لگے کہ اصحاب طریقت اور مشائخ کبار اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ تین طرح ہے۔ ایک زکوٰۃ شریعت۔ دوسری زکوٰۃ طریقت تیسری زکوٰۃ حقیقت زکوٰۃ شریعت وہ ہے کہ اگر کسیکے پاس دو سو درہم ہوں تو اُنمیں سے ایک سال گزرنیکے بعد پانچ درہم خدا تعالیٰ کی راہ میں دے۔ اور زکوٰۃ طریقت وہ ہے کہ دو سو میں سے پانچ درہم رکھے باقی سب خدا تعالیٰ کی راہ میں دے ڈالے۔ اور زکوٰۃ حقیقت وہ ہے کہ کچھ نہ رکھے سب اللہ کی راہ میں دے ڈالے۔ کیونکہ درویشی خود فروشی ہے پھر آپنے اسکی مثل یہ حکایت فرمائی کہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز کو اس دُعاگو نے دیکھا ہی اور چند روز تک اُنکی خدمت میں بھی رہا ہے۔ تخمیناً ہزار دینار یا کم و بیش ہر روز اُن کی خانقاہ میں آتا تھا سبکا سب خدا کی راہ میں صرف کرتے تھے اور رات تک ایک پیسہ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں کچھ بچا رکھوں تو لوگ مجکو درویش نہ کہیں بلکہ یہ کہیں کہ یہ درویش کیا ہیں مالدار ہیں پھر آپنے اسی محل پر یہ حکایت فرمائی کہ درویشی کیا ہے قناعت ہے جو کچھ اُسے ملجائے بہتر ہے چناں چنیں نہ کرے کیونکہ میں نے سلوک اولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ ایکدفعہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک درویش کو دیکھنے گئے اُس درویش سے ملاقات کی اور سلوک کی باتیں کرنے لگے درویش کے پاس اُسوقت دو روٹیاں جو کی بغیر نمک کی موجود تھیں اُسنے مالک بن دینار کے روبرو لا رکھیں

انہون نے کہاکہ اگر ذراسا نمک ہوتا تو اچھا تھا۔ اُس بزرگ کی ایک لڑکی یہ بات سُنتے ہی لوٹا لیکر بقال کی دُکان پر گئی اور گرو رکھکر نمک لائی اور اُنکے روبرو رکھا۔ مالک دینار اور وہ درویش دونون ملکر کھانا کھانے لگے۔ مالک دینار بولے کہ بس درویش کو اسقدر قناعت کافی ہے۔ لڑکی نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیاکہ اے خواجہ اگر آپکو قناعت ہوتی تو ہمارا لوٹا بقال کی دکان پر گرو نہوتا۔ اے مالک دینار ہمکو آج سترہ برس ہونے آئے کہ ہمنے اپنے نفس کو نمک نہین دیا یہ تو نے کیا کہاکہ اسقدر قناعت کافی ہے یہ بات تو درویشی سے بعید ہے۔ پھر آپنے اس حکایت کے بعد یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔ رُباعی

چون عمر گذشتنی ست مے نوشی بہ
چون کار بقسمت ست کم کوشی بہ
چون نرس حیاتست بند پوشی بہ
چون گفتہ نوشتہ است خاموشی بہ

اور فرمایا کہ ہنوز تجکو خبر نہین کہ درویشون کے سر پر کیا چیز ہی چلتی ہے۔ پھر کچھ خرقہ کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی شب معراج مین خرقہ ملا تھا اور آپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلاکر فرمایا تھا کہ مینے اپنے پروردگار سے خرقہ پایا ہے مجکو حکم ہے کہ مین اسکو تم مین سے کسیکو دون اب مین تمسے ایک بات پوچھتا ہون۔ جو شخص تم مین سے جواب باصواب دیگا مین یہ خرقہ اُسے دونگا۔ اول آپنے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ابوبکر اگر مین یہ خرقہ تجکو دون تو تو کیا کرے کہا یا رسول اللہ مین صدق اختیار کرون اور خدا تعالی کی بندگی کرون اور جو کچھ میرے پاس مال و منال ہو وہ سب اللہ کی راہ مین دون پھر آپنے حضرت عمر رضؓ سے پوچھا کہا مین عدل کرون اور بندگان خدا کے ساتھ انصاف کرون اور مظلومونکی داد دون۔ پھر آپنے حضرت عثمان رضؓ سے پوچھا کہا مین ایکدوسرے مین اتفاق کی کوشش کرون اور جو حق بات ہو اُسکو بجالاؤن اور حیا اور سخاوت اختیار کرون۔ پھر آپنے حضرت علی رضؓ سے پوچھا انہون نے کہاکہ مین پردہ پوشی کرون اور خدا تعالے کے بندونکا عیب چھپاؤن۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضؓ لے یہ خرقہ مین نے تجکو دیا۔ مجکو حضرت عزت کا فرمان بھی یہی تھا کہ جو تیرے یارو نمین سے یہ جواب دے اُسیکو یہ خرقہ دیجیو۔ یہ حکایت فرماکر شیخ الاسلام آنکھونمین آنسو بھر لائے اور ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور بیہوش ہوگئے جب ہوش مین آئے تو یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ معلوم شد درویشی پردہ پوشی ست۔ یعنی یہ بات معلوم ہوئی کہ درویشی کے معنی یہی ہین کہ بندگان خدا کی پردہ پوشی کرے۔ پس درویش کو چاہیئے کہ ان چار چیزونسے دور رہے (۱) آنکھونکو اندھا کرے

آدمیوں کا عیب نہ دکھائی دے (۲) کانوں کو بہرہ کرے تاکہ جو بات نہ سننے کے قابل ہو وہ نہ سُنے (۳) زبان کو گنگ کرے تاکہ جو بات نہ کہنے کے لایق نہیں ہے اُسکو نہ کہے (۴) پاؤنکو لنگڑا کرے تاکہ جو جگہ نہ جانے کی ہے نہ جائے۔ اگر کسی مین یہ خصلت دکھائی دے تو یقینی جان لے کہ وہ درویش ہے ورنہ حاشا کہ اللہ جو درویشی کا دعویٰ کرے وہ مدعی اور جھوٹا ہے اور درویشی کی کوئی بات نہیں رکھتا اور اپنے آپ کو جھوٹ درویش کہلوا تا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز نے چالیس برس تک آنکھین بند رکھی تھین جب اُنسے پوچھا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے۔ فرمایا سبب یہی ہے کہ آدمیون کا عیب نہ دیکھون اور اگر اتفاقاً مجکو کچھ دکھائی بھی دے تو اُس کو چھپاؤن اور کسی سے تذکرہ نکرون۔ شیخ الاسلام جب یہ فرما چکے تو مراقبہ مین مصروف ہو گئے بہت دیر کے بعد آپنے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بابا نظام الدین جس درویش مین یہ بات ہو کہ جو کچھ کہے اُسیوقت ہو جاے وہ درویش ہے۔ اسی محل پر شیخ الاسلام کو رقت ہوئی اتنے مین محمد شاہ نام آپکا ایک یار تھا آیا اور آداب خدمت بجالایا آپنے فرمایا کہ بیٹھ وہ آپکے حکم سے بیٹھ گیا لیکن اُسکا دل بہت خراب تھا اپنے بھائی کو حالت نزع مین چھوڑ کر آیا تھا آپکی ضمیر پر تنویر پر یہ بات روشن ہو چکی تھی فرمایا کیون متغیر ہے اُسنے عرض کیا کہ میرے بھائی کا حال آپ پر خود روشن ہے فوراً شیخ الاسلام کے منہ سے نکلا کہ جا تیرا بھائی تو اچھا ہے وہ آپکے فرمانے سے گھر آیا اور بھائی کو اچھا بھلا کھانا کھاتے پایا دیکھا تو اُسکی صورت سے یہ بات ظاہر نہین ہوتی تھی کہ یہ بیمار تھا۔ پھر فرمایا کہ درویشی وہ ہے کہ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے جو کچھ صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک آتا تھا سب اللہ کی راہ مین خرچ کر دیتے تھے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارہا خطبہ مین پڑہا کہ مین نے سواے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نہ دیکھا کہ رات تک کچھ بچا کر رکھتا ہو۔ یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ مولانا بدر الدین اسحق نے پوچھا کہ اسراف کیا چیز ہے اور اسکی حد کیا ہے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو لے نیت دے اور خدا کے لیے نہ دے وہ سب اسراف ہے اور اگر اُسنے خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے دیا ہے تو وہ اسراف نہین ہے۔ شیخ الاسلام یہ کلمات فرما ہی رہے تھے کہ اتنے مین ظہر کی اذان ہونے لگی۔ پھر آپ بعد نماز مراقبہ مین مصروف ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

۱۶ر شعبان روز پنجشنبہ ۶۵۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی شیخ بدرالدین غزنوی شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا شرف الدین قاضی حمید الدین ناگوری کے نواسے اور دوسرے لوگ خدمت میں حاضر تھے کہ آپنے فرمایا کہ جو آنیوالا ہمارے پاس آئے خواہ وہ مسکین ہو خواہ تونگر محروم مت جانے دو اور جو کچھ موجود ہو اسکو دو تاکہ وہ شخص بھی درویش صفت ہو۔ شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ فرمانے لگے کہ جو مسکین یا تونگر میرے پاس آئے خواہ وہ کچھ لائے یا نہ لائے لیکن مجکو لازم ہے کہ میں کچھ اسکو دوں کیونکہ صحابہ حضرت کی خدمت میں آتے تھے طلب علم اور احکام شرع کے حاصل کرنیکے لئے جب وہانسے لوٹتے تھے تو اور ونکو ہدایت کرتے تھے اور آپ بھی اُس سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ پھر فرمانے لگے عمدۃ الابرار تاج الاتقیا خواجہ **قطب الدین** بختیار قدس سرہ العزیز کی یہ رسم تھی کہ جب کوئی اُنکے جماعت خانہ میں آتا۔ اور آپکے پاس کچھ نہوتا تو آپ شیخ بدرالدین غزنوی سے (کہ خانقاہ کا خادم تھا) فرماتے کہ پانی پاس رکھو جو کوئی آئے اُسکو دو تاکہ کوئی بخشش وعطاسے خالی نہ جائے۔ اسکے بعد اسی محل پر یہ فرمایا کہ ایکدفعہ میں بغداد کو جارہا تھا کہ شیخ اجل سنجری رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے پایا پیر بزرگ اور باہیبت تھے میں نے آنکے جماعت خانہ پر سر رکھا اور سلام کیا میری طرف محبت سے دیکھا اور یہ کہا کہ اے شکر عالم تو نیک آیا بیٹھ میں فوراً بیٹھ گیا بندہ کی اس متابعت سے وہ بہت مہربانی سے پیش آئے کئی روز تک میں اُنکی خدمت میں حاضر رہا میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی شخص اُنکی خانقاہ سے محروم گیا ہو اور اگر کسی دن کچھ نہوتا تو چھوہارے کی گٹھلی اُسکے ہاتھ میں دیتے اور یہ کہتے کہ حق تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے میں نے وہاں کی خلقت سے سُنا کہ شیخ جسکو یہ دعا دیتے وہ مرتے دم تک کسیکا محتاج نہیں ہوتا۔ پھر اسی محل پر فرمایا کہ جب میں وہانسے رخصت ہوا تو ایک اور درویش کو بغداد کے باہر غار میں پایا میں نے سلام کیا اُنے سلام کا جواب دیکر کہا بیٹھو میں بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ وہ درویش سوکھکر کانٹا ہو گیا تھا اور ہڈی سے چمڑا الگ گیا تھا میرے جی میں یہ خیال گزرا کہ یہ بزرگ اس جنگل میں رہتا ہی کہانسے کھاتا ہوگا اُس بزرگ نے میری طرف منہ کیا اور کہا اے فرید آجتک چالیس برس گزرے کہ میں اس غار میں رہتا ہوں میری خورش سوائے گھاس پات کے اور کچھ نہیں ہے جب اُس بزرگ نے میرے دلکا بھید کھولدیا میں نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ ایسا ہی ہے جیسا حضور فرماتے ہیں چند روز اور میں اُنکی صحبت میں رہا پھر میں اُنسے رخصت ہو کر بخارا کو گیا وہاں شیخ **سیف الدین** باخرزی

کو پایا وہ بھی پیر باعظمت و ہیبت تھے جب مینے آنکے جماعت خانہ پر سر رکھا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا فرمایا بیٹھ مین بیٹھ گیا وہ بزرگ ہر بار مجکو دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بھی مشائخ روزگار سے ہوگا اور تمام عالم اسکا مرید ہوگا پھر اُس بزرگ نے ایک سیاہ کمبل جو اُسکے دوش پر تھا میری طرف پھینکا کہ اسکو پہن لے مینے پہن لیا چند روز مین اُنکی خدمت مین رہا کوئی دن ایسا نہ دیکھا کہ قریباً ہزار آدمی بلکہ اس سے بھی زیادہ اُسکے دسترخوان پر کھانا نہ کھاتے ہون اور جبکہ کھانا ختم ہوچکتا تھا تو اُسوقت بھی آنیوالا محروم نہ جاتا تھا کچھ نہ کچھ اُسکو بھی دیا ہی جاتا تھا۔ پھر مین وہان سے چلا آیا اور نکلکر ایک مسجد مین رات بسر کی۔ وہان مینے یہ سنا کہ یہان ایک عبادت خانہ ہے اُسمین ایک بزرگ رہتا ہے یہ سنکر مین اُس عبادتخانہ مین گیا وہان مینے ایک ایسے بزرگ باہیبت کو دیکھا کہ اُس سے پہلے مینے ایسے شخص کو نہین دیکھا تھا) کہ عالم تفکر مین کھڑا ہوا آنکھیں ہوا کیطرف کیئے ہوئے ہے تین یا چار رات دن برابر اسیطرح مینے اُسکو کھڑا ہوا دیکھا پھر وہ بزرگ ہوش مین آیا مینے سلام کیا اُس بزرگ نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تمنے میرے سبب سے بہت تکلیف اُٹھائی آؤ۔ بیٹھو۔ مین بیٹھ گیا۔ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ مین شمس العارفین کے پوتون مین سے ہون تیس برس سے اس عبادتخانہ مین معتکف ہون لیکن اے فریدان تیس سال مین سواے حیرت و دہشت کے مجکو اور کچھ نصیب نہین ہوا تو جانتا ہے یہ کیا بات ہے یہ دعاگو آداب بجالایا اور عرض کیا کہ حضور ہی فرماوین۔ کہا راہ راست یہی ہے جسنے اس رستہ مین راستی کے ساتھ قدم مارا وہ رہا ہوا اور جس نے ایک ذرہ برابر بھی بے رضاے دوست قدم سرکایا وہ سوختہ ہوا۔ پھر وہ بزرگ اور کچھ اپنا احوال بیان فرمانے لگے کہ اے فرید جس روز مجھے دربار مین بلایا گیا ستر حجاب تھے مجکو حکم ہوا جب مین پہلے حجاب مین گیا تو مینے مقربان درگاہ کو دیکھا کہ سب بصفت خاص کھڑے ہوے اور دونون آنکھیں ہوا پر کھولے ہوئے ہین اور راز و نیاز انکا سواے خدا کے کسیکو معلوم نہین ہر ایک زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ الٰہی ہم تیرے دیدار کے مشتاق ہین ہر حجاب مین ایک دوسری صفت اور دوسرے مجب ایکدوسرے سے مختلف دکھائی دیتے تھے جب مین حجاب خاص پر پہونچا ندا آئی کہ اے فلانے اس حجاب مین وہ شخص آتا ہے جو ساری دنیا اور نیز اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہو اسکو واجب ہے کہ وہ اس حجاب مین آئے مینے عرض کیا کہ مین سب سے بیگانہ ہوا پھر آواز آئی کہ جب تو سب سے بیگانہ ہوا تو اب ہمارے ساتھ یگانہ ہو مینے اپنی آنکھیں آگے کردین پھر مینے اپنے آپکو اس عبادتخانہ مین پایا۔ پس اے فرید تو اس راہ مین سب سے بیگانہ ہو تاکہ حق سے یگانہ ہو پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جب شام ہوئی مینے اُنکے ساتھ نماز پڑہی جب نماز سے

فارغ ہوئے مینے دیکھا کہ دو کاسے آش اور چار نان تنگ عالم غیب سے اُس بزرگ کے روبرو آئیں اُس بزرگ نے مجکو بلایا مین حاضر ہوا اور کھانا کھانے بیٹھ گیا جو لذت مجکو اُس کھانے مین حاصل ہوئی کبھی کسی کھانے مین حاصل نہین ہوئی رات مینے وہین بسر کی صبحکو مینے اُس بزرگ کو بنایا لاچار وہانسے پھر اور ملتان مین آیا۔ اور بھائی بہاءالدین زکریا ملتانی سے ملا اور مصافحہ کیا انہون نے پوچھا کہو کہانتک تمنے اپنے کام مین ترقی کی مینے کہا اگر مین یہ کہون کہ یہ کرسی جسپر تم بیٹھے ہو ہوا پر قائم ہو تو ہو جائیگی ابھی یہ کلمہ پورے طور سے زبان پر آیا بھی نتھا کہ کرسی ہوا پر قائم ہوگئی۔ بہاءالدین زکریا نے کرسی پر ہاتھ مارا جب وہ زمین پر اُتر آئی فرمایا مولانا فرید تمنے اپنا کام اچھا کر لیا ہے پھر مین وہانسے پھر اور دہلی مین آکر سکونت کی حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی کی دوستی کو دیکھا مینے جو خوبیان اور کمال اُن مین دیکھے کسی مین بھی نہ پائے آخر کار مینے اپنے آپ کو آنکے پلہ سے باندھا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا تین روز مین میرے پیر نے مجکو نعمت دیکر رخصت کر دیا اور یہ بھی زبان مبارک سے فرمایا کہ مولانا تم اپنا کام تمام کر چکے ہو جب میرے پاس تئے ہو جب شیخ الاسلام نے یہ سخن تمام کیا ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑے چنانچہ ایک رات دن برابر اسی حالت مین رہے جب ہوش مین آئے تو اس دعاگو کیطرف منہ کر کے فرمایا کہ مردان خدا نے ایسا ہی کیا ہی جب اپنے مقام پر پہونچے ہین گو یہ سعادت سب مین مرکب اور فیض نازل ہی لیکن مردانگی اسی مین ہی کہ خود جد و جہد کرے تاکہ کسی مقام پر پہونچے اسکے بعد پھر یہ فرمایا کہ ای برادر اس راہ مین جبتک تو سفر نکریگا اور دل سے نہ چلیگا اور صدق پر قدم نرکھیگا حاشا و کلا کبھی مقام قرب تک نہ پہونچیگا اُسوقت آپنے یہ بیت اپنی زبان مبارک سے فرمائی ؎

لے راہ کہ رفتہ را ازان نمودند	در نے کہ زد این در کہ برو نگشودند
جان در رہ دلہاست اگر مے خواہی	تو نیز چنان بشو کہ ایشان بودند

اسکے کہتے ہی آپنے سجدہ مین سر دیا پھر آپ کھڑے ہو گئے اور عالم تحیر مین مشغول رہے اتنے مین نماز کا وقت ہو گیا خلق اور دعاگو چلے آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

روز دوشنبہ ۲۰ ماہ شعبان ۶۵۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا صبح الدین پسر قاضی حمید الدین ناگوری۔ ناگور سے آئے ہوئے تھے اور مولانا شمس الدین برہان خدمت مین حاضر تھے۔ دنیا کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ حدیث مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ یعنی دنیا کی دوستی

انکو خطا دینکی سزا ہو۔ پھر آپنے فرمایا قال اھل المعرفۃ من ترک الدنیا ملک ومن اخذھا ھلک
یعنی اہل معرفت کا قول ہے کہ جسنے دنیا چھوڑی وہ فرشتہ ہوا اور جسنے اُسکو پکڑا ہلاک ہوا شیخ عبد اللہ
تستری نے کہا کہ بندہ اور مولیٰ مین دنیا سے زیادہ کوئی حجاب نہین ہو۔ کیونکہ جسقدر آدمی دنیا مین مشغول
رہتے مین اُسیقدر حق سے باز رہتے ہین۔ اُسوقت آپنے فرمایا کہ اگر کوئی اپنے پس پشت دیکھنا چاہے تو منہ
کیطرف حجاب ہو جائیگا پس آدمی کو لائق ہے کہ کسی حال مین دنیا سے مشغول نہو کیونکہ آدمی جب دنیا
مین پھنسے گا حق تعالیٰ سے غافل رہیگا۔ پھر فرمانے لگے کہ مینے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ
سرہ العزیز سے سنا ہو اور انہون نے اپنے اُستاد سے روایت کی ہو کہ جب تک بندہ اپنے آئینہ دل کو دنیا کے زنگار کو
محبت کی صیقل سے پاک صاف نکریگا حق تعالیٰ کے ذکر سے موانست پیدا نکریگا اور جب تک غیر کی ہستی کو
درمیان سے نہ اُٹھائیگا خدا کے ساتھ یگانہ نہوگا جبتک ایسا نکریگا ماشاء کلا خدا تعالیٰ تک نہ پہونچ سکے گا
پھر آپنے فرمایا کہ تحفۃ العارفین مین خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہو کہ اصل صلاحیت آدمی مین ہو اور اُس
صلاحیت کا تعلق دل کے ساتھ ہے جب دل سنور گیا آدمی کی سب چیز سنور گئی۔ اُسوقت آپنے فرمایا کہ دل
کے لئے بھی حیات اور ممات ہو اور دونون جداگانہ ہوتے ہین چنانچہ کلام اللہ مین ہو اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا
یعنی کثرت شغل دنیا سے دل مرجاتا ہو فَاَحْیَاہُ بِذِکْرِ الْمَوْلیٰ پس اُسکو زندہ کرے مولے کے ذکر سے۔
پھر فرمایا کہ جسوقت آدمی کا دل دنیا کی لذت وشہوات اور ماکولات ومشروبات مین مشغول ہوتا ہے غفلت
اُس مین اثر کرجاتی ہو اور خواہش اُسپر چھا جاتی ہو اور سوائے خیال الٰہی سطرح کے خیال وفکر آسکے دل مین
آنے لگتے مین اور وہ دلکو سیاہ کردیتے ہین اور جب دل سیاہ ہو جاتا ہے تو موت کا حکم رکھتا ہو چنانچہ جس
زمین مین کنکر پتھر بہت ہوتے ہین وہ زمین تخم قبول نہین کرتی یون کہا کرتے ہین کہ یہ زمین مُردہ ہے
ایسے ہی جس دل سے کہ ذکر جاتا رہتا ہو دیو پری اُس مین سما جاتے ہین پس جو دل کہ دیو وشیاطین کی تنگ
بنگیا وہ دل مرگیا۔ جو کچھ ہے وہ ذکر حق ہو اور اسکے سوای سب خذلان وبطلان ہو۔ آدمی کو چاہئیے کہ سوائے
حق کے کچھ اور نہ سُنے کیونکہ یہ دل زندونکے سماع کی جگہ ہے نہ مُردونکی جسوقت دنیا کا تعلق دل سے
دور ہو جاتا ہے اور ہوا سے نفسانی اُس سے برے ہو جاتی ہو تو بندہ اپنے آپ کو ہمیشہ ذاکر وشاغل رکھتا ہو
اور اُسکا دل ذکر کے نور سے زندہ ہو جاتا ہو۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ مینے خواجہ جنید بغدادی کے رسالہ
سعدہ مین دیکھا ہے کہ اصل اس راہ مین دل کی صلاحیت ہو اور صلاحیت کا حاصل اسپر منحصر ہے کہ آدمی

اپنے باطن کو کل مذمومات دنیا یعنی غل و غش حسد کبر حرص بخل و غیرہ سے پاک کرے اور اس طہارت سے اپنے دل مذموم کو پاک صاف کرے اور جان لے کہ اصل آل کار درویشی یہی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ جوہر درویشی یہی ہے۔ اسکے بعد آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ جس درویش نے دنیا کا کام شروع کیا اور رفعت و جاہ طلب کی جان جاؤ کہ وہ درویش نہیں وہ مرتد طریقت ہے۔ کیونکہ فقیری سے مراد دنیا سے اعراض کرنا ہے نہ طلب کرنا۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بغداد میں خواجہ اجل سنجری کے روبرو حاضر تھا۔ درویشوں کا ذکر ہو رہا تھا کہ حضرت خواجہ سنجری رح نے فرمایا کہ عمدہ میں خواجہ جنید رح لکھتے ہیں کہ جملہ مذہب اہل فقر میں حرام ہے کہ درویش اہل دنیا سے میل ملاپ رکھے یا ملوک و سلاطین کے پاس آمد و شد کرے۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ صدق میں لکھا ہے کہ عراق کا بادشاہ تین سال سے بیمار تھا طلب استعانت و دعا کے لئے **خواجہ شہاب الدین تستری** رحمہ اللہ کو بلایا گیا انہوں نے دعا کر کے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا انکی دعا کی برکت سے حق تعالیٰ نے شفا عنایت فرمائی خواجہ اپنی جگہ پر واپس آئے انہوں نے اس ایک ساعت کے کفارہ میں جو بادشاہ کے پاس گئے تھے سات برس تک خلقت سے عزلت اختیار کی اور یہ فرمایا کہ مشائخ طریقت اس باب میں یوں فرماتے ہیں صحبۃ الاغنیاء للفقراء سم قاتل یعنی فقراء کے لئے اغنیاء کی صحبت سم قاتل کی مثل ہے۔ پس حاصل اس سخن کا یہ فرمایا کہ جسقدر درویش لوگ تونگروں سے پرہیز کرتے ہیں خدا سے پاس ہوتے ہیں جب انکی محبت دلمیں قائم ہو جاتی ہے تو انکی صحبت نقصان دینے لگتی ہے کیونکہ مذہب فقر و تقرب طریقت یہ ہے کہ ذرہ برابر دنیا اور اہل دنیا کی دوستی درویش کے دلمیں باقی نہ رہے اور خلق کی مقبولی و غیر مقبولی درویش کے دلمیں برابر ہو۔

بیان ذکر

پھر کچھ ذکر کا بیان ہونے لگا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ درویش کو ذکر کی اسقدر کثرت چاہیئے کہ بال بال اسکا زبان بنجاوے۔ چنانچہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایکدفعہ خواجہ **ابو سعید ابو الخیر** قدس سرہ ذکر میں حضور باطنی کے ساتھ ایسے مشغول تھے کہ آنکے رونگٹے رونگٹے سے بطریق آنسوؤں کے خون جاری ہونے لگا۔ اور یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ انکے گھر والوں نے لکڑی کا پیالہ بازو میں رکھدیا تھا جب وہ بھر گیا تو انہوں نے پی لیا۔ پھر شیخ الاسلام نے دعا گو کیطرف منہ کیا اور فرمایا کہ اس راہ میں اصل دل کی حضوری ہے اور دل کی حضوری اسوقت میسر ہوگی جبکہ حرام لقمہ سے بچے گا اور اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز کریگا کیونکہ مشائخ طبقات نے فرمایا ہے کہ جو حرام لقمہ اور مجلس ملوک و اہل دنیا سے دور

نہیں رہتا اُسکو گلیم پوشی کی اجازت نہیں کیونکہ صوفیوں کی گلیم پوشی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور یہی لباس جلباب دال۔ اوتاد۔ زہاد کا ہے۔ اور گلیم کی قدر کوئی نہیں جانتا مگر موسیٰ کلیم اللہ۔ آدم صفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ۔ محمد حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس سرہ کی زبانی سنا ہے کہ میں ایک وقت میں خواجہ مودود چشتی۔ کی خدمت میں دس برس برابر حاضر رہا ہے کبھی نہ دیکھا کہ انکا قدم کسی امیر یا بادشاہ کے دروازے پر گیا ہو۔ سوا جمعہ کی نماز کے انکا قدم باہر نہیں نکلا۔ پھر یہ بھی میں نے اُن سے سنا کہ جو درویش امیروں اور بادشاہوں کے پاس جاتا ہے اُس سے گلیم واپس لینا چاہیئے اور جو کچھ اُسکے پاس درویش کا اسباب ہو سب چھین لینا چاہیئے اور اسکو اجازت دین کہ درویشی سے باہر ہو اگر وہ نہ ملنے تو اُسکے جامہ و گلیم میں آگ لگا دی جائے۔ کیونکہ جو درویش اہل دنیا سے میل ملاپ رکھتا ہی اور اُنکے پاس آتا جاتا ہے جان لو کہ وہ درویش نہیں۔ مدعی۔ کذاب ہی۔ بعض اہل طریقت اور مشائخ طبقات کو میں نے دیکھا ہے کہ جب انکو کوئی مہم یا حاجت ہوتی تو گلیم پہنتے۔ اور زنجیر گردن میں ڈالتے اور اسکو اپنی مناجات میں شفیع لاتے۔ حق تعالیٰ انکی دعا قبول فرماتا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے اس دعا گو کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو جامہ پشمین پہنے اسکو یہ لائق نہیں کہ وہ چرب اور شیرین لقمہ کیواسطے اہل دنیا سے ملے اگر ایسا کریگا تو اولیا، سلوک کے لباس میں خیانت کریگا۔ پھر اسی محل پر آپ نے یہ فرمایا کہ میں نے آثار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید نے بادشاہ کی درگاہ میں جانا شروع کیا اور بقدر ستر عورت کچھ مقرر بھی کرالیا جب خواجہ ذوالنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اُسے بلوا کر اُسکا کمبل چھنوا کر جلوا دیا اور غصہ کی نگاہ سے اُسکو دیکھا اور فرمایا کہ انبیاء اور عارفوں کے لباس کو آدمیوں میں جا کر خبیث کرتا ہے اور اُنکو دکھلاتا ہی اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ وہی جامہ پہنے درگاہ الٰہی میں آنے۔ پھر آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ روایت کرتے ہیں امام مالک رح تین لباس پہنتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو اوپر اور نیچے کا پیراہن اُتار دیتے اور بیچ کے لباس سے نماز پڑھتے۔ جب لوگوں نے اُن سے اسکی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس ظاہری لباس پر تو خلق کی نظر و چہ ریاء و رسم پڑی ہے اور نیچے کے پیراہن پر حرص۔ حسد۔ دغا۔ کھوٹ کی بو پہونچتی ہے اور بیچ کا پیراہن ان دونوں شکوں سے بچا ہوا ہے پس یہی اولیٰ زیادہ ہی کہ میں نے اس سے نماز پڑہی۔ پھر شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ متقدمین نے ایسا ہی کیا ہے جب تو ایک مرتبہ پر پہونچے ہیں۔

پھر نماز کا وقت ہو گیا شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہو گئے خلق اور دعا گو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۷ رماہ شعبان ۶۵۵ ھ

سعادت پائبوسی حاصل ہوئی شیخ جمال الدین متوکل اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے اور شمس دبیر اور شیخ نجم الدین بھی خدمت میں بیٹھے ہوئے شب معراج اور اسکی فضیلت کا ذکر ہو رہا تھا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ رجب کی ستائیسویں شب بڑی بزرگ ہے جو اس رات جاگتا رہے گا اسکے لیئے اس بات کی دلیل ہے کہ اسکے لیئے وہی شب معراج ہو اور سعادت معراج اسکو حاصل ہو اور اسکا ثواب اسکے نامۂ اعمال میں لکھا جائے۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ ایک وقت یہ دعاگو بغداد کا مسافر تھا جب میں شہر میں گھسا ہر ایک سے پوچھنے لگا کہ یہاں کون کون بزرگ اور درویش ہیں۔ غرضکہ ایک درویش کا پتا ملا کہ وہ دجلہ کے کنارہ ایک غار میں ہے میں چلا گیا اسی جگہ اس درویش کی خدمتمیں پہنچا اسکو نماز پڑھتے پایا اتنے میں ٹھہرا رہا جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہونے میں آداب بجالایا انہوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گیا مگر جیسی ہیبت و عظمت ان میں دیکھی گئی میں نے کسی میں نہیں پائی انکا منہ ایسا چمک رہا تھا جیسا چودھوین رات کا چاند ویسی ہی تجلی مجھپر ڈالی اور روئے مبارک میری طرف کرکے فرمایا کہ کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کیا اجودھن سے آیا ہوں انہوں نے فرمایا کہ جو درویشوں کے پاس ارادت سے آیا وہ ضرور بزرگ ہوا جب یہ کلمات انہوں نے فرمائے میں نے پھر آداب بجالایا۔ پھر انہوں نے باتیں کرنی شروع کیں اور فرمایا کہ اے مولانا فرید آج پچاس برس ہو لیے مجھے اس غار میں رہتے ہوئے میری خورش سوائے گھانس پات کے اور کچھ نہیں اور میں خواجہ جنید بغدادی کے پوتوں میں سے ہوں۔ اے فرید یہ ستائیسویں شب رجب تھی جو گذر گئی۔ میں شب بیدار تھا۔ اس شب کی فضیلت میں تم سے بیان کروں اگر سنو۔ پھر میں نے آداب بجالایا اور عرض کیا ارشاد فرمائیے۔ کہا آج تیس برس ہوئے مجھے معلوم نہیں رات کب گذر جاتی ہے میں نے اپنا پہلو زمین پر نہیں لگایا لیکن اس رات میں مصلے ہی پر سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پہلے آسمان کے ستر ہزار فرشتے زمین پر آئے اور میری روح کو اوپر لیگئے جب میں پہلے آسمان پر پہونچا دیکھا تو فرشتے آنکھیں ہوا پر کھولے ہوئے کھڑے ہیں اور یہ تسبیح کر رہے ہیں سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ آواز آئی کہ جس روز سے یہ فرشتے پیدا کیئے گئے ہیں اسیطرح کھڑے ہیں اور یہی ان کی تسبیح ہے۔ پھر میری روح کو دوسرے آسمان پر لیگئے وہاں بھی میں نے عجائبات قدرت خدا تعالےٰ کو مشاہدہ کیا کہ اسکا بیان نہیں ہو سکتا پھر قدرت الٰہی سے جسجگہ

علم تھا ہو پہنچا عرش کے نیچے سے آواز آئی کہ یہین ٹھہر میں ٹھہر گیا۔ تمام انبیاء اور اولیا موجود تھے مینے
اپنے دادا جنیدؒ کو بھی دیکھا کہ وہ بھی چپکے سر نیچا کیئے ہوئے کھڑے مین۔ آواز آئی کہ اے فلان مینے
عرض کیا لبیک حکم ہوا کہ خوب آیا۔ اور حق عبادت تونے اچھا ادا کیا۔ اب تیری عبادت کا بدلہ یہ ہے کہ
ہمنے تجکو علیین مین جگہ دی۔ مین بہت خوش ہوا اور سجدہ مین گر پڑا۔ فرمان ہوا سر اٹھا مینے سر اٹھایا اور
عرض کی کہ مین اس سے آگے جاؤن آواز آئی کہ اس سے آگے جانے کی اجازت نہین تیری معراج
یہین تک ہی اگر تو اپنا کام اس سے زیادہ کرے تو تیرا مقام اس سے آگے ہو۔ لیکن جو لوگ تجھسے زیادہ
کامل مین انکی رسائی تا حجاب عظمت ہی جب مینے یہ آواز سنی اپنے دادا خواجہ جنیدؒ کے پاس آیا اور اپنے
سر کو اُنکے قدمون مین ڈالا اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ اسطرح سر افگندہ کیون ہین فرمایا جب تجکو یہان
لایا گیا تو مین اس خیال مین تھا کہ ایسا نہو کہ تونے ہمارے خلاف عمل کیا ہو یا کچھ خدا تعالیٰ کی بندگی
مین تقصیر کی ہو اور مین اسوقت شرمندہ ہون کہ کہا جاے جنید کا پوتا اسکے برخلاف ہے پھر مین
اُسیوقت بیدار ہو گیا اور اپنے کو اسمقام پر پایا پس اے فرید جو کوئی خدا تعالےٰ کے کام مین ہی خدا عزوجل
اُسکے کام مین ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے مرتبہ کی ترقی کیلئے زیادہ کوشش کرے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اس شب
بیدار ہوگا وہ ضرور مراد کو پائیگا اور یہ سعادت اُسکے نصیب ہوگی یہ دعاگو انکا ملازم خدمت رہا عشا کے بعد
وہ صلوٰۃ معکوس پڑھا کرتے تھے اپنے دونون پاؤن باندھکر لٹکا لیتے تھے یہانتک کہ صبح ہو جاتی تھی اسکے بعد
شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس رات مین سو رکعتین پڑھنی آئی ہین ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص
پانچ بار اور جب نماز سے فارغ ہو سو مرتبہ درود شریف پڑہے اسکے بعد سجدہ مین سر رکھے انشاء اللہ تعالےٰ
جو حاجت چاہے بر آئے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ مینے شیخ معین الدین حسن سنجریؒ سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا
آجکی شب شب رحمت ہی جو کوئی اس شب کو اپنے تئین زندہ رکھے گا امید ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے
نے نصیب نرہیگا۔ پھر آپنے فرمایا حدیث مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آجکی رات
ستر ہزار مقرب فرشتے نور کے طبق لیئے ہوئے زمین پر نازل ہوتے ہین اور ہر گھر مین جاتے ہین
جس گھر مین جو شخص شب بیدار ہو اور گناہون سے دور ہو اُسکے لیئے رب العالمین کیطرف سے حکم ہوتا ہے
کہ وہ نور کے طبق اسپر نثار کرین۔ شیخ الاسلام آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے افسوس کہ آدمی اپنے کو
اس نعمت سے محروم رکھتے ہین اور خداے عزوجل کے کام مین غفلت کرتے ہین شیخ الاسلام یہ فوائد

بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ بدرالدین غزنوی چند درویشوں کے ساتھ آئے اور آداب بجالائے آپ نے حکم دیا کہ
بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے۔ سماع میں گفتگو ہونے لگی ہر کوئی اپنی سمجھ کے موافق کہتا تھا چنانچہ شیخ جلال الدین
ہانسوی نے فرمایا کہ سماع دلوں کو راحت دینے والا ہے اور اہل محبت کا جنبش دینے والا ہے جو دریائے محبت
میں شناوری کرتے ہیں۔ اسی درمیان میں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ بے شک آشنا کی رسم یہی ہے جب آشنا کا
نام سنتے ہیں آشنائی دکھاتے ہیں اسکے بعد شیخ بدرالدین غزنوی نے عرض کیا کہ اہل سماع کی بیہوشی کی اصل
کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اُس دن سے ہے جبکہ انہوں نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز سنی اور بیہوش ہوئے
وہی بیہوشی ان لوگوں میں ابتک چلی آتی ہے پس جب یہ لوگ سماع سنتے ہیں وہی بیہوشی ان میں اثر کرجاتی ہے
اور یہ لوگ بیہوش ہو جاتے ہیں اسوقت شمس دبیر نے عرض کیا کہ جس وقت ندائے الست بربکم ہوئی سب کی روح
تو ایک تھی اور سب نے بلیٰ کہا تھا پھر یہ ہندو یہودی۔ ترسا۔ کیونکر ہوئے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ امام محمد غزالی
لکھتے ہیں کہ جب حضرت حق تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی ندا دی سب ارواحیں برابر تھیں مگر اس کے سنتے ہی
چار قسم کی ارواحیں ہوگئیں۔ پہلی قسم کی ارواحوں نے قَالُوْا بَلٰی دل و زبان سے کہا یعنی بیشک تو ہی ہمارا
پروردگار ہے اور اسیوقت سجدہ میں گر گئیں اور وہ ارواحیں انبیاء۔ اولیاء۔ صدیقوں۔ صالحوں کی تھیں۔
دوسری قسم نے دل سے کہا زبان سے نہ کہا اور کہتے ہی سجدہ کرنے لگیں۔ چونکہ دل سے یقین کے ساتھ
کہا تھا آخر کو مسلمان ہوئیں یہ صفت اُس گروہ میں کی ہے کہ اول ہندو کافر وغیرہ کے شکم سے ہوئے آخر کو
خداتعالیٰ نے دولت ایمان انکو عطا فرمائی۔ تیسری قسم نے زبان سے کہا دل سے نہ کہا مگر سجدہ کیا آخر کو لعین
کراہت سے آئی کہ کیوں سجدہ کیا۔ اس صفت کے لوگ اول مسلمان پیدا ہوتے ہیں آخر کو عیاذاً باللہ کافر ہو کر مرتے
ہیں۔ چوتھی قسم نے نہ زبان سے کہا نہ دل سے کہا نہ سجدہ کیا اول و آخر شرف اقرار سے بالکل ہی بیگانہ رہی
اس صفت کے لوگ کافر ہی پیدا ہوتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں۔ پھر شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ اہل سماع جو
حالت سماع میں بیہوش ہو جاتے ہیں انکی ابتدا بھی یہی ہے کہ وہ ندائے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سنتے ہی بیہوش
ہوگئے تھے پس یہ وہی بیہوشی ہے کہ جو ابتک چلی آتی ہے جب دوست کا نام سنتے ہیں حرکت و حیرت
ذوق و بیہوشی انمیں ظاہر ہونے لگتی ہے اور یہ سب معرفت کا سبب ہے اگر اُس وقت کی دوست کی شناخت
نہو تو کوئی ہزار برس عبادت کرے تو اُسکو ذوق طاعت نصیب نہو کیونکہ اُسے معلوم ہی نہیں کہ وہ کسکے
لئے طاعت کرتا ہے اور مقصد اس طاعت سے یہی ہے کہ جو اہل سلوک اور اہل عشق اور مشائخ طبقات نے کہا ہے

کیونکہ کلام مجید مین خداتعالیٰ فرماتا ہی مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اس آیت کے امام زاہد یہ معنی لکھتے ہین کہ نہین پیدا کیا جنّ آدمی و پری کو مگر بندگی کے لیئے۔ لیکن اہل سلوک یہ معنی لکھتے ہین لِیَعْبُدُوْنِ سے مراد لِیَعْرِفُوْنِ ہی یعنی یہ مقصود ہی کہ دوست کی شناخت کرے جب تک اسکو نہ پہچانیگا طاعت کا مزہ نہ پائیگا کیونکہ عشق مجازی کی کیفیت بھی یہی ہے کہ کوئی کسی پر عاشق نہین ہوتا جب تک معشوق کو دیکھ نہین لیتا۔ اور جب تک اُسکے آشناؤن سے نہین ملتا اُس سے آشنائی نہین کرتا پس حقیقت طریقت کی یہی نکتہ ہی کہ جب تک خداتعالیٰ کو نہ پہچانے گا اور اُسکے اولیاؤن سے نہ ملے گا یعنی اُنکے دامن دولت سے وابستہ نہوگا حاشا وکلا طاعت وعبادت مین کبھی ذوق نہ پائیگا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام (ذکرہ اللہ بالخیر) نے فرمایا کہ مقصود ندائے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سے بھی شناخت دوست ہی یعنی جب تک خدا کو نہ پہچانیگا طاعت کا مزا نہ پائیگا۔ اسکے بعد ایک شخص محمد شاہ نامی قوال جو پہلے شیخ اوحد کرمانی کے روبرو بھی سرود کہہ چکا تھا مع اپنے یارون کے حاضر خدمت ہوا حکم ہوا بیٹھ۔ وہ بیٹھ گیا۔ شیخ جمال الدین ہانسوی۔ شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہما بھی حاضر خدمت تھے فرمان ہوا کہ سماع شروع ہو جب سماع شروع ہونیلگا تو شیخ الاسلام کھڑے ہوگئے اور رقص کرنے لگے چنانچہ سات رات دن برابر رقص مین رہے جب نماز کا وقت آتا نماز پڑھتے پھر سماع مین مشغول ہو جاتے ساتوین روز ہوشیار ہوئے تو اُسوقت کہنے والا یہ غزل پڑھتا تھا ؎

ملامت کردن اندر عاشقی راست	ملامت مے کند آنکس کہ بیناست
نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد	نشان عاشقی از دور پیداست
نظامی تا توانی پارسا باش	کہ نور پارسائی شمع دلہاست

اسکے بعد سلوک کا ذکر ہونیلگا آپ فرمانے لگے کہ اہل سماع اُس گروہ کے لوگ ہین کہ جب وہ سماع و تحیر مین مستغرق ہوتے ہین تو ایسے بیخبر ہو جاتے ہین کہ اگر اُنکے سرون پر لاکھ تلوار چلے تو اُنہین ذرہ برابر خبر نہو پھر آپنے فرمایا کہ جب آدمی عالم تحیر مین دوست کے خیال مین متحیر ہوتے ہین تو اُنکو کسی آنیوالے کی خبر نہین رہتی۔ اگر اُسوقت مین ہزار فرشتے اُنکے کانون مین آئین اور دوسرے کانون مین سے نکل جائین تو اُنکو اصلا خبر نہو۔ پھر درویشون نے شیخ الاسلام کی خدمت مین عرض کی کہ ہم لوگ مسافر ہین اور ہمارے پاس کچھ خرچ نہین ہی ہم لوگ اپنی اپنی جگہ پہونچنا چاہتے ہین۔ شیخ الاسلام نے فی الفور چھوارے کی گٹھلی جو آپکے سامنے تھی درویشونکو دیدی اور رخصت کردیا جب باہر نکلے تو آپس مین کہنے لگے کہ ہم اُس گٹھلی کو

کیا کرین جو اس درویش نے ہمکو دی ہے چاہتے تھے کہ باہر پھینکدین مگر جب نظر پڑی تو دیکھا وہ خستہ خرما سونے کی ڈلی بنی ہوئی ہے سب نے انکی بزرگی کا اقرار کیا اور چلے گئے۔ خواجہ صاحب یہ فوائد بیان کر رہی رہے تھے کہ اتنے مین اذان کی آواز آئی خواجہ تو نماز مین مشغول ہوگئے خلق اور یہ دعاگو چلا آیا۔ الحمد للہ علے ذلک۔

١٠ ماہ شعبان روز پنجشنبہ ٦٥٥ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی خدمت مین حاضر تھے۔ مقراض چلانیکا ذکر نکلا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مینے سیر العارفین مین لکھا دیکھا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی پیر کی خدمت مین آئے تو پہلے غسل کرے اگر ہوسکے تو ساری رات جاگتا رہے اور اپنی بہتری کے لئے درگاہ حق سے التجا کرتا رہے اگر ساری رات نہ جاگ سکے تو جمعرات کو چاشت کے وقت با پیر کو عزیز و صالحین کو جمع کرے اور سجادہ بچھائے اور قبلہ کو منہ کرکے بیٹھے پھر دو رکعت استخارہ کی پڑھے پھر مرید کو اپنے پاس بٹھاوے اور آیات متبرکہ پڑھے اور اسپر دم کرے اور پہلے اس سے کہ آیات متبرکہ پڑھے مرید سے کہے کہ استغفار پڑھ پھر اسوقت اسکو قبلہ رو بٹھلائے اور مقراض ہاتھ مین لے اور تین بار بلند آواز سے تکبیر کہے۔ اہل سلوک مین مقراض چلانیکے وقت کا یہ ذرا سا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ تکبیر کے وقت نفس امارہ کیطرف خیال کرے اور دلمین یہ قصد کرے کہ مین اس حرب کے ساتھ باہر لاؤنگا اور جسطرح لشکر اسلام کے غازی لوگ حرب کے وقت تکبیر کہتے ہین اسیطرح بلند آواز سے تکبیر کہے تاکہ فرشتے انکی مدد پر آوین۔ اور جو اور لوگ کہتے ہین وہ بھی راست و درست ہے کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے اور دوسری بار دسوسہ نکرے جب تین بار تکبیر کہہ چکے ایک بار کلمہ توحید پڑھے اور اکیس بار درود شریف پڑھے اور اکیس بار استغفار جب اس قراءۃ سے فارغ ہو تو مقراض مرید کے سر پر چلائے اول ایک بال انکی پیشانی سے اڑائے اور یہ کہے ملکا بادشاہا بندہ گریختہ در حضرۃ تو بودہ است اما مے طلبد کہ در بندگی تو در آید چون بندگان دیگر حلقہ عبودیت در گوش افگند و ہر چہ این زمان از غیر تو باشد آن ہمہ عبرت او گردد۔ پھر ایک بال انکی داہنی پیشانی کیطرف سے اور ایک بال انکی بائین پیشانی کیطرف سے لے اور ان تینوں کو بل دیکر کاٹے۔ بعض کہتے ہین کہ فقط ایک بال انکی پیشانی سے لے زیادہ نہ لے اور صحیح قول یہ ہے کہ حسن بصری رح نے روایت کی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ مقراض چلانی چاہیئے اور ان کا فرمانا اور ون سے بہتر ہے کیونکہ حضرت علی خلیفہ اہل صفہ ہین اور یہ حدیث انہی کے باب مین ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا اسکے بعد دعاگو نے عرض کی کہ مقراض چلانے کی اصل کیا ہے اور کہان سے ہے فرمایا ابراہیم خلیل اللہ

صلوٰۃ اللہ علیہ و علی نبینا سے ہے اور تلقین کرنیوالے اسکے جبرئیل علیہ السلام ہین۔ پھر آپ نے اسموقع پر فرمایا کہ ایکدن حبیب عجمی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما دونون بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے مین ایک شخص آیا اور کہا مین فلان کا مرید ہون انہون نے کہا کچھ نشانی دکھلا کہ تیرے پیر نے تجکو کیا بتایا ہی کہا میرے پیر نے فقط مقراض چلانی ہی اور کچھ نہین بتلایا۔ دونون بزرگ فریاد کرنے لگے کہ ھو مضل ضال کہ یہ تو بڑی گمراہی ہی۔ ان کلمات سے یہ بات پائی جاتی ہی کہ پیر کو چاہئیے کہ مرید کے حال کا عارف ہو۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے حاضرین کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ شیخ کو اسقدر قوت ہونی چاہئیے کہ جب کوئی بہ نیت ارادہ آئے تو شیخ معرفت کے نور نظر اور اپنی ذاتی توجہ سے اُسکے سینے کو زنگار خواہشات دنیاوی سے صاف کرکے جلادے تاکہ پھر کوئی کدورت اُسکے سینے مین باقی نرہے اور اُسکا سینہ مثل آئینہ روشن ہوجاوے اور اگر یہ بات اُسمین نہین ہی تو اُسکو مرید کرنا لازم نہین ہی جب اُسکی خود یہ حالت ہی تو بیچارہ گمراہ کو کب رستہ پر لاسکے گا۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جب کوئی کسی شیخ باصفا ولایت کی خدمت مین حاضر ہو تو شیخ کو لازم ہی کہ اُسکے نفس ثلثہ پر نظر کرے اور غور کرے کہ آیا یہ پوشیدہ مبتلائے نفس امارہ تو نہین ہی۔ اگر ہے تو اُسکا علاج کرے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہی وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ پھر اُسکے نفس لوامہ پر نظر کرے کہ کہین نفس لوامہ کا مبتلا تو نہین ہی۔ حق تعالیٰ فرماتا ہی فَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ پھر اُسکے نفس مطمئنہ پر نظر کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً پھر اُسکے اوصاف قلب سلیمہ پر نظر ڈالے۔ پھر جب ان سب کو اپنے دل کی آنکھ سے صاف کرکے روشن کردے اُسوقت اُسکے ہاتھ مین ہاتھ دے اور شرف بیعت سے مشرف کرے اگر کوئی اہل سلوک و مشائخ کی سنت کے موافق مقراض چلانی نہ جانیگا تو وہ گمراہ ہی۔ اور وہ بھی گمراہ ہی جو بیچارہ ارادت کے لئے آئے۔ پھر آپ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ بشر حافی جس روز تائب ہوئے پشیمان ہوکر خواجہ جنید بغدادی رح کی درگاہ مین آئے اور اُنکے ہاتھ پر توبہ کی چنانچہ جو رسم مقراض و خرقہ بھی اُنکو سکھائی پھر خواجہ بشر حافی چلے گئے اور جبتک جئیے کبھی نعلین چوبین پاؤن مین نہ ڈالین لوگون نے سبب پوچھا کہا ایک تو یہ سبب ہی کہ بادشاہونکے فرش پر نعلین پہنے پھرنا میری مجال نہین۔ دوسرے جس روز مینے خدا تعالیٰ سے آشتی کی مین ننگے پاؤن تھا تو اب مجھے شرم آتی ہی کہ مین کسطرح نعلین پہنون۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اہل سلوک فرماتے ہین کہ جو مرید یا شیخ قانون مذہب اہل سنت والجماعت پر نہوگا اور اُسکی کیفیت و حالت و حکایت موافق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ نہوگی وہ اس معنی مین راہزن ہی کیونکہ جیسے دھوان آگ کا نشان بتلاتا ہی اسیطرح مرید اپنے پیر کا نشان دیتا ہے

اسو جہ سے بہت سے مرید گمراہی مین پڑے ہوئے ہین وجہ یہی ہے کہ وہ پیر کامل نہین رکھتے۔ یہ کام حسن ارادت اور کمالیت سے ہی کیونکہ مقراض ایک سرّ ہی اسرار الٰہی سے کوئی اس سر سے مطلع نہین۔ اگرچہ بعضون نے کہا ہی کہ مقراض قطع علائق ہی بندہ و مولیٰ مین پس مقراض اس کام کی ہی۔ ہر کسی کو لائق نہین ہی کہ اس کام کیلئے ہاتھ مین لے۔ معلوم ہوا کہ اس راہ مین بے مجاہدہ و مشقت قبولیت کا اثر ظاہر نہین ہوتا۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ حضرت الٰہی مین مومن کا دل بڑی عظمت و حرمت رکھتا ہی لیکن خلق دلکی اصلاح سے بالکل غافل ہی اس سبب سے لوگ گمراہی مین پڑ جاتے ہین جیساکہ اصل السلوک فی القلوب مین مرافق فرماتے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا ہی کہ۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی کہ مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے۔ پھر فرمایا کہ جو درویش ستر حجاب مین ہی اور ایک ذرہ برابر اسکو روشنی حاصل نہوئی ہو اور وہ مرید کرنا شروع کرے اور مقراض مغرقے سے اصلاح ہزار کھتا ہو وہ خود گمراہ ہی اس بیچارہ کو بھی گمراہ کریگا اور گمراہی کی تاریکی مین دھکا دیگا۔ درویش عالم صاحب قوت ہونا چاہئے تاکہ وہ مقراض چلانے اور خرقہ پہنے مین اہل سنت والجماعت کے خلاف نکرے ورنہ پیر و مرید دونون گمراہ ہین۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ دلیل فسانی مین لکھتے ہین کہ جسنے اپنے لئے خلقت سے عزلت و استیلا کی تو جان لو کہ وہ عزلت حق سے دور ہوا کیونکہ اختلاط خلق فقیر کے لئے نقصان سے خالی نہین خصوصا جوینده راہ کے لیئے بہت ہی مضرت ہے کہ وہ اس رستہ سے باز رہجاتا ہی چنانچہ سلک سلوک مین خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز نے لکھا دیکھا ہے کہ اس مسلک کے سالک کو چاہیئے کہ بے حاجت گھر سے باہر نہ نکلے اور عام لوگون مین نبیٹھے مگر علماء کی مجلس کا مضائقہ نہین لیکن بے ضرورت کسی سے بات نکرے اسوقت اپنی بندگی کی تاثیر دیکھے کہ کسقدر اسکے دلمین روشنی پیدا ہوتی ہی۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ جب پیر مقراض مرید کے سر پر چلائے تو اول اس سے کہے کہ فی الحال غسل کر اور کچھ شیرینی اپنے ہاتھ سے اسکے منہ مین دے اور زمین بارگاہ حق مین دعا مانگے الٰہی اپنے بندہ کو اپنی طلب کی راہ ذوق مین شیرین کر اسکے بعد اسکو دیکھے کہ اگر وہ خلوت کے لائق ہی تو خلوۃ کا حکم فرماوے ورنہ سکون عبادت تلقین کرے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مینے اسرار العارفین مین لکھا دیکھا ہی کہ خلوۃ چالیس دن کی ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ ستر روز کی ہی اور بعضون نے ستانوے روز کہے ہین مگر معتبر قول وہی ہے جو شیخ عبداللہ تستری نے کہا ہی لیکن طبقہ جنیدیہ مین بارہ سال ہین اور طبقہ بصریہ مین بیس سال۔ غرضکہ قول اکبر اہل سلوک مقرر ہے مقصود یہ ہی کہ نفس امارہ مغلوب ہو اور عزلت سے یہ مراد ہے کہ سگ نفس محبوس ہو۔ مشائخ طبقات کے مذہب مین مراقبہ سلوک ہے

کہ خلوت مین مراقبہ کے سوا اور کوئی چیز اختیار نکرے اور جب چاہے کہ عزلت وخلوۃ مین بیٹھے تو چاہیئے کہ
پیر اپنا جامہ اُسے پہنائے تاکہ اُس جامہ کی برکت سے اُسے روشنائی حاصل ہو اور خرقہ دینے کے یہی معنی ہین
اور بعض مشائخ طبقات نے کہا ہی چنانچہ خواجہ فضیل عیاض اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہین کہ
اول پیر کو چاہیئے کہ اپنی کلاہ مرید کے سر پر رکھے پھر ذکر کی تلقین کرے اور فرماتے ہین کہ تین ذکر ہین اول
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سوم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ
چنانچہ جب اول ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اختیار کرے تو نو بار کہے دسوین مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے پھر بار
کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے پھر تیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کہے لیکن چاہیئے کہ بلند آواز سے کہے تاکہ اُسکے
اہل بھی اُسکے سننے سے حظ اُٹھا ئین۔ اور فائدہ حاصل کرین مگر اسطرح یکا یک ذکر نکرے کہ ہمسایے سنین
پھر آپنے فرمایا کہ طبقہ جنیدیہ مین بارہ مرتبے ہین اور ہمارے نزدیک بھی تین ہی ہین لیکن اتنا ذکر کرنا چاہیئے کہ بدن کا
رونگٹا رونگٹا زبان بنجائے۔ پھر آپنے اسی موقع پر فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام پیغمبر ذکر کے وقت ایسے بیہوش
ہو جاتے تھے کہ جنگل کو نکل جاتے تھے اور غلبات شوق مین بلند آواز سے کہتے کہ تو مکان سے منزہ ہے
تو آپ ہی عزم کر۔ کہ میرا دل تیرے اندیشۂ ذکر سے بھر گیا اگر مین خود کہون اور تیرا ذکر نہو تو مین اُسوقت
مر جاؤن۔ پھر شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ العزیز نے شرح الاسرار مین لکھا ہی کہ
ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ و مرید دایہ و طفل کی مثل ہین جب بچہ ضد کرنے لگتا ہے
تو وہ اُسکو کسی چیز مین لگا کر خوش کر دیتی ہے تاکہ وہ اُس سے بہلجائے ایسا ہی پیر کو چاہیئے کہ کبھی مرید کو
ذکر کی تلقین کرے کبھی قرآن مجید پڑھنے کیلئے ارشاد کرے تاکہ اُسکا دل کسی اور چیز مین نہ لگ جائے۔
پھر آپنے فرمایا کہ اتنا ضرور کرے کہ اہل دنیا سے بہت میل ملاپ نرکھے اور نہ اُنکی صحبت اختیار کرے کہ دنیا داروں
کی صحبت فقیر کے دل کو پریشان کر دیتی ہی۔ پھر آپنے فرمایا کہ درویش کیلئے مالداروں کی صحبت سے زیادہ نقصان
دینے والی کوئی شے نہین۔ جب درویش عزلت اختیار کرتا ہے اُسکے دین و دنیا کے کام سنور جاتے ہین
پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سارا حال پیر و مرید کا ایسا ہونا چاہیئے جیسا ہمنے اوپر بیان کیا۔ اب ہم
اصل مدعا پر آتے ہین کہ اگر کسیکو شیخ کامل میسر نہو تو اہل سلوک کی کتاب آگے رکھکر اُنکی متابعت
کرے تاکہ ارادت و مقراض کے مرتبہ پر پہونچے۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ کو واجب ہی کہ مرید کو وصیت
کرے کہ صحبت ملوک و اہل دنیا اور اُنسے جنکو سگ دنیا کہتے ہین بچتا رہے اور طالب شہرت و

وضرورت نہو اور زیادہ بات چیت نکرے اور بے حاجت اپنی جگہ سے قدم نہ ہلائے۔ مقصود اصلی یہ ہے کہ دنیا سے بانسبب ہے کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ حدیث مین ہے۔ پھر آپنے اسموقع پر فرمایا کہ درویش بے ضرورت سجادہ سے الگ نہو کہ اصحاب طریقت فرماتے مین کہ جو دانشمند ہر روز دنیا کی طلب مین پھریگا حلال وحرام کون جان کریگا۔ اور جو صوفی کوچہ وبازار مین گشت لگائیگا اقامت سلوک وسجادہ کون کرے گا۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے مین کہ روندگان راہ قبول کی یہ علامت ہے کہ وہ جسطرح بن سکتا ہے شب جمعہ کو اقامت کرتے ہین اور وہ شب ذکر یا تلاوت یا نماز مین گذارتے ہین لیکن افضل بات یہ ہے کہ نماز پڑہے کہ نماز معراج کی صفت رکھتی ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ واقع ہے۔ پھر فرمایا کہ اہل سلوک فرماتے ہین کہ اصل سلوک ریاضت ہے اور ثمرہ اُسکا ارادت ہے۔ غرضکہ بندہ اپنے آپ کو اہل دنیا اور صحبت اغنیار اور ملوک اور ہوائے نفس سے الگ رکھے اور نیکونکی صحبت اختیار کرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صُحْبَۃُ الصَّالِحِیْنَ نُوْرٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ کہ نیکونکی صحبت نور ہے اور جہان کے لوگونکے لیے رحمت ہے۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کرکے ذکر مین مشغول ہوئے مجلس برخاست ہوئی الحمد للہ علی ذالک۔

۱۱ ماہ شعبان ۶۵۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اُس جماعت کا ذکر ہو نیلگا جو نماز مین باستغراق تمام مشغول رہتے ہین اور اپنے حال سے خبر نہین رکھتے۔ آپ فرمانے لگے کہ مین ایک وقت غزنین کا مسافر تھا۔ ایک جگہ مینے درویشونکو دیکھا کہ وہ ازحد مشغول ہین رات مینے وہین بسر کی جب دن ہوا تو اُس شہر کے پاس ہی ایک حوض تھا وہان گیا تاکہ تجدید وضو کرون وہان مینے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ بہت ہی لاغر ہو رہا تھا مینے اُسکا حال پوچھا اُسنے کہا دت سے مجھے عارضہ شکم ہے دست آرہے ہین اس سبب سے کمزور ہو رہا ہون غرضکہ اُس روز بھی مین وہین رہا۔ جب رات ہوتی تھی تو اُس درویش کو زیادہ تکلیف ہوتی تھی ہر رات اُس درویش کا اکیسو بیس رکعت وظیفہ تھا ہر بار قضاے حاجت کو جاتا اور وہان سے آکر غسل کرکے دوگانہ پڑہتا اسطرح ساٹھ دفعہ قضاے حاجت کو گیا اور غسل کیا اور دوگانہ پڑھا۔ غرضکہ وہ وظیفہ اُسنے تمام کیا۔ آخر مرتبہ جب پانی مین گیا تو جان بحق تسلیم کی یہ کہکر شیخ الاسلام آنکھون مین آنسو بھر لائے اور زار قطار رونے لگے اور ہاے کے نعرے مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ عجب وہ شخص اپنی بندگی مین راسخ الاعتقاد تھا کہ مرتے دم تک اپنے قاعدہ سے نہ پھرا اور جب تک اپنے وظیفہ کا سرانجام نکرلیا دست

کو جان نہ دی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جسکو زحمت اور درد پہونچتا ہے یقینی جاننا چاہیئے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہی اور یہ تکلیفین اُنکی خیریت کی دلیل ہین۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ ایکدن بخارا مین شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا ایک شخص اُنکی خدمت مین آیا اور سلام کیا اور کہا کہ اے میرے امام مین مال رکھتا ہون اور مدت سے میرے اُس مال مین نقصان آرہا ہے اور کبھی کبھی میرے اعضاء مین بھی درد ہوتا ہے اُنہون نے فرمایا کہ جس مال مین نقصان ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ زکوٰۃ مین کچھ قصور واقع ہوا اور نفس مین جو مرض یعنی بیماری وغیرہ ہو تو صحت ایمان کی دلیل سمجھنی چاہیئے۔ پھر اسی محل پر آپ نے فرمایا کہ اصحاب تابعین اپنے آثار مین لکھتے ہین کہ قیامت مین فقراء کو امتنا و صدقنا پر اسقدر درجے دیئے جائینگے کہ ساری خلقت دیکھکر آرزو کریگی کہ کاش دنیا مین ہم بھی فقیر حال ہوتے تو اچھا تھا اور طائفہ مریض کو اسقدر ثواب دیا جائیگا کہ لوگ دیکھکر یہی آرزو کرینگے کہ کاش ہم بھی دنیا مین مریض ہوتے تو اچھا تھا کہ ان مراتب کو پہونچتے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے پروردگار کی رضا پر رہے جو محنت یا تکلیف پہونچے اُسکو خیال کرے کہ کہان سے ہی کیونکہ آدمی کو اپنے نفس کا طبیب خود ہونا چاہیئے۔ اسوقت شیخ الاسلام نے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور رونے لگے اور یہ زبان مبارک سے فرمانے لگے ؎

اے بسا درد کان ترا دارو ست	اے بسا شیر کان ترا آہو ست

اسکے بعد یہ ذکر ہونے لگا کہ آدمی کو چاہیئے کہ ہر حال مین درویشون کے حق مین نیک عقیدہ اور حسن ظن رکھے تاکہ اُنکی برکت سے حق کی حمایت مین رہے۔ پھر آپ نے اسی محل پر زبان مبارک سے فرمایا کہ شیر خان والی اُچہ و ملتان ہمارے ساتھ اچھا عقیدہ نہین رکھتا تھا بارہا مین اُسکے حق مین یہ بیت کہتا تھا ؎

افسوس کہ از حال منت نیست خبر	آنگہ خبرت شود کہ افسوس خوری

پھر چند روز کے بعد اُسی سال کفار اُسکے شہر پر چڑھ آئے اور سب لوٹ کر لے گئے۔ پھر اسی محل پر آپ نے فرمایا کہ ایکوقت مین سیوستان کیطرف مسافر تھا شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہونچا وہ مجھسے بغلگیر ہوئے اور فرمایا بڑی سعادت کہ تم ہمارے پاس آئے۔ الغرض مین اُنکے جماعت خانہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ دس درویش صاحب نعمت آئے آپس مین اظہار کرامات و بزرگی کا ہونے لگا پھر یہانتک نوبت پہونچی کہ جو صاحب ولایت ہو اپنی اپنی کرامات کا اظہار کرے سب نے شیخ اوحد کرمانی سے کہا کہ پہلے آپ کچھ دکھلائین کہ آپکا قدم درویشی مین سب سے بڑھا ہوا ہی اُنہون نے درویشونکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ والی شہر بالفعل

مجھ سے بد عقیدہ ہے اور مجھے کبھی کبھی تکلیف بھی پہونچاتا ہے اگر آج وہ میدان سے سلامت واپس آئے تو عجب ہے۔ ابھی یہ لفظ خواجہ اوحد کرمانی نے زبان سے فرمایا ہی تھا کہ ایک آینوالا آیا اور اُس نے خبر دی کہ ابھی والی شہر میدان گوے بازی میں گھوڑے سے گرا اور اُسکی گردن کا منکا ٹوٹ گیا اور اُسیوقت مر گیا اسوقت اُن درویشوں نے اِس دعاگو کیطرف رُخ کیا اور یہ کہا کہ اب تم دکھلاؤ۔ دعاگو نے مراقبہ میں تھوڑی دیر سر کرکے اُٹھایا اور کہا کہ ادھر کو دیکھو دیکھا تو اُنہون نے اپنے آپکو اور مجھے خانہ کعبہ میں کھڑا دیکھا تھوڑی دیر کے بعد اُس مقام سے ہم واپس آئے درویشوں نے اقرار کیا اور کہا کہ بے شک یہ درویشی ہے۔ پھر اِس دعاگو اور خواجہ اوحد کرمانی نے درویشون کیطرف منہ کیا اور کہا کہ ہم تو اپنا اپنا کام کر چکے اب آپ کچھ دکھلایئے کہ ہم بھی دیکھیں۔ ہمارے کہتے ہی اُن درویشون نے سر اپنے خرقہ میں کر لیا اور ناپید ہو گئے فقط خرقے اُن سب کے خالی پڑے رہ گئے۔ پھر شیخ الاسلام دعاگو کیطرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ مولانا نظام الدین جو شخص خدا کے کام میں ہے خدا اُسکے کام میں ہے یعنی جو حق تعالیٰ کی خدمت میں کسی طرح کی تقصیر نکرے اور جو کچھ اُسکی رضا ہو اُسی کے موافق کام کرے اور اپنے نفس پر غازیونکی طرح آزار کرے اُسکے بعد جو کچھ اُسکی رضا ہوتی ہے حق جل و علیٰ اُسکو موجود کر دیتا ہے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ مین جب بدخشان گیا تو اُس شہر مین بزرگ اور اولیا تھے چنانچہ عبد الواحد شیخ ذوالنون مصری قدس سرہ کے پوتے اُس شہر کے باہر ایک غار مین سکونت رکھتے تھے جب مینے اُن کا حال سنا تو مین اُس غار کے پاس گیا دیکھا کہ وہ بزرگ بہت ہی لاغر ہے ایک پاؤن غار کے باہر پڑا ہے دوسرے پاؤن کو زمین پر رکھے ہوئے چشم بر ہوا عالم تحیر مین کھڑا ہوا ہے مین اُسکے پاس گیا اور سلام کیا اور میری طرف منہ کرکے کہا ٹھہر تین رات دن مین کھڑا رہا میرطرف کچھ التفات نہ کی جب تین دن گزر گئے تو کہا کہ فرید میرے پاس نہ آ کہ جلکر خاکستر ہو جایگا اور دور بھی نہ رہ کہ مہجور رہیگا پھر مینے اُن سے حال پوچھا کہ اپنا کچھ حال فرمایئے اُنہون نے کہا میری کیفیت یہ ہے کہ مین ستر برس سے اس غار مین کھڑا ہوں یکدفعہ ایک عورت اِدہر سے گزری میرے دلمین اُسکی طرف سے ایک رغبت پائی گئی چاہا کہ اس غار سے باہر نکلون کہ اتنے مین ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے مدعی تیرا عہد یہی تھا کہ ہمارے بغیر کسی سے عہد نکرونگا۔ بس یہ سنتے ہی چھری میرے پاس موجود تھی فوراً اس پاؤن کو کاٹ کر باہر پھینکدیا کہ یہ کیون اپنی خواہش نفسانی کا تابع ہوا اب تیس برس سے نہایت شرمندہ ہوں کہ قیامت کو کیا منہ دکھلاؤنگا۔ پھر ہمارے ملک الشائخ فرمانے لگے کہ رات کو مین وہیں رہا مینے دیکھا کہ افطار کے وقت دودھ اور کچھ چھوارے ایک طبق مین آئے

پہنچ گئے تو دس چھوارے تھے اس بزرگ نے فرمایا کہ پانچ خرمے کا اس فقیر کا وظیفہ ہے۔ یہ پانچ تیرے لئے ہیں آ۔ یہ چھوارے لے اور دودھ سے روزہ افطار کر۔ دعاگو نے آداب بجایا اور روزہ افطار کیا۔ وہ بزرگ پھر اپنے عالم میں مشغول ہو گئے ایسے ہی ایکدفعہ خلیفہ بدخشان شاہی نشان کے ساتھ آیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کھڑا رہا اس بزرگ نے فرمایا کیا مطلب ہے جو یہاں آئیگا قصد کیا کہا والی سیوستان خراج نہیں دیتا اگر حکم ہو تو میں اسپر چڑھائی کروں انہوں نے تبسم کیا ایک لکڑی آنکے پاس رکھی تھی وہ اٹھا کر سیوستان کیطرف پھینک دی اور کہا میں نے والی سیوستان کو مار ڈالا جب خلیفہ نے یہ ماجرا دیکھا لوٹ آیا چند روز گذرے تھے کہ وہاں کے آدمی بہت سامان لیکر آئے اور حکایت بیان کی کہ والی سیوستان دربار عام میں تخت پر بیٹھا ہوا حکم کر رہا تھا کہ ایک لکڑی دیوار سے نکلی اور اس زور سے اسپر لگی کہ اسکی گردن دھڑ سے الگ ہو گئی اور زمین پر گرا اور مر گیا اور یہ آواز آئی کہ ہمارا شیخ عبدالواحد بدخشان میں ہے یہ اسکا ہاتھ تھا جسنے اسکو مارا پھر شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ میں چند روز انکی خدمت میں رہا آخر اس دعاگو کو انہوں نے رخصت فرمایا اور انکی اجازت سے میں روانہ ہوا۔ مجھکو انکی ذات سے بہت فیض پہونچا۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ظہر کی اذان ہوئی۔ مجلس برخاست ہوئی۔ اور شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک

۱۳ ر شعبان ۵۵ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی شیخ ابو الغیث یمنی اور شیخ سعد الدین حمویہ کی بزرگی کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ ابو الغیث یمنی قدس اللہ سرہ العزیز بڑے بزرگ تھے اور شیخ یوسف الحسن و شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ فرید الدین عطار۔ شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ اسرارہم کو انہوں نے دیکھا تھا اور اور بزرگوں کو بھی دیکھے ہوئے تھے۔ اسکے بعد آپ فرمانے لگے کہ یمن میں مغل اتر آیا اور اسے گھیر لیا۔ خواجہ ابو الغیث اپنے عبادتخانہ میں تھے خلیفہ یمن ان کے پاس پہونچا اور عرض کی کہ اسطرح مغل نے محاصرہ کر لیا ہے۔ شیخ نے ایک ڈنڈا لکڑی کا خلیفہ کو دیا اور فرمایا کہ جب رات ہو اسی لکڑی سے اسکے لشکر والوں کو مارنا شروع کرا اور انپر حملہ کر غرض کہ جب رات ہوئی خلیفہ نے ایسا ہی کیا اسکے سارے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی آپس میں انہوں نے ایکدوسرے کو مار ڈالا۔ آخر معلوم ہوا کہ سبز پوشوں کا لشکر اتر آیا تھا انہوں نے ان سب کو جہنم واصل کیا۔ جب صبح ہوئی تو ایک مغل بھی زندہ نہ پھرا سب کے سب ہلاک ہوئے۔ پھر اسی محل پر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ

جلال الدین تبریزی۔ اور شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ ملتان میں تھے۔ اسروز والی ملتان آیا اور عرض کی مغل کا لشکر شہر کے قریب آگیا ہے آپ کیا فرماتے ہیں شیخ قطب الدین کے پاس ایک تیر تھا آپنے اسکو دیدیا اور کہا جاؤ کے لشکر کی طرف پھینک۔ والی ملتان نے آپکے حکم کے بموجب ایسا ہی کیا ایک مغل بھی نہ بچا سب بھاگ گئے۔ پھر آپنے اس موقع پر فرمایا کہ میں میں اگر تہہ مینہ نہ برسا خلق قحط سے ہلاک ہونے لگی کھیت کھڑے سوکھ گئے اور مینہ کی ایک بوند آسمان سے نہ برسی خلیفہ مع ساری خلقت کے ساتھ شیخ ابوالغیث رح کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ خدا کے لئے دعا فرمایئے کہ مینہ برسے انہوں نے فرمایا اچھا کل سب کے سب میری نماز کی جگہ آؤ جب دن ہوا خلقت اور بادشاہ انکے ارشاد کے بموجب حاضر ہوئے شیخ ابوالغیث باہر آئے اور منبر پر تشریف لیگئے۔ خدا تعالی کی حمد وثنا کی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر آپنے آسمان کیطرف منہ کر کے عرض کی الٰہی اگر میری طاعت تیری جناب میں مقبول ہو تو باران رحمت عطا ہو ابھی یہ بات پوری زبان سے نکلی بھی نہ تھی کہ مینہ آیا اور اتنا برسا کہ پانچ رات دن ایک لحظہ بھر کو نہ تھما خلق کہنے لگی کہ ہمنے اپنی عمر میں کبھی ایسا پانی پڑتے نہ دیکھا۔ پھر انکے انتقال کی حکایت فرمائی کہ جس روز شیخ ابوالغیث اس جہان فانی سے انتقال فرمانیگے شیخ ابوالغیث فجر کی نماز پڑھکے مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے جیساکہ ہمیشہ سے انکا دستور تھا اتنے میں اشراق کی نماز پڑھی مسبب نامی ایک شخص انکا یار تھا اسوقت حاضر خدمت تھا آپنے اس سے کہا غسال کو بلا لا اور کپڑا اور گنڈا اور خوشبو یہ سب لیتا آ چنانچہ وہ یار انکا غسال کو بھی بلا لایا اور سب چیزیں بھی لیتا آیا۔ آپنے فرمایا کہ یہ جگہ خالی کرو کہ شہسواران خدا کے لئے جگہ چاہیئے کہ وہ آئینگے پھر آپنے سورہ یٰسین پڑھنی شروع کردی جب فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ پر پہنچے منہ کھولدیا اور قضا کی اور جان دوست کو دی اتنے میں گھر کے کونے سے آواز آئی کہ دوست دوست سے جاملا۔ ملک الموت کا یہاں کیا کام۔ اسوقت شیخ الاسلام ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور نعرہ مار کے بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو یہ مثنوی زبان مبارک سے جاری ہوئی ؎

	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز		درکوے تو عاشقان چنان جان بدہند

اسی غلبات شوق میں آپ فرمانے لگے کہ جب حضرت موسے علیہ السلام کی عمر تمام ہوئی آپ راہ میں جارہے تھے اور مستوں کی طرح چل رہے تھے کہ ملک الموت سے ملاقات ہوئی چونکہ حضرت موسےؑ ایک خاص شوق و اشتیاق میں تھے بے ساختہ ایک طمانچہ ملک الموت کے منہ پر ملا کہ وہ آپکے آگے سے بھاگ گئے اور کہا

ب نہیں آؤنگا۔ یہ کہکر اپنے مقام پر آئے اور جناب باری میں سجدہ کیا، در عرض کی خداوندا اگر میں اسکے
گھر سے نہ بھاگتا تو میں ہلاک ہو جاتا وہاں سے خطاب آیا کہ اے ملک الموت یہ اسلیئے ہے کہ تجکو بھی معلوم
ہو کہ میرے دوست غیر سے علاقہ نہیں رکھتے پس ہم جانتے ہیں یا ہمارا دوست۔ دوسرے روز حضرت موسے
علیہ السلام نماز پڑھ کر قبلہ کو منہ کئے ہوئے بیت المقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے
اور سلام کیا اور ایک بہشتی سیب لائے تھے حضرت موسے علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا آپنے اُس سیب کو سونگھا
اُس سے بوے دوست آپکے دماغ میں پہونچی پس ایک نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم کی جب شیخ الاسلام
یہ حکایت تمام کر چکے زار قطار رونے لگے اور اسقدر روئے کہ سب حاضرین پر اُس رونے کا اثر چھا گیا شیخ الاسلام
بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو یہ مثنوی زبان مبارک پر لائے ؎

در کوے تو عاشقان چنان جان بدہند	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ ایک بزرگ مشائخ کبار سے ایک مرتبہ اپنے یاروں کے ساتھ حضرت موسے
علیہ السلام کے روضہ مبارک پر بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک آپکے مزار پُر انوار سے یہ آواز آئی رَبِّ اَرِنِیْ
اَنْظُرْ اِلَیْکَ وہ بزرگ فرمانے لگے کہ دیکھو یہ عشق ہے۔ زندگی میں بھی یہی حال تھا تو بعد وفات بھی یہی
بات ہے جب جائینگے یہی چاہینگے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ قیامت کے دن بھی حضرت موسے علیہ السلام عرش
کے کنگرہ پر ہاتھ ڈالکر فریاد کرینگے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اگر انکو اُس حال میں فرشتے نہ سنبھالیں گے
تو کثرت اشتیاق سے تمام اہل قیامت کو برہم کر دینگے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام میری طرف مخاطب ہوئے اور
فرمایا کہ طالب کو چاہیئے کہ مطلوب کے عشق و محبت میں ہر حال میں مستغرق رہکر اسکی یاد میں رہے اور ہر روز
ہر ساعت۔ ہر لحظہ۔ ہر لمحہ اُسکا عشق بڑھتا جاوے تاکہ اُن لوگوں میں سے ہو کہ جو اُس سے پہلے تھے۔ پھر
آپ اکثر غلبات شوق سے یہ مثنوی زبان پر لائے ؎

در کوے تو عاشقان چنان جان بدہند	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر آپ اسی محل پر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ ایک جوان نزع کی حالت میں تھا اور وہ مرد ایک واصلان
حق میں سے تھا جب اُسکی جان آخر ہوئی ملک الموت شرق سے غرب تک ڈھونڈھ پھرا کہیں پتہ نہ ملا
آخر اپنی جگہ پر آکر رب العالمین کی درگاہ میں سجدہ کیا اور عرض کی خداوندا میں فلان جوان کو نہیں پاتا
ہوں حالانکہ اُسکا نام اس تختہ سے پاک ہوگیا ہے۔ حکم ہوا جاؤ فلاں خرابہ میں دیکھو ملک الموت وہاں بھی گئے

اور پتہ نہ چلا۔ پھر عرض کی۔ ندا آئی کہ اے ملک الموت تو ہمارے دوستوں کی جان قبض نہیں کرسکتا نہ انکو دیکھ سکتا ہے نہ پاسکتا ہے جو ہمارے دوست ہیں وہ ہماری یاد اور نام اور ہوا ہی میں جان دیتے ہیں اور تمکو خبر تک نہیں ہوتی۔ پھر شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ڈباریں مار مار کر رونے لگے اور یہ مثنوی پڑہنے لگے ؎

درکوے تو عاشقان چنان جان بدہند	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر آپ اسی محل پر یہ حکایت فرمانے لگے کہ جب بھائی شیخ بہاء الدین زکریا کا وقت اخیر پہونچا آپکے پسر بزرگوار صدرالدین دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے کہ ایک مرد آیا اور ایک مکتوب انکے ہاتھ میں دیدیا اور کہا مجھے یہ حکم ہے کہ اسکو کسی کے آگے نہ کھولنا شیخ صدرالدین کے ہاتھ میں دینا وہ اپنے باپ شیخ بہاءالدین زکریا کو پہنچادینگے وہ اسے پڑھ لینگے۔ شیخ صدرالدین نے عنوان پر نام دیکھکر پڑا اور رو دینگے اور کہنے لگے معلوم ہوا کہ طلب دوست ہی مگر کہا تم ملک الموت ہو جو ایسی صورت میں آئے ہو۔ کہا ہان۔ کہا تم خود جاکر کیوں نہیں دیتے کہا مجکو یہی حکم ہے کہ تمہارے ہاتھوں پہنچاؤں الغرض شیخ صدرالدین نامہ لائے باپ کو دیکھا کہ وہ ذکر میں مشغول ہیں جب فارغ ہوئے آداب بجالایا اور یہ مکتوب دیا شیخ نے لیکر اسکو پڑہا اور شرف مطالعہ سے مشرف ہوئے اور فرمایا ہٹ جاؤ پھر آپ سجدہ میں گئے اور جان بحق تسلیم کی۔ اتنے میں اندر سے آواز آئی کہ شیخ بہاءالدین دوست سے جاملے۔ پھر شیخ الاسلام نعرہ مار کر رونے لگے اور بیہوش ہوگئے اور بیہوشی میں یہ الفاظ زبان مبارک پر لائے "روزی باشد کہ ما نیز چنین شوم و بدوست رسم" اور یہ بیت پڑہنے لگے ؎

درکوئے تو عاشقان چنان جان بدہند	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر اسی محل پر شیخ سعد الدین حمویہ کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا وہ بڑے بزرگ تھے ایک مسجد میں کسی شہر کی آپنے قیام کیا وہاں دیکھا کہ شہر کے مسلمان سب کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا ہیں پس آپنے کہدیا کہ جو بیمار ہو اسے ہمارے پاس لاؤ۔ بیمار آپکے پاس آنے لگے۔ حق تعالٰے نے انکے ہاتھ میں یہ برکت عطا کی کہ جسپر آپنے ہاتھ پھیرا اچھا ہوا چنانچہ کئی ہزار بیمار اچھے ہوگئے پھر آپ وہانسے غزنین میں چلے آئے وہاں بفضل خداتعالٰی آپکے ہاتھ کی برکت سے بہت سے بیمار اچھے ہوگئے پھر وہاں سے اوچہ میں آئے اور آپکے انتقال کا وقت قریب آیا جسدن آپ نقل کرینگے اپنے یاروں کو لیکر جنگل میں آگئے پھر قبلہ رو ہوکر سورہ بقرہ شروع کردی آخر اشراق تک قرآن مجید ختم کرلیا سجدہ میں گئے اور جان بحق تسلیم کی۔

پھر سب حاضرین نے یہ بات سنی کہ یہ بندہ نیک بخت خداتعالیٰ کے پاس پہونچگیا۔ پھر شیخ الاسلام آنکھوں مین آنسو بھر لائے اور یہ بیت زبان مبارک پر لائے ؎

	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز		درکوے تو عاشقان چنان جان بدہند

اسکے بعد اسی محل پر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمہ اللہ کی یہ عادت تھی کہ مسجد مین نماز پڑہتے اسی جگہ سوتے جب تہائی رات گذرتی تو آپ اٹھتے پھر امام اور مؤذن بھی حاضر ہوتے اور عشاء کی نماز پڑہتے۔ پھر صبح تک جاگتے اسیطرح آنکی عمر گزری۔ پھر اسی محل پر آپنے فرمایا کہ ایک رات بخارا مین ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک روشن مشعل بخارا کے دروازہ سے باہر گئی یہ خواب دیکھکر وہ شخص جاگ اٹھا اور صبحکو اپنے پیر کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا اس بزرگ نے یہ تعبیر دی کہ کوئی صاحب نعمت یہان سے انتقال کرے گا۔ اور اسی محل پر آپنے یہی فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزیؒ نے بھی اپنے پیر کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتے ہین کہ تمہارا اشتیاق ہمکو بہت ہی چنانچہ اسی ہفتہ مین انہون نے بہت سا ذکر کیا اور اکثر فراق و وداع کے ذکر بہت کیے ساری خلقت حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ کلمات وداع و فراق بہت فرمارہے ہین۔ ایکمرتبہ ساری خلقت کا ہجوم ہوگیا آپنے سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے مسلمانون تمکو معلوم ہو کہ مینے اپنے پیر کو خواب مین دیکھا ہی کہ وہ فرماتے ہین۔ آ۔ اب مین جاتا ہون۔ خیرباد۔ یہ کہکر ممبر سے نیچے اتر آئے اور گھر مین گئے اب یہ اس شب کا ذکر ہے کہ جس شب آپکا وصال ہوگا۔ آپ اور سب یار و اصحاب بیٹھے ہوئے مشعل روشن تھی مگر شیخ ایک فراق کی حالت مین تھے کہ کوئی پہر رات گئی ایک بزرگ صوف پہنے سیب ہاتھ مین لیے ہوئے آیا اور آداب بجالایا اور وہ سیب آپکے ہاتھ مین دیا بس اس سیب کا ہاتھ مین لیکر سونگھنا تھا اور جان بحق تسلیم ہونا۔ یہ کہکر شیخ الاسلام آنکھوں مین آنسو بھر لائے اور رونے لگے اور یہ مثنوی پڑہنے لگے ؎

	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز		درکوے تو عاشقان چنان جان بدہند

اسکے بعد شیخ الاسلام نے شیخ بدرالدین غزنوی اور مولانا اسحاق کو حکم دیا کہ تم اس مثنوی کو پڑھو تاکہ مین رقص کرون۔ پھر شیخ الاسلام پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ تین روز تک اپنے آپے کی ان کو خبر نہ رہی۔ پھر آپ عالم صحو مین آگئے۔ الحمد للہ علےٰ ذلک ؛

۲۵ ماہ شعبان ۶۵۵ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی چند نفر درویش شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ العزیز کے پاس سے

آئے ہوئے تھے سلوک کا ذکر شروع ہو گیا۔ شیخ الاسلام فرمانے لگے راہ طریقت سب رضا و تسلیم ہے،
اگر کوئی تلوار گردن پر مارے تو اسپر راضی ہو جائے اور دم نہ مارے۔ شیخ الاسلام یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ
جو ایسا ہو وہ درویش ہے یہی فرما رہے تھے کہ ایک بڑھیا روتی چلاتی بادل پُر درد حاضر ہوئی اور آداب بجایا۔
شیخ نے فرمایا پاس آؤ جب وہ پاس آئی تو آپنے اُس سے آہستہ سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اُسنے کہا حضرت مین
آج بیس برس ہوئے کہ میرا فرزند مجھ سے جدا ہو گیا ہے مین نہین جانتی کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ شیخ الاسلام
قدس سرہ نے سر مراقبہ مین کیا اور دیر تک بحر مکاشفہ مین مستغرق رہے جب سر اُٹھایا تو منہ اُس بڑھیا کیطرف
کیا اور کہا تیرا لڑکا آجائیگا خاطر جمع رکھ جب یہ بات بڑھیا نے سنی خوش ہو کر آداب بجایا اور چلی گئی اور گھر مین جا بیٹھی
تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ لڑکا آگیا اور دروازہ پر آکر دستک دی ضعیفہ نے پوچھا کون ہے کہا مین فلان ہون اور
تمہارا بیٹا ہون پیرزال دوڑی دوڑی آئی اور اپنے جگر گوشہ کو دیکھکر بغل مین لیا اور گلے سے لپٹ گئی اور پوچھا اے
بیٹا تو کہان تھا اُسنے کہا مین یہان سے ڈیڑھ ہزار کوس پر تھا کہا پھر آج کسطرح آیا کہا مین دریا کے کنارے
کھڑا ہوا تھا کہ میرا دل تمہاری طرف کو جوش ہوا اور یہ خیال کر کے رونے لگا کہ کسطرح پہونچونگا کہ یکایک ایک شخص سفید
بارون والا خرقہ پہنے ہوئے پانی کے پاس سے ظاہر ہوا اور فرمایا کیون رو رہا ہے مینے ساری کیفیت اپنی اُنسے
بیان کی اُسنے کہا کہ اگر مین تجھے وہان پہنچا دون تو تو کیا کرے مجھے یہ بات اُس بزرگ کی بہت دشوار معلوم ہوئی
کہ کیونکر پہنچونگا پھر اُسی درویش نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دے اور آنکھین بند کر مینے ایسا ہی کیا تھا مینے اپنے
آپ کو یہان کھڑا ہوا پایا۔ بڑھیا نے جان لیا کہ وہ شیخ الاسلام ہین فوراً آئی اور سر قدمون مین رکھدیا اور پھر چلی
گئی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ بات یہ ہے کہ اگر کوئی ورد یا طاعت عبادت کرنے والے سے فوت
ہو جائے تو وہ مرگ کی برابر ہے۔ پھر شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ ایکدفعہ مین شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی
خدمت مین حاضر تھا کہ ایک صوفی آیا اور آداب بجا لایا اور کہا کہ مینے آج خواب مین دیکھا ہے کہ میری موت
بہت قریب ہے شیخ الاسلام اور شیخ یوسف چشتی قدس اللہ سرہما نے اُس شخص کیطرف دیکھکر فرمایا کہ کل
تجھ سے فجر کی نماز قضا ہو گئی ہے جب اُسنے فکر کیا تو وہی بات نکلی جو شیخ الاسلام نے فرمائی تھی
پس ضرور ہوا کہ وہ خواب تجھے دکھلایا جائے کیونکہ صاحب ورد سے جو چیز فوت ہو جاویگی اُسکے لیے محل
مرگ ہی چنانچہ روایت کرتے ہین کہ قاضی رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ مکی کا سورہ یسین وظیفہ تھا ایکروز
آپسے فوت ہو گیا اسی روز گھوڑے پر سوار ہو کر کہین جاتے تھے گھوڑے سے گر پڑے اور پاے مبارک

کا ٹوٹ گیا۔ آخر الامر جب آپ نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ سورہ یسین نہین پڑہی گئی تھی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ صاحب ورد کو چاہیئے کہ جو وظیفہ دن مین ہو تو رات کو اُسے پورا کرلے۔ اور کسی حال مین اپنے وظیفہ کو نہ چھوڑے کہ اُسکے ورد کی شومی سارے ساکنان شہر پر اثر کرتی ہے اور اُس شہر مین خرابی پیدا ہوتی ہے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ ایکدفعہ ایک سیاح دعاگو کے پاس آیا اور دمشق کا حال بیان کرنے لگا کہ جب مین وہان پہونچا تو اُس شہر کو مینے اُجڑا ہوا پایا کہ بیس گھر سے زیادہ آباد نہ تھے مینے اسکا سبب پوچھا تو لوگون نے کہا کہ اس شہر مین سب مسلمان سنی ہی تھے اور کوئی شخص یہان صاحب ورد تھے اُنہون نے اپنا وظیفہ چھوڑدیا ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ مغلون نے آکر شہر کو تباہ کردیا اور اُنکے ورد کے ترک کرنیکی شامت سے یہ شہر ویران ہوگیا اور مسلمان قید مین آئے پس ورد کے ترک کرنے کی شامت ایسی ہوتی ہے۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شیخ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز کی یہ رسم تھی کہ جو کوئی ہمسایہ مین سے اس دنیا سے نقل کرتا اُسکے جنازہ کے ساتھ جاتے اور خلق کے لوٹ جانیکے بعد اُسکی قبر پر بیٹھتے اور جو ورد کہ ایسے وقت مین پڑھنے آئے مین پڑہتے پھر وہان سے آتے۔ چنانچہ اجمیر مین آپکے ہمسایون مین سے ایک نے انتقال کیا دستور کے موافق جنازہ کے ساتھ گئے جب اُسے دفن کرچکے خلق تو لوٹ گئی اور خواجہ وہان ٹھہر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد آپ اُٹھے شیخ الاسلام قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین آپکے ساتھ تھا مینے دیکھا کہ دمبدم آپکا رنگ متغیر ہوا پھر اُسیوقت برقرار ہوگیا جب آپ وہان سے کھڑے ہوئے تو فرمایا الحمد للہ بیعت بڑی اچھی چیز ہے۔ شیخ الاسلام قطب الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیفیت سے سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ جب اسکو لوگ دفن کرکے چلے گئے تو مین بیٹھا ہوا تھا مینے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے آئے اور چاہا کہ اسکو عذاب کرین اُسیوقت شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز ظاہر ہوئے اور کہا کہ یہ شخص میرے مریدون مین سے ہے۔ جب خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تو فرشتون کو فرمان ہوا کہ کہو یہ تمہارے برخلاف تھا۔ خواجہ نے فرمایا بیشک اگرچہ یہ برخلاف تھا مگر چونکہ اسنے اپنے آپ کو اس فقیر کے پلے سے باندھا تھا تو مین نہین چاہتا کہ اسپر عذاب کیا جائے فرمان ہوا کہ اے فرشتو شیخ کے مرید سے ہاتھ اُٹھاؤ مینے اسکو بخشدیا پھر شیخ الاسلام آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ اپنے آپ کو کسی کے پلے سے باندھنا بہت ہی اچھی چیز ہے۔ پھر مثنوی شیخ قطب الدین کی زبانی آپنے یادداشت فرمائی ؎

گر نیک شوم مرا از ایشان گیرند	ور بد باشم مرا بدیشان بخشند

پھر اسوقت آپنے فرمایا کہ مجھے ایک حالت پیدا ہوئی ہے یہ کہکر حاضرین کیطرف رخ کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی قوال ہو تو مین سماع سنون اتفاقاً اس روز کوئی قوال نتھا۔ مولانا بدرالدین اسحق رح نے تمام مکتوبات ورقعات اور سوائے انکے جو کچھ خریطہ مین رکھتے تھے اُس مین ہاتھ ڈالا اُسمین سے ایک مکتوب نکل آیا اسکو شیخ الاسلام کی خدمت مین لائے آپنے فرمایا کہ پڑہو چنانچہ مولانا بدرالدین اسحاق کھڑے ہوکر پڑہنے لگے کہ فقیر حقیر ضعیف و نحیف محمد عطا کہ بندۂ درویشانست سپرکشیدۂ خاک قدم ایشان۔ جب اسجگہ پہونچے تو شیخ الاسلام کو سننے کے ساتھ ہی ایک ایسا حال اور ذوق پیدا ہوا کہ اس عاجز کی وہم و فہم مین نہ آسکا اور اس مکتوب کی یہ رباعی یاد کی۔

رباعی

آن عقل کجا کہ از کمال تو رسد		وان دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد	
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال		آن روح کجا کہ در جلال تو رسد	

پھر تو شیخ الاسلام ایک رات دن اسی رباعی کے ذوق سماع مین رہے اور بیہوش ہوگئے۔ اس حالت کے بعد جب ہوش مین آگئے تو شیخ الاسلام بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کا ذکر زبان مبارک پر لائے کہ شیخ قطب الدین اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہما نے ملاقات کی یہ دعاگو بھی اسوقت موجود تھا شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی سیاحی کی حکایت بیان کرنے لگے کہ مین ایکدفعہ قریش کیجانب مسافر تھا بہت سے بزرگونکی مینے خدمت کی الغرض ایک بزرگ کو مینے شہر کے پاس دیکھا۔ سعادت قدمبوس حاصل ہوئی ایک غار تھا وہان وہ بزرگ رہتے تھے جب مین وہان پہونچا تو مینے انکو نماز مین پایا مین اتنی دیر ٹھہرا رہا جب انہون نے سلام پھیرا تو مینے سلام کیا انہون نے کہا وعلیکم السلام اے شیخ جلال الدین مین متحیر اور حیران رہگیا کہ یہ میرا نام کیا جانین تو وہ بزرگ یہ کہنے لگے نَبَّأَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ یعنی مجکو علیم و خبیر نے خبر دی ہے اور جو تجکو میرے پاس تک لایا اسی نے مجکو تیرا نام بھی بتایا ہے کہ جلال الدین درویش آتا ہے۔ مین آداب بجا لایا۔ فرمایا بیٹھو۔ مین بیٹھ گیا۔ پھر باتین کرنے لگے ایک حکایت انہون نے فرمائی کہ ایک مرتبہ مین شہر صفاہان مین تھا۔ وہان مینے ایک بزرگ کو پایا کہ وہ بہت بڑے ہی باعظمت تھے اور ڈیڑھ سو برس کی انکی عمر تھی اور خواجہ حسن بصری رح کے نواسون مین سے تھے جو مسلمان جس کام کے لئے انکے خدمت مین آتا ان تک پہونچنے نہ پاتا تھا کہ اُسکا کام بنجاتا تھا اور مہم اُسکی انجام کو پہنچتی تھی فرمانے لگے کہ مینے ایکہزار سات سو بزرگونکی خدمت کی ہے ہر ایک نے نصیحت و پند فرمائی ہے مگر ان سب مین آخر

شیخ الاسلام تین رات دن بیہوش رہے

جسنے مجکو نصیحت دی وہ خواجہ شمس الدین دلمغار مین تھے کہ اُنہون نے فرمایا اے درویش اگر تو خدا تعالیٰ تک
پہنچنا چاہتا ہے تو دنیا اور اہل دنیا سے الگ ہو۔ درویش کا اُنکی طرف تعلق رکھنا بھی علائق دنیا کا سبب ہے
اور دنیا کی محبت ہی ساری خطاؤنکی سردار ہے جو اہل دنیا سے بیزار ہوا وہ خدا تعالیٰ تک پہونچا۔ تو اے
جلال الدین مردان خدا نے سب سے قطع تعلق کیا ہے جب وہ خدا تعالیٰ تک پہونچے ہین۔ پھر شیخ جلال الدین
کہنے لگے کہ مین رات کو وہین رہا۔ افطار کے وقت مینے دیکھا کہ دو روٹیان جَو کی عالم غیب سے آئین انمین سے
ایک روٹی اُس بزرگ نے میرے آگے رکھی اور کہا افطار کرو جب مینے افطار کیا تو فرمایا اس گوشہ مین مشغول
ہو جاؤ۔ تہائی رات گذری تھی کہ ایک بزرگ جامہ صوف سبز پہنے ہوئے سات شیرونکے ساتھ آئے مینے بھی
مصافحہ کیا اور وہ شیر سلام کر کے اُس بزرگ کے مقابل بیٹھ گئے کبھی اُسکے گرد پھرنے لگے۔ مین تو یہ دیکھکر
کانپ اُٹھا کہ یارب یہ کون ہین جو شیرون سے اُنس رکھتے ہین الغرض کلام اللہ پڑھنا شروع کیا اور پچھلے پہر
تک دس قرآن ختم کیے پھر تلاوت سے اُٹھے اور تجدید وضو کے بعد پھر تلاوت مین مشغول ہوگئے جب صبح
ہوگئی تو نماز کے لیے اُٹھے مین بھی اُنکے برابر نماز مین کھڑا ہوا۔ بعد سلام اُس بزرگ نے کہا کہ یہ بھائی خضر ہین
تمکو انکے دیکھنے کی آرزو تھی جب یہ بات مینے سُنی تو مینے پھر مصافحہ کیا مجھپر بہت سی مہربانی اور شفقت فرمائی
پھر وہ بزرگ اور ساتون شیر آداب بجا کر چلے گئے۔ پھر مینے اُس بزرگ سے رخصت چاہی اُنہون نے فرمایا
اے جلال الدین تم جاتے ہو۔ اچھا تم کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے بندونکی خدمت کرو اور اپنے آپکو اُنکے پلّہ سے
بندھوا ور خدا تعالیٰ کے کامون مین سستی نکرو تاکہ تم بڑے مرتبے پر پہونچو اور ہان جس راہ سے تم جاؤگے وہان
اب دو شیر تمکو ملینگے اور وہ تمکو روکین گے تو جب تم وہان پہونچو اور وہ تمکو ستانیکا قصد کرین تو تم میرا نام
لے دینا خدا چاہے سلامتی سے گزر جاؤگے۔ پھر شیخ جلال الدین کہنے لگے کہ مین قدمون مین گرا اور آداب بجا کر
رخصت ہوا جب مین اُسجگہ پہونچا تو دو شیر غراتے ہوئے مجھپر لپکے کہ آتے ہی میرے ٹکڑے کر دین گے جب
وہ قریب پہونچے تو مینے زور سے کہا کہ مین فلان بزرگ کے پاس سے آتا ہون اور مینے اُنکی زیارت کی ہے
اب مین گھر جاتا ہون جون ہی اُنہون نے اُن بزرگ کا نام سُنا تو دوڑ کر میرے قدمون مین گر پڑے اور پھر لوٹ
گئے مین سلامتی کے ساتھ اپنے مقام پر آیا جب شیخ جلال یہ حکایت بیان کر چکے تو حضرت خواجہ قطب الدین نے
اپنے سفر کی حکایت بیان کی کہ مین اول اول جب ایک شہر مین پہونچا تو اُس شہر مین ایک درویش تھا
دریا کے کنارہ پر ایک مسجد تھی اور اُسمین ایک منارہ تھا مگر اُسکو ہفت منارہ کہتے تھے وہ بزرگ وہین رہتے تھے

اور انکو ایک دعا پہونچی ہوئی تھی کہ اسکو ہفت دعا کہتے تھے دعا اصل میں ایک ہی تھی کہ جو کوئی اس دعا کو
پڑھے اور دوگانہ ادا کرے تو خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقی ہو۔ میں رمضان کی راتوں میں سے ایک رات وہاں
گیا اور دوگانہ ادا کیا اور اُس منارہ پر جا کر دعا پڑھی اور نیچے اترا ایک ساعت تک توقف کرتا رہا مگر کسیکو وہاں نہ دیکھا
آخر ناامید ہوکر واپس آیا جب مسجد سے باہر نکلا کر دیکھا ایک شخص کہتے کھڑا دیکھا کہ مجھے آواز دے رہا ہے اور
کہتا ہے کہ یہاں لے سکا ہوں میں تیرا کیا دعا ہے کیوں آیا ہے میں نے کہا میں اسلیئے آیا تھا کہ خواجہ خضر سے
ملاقات کروں یہاں میں نے دوگانہ پڑھا اور اس مسجد میں جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ بھی پڑھی مگر وہ دولت میسر
نہوئی اب گھر جاتا ہوں۔ اُسنے کہا خضر سے تیرا کیا کام ہے تیری مثل وہ بھی سرگرداں ہے اسکی زیارت سے تیرا
کیا مطلب۔ کیا تو دنیا کا طالب ہے میں نے کہا خیر کا طالب ہوں تُنے کہا ہاں ایک مرد ہے کہ خضر اسکے دروازہ پر
جاتے ہیں بارہ مرتبہ گئے مگر زیارت نصیب نہوئی۔ ہم دونوں یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک مرد نورانی سبز لباس
پہنے ہوئے ظاہر ہوا اور وہ مرد اُسکے استقبال کے لیئے آگے گئے اور قدموں میں گر پڑے پھر جب وہ بزرگ
آگے آیا اور میرے پاس تک پہونچا تو اُس پہلے شخص کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ شخص قرضدار ہے یا
طالب دنیا ہے اُسنے کہا نہ طالب دنیا ہے نہ قرضدار ہے مگر تمہاری ملاقات کی آرزو رکھتا ہے یہ باتیں ہو ہی
رہی تھیں کہ اذان کی آواز آئی ہر طرف سے درویش اور صوفی لوگ پیدا ہوگئے۔ پھر تکبیر ہوئی ایک نے
اُنمیں سے امامت کی اور نماز پڑھائی بارہ پارے تراویح میں پڑھے میرے دلمیں یہ خیال گذرا کہ اگر اور پڑھتے تو اچھا
تھا۔ غرضکہ جب نماز تمام ہوئی کوئی کسیطرف کو چلا گیا کوئی کسیطرف کو میں اپنی جگہ پر چلا آیا جب دوسری رات
ہوئی تو پھر میں وہاں گیا صبح تک مسجد میں بیٹھا رہا کوئی بھی نہ آیا۔ جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد تمام کیئے نماز
میں مشغول ہوگئے۔ خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۵ ماہ رمضان المبارک سنہ ۶۵۵ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی عزیزان اہل صفہ حاضر تھے ماہ رمضان المبارک کا ذکر ہو رہا تھا آپنے زبان
مبارک سے فرمایا کہ ماہ رمضان بڑا بزرگ مہینا ہے۔ اس مہینہ میں ابلیس لعین قید کیا جاتا ہے کہ مسلمان
اُس سے امن میں رہیں۔ ہر روز و شب رحمت کے سب دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ہر آدمی کے پیچھے ایک
فرشتہ رحمت کے طبق لیکر آسمان سے اُترتا ہے اسکو حکم ہوتا ہے کہ جب میرے بندے روزہ افطار کریں تو
یہ ہماری رحمت کے طبق اُنکے سر پر نثار کرو۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ روزہ سونے اور بندہ کے

درمیان ایک سر ہے۔ بندہ جو عبادت کرتا ہو اسکا ٹھیک معین ہے مگر روزہ کا ثواب سوائے خدا کے اور کوئی
سی نہین جانتا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنی روزہ میرے لئے ہے مین ہی
اسکا بدلہ دونگا۔ پھر فرمایا کہ اس مہینے کے تین قسم کے علم مین قسم اول کو عشرہ رحمت کہتے ہین اور دوسری
قسم کو عشرہ مغفرت۔ اور تیسری قسم کو عشرہ آزادی۔ پس اول عشرہ رحمت وبرکت ہے کہ آسمان سے بندہ
پر نازل ہوتی ہے۔ اور دوسرے عشرہ مین کل مغفرت اور آمرزش اور بخشش ہے کہ کوئی ساعت اور لحظہ
اور لمحہ ایسا نہین گزرتا کہ لاکھون کروڑون مسلمان نہین بخشے جاتے۔ اور تیسرے عشرہ مین سب مسلمان روزہ دار
آتش دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہین اور خلاصی دیئے جاتے ہین۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو شخص
ماہ رمضان المبارک کے آنے سے خوش ہوتا ہے حق تعالیٰ اُسے کسیوقت غمناک نہین کرتا اور برکت وخیر
اسکی روزی کرتا ہے اور اس مہینہ کے گزرجانے سے غمناک ہوتا ہو تو خدا تعالیٰ دونون جہان کی خوشی اُسے عنایت
کرتا ہے اور کبھی غمناک نہین ہوتا۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے رکھنے والے
کے لیے ہزار برس کا ثواب اسکے نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے اور اسیقدر بدی سے اسکو پاک کیا جاتا ہے۔
پھر فرمایا کہ شب قدر عشرہ آخری مین ہوتی ہے۔ اکثر اٹھارہوین رات سے شروع ہوجاتی ہے مرد کو چاہیئے کہ
اس شب کو غافل نرہے تاکہ اُس رات کی سعادت سے محروم نرہے پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ مردان معنی کے لئے
سارا سال شب قدر ہے اور انکی نعمت آن رتو نیز مرکب پس مقام راحت وہ ہے کہ دولت شب قدر حاصل
کرے۔ پھر آپنے فرمایا کہ بزرگان وخواجگان ماہ مبارک کی راتون مین ہر شب تراویح مین ختم قرآن کیا کرتے
تھے۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز ہر شب تراویح مین دو ختم قرآن کرتے
چنانچہ ماہ رمضان مین ساٹھ ختم ہوتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ جانب غرب یہ دعاگو مسافر تھا رمضان کا
مہینہ تھا امام حدادی کی مسجد مین اُترا وہان ایک بزرگ بڑے باعظمت تھے کہ انکو محمد باخرزی کہا کرتے
تھے وہی اُس مسجد مین امامت کرتے تھے ہر رات تین ختم قرآن مجید کیا کرتے اور چار پارے اوپر پڑھتے یہ دعاگو
سارے مہینے وہین رہا اُنکے پیچھے یہ سعادت مجھے بھی حاصل ہوئی اُنہون نے فرمایا کہ جبتک تو اس کام مین
سعی نکریگا اور مجاہدہ نکریگا کبھی مقام مقصود پر نہین پہونچیگا کیونکہ اہل صفہ فرماتے ہین کہ اس راہ مین
مجاہدہ بہت ہو۔ پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے ستر برس
خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور ایک ایک سال دو دو سال تک اپنے نفس کو پانی نہین دیا اور اپنے نفس کی

کوئی آرزو پوری نہیں کی اسوقت انکو بلد یابی نصیب ہوئی جب باریابی ہوئی پھر بھی ہاتف نے آواز دی کہ ابھی دنیا کی آلایش برابر ہے جب تک اسے دور نکریگا آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ عرض کیا کہ خداوندا میرے پاس تو دنیا کی آلایش کچھ نہیں ہے آواز آئی کہ اپنے پاس دیکھ دیکھا تو ایک پوستین اور ایک کوزہ خالی تھا اُسے بھی پھینک دیا اُسوقت اُس مقام پر پہونچے۔ جب شیخ الاسلام اس حرف پر پہونچے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور فرمانے لگے کہ اللہ اللہ بایزید پوستین اور خالی کوزہ رکھنے کے سبب باریاب نہو سکے یہ لوگ اتنے علائق دنیا کے ساتھ حاشا وکلا کسطرح باریاب ہو سکیں گے۔ پھر آپنے روے مبارک حاضرین کیطرف کیا اور فرمایا کہ یہ ماہ مبارک رمضان ہے تم میں سے کون کون نماز تراویح میں شریک ہوگا کہ میں قرآن مجید ختم کرون سب نے عرض کیا کہ ہم سب حاضر ہین اور ہماری بڑی سعادت کہ یہ دولت نصیب ہو۔
شیخ الاسلام تراویح میں ہر شب دو ختم کیا کرتے اور اکثر ہر رکعت میں دس پارے پڑھا کرتے۔ ایک پہر رات باقی رہتی کہ آپ فارغ ہو جاتے۔ اس مہینے میں یہ دعاگو بھی برابر حاضر رہا۔ پھر کچھ کشف وکرامات کا ذکر ہونے لگا تو اپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایکمرتبہ شیخ جمال الدین اوچہ رحمۃ اللہ علیہ اور یہ دعاگو ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہ درویش بڑے باقوت اور صاحب نعمت تھے کہ یکایک چند درویش قلندر نکے گروہ میں کے لوہے کی میخیں کمر میں لگائے ہوئے آئے اور سلام کیا اور شیخ جمال الدین کے پاس بیٹھ گئے اور ہر ایک ان میں سے بڑبڑانے لگا اور سخت سست کہنے لگا شیخ نے انکے لیے کھانا منگوایا۔ اتفاقاً شیخ کے جماعت خانہ میں دہی نہ تھی اور انہوں نے اسکے برخلاف دہی مانگی کہ دہی لاؤ یہ سنکر شیخ جمال الدین اوچہ میرے منہ کو دیکھنے لگے اور میں اُنکے منہ کو دیکھنے لگا کہ اب کیا کیا جائے مینے کہا ان سے کہدیجئے کہ جماعت خانہ کے آگے جس جگہ پانی گرتا ہے وہاں دہی موجود ہے وہاں جاؤ میں اور آپ سب دہی کھائیں۔ شیخ جمال الدین نے درویشوں سے کہا کہ اگر آپ لوگونکو دہی کھانی ہے تو تم وہاں ہبسہ کے پاس جاؤ۔ انکو یہ بات ناگوار گذری مگر آخرکار آب تے دیکھا تو سلا پانی جگہ دہی بنا ہوا ہے جسقدر انکا جی چاہا کھایا پھر شیخ جمال الدین نے ان سے کہا کہ اندر جاکر بیٹھو اور آرام کرو۔ اس محل پر آپنے یہ حکایت بھی فرمائی کہ ایک شخص حج سے واپس آکر شیخ جمال الدین کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ مینے آپ کو حج میں طواف کرتے دیکھا تھا آپنے اسپر ایک چیخ ماری کہ اے نادان مردوں کی حکایت کو فاش کرتا ہے جبکہ مردان خدا زیر گلیم رہتے ہین یہ کیا چیز ہے کعبہ ہمارے دروازہ کے آگے ہے۔ اگر مردان خدا چاہین تو پلک جھپکنے سے پہلے مشرق سے مغرب تک چلے جائین اور پھر اپنے مقام پر آجائین ایک ساعت گذری

حتیٰ کہ اُسیوقت اُنہوں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور کہا آنکھیں آگے کر اُسنے آنکھیں آگے کیں اپنے
آپ اور شیخ کو کوہ قاف پر اُس فرشتے کے پاس دیکھا جو کوہ قاف کا موکل ہے۔ پھر اُسیوقت اُس نے
شیخ کو اور اپنے آپ کو اپنی جگہہ پر دیکھا اقرار کرکے لوٹ گیا اور کہنے لگا کہ یہ بات سچ کہی ہے کہ مردانِ خدا
کو خدا ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ پھر شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز زبان مبارک پر لائے کہ شیخ
جلال الدین اوچہ کو نماز کے وقت کسی نے نہیں دیکھا جب نماز کا وقت ہوتا تو ناپید ہوجاتے آخرش معلوم ہوا
کہ وہ خانہ کعبہ میں جاکر نماز پڑھتے تھے اور پھر اُسیوقت آجاتے تھے شیخ الاسلام یہ حکایت بیان کر رہی رہے تھے
کہ ایک بڑا جوگی مجاہدہ کیے ہوئے دور دراز سے آیا اور خدمت شیخ الاسلام میں آکر آداب بجالایا۔ اور
شیخ الاسلام کی ہیبت سے سر زمین سے نہ اٹھا سکا جھکا کا جھکا ہی رہگیا۔ شیخ نے اُسپر نظر ڈالی اور ایک
ہیبت کے ساتھ آواز دی کہ سر اٹھا اُسنے سر اُٹھایا اور ہاتھ جوڑکر کھڑا ہوگیا شیخ الاسلام نے اُسکی طرف
رُخ کیا اور کہا اے جوگی تو کہاں سے آیا ہی اور کیوں آیا ہے مارے ہیبت کے اُس سے کچھ بولا نہ گیا جب دو تین
دفعہ آپنے پوچھا تو اُسنے آہستہ سے کہا کہ حضور کی دہشت میرے دلپر ایسی چھائی ہوئی ہے کہ میرے منہ سے
بات تک نہیں نکلتی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے دعاگو کیطرف منہ کیا اور کہا کہ یہ جوگی ہمارے پاس از راہ
دعوے آیا ہی جب یہ آیا اور اسنے زمین بوسی کی تو میرے دلمیں یہ خیال گذرا کہ اسکا منہ زمین سے چپکا رہجائے
فی الحال ایسا ہی ہوگیا ہر چند یہ سر اٹھانا چاہتا تھا مگر اٹھا نہ سکا جب یہ جوگی اپنے دعوے سے مستغفر ہوا
اُسوقت مینے اسے سر اٹھانیکو کہا ورنہ قیامت تک ایسا ہی رہتا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے جوگی کی
طرف منہ کیا اور فرمایا تو نے اپنا کام کہاں تک پہنچایا کہا جوگیوں کی کمالیت یہیں تک ہے کہ ہوا پر اڑنے
لگیں جو جوگی کمال کے درجہ کو پہنچتا ہے وہ ہوا پر اڑنے لگتا ہی۔ شیخ الاسلام نے کہا اچھا تیرا ہوا پر اڑنا
ہم بھی دیکھیں جوگی نے الفور ہوا پر اڑا۔ شیخ الاسلام نے اپنی نعلین مبارک اوپر کو پھینکدیں خدای عزوجل
کے حکم سے وہ نعلین اُس جوگی کے سر پر جالگیں جسطرف وہ ہوا پر اُڑتا تھا وہیں تڑاتڑ اسکے سر پر لگتی
تھیں لاچار ہوکر جوگی بہت جلد نیچے اُتر آیا اور اقرار کیا اور کہا جسکی نعلین کا یہ مرتبہ ہو اُس خود کا کیا مرتبہ
ہوگا سعاً اسلام لایا اور مسلمان ہوا اور ایک واصلان حق سے ہوا اسکے بعد وہ جوگی اسی محل پر کہنے لگا
کہ یہ جو نیک و بد عالم میں فرزند پیدا ہوتے ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ خلقت مباشرت کرنی نہیں جانتی
ورنہ فرزند نیک پیدا ہوں۔ الغرض ساری کیفیت اُسنے مجھ سے کہی اور اس دعاگو نے ساری حقیقت

شیخ الاسلام کی خدمت میں عرض کی آپنے تبسم کیا اور فرمایا اے مولانا نظام الدین تمنے اچھا کیا جو سیکھ لیا
مگر تمہارے کس کام کا ہے تم اسی پر چھوڑ دو اسکے بعد اسی موقع پر ایک درویش مع چند صوف پوش درویشوں کے
بیت المقدس سے شیخ الاسلام کی خدمت میں آیا اور آداب بجا لایا۔ آپنے فرمایا بیٹھو وہ بیٹھ گئے وہ درویش بار بار
شیخ الاسلام کے روئے مبارک پر نظر کرتا تھا آپ سر نیچا کر لیتے تھے جب وہ درویش لاچار ہو گیا اور ضبط کی طاقت
نہ رہی تو کھڑا ہو گیا اور سر قدموں پر رکھا اور کہا اے مخدوم جیسے تو نے مجھکو بیت المقدس میں جاروب کشی کرتے ہوئے
دیکھا ہے اور جب میں نے آپکے نام پوچھا تھا تو آپنے فرید اجودھنی بتایا تھا۔ شیخ الاسلام نے کہا ہاں صحیح ہے
مگر تجھے کہا تھا کہ یہ بات ہم کسی سے نہ کہنا تم اس عہد کو بھول گئے وہ مرد بہت شرمندہ ہوا اور کہکر پشیمان ہوا
غرضکہ شیخ الاسلام یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ بعض عزیز مردان خدا جسجگہ بیٹھتے ہیں وہیں خانہ کعبہ وہیں عرش
وہیں کرسی اور وہیں ساری آفرینش خدائے عزوجل کی انکے آگے موجود رہتی ہے آپنے اس درویش پر ایک
چیخ ماری اور کہا آنکھیں بند کر اسنے آنکھیں بند کر لیں پھر فرمایا کھول اسنے کھول دیں جو کچھ شیخ الاسلام کی زبانی
سنا تھا وہ سب اس درویش کو دکھلایا گیا اس فقیر نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا بڑی دیر کے بعد ہوش میں
آیا اقرار کیا خدمت شیخ الاسلام سے کلاہ عطا ہوئی اور خلافت سیوستان اسکو دی گئی اور وہ وہاں چلا گیا
اسکے بعد خشکی و تری کے مسافروں اور آنے جانے والوں سے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام ایکدفعہ ہر روز بیت المقدس
جاتے اور جھاڑو دیا کرتے اور پھر اسوقت واپس آجاتے۔ اسکے بعد اسی موقع پر آپنے یہ بھی فرمایا اور اپنی کیفیت
بیان فرمائی کہ میں تیس برس تک تفکر میں رہا اور ہمیشہ کھڑا رہا چنانچہ سارا خون پاؤں کے رستے بہنا شروع
ہوا اور میں نے اپنے نفس سے عہد کر لیا تھا کہ ایکدفعہ ٹھنڈا پانی دونگا اور ایک لقمہ کھانا۔ شیخ الاسلام یہ حکایت
بیان کرتے رہتے تھے کہ ایک درویش (جسے شہاب الدین غزنوی کہتے تھے اور وہ شیخ الاسلام کے مریدوں
میں سے تھا) حاضر خدمت ہوا۔ حکم ہوا کہ بیٹھ۔ وہ بیٹھ گیا۔ والی لاہور نے سو دینار کچھ کم و بیش آپکے
نذر کے لیئے بھیجے تھے۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ لے درویش کیا لایا اسنے پچاس دینار شیخ الاسلام کی خدمت
میں حاضر کیئے آپنے تبسم کیا اور فرمایا کہ شہاب یہ تو تو نے اچھا ڈھنگ اختیار کیا درویشوں کیلیئے یہ بات
ٹھیک نہیں وہ از حد شرمندہ ہوا اور فی الفور سو دینار شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر کیئے آپنے فرمایا
اگر میں تجھے یہ نہ کہتا تو تیرا کام خراب ہو جاتا اور اس سے پہلے کبھی مردوں کے مقصد کو نہ پہونچتا آخر الامر وہ
سب کے سب اسکو دیدیئے۔ اور فرمایا کہ بیعت از سر نو کر کہ تیری اس پہلی بیعت میں خلل پڑ گیا اب تو جا جس کو

ہوئی۔ شب دوشنبہ کو یہ دوسرا مجلس تمام ہوگیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

۲۵- ماہ شوال روز دوشنبہ ۶۵۵ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی شیخ جلال الدین ہانسوی۔ اور شیخ بدرالدین غزنوی اور مولانا بدرالدین اسحاق دوسرے عزیز بھی خدمت میں حاضر تھے وہ جوگی بھی شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس دعاگو نے اُس سے پوچھا کہ تم کونسی راہ چلتے ہو اور تمہیں اصل کام کیا ہے تُو نے کہا ہمارا علم اور طریقہ یہ ہے کہ نفس انسان میں دو عالم ہیں ایک عالم علوی۔ دوسرا عالم سفلی۔ سر سے لیکر ناف تک تو عالم علوی ہے۔ اور ناف سے قدم تک عالم سفلی۔ شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ کہتا ہے۔ عالم علوی میں صدق و صفا اخلاق پسندیدہ۔ حسن معاملہ ہے۔ اور عالم سفلی میں کل نگہداشت پاکی و پارسائی اور نہ ہی۔ پھر اسی محل شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ مجھے اسکی بات بہت ہی پسند آئی۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی اس دعوی پر خدا تعالی کی دوستی رکھے اور پھر دنیا کی محبت بھی دل میں ہو تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ رحمت کا نزول تین وقتوں پر ہے اول تو حالت سماع میں۔ دوسرے اُس کھانا کھانیکے وقت کہ جو بہ نیت قوت طاعت کھایا جائے تیسرے جب کہ درویش لوگ ذکر کے لئے مجتمع ہوں۔ شیخ الاسلام یہ حکایت فرما ہی رہے تھے کہ چھ یا سات درویش آئے جو سب کے سب جوان اور نوعمر اور صاحب نعمت خاندان چشتیہ تھے انہوں نے شیخ الاسلام کی خدمت میں عرض کی کہ ہمیں ہر ایک کو کچھ کہنا ہے آپ کسی خادم کو حکم دیجئے کہ وہ ہمارا ماجرا سُن کر عرض کرے۔ شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز نے ایک تو مجھے حکم دیا کہ تو جا کر اُنکا حال سُن لے اور دوسرے مولانا بدرالدین اسحق کو فرمایا۔ القصہ ہم دونوں اُنکا حال سُننے لگے انہوں نے اس متانت اور لینت اور کمال درجہ کی نرمی سے حال بیان کیا کہ ہم دونوں کو رونا آگیا۔ اور ہم نے اپنے جی میں کہا کہ کیا یہ فرشتگان حق ہیں جو ہماری تعلیم کے لئے بھیجے گئے ہیں کہ اسطرح حقیقت بیان کرتے ہیں پھر ہم نے اُنکی کیفیت شیخ الاسلام کے گوش مبارک تک پہنچائی۔ آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ ماجرا اسیطرح بیان کرنا چاہیئے کہ گردن کی رگ تک بھی نہ ہلے۔ اسکے بعد اسی محل پر آپ نے فرمایا کہ لوگ جب کھانا تناول کریں تو بہ نیت قوت طاعت کریں کہ یہی عبادت ہے نفسانی خواہش سے کھانے کی نیت نہ کریں۔ پھر اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری راحۃ الارواح میں لکھتے ہیں کہ ایک درویش دجلہ کے کنارے ایک عبادت خانہ میں رہا کرتا تھا اور

رہتے ہوئے کئی سال گزر گئے تھے غرضکہ ایک اور درویش اُسکے قریب آکر ٹھہرا اس درویش نے اسکے لیئے کھانا پکوایا اور اپنی بیوی کو بلاکر کہا کہ یہ کھانا اُس درویش کو دے آ۔ اُسنے کہا کشتی وغیرہ تو کچھ ہے نہیں میں کیونکر پار اُتر کر جاؤن اور اُسے کھانا پہونچاؤن۔ اُسنے کہا یہ کھانا لیجا اور دریا سے کھڑے ہو کر یہ کہہ کہ اے آب بحرمت اُس درویش کے کہ اس تیس برس کے عرصہ مین کبھی میرے ساتھ صحبت نہین کی مجھے رستہ دے وہ تجھے رستہ دیدیگا عورت کو بڑا تعجب ہوا کہ اسنے اتنے تو بچے جنوائے اور پھر کہتا ہے کہ تیس برس سے مینے صحبت نہین کی اُسنے کہا تو لیجا اور یہی کہیو۔ القصہ کھانا لیکر چلی اور لب دریا کھڑے ہو کر یہی کہا جو اُسکے خاوند نے بتادیا تھا۔ پانی اُسیوقت پھٹکر دو ٹکڑے ہو گیا اور وہ عورت پار اُتر گئی اور اُس درویش کے پاس جاکر سلام کیا اور وہ کھانا اُسکے آگے رکھا اُسنے کھالیا اور کہا جا۔ وہ عورت بولی کہ اب جاؤن کیونکر درویش بولا کہ آئی کسطرح تھی اُسنے ساری کیفیت بیان کی اُسنے کہا تو دریا سے کہیو کہ بحرمت فلان درویش کے کہ جسنے تیس برس تک کھانا نہین کھایا مجھے رستہ دے۔ عورت نے ایسطرح کیا نے القصہ پانی پھٹگیا اور وہ پار اُتر گئی جب اپنے خاوند کے پاس آئی تو اُسنے کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب مجھسے ان دونون جھوٹون کا حال بیان کر درویش نے کہا ہم دونون نے سچ کہا ہے جھوٹ نہین کہا ہے کیونکہ مینے اس تیس برس کے عرصہ مین اپنی نفسانی خواہش سے ایکدفعہ بھی تجھسے صحبت نہین کی سوائے اسکے تیرے حق ادا کرنے کی نیت کی ہو۔ اور اُس درویش نے بھی کبھی نفسانی خواہش سے کھانا نہین کھایا سوا اسکے کہ قوت طاعت کی نیت کی ہو۔ اسکے بعد یہ ذکر ہونے لگا کہ خواجہ عبداللہ بن مسعود بڑے عالم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے حق مین فرمایا ہی کنیفۃ العلم یعنی خریطۂ علم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے۔ اسی محل پر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ مین شیخ الاسلام بختیار اوشی رح کی خدمت مین حاضر تھا۔ رئیس نام میرا یار اور ہم خرقہ تھا وہ بھی حاضر خدمت ہوا اور شیخ الاسلام سے عرض کیا کہ حضور آجکی شب مینے ایک خواب دیکھا ہی کہ ایک قبہ ہی اور اُسکے گرداگرد بہت سی خلقت ہی اور ایک مرد آتا جاتا ہی مینے پوچھا کہ اس قبہ مین کون ہے۔ لوگون نے کہا کہ اس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور یہ جو آتا جاتا ہی وہ خواجہ عبداللہ بن مسعود ہی۔ پس مین آگے گیا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کرو کہ مین بھی سعادت پابوسی حاصل کرون اور جمال مبارک کی زیارت کرون۔ عبداللہ بن مسعود اندر گئے اور عرض کیا آپنے فرمایا کہدو کہ تجھے ہمارے دیکھنے کی اہلیت نہین ہی تو ہمارا اسلام بختیار کاکی کو

ہو بچا اور کہدے کہ ہر شب جو تم تحفہ بھیجا کرتے تھے وہ ہمارے پاس پہنچتا تھا مگر آج تو رات میں ہو میں کہ تمہارے پاس نہیں پہنچا نعش بخیر باد۔ اُسوقت شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ شیخ الاسلام قطب الدین اوشی قدس سرہ العزیز ہر رات میں ہزار بار درود شریف پڑھا کرتے تھے پھر سویا کرتے تھے پھر آپکے مجاہدہ کا حال بیان فرمایا کہ شیخ الاسلام قطب الدینؒ بیس برس تک خدا کی بندگی میں بالکل نہیں سوئے اور نہ زمین پر پہلو لگایا۔ اسی موقع پر آپنے یہ فرمایا کہ درویش کو خواب حرام ہے کیونکہ جب دوستی ہُوئی تو اُسپر خواب وقرار حرام ہوا۔ شیخ الاسلام یہ فرما ہی رہے تھے کہ شمس دبیر ایک مطول قصیدہ لکھکر حضوری میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے حضور کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے اگر اجازت ہو تو سناؤں شیخ الاسلام نے اُسے بیٹھنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ اچھا پڑھو اُسنے پڑھنا شروع کیا شمس دبیر جس حیثیت سے پڑھتا آپ بعض شعر کو دو دو دفعہ پڑھواتے بعض میں تحسین کرتے بعض میں کچھ کچھ اصلاح دیتے تھے چنانچہ شمس دبیر خوش ہوا۔ شیخ الاسلام نے اسی اثنا میں فرمایا کہ تیرا مطلب کیا ہے وہ بیان کر اُسنے عرض کیا کہ میری ایک ضعیفہ والدہ ہے کہ جسکی پرورش میرے ذمہ ہے اور میں معاش سے بہت تنگ ہوں آپنے فرمایا جا شکر لے آ۔ الغرض وہ کُچھ جیتل شکر لے آیا جو کم وبیش پچاس ہونگے۔ شیخ الاسلام نے اُسکی تقسیم کا حکم فرمایا ہر ایک کو موافق قسمت پہنچ گیا۔ چار جیتل دست مبارک سے مجھے بھی پہنچے۔ شیخ الاسلام نے اُسکے لیئے فاتحہ پڑھی۔ چند ہی روز کے بعد اُسے ایسی وسعت ہوئی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کا منشی ہوگیا اور اُسکا کام بنگیا۔ الحمد للہ علے ذالک۔

۱۵۔ ماہ شوال ۶۵۵ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ والی اجودھن یعنے حاکم شہر نے اپنے کارکنوں کے ہاتھ دو گاؤں کی مثل معافی اور دو سو نقد بطور نذرانہ شیخ الاسلام کی خدمت میں بھیجے۔ اُنہوں نے شیخ الاسلام کے روبرو رکھے۔ آپنے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ شیخ الاسلام نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ہمنے تو اول سے آخر تک اس قسم کی چیز قبول نہیں کی نہ یہ ہمارے خواجگان کا طریق ہے اسے لیجاؤ اسکے بہت سے طالب ہیں اُنہیں لیجا کر دو۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے اس حال کے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ سلطان ناصر الدینؒ کے زمانہ میں سلطان غیاث الدین بلبن بروقت واپسی از ملتان بجانب دہلی میری ملاقات کے لیئے اجودھن آیا اور چار گاؤں کی مثل معافی اور کچھ نقد نذر میں لایا کہ یہ نقد میری

درویشوں کے لیئے ہے اور یہ شل معافی آپکے رنج کے لیئے ہے۔ دعاگو نے تبسم کیا اور کہا کہ اسکے مالک تو بہت ہیں انہیں جا کر دو۔ کہ ہمارے خواجگان اور مشائخ نے اس قسم کی کوئی چیز قبول نہیں کی ہے پھر شیخ الاسلام چشم پُرآب ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں اسے لے لونگا اور مال جمع کرونگا تو ہمیں کوئی درویش نہ کہے گا بلکہ مالدار گاؤن والا کہینگے میں اس صورت میں درویشونکو مُنہ بھی نہ دکھلا سکونگا اور انمیں کھڑا بھی نہ ہو سکونگا حاشا وکلا میں اسے نہ لونگا تم اسے واپس لیجاؤ اور اونکو دیدو۔ اسکے بعد اسی موقع پر آپنے یہ فرمایا کہ ایکدفعہ میں شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا کہ اسیطرح وزیر سلطان شمس الدین انار اللہ برہانہ ارکان دولت کے ساتھ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سلطان نے چھ گاؤن کی شل معافی بطریق نذ خدمت عالی میں بھیجی ہے شیخ الاسلام نے تبسم کیا اور فرمایا کہ میں ضرور قبول کرتا اگر ہمارے خواجگان بھی قبول کرتے۔ اگر آج میں اپنے پیرون کی متابعت نکرونگا تو فردائے قیامت کو انہیں کیا منہ دکھاؤنگا۔ بہرحال بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسے لیجاؤ اور جو اسکے طالب ہیں انہیں دو کہ لوگ اسی کے لیئے ٹوپی سر سے اتار کر نیچے رکھدیتے ہیں۔ اسکے بعد مشارق الانوار کی حدیث کے بارہ میں گفتگو ہوئی آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو کچھ مشارق میں حدیثین وارد ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ تیس ہزار حدیثیں مشارق میں ہیں پھر مولانا رضی الدین اصفہانی رح کی حکایت فرمانے لگے کہ مولانا کو جب کوئی روایت حدیث میں مشکل آپڑتی اور خلق سے نزاع واقع ہو جاتا تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے اور اس حدیث کو آپکے سامنے عرض کرتے اور اُسے صحیح کرتے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے سوائے عبداللہ ابن عباس کے اور کوئی پاس نہ تھا آپنے ہاتھ پکڑکر اپنے برابر کھڑا کر لیا جب آپنے نیت باندھ لی تو وہ پھر اپنی جگہ پر جا کھڑے ہوئے اور وہان سے ہٹ آئے آپنے نیت توڑدی اور پھر ہاتھ پکڑکر اپنی برابر کھڑا کیا اور نیت باندھ لی وہ پھر وہان سے سرک گئے دو تین دفعہ اسیطرح کیا۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو پیچھے کیون ہٹ جاتا ہے کہا میری کیا مجال ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑا رہوں۔ آپکو ان کا حسن ادب بہت پسند آیا اور اُن کے حق میں دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ۔ اسکے بعد کچھ کشف و کرامات کا ذکر ہونے لگا تو آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ کرامت کا اظہار کرنا نہ چاہیئے کہ یہ پست حوصلہ والونکا کام ہے اور مشائخ طبقات نے بھی اسے پسند نہیں فرمایا ہے اس صورت میں

ذکر کشف و کرامات

ب ہوجائے کہ لوگ کہیں یہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ اسکے بعد اسی محل پر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ خواجہ حسن
نوری نور اللہ مرقدہ دجلہ کے کنارہ پر پہونچے ماہی گیرنے جال بچھا رکھا تھا خواجہ حسن نوری نے
فرمایا کہ اگر مجھ میں کرامت ہوگی تو ڈھائی من کی مچھلی اسمین ضرور پھنسیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ خبر شیخ
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچی انہوں نے فرمایا کاش اس جال میں سانپ پھنستا اور خواجہ حسن کو ڈستا
تو وہ شہید تو مرتا اب کوئی کیا جانے کہ انجام کار اسکا کیا ہوگا۔ پھر اسی اثنا میں آپنے فرمایا کہ برادرم
شیخ سعد الدین حمویہ اور میں ایک زمانہ تک ساتھ رہے ہیں وہ فرماتے تھے کہ جسنے کرامت ظاہر کی
اسنے ایک فرض ترک کیا اور فرماتے تھے کہ والی شہر میرا معتقد تھا ایکدن اسنے ایک دربان میرے مکان بھیجا
اور یہ کہلا بھیجا کہ اس صوفی سے کہو کہ باہر آئے کہ میں اسے دیکھوں۔ وہ دربان اندر آیا اور بادشاہ کا پیام دیا۔ ذ
اسکی طرف کچھ التفات نہ کی اور نماز میں مشغول ہوگیا۔ دربان باہر آیا اور ساری کیفیت بیان کی۔ بادشاہ
سواری سے اترکر اندر آیا اور اس دعاگو کے قریب پہنچا جب میں نے دیکھا کہ وہ آرہا ہے تو میں کھڑا ہوگیا اور
اسکے آنے سے بشاشت ظاہر کی۔ غرضکہ دونوں ایک جگہ بیٹھے۔ میں نے خادم سے اشارہ کیا کہ ایک خوان میں لاکر
سیب لاؤ۔ وہ سیب لایا تو میں نے تراش کر بادشاہ کو بھی دیئے اور آپ بھی کھائے۔ کھاتے کھاتے بادشاہ کے
جی میں آیا کہ یہ بڑا سیب اگر مجھے اٹھا کر دیگے تو میں جانونگا کہ یہ شخص صاحب باطن ہے۔ بادشاہ کے دل
میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ وہ سیب میں نے اٹھا لیا اور بادشاہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ایکمرتبہ میرا سفر مصر کے
شہروں کیطرف ہوا ایک شہر میں ایک جماعت دیکھی کہ ایک بقال نے ایک گدھے کی دونوں آنکھیں کپڑے
سے باندھ رکھی تھیں اور اسی مجمع میں ایک شخص کے ہاتھ میں اپنی انگوٹھی اتار کر دی تھی اور اس گدھے
کو ان آدمیوں کے حلقہ میں چھوڑ رکھا تھا وہ گدھا چشم بستہ ہر ایک کو سونگھتا تھا یہانتک کہ اس شخص تک آیا
جسکے پاس انگوٹھی تھی اس آدمی کو سونگھکر کھڑا ہوگیا۔ بقال نے انگشتری اس سے لے لی اس قصہ کے
بعد میں نے اس سے کہا کہ اگر میں کشف و کرامات سے کچھ ظاہر کروں تو میں بھی اس گدھے کی برابر ہونگا اور
جو نہ ظاہر کروں تو تمہارے دل میں یہ خیال گزریگا کہ اسے صفائے باطن حاصل نہیں۔ یہ کہکر وہ سیب
بادشاہ کو دیدیا۔ اسوقت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور فرمایا
کہ مردان خدائے عزوجل نے اپنے آپ کو پوشیدہ ہی رکھا ہی اور اپنی کرامات کا اظہار نہیں کیا شیخ الاسلام
یہ فوائد بیان ہی کر رہے تھے کہ اتنے میں اذان ہوگئی خود نماز میں مشغول ہوگئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے

۲۰ ماہ شوال ۶۵۵ھ

دولت پابوس حاصل ہوئی شیخ بدرالدین غزنوی اور دوسرے عزیز خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے عدل کا ذکر ہو رہا تھا آپنے ارشاد فرمایا کہ جب تک حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ ایمان نہیں لائے تھے تو اذان پوشیدہ طور پر ہوا کرتی تھی اور جب امیرالمومنین اسلام میں داخل ہوئے تو ننگی تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مسجد کے منارہ پر کھڑے ہو کر اذان دو۔ جب انہوں نے بالائے مسجد اذان دی تو ہر طرف کافروں میں لرزہ پڑ گیا کہ آج کیا ہے جو یاران محمد علانیہ اذان دے رہے ہیں جب معلوم ہوا کہ آج کے دن عمر مسلمان ہوئے اور اسلام لائے تو سارے کافروں کے دانت کھٹے ہو گئے اور کمریں ٹوٹ گئیں اور انکے کفر میں خلل پڑ گیا۔ اور اسی محل پر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ رستے میں چلے جا رہے تھے دیکھا کہ ایک دہی بیچنے والا کھڑا رو رہا ہے آپکو آتے دیکھکر اُسنے کہا کہ کیا آپ یہ جائز رکھتے ہیں کہ آپکے عہد میں میری دہی زمین پی جائے آپنے زمین سے کہا کہ اے زمین اسکا دہی دیدے ورنہ میں درہ عدل سے تیری خبر لیتا ہوں ابھی یہ بات آپنے پوری کہی بھی نہیں تھی کہ زمین میں شگاف ہو کر سارا دہی اوپر آگیا اُسنے سب دہی گھڑے میں بھر لیا۔ اسکے بعد آپکی بزرگی سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک جگہ آپ بیٹھے ہوئے کچھ کہہ رہے تھے اور آپکی پشت دھوپ کیطرف تھی آفتاب کی تیزی سے آپکی کمر جل اٹھی آپنے تیز نظر سے آفتاب کی طرف دیکھکر منہ پھیر لیا جناب باری کا فرشتوں کو حکم ہوا کہ آفتاب کا نور چھین لو کہ اُسنے عمر کی پیٹھ کو کیوں گرم کیا۔ فرشتوں نے حکم الٰہی سے اسکا نور چھین لیا سارے جہان میں اندھیرا ہو گیا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حیات تھے آپ بہت غمناک ہوئے اور فرمایا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ قیامت قائم نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ بات ہوئی ہے کہ آفتاب نے عمر کی پیٹھ کو دھوپ کی تیزی سے جلا دیا تھا تو انہوں نے اسکی طرف تیز نظر سے دیکھا تھا کہ اسیوقت بحکم الٰہی اسکا نور چھین لیا گیا اگر عمر رضہ اُسے بخشدے تو ہم اسکا نور اُسے پھر واپس دیدیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضہ کو بلایا اور شفاعت کی انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں نے اسکی طرف غضب سے دیکھا تھا مگر میں نے بخشدیا فی الحال آفتاب کو نور واپس دیا گیا وہ ویسا ہی روشن ہو گیا جیسا کہ پہلے روشن تھا۔ پھر آپکی بزرگی میں سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایکدفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیصر روم کو پیغام بھیجا کہ تو خراج کیوں نہیں بھیجتا اُسنے چند قاصد بھیجے کہ جاؤ دیکھ آؤ کہ اسکی کیا حیثیت ہے اگر وہ اس لائق

ے تو مین بھیجونگا۔ چنانچہ قاصدان قیصر روم مدینہ مین آئے اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے
تو وہ گھر نہ تھے پوچھا کہان گئے ہین کہا وہ جنگل مین ہین وہ انہین دیکھنے وہین چلے گئے دیکھا تو
ایک جگہ بیٹھے ہوئے کپڑا سی رہے ہین انہون نے سلام کیا آپنے ازراہ روشن ضمیری معلوم کر لیا اور آسمان کی
طرف منہ اُٹھایا اور اُنسے مخاطب ہوکر کہا کہ تم خراجی مال لائے اُنہون نے کہا وہ نہین دیتا آپنے درہ ہاتھ مین
لیا پھرایا اور فرمایا کہ مینے اُسے گرا دیا۔ رسولان قیصر تاؤ پیچ کھا کر لوٹ گئے اثناء راہ مین اُنہین خبر ملی کہ قیصر روم
تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیوار پھٹکر ایک درہ اُسکے سر پر لگا اُسکا سر پھٹا سا اُڑ گیا۔ جب قاصد وہان پہونچے تو جو کیفیت
دیکھی تھی بیان کی پھر اتنا مال آپکے پاس آیا کہ انتہا نہ رہی لشکری ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

۱۱۔ ماہ شوال سنہ ۶۵۵ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی ترک دنیا کا ذکر ہو رہا تھا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایکدفعہ بزرگان دین مین سے
ایک بزرگ پانی پر مصلا بچھائے نماز پڑھ رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ خداوندا خضر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے
اُسے توبہ کی توفیق دے اُسیوقت کہین خضر علیہ السلام بھی آگئے اور کہا کہ اے بھائی مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے
مجھے بتاؤ تو سہی کہ مین اُس سے توبہ کرون اُس بزرگ نے کہا کہ تو نے جنگل مین ایک درخت لگا رکھا ہے اور اُسکے
سایہ مین بیٹھا کرتا ہے اور آسائش و آرام کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ مینے یہ درخت خدا کے لئے لگایا ہے خضر علیہ السلام
اُسیوقت استغفار کرنے لگے۔ پھر وہ بزرگ حضرت خضر سے ترک دنیا کا ذکر کرنے لگے کہ تم کیونکر رہتے ہو اور کیا حالت
ہے اُسکے بعد وہ بزرگ کہنے لگے کہ میری حالت تو یہ ہے کہ اگر ساری دُنیا مجھے دیدین اور کہدین کہ اسکا تجھ سے
کچھ حساب نہوگا اور یہ بھی کہدین کہ اگر تو دنیا قبول نہ کریگا تو ہم تجھے دوزخ مین بھیجدینگے تو مین دوزخ قبول کر لونگا
اور دنیا قبول نکرونگا۔ حضرت خضر نے کہا یہ کیون کہا کہ دنیا خدائے عزوجل کی مبغوضہ ہے اور جسے خداتعالےٰ
دشمن رکھتا ہے مین بھی اُسے دشمن رکھتا ہون اسکے بجاے دوزخ قبول کرتا ہون اور دنیا کو قبول نہین کرتا
پھر یہ ذکر ہونیلگا کہ آدمی کو چاہیئے ہر حال مین یاد الٰہی مین مستغرق رہے۔ تو اُسوقت شیخ الاسلام ادام اللہ
برکاتہ نے فرمایا کہ ایک درویش نے ایک صاحب نعمت درویش سے درخواست کی کہ جب تم خداتعالیٰ کے ساتھ
مشغول ہو تو میرے لئے بھی دعا کیجیئے گا اُنہون نے کہا افسوس کہ وہ سعادت مجھے میسر ہو اور تمہاری یاد کرون
پھر علم اور عقل کے بارہ مین ذکر ہونے لگا کتاب منتخب آگے رکھی ہوئی تھی آپنے کچھ نکات اُسکے بیان
کرنے شروع کر دیئے اسی ذکر مین آپ فرمانے لگے کہ خدا کو بندون پر دو منتین ہین ایک ظاہری دوسری باطنی

وہ جو ظاہری سنت ہے وہ تو پیغمبر لوگ ہیں اور وہ جو باطنی ہے وہ عقل ہے کیونکہ اگر وہ عالم ہے اور اُسے
عقل نہیں ہے تو علم اُسے نفع نہ دیگا۔ پھر اسی محل پر آپنے فرمایا کہ میں نے آثار تابعین میں لکھا دیکھا ہے کہ جب
حضرت آدم علیہ السلام پر جبرئیل علیہ السلام علم موجودات لیکر حاضر ہوئے تو حکم آلہی ہوا کہ علم اور عقل دونوں
لیجاؤ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ جبکہ علم اور عقل دونوں پیش کیے
گئے تو حضرت آدم صلوات اللہ علیہ تفکر کرنے لگے کہ کیا قبول کروں لیس اُنہوں نے عقل کو قبول کرلیا اور
کہا کہ عقل سے علم بھی حاصل کرلونگا۔ پھر اسی محل پر آپنے حکایت فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اُنکے
صحیفے میں فرمان ہوا تھا کہ سارے عاقلوں اور صالحوں کو واجب ہے کہ چار ساعت سے غافل نہ ہیں۔ پہلی
ساعت میں تو اپنے خداوند سے مناجات کریں یعنی نماز سے آخر نماز تک دعا میں مشغول رہیں کہ ایک ساعت ایسی
ہوتی ہے کہ اُسمیں اُسکا رب اُسے نجات دیتا ہے۔ دوسری ساعت وہ ہے کہ آدمی ایک زمانہ اپنی حالت پر غور کرے
کہ میں کیا گناہ کر رہا ہوں کیا کھاتا پیتا ہوں کیا کام کرتا ہوں۔ اور تیسری ساعت وہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے پاس
بیٹھے اور جو عیب کہ اُن میں نظر آئے وہ کسی سے نہ کہے۔ چوتھی ساعت وہ ہے کہ جب کچھ نہ کھائے اور نہ سوئے
تو نیک کام کرے اور بُرے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھے۔ اُسوقت آپ یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ حدیث شریف
میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ درستی اور راستی میں عقل اور علم دونوں ایکدوسرے
کے شریک ہیں کیونکہ عقل کو علم سے چارہ نہیں ہے پس سب میں فاضل وہی شخص ہے جو اپنے اُنکو پہچانے
کہ اس صورت میں عقل ہی مختار ہے۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ
اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک غایت ہے اور عبادت کی غایت عقل ہے کیونکہ بے علم عبادت
بیہودہ رنج ہے اور علم بے عقل دردِ سر۔ قیامت کے دن بھی عقل حجت ہوگی۔ امام اعظم سے کہا گیا کہ
تم ہر آیت وحدیث سے ہزار ہزار مسئلے نکال لیتے ہو یہ کسکی مدد سے نکالتے ہو فرمایا عقل کی مدد سے اگر عقل
ہوتی تو ایک شرعی مسئلہ بھی نہ نکال سکتا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ عقل سب چیزوں سے بڑھکر چیز ہے کیونکہ اگر یہ
ہوتی تو باریتعالیٰ کی معرفت سے خبر نہوتی۔ پھر اذان ہونیلگی شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہوگئے۔ خلق اور دعاگو
اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

۱۰۔ ماہ ذی قعدہ ۶۵۵ھ

دولت قدمبوس حاصل ہوئی۔ علم و عقل کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ علم خداتعالیٰ کے

مجلس چہارم

نزدیک فاضلترین اور بالاترین سب عبادتونسے ہے یعنی روزہ. نماز. حج سب سے بڑھکر ہے. اسوقت
شیخ الاسلام آنکھوںمیں آنسو بھر لائے کہ علم وہ علم ہے جسے جہان کے لوگ نہین جانتے. اور زہد وہ ہے
کہ زاہد لوگ نہین جانتے اور کام ان دونون سے باہر ہے. آدمی کو چاہئیے کہ ان دونون سے
گذر جائے اور اپنے دلکو سب طرف سے قطع کیا ہوا سمجھے. پھر آپنے فرمایا کہ اگر لوگ علم کا درجہ جان
لین کہ کونسا درجہ ہے تو سب کامون سے ہاتھ اٹھالین اور سب کے سب علم کی تحصیل مین مشغول
ہوجاوین کیونکہ علم ایک ایسا ابر ہے کہ رحمت ہی کا مینہ برساتا ہی پس جسنے اسکو ہاتھ لگالیا وہ سارے
گناہون سے پاک ہوگیا. پھر آپنے اسکے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ مین اور شیخ جلال الدین تبریزی
قدس سرہ العزیز ایک ہی جگہ تھے کہ انہون نے فرمایا کہ علم ایک ایسا چراغ ہی کہ پاک آبگینہ کی قندیل مین
دھرا ہوا ہے جس سے جملہ عالم ناسوت وملکوت روشن ہی. پس جو علم مین مشغول ہے اُسے تاریکی سے
کیا خوف کہ اُسکے جسم مین سارا عالم روشن ہی. پھر آپنے اسی محل پر یہ فرمایا کہ علماء علم سے غافل ہین
کیونکہ انہون نے دنیا کو اپنا قبلہ گاہ بنا رکھا ہی اور شریعت کو ایک کھلونا اور سلاطین کی درگاہ کو طواف گاہ
بنا رکھا ہی. غرور ونادانی اور اینٹھ مروڑ سے اپنے نفس کو مغرور کر رکھا ہی اُسوقت شیخ الاسلام آنکھون مین
آنسو بھر لائے اور رونے لگے کہ اب قوت وبرکت کہان رہی. پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ شرح علماء مین لکھا ہے
کہ قیامت مین جبکہ اہل علم کو جو دنیا اور اہل دنیا مین مشغول ہین اور علم کا کام نہین کرتے انہین فرمان
ہوگا کہ میدان قیامت مین لائے جاوین فرشتے انہین لائینگے حکم ہوگا کہ انکی گردنون مین آتشین طوق ڈالکر
دوزخ مین لیجاؤ. اسوقت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ علماء وہ لوگ ہین کہ جو ظاہر مین علم اور پارسائی
جتلاتے تھے. اور باطن مین علم سے کچھ کام نہین لیتے تھے اور حیلہ وبہانہ سے دنیا والونکو ٹھگتے تھے
پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مینے قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی راحۃ الارواح مین
لکھا دیکھا ہے کہ جب آدمی علم کے کام مین مشغول ہوگا اور اُسپر عمل کریگا تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسی توفیق
دیگا کہ وہ حق کو باطل سے نیک کو بد سے حلال کو حرام سے جُدا کرنے لگے گا. پھر آپنے فرمایا کہ علم کی
کئی قسمین ہین لوریون نام عالم مطلق ہے مگر حقیقت مین عالم وہی ہے کہ جو علم نبوی جانتا ہو کیونکہ
علم نبوی آسمانی علم ہی اور پروردگار عالم کی وحی سے ہی جو ہمارے پیغمبر پر نازل ہوا ہی اور اُنکے ذریعہ
سے ہم تک پہونچا. پھر معرفت کا ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جسے اپنی پہچان نہین ہوتی

وہ ہوا و ہوس میں دوسرونکا مبتلا رہا کرتا ہی اور جو اپنے آپکو پہچان لیتا ہے وہ دوسرون سے الفت نہین رکھتا جسے خداتعالیٰ کی محبت ہوگی اگر اٹھارہ ہزار ملک بھی اُسکے آگے کیئے جاوین گے وہ ذرا نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھے گا۔ اسکے بعد دعاگو کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اہل معرفت وہ لوگ ہین کہ اگر عرش سے تحت الثریٰ تک ایک لاکھ مقرب فرشتے جبرئیل میکائیل۔ اسرافیل جیسے اُنکے آگے ہون تو وہ محبت در جوع معرفت باریتعالی مین انہین موجود نہ جانین گے اور نہ اُنکے آنے جانے کی خبر رکھینگے اگر اسکے خلاف ہو تو وہ مدعی اور جھوٹ بولنے والا ہے اہل معرفت مین سے نہین ہے۔ پھر اسی محل پر فرمایا کہ مین ایکدفعہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر تھا فرمایا حق تعالےٰ جب یہ چاہتا ہی کہ مین اپنے بندہ کو دوست رکھون تو ذکر کا دروازہ اُسپر کشادہ کردیتا ہی اور سرائے حیرت و دہشت مین داخل کردیتا ہی کہ وہ اُسکا محل عظمت و جلال ہی وہ خدا تعالیٰ کی حفظ و حمایت مین رہتا ہے۔ پھر اسی اثنا مین آپنے فرمایا کہ مین شیخ الاسلام سنجری قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر تھا کہ اُنہون نے فرمایا کہ اہل معرفت کا توکل اوقات مین ہی اور وہ علم علوی ہی شوق کی راہ سے پس جب یہ مقام اُسے میسر آجاتا ہے تو پھر اُسے اگر آگ مین بھی جلادین تو خبر نہین ہوتی۔ پھر اسکے بعد فرمایا کہ اہل معرفت کو دعوی اور گفتگو کرنی جب درست ہوگی کہ جب وہ پہلے اپنی معرفت کا ثمرہ خلق کو دکھلادین اور جو لوگ محبت کے دعوی مین اُس سے اگر بحث کرین تو اپنی قوت کرامت سے اُنہین کو ملزم بنادین۔ اسکے بعد شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز کی حکایت بیان فرمائی کہ اُنکی رحلت کے وقت ایک مرید اُنکا حاضر تھا اُس نے دیکھا کہ اس جہان سے رحلت کرتے وقت آپ ویسا ہی تبسم کررہے تھے جیسا کہ زندگی مین تبسم کیا کرتے تھے اُس مرید نے پوچھا کہ اے میرے مخدوم آپ تو وفات پاگئے یہ تبسم کیسا۔ فرمایا خدا کی معرفت والے لوگ ایسے ہی ہوتے ہین۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ عشق و معرفت اُسکے لیئے ٹھیک ہی کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی اُسے یاد نہ آئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مین نے شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہی کہ عقل کے درخت کو فکر کا پانی دیتے ہین کہ خشک نہونے پائے اور آگے کو بڑھتا جائے۔ اور غفلت کے درخت کو جہل کا پانی دیتے ہین کہ اور بڑھے۔ اور توبہ کے درخت کو ندامت کا پانی دیتے ہین کہ اور بڑھے اور محبت کے درخت کو موافقت کا پانی دیتے ہین کہ خوب بڑھے اور پھلے پھولے۔ پھر اسی محل پر آپنے فرمایا کہ واقعات خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز سے نقل کرتے ہین کہ جس شب آپ انتقال کرینگے اُس رات

کسی اولیاء اللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں خدا کا دوست معین الدین سنجری آتا ہے میں اسکے استقبال کو آیا ہوں جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے انتقال فرمایا تو آپ کی پیشانی پر لکھا دیکھا ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ شیخ الاسلام یہ حکایت بیان فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں اذان ہو گئی خواجہ نماز میں مشغول ہو گئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علے ذلک

۱۲ - ذی قعدہ سنہ ۶۵۵ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ مولانا بدر الدین غزنوی و شیخ بدر الدین ہانسوی اور دوسرے عزیز خدمت میں حاضر تھے۔ ترک دنیا کی بزرگی میں ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جس دن سے حق تعالیٰ نے دنیا پیدا کی ہے ایکدن بھی رحمت کی نظر سے اسکی طرف نہیں دیکھا۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ میں دو چیزوں سے ڈرتا ہوں ایک تو درازی امید۔ دوسرے متابعت دنیا اور ہوائے نفس کی کیونکہ نفس بندہ کو خدا کی یاد سے باز رکھتا ہے اور امید کی درازی آخرت کو بھلاتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک بزرگ غزنین میں تھا میں نے اس سے پوچھا کہ دنیا ہماری طرف پشت رکھتی ہے اور آخرت ہماری طرف منہ۔ اور یہ تنگی کے ساتھ ہے انہوں نے فرمایا کہ تمہیں لایق یہ ہے کہ تم آخرت پر رہو اور آخرت ہی کے بہت سے کام کرو کہ کل قیامت کو وہی بہت کام آوینگے اور جو اسوقت تم کر سکتے ہو وہاں نہیں کر سکو گے۔ اور جو دنیا اختیار کروگے تو بہت پچھتاؤ گے۔ اسکے بعد اسی محل پر آپنے یہ فرمایا کہ خواجہ عبد اللہ سہل تستری نے جو کچھ کہ دنیا کا مال تھے سب خلق کو دے ڈالا انکے گھر والے سب کے سب ملامت کرنیلگے کہ تھوڑا بہت اگر خرچ کے لیے رکھ لیتے تو کیا ہوتا۔ انہوں نے فرمایا کیا حاجت ہے جو میں رکھ چھوڑتا۔ اسکے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ شیخ معاذ رازی فرماتے ہیں کہ جب حکمت آسمان سے اترتی ہے تو وہ دلوں کیطرف دیکھتی ہے جس دلمیں یہ چاروں خصلتیں ہوتی ہیں اسمیں قرار نہیں پکڑتی (۱) دنیا کی حرص (۲) غم فردا کہ کل کیا ہوگا (۳) مسلمانوں کے ساتھ بغض و حسد رکھنا (۴) حب جاہ و شرف۔ اگر ان چاروں خصلتوں میں سے ایک بھی ہوتی ہے تو حکمت اسکے دلمیں نہیں اترتی۔ پھر فرمایا کہ برادر بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ہم اور وہ ایک ہی جگہ تھے کہ زہد کا ذکر ہو رہا تھا کہ زہد اور درویشی تین چیزیں ہیں جسمیں یہ تین نہیں وہ زاہد نہیں (۱) دنیا کا پہچاننا اور اس سے دست بردار ہونا (۲) مولیٰ کی خدمت کرنی اور ادب کا نگاہ رکھنا (۳) آخرت کی آرزومندی اور اسکا طلب کرنا۔ اسکے بعد اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ہمارے خواجگان میں سے خواجہ

فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح پہونچا ہے کہ دنیا کو بنا سنوار کر قیامت کے میدان میں لاوینگے اور وہ بنی
ٹھنی سارے میدان میں پھریگی اور کہیگی کہ اے سب سے رب مجھے اپنے بندوں میں سے ایک کا سزاوار کردے
خداوند جلشانہ کیطرف سے ندا آئیگی کہ اے دنیا میں نے تجھے پسند نہیں کیا اور نہ انکو پسند کیا کہ جو تیری تابعداری میں
رہے ہیں پس دنیا کو نیست نابود اور ملیامیٹ کر دینگے پھر آپ نے دعاگو کیطرف رخ کیا اور فرمایا کہ تو دنیا کو ترک
کردے تاکہ قیامت کے دن دنیا کے پاس نہ جائے۔ پھر آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ جتنی فتوح اور نقدی اس دعاگو
کے پاس آتی ہے اگر میں سکو اٹھا رکھوں تو خزانے کے خزانے بھر جائیں مگر میں ایسا نہیں کرتا جو کچھ آتا ہے
سب انکی راہ میں صرف کر دیتا ہوں۔ اسی محل پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
شرح اولیا میں لکھتے ہیں کہ ساری بدیاں ایک خانہ میں جمع ہیں اور انکی کنجی دنیا ہے پس جو عقلمند ہے وہ نہ اس
گھر کے پاس جائے اور نہ اس کنجی کو ہاتھ لگائے کہ ساری بدی اور بلا دنیا ہی سے ہے۔ اسکے بعد تفسیر زاہدی
آپکے سامنے رکھی ہوئی تھی ایک روایت نکل آئی کہ نجی المخففون وھلک المثقلون یعنی سبکسار نجات پاجائینگے
اور گرانبار ہلاک ہو جاوینگے۔ پھر خدا تعالی کی بندگی کا ذکر ہونے لگا تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ حق تعالے
سب سے بزرگ ہے پس جب یہ حال ہے تو لوگوں کو یہ لائق نہیں کہ کسی نعمت سے اپنے آپکو محروم رکھیں اور اسکے ذکر و
فکر میں عمر صرف نہ کریں۔ اسکے بعد آپ نے یہ فرمایا کہ خدا تعالے کے ایسے بندے ہیں کہ دوست کا نام سنتے ہی جان دل فدا
کر دیتے ہیں چنانچہ اسرار تابعین میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک درویش جنگل میں ساٹھ برس سے عالم تفکر
میں کھڑا ہوا تھا کہ ناگاہ عالم غیب سے ایک آواز آئی یا اللہ درویش نے جب یہ نام نامی سنا سنتے ہی ایک
نعرہ مارا اور گر پڑا جب لوگوں نے دیکھا تو جان بحق تسلیم کر چکا تھا۔ اسکے بعد اسی محل پر آپ نے فرمایا کہ اگر اہل سلوک
ایک وقت بھی ذکر الہی سے غافل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے آپکو مردہ شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم زندہ
ہوتے تو ذکر ہم سے فوت نہوتا۔ اسکے بعد اسکے ہم معنی یہ حکایت فرمائی کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے جو ہزار بار
ذکر اللہ کا وظیفہ رکھتے تھے۔ ایکدن وہ وظیفہ انسے فوت ہو گیا۔ عالم غیب سے ندا آئی کہ فلاں ابن فلاں وفات
پاگیا چنانچہ ساری خلقت اسی بنا پر گھر سے نکل آئی اور ان بزرگ کے مکان پر آئی تو انہیں زندہ وسلامت
پایا سب لوگ حیرت میں رہ گئے اور معذرت کرنے لگے وہ بزرگ تبسم کرکے فرمانے لگے کہ تم سچ خبر سنکر
آئے ہو تم ایسا ہی سمجھو جیسا کہ ندا دی گئی تھی وجہ یہ کہ میرا وظیفہ مجھسے فوت ہو گیا تھا۔ سو جسسے عالم غیب
سے یہ ندا ہو گئی کہ فلاں ابن فلاں نہ رہا۔ اسکے بعد اسی اثنا میں فرمایا کہ ذکر مولے زبان پر جاری رکھنا

ایمان کی نشانی ہی۔ اور نفاق سے بیزاری۔ دیو وشیطان سے حصار۔ آتش دوزخ سے پناہ۔ اسکے بعد
اسی محل آپنے فرمایا کہ شرح مشائخ مین لکھتے ہین کہ جب مومن خدا کے ذکر مین منہ کھولتے ہین تو انکے لئے
آسمان سے ندا کیجاتی ہے کہ اٹھو خوشیان کرو۔ خدا نے تمہارے گناہ بخشدیئے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے
فرمایا کہ مین سیوستان مین تھا کہ ایک درویش کو مینے عالم سکر مین کھڑا پایا کہ سوائے ذکر کے اسکی کچھ اور بات
نہ تھی۔ ہان اے لوگو سعادت ابدی ذکر ہی مین ہے تمہین چاہیے کہ رات دن کھڑے بیٹھے۔ سوتے جاگتے
پاک۔ ناپاک۔ سوائے قضائے حاجت کے خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ اسکے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ ایک بزرگ تھے
اگر بہت پڑہے لکھے نہ تھے اگر کسیکو حدیث مین کچھ مشکل آپڑتی تو وہ اُسے حل کردیا کرتے تھے یہ انکا علم ذکر کے
سبب سے تھا۔ اسکے بعد کنگھا کرنیکا ذکر چھڑ گیا۔ فرمایا داڑھی مین کنگھا کرنا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے
اور دوسرے پیغمبرونکی سنت بھی ہے۔ جو کوئی رات کو داڑھی مین کنگھا کریگا کبھی اُسپر مفلسی ومحتاجی کی آفت نہ آئیگی
اور ہر بال کے عوض ایک ایک بردہ آزاد کرنیکا ثواب اُسکے نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا اسیقدر بدیان دور
ہوجائینگی۔ کنگھا کرنے مین جو کچھ ثواب ہے اگر لوگ جان جائین تو ساری عبادتون سے ہاتھ اُٹھالین اور اسی
مین لگ جائین۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک کنگھا دو دو آدمی نکرین کہ جدائی کا سبب ہے۔ پھر اسی کے
ہم معنی آپنے یہ فرمایا کہ ایکدفعہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین دو جوڑوان بچے جنے
کہ آپس مین چپکے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ فرماوین تو انہین جدا کیا
جائے آپ فکر مین تھے کہ حضرت جبرئیل ؑ تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ فرمان الٰہی یہ ہے کہ ایک کنگھا
لیکر ایک کے سر مین کرو اور وہی کنگھا دوسرے کے سر مین کرو۔ بفرمان الٰہی وہ دونون جدا جدا ہو جاوین گے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون سے ایسا ہی فرمادیا کہ جاؤ یہ کرو اُن لوگون نے یہی کرنا شروع کیا
چندروز مین وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ پھر جماعت سے نماز پڑہنے کا ذکر ہونیلگا۔ اس باب مین
آپنے حد سے زیادہ تاکید فرمائی یہانتک کہ اگر دو بھی ہون تو بھی ملکر جماعت سے نماز پڑہو اگرچہ دو آدمیون
سے جماعت تو نہین ہوتی مگر جماعت کا ثواب ضرور ہوتا ہی اگر دو آدمی ہون تو برابر کھڑے ہو جاؤ۔ اسکے
بعد شیخ الاسلام زبان مبارک پر لائے اور یہ حکایت فرمائی کہ مین ایکدفعہ لاہور مین تھا کہ مینے ایک عزیز
کو پایا کہ وہ بہت ہی بزرگ اور صاحب نعمت تھے جب میری اُنسے ملاقات ہوئی تو میری طرف اُنھون نے
رخ کیا اور فرمایا کہ لوگون کو خدا تعالیٰ کے ذکر سے چھ چیزین حاصل ہوتی ہین۔ اول تو اُس حالت کو پہنچ

جاتا ہے کہ حضرت تقدس کو دل کی آنکھوں سے دیکھنے لگتا ہے۔ دوسرے خدا تعالیٰ اُسے گناہوں سے دور رکھتا ہے۔ جو آدمی ذکر کے وقت ذکر معاصی میں نہیں ہوا کرتا اسکی علامت یہ ہی کہ خدا تعالیٰ اُسے گناہ سے معدر رکھتا ہے۔ تیسرے ذکر زیادہ کیا کرے کہ خدا کی دوستی سے مشرف ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی دوستی دل میں گھر جائے۔ چوتھے جب حق تعالیٰ کی یاد کریگا تو وہ اُسے دوست کہے گا۔ پانچویں جو کوئی خدا تعالیٰ کا ذکر زیادہ کریگا وہ دیو و پری کے شر سے امن میں رہیگا۔ چھٹے خدا تعالیٰ اسکا گور میں مونس ہو۔ پھر آپنے اسکے متعلق یہ حکایت فرمائی کہ کوئی ذکر کلام اللہ سے بڑھکر نہیں ہی مناسب یہ ہی کہ اسکی تلاوت کیا کریں کہ اسکا نتیجہ کل طاعتوں سے بڑھکر ہے۔ پھر آپنے اسکے ہم معنی یہ فرمایا کہ مینے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہی کہ حدیث میں آیا ہی کہ توریت میں سورۃ الملک کا نام مانعہ ہی اور فارسی میں مانعرہ۔ یہ سورۃ گور سے عذاب اٹھانیوالی ہے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے جو کوئی سورۂ یسین رات کو پڑھیگا وہ السلام تبرپائیگا کہ گویا اسنے شب قدر کو پایا۔ اسکے بعد آپنے اسکے ہم معنی یہ فرمایا کہ ایک بزرگ بغداد میں تھے کہ وہ اللہ اللہ بہت کیا کرتے تھے ایکدن ایک رستے چلے جارہے تھے کہ انکا سر ایک لاٹھی سے جا لگا اور سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا جو قطرہ کہ زمین پر گرتا تھا اللہ اللہ کا نقش بنجاتا تھا۔ پس اصل حقیقت یہ جاننی چاہئیے کہ جو جس کام میں مریگا وہ اسی کام میں اٹھیگا۔ اسکے بعد دعا کا ذکر ہونے لگا تو آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مینے فتاوی کبری میں لکھا دیکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ سے کہا لیس شئ اکبر عند اللہ من الدعاء یعنے دعا سے بڑھکر اللہ کے نزدیک کوئی شئے نہیں ہی۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز نے خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز سے روایت کی ہی کہ قوت القلوب میں لکھا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المُلِحِّیْنَ فِی الدُّعَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ اُن لوگونکو بہت دوست رکھتا ہے جو اسکی درگاہ میں بہت سی دعا کرتے ہیں۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ ملتان میں میں اور بھائی بہاء الدین زکریا ایک ہی جگہ تھے۔ ایک بزرگ صاحب نعمت وہاں موجود تھا۔ دعا کا ذکر ہو رہا تھا اُس بزرگ نے کہا کہ جو شخص چار چیزوں سے ہاتھ اٹھالیتا ہی خدا تعالیٰ بھی چار چیزوں سے ہاتھ اٹھالیتا ہی (۱) جو زکوۃ سے ہاتھ اٹھائیگا خدا تعالیٰ اُسکے لیئے مال سے ہاتھ اٹھالیگا (۲) جو صدقہ و قربانی سے ہاتھ اٹھالیگا۔ اللہ تعالیٰ اسکی عافیت سے ہاتھ اٹھالیگا (۳) جو شخص نماز سے ہاتھ اٹھائیگا یعنی نہ پڑھیگا

اللہ تعالیٰ موت کے وقت اسکے ایمان سے ہاتھ اٹھائیگا یعنی حیاذاً باللہ بے ایمان مریگا (۴) وضو دعا سے ہاتھ اٹھا لیگا یعنی دعا نکریگا۔ اللہ تعالیٰ اجابت دعا اس سے اٹھا لیگا۔ اور اسی محل پر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ بغداد مین ایک شخص کو شیر کے آگے ڈالا گیا اور اسکے مار ڈالنے ہی کے ارادہ سات دن تک اسے اسکے آگے رکھا مگر شیر نے اُسے نہ ہلاک کیا اور نہ فرمان الٰہی ہوا کہ وہ اُسے ہلاک کرے صحیح سلامت چلا آیا اور اسکی سلامتی کی وجہ یہ تھی کہ اسکے پاس یہ اسم اعظم باریتعالیٰ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا دائم بلا فناء و یا قائم بلا زوال و یا امیر بلا وزیر اسوقت شیخ الاسلام نے آنکھوں مین آنسو بھر لائے اور کہا تیرا دشمن تو یہی نفس امارہ ہے اور ابلیس لعین۔ یہی ذکر ہو رہا تھا کہ اذان کا وقت آگیا شیخ الاسلام نماز مین مشغول ہو گئے خلق اور دعا گو اپنے مقام مین لوٹ آئے الحمد للہ علے ذالک۔

۲۔ ماہ ذیحجہ سنہ ۶۵۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ماہ ذیحجہ کی فضیلت کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مین نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے اوراد مین لکھا دیکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی دو رکعت نماز ذی حجہ کی اول شب پڑھے۔ پہلی رکعت مین فاتحہ ایکبار اور سورہ انعام کی تین آیتین۔ اور دوسری رکعت مین فاتحہ ایکبار اور قل یا ایہا الکفرون ایکبار پڑھے تو حق تعالیٰ حج کرنیوالونکا ثواب اسکے نامۂ اعمال مین لکھے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام زبان مبارک پر لائے کہ ایک مرد فاسق بدکردار گنہگار مر گیا خلق اسکے لئے اس سبب زیادہ متاسف ہوئی کہ دیکھئے تیرہ و تاریک قبر مین اُسکا کیا حال ہوگا کہ ایک بزرگ نے اُسے خواب مین دیکھا۔ پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا جب لوگ مجھے دفن کر کے چلے آئے تو عذاب کے فرشتے گرز ہاتھ مین لیکر آئے کہ مجھے مارین اور عذاب کرین کہ اتنے مین فرمان خداوندی پہنچا کہ میرے اس بندہ سے ہاتھ اٹھاؤ اور چھوڑ دو مینے اُسے بخشدیا اور بہشت مین اُسے جگہ دی کیونکہ وہ حج کرنیوالون مین سے ہے۔ فرشتون نے عذاب سے ہاتھ اٹھایا اور جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی یہ جوان تو فاسق اور ریاکار تھا اس سے کونسی نیکی پیدا ہوئی کہ تونے بخشدیا فرمان ہوا کہ ہان ہے تو اسی طرح جسطرح کہ تم کہتے ہو مگر یہ شخص اول شب ذیحجہ کو دو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا تو ہمنے اسکے سبب اسے بخشدیا۔ پھر اسی موقع پر فرمایا کہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسے علیہ السلام پر ہدیہ بھیجا حضرت جبرئیل علیہ السلام لیکر آئے اور کہا اے موسے جو کوئی یہ کلمات عشرۂ ذیحجہ کے دسون دنون مین کہیگا تو اُسے

اتنا ثواب ملیگا گویا کہ اُس نے بارہ ہزار مرتبہ توریت پڑھی اور ان کلمات کے کہنے والے کے نامۂ اعمال مین دس ہزار نیکیان لکھی جائینگی اور دس ہزار بدیان دور کیجائینگی اور ہزار فرشتے اُسپر درود پڑھین گے اور اُسکا عمل اہل زمین سے بڑھا ہوا ہوگا اسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہ یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز مین بروایت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا دیکھا ہی کہ یہ کلمات انجیل مین منزل تھے اور آسمان سے انبیا پر نازل ہوئے تھے اسکی برکت سے اندھا سوانکھا ہو جاتا ہی اور دیکھتا ہی کہ نور آسمان سے اترا چلا آتا ہی۔ اسوقت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو شخص ان کلمات کی حرمت و تعظیم کریگا وہ انشاء اللہ تعالی اسکا اثر دیکھیگا وہ کلمات یہ ہین۔ اوّل روز سو بار یہ کلمات پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر۔

دوسرے روز سو بار یہ کلمات پڑھے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الھا واحدا احدا صمدا فردا وترا لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا۔

تیسرے روز سو بار یہ کلمات پڑھے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ احدا صمدا لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔

چوتھے روز سو بار یہ کلمات پڑھے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر۔

پانچوین روز سو بار یہ کلمات پڑھے حسبی اللہ وکفی وسمع اللہ لمن دعی ولیس وراء اللہ المنتہی سبحان من لم یزل کیما ولا یزال رحیما۔

اسکے بعد شیخ الاسلام یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ چھٹے روز پھر اسی طرح نئے سرے پڑھنا شروع کرے اور اسی ترتیب سے عشرۂ ذیحجہ پورا کرلے۔ پھر فرمایا کہ عشرۂ ذیحجہ متبرکہ مین وتر سے پیچھے اور سونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد انا اعطینا۔ اور سورہ اخلاص ایک ایک بار پڑھے حق تعالی اُسے اتنا ثواب عطا فرمائیگا کہ خدا کے سوا دوسرے کو معلوم نہین۔ اور اس نماز کا پڑھنے والا جبتک کہ اپنی جگہ بہشت مین نہ دیکھ لیگا دنیا سے انتقال نکریگا۔ اسکے بعد اسی کے ہم معنی یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام شیخ سعد الدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ

تمہارا کیا حال ہی کہا خدا تعالیٰ نے مجھے بخشدیا اور میری طاعت کے اندازہ کے موافق مجھے مختلف ثواب دیدیگیا مگر ان دو دو رکعتوں کا جنہیں مین عشرہ ذیحجہ کی ہر رات پڑھا کرتا تھا اتنا ثواب عطا ہوا ہے کہ اُسکا حساب سوائے خدا کے دوسرے کو معلوم نہین۔ آسکے بعد آپنے فرمایا کہ اسی عشرہ ذیحجہ کی شب جمعہ کو چھہ رکعتین پڑہے ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ پندرہ بار پڑہے اور سلام کے بعد درود شریف پڑہے اور یہ کلمات کہے لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین حق تعالیٰ اُسے اتنا ثواب دیگا کہ جسکی کوئی انتہا نہین چوبیس ہزار پیغمبرونکا ثواب ملیگا اور دوسری سال تک کوئی گناہ اُس سے نہ لکھین گے آسکے بعد آپنے فرمایا کہ میرے یارونمین سے ایک یار تھا کہ وہ بہت ہی صالح اور صاحب نعمت تھا وہ یہ نماز پڑھا کرتا تھا جب وہ انتقال کر گیا تو لوگون نے اُسے خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا بخشدیا اور میری بخشش کا سبب وہی نماز تھی جسکا بیان ابھی اوپر ہوا ہے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے یہ فرمایا کہ مینے شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد مین لکھا دیکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ فجر عشرہ ذیحجہ مین پڑہیگا حضرت عزت جل جلالہ اُس بندہ کو دوزخ کی آگ سے خلاصی دیگا۔ پھر اسی محل پر آپنے فرمایا کہ بعد از وصال حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز جب انکو خواب مین دیکھا گیا تو پوچھا کہ موت اور قبر اور منکر نکیر کا بیان فرمایئے کہ کیونکر گذری۔ فرمایا سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسان ہوگیا۔ ہان جب مجھے عرش کے نیچے لیگئے تو مینے سجدہ کیا۔ ندا آئی کہ اے معین الدین سر اُٹھا مینے سر اُٹھایا حکم ہوا کہ تو ایسا کیون ڈرا مینے عرض کیا کہ خداوندا مین تیری جباری وقہاری سے ڈر گیا۔ فرمان آیا کہ جو ہمارے کام مین ہی ہم اُسکے کام مین ہین۔ اور جو کہ عشرہ ذیحجہ مین سورہ والفجر پڑھتا ہوگا اُسے خوف سے کیا کام جا مینے تجھے بخشدیا اور تجھے وصلان حق سے کردیا۔ اُسوقت آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی دن مین چھہ رکعتین پڑہیگا کہ جسکی پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ عصر ایکبار۔ دوسری رکعت مین فاتحہ کے بعد لایلاف ایکبار اور تیسری رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ کافرون ایکبار۔ اور چوتھی رکعت مین فاتحہ کے بعد اذا جاء نصر اللہ ایکبار پڑہے اور سلام پھیرے اور دو رکعت اور پڑہے فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین تین بار پڑہے پس اگر سارے خلائق جمع ہوجاوین تو اسکا ثواب بیان نکر سکین گے۔ آسکے بعد آپنے اسی محل پر فرمایا کہ جو کوئی شب عرفہ ذیحجہ کو دو رکعت نماز پڑہے اور ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد

آیۃ الکرسی سو سو بار پڑھے تو حق تعالیٰ حکم دیگا کہ ہزار حج کا ثواب اُسکے نامہ اعمال میں لکھیں۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ میں ایکدفعہ اجمیر میں مسافر تھا کئی روز تک حضرت شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ میں معتکف رہا وہاں سعادت کو مینے پایا چنانچہ عرفہ کی رات کو مینے آپ ہی کے روضے کے قریب نماز پڑھی اور کچھ کلام اللہ پڑھنے لگا ایک حصہ رات کا گزرا تھا کہ مینے پندرہ سیپارے پڑھ لئے تھے سورہ کہف یا سورہ مریم واللہ اعلم یاد نہیں رہا کہ انمیں سے کونسی سورۃ پڑھتا تھا کہ ایک حرف مجھ سے ترک ہوگیا۔ روضہ مخدوم سے آواز آئی کہ وہ حرف رہا ہوا پھر پڑھ مینے اُسکا اعادہ کیا دوسری بار آواز آئی کہ خوب پڑھا! نذ طلف ایسے ہی ہوتے ہیں اسکے بعد جب ختم کرلیا تو مینے پایان روضہ خواجہ کے قدموں پر سر رکھدیا اور عرض کیا کہ میں نہیں جانتا کہ میں کون سے طائفہ میں سے ہوں۔ میرے دلمیں یہ خطرہ گذر ہی رہا تھا کہ آپکے روضے سے آواز آئی کہ مولانا جو کوئی یہ نماز پڑھتا ہے حقیقت میں وہ بخشے ہوؤں میں سے ہی جب یہ بات مجھے معلوم ہوئی تو میرے جی کو اطمینان ہوا پھر ایک مدت کے بعد بہت سی نعمت کے ساتھ جو پایان خواجہ سے نصیب ہوئی تھی واپس چلا پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ عرفہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے ظہر کے بعد اور عصر سے پہلے۔ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں سورہ اخلاص پچاس پچاس بار اور سلام کے بعد ہزار بار سورہ اخلاص پھر پڑھے خدا تعالیٰ جو چاہیگا وہ اُسے دیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ عرفہ کے دن سو بار پڑھے۔

بسم اللہ ماشاء اللہ لا یؤتی الخیر الا باللہ بسم اللہ ماشاء اللہ کل نعمۃ من اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا باللہ بسم اللہ ماشاء اللہ ماکان من نعمۃ فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی عرفے کے دن غروب آفتاب سے پہلے ان کلمات کو سو بار کہیگا حق تعالیٰ ندا کرتا ہی کہ اے میرے بندو تونے مجھے خوش کیا تو مانگ مجھ سے کیا مانگتا ہی۔ بندہ کو چاہیئے کہ ان کلمات کو سوتے وقت یا جسکہ بیدار ہو پڑھا کرے تو حق تعالیٰ اُسے سب بلاؤں اور شر شیطان سے محفوظ رکھے گا۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ عید الضحیٰ کی رات کو بھی بارہ رکعتیں آئی ہیں چاہیئے کہ انہیں بھی پڑھا کرے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پانچ پانچ بار پڑھے اسکا ثواب بہت ہی۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ جب عید اضحیٰ کی نماز سے فارغ ہو تو خطبہ سننے کے بعد چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم نشرح ایکبار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد والمرسلات ایکبار اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد والضحیٰ

یکبار اور چوتھی رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایکبار تلاوت کرے۔ تسکے بعد آپ نے زبان مبارک سے
فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد مین لکھا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو رکعت نماز عید الضحے کے بعد اپنے گھر مین پڑھیگا ہر رکعت مین
فاتحہ ایکبار اور سورہ مرسلات پانچ بار تو وہ بندہ حج وعمرہ اور دعای حاجیان اور طواف وسعی مین شریک ہوگا
اور حق سبحانہ تعالیٰ اُسکے مال مین برکت دیگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی
قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد مین لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی آخر سال اور آخر روز ذی الحجہ کے یہ دعا پڑھے گا تو
حق تعالیٰ ساری سال اُسے امان مین رکھیگا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللهم ما عملت من عمل فی
هذه السنة مما نهيتني عنه ولم ترضه ونسيته ولم تنسه وعلمت عنی بقدرتك على عقوبتی
ودعوتنی الى التوبة بعد جرمی عليك اللهم انی فاستغفرك فيها يا غفور فاغفر لی وما عملت
من عمل ترضاه عنی ووعدتنی الثواب فتقبله منی ولا تقطع رجائی یا عظیم الرجاء اللهم
ارزقنی خير هذه السنة وقنی فتنتها برحمتك يا ارحم الراحمين۔ پھر آپ نے فرمایا کہ برادرم شیخ
بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز روایت لائے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو کوئی
دو رکعت نماز آخر ماہ ذی الحجہ مین پڑھیگا اور ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد کچھ قرآن شریف اور سلام کے بعد
سات بار یہ دعا تو حق تعالیٰ اُسے بخشدیگا اور جو اُسنے اُس سال گناہ کئے ہونگے وہ بھی بخشدیگا۔ شیخ الاسلام
یہ فوائد بیان کر ہی رہے تھے کہ اذان ہوگئی چنانچہ آپ تو نماز مین مشغول ہو گئے خلق اور دعاگو لوٹ
آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

۷ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۵۵ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ مذہب کا کچھ ذکر ہو رہا تھا کہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اول مذہب امام اعظم
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ دوم مذہب امام شافعی رضی اللہ عنہ۔ سوم مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ چہارم
مذہب امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ چاہئے کہ لوگ ان چارون مذہب مین کچھ شک نکرین تاکہ سنی مسلمان
ہون اور یقینی جان لین اور اعتقاد کر لین کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب سب مذہبون سے فاضلتر اور
شریف تر ہے۔ اور دوسرے مذہب ان سے پیچھے ہین۔ کیونکہ پہلا مذہب جو عالم مین قرار دیا گیا وہ مذہب
امام اعظم ہی رضی اللہ عنہ۔ والفضل للمتقدمین وحق عند اللہ تعالے۔ اور جس مذہب مین کہ ہم ہین وہ امام اعظم

ابو حنیفہ ہی کا مذہب ہی یہ مذہب ثواب پر ہی اور خطا کا احتمال نہین ہی۔ اور بعضوں نے کہا ہی کہ چارون مذہب سنت والجماعت ہین۔ مجتہدین مین سے کیکو بھی ہوائے نفس سے میل نتھا اور نہ بدعت کے پاس رہتے وہ کیسے خدا کے بندے تھے کہ جنہون نے سوائے متابعت خدا تعالی وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام نہین کیا اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ فتاوی ظہیری مین صاحب فتاوی نے باب کے آخر مین یہ حکایت لکھی ہی کہ امام سلمانان ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ نے جب آخری حج کیا تو آپنے جی مین فکر کیا کہ شاید دوسری دفعہ حج ادا کرنے پر قادر ہون یا نہون خانہ کعبہ کے دربان سے درخواست کی کہ حرم کا دروازہ کھولدو اور اجازت دیدو کہ مین ایک رات خدا تعالی کی عبادت کرون اُسنے کہا یہ کام تو تجسے پہلے کیکو میسر ہوا نہین چونکہ تم علم مین سب سے بڑے ہوئے ہو اور لوگ تمہاری اقتدا کرتے ہین مین تمہارے لئے دروازہ کھولدونگا آخر الامر دروازہ کھولدیا گیا۔ امام اعظم رح اندر گئے اور دو ستونوں کے درمیان باٗئین پاؤن کو داہنین پاؤن پر رکھکر کھڑے ہو گئے اور آدھا قرآن مجید پڑھا پھر داہنین پاؤن کو بائین پاؤن پر رکھا اور بقیہ آدھا قرآن ختم کیا۔ سلام کے بعد مناجات کی کہ الٰہی مینے تیرے حق عبادت کے لایق کوئی عبادت نہین کی اور نہ حق پہچاننے کے لایق مینے تجھے پہچانا میرے نقصان خدمت کو کمال معرفت سے بدلدے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو حنیفہ تو نے خوب اچھی طرح پہچانا اور خوب خدمت کی مینے تجھے بخشدیا اور اُن لوگونکو بھی بخشدیا کہ جو تیری پیروی کرین اور قیامت تک تیرے مذہب مین ہون۔ شیخ الاسلام نے جب یہ حکایت تمام کی تو فرمایا کہ الحمد للہ ہم اُسی کے مذہب مین ہین۔ پھر آپنے اُسی محل پر فرمایا کہ شیخ اسمٰعیل بخاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مینے امام محمد شیبانی رح کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حضرت عزت نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا انہون نے کہا مجھے حق تعالے نے بخشدیا اور فرمایا کہ اگر مین تجھے عذاب کرنا چاہتا تو علم نہ دیتا۔ پھر مینے پوچھا کہ ابو یوسف قاضی رح کہان ہین امام محمد رح نے کہا کہ آسمان و زمین کے درمیان۔ پھر مینے پوچھا کہ امام اعظم رح کہان ہین کہا وہ تو علیین میں ہین۔ پھر فرق مذہب کا ذکر ہونے لگا کہ بہتر مذہب کونسا ہی شیخ الاسلام کی آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا یہہات مین امام اعظم کا [illegible] سے نہین سکتا اُنکے ایک شاگرد تھے محمد شیبانی جب وہ سوار ہوتے تھے تو امام شافعی رح اُنکی رکاب پکڑتے اور یہ امام محمد کے شاگرد تھے بس یہان سے معلوم ہوا کہ مذاہب مین چندہ بہ چند فرق ہی۔ اسکے بعد آپنے اسی محل پر فرمایا کہ ایکدفعہ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ قطب الدین بختیار اوشی رح و شیخ

جلال الدین تبریزی - و شیخ بدر الدین غزنوی قدس اللہ سرہم العزیز جامع مسجد دہلی مین چند روز معتکف رہے - ہر ایک نے رات دن مین دو ختم قرآن کا وظیفہ مقرر کیا چنانچہ ایک شب آپس مین کہنے لگے کہ اگر ہو سکے تو ایک پاؤن سے کھڑے ہو کر طاعت الٰہی بجا لائین اور دو رکعتون مین ختم نکال دین سبھون نے کہا بہت خوب ہے چنانچہ جب رات ہوئی تو قاضی حمید الدین ناگوری امام ہوئے اور دوسرون نے دو رکعت نماز کی اقتدا کی سب کے سب ایک ایک پاؤن سے کھڑے ہو گئے - قاضی حمید الدین رح نے ایک رکعت مین ایک پاؤن سے کھڑے کھڑے ایک ختم اور چار پارے پڑھے اور دوسری رکعت مین دوسرا ختم کیا اور سلام پھیر کر مناجات کی کہ الٰہی جو تیری عبادت کا حق ہے وہ ہمنے نہین کیا تو ہمین بخشدے اور اور ہمارے نقصان خدمت کو اپنے کمال معرفت سے بدلدے - ایک گوشہ سے آواز آئی کہ اے ہمارے دوستو تمنے خوب پہچانا اور اچھی ہماری خدمت و طاعت کی ہمنے تمہین بخشدیا اور جو تمہارا مطلوب ہے وہ ہمنے تمہین دیدیا پھر وہ بزرگ وہان سے متفرق ہو گئے کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا اور سب سفر کو چلدئیے - اسکے بعد یہ ذکر ہونے لگا کہ مذہب کا شجرہ بھی جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ تک کیونکر ملتا ہے - اور فرمایا مرید کو اپنے پیر کا شجرہ جاننا فرض ہے ایسا ہی شجرۂ مذہب بھی جاننا چاہیئے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضرت الوہیت تک کیونکر ملتا ہے - اسوقت شیخ الاسلام نے فرمایا اگر پوچھین کہ تو کونسے مذہب مین ہے تو کہدے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے مذہب پر ہون اور وہ مذہب ابراہیم علقمہ پر اور وہ ابراہیم نخعی پر از مذہب امام عبد اللہ بن مسعود پر اور وہ مذہب ابوہریرہ پر اور وہ مذہب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مذہب ابراہیم خلیل اللہ پر اور وہ مذہب نوح پر اور وہ مذہب شیث پر اور وہ مذہب حضرت آدم علیہ السلام پر اور وہ مذہب جبرئیل علیہ السلام پر اور وہ مذہب میکائیل علیہ السلام پر اور وہ مذہب اسرافیل علیہ السلام پر اور وہ مذہب عزرائیل علیہ السلام پر اور وہ مذہب حضرت احدیت صمدیت پر - مگر یہان خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہین جانتا - اسکے بعد ادعیہ ماثورہ اور آیات قرآنی کا ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ دعا اور آیات قرآنی سے کبھی خالی نرہے اور ہمیشہ اسی مین لگا رہے تاکہ خدا تعالیٰ کی امان مین رہے - پھر آپنے فرمایا کہ تہجد کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو فرض تھی اور ہمارے حق مین سنت ہے اور اسکی آٹھ رکعتین ہین صبح کے قریب پڑھے اور جو کچھ قرآن مجید سے یاد ہو پڑھے کچھ معین نہین ہے کہ فلان سورہ پڑھے ہان اتنی کوشش کرے کہ لمبی قراءت پڑھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

ایسی قراءۃ پڑہی ہے۔ پھر آپنے اسی کے مطابق فرمایا کہ بزرگان دین میں سے ایک بزرگ تھے کہ انہیں شیخ قطب الدین کہا کرتے تھے۔ وہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ ایکدفعہ تہجد کی نماز اُنسے فوت ہوگئی اُنکے زانو میں درد ہوگیا۔ کئی روز تک اس درد میں مبتلا رہے پھر اُنہوں نے جی میں کہا کہ یہ درد کیوں ہوا اور ذرا تفکر کیا الہام ہوا کہ تو نے تہجد کی نماز فوت کردی تھی اسی سبب سے تو درد میں مبتلا ہوا ہی۔ آخر معلوم ہوا کہ اُن سے ایک شب کی نماز فوت ہوگئی تھی۔ پھر آپنے زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس سرہ کے اوراد میں لکھا دیکھا ہی کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جو کوئی سورہ بقرہ کی دس آیتیں اس ترتیب سے پڑہے کہ چار آیتیں آیۃ الکرسی سے اول کی اور چار بعد کی اور دو آیتیں آخر سورہ بقرہ کی پڑہے تو اُس گھر میں رات تک شیطان نہ جایگا۔ اور جو رات کو پڑہیگا تو دن تک نہ جایگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو درویش مفلس ہو وہ یہ کلمہ بہت پڑہا کرے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکبار میں شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آنیوالا آیا اور آداب بجالایا آپنے فرمایا بیٹھ وہ بیٹھ گیا۔ عرض کیا کہ حضور میں معاش کیطرف سے بہت تنگ ہوں۔ شیخ الاسلام نے فی الفور فرمایا کہ تو لاحول کیوں نہیں پڑہا کرتا۔ اسے پڑہا کر اُسنے کہا بہت مبارک۔ پھر آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ جو یہ کلمات بہت کہیگا حق تعالی درویشی کی آفت سے اُسے بچاویگا۔ پھر آپنے زبان مبارک سے یہ لفظ فرمایا کہ فقیہ ختم المجتہدین ابو اللیث سمرقندی قدس سرہ کی کتاب میں لکھا ہوا ہی کہ میں اُن چار گروہ سے تعجب رکھتا ہوں کہ جو اُن چار چیزوں سے غافل ہوں۔

اوّل۔ اُس گروہ سے کہ جو غم میں گرفتار ہوں۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین کیونکہ حق تعالے قرآن مجید میں خود فرماتا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ حضرت ایوب صلوات اللہ علیہ جب کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہوے تو چالیس برس تک اسی زحمت میں رہے جس دن کہ نجات کا وعدہ ہوگا۔ اُس روز اُنہوں نے جناب باری میں مناجات کی فرمان آیا کہ اس کلمہ کی کثرت کرو لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین چند ہی روز اس کلمہ کو پڑہا تھا کہ حق تعالی نے انہیں اس بلا سے نجات بخشی۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ ایک جوان کو ہارون الرشید نے کسی خطا پر قید کیا۔ اور قریب تھا کہ اُسکی گردن ماری جاے اور ہلاک ہو۔ اُسی حالت میں ایک بزرگ اُسکے سر پر پہونچے اور اُسے از حد غمگین دیکھکر اُسکا حال پوچھا جلتے وقت

کی الکرسی سکھا گئے چند روز تک اس جوان نے اسکی مداومت کی آخر رہا ہو گیا اور خلعت خاص سے مشرف ہوا
دوسرے اس گروہ سے جو کسی سے ڈرتے ہوں ۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتے حسبی اللہ ونعم الوکیل
کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۔ اسکے بعد اسی اثنا میں
آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک ظالم بادشاہ تھا اسکے دماغ میں یہ ہوا بھری کہ وہ خدائی دعوی کریگا
اُسکے منہ میں خاک وزیر سے کہا کہ میں کیا حیلہ کرون جس سے یہ فن مجھ میں مستقیم ہو جاوے اسکا وزیر بڑا
مکار تھا اُسنے اُسیوقت آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ دو چیزونکی نسبت عرض کرتا ہون آپ خوب خیال فرمائیے
اگر آپ کر سکیں تو میں عرض کرون ۔ بادشاہ نے کہا بیان کر اُسنے کہا شہر میں جتنے ذکر کرنیوالے اور دانشمند
اور علما اور فضلا ہیں سبکو اٹھا دل کہ انکے بعد اسلام کا خیال بھی کسیکے جی میں نہ آئیگا پس جو تو دعوی
کریگا چلجائیگا اُسنے ایسا ہی کیا سب کو چھانٹ دیا ایک بھی باقی نہ رکھا ۔ کہا اب کیا کرون وزیر نے کہا
ایک کام اور کر کہ جتنے علم کے سیکھنے والے ہیں انکو بھی صاف کر کہ علم سیکھنے والا ایک بھی نہ رہے پھر جو تو کریگا
ٹھیک ہوگا ۔ بادشاہ نے ان لوگونکو بھی تہ تیغ کیا ۔ جب دین کے پھیلانیوالے اور بتانیوالے ہی نہ رہے تو
اس شہر کے مسلمان گمراہ ہو گئے اور بادشاہ بھی دین سے پھر گیا اور خدائی دعوی کرنیلگا (اس مردود کے
منہ میں خاک) الغرض خواجہ حسن بصری رح کے پوتے گرفتار ہوئے وہ حسبی اللہ ونعم الوکیل بہت
پڑھا کرتے تھے جب وہ بادشاہ کے روبرو لائے گئے تو بادشاہ تخت سے اُتر پڑا اور بہت سی معذرت
کرنیلگا اور رہا کر دیا اور خلعت خاص سے مشرف کر کے رخصت کیا اسکے بعد بادشاہ نے کہا کہ جب یہ بزرگ
میرے سامنے آئے تو انکے دائین بائین دو اژدہے میں نے دیکھے کہ وہ زمین سے آسمان تک منہ کھولے
ہوئے میرے نگلنے کے لیے تیار ہیں ۔ جب میں نے عجز کیا تو کہا اس بزرگ سے ہاتھ اٹھا ورنہ ہم تجھے نگلجائینگے
لوگون نے اُن بزرگ سے پوچھا کہ تمہیں کس سبب سے رہائی ہوئی فرمایا میں یہ کلمات بہت پڑھا کرتا تھا
حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر پس جو کوئی یہ کلمات کہیگا اُسے کوئی کچھ کہہ نہ سکیگا ۔
تیسرے اُن لوگون سے جو لوگون کے مکر سے ڈرتے ہوں ۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ
اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ کیونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ
مَا مَكَرُوْا ۔ اسوقت شیخ الاسلام دام برکاتہ زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
جبکہ حجاج کے پاس جاتے تو یہ آیت پڑھتے حجاج قسم کھاتا اور کہتا کہ میں کسی سے بھی اتنا نہیں ڈرتا

جیسا کہ حسن بصری سے جب وہ مجھے سامنے سے دکھائی دیتے ہیں میرے بدن میں لرزہ پڑجاتا ہے اور آنکھ
دونوں طرف شیر ہوتے ہیں جو گویا ابھی میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے۔

چوتھے۔ میں اُن سے تعجب کرتا ہوں کہ جو بہشت کی رغبت رکھتے ہیں۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتے
مَاشَاءَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فَعَسٰی رَبِّیْ اَنْ یُّؤْتِیَنِ
خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے آثار تابعین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک جوان از حد فاسق تھا
اور معصیت میں مبتلا تھا مگر سوتے وقت اور اُٹھتے وقت یہ کلمہ بہت پڑھا کرتا تھا پھر کسی اور کام میں مشغول
ہوتا خوشکہ اُسکا انتقال ہو گیا کسی نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے بڑا تعجب ہوا پوچھا کہ یہ دولت کہاں سے
پائی کہا اگرچہ میں بد تھا مگر میں یہ کام کیا کرتا تھا اور صبح و شام یہ کلمہ پڑھا کرتا تھا ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم جو سعادت کہ میں نے پائی وہ اسی کلمہ کی بدولت پائی۔ پھر قبر کے خوف اور منکر نکیر
اور انکی ہیبت کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک شخص نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ میں آپکو ایک چیز سکھاتا ہوں اگر آپ کریں تو کسی سے بھی نہ ڈرینگے۔ پھر اُسنے کہا کہ آپ ہر جمعہ کی
رات کو دو رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار پڑھو منکر نکیر کی ہیبت سے امان
میں رہو گے۔ اُنہوں نے اسکی ملازمت کی اور برابر پڑھتے رہے۔ شرح اولیا میں لکھتے ہیں کہ جب اُس
شخص نے انتقال کیا تو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور منکر نکیر سے
کیونکر رہائی پائی۔ کہا جبکہ منکر نکیر ہیبت کے ساتھ میرے پاس آئے اور مجھ سے سوال کیا اور میں اُنکے سوال سے
عاجز ہوا چاہتے تھے کہ ایک گرز میرے سر پر لگا ئیں فرمان آیا کہ اس بندے سے ہاتھ اُٹھا لو میں نے اسے بخشدیا وہ
مجھے چھوڑ گئے۔ پھر آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن عباس رضی سے پوچھا ھل عندک
شی یحفظ من ضغط القبر قال نعم یعنی تمہارے پاس ایسی کوئی شے ہے جو قبر کے ضغطے سے بچائے
اُنہوں نے کہا ہاں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ
اور اذا زلزلت الارض پندرہ مرتبہ۔ بعنایت الٰہی قبر کے ضغطے سے نجات پاوے۔ پھر آپ یہ لفظ زبان
مبارک پر لائے کہ ایکدفعہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے آگے بیٹھا ہوا تھا
کہ بزرگان و مشائخ حاضر تھے قبر کے خوف کا ذکر ہونے لگا۔ مولانا شہاب الدین قریشی مفتی شہر دہلی بھی موجود
تھے فرمایا کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی سورۃ واقعہ۔ اور سورہ مزمل اور سورہ والشمس اور

قل ھو اللہ الم نشرح - ان سورتوں کی مداومت کریگا وہ قبر کی وحشت سے امان میں رہیگا - اسکے بعد ایک درویش نے فرمایا کہ ایک درویش چشتیہ خاندان میں سے تھا جب اُسنے انتقال کیا اور اُسے دفن کیا تو فرشتے آئے اور انکے سوال کا جواب دیا تو اسوقت اُسکے قبر سے ایک روشنی و نور پیدا ہوا اور جب اُسے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا کہ خدا تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو کہا مجھے بخشدیا اور وہ وہ عنایتیں اور بخششیں کیں کہ جنکی کوئی حد و نہایت نہیں حکم آیا کہ تو جو ان سورتوں کی (یعنی جو اوپر مذکور ہوئیں) مواظبت کیا کرتا تھا اس سبب سے مینے تجھے بخشدیا - اسکے بعد شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مسطور ہے کہ جو کوئی فرضوں کے بعد تین بار سورہ اخلاص اور تین بار درود شریف پڑھے اور ایکبار یہ آیت وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا پھر آسمان کیطرف پھو کے حق تعالی تین نعمتیں اُسے عطا فرماوے درازی عمر - زیادتی مال - برخورداری کو بحساب انشاء اللہ تعالے بہشت میں جاوے - شیخ الاسلام یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ اذان ہوگئی - شیخ الاسلام تو نماز میں مشغول ہوگئے - خلق اور دعاگو اپنے مقام پر واپس آئے - الحمد للہ علے ذلک -

۲۰ - ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ

سعادت قدمبوس حاصل ہوئی - چاشت کا وقت تھا حضرت جماعت خانہ میں تشریف رکھتے تھے اور ایک گروہ مسافروں کا حاضر تھا دعاگو نے آداب بجایا - آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے خدا کے دوست بیٹھ میں بیٹھ گیا - حاضرین کیجانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ مینے خدا سے چاہا ہے کہ جو کچھ مولانا نظام الدین طلب کریں وہ پاویں - پھر درود شریف کا ذکر ہونے لگا - آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ آثار مشائخ رضا سے مینے لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایکبار درود شریف پڑھیگا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاویگا کہ گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور ایک لاکھ نیکیاں اُسکے نامہ اعمال میں لکھی جاوینگی اور اُسے خدا کے دلیو نیں سے کہیں گے - اسکے بعد آپنے فرمایا کہ صحابہ اور تابعین اور مشائخ طبقات ہر ایک نے درود شریف کا وظیفہ کیا ہے اگر کسی رات اُن سے یہ وظیفہ فوت ہوا ہے تو انہوں نے اپنے آپکو مردوں میں شمار کیا ہے اور اپنا ماتم خود کیا ہے کہ افسوس کہ آج کی شب ہم مردہ رہے اگر زندہ ہوتے تو صلوات خواجہ کائنات ہم سے فوت نہوتی - پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ ایکدفعہ خواجہ شیخ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا

رات کا وظیفہ فوت ہوگیا اور وہ تین ہزار بار درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ الغرض جب دن ہوا تو اپنا ماتم
آپ ہی کرنے لگے اور ایسے بیٹھ گئے جیسے کوئی کسی مردہ کی تعزیت کو بیٹھتا ہے۔ لوگ جب
آئے تو انہوں نے پوچھنا شروع کیا کہ کیا بات ہے کہا آج کی رات ورد کا وظیفہ مجھ سے فوت ہوگیا ہے اسلیے
ماتم کر رہا ہوں کہ اس جہان کی سعادت سے محروم رہ گیا۔ خواجہ یحییٰ معاذ رازی اسی حکایت میں تھے کہ
ہاتف نے آواز دی کہ اے یحییٰ ہر روز و شب جو تیرے درود پڑھنے پر ہم ثواب دیا کرتے تھے آج ہم نے اس
سو حصے زیادہ دیا اور تیرا نام درود پڑھنے والوں میں لکھ لیا۔ اسوقت شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے
اور رونے لگے اور یہ حکایت اسی محل پر فرمائی کہ خواجہ سنائی رحہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ حضرت مجھ سے منہ چھپائے ہوئے ہیں خواجہ سنائی رحہ دوڑے اور آپکے پای مبارک کو بوسہ دیا اور
عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری جان آپ پر فدا ہو آپ روے مبارک کو مجھ سے کیوں چھپاتے
ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خواجہ سنائی سے بغلگیر ہوئے اور کہا اے خواجہ تنے میرے لیے اتنی درود
بھیجی ہے کہ میں تم سے شرمندہ ہوں کہ کونسی چیز سے عذر چاہوں۔ اسکے بعد شیخ الاسلام ہاے ہاے کرنے رونے
لگے اور کہا سبحان اللہ ایک وہ خدا کے بندے ہیں کہ بہت سے درود پڑھنے سے خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
انسے شرمندہ ہیں۔ انکی جانوں پر ہزار تحسین ہو کہ جو اس ثواب کو پہونچتے ہیں اور اسی ورد پر مرتے ہیں
اور اسی پر اٹھتے ہیں۔ پھر آپنے اسی موقع پر فرمایا کہ ایکدفعہ ایک گروہ یہودیوں کا بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک
مسلمان فقیر آیا اور انسے کچھ مانگا۔ اتفاقاً کہیں اسی راستے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی جا رہے
تھے یہودیوں نے ازراہ تمسخر اس درویش سے کہا کہ شاہ مردان آتے ہیں انسے مانگ الغرض وہ درویش
آپکے پاس آیا اور حضرت علی کا دامن پکڑ لیا اور سلام کیا اور اپنے فقر و فاقہ کا حال بیان کیا حضرت علی اسکے
حق میں بہت ہی پیچے کہ میرے پاس تو کچھ ہے نہیں میں اسے دوں کیا مگر آپنے ازراہ فراست معلوم کیا
کہ ان یہودیوں نے میری آزمایش کے لیئے اسے بھیجا ہے کہ دیکھیں کیا دیتے ہیں آپنے اسکا ہاتھ پکڑ لیا
اور دس دفعہ درود شریف پڑھ کر اسکی ہتھیلی پر دم کر دیا اور کہا مٹھی بند کر لے وہ ان لوگوں کے پاس آیا
کہا کیا پایا کہا دس دفعہ درود شریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑھ کر دم کر دیا انہوں نے اور بھی
تمسخر کیا۔ الغرض جب مٹھی کھول گئی تو ایک دینار نکلا۔ اسی روز کئی ہزار یہودی مسلمان ہو گئے۔ اسکے
بعد اسی محل پر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ ہارون رشید بیمار ہوا اور چھ مہینے تک بیمار رہا قریب تھا کہ جان

ن سے نکلجائے اتفاقاً شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اُسکے دروازہ کے آگے سے گزرے یہ خبر ہارون رشید کو پہونچی اُسنے آدمی دوڑائے اور بڑی منت سے لوگ آپکو اُسکے پاس تک لائے ہارون رشید نے مایوسانہ نظر سے آپکی طرف دیکھا آپنے کہا خاطر جمع رکھ تو اچھا ہوگیا ایکدفعہ درود شریف پڑھکر سارے بدن پر اُسکے ہاتھ پھیر دیا وہ اسیوقت اچھا ہوگیا۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ شخص درود بہت پڑھتا ہے اگر نماز میں یہ پانچ درود پڑھا کرے تو اور بھی اچھا ہے کہ یہ درود سب درودوں سے بہتر ہے اگرچہ سب درودونکا ثواب ایک ہے، مگر ہر درود میں ایک جداگانہ فضیلت ہوا کرتی ہے اور وہ پانچ درود یہ ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صل علی محمد بعدد من صلی علیہ وصل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علی محمد کما تحب وترضی ان تصلی علیہ وصل علی محمد کما ینبغی الصلوۃ علیہ و صل علی محمد کما امرتنا بالصلوۃ علیہ۔ اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ مولانا فقیہ ابو الحسن زندوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روضہ میں اس درود کے بارہ میں دو حکایتیں لکھی ہیں ایک تو یہ کہ جب امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ایک بزرگ نے آپکو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا خدا تعالیٰ نے مجھے ان پانچ درود کی برکت سے بخشدیا۔ دوسرے یہ کہ ایکدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپکے گرد تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رض آپکے داہنی طرف تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور سلام کیا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ابو بکر صدیق رض سے اوپر بیٹھو۔ حضرت ابو بکر فکر کرنے لگے کہ شاید جبرئیل علیہ السلام ہوں کیونکہ کسی کے لئے یہ محل اور موقع نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض سے اوپر بیٹھے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیطرف رُخ کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اتنی درود مجھپر بھیجتا ہے کہ تم میں سے ایک بھی نہیں بھیج سکتا۔ ابو بکر صدیق بولے کہ یا رسول اللہ شاید یہ شخص کھاتا پیتا بھی نہوگا اور نہ کسی کام میں مشغول ہوتا ہوگا سوائے اسکے کہ رات دن درود پڑھا کرے۔ آپنے فرمایا نہیں ایسا نہیں۔ کھاتا پیتا بھی ہے اور دوسرے کاموں میں بھی مشغول ہوتا ہے۔ صرف ایکدفعہ دن میں مجھپر درود بھیجتا ہے اور ایکدفعہ رات میں (درود شریف وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی) شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں پانچ درویش آئے اور آداب بجالائے آپنے فرمایا بیٹھو وہ بیٹھ گئے انہوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ مسافر ہیں خانہ کعبہ کی نیت رکھتے ہیں مگر خرچ نہیں رکھتے کچھ عنایت ہو جاوے تو ہم فارغ دل ہو کر مکہ معظمہ روانہ

رہوں۔ شیخ الاسلام نے جب یہ ساری بات سنی فوراً فکر میں گئے اور مراقب ہوئے چند گٹھلیاں چھواروں کی پڑی ہوئی تھیں آپ نے کچھ پڑھکر اُنکے ہاتھ میں دیدیں وہ درویش بڑی حیرت میں گئے شیخ الاسلام چونکہ روشن ضمیر تھے فوراً فرمایا کہ دیکھو جب انہوں نے دیکھا تو سونے کا پایا۔ آخر بدرالدین اسحاق کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوئی کہ شیخ الاسلام نے مذکورہ بالا درود شریف پڑھی تھی اور اُسی کی برکت سے وہ سونے کی ہوگئی تھیں۔ پھر آیۃ الکرسی کا ذکر ہونے لگا آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جس دن آیۃ الکرسی نازل ہوئی ستر ہزار فرشتے اُسکے گرداگرد تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا لیجئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزار اعزاز و اکرام کے ساتھ اُسے لیا اور سر و دیدہ پر رکھا حضرت جبرئیل نے کہا کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرمان الٰہی ہے کہ جو بندہ میرے بندوں میں سے آیۃ الکرسی پڑھیگا تو ہر حرف کے بدلے ہزار ہزار برس کا ثواب اُسکے نام لکھا جائیگا اور ستر ہزار فرشتے جو کرسی کے گرد میں ثواب اس آیۃ الکرسی کا اُسکے نام لکھتے ہیں۔ اور اُسے مقربان الٰہی سے کرتے ہیں۔ اُسکے بعد اسی محل پر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ فتاوی ظہیری میں لکھا ہے کہ جو بندہ آیۃ الکرسی پڑھکر گھر سے نکلیگا تو حضرت عزت کی طرف سے ستر ہزار فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ اُسکے گھر میں واپس آنے تک اُسکے لئے بخشش مانگتے رہو اُسکے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز سے سنا ہے کہ جو آیۃ الکرسی پڑھکر گھر میں جاویگا خدا تعالیٰ اُسکے گھر سے مفلسی دور کردیگا۔ اُسکے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایکدفعہ بغداد میں ایک درویش تھا ایک رات دس چور اُسکے گھر آئے وہ شخص آیۃ الکرسی پڑھکر کہیں باہر گیا ہوا تھا وہ چور سب کے سب اندھے ہوگئے جب وہ درویش آیا تو یہ حال دیکھا اُن سب سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کہا ہم چور ہیں تمہارے گھر میں چوری کے لئے آئے تھے یہاں آکر اندھے ہوگئے اے بزرگ تو ہمارے لئے دعا کر کہ ہماری آنکھیں پھر ہمیں عطا ہوں ہم اس کام سے توبہ کرتے ہیں اور تمہارے آگے مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ بزرگ ہنسا اور کہا خدا کے حکم سے آنکھیں کھولو سب کی آنکھیں کھل گئیں اور سوانکھے ہوگئے اور سب نے توبہ کی اور مسلمان ہوئے الحمد للہ علےٰ ذلک۔

۲۷۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۵۵ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی دعا کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے امام محمد شیبانی رح

کی کتاب میں بروایت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے
کوئی رنج یا غم پیش آئے یا کوئی کام قابل اصلاح ہو تو صبح کی نماز پڑھ کر سو بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ
الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ پڑھے بیمار کے لیئے بھی یہی پڑھے اگر اس سے
اچھا ہو تو دوا کرے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں ایکدفعہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی
قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا وہ بیٹھے ہوئے دعا کے بارہ میں فرما رہے تھے کہ جسے معاش کی تنگی ہو
وہ کشایش رزق کے لیئے یہ دعا پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یَا دَائِمَ الْعِزِّ وَالْمُلْكِ وَالْبَقَاءِ
یَا ذَا الْمَجْدِ وَالْعَطَایَا یَا وَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ اسکے بعد آپ نے اسی موقع
پر فرمایا کہ جو کوئی سخت عاجزی کے وقت یہ نام ہزار بار پڑھیگا وہ مہم اسکی قطعی انجام پذیر ہو گی اور وہ کلمات
یہ ہیں اَقْوٰی مُعِیْنٍ وَّاَهْدٰی دَلِیْلٍ بِحَقِّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اس کے بعد فرمایا کہ
تفسیر زاہدی میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جو یہ چاہے کہ میرے اعمال مقبول ہوں تو وہ یہ دعا پڑھے رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ جو یہ چاہے کہ دنیا و آخرت کی تنگی سے خلاصی پاوے اور دوزخ
سے نجات تو وہ یہ پڑھا کرے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اور جب یہ چاہے کہ میں ہر حال میں صابر ہوں اور سب کاموں میں ثابت قدم اور دشمنوں پر ظفر یاب تو وہ یہ
آیۃ پڑھے رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ اور جب
یہ چاہے کہ میرا دل ایمان اور امان کیساتھ مطمئن ہو اور حق تعالیٰ و تبارک کی رحمت نثار دہے تو وہ یہ آیت
پڑھے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ
اسکے بعد آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ ایکدفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم
آپکے گرد اگرد تھے آپ پچھلے پیغمبروں کا حال بیان فرما رہے تھے کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور آداب بجا لایا
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل ایمان سے کیونکر مطمئن ہو کہ میں ایماندار ہوں اور
ایمان سے جاؤنگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اندیشہ میں گئے کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام
تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ میں یہ آیت رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا لایا ہوں جو کوئی اس آیت کی
ملازمت کریگا اسکا دل ایمان سے مطمئن رہیگا اور نصیب ہو کہ اس جہان سے ایمان سلامت لیجاوے
اُسوقت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس آیۃ کا نزول اُسوقت ہوا ہے جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے التماس

کی تھی۔ اور اسی محل پر آپنے فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ مین خدا کے دوستون کے ساتھ ملجاؤن تو اوسے
چاہئے کہ یہ آیت بہت پڑھا کرے رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ
الْمِيْعَادَ آپنے فرمایا کہ جو اس آیت کی ملازمت مین رہیگا وہ خدا کے دوستون سے جا ملیگا۔ آدمی کیون ایسا کرے
کہ اس سعادت سے محروم رہے اور نہ پڑہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر کسیکو کوئی مہم پیش آئے یا بردہ بھاگ جائے
یا یہ چاہے کہ مجھے لائق فرزند عطا ہو تو وہ یہ آیت پڑہے رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ
سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ مہتر زکریا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہ السلام
مناجات مین یہی دعا پڑہا کرتے تھے کہ خدا تعالی نے قبول فرمائی اور یحیی جیسا بیٹا عنایت فرمایا
چنانچہ مہتر یحیی علی نبینا وعلیہ السلام کا آغاز جوانی ہی مین یہ حال تھا کہ خدا تعالے کے خوف سے بہت رویا
کرتے تھے روتے روتے اُنکے چہرہ کا گوشت پوست سب گل گیا تھا اُنکے ماں باپ رونیلگے کہ اے بیٹا تو تو ابھی
بچا ہی تجھے خوف کیا ہی کہا اے میری ماں جب تم آگ سلگایا کرتی ہو تو پہلے چھوٹی چھپٹیان چولہے مین رکہا کرتی
ہو تو مین ڈر رہا ہون کہ کہین قیامت کے دن چھوٹون ہی کو پہلے دوزخ مین نہ ڈالین اور بڑونکو پیچھے۔ اسکے
بعد آپنے فرمایا کہ مین ایکدفعہ سیوستان کیطرف مسافر تھا جب سیوستان پہونچا تو وہانکے بزرگون اور اولیاؤن
سے ملا چنانچہ ایکدن شیخ محمد سیوستانی کیخدمت مین حاضر تھا کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے سلوک کا ذکر
ہو رہا تھا درویش لوگ کچھ بحث کر رہے تھے کہ اتنے مین ایک آنیوالا آیا اور آداب بجا کر بیٹھا خواجہ محمد سیوستانی نے
کہ دل روشن رکھتے تھے جون ہی اسکی طرف دیکھا فرمایا تا جسنے آیا ہی اُسنے آداب بجایا اور کہا ہان فرمایا اس آیۃ
کی ملازمت کر حق تعالے تجھے اچھا فرزند عنایت فرمائیگا وہ آیت یہ ہے رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ اُسنے اس آیت کی ملازمت کی خدا نے اُسے فرزند عنایت فرمایا۔ پھر مینے سنا کہ وہ صاحب
سجادہ ہوا اور بہت سے حج برہنہ پا کئے اور شیخ الاسلام نے جب مکاشفہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسی نیت پر مرد
بھی تھا۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مینے کتابون مین لکھا دیکھا ہی کہ جب کوئی یہ چاہے کہ مین نیک
لوگونکے مرتبہ پر پہونچون اور عرصات قیامت مین امن سے رہون تو وہ یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا اٰتِنَا
مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ پھر آپنے ایک حکایت
بیان کی کہ ایک شخص بخارا مین تھا اور فسق مین بہت ہی مشہور تھا جب وہ مرگیا تو اُسے خواب مین دیکھا کہ وہ
اولیا اور خدا کے دوستون کے ساتھ کھڑا ہوا ہی بڑا تعجب ہوا اور سخت حیرت ہوئی پوچھا یہ دولت تونے کہان سے

بانی کہانے تفسیر کشاف میں لکھا دیکھا تھا کہ جو کوئی یہ آیت پڑھا کریگا رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ
تو خدا تعالیٰ اسے نیک مردون میں اٹھائیگا چونکہ مین اسے صدق دل سے پڑھا کرتا تھا حق تعالیٰ تھوڑی
سی شے قبول کرنیوالا اور بہت سا بخشنے والا ہے اسنے میری یہ طاعت قبول کرلی اور مجھے بخشدیا اسی آیت کی
امدوت مجھے یہ حکم ہو کہ مین ان لوگون مین رہون۔ پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ
اگر کوئی یہ چاہے کہ مین ظالمونکی صحبت سے نجات پاؤن تو وہ اس آیت کی ملازمت کرے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا
مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ
نَصِيْرًا۔ حق تعالیٰ اس آیت کے پڑھنے والے کو اپنے دوستونکی نعمت تک پہونچاویگا اور ہمیشہ فتح و نصرت کا
دروازہ کشادہ فرمائیگا اور وہ مظفر و منصور رہیگا۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
جنگ غول بیابانی مین عاجز ہو گئے تنگ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکتوب لکھا کہ مینے بہت حیلے کیے
اور جو کچھ جنگ کی شرط تھی بجالایا جب یہ مکتوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا تو آپ ازحد دل تنگ
ہوئے اسیوقت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لیکر آئے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا
الخ یہ آیت آپنے حضرت علی رض کے پاس بھیجی کہ چند روز اسکی ملازمت کرو چنانچہ وہ اس آیت کی برکت سے مظفر و منصور
ہوئے اور اس غول کو زندہ گرفتار کرکے مدینہ مین لائے اور یہ فتح اس آیت کی برکت سے نصیب ہوئی۔ پھر آپنے
فرمایا کہ مولانا برھان الدین زاہد صاحب ہدایہ رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب کوئی چاہے کہ
اسکی برکت و رحمت مجھپر نازل ہو اور روزی فراخ ہو اور کسیکا محتاج نرہے تو یہ آیت پڑھے رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا
مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ
الرّٰزِقِيْنَ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لیے تھی سبھون نے ازراہ
کفران نعمت کیا حق تعالیٰ نے اس قوم کو جو اس مائدہ سے کھاتی تھی سؤر اور کتا بنا دیا۔ اسکے بعد زبان
مبارک سے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ مین دنیا اور آخرت مین ظالمونکے ساتھ نہ ملون تو اس آیت کو زیادہ پڑھا کرے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو اپنی زندگی خیر اور سلامتی کے ساتھ
گزارنا چاہے اسے چاہیے کہ یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اگر کوئی کسی ظالم کے ہاتھ مین گرفتار ہو تو یہ آیۃ پڑھے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور جو

یہ چاہے میں مسلمان مرون اور نیکو نین جا ملون تو وہ یہ آیت پڑہا کرے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اسکے بعد شیخ الاسلام امام المتقین برکاتہ زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ جب حضرت یعقوب حضرت یوسف علی نبینا وعلیہما السلام ایک جگہ جمع ہوئے تو ایک مدت کے بعد حضرت یوسف مسجد میں یہ پڑہ رہے تے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اور زار زار رو رہے تھے اور کہتے جاتے تے کہ خداوندا تو نے مجھے بادشاہی دی ہی میری خواہش وآرزو نہ تھی تو نے اپنی مرضی سے مجھے دی ہے یہی تیری مرضی تھی جو ظاہر ہوئی خداوندا قیامت کو مجھے بادشاہوں میں سے نہ اٹھائیو کہ مجھ بیچارے ضعیف مسکین میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ بادشاہوں میں تو میرا حشر کرے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ اگر کوئی یہ چاہے کہ میں یو پری اور ظالمونکے شر سے امن میں رہوں اور بت پرستی میں مبتلا نہون تو یہ آیت بہت پڑھا کرے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ اسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول اسطرح تھا کہ ایکدفعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ آپکے گرد بیٹھے ہوئے نصیحتیں سن رہے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور آداب بجا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی چیز سکھائیے کہ جو میرے اور میری اولاد کے لیے جملہ بت پرستوں سے ایک حرز اور امن ہو۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فکر کرنے لگے کہ میں اسے کیا سکھاؤں اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ آیت لائے۔ اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمان الٰہی ہی کہ یہ آیہ اس اعرابی کو بتلا دیجئے کہ یہ یاد کرے اور اسکو بہت پڑھا کرے حق تعالیٰ بت پرستوں اور اُنکے شر وفساد سے امن میں رکھیگا اسکے بعد فرمایا کہ جب کوئی یہ چاہے کہ مجھپر کافر مسلط نہوں تو وہ یہ آیت پڑہے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ اور جو یہ چاہے کہ دلمیں نور ایمان کامل ہو تو یہ آیہ بہت پڑھا کرے رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ شیخ الاسلام نے جب یہ فوائد تمام کیے تو دعاگو کیطرف رخ کیا اور فرمایا کہ یہ ساری ترغیبیں تمہارے لیئے کرتا ہوں کیونکہ پیر بشاطہ مرید ہوا کرتا ہی جبتک کہ مرید کو ساری آلایشوں سے جیساکہ شرط طریقت ہی پاک صاف نکرے تم یہی سمجھنا چاہیے کہ وہ بیچارہ گمراہی میں ہی کہ کبھی باہر نہیں نکل سکتا۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی یہ دعا پڑہیگا اگر دن میں پڑہے اور مر جاوے تو اہل بہشت سے ہو

اور جو رات کو پڑہے اور اسی رات مرجاوے تو بھی اہل بہشت سے ہو۔ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اللّٰہُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَہْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اسکے بعد آپنے اسی محل پر فرمایا کہ حضرت عباسؓ نے کہا کہ جب سے مینے یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہر ہر فریضہ نماز کے پیچھے اسے پڑھتا ہون اور ترک نہین کرتا بلکہ مین نے اسکا ورد کر رکھا ہی۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب حضرت عباسؓ کا انتقال ہوا تو لوگون نے انکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا بخشدیا اور بہت عنایت کی یہ سب کچھ اسی دعا کی برکت کا سبب تھا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو شخص یہ دعا پڑھتا ہی حق تعالیٰ صبح سے لیکر رات تک اسکو اپنی حفاظت مین رکھتا ہی اور بلا اس سے دور کرتا ہی جو بلا کہ آسمان سے نازل ہوتی ہے اس دعا کے پڑھنے سے اوپر ہی واپس چلی جاتی ہے اور جسمین اخلاص اور صدق نہین ہوتا اسکے لیئے قبول نہین ہوتی اتر آتی ہے۔ پھر خواجہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ ہر حال مین دعا کرنے اور تشفیع لانے سے خالی نہ رہے۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ابو طالب مکی قوت القلوب مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی یہ دعا پڑھیگا رات تک کوئی بلا اسے نہ پہونچیگی دعا یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ غَیْرِیْ وَمِنْ کُلِّ شَرِّ غَیْرِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اسکے بعد اسی محل پر آپنے فرمایا کہ قاضی امام شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ رحمۃً واسعۃً اپنے کفایہ مین لکھتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک بہت بڑا بزرگ زاہد تھا اور اسکی ایک جوان کنیز تھی اور وہ زاہد بہت بوڑھا تھا اس سبب سے وہ بہت تنگ تھی لوگون سے اُسنے بہت دفعہ شکایت بھی کی تھی کہ مین کیا تدبیر کرون اور کسطرح اس سے خلاصی پاؤن آخر ایک بڑھیا اسکے ہمسایہ مین رہتی تھی اسنے کہا مین تجھے زہر ہلاہل دیئے دیتی ہون اسے پانی مین ڈالکر افطار کیوقت پلادینا چنانچہ اسنے پانی مین گھولکر عابد کو پلادیا۔ خدا برابر بھی اسکا اثر عابد کو نہوا اور یہ کنیز

خنظر ہی کرزاہد ب مرتا ہی جب دن ہوا اور زاہد زندہ و سلامت رہا تو اُس کنیز نے رانہ کیا جا کر ساری کیفیت زاہد
بیان کی اور کہا کہ خواہ مار دیا چھوڑ دے تمہین زہر دیا اور کچھ اثر نہ ہوا زاہد نے تبسم کیا اور کہا کہ مین ایک دعا پڑھتا
ہون زہر کی کیا اصل ہو ساری بلائین اُس سے دور رہتی ہین اور زہر وغیرہ کا اُسکی برکت سے کچھ بھی اثر نہین ہوتا
اور وہ دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَرَبِّ
السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
اسکے بعد شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا کہ شرائط اسباب دعا تو بہت سی ہین اگر مین بیان کرون تو بہت عرصہ چاہیے
مگر مین مختصر کہتا ہون کہ پہلی شرط تو یہ ہے کہ پروردگار جل جلالہ وعم نوالہ کے نام سے شروع کرے کیونکہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ فِيهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ أَبْتَرُ۔ چاہیے کہ پہلے
بسم اللہ پڑھے پھر اُسکے بعد دعا پڑھے تاکہ دعا مستجاب ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اپنی بیوی کو ایسا زیور پہناوے کہ
جسمین بلجے کی سی بلند آواز نہ پائی جاوے جیسا کہ پازیب و چھاگن وغیرہ مین روڑے ڈال لیتے ہین اس سے
منع کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءَ قَوْمٍ يَرْضَوْنَ مِنْ
نِسَائِهِمْ يَلْبَسُونَ الْخَلْخَالَ مَعَ الصَّوْتِ یعنی اللہ تعالی نہین دوست رکھتا ہے اُس قوم کی دعا کو جو
اپنی بیبیون کو آواز والے زیور پہناتے ہین۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دعا کے آغاز اور اتمام مین صدقہ دے
کہ حضرت امام شافعی رح سے روایت ہے کہ انہین بادشاہ کیطرف حاجت تھی سو وہ اُس حاجت کے لیئے اُسکے پاس
گئے اور ایک درویش کو صدقہ دیا اور کہا دعا کر کہ میری حاجت پوری ہو کیونکہ شرط یہ ہے کہ جو بادشاہ کے
پاس جائے اول کچھ دربان کو دے سو درویش خداے عزوجل کا دربان ہے جب وہ خوش ہوا حاجت تمام ہوئی الحمد للہ علی ذلک

غرہ محرم سنہ ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ اجودھن کی ساری خلقت کیا چھوٹے کیا بڑے مشائخ درویش مسکین سب
آتے تھے اور شیخ الاسلام کی دست بوسی کرتے تھے اور حضرت شیخ الاسلام مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالے
تنگہ زر و جیتل جتنا جس کسی کے نصیب کا ہوتا دیتے اور جو آتا تھا شیرینی لاتا تھا تو شیرینی کا ڈھیر لگ جاتا
تھوڑا تھوڑا اسکو دیتے اُس روز کوئی آدمی محروم نہ جاتا۔ شیخ الاسلام کا یہ معمول تھا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو
ایسا کیا کرتے تھے۔ اسکے بعد عبد اللہ محمد بلخی کہ واصلان حق سے تھے شیخ الاسلام کے پاس آئے
اور بیٹھ گئے شیخ الاسلام مراقبہ مین تھے کہ اُسی حال مین ذکر کرنے لگے اور یہانتک ذکر کیا کہ آپ بیہوش

ہو گئے لوگون نے گھبرا کر شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز کا خرقہ آپ پر ڈالا بڑی دیر
مین آپکو ہوش آیا تو حاضرین قدمون پر گرے آپنے عبداللہ بلخی کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمنے دیکھا بھائی
بہاء الدین زکریا کو اس بیابان فنا سے شہرستان بقا مین تشریف لے گئے انہون نے ہی کہا کہ ہان بھی انتقال
کیا ہی آپنے فرمایا تو آؤ جنازہ کی نماز پڑھ لین۔ پھر شیخ الاسلام اور حاضرین نے جنازہ کی نماز پڑھی اسکے بعد آپنے
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث وارد ہے کہ غائب کے جنازہ کی نماز پڑھنی درست ہی کیونکہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے یارون کی غائبانہ نماز پڑھی ہے ہر ایک کے جنازہ
کی نماز الگ الگ پڑھی ہی سو ہمکو بھی چاہیے کہ پڑھین۔ اسکے بعد غرہ ستبر کہ عاشورہ کی فضیلت کا ذکر ہونیلگا آپنے
زبان مبارک سے فرمایا کہ اس عشرہ مین سواے طاعت وعبادت وتلاوت ودعاو نماز کے اور کسی چیز مین مشغول ہونا
چاہیے کیونکہ اسمین قہر جاتا ہی اور رحمت بہت سی نازل ہوتی ہی۔ پھر آپنے فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ اس عشرہ
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے فرزندون پر کیا گزری کہ انہین کیونکر شہید کیا اور بعض تو پیاسے ہی
ہلاک ہو گئے کہ ایک پانی کا قطرہ بھی ان بدبختون نے صاحبزادون کے منہ مین نہ ٹپکایا۔ یہ کہکر شیخ الاسلام
نے ایک نعرہ مارا اور گر کر بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے تو کہا عجب سنگدل کافر بے عاقبت۔ بیحیا
نامہربان لوگ تھے۔ ہمیشہ سے جانتے تھے کہ یہ بادشاہ دین ودنیا کے فرزند ہین اور پھر انہین شہید کیے چلے گئے
اتنا خطرہ بھی انکے دلپر نگذرا کہ ہم لوگ قیامت کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائینگے۔ الغرض آپنے
زبان مبارک سے فرمایا کہ شروع سال غرہ ماہ محرم مین یہ دعا آئی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ
اللّٰهُ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَهٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِیْدَةٌ اَسْئَلُكَ فِیْهِ الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
وَالْاَمَانَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَمِنْ شَرِّ السُّلْطَانِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ وَمِنَ الْبَلَایَا وَالْاٰفَاتِ
فَذٰلِكَ وَنَسْئَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰی هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْٓءِ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ
اِلَیْكَ یَا بَرُّ یَا رَءُوْفُ یَا رَحِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اسکے بعد
آپنے اسی محل پر فرمایا کہ مین نے شیخ الاسلام معین الاسلام والدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے
اوراد مین لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی محرم کی پہلی شب چھ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت مین فاتحہ ایکبار اور سورہ
اخلاص دس بار اور ایک روایت صحیحہ سے یہ آیا ہے کہ دو رکعت پڑھے ہر رکعت مین فاتحہ ایکبار اور سورہ یسین
ایکبار پڑھے اُسے خدا تعالے بہشت مین دو ہزار محل ایسے عنایت فرمائیگا کہ ہر محل مین یاقوت کے ہزار ہزار

ہونگے اور ہر قصر میں ایک تخت سبز زبرجد کا بچھا ہوگا اور ہر تخت پر ایک ایک حور ہوگی اور اس نماز کے پڑھنے والے سے چھ ہزار بار وعدہ کیا جائیگا۔ اور چھ ہزار نیکیاں اُسکے نامۂ اعمال میں لکھی جائینگی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام زبان مبارک پر لائے کہ مینے امام شعبی کے کفایہ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی ہر روز ماہ عاشورہ میں سو بار یکلمات پڑھیگا خدا تعالیٰ دوزخ کی آگ سے اُسے آزاد کریگا وہ کلمات یہ ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ پس یہ دعا پڑھکر ہاتھ منہ پر دم کرے اور منہ پر پھیر لے حق تعالیٰ اُسے گناہوں سے ایسا پاک کردیگا کہ گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں اذان ہوگئی شیخ الاسلام تو نماز میں مشغول ہوگئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

۱۰ ماہ محرم سنہ ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شمس دبیر و شیخ جمال الدین ہانسوی و شیخ بدرالدین غزنوی اور دوسرے عزیز بھی حاضر تھے۔ عاشورہ کے روزہ کی برکت کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ وہ روزہ ہے کہ جسکی فضیلت حدیث میں آئی ہے مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ یعنی جسنے عاشورہ کا روزہ رکھا گویا کہ اُسنے سارے سال کا روزہ رکھا۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ عاشورہ کے دن جنگلی ہرن بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی دوستی کے سبب اپنے بچوں کو دودھ نہیں دیتے پس کیا وجہ ہے کہ آدمی ہوکر روزہ نہ رکھیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھا کہ اُسکے آگے امیر المومنین حسین و حسن رضی اللہ عنہما کے شہید ہونیکا ذکر لوگ کر رہے تھے کہ اُسنے خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی میں اپنا سر زمین سے دے مارا خون بہنے لگا پھر تھوڑی دیر کے بعد چکر کھا کر زمین پر گر پڑا جب لوگوں نے دیکھا تو وہ جان دے چکا تھا۔ اُسی شب اُس بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ امیر المومنین حسنین رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑا ہوا ہے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا مجھے بخشدیا اور کہا حسنین کے پاس رہا کر۔ پھر آپنے اسی موقع پر فرمایا کہ ایکدفعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو کندھے پر بٹھائے ہوئے لیے جا رہے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا سبحان اللہ۔ دوزخی بہشتی کے کندھے پر سوار ہوئے جا رہا ہے۔ جب یہ کلمہ امیر المومنین علی کرم اللہ نے

سنا تو حال پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم یہ تو معاویہ رض کا لڑکا ہے دوزخی کہاں سے ہے۔ کہا اے علی یہ یزید وہ بد نصیب لڑکا ہے کہ جو میرے حسن و حسین اور میری ساری آل کو شہید کریگا۔ حضرت علی کھڑے ہو گئے اور تلوار نیام سے نکال لی کہ میں اسے مارے ڈالتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے علی ایسا مگر خدا تعالیٰ کا حکم ہی ایسا ہی ہے۔ حضرت علی رونے لگے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ اسوقت آپ تو سر پر ہونگے۔ فرمایا نہیں۔ کہا یاروں میں سے کوئی ہوگا کہا نہیں۔ کہا میں ہونگا کہا نہیں۔ کہا فاطمہ ہونگی۔ کہا وہ بھی نہیں۔ کہا یا رسول میرے بچوں کی کون ماتم داری کریگا کہا میری اُمت۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں گریہ کرنے لگے اور دونوں شاہزادوں سے بغلگیر ہوئے اور نعرہ مارا کہ میں نہیں جانتا کہ اس دشت میں تمہارا کیا حال ہوگا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ جس روز امیر المومنین حسین رض شہادت پائینگے اس رات ایک بزرگ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا کہ آپ کل انبیاء کی بیویوں کے ساتھ آئی ہیں دامن مبارک کمر سے بندھا ہوا ہے دشت کربلا میں جہاں کہ امیر المومنین حسین رض شہادت پاوینگے جھاڑو دے رہی ہیں اور اپنی آستین مبارک سے صاف کرتی جاتی ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اے خاتون قیامت اور اے بنت شفیع روز محشر یہ کیا مقام ہے جسے آپ اپنی آستین سے صاف کر رہی ہیں فرمایا یہ وہ مقام ہے کہ حسین میرا بیٹا یہاں سر دیگا اور شہادت پائیگا۔ اسکے بعد اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے یہ حکایت پوچھی کہ جب ہم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا تو کون انکی تعزیت کریگا۔ کہا یا رسول اللہ آپ کی اُمت آپکے فرزند کی تعزیت کریگی اور ایسی ماتم داری کریگی کہ اسکی صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ اسکے بعد اسی محل پر آپ نے فرمایا کہ عاشورہ کی رات کی چار رکعتیں آئی ہیں چاہیے کہ انہیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایکبار۔ آیۃ الکرسی تین بار اور اخلاص دس بار جب نماز سے فارغ ہو تو سو بار سورہ اخلاص پڑھے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں بروایت ابو ہریرہ رض لکھا دیکھا ہے کہ عاشورہ کے دن آفتاب نکلنے کے وقت دو رکعت نماز پڑھے اور جو کچھ قرآن سے یاد ہو پڑھے کہ ثواب بیحد ہے اسکے بعد یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ وَيَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوَّلَ مَا خَلَقْتَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَتَخْلُقُ اٰخِرَ مَا تَخْلُقُ اَعْطِنِيْ فِيْهِ خَيْرَ مَا اَوْلَيْتَ فِيْهِ اَنْبِيَاءَكَ وَاَصْفِيَاءَكَ مِنَ الثَّوَابِ وَالْبَلَايَا وَاَعْطِنِيْ مَا اَعْطَيْتَنِيْ فِيْهِ مِنَ الْكَرَامَةِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ میں نے

شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں آپ ہی کے خط مبارک سے لکھا دیکھا ہی کہ عاشورہ کو چہ رکعت نماز پڑہے ہر رکعت میں فاتحہ ایکبار والشمس انا انزلنا اذا زلزلت الارض اور اخلاص اور معوذتین یہ سب ایکبار پڑہے اور بعد فراغ نماز سجدہ میں جاوے اور قل یا ایہا الکافرون پڑہے اور حاجت چاہے خدا چاہے حاجت روا ہو۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ مینے اُسجگہ یہ بھی لکھا دیکھا ہی کہ عاشورہ کے دن ستر بار کہے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ حق تعالےٰ اُسے بخشدے اور اسکا نام اولیاء اللہ اور مشائخ کبار میں لکہے۔ پھر اسی محل پر آپنے فرمایا اگلے زمانہ میں ایک شخص تھا کہ ہمیشہ کفن چوری کرنا تھا کام و میں دو ہزار دو سو آدمیونکا کفن اُسنے چرایا تھا۔ غرضکہ جب اُسنے اس کام سے توبہ کی اور خواجہ حسن بصری رح کے ہاتھ پر تائب ہوا تو خواجہ نے اُس سے مسلمانونکا حال پوچھا کہ جب تو نے اُنکا کفن باہر نکالا تو انہیں تو نے کیسا پایا کہا اگر ایک ایک کا حال بیان کروں تو ایک دفتر چاہئیے چند آدمیونکا حال بیان کرتا ہوں کہ انکا کیا حال تھا۔ ایک شخص کا جو مینے کفن نکالا تو مینے اُسکا منہ سیاہ دیکھا اور اُسکے ہاتھ پاؤں میں آتشین زنجیریں پڑی ہوئیں اور اُسکی زبان سے پیپ اور لہو جاری اور پیٹ اُسکا ایسا گندہ کہ وہاں ٹھہرا نہ جائے الغرض جب میں وہان سے چلا تو اُس مردہ نے مجھے آواز دی کہ تو کیوں بھاگتا ہے میرا حال تو پوچھ کہ مینے کیا کام کئے تھے جواب اس بلا میں گرفتار ہوں یہ آواز سنکر میں لوٹا اور اُسکی قبر کے پاس گیا دیکھا تو فرشتوں نے طوق و زنجیر سے اُسے جکڑ رکھا ہے مینے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اُسنے کہا میں مسلمان ہوں اور مسلمان زادہ ہوں چونکہ میں شراب خوار اور زانی تھا اور اسی حالت میں مرگیا تو میں اس حالت کو پہونچا ہوں۔ پھر میں ایک اور کی قبر پر گیا مینے دیکھا کہ ایک مرد ننگا کھڑا ہوا ہی اور منہ اُسکا کالا ہے اور اُسکے ارد گرد آگ ہی اور اُسے جلا رہے ہیں اور اُسکی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور گردن میں اُسکی زنجیر پڑی ہوئی ہے اور فرشتے کھڑے ہوئے ہیں جبکہ اُس مردہ نے مجھے دیکھا تو فریاد کی کہ کیا تمسے یہ ہوسکتا ہی کہ ذرا سا پانی مجھے دیدو۔ میں مارے پیاس کے سخت عاجز ہو رہا ہوں جب اُسنے یہ بات کہی تو مینے چاہا کہ اُسے پانی لا کر دوں تو فرشتوں نے مجھے ڈانٹا کہ خبردار اس تارک الصلوٰۃ کو پانی نہ دے کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اسے پانی نہ دینا پھر مینے اُس سے پوچھا کہ اے شخص تو دنیا میں کس کام میں تھا اُسنے کہا میں مسلمان ہی تھا مگر خدا تعالیٰ کی کسیوقت بھی طاعت نہیں کی تھی اسیطرح اور دونکو بھی عذاب میں گرفتار دیکھا۔ پھر مینے ایک اور قبر کھولی۔ ایک خوبصورت جوان کو دیکھا کہ میں اُسکی تعریف نہیں

پُرلکتا سبزہ جما ہوا ہے۔ نہر جاری ہے۔ حوران بہشتی اسکے آگے تخت پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ مینے پوچھا کہ جوان تو کون ہے اور دنیا میں کس کام میں تھا اور یہ کس چیز سے پایا اور تیرا کیا عمل تھا کہا اے خواجہ میں تو تجھ ہی جیسا تھا مگر ماہ محرم میں عاشورہ کے روز ایک واعظ سے سُنا تھا کہ اس دن جو کوئی چھ رکعت نماز پڑھے گناہ بخشا جاویگا تو میں اسکی ملازمت کیا کرتا تھا۔ اُسکی برکت سے حق تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ عنایت فرمایا۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو کوئی عاشورہ کی شب بارہ کو چار رکعت اس نیت سے پڑھے گا کہ دشمن مجھ سے راضی ہو جاویں تو حق تعالیٰ اُسکے دشمنوں کو اُس سے خوش کریگا اور وہ راضی ہو جاوینگے اور منکر نکیر کے سوال سے حق تعالیٰ اُسے رہائی بخشے گا۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کر ہی رہے تھے کہ اذان ہو گئی شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہو گئے۔ خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

۴- ماہ صفر سنہ ۶۵۶ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ چند روز دعاگو جانب ہانسی بخدمت شیخ محمد ہانسوی رہا کہ وہ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے اعلیٰ یاروں میں سے تھے۔ جب دولت پابوسی حاصل ہوئی دعاگو نے آداب بجا لایا حکم ہوا بیٹھ میں بیٹھ گیا جو مکتوب کہ شیخ برہان الدین نے دیا تھا وہ پیش کیا آپنے اسے ملاحظہ فرمایا۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ تُمنے دیر کردی بندہ نے دوبارہ آداب بجا لایا اور سر نیاز جھکا کر عرض کیا کہ تن خاکی تو وہان تھا دل یہین اٹکا ہوا قدمبوس مخدوم تھا۔ بندہ نواز نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تمہین بار بار اشتیاق ایسا بڑھا کہ تم کہتے تھے کہ اگر میرے پر ہوں تو اُڑ جاؤں اور خواجہ کی خدمت میں پہونچوں۔ اسکے بعد آپنے خلق کیطرف رُخ کیا کہ مرید اور فرزند شیخ ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا کہ مولانا نظام الدین فرمایا تمنے مکتوب بھی لکھا تھا اور اُس میں ذکر اشتیاق پابوسی بہت تھا اور بیت بھی تمنے لکھی تھی اُسے مینے یاد کر لیا ہے جب میں تمہین یاد کرتا ہوں اس بیت کو پڑھ لیتا ہوں اور وہ بیت بہت ہی بےنظیر تھی اگر تم پڑھو تو میں سُنوں دعاگو نے سر جھکایا اور یہ بیت پڑھی ؎

زان روز کہ بندۂ تو دانند مرا	بر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتے فرمودست	ورنہ کیم و چہ ام چہ خوانند مرا

جب مینے یہ بیت پڑھی شیخ الاسلام پر ایک حالت پیدا ہو گئی اور کھڑے ہو گئے اور رقص کرنے لگے۔ اتنا رقص کیا کہ اُسکی حد و نہایت نہ رہی چاشت سے لیکر دوپہر تک یہی حالت رہی۔ جب آپ رقص سے فارغ ہوئے

خرقۂ خاص دعاگو کو مرحمت ہوا اور عصا بھی اسی روز عنایت فرمایا اور مصلی اور نعلین چوبین بھی بخشش فرمائیں اور دعاگو کو بغل میں لیا اور فرمایا کہ مولانا نظام الدین قریب ہے کہ میں تمہیں رخصت کروں اور تمہارا دیدار اسکے بعد دیکھنے پاؤں آج ہی کے روز تمہاری وداع ہے مگر چند روز اور ٹھہرو کہ تمہارا دیدار غنیمت ہے۔ پھر آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی

دیدار دوستان موافق غنیمت ست	چون یافتیم حیف بود گر رہا کنیم

اسکے بعد ملتان سے مسافر آئے ہوئے تھے انہوں نے آکر آداب بجا لایا حکم ہوا بیٹھو۔ کھانا موجود تھا انہیں کھلایا گیا۔ اسکے بعد ماہ صفر کا ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ مہینا بڑا سخت ہے۔ کیونکہ جب یہ مہینا آیا کرتا تھا آپ بہت تنگدل ہوا کرتے تھے اور وہ چلا جاتا تو بہت خوش ہوا کرتے اور یہ قعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ماہ صفر کی گرانی سے تہا کہ وہ بہت ہی گران ہے۔ پھر اسی محل پر آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مجھے ماہ صفر کے گزرنے سے اطلاع دیگا میں اُسے بہشت میں جانیکی بشارت دونگا جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ اَنَا بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اسکے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ ہر سال دس لاکھ اسی ہزار بلا آسمان سے نازل ہوتی ہے مگر اس مہینہ میں نو لاکھ بیس ہزار بلا اُترتی ہے تو اس مہینے کو طاعت اور دعا میں گزارنا چاہیئے تاکہ کوئی بلا گزند نہ پہونچائے۔

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ مینے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جو یہ چاہے کہ میں صفر کی بلاؤن سے امن میں رہوں تو وہ ہر فریضہ کے بعد یہ دعا بہت پڑھا کرے۔ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الزَّمَانِ وَاَسْتَعِیْذُہٗ مِنْ شُرُوْرِ الْاَزْمَانِ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِجَلَالِ وَجْھِکَ وَکَمَالِ قُدْرَتِکَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ فِتْنَۃِ ھٰذِہِ السَّنَۃِ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ فِیْھَا وَاَکْرِمْنِیْ بِالنَّفْعِ بِاَکْرَمِ النَّظَرِ وَاخْتِمْہُ بِالسَّلَامَۃِ وَالسَّعَادَۃِ وَلِاَھْلِیْ وَاَوْلِیَائِیْ وَاَقْرِبَائِیْ وَجَمِیْعِ اُمَّۃِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اسکے بعد آپنے اسی محل پر فرمایا ماہ صفر کی پہلی رات کو جمیع مسلمانونکی عصمت کے لیئے عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت مین فاتحہ ایکبار۔ قل یا ایہا الکافرون پندرہ بار دوسری رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار۔ تیسری رکعت مین فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق پندرہ بار۔ چوتھی رکعت مین فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الناس پندرہ بار پڑھے اور سلام کے بعد چند بار اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھے پھر ستر بار درود پڑھے جب یہ نماز وقت سے پہلے پڑھے تو

جو بلا کہ حق تعالیٰ نے اس روز مقدر کی ہے اُس سے اپنے فضل کے ساتھ نگاہ رکھے۔ اسکے بعد اسی محل پر
فرمایا کہ مینے شرح شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ مین لکھا دیکھا ہے کہ سارے ماہ صفر
مین تین لاکھ بیس ہزار بلائین نازل ہوتی ہین مگر آخری چہار شنبہ کو سب دنون سے زیادہ بلا نازل ہوتی ہو چاہیے کہ
چار رکعت نماز پڑہے تا کہ اس دن کی بلاؤن سے حق تعالیٰ اپنی امان مین رکھے اور کوئی بلا دوسری سال تک
اسکے گرد نہ پھٹکے دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یَا شَدِیدَ القُوَی وَیَا شَدِیدَ المِحَالِ یَا مُفَضِّلُ
یَا مُکَرِّمُ یَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ اسکے بعد اسی محل پر فرمایا کہ جو بلا مین مبتلا ہوتا
وہ اس صفر کے مہینہ مین ہوتا۔ چنانچہ روایت ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جو گیہون کھایا تھا تو وہ بھی صفر
کا مہینا تھا کہ بہشت سے باہر نکالے گئے اور تین سو برس تک ایک لغزش کے سبب روتے رہے اور یہانتک روئے
کہ کوئی چیز بھی انکے بدن پر نہ رہی گوشت پوست سب گل گر پڑا۔ حکم ہوا کہ اے آدم توبہ کر ہم تیری توبہ قبول
کر لینگے آسکے بعد اسی کے مطابق یہ حکایت بروایت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ بیان فرمائی کہ ایک دفعہ
ہابیل اور قابیل دونون بھائی ماہ صفر مین شکار کے لئے نکلے حضرت آدم نے انہین منع کیا کہ ماہ صفر مین گھر سے
نہ نکلو انہون نے انکے فرمانیکا کچھ خیال نکیا۔ الغرض جب جنگل مین پہونچے دونون بھائیون مین باتون باتون
مین کچھ رد و بدل ہوا قابیل نے تلوار کھینچ ہابیل کو مار ڈالا۔ پھر پچتایا کہ ہائے مینے کیا کیا اور وہان سے چلدیا
جب یہ خبر حضرت آدم صلوات اللہ علیہ کو پہونچی وہ بہت آزردہ اور دلتنگ ہوئے حضرت جبرئیل آئے اور کہا
اے آدم فرمان الٰہی یہ ہے کہ ہابیل کے فرزندان مین سے سب مسلمان سنی ہونگے۔ اور قابیل کے فرزندون
مین سے جہود۔ ترسا۔ کافر کیونکہ ماہ صفر مین اُسنے اپنے بھائی کو مارا ہے۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ قوم
مہتر نوح علیٰ نبینا و علیہ السلام اس مہینہ مین بلائے طوفان مین گرفتار ہو کر ہلاک ہوئی۔ اور حضرت مہتر ابراہیم
خلیل اللہ کو آگ مین ڈالا اسی صفر کی پہلی تاریخ تھی۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام جو کیڑونکی بلا مین گرفتار
ہوئے جب بھی یہی صفر کا مہینا تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر جو آرہ چلایا گیا تو ماہ صفر کا آخر تھا اور
چار شنبہ کا دن تھا۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق پر جو چھری پھیری گئی جب بھی صفر کا مہینا تھا۔ اور
حضرت جرجیس علیہ السلام کے جو سات ٹکڑے کیے گئے جب بھی صفر کا مہینا تھا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام
جو مچھلی کے پیٹ مین آئے جب بھی صفر ہی کا مہینا تھا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ آنکھون مین
آنسو بھر لائے اور نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ سلطان انبیا جو بیمار ہوئے

تو وہ بھی صفر ہی کا مہینا تھا۔ پھر فرمایا کہ جو بلا انبیا پر نازل ہوتی ہے اور ہوئی وہ اسی صفر ہی کے مہینہ میں ہوئی۔ یہ مہینہ بہت بھاری ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اور سب مسلمانوں کو اس ماہ میں صفر کی گرانی سے اپنی امان اور پناہ میں رکھے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

۲۷۔ ماہ صفر ۶۵۶ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی مجاہدہ کا ذکر ہو رہا تھا عزیزان اہل سلوک مثل شیخ بران الدین ہانسوی و شیخ ملہولاہوری و شیخ جمال الدین ہانسوی علیہم الرحمۃ والغفران اور چند صوفی اور بھی خانوادہ چشت سے آئے ہوئے تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ نے ستر برس تک اللہ تعالیٰ کی اسطرح عبادت کی کہ غایت مشغولی کے سبب یہ نجانا کہ آج کونسا دن ہے یا کونسا مہینا ہے۔ الغرض جب اُن سے اُن مجاہدات کا حال پوچھا گیا تو فرمایا کہ تیس برس تک تو میں آنکھیں ہوا پر کیے ہوئے عالم تحیر میں گھڑا رہا۔ اس تیس برس کے عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ میں بیٹھا یا اٹھا یا سویا ہوں یہ حالت ہوگئی تھی کہ پاؤں سے خون بہنے لگا تھا اور بہت سے کھڑے ہونے سے پاؤں کے پھٹ پھٹ کر ٹکڑے اُڑ گئے تھے۔ پھر دو سال عالم محو میں گذارا ان دو برس میں ایک ساعت اور ایک لحظہ اور ایک لمحہ بھی اپنے نفس کو پانی نہیں دیا مگر مہینے یا ہفتہ میں دو تولہ کھا لیا کرتا اسکے بعد میں نے اپنے کام میں کمالیت دیکھی دس برس میں نے پانی اور نہ دیا اسکے بعد نفس کو شیرین انار کی آرزو ہوئی ہر روز نفس کو وعدہ دیتا آخر دس برس گزر گئے نفس نے کہا کب تک اسطرح ہلاک کریگا کہا آخر دم تک جو جو معاملے میں نے اس نفس کے ساتھ کیے ہیں اگر میں اُنکا حال بیان کروں تو تم سن نہیں سکتے اور نہ وہ کہنے میں آسکتے ہیں۔ غرضکہ جب ستر برس اسطرح گزر گئے حجاب درمیان سے اٹھ گیا اور ندا آئی کہ اے بایزید تو نے کوئی تقصیر ہمارے کام میں نہیں کی ہمیں واجب ہوگیا کہ تجھپر تجلی کریں۔ یہ آواز آتے ہی خواجہ بایزید نے ایک نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم کی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی رحہ کی وفات کا یہ حال تھا کہ جو بیان کیا گیا اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ہاں جو مجاہدہ کیا کرتا ہے اُسکو مشاہدہ بھی ہوتا ہے اسکے بعد یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی ؎

درکوے تو عاشقان چنان جان بدہند ٭ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز ٭

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ سے پوچھا کہ مجاہدہ کیا ہے کہا اپنے نفس کا مارنا یعنی اُسے اُسکی مراد کو نہ پہونچانا اور جس طاعت سے کہ نفس راضی نہو اُسے کرنا۔ اسکے بعد آپنے اسی موقع پر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ اپنے نفس سے کہا کرتے کہ اے نفس اگر تو آجکی رات مجھ سے

وقت کرتے تھے دو رکعت میں تمام قرآن مجید ختم کرون۔ ایکدفعہ ایسا ہوا کہ نفس نے انکے موافقت نکی
دو رکعت نماز انکی فوت ہوگئی۔ دوسرے روز مقام مناجات ہی مین تھے کہ عہد کر لیا کہ مین بیس برس تک
نفس کو پانی نہ دونگا۔ وہ کاہلی نفس کی اسی سبب سے تھی کہ اُس رات پیٹ بھر کے پانی ملا تھا۔ پھر آپنے اسی محل پر
فرمایا کہ شجاع کرمانی چالیس برس تک نہ سوئے تھے اتفاقاً ایک شب سوگئے حضرت عزت کو خواب مین
دیکھا اسکے بعد جہان کہین جاتے بستر برابر رکھتے اور سوتے کہ شاید وہ دولت پھر میسر ہوجائے ہاتف غیبی
نے آواز دی کہ اے شجاع وہ ثمرہ تیرے چالیس برس نہ سونیکا تھا اب پھر ویسا ہی کریگا تو وہ دولت حاصل ہوگی
اسکے بعد شیخ الاسلام آنکھوں مین آنسو بھر لائے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ جب خواجہ شجاع کرمانی کا وقت آخر ہوا
اسی روز انہون نے ایکہزار رکعت نماز پڑھی دین مصلے پر پڑ کر سوگئے حضرت عزت کو خواب مین دیکھا فرمان
ہوا کہ اے شجاع آتا ہے یا چند روز دین رہنا چاہتا ہے کہا الٰہی میرے رہنے کی جگہ نہین رہی مین آتا ہی
چاہتا ہون اسی خواب مین تھے کہ بیدار ہوگئے وضو کرکے دوگانہ ادا کیا عشاء کا وقت تھا کہ انہون نے
سجدہ کیا اور جان بحق تسلیم کی۔ یہ فرما کر شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے جب ہوش مین
آئے تو یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی ؎

	در کوے تو عاشقان چنان جان بدہند		کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز	

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ بایزید سے پوچھا کہ اپنے مجاہدہ سے کچھ تھوڑا سا بیان تو کیجئے کہا مین
تم سے اگر اپنے مجاہدہ کا حال بیان کرون تو تم اُسے سُن نہ سکو گے خیر مینے اپنے نفس کے ساتھ جو معاملہ
کیا ہے اُسمین سے ذرا سا حال بیان کرتا ہون کہ ایک رات مینے اپنے نفس کو عبادت کے لئے طلب کیا نفس نے
سستی کی اسوجہ یہ آنکر پڑی کہ دو خرمے خلیفہ معمولی سے زیادہ کھا لئے۔ غرضکہ نفس نے میرے ساتھ موافقت
نکی جب دن ہوا تو مینے عہد کیا کہ مین خرما چند مدت تک نہ کھاؤنگا چنانچہ پندرہ برس تک مینے نفس کو کچھ نہ دیا
آخر نفس نے کہا کہ جو تو کہیگا وہی کرونگا اُسوقت مینے خرمے لئے اور اُسے دیئے اور وہ میرا فرمانبردار ہوا جو کچھ
مین کہتا تھا وہی کرتا تھا بلکہ یہ نوبت ہوگئی کہ اُس سے زیادہ کرنیلگا۔ اسکے بعد فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری
رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ تمنے اپنے مجاہدہ کا کام کہانتک پہونچایا۔ کہا یہانتک پہونچایا کہ دو دو
تین تین سال تک نفس کو پانی نہین دیا اور اب دس برس گذر گئے ہین اس عرصہ مین مینے کبھی پیٹ بھر
پانی نہین دیا اور ہر رات جب تک دو قرآن مجید ختم نکرلون اُسوقت تک کوئی اور کام نہین کرتا۔ اسکے بعد

آپ خواجہ ذوالنون مصری کے انتقال کی حکایت فرمانے لگے کہ ایک دن مع اپنے یاروں کے بیٹھے ہوئے تھے اولیاء اللہ کی موت کا ذکر ہو رہا تھا کہ اسی مجمع پر ایک آنیوالا آیا سبز جامہ پہنے ہوئے نہایت خوبرو خوبصورت نیک سیرت۔ سیب ہاتھ میں لیئے ہوئے آتے ہی آداب بجا لایا۔ آپنے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا خواجہ ذوالنون مصری ہر بار یہی کہتے تھے کہ خوش آمدی۔ نیکو آمدی۔ صفا آمدی۔ تھوڑی دیر تک تو وہ سیب اپنے ہاتھ میں لیئے رہا۔ پھر وہ سیب خواجہ کو دیدیا انہوں نے دونوں ہاتھوں میں اُسے لیا اور تبسم کیا اور فرمایا اچھا جاؤ جب وہ آنیوالا چلا گیا تو خواجہ نے خلق سے معذرت کی کہ اسوقت تم سب بھی چلے جاؤ۔ جب سب چلے گئے خواجہ قبلہ رو بیٹھے اور قرآن پڑھنا شروع کیا جونہیں قرآن مجید ختم کر چکے اُس سیب کو سونگھا اور جان بحق تسلیم کی خواجہ کا جنازہ طیار کیا۔ مسجد کے آگے جنازہ کو لائے کہ اتنے میں اذان ہونے لگی۔ جب موذن یہاں تک پہنچا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو خواجہ نے کفن سے ہاتھ باہر نکالکر شہادت کی انگلی اٹھا کر کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ انگلی آپکی کھڑی ہوئی تھی۔ ہر چند لوگوں نے چاہا کہ اُسے بٹھادیں اور سیدھی کردیں نہ کر سکے کہ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ اے مسلمانو جو انگلی کہ ذوالنون مصری رح نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر کھڑی کی ہے جبتک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نہ بٹھائنگے نہ بیٹھے گی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز یہ مثنوی زبان مبارک پر لائے اور ہای ہای کرکے رونے لگے ؎

کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز	در کوے تو عاشقان چنان جان بدہند

اُس کے بعد آپنے فرمایا کہ خواجہ سہیل تستری بن عبداللہ تستری رح نے جب انتقال کیا اور جنازہ انکا باہر لایا گیا تو ایک جماعت یہودیوں کی جو تستر میں رہتی تھی وہ آپکی بہت منکر تھی اُسوقت اُنکی قوم کا سردار برہنہ پا دوڑا ہوا آیا اور خواجہ کے جنازہ کے پاس آکر کہا کہ جنازہ اتار لو میں مسلمان ہوتا ہوں جب جنازہ اتارا گیا تو وہ یہودی جنازہ کے سامنے کھڑا ہوا اور خواجہ کیطرف منہ کرکے کہا کہ اے خواجہ مجھے تلقین کیجیے کہ میں مسلمان ہوں۔ جب اُس یہودی نے جو اپنی قوم کے ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا تھا یہ کہا خواجہ نے کفن سے ہاتھ باہر نکال لیئے اور آنکھیں کھولدیں اور کہا کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ یہ کہکر ہاتھ کفن میں کر لیئے اور آنکھیں بند کرلیں۔ وہ یہودی سبکے سب مسلمان ہوئے پھر اُس یہودی سے پوچھا کہ تو نے کیا بات دیکھی جو مسلمان ہوا۔ اُسنے کہا جب تم جنازہ باہر لائے مینے آسمان کیطرف جو نظر کی تو ایک سخت آواز مجھے سنائی دی مینے اپنے دل میں کہا کہ یکیسی

وازہ ہے۔ دوبارہ جو میں نے نظر کی دیکھا تو فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں اور نور کے طبق ہاتھوں میں لیئے ہوئے فوج فوج آتے ہیں اور خواجہ صاحب کے جنازہ پر نثار کرتے ہیں میں یہ دیکھکر مسلمان ہوا اور کہا کہ دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسے لوگ ہیں۔ شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے یہ فوائد فرما ہی رہے تھے اور عالم تفکر میں تھے کہ یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمانے لگے ؎

	ور کوے تو عاشقان چنان جان بدہند		کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز	

پھر آپنے اسکے مطابق یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ شیخ علی کی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ عرش اٹھائے لیئے چلا جا رہا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو جی میں خیال کیا کہ میں یہ خواب کسکے سامنے بیان کرون جو تعبیر پاؤں۔ پھر جی میں کہا کہ بایزید بسطامی رحمۃ سے چل کے دریافت کر۔ اسی فکر میں جب گھر سے باہر نکلا دیکھا تو بسطام میں ایک شور برپا تھا اور خلق رو رہی تھی میں حیران ہو کر کھڑا ہو گیا پوچھا کیا حال ہی کہا خواجہ بایزید علیہ الرحمۃ نے انتقال کیا۔ شیخ علی رح نے سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور زمین پر گر پڑے۔ پھر نعرہ مارتے ہوئے بایزید کے جنازہ کے پاس تک پہونچے مگر خلق کے اژدحام سے وہاں تک پہونچ نہیں سکتے تھے مگر شیخ علی ہزار حیلہ و دشواری سے جنازہ تک آئے اور کندھا دیا۔ بایزید رح نے آواز دی کہ اے علی جو تو نے خواب دیکھا تھا اسکی یہی تعبیر ہے۔ یہی جنازہ بایزید عرش خدا ہے کہ جو سر پہ لیئے جا رہا ہے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تیس برس یہ دعاگو عالم مجاہدہ میں رہا نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات۔ کھڑا رہتا جب نماز کا وقت آتا ادا کر لیتا پھر اسی عالم میں مشغول ہو جاتا۔ پھر اسی محل پر آپنے فرمایا کہ جس روز خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز انتقال فرمانے لگے لوگ آپکے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور اس روز آپکے ہاتھ پاؤں میں ایک طرح کا لکنت تھا اور خواجہ منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ غرضکہ ایک شخص حریری کاغذ ہاتھ میں لیئے آیا اور سلام کیا جیکے لینے وہ کاغذ خواجہ کے ہاتھ میں دیا خواجہ نے اسکا مطالعہ کیا امین اللہ کا نام لکھا ہوا تھا خواجہ نے دونوں آنکھیں اس نام پر رکھدین اور جان ایسی دیدی کہ گویا خواجہ کے بدن میں جان تھی ہی نہیں۔ خلق میں ایک شور برپا ہوا کہ خواجہ قطب الدین مودود انتقال کر گئے۔ الغرض خواجہ کو غسل دیا اور کفنایا مگر لوگوں میں اتنی قوت نہیں کہ اٹھاویں سب کے سب حیرت میں تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سخت آواز آئی کہ خلق سب ہٹ گئی۔ پھر جنازہ کی نماز کے لیئے کھڑے ہوئے اور نماز ادا کر کے چاہتے تھے کہ جنازہ اٹھائیں مگر بفرمان خدا تعالی جنازہ ہوا پر چلا اور خلق اس جنازہ کے پیچھے پیچھے چلی یہ حال دیکھکر بہت سے کفار آئے اور مسلمان ہوئے جب ان

لوگوں سے پوچھا کہ تم کیا بات دیکھکر مسلمان ہوئے کہا کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ فرشتے ایکا جنازہ لیئے جا رہے ہیں۔ شیخ الاسلام جب یہ حکایت تمام کر چکے ایک نعرہ مارا اور گر پڑے اور یہ شعر زبان مبارک پر لائے

در کوے تو عاشقان چنان جان بدہند	کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

خواجہ اسی حالت میں تھے کہ اذان ہو گئی۔ شیخ الاسلام قدس سرہ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ خلق اور دعا گو اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

۲۔ ماہ ربیع الاولی سنہ ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس بندہ کو خلعت خاص سے مشرف کیا۔ عزیزان اہل صفا حاضر تھے کہ اپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے ہندوستان کی ولایت مولانا نظام الدین کو دی اور صاحب سجادہ کیا جبکہ یہ سخن زبان مبارک سے فرمایا بندہ نے پھر آداب بجایا اور سر جھکایا فرمایا اے جہانگیر عالم سر اٹھا دستار مبارک جو شیخ قطب الدینؒ کی سر پر رکھی تھی مجھے عطا کی اور عصا بھی دیا اور خرقہ خود اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا جا دوگانہ ادا کر جب میں نے قبلہ کو منہ کیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور منہ آسمان کیطرف کیا کہ جا میں نے تجھے خدا کو سونپا۔ پھر اسکے بعد فرمایا کہ یہ سب کچھ میں اسلیئے دیتا ہوں کہ تم آخری وقت پر میرے پاس نہ ہو گے اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رح کے انتقال کے وقت حاضر نہ تھا ہانسی میں تھا۔ الغرض آپنے شیخ بدر الدین اسحاق کو حکم دیا کہ سند لکھو انہوں نے اسیوقت لکھی اور حضرت شیخ نے مجھے عنایت فرمائی اور بغل میں لیا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں خدا تک پہنچا دیا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ہانسی میں شیخ جمال الدین ہانسوی سے ملتے جانا۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عرس ہے ٹھہر جاؤ کل جانا۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ امام شعبی اپنے کفایہ میں لکھتے ہیں کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بروایت صحیح وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ ربیع الاول کو انتقال فرمایا تھا دس روز وا آپکو معجزہ کیلئے رکھا تھا کہ آپکے جسم مبارک سے خوشبو چلی آتی تھی کہ وہ خوشبو سارے جہان کے عطروں پر چھا گئی تھی غرضکہ جیسی خوشبو آپکی حیات میں آتی تھی آتی تھی ویسی ہی حالت ممات میں بھی آتی رہی ایک ذرہ برابر بھی کم نہوئی چنانچہ کئی ہزار یہودی مسلمان ہو گئے۔ ان دس روز میں کھانا غربا کو بکثرت دیا جاتا تھا آپکے نو حجرے تھے تو ۹ دن تک وہاں سے دیا گیا۔ دسویں روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اتنا دیا کہ سارے مدینہ نے سیر ہو کر کھایا

[illegible] روز آپ دفن کیئے گئے اسیوجہ سے مسلمان ۱۲ ربیع الاول کو عرس کیا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ عرس
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بارہوین تاریخ ہے مگر بروایت صحیح وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
۱۳ ربیع الاول ہے۔ اسکے بعد آپنے اسی محل پر فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو بیماری زیادہ ہوئی تین
روز تک آپ مسجد مین نہ آسکے۔ بعد تین دنکے بلال آپکے دروازہ پر آئے او ندا کی کہ اَلصَّلٰوۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
آپ اٹھے اور فرمایا کہ بلال سے کہدو کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ آوین تاکہ مین مسجد مین جاؤن۔ ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکے کندہون پر ہاتھ دہرکر مسجد مین تشریف
لائے چاہا کہ امامت کرین مگر نہ کرسکے حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑکر آگے کیا۔ اس حال کے مشاہدہ سے اصحاب
نے ایک نعرہ مارا قریب تھا کہ لوگو نکے پتے پانی ہوکر بہہ جاتے۔ غرضکہ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے حجرے مین تشریف لیگئے اور اصحاب بادل پریشان واپس چلے گئے۔ آپ ایک کالی کملی اوڑھکر لیٹ
گئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک اعرابی آیا اور دروازہ پر دستک دی اسکی دستک سے دیوار تک دھمک
پہونچی حضرت فاطمہ رضؓ دروازہ پر آئین اور فرمایا کہ حضرت کی طبیعت اچھی نہین ہے یہ وقت ملاقات کا نہین
ہے ہر چند کہ وہ معذرت کرتی تھین مگر وہ سننے والا تھا کہ اتنے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گوش
مبارک تک یہ آواز پہونچی تو آپنے حضرت فاطمہ کو بلالیا اور فرمایا کہ اے جان پدر یہ اعرابی نہین ہے بلکہ وہ ہے
کہ تو دروازہ بند کردے تو دیوار سے چلا آوے اور دیوار کھڑی کرے تو سوراخ سے چلا آوے یہ فرزندونکا
یتیم کرنیوالا ہے۔ عورتونکا بیوہ کرنیوالا ہے۔ لیکن تیرے باپ کی حرمت کا خیال رکھا ہے وہ اجازت چاہتا ہے تو
اُنے دو وہ حکم کی تعمیل کیلئے آیا ہے یہ سُنتے ہی حجرہ سے ایک نعرہ بلند ہوا۔ ملک الموت آئے اور آداب بجا لایا
فرمایا بیٹھو وہ بیٹھ گئے آپنے فرمایا کسطرح آئے کہا حضور کی زیارت کیلئے آیا ہون مجھے حکم تھا کہ جب تک نہ بلاوین
نہ جانا اب اگر آپ حکم دین اور تشریف لیچلین تو مین جان قبض کرون۔ ورنہ چلا جاؤن آپنے فرمایا کہ اے ملک الموت
ذرا ٹھہر کہ بھائی جبرئیل آتے ہین اسیوقت جبرئیل علیہ السلام آئے آپنے فرمایا کیف حالک حضرت جبرئیل بولے
کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام آسمان کے فرشتے نور کے طبق ہاتھون مین لیئے ہوئے کھڑے ہین اور جان پاک کے
منتظر ہین اور بہشت اور آسمان کے دروازہ کھلے ہوئے ہین ارواح انبیا منتظر ہین بہشتی حورین آپکے دیدار
کی مشتاق ہین۔ رضوان بہشت آراستہ کیئے ہوئے ہے کہ آپ تشریف لاوین۔ آپنے فرمایا مین یہ نہین پوچھتا
یہ کہو میرے بعد میری امت کا کیا حال ہوگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ مجھے یہ بھی حکم ہے

کرتو کہہ بھیجو کہ آپ اپنی امت کو میری سپرد کر دیجئے فردائے قیامت میں آپکی حیات میں تمہی اسیطرح میں
تہیں سونپ دونگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس ہمارا مقصود یہی تھا۔ پھر آپنے ملک الموت سے
فرمایا کہ آؤ اور اپنا کام کرو۔ جونہی ملک الموت نے اپنا ہاتھ آپکے پاؤں پر رکھا آپنے فرمایا میرا پاؤں تو ٹکڑے
ٹکڑے ہونے لگا ملک الموت نے اپنا ہاتھ ڈالکر روح مبارک قبض کرنا شروع کیا ایک پیالہ پانی کا آپکے پاس بھرا دھرا تھا
آپ ہر بار اس میں دست مبارک تر کرتے اور سینہ مبارک پر ملتے اور یہ فرماتے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْت
یعنی اے بار خدایا جانکنی کی سختی آسان کر جسوقت حلق تک روح قبض ہوئی آپ لب مبارک ہلاتے تھے حضرت فاطمہؓ
فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگا کر سنا کہ آپ یہ فرمارہے تھے کہ خداوندا محمد کی جان دینے کی حرمت سے میری امت پر رحم
فرما آخر وقت تک یہی کلام تھا جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی سب حاضرین مجلس نے ایک نعرہ مارا اور شیخ
الاسلام بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو دعا گو کیطرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ جسکے لئے سارا جہان پیدا ہوا اور یہ
مملکت اسکی دوستی کی وجہ سے ظاہر ہوئی جب اسکو ہی اس جہان سے اٹھا لیا تو میں اور تم کس گنتی میں ہیں کہ
حیات کا دم ماریں لیکن ہمیں بھی اپنے آپکو چلنے والوں میں سمجھنا چاہیئے مگر ان زاد و راحلہ کی تدبیر کرنی چاہیئے اور
غفلت نہ اختیار کرنی چاہیئے کہ قیامت کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ شیخ الاسلام جب یہ سخن تمام کر چکے شمس دبیر نے
اٹھکر آداب بجالایا اور عرض کیا کہ گفتار خواجہ نظامی سے ایک نظم لایا ہوں اگر آپ ازراہ لطف ارشاد فرمادیں تو میں
سناؤں فرمایا اچھا پڑھو۔ شمس دبیر نے یہ مثنوی پڑھنی شروع کر دی

مثنوی

جہان چیست گنبد ز نیرنگ او	رہائی بچنگ آر از چنگ او	مغیلان زمینی درین باغ کس	تماشا کند ہر یکے ہر نفس
درین چار سو ہیچ ہنگامہ نیست	کہ کس بر مراد خود کامہ نیست	در ہر دم از نو برے میرسد	یکے مے برد دیگرے میرسد
جہان گرچہ آرامگاہی خوش است	شتابندہ را اصل و ترتیش ست	دو در دارد این باغ آراستہ	درو بند این ہر دو بر خاستہ
درآ اندر باغ بنگر تمام	ز دیگر در باغ بیرون خرام	اگر زیرکی با گلش خو مگیر	کہ باشد زو ماندنش ناگزیر
درین دم کردلی شادی بسیج	کہ آئینہ روز ہیچ ست و ہیچ	یکے اندر آرد ہنگام تیز	دگر را بہنگامہ گوید کہ خیز
	نظامی سبک باریاران شدند	تو ماندی بغم غمگساران شدند	

شیخ الاسلام اس مثنوی کے سننے سے پھر بہت تنگ حالت میں رہے وہ بہت راحت کا وقت تھا پیراہن خاص
اسے عطا فرمایا۔ اسکے بعد پھر آپ تلاوت میں مشغول ہوگئے پھر وہاں کے رہنے والوں سے ایسا سنا کہ شیخ الاسلام
یوم وصال تک سوائے مشغولی حق کسی کے ساتھ بھی مشغول نہیں ہوئے۔ واللہ اعلم۔ تمت۔

ملفوظات حضرت سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مسمیٰ بہ راحۃ المحبین مُرتبہ حضرت امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجلس اول۔ روز دوشنبہ ۲۰ رجب المرجب ۶۸۹ھ

گفتگو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش میں ہو رہی تھی کہ یہ بندہ گنہگار خدا کی رحمت کا امیدوار خسرو کہ بندگان حلقہ بگوشان حضرت سلطان المشائخ رہے سے ہے خدمت فیض موہبت میں پہنچا اور یاوری بخت سے دولت قدمبوسی حاصل کی۔ عزیزان اہل صفا حاضر خدمت سراپا برکت تھے کہ بندہ دست بستہ عرض کرنیکے لیئے کھڑا ہو گیا۔ حضور نے مجھے کھڑا دیکھکر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اور جو کچھ کہنا ہو کہو۔ پھر مینے دوبارہ قدمبوسی کی آپنے پھر از راہ نوازش و کرمت مجھے اُٹھایا اور فرمایا کہ تمہیں اجازت ہے جو چاہو عرض کرو۔ مینے عرض کیا کہ اس عاجز نے اس سے پہلے جسقدر انفاس نفیسہ زبان فیض ترجمان سے سُنے تھے وہ تو مینے سب قلمبند کر لیئے جو کتاب کی صورت میں مرتب ہو گئے کہ جس کا نام افضل الفوائد رکھا گیا ہے اور وہ شرف ملاحظہ عالی سے مشرف بھی ہو چکی ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ترغیب زبان فیض ترجمان سے سُنوں اُسے بھی قلمبند کروں مگر خواہش و التماس احقر یہ ہے کہ حضور آیندہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ارشاد فرمایا کریں تو کمال بندہ نوازی و بندہ پروری ہے۔ یہ سُنکر حضور مسکرائے اور ارشاد فرمایا کہ اچھا ہمنے تو تمہارے آنے سے پہلے ہی یہ حکایت شروع کی ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اے عزیز جب حق تعالیٰ نے بلا کے خزانے کو پیدا کیا تو فرشتے اُس خزانے کو دیکھکر کانپ اُٹھے اور سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا یہ خزانہ کن لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہوا کہ اے فرشتو تم اس نعمت سے بالکل فارغ ہو۔ یہ نعمت ہمنے اپنے خلیفہ کے لیئے بنائی ہے اور اُسکے لیئے نصیب کی ہے جسے ہم زمین پر پیدا کرینگے۔ یہ خزینہ بلا اُسکے اور

اُسکی اولاد کے لیئے ہے۔ اپنے دوستوں اور محبوں پر یہ بلا نازل کرونگا اور اس سے انکا امتحان لونگا اور جو میری محبت کا مدعی ہوگا اُسپر بالخصوص بلائیں نازل کرونگا اور وہ میری محبت میں ہزار خواہش و آنند اُسکے طالب ہونگے اور ان بلاؤں اور مصیبتوں کو جھیلیں گے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ یہ درویشوں کا گروہ جو دوست کے عشق میں ڈوبا ہوا ہے رات دن بلا کی خواہش میں گذارتا ہے کیونکہ جو دوست کی طرف سے بلا یا بدبختی ہے وہ بلا نہیں بلکہ ایک نعمت ہے جو یار کیطرف سے ہدیۃً پہونچتی ہے ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک عاشق صادق ہر روز صبح اُٹھکر یہ دعا مانگا کرتا کہ الٰہی میرا رزق سوائے بلا کے دوسری شئے سے نکر کہ سب سے زیادہ خوشگوار میرے لیئے تیری بلا ہے کسی نے اُس سے سبب پوچھا۔ کہا میرا ایمان یہ بہت ٹھیک ہے کیونکہ دوست کا امتحان بلا ہی میں ہوا کرتا ہے۔ اگر میں اسکی خواہش نکروں تو یقینی راہ سلوک میں ثابت قدم نہ ٹھہرونگا حضرت خواجہ یہ بیان فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ رباعی ارشاد فرمائی ۔ رباعی

ہرجا کہ بلائے تست بر جانم باد	چون درد رضائے تست بر جانم باد
گر بر سر عاشقان بلاہا باشد	زانجملہ بلائے تست بر جانم باد

پھر ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اُنکے قالب میں روح ڈالی گئی تو آپنے معاً اُٹھنا چاہا تو اُسیوقت آپ کو ایک چھینک آئی تو آپنے کہا الحمد للہ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام وہاں موجود تھے اُنہوں نے جواب میں کہا یرحمک اللہ۔ اُسیوقت فرشتوں سے خطاب کیا گیا کہ اے فرشتو تم تو کہتے تھے کہ یہ خونریزیاں کریگا۔ اب تمنے دیکھا کہ ہمارا بندہ ابھی پورا اُٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ میری حمد و ثنا کرنے لگا۔ چنانچہ اس قصہ کا ذکر حق تعالے قرآن مجید میں بھی فرماتا ہے۔ وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ اُسیوقت فرشتے سجدے میں گر پڑے اور عرض کیا قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ اُسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب آپکے جسم میں روح ڈالی گئی تو حضرت جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرافیل علیہم السلام کو حکم ہوا کہ بہشت سے حلۂ بہشتی لاؤ اور آدم کو پہناؤ۔ تو حضرت جبرئیل بہشتی حلہ لائے حضرت میکائیل براق لائے۔ حضرت اسرافیل تاج لیکر آئے اور سبنے بفرمان باری تعالے آدم کو پہنایا اور بہشت میں لیجا کر تخت پر بٹھایا اور سب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کریں جیسا کہ

حق تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى
وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ پس سب فرشتوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نکیا۔ سو وہی
رانده درگاہ ہوا۔ اور سب فرشتوں نے پکار کر اسپر لعنت کی۔ یہ فرماکر حضرت خواجہ ادام اللہ تقواہ آنکہوں
مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ ابلیس تو ایک ہی لعنت سے مردود ہو گیا۔ اور اس زمانہ مین اکثر ایسے مسلمان
ہین جن پر انکے بُرے فعلونکے سبب دن مین ہزارون مرتبہ خدا کی لعنت و پھٹکار برستی ہے۔ اور
انہین مطلق خبر نہین ہوتی۔ اسکے بعد پھر آپنے یہ فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنۃ الماوے
مین رہنے لگے۔ اور زمین و آسمان کے کل فرشتے آپکا یہ اعزاز و احترام دیکھنے لگے تو سب کے سب آپکی
طرف رجوع ہوئے۔ اِدہر جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم آدم سے سبق لیا کرو۔ کیونکہ تمکو اُن کی
برابر علم نہین ہے۔ اس کرامت و بزرگی کے بعد حضرت آدم کو رب العالمین کیطرف سے ارشاد دیا
گیا بہشت کی نعمتین آپ پر سب حلال ہین جو جی چاہے سو کہائیے مگر گیہون کا دانہ نہ کہانا۔ جیسا کہ
حق تعالےٰ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے۔ يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ
حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ فَوَسْوَسَ لَهُمَا
الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا
عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا
لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا
يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ط (اور ہمنے آدم سے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی
بہشت مین رہو اور جہان سے چاہو کہاؤ پیو مگر اس گیہون کے درخت کے پاس نہ جانا اگر تم ایسا
کروگے تو تم اپنا نقصان آپ کرلوگے۔ پھر شیطان نے دونون میان بی بی کو بہکایا تا اُنکے پردہ
کرنے کی چیزین جو اُنکی نظر سے مخفی تہین (یعنے آگا پیچا) اُنہین کہول دکہاے۔ اور اُن دونون
سے لگا کہنے کہ تمہارے پروردگار نے جو اس درخت کے پہل کہانے کی تمکو منا ہی کردی ہے تو بیشک
اسکا سبب یہی ہے کہ کہین ایسا نہو کہ تم دونون فرشتے بن جاؤ۔ یا دونون ہمیشہ ہمیشہ کو جیتے ہو
اور اُن سے قسمین کہا کہا کر بیان کیا کہ بلاشبہ مین تمہارا خیر خواہ ہون۔ غرض دہوکے سے درخت
ممنوع کے کہانے کیطرف مائل کرلیا تو جون ہی اُنہون نے درخت کے پہل کو چکہا تو دونو نکے

پردہ کی چیزیں ان کو دکھائی دینے لگیں اور لگے بہشت کے پتوں کو اپنے اوپر چپکانے) چونکہ مرضی الٰہی یہی تھی کہ آپ کو دنیا میں بھیجا جائے۔ گیہوں کی خواہش کا ایسا عشق ہوا اور ایسا ولولہ اٹھا کہ آپ نے بحکم قضا۔ ایک گیہوں کا دانہ کھا ہی لیا۔ گیہوں کا دانہ کھانا تھا کہ کرامت کا تاج سر سے اتر گیا اور بہشتی حلہ بدن سے گر پڑا اور آپ بالکل جب ننگے ہو گئے۔ آواز آئی کقولہ تعالیٰ۔ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (اور انکے پروردگار نے انہیں ڈانٹا کہ کیا ہمنے تمکو اس درخت کے کھانے کی منادی نہیں کی تھی اور کیا تم سے نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے) قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ (دونوں لگے کہنے کہ اے ہمارے پروردگار ہمنے اپنے نیئں آپ تباہ کیا اور تو ہمکو معاف نہیں فرمائیگا اور ہمپر رحم نہیں کریگا تو ہم بالکل برباد ہو جاوینگے۔ اسپر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میاں بی بی اور شیطان تینوں بہشت سے نیچے اتر جاؤ تم میں ایک کا دشمن ایک اور تم (بنی آدم) ایک وقت خاص یعنے مرتے دم تک زمین پر رہنا ہوگا اور تمہارا سامان زیست بھی وہیں مہیا ہے) حضرت آدم جس درخت کے پاس جاتے اور ستر ڈھانکنے کے لیئے پتے مانگتے وہ صاف انکار کر دیتا اور کہہ دیتا کہ تم لوگ عاصی و گنہگار ہو۔ میں عاصی کا معین و مددگار نہیں بنتا۔ چنانچہ جب آپ انجیر کے درخت کے پاس پہونچے اور اس سے بھی یہی سوال کیا تو اس نے آپ کی ستر پوشی کے لیئے کچھ پتے دیئے خطاب باری ہوا کہ اے انجیر تو نے یہ پتے کیوں دیئے۔ انجیر نے عرض کیا کہ خداوندا چونکہ میں اسکی ابتدائی عزت و تکریم دیکھ چکا تھا اور دوسرے مجھے بھروسا تھا کہ آخر تو اسکی خطا معاف ہی فرمائیگا اور پھر ویسی ہی عزت بخشیگا۔ اس لیئے ہمنے اپنے پتے دیدیئے اور دریغ نہ کیا۔ فرمان الٰہی ہوا کہ اے انجیر ہمنے تجھے خلق میں عزیز کیا۔

تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے تو کوہ سراندیپ کی سرزمین میں اترے جسے لنکا یا جزیرہ سیلون کہتے ہیں۔ تین سو برس تک وہاں رہے اور اسی زلت یعنی لغزش کی وجہ سے رات دن روتے رہے اور اتنا روئے کہ منہ کا سارا گوشت پوست آنسوؤں کی راہ بہ گیا اور ایسا غار ہو گیا کہ چڑیوں نے انکے رخساروں میں گھونسلے بنا لیئے

نہیں خبر نہیں کہ اتنے آنسو بہے کہ انکی تری سے اتنی گھانس ہی کہ آپکے قد سے بھی اونچی ہوگئی۔ اور آپ کا جسم مبارک اس مین چھپ گیا۔ حضرت خواجہ ادام اللہ برکاتہ یہ فرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے ہان آغاز صبح اربعین صباحا اسی مقام سے ہے جب آنکھ کھلی تو جمال عشق ہی پر نظر پڑی اور اسی شعلہ نے ایسا اثر کیا کہ بہشت سے پاؤن اٹھاکر اس خرابہ دنیا مین گئے کیونکہ عشق کے سبق کی تکرار بہشت مین ہو ہی نہین سکتی اسکے لئے تو یہی خرابہ دنیا ہے تاکہ قول اِنَّ اَشَدَّ البَلَاءِ فِی الاَولِیَاءِ وَاَشَدَّ مِنھَا فِی الاَنبِیَاءِ درست ہو۔ اسکے بعد حضرت خواجہ پھر چشم پرآب ہوئے اور فرمایا کہ ہان ہان عاشقون نے بلا کو بڑی زاری اور خواہش و آرزو ہی سے لیا ہے جب وہ وصال حق ہوتے ہین المحبۃ فی المحبین سچ ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ اول جسنے دنیا مین سب سے پہلے عشق کی بلا قبول کی وہ حضرت آدم صفی اللہ ہین کہ جنکا خمیر بہشت کی خاک سے تھا۔ اگر حضرت آدم کی سرشت بہشتی خاک سے نہوتی تو انکی اولاد کو کبھی عشق نہوتا اول انہین عشق ہوا پھر وہ اثر انکی اولاد مین آیا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جو عشق الٰہی کا ولولہ اولیا مین ہے وہ سب حضرت کے طفیل سے ہے۔ یہ فرماکر آپ چشم پرنم ہوئے اور یہ رباعی ارشاد فرمائی۔ رباعی

از ہجر رخ تو مبتلا مے باشم	واندر غم عشق تو بلا مے باشم
در یاد جمال تو چنان مشغولم	کز خود خبرے نیست کجا مے باشم

اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مدت تک گریہ وزاری کرتے گزر گئی تو فرمان الٰہی ہوا کہ ایام بیض کے روزے رکھو کہ تمہاری توبہ قبول ہو چنانچہ آپنے بموجب ارشاد کے ہی روزے رکھنے شروع کیے تو آپ کی توبہ تین سو برس کے بعد قبولیت کے درجہ کو پہونچی۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ اے درویش ایک مدت کے بعد حضرت آدم سے سوال کیا گیا کہ آپکو بہشت سے آئے ہوئے دنیا مین ایک زمانہ گذر گیا۔ یہ کہو اس مدت مین کبھی تمہاری مراد بھی پوری ہوئی تو آپنے کہا ہان جب مین تین سو برس بلا مین مبتلا رہا مجھے میری مراد اسوقت حاصل تھی کہ جو رنج والم صدمہ جی پر گذرتا تھا ہر ایک کی عوض ایک ایک راز سربستہ کی کشایش ہوتی تھی۔ حضرت خواجہ قدس سرہ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ چند درویش خانقاہ مین آئے۔ نہ انہون نے سلام مسنون ہی کیا اور نہ کوئی مراتب تعظیم ہی ادا کیا آتے ہی جماعت خانہ کے صحن مین رقص کرنے لگے۔ پھر

تھوڑی دیر کے بعد بیٹھ گئے۔ مگر وہ درویش ایسے بدلگام تھے کہ جو منہ میں آتا تھا بکتے تھے مگر حضرت خواجہ خلق محمدی سے بیٹھے سنتے گئے اور اُنکے بکنے کی کچھ پروا نہ کی بلکہ آپنے مولانا فخرالدین زرادی اور میرے لڑکوں سے کہا کہ طعام ما حضر ان درویشوں کے آگے لاکر رکھو کھانے کے بعد جو انکا مطلب ہوگا وہ بھی عطا ہوگا۔ غرضکہ ہم لوگ حسب فرمان خواجہ کھانا اُنکے روبرو لے گئے اُنہوں نے کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور برا بھلا کہنا شروع کیا۔ ہم لوگ سخت حیران ہوئے کہ حضرت خواجہ پوچھیں گے تو ہم کیا کہیں گے مگر حضرت خواجہ کو ہمارے عرض سے پہلے ہی معلوم ہوگیا اور خود مع چند خادم کھانا لیکر اُنکے پاس آئے اور اُنہیں سلام کیا مگر نہ اُنہوں نے جواب دیا اور نہ کچھ التفات کیا۔ حضرت خواجہ کھانا لئے ہوئے معذرت میں مشغول اور وہ بیہودہ سرائی میں جب آخر بہت دیر گذر گئی تو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نہ کھانیکا کچھ سبب تو بتاؤ کہ کیوں نہیں کھاتے۔ کیا یہ کھانا تو اُس سے بھی بدتر اور گیا گذرا ہے کہ جو ہمنے قرن میں کھایا تھا آپنے فرمایا نہیں یہ کھانا تو اُس سے سو ہزار درجے بہتر ہے۔ وہ درویش یہ بات سنتے ہی حضرت خواجہ کے قدموں پر گر پڑے۔ اور عرض کرنے لگے کہ آپ تکلیف نفرمائیں ہم کھانا کھا لیتے ہیں۔ ہمنے تو مرد آپ ہی کو پایا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ادام اللہ بقائہ تو تشریف لے گئے اور ہم لوگ اُنہیں کھانا کھلانے لگے جب وہ فارغ ہوئے تو ہمنے اُنسے پوچھا کہ آپ لوگ وہ ماجرا تو بتائیں کہ جس سے آپ یکایک منفعل ہوگئے۔ اُنہوں نے کہا صاحبو وہ ماجرا اس طور پر ہے کہ ہم لوگ جانب قرن مسافر تھے چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ جہاں جنگل ویرانہ کے سوا آبادی کا کہیں نام ونشان نتھا۔ بھوک پیاس کے سبب بہت حیران ہوگئے۔ تین روز تک نہ پانی ملا نہ دانا۔ جب جان سے بالکل ہی تنگ آگئے۔ اور اُس جگہ پہونچے کہ جہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے متبعیشن دانت توڑ کر زمین میں دفن کیئے تھے تو جب وہاں سے گذر کر آگے بڑھے تو رستہ میں ایک اونٹ مرا ہوا پایا کہ گوشت اُسکا سڑ گیا تھا اور چمڑا الگ ہوگیا تھا۔ صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں دکھائی دیتی تھیں۔ چونکہ ہم لوگ بھوک کے مارے نہایت ہی مضطرب تھے کہ کئی دن بے آب ودانہ گذر گئے تھے تو ہمنے آپس میں صلاح کی۔ بعد مشورہ کسیقدر گوشت اس اونٹ سے کاٹ کر چقماق سے آگ سُلگا کر بھون بھلس کر نگلا۔ سو وہ یہ راز تھا کہ ہمارے سوا کسیکو اس حال سے آگہی نہ تھی۔ آج حضرت خواجہ نے اس راز سربستہ کا عقدہ کھول دیا۔ حضرت کا یہ مکاشفہ دیکھکر

تین قرار ہوا کہ فی الواقع وہ روشنی ہی تو ہے جو ان کو حاصل ہے۔ خیر جب ہم خواجہ صاحب کی خدمت
میں گئے تو حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ مینے زبانی شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکر رح
سنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ مین ایکمرتبہ بغداد جارہا تھا کہ مسجد کہف مین شیخ اوحدالدین کرمانی رح
جو کہ اصفیاء زمانہ سے ملاقات ہوئی۔ اُن کی مجلس مین یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ اسکی وجہ کیا ہے کہ بنی آدم
کی صورتین شکلین۔ اور اُنکے اوضاع و اطوار ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہین اور ایک سے
ایک کی صورت نہین ملتی۔ تو حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی رح نے ارشاد فرمایا کہ مینے کتاب آثار انبیاء
مین لکھا دیکھا ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ تو فرمایئے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت آدم صفی اللہ کو کون سے عناصر سے پیدا
کیا ہے کہ جس کے سبب اُنکے فرزندونکی صورتین اور طبیعتین مختلف ہوا کرتی ہین۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس حق سبحانہ تعالٰے نے آدم علیہ السلام کے منہ کو تو کعبہ کی زمین سے
اور سر کو بیت المقدس کی خاک سے اور پشت کو جنت کی خاک سے۔ اور ٹھوڑی کو کوثر کی خاک سے۔ اور
ہاتھون اور آنکھ کو دنیا کی خاک سے۔ اور دونون پاؤن کو زمین ہند کی خاک سے۔ اور اعصاب کو
مجمع الجزائر کی خاک سے پیدا کیا ہے۔ اے عباس اگر آدم کو اللہ تعالٰے ایک ہی جگہ کی مٹی سے بناتا تو ان
کی اولاد ایک ہی صورت و شکل کی ہوتی۔ اور ایک دوسرا پہچانا نہ پڑتا۔

اسکے بعد حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو سراندیپ پر اُتارے گئے تو آپ وہان
بیٹھکر بہشت کے غم مین رونے لگے۔ اور اتنا روئے کہ اسکا اثر پہاڑ کے پتھرون پر بھی ایسا ہوا کہ وہ بھی
یکبارگی رونا دیکھکر رونے لگے۔ اللہ تعالٰے نے حضرت آدم کی تسکین کے لیئے سرخ یاقوت کا ایک
مکان بہشت سے دنیا کے پردے پر اُتارا اور اُسے وہان نصب کیا کہ جہان آج خانۂ کعبہ ہی
جب وہ نصب ہوچکا تو اللہ تعالٰے نے حضرت آدم کو اُسکی زیارت کا حکم دیا کہ جب وہ اسکی زیارت
کو آئین تو اُنہین حج کے مناسک کی تعلیم دین چنانچہ حضرت آدم گئے اور حج کیا پھر ہر سال ایکمرتبہ
حج کو جانے لگے۔ اب وہ مکان چوتھے آسمان پر خانۂ کعبہ کے مقابل رکھا گیا ہے اور ستر ہزار فرشتے
ہر روز اُسکا طواف کرتے ہین اور قیامت تک اسیطرح کرتے رہین گے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد
فرمایا کہ جب کسی کا کام کمالیت کو پہونچتا ہے تو اُسکی نسبت فقر کے لیئے بلا کا خزانہ اُسکے نامزد کیاجاتا ہی

کہ آیا دیکھیں یہ ہماری بلاؤں کے اوٹھانے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ صاحب کمال ہے تو
وہ اُن سب بلاؤں کو چٹ کر جاتا ہے اور فریاد ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کرتا ہے۔

اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ فریدالدین گنجشکر رح کی زبانی سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں ایکمرتبہ بخارا کے سفر میں ایک بزرگ سے ملا کہ وہ ایک غار میں بیٹھے ہوئے عبادت الٰہی میں مصروف تھے۔ وہ بزرگ بڑے باہیبت وعظمت اور آزمودہ بزرگ اور صاحب دل اور صاحب نعمت اور صاحب نفس تھے جب میں اُنکی قدمبوسی کو حاضر ہوا مجھے بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا چنانچہ میں حسب ارشاد بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ ایک نور اُنکے چہرہ سے چمک رہا ہے وہ بزرگ مجھ سے مخاطب ہوئے اور اثنائے کلام میں فرمانے لگے کہ اے فرید میں ساٹھ برس سے اس غار میں ہوں ہر وقت نئی بلائیں مجھ پر نازل ہوتی ہیں اور میں اُن سبکو چٹ کر جاتا ہوں اب میں ایسا عادی ہو گیا ہوں کہ جس روز کوئی بلا نازل نہیں ہوتی تو ہزار خواہش وآرزو اُسکی طلب کرتا ہوں کیونکہ بلا محبت کی کسوٹی ہے۔ اور محب جبھی سچا جانا جاتا ہے کہ جب بلاؤں پر صبر کرے اس لئے وہ اُسکی خواہش وآرزو کیا کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ اے فرید یہ راہ سچوں کی راہ ہے جسنے اس راہ میں سچائی سے قدم رکھا اور محبت کا دعویٰ کیا تو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اُس پر بلائیں اُتاری جاتی ہیں۔ طالب صادق کو چاہیئے کہ اُن پر صبر کرے۔ جب حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ حکایت فرما چکے تو آپ ہائے کے نعرے مارنے لگے۔ اور یہ رباعی زبان مبارک پر لائے۔ رباعی

در عشق ہمہ جفا ہا باشد — داند رہ عشق تو بلاہا باشد
پس مرد ہمہ اوست در رہ عشق کہ او — پیوستہ بعشق در جفاہا باشد

اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رح سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالے اپنے اولیاء کے ساتھ دنیا میں کیا معاملہ کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِاَوْلِیَآئِہٖ فِیْ دَارِالدُّنْیَا مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِاَعْدَائِہٖ فِیْ دَارِالْعُقْبٰی۔ (یعنے اللہ تعالے اپنے دوستوں سے دنیا میں وہ معاملہ کرتا ہے جو اپنے دشمنوں سے آخرت میں کریگا) اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شبلی رح کی یہ آرزو تھی کہ کسطرح شیطان کو دیکھیں۔ ایک شب شیطان خواب میں دکھائی دیا تو آپ اُس سے ہراساں ہوئے۔ اسنے کہا مجھ سے کیوں ڈرتے ہو میں تو شیطان ہوں پھر آپ نے اُس سے کئی سوال کیے منجملہ اُنکے ایک تھا کہ اولیاء خدا پر تجھے کب قابو ملتا ہے اسنے کہا سماع کے وقت

جبکہ وہ غیر حق کیلئے سماع سنتے ہین اور آنکے دل یاد آلہی سے غافل اور بیہوش ہو جاتے ہین تو اُسوقت مجھے خوب موقع ملتا ہے۔ آسکے بعد ہمارے خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا دل آزردہ کرنا خدا کا آزردہ کرنا ہے۔ اے درویش مومن وہ ہے کہ اگر مومن بھائی مشرق مین ہو اور دوسرا مغرب مین تو اُسے اُسکی تکلیف کا خیال ہو۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ مسلمان کا رنجیدہ کرنا کیسا۔ اُنہون نے فرمایا کہ اُسکا رنجیدہ کرنا اللہ تعالےٰ کا رنجیدہ کرنا ہے۔ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی سُنا ہے کہ جس نے مومن کو ستایا گویا اُس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اللہ تعالےٰ کو ستایا۔ اور دوسرا حکم یہ ہے کہ مومن کا ستانیوالا ایسا ہے کہ جس نے خانۂ کعبہ کے گرانے مین مدد کی۔ آسکے بعد غمازی کا ذکر چھڑ گیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بُرا کام غمازی کرنا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس روز حضرت یوسف علیہ السلام کو آنکے بھائیون نے کنوئے مین ڈالا اور وہ ایک بھیڑیے کو پکڑ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لیگئے کہ حضرت اس بھیڑیے نے ہمارے یوسف کو ہلاک کیا ہے تو اُسنے بحکم آلہی عرض کیا کہ حضور مینے ہلاک نہین کیا۔ حضرت یعقوب نے پھر پوچھا۔ اچھا تجھے معلوم ہے کہ یوسف کہان ہے اُسنے کہا مجھے معلوم نہین۔ پھر آپنے اپنے بیٹون کی نسبت پوچھا کہ اُنہون نے یہ کیا جعل بنایا ہے کہا اگرچہ مین جانور ہون مگر مین عیب جوئی و عیب گوئی نہین پسند کرتا۔ اس بارہ مین آپ مجھے معاف فرمایئے۔ آسکے بعد حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی شب کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گنہگارون کا فرقہ دیکھا کہ اُنکی زبانون مین چھید کیئے گئے ہین۔ اور رگین اُنکی بڑی لٹک رہی ہین۔ آپنے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اور کس لئے اُنہین یہ سزا دیگئی ہے اُنہون نے کہا کہ یارسول اللہ یہ لوگ غماز تھے کہ دنیا مین یہ لوگ چغلخوری اور عیب جوئی بہت کیا کرتے تھے اسلیئے ان کو یہ سزا دیگئی ہے۔ آسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ کعبہ مین ایک پتھر ہے کہ جسے حجر اسود کہتے ہین منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آسے بوسہ دیا ہے اور لب مبارک آپکے اُس پتھر سے لگے ہین۔ آسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جسنے اسلام کی حالت مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک دیکھا ہوگا اُسکے ستر برس کے گناہ معاف کیئے جاوینگے اور بعد آنحضرت کے حجر اسود کی زیارت کا بھی یہی ثواب ہے کیونکہ آپنے اُسے مس کیا ہے اور بوسہ دیا ہے

اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ کسی نے ابلیس سے پوچھا کہ تیرے پھٹکارے جانے کا سبب کیا ہے۔ اُسنے کہا جب اللہ تعالےٰ نے دوزخ بنایا تو ستر ہزار فرشتے اُسے دیکھنے گئے چنانچہ مین بھی اُنکے ساتھ تھا جب وہان پہونچے تو کئی ممبر وہان دیکھنے مین آئے ایک ممبر جو اُن سب مین اونچا تھا اسکی نسبت ہم نے دوزخ کے داروغہ سے پوچھا تو اُسنے کہا مجھے معلوم نہین مگر ہان اتنا معلوم ہے کہ یہ ایک فرشتہ کا ممبر ہے کہ جو درگاہ الٰہی سے پھٹکارا ہوا ہوگا۔ مین یہ سنتے ہی اُس ممبر پر چڑھ بیٹھا اور خیال کیا کہ شاید یہ ممبر میرے ہی لئے ہے پس یہی سبب میرے پھٹکارے جانے کا ہوگیا کہ رحمت الٰہی سے ناامید ہوگیا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت ایوب ؑ نے یہ دعا مانگی تھی کہ خداوندا مجھے ۱۲ ہزار زبانین عطا فرما کہ ہر زبان سے تیرا ذکر کرون۔ حق تعالےٰ نے اُنکی دعا قبول فرمائی اور کیڑونکی بلا مین مبتلا کیا اور بارہ ہزار کیڑے اُنکے جسم مین ڈالے کہ جو سب کے سب خدا تعالیٰ کی تسبیح مین مشغول ہوئے یہ فرما کر حضرت خواجہ انکھونمین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ انبیاء اور اولیاء نے بڑی چاہت سے بلائین مانگی ہین جب کہین اُنہین باری تعالیٰ کا قرب نصیب ہوا ہے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت زکریا نے مناجات کی کہ خداوندا کبھی کوئی بندہ تیری عبادت کے ذریعہ سے تیری بارگاہ مین نہین پہونچ سکتا جب تک تو بلائین اسپر نہ اتارے۔ پس حضرت زکریا پر بلا نازل ہوئی۔ کہ ہزار دانتونکے آرے سے انکا جسم چیرا گیا۔ اور اُنہون نے دم نہ مارا جب بارگاہ الٰہی تک پہونچے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ خداوندا مہمان طعام تو بہت ہین مگر کوئی مہمان طالب جان نہین۔ فرمان الٰہی ہوا کہ اے ابراہیم جب تک ہم تجھے بلا کی کسوٹی پر نہ کس لینگے اُسوقت تک تجھے اپنا دوست نہ جانین گے۔ اے درویش اس راہ مین جہاد بلا ہی ہے۔ اسلئے مردان خدا کو چاہئے کہ دوست کی جہاد بلا مین ثابت قدم رہین۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ ایک عارف نے بلاؤن کی سختیون سے گھبرا کر جناب باری مین عرض کی کہ خداوندا مجھ مین اتنی طاقت کہان ہے کہ جو مین ان سختیونکو جھیلون۔ فرمان الٰہی ہوا کہ اچھا اگر تجھے اتنا تحمل نہین تو اس طریقے سے دست بردار ہو۔ ہم یہ بلائین کسی اور کو دینگے۔ حضرت خواجہ اللہ اُنکے ذکر کو خیر کے ساتھ جاری رکھے یہ فرما کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ کیا اچھا یہ شعر ہے جو مین نے ایک درویش کی زبانی سُنا ہے ؎

داری سر ما وگرنہ دور از بر ما	ما دوست کشیم تو نداری سر ما

اسکے بعد آپنے یہ ذکر فرمایا کہ زمانہ سابق مین ایک اعرابی مع اپنے تین چار بچون کے پتھرون سے
جھولی بھرے ہوئے خانۂ کعبہ مین آیا وہ بچے ننگے بدن بھوک کے مارے پریشان ہین پیٹ انکا پیٹھ سے
لگا ہوا۔ آتے ہی اُس اعرابی نے خانۂ کعبہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے اور میرے بچون کو یا تو کھانا ملے
ورنہ پتھراؤ کرتا ہون وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ خانۂ کعبہ کی چھت سے ایکہزار اشرفیونکا توڑا اُسکے آگے آپڑا
اور آواز آئی کہ لے اُسنے کہا اسے مین کیا کرون مجھے تو دو روٹیان چاہئین کہ جس سے پیٹ بھرے
پھر اُسیوقت دو روٹیان آئین اُسنے بخوشی تمام لےلین اور مزے سے بیٹھکر آپ بھی کھائین اور بچونکو
بھی کھلائین۔ لوگون نے اُس سے پوچھا کہ اے بیوقوف اشرفیونکا توڑا تو نہ لیا دو روٹیان لیکر
چُپ ہوگیا اُسنے کہا میرا مقصود صرف نمک خواری ہے کہ دو روٹیان کھاکر حق نمک ادا کرون حضرت
خواجہ یہ ذکر کرکے رونے لگے اور فرمایا کہ نمک کا حق بہت بڑا ہے آدمی کو چاہئیے کہ حق نمک کا لحاظ
رکھے اور اُسے نہ بھولے۔ اسکے بعد پردہ پوشی کا ذکر ہونے لگا آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیث پیغمبر؏
کے زمانہ مین ایک شخص کا گدھا کھویا گیا تھا۔ اُسنے بہت ڈھونڈھا جب کہین اسکا پتہ نہ لگا تو پھر
حضرت شیث ؑ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ حضرت للہ دعا کیجئے کہ میرا گدھا گم ہوا مجھے ملجائے
آپنے اُسکے حال پر سات رات دن تک دعائین کین مگر اُسکے گدھے کا کہین پتا نہ چلا۔ ساتوین روز
جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین پردہ پوش ہون۔
جسکے پاس اسکا گدھا ہے مین اُسکا پردہ فاش نہین کرتا تم دعا نہ مانگو یہ دعا قبول نہوگی۔ اُسوقت حضرت
خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ درویش کو پردہ پوشی کرنی چاہئیے کہ راہ سلوک مین پردہ
پوشی ساری عبادتون سے بڑھکر ہے۔ اور اسکے یہ معنی ہین کہ کسیکا عیب دیکھے اور چھپالے
کسی سے اُسکا ذرا تک بھی ذکر نہ کرے چونکہ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسلئے درویش کو بھی اللہ ہی
کی صفت سے موصوف ہونا چاہئیے۔ پھر چند مذکر ہین اور صورت مؤنث ہین کا ذکر ہونے لگا کہ اسکا
سبب کیا ہے۔ اسکے جواب مین آپنے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات دیکھا کہ دو آدمی زیر فلک یہ کہتے ہین
کہ خداوندا ہم لوگونکے گناہون سے عاجز آگئے ہین تیرے حکم کے منتظر ہین اگر تیرا حکم ہو تو

ہم انہیں ہلاک کر دیں۔ اُسوقت فرمان الٰہی ہوا کہ تم دونوں سے ہم زیادہ دیکھنے اور جاننے والے ہیں انکا ایک ذرہ برابر بھی کوئی گناہ ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے تمہیں اس بات سے تعلق کیا وہ میرے بندے ہیں میں انکا آمرزگار ہوں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت وہیں موجود تھے جبکہ آپنے یہ فرمان سُنا اور دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب کیطرف عتاب کی نظر سے دیکھا گیا (کیونکہ بصورت انسان اُسوقت بھی دونوں شاکی تھے) تو فوراً انکا منہ سیاہ پڑگیا اور وہ نور جو اُنکو دیا گیا تھا چھن گیا اور مالک دارو غہ دوزخ کے حوالے کیئے گئے کہ اُنکو آسمان کے گرد پھراؤ۔ کہ دنیا میں بھی یہی رسم ہے کہ جو عیب جوئی اور چغلخوری کیا کرتا ہے اسکا منہ سیاہ کیا جاتا ہے اور کوچہ و بازار میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ غرضکہ جب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات معراج سے تشریف لیجانے لگے تو آفتاب و ماہتاب دونوں آپکے قدموں پر آگرے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے خلق عظیم عطا فرمایا ہے آپ ہمارے حق میں جناب باری سے سفارش کریں اور دعا کریں کہ ہمارا وہ نور چھنا ہوا پھر ملجائے اور ہماری خطا معاف ہو کہ ہم اپنے خطا پر مستغفر ہیں آئندہ کبھی ایسی خطا نہوگی۔ آپنے ازروے ترحم اُنکے لیئے دعا کی حق تعالےٰ نے قبول فرمائی اور اُنکو وہ نور مثل سابق پھر دیا گیا مگر آپنے یہ فرمادیا کہ میری وفات کے بعد ہر سال اسی طرح ایک یا دو مرتبہ تمہارا نور لیلیجایا کریگا اور چہرہ تمہارا سیاہ ہوا کریگا۔ اُنہوں نے نہایت عجز و زاری کے ساتھ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی وفات کے بعد ہر سال ہمارے حق میں کون دعا کریگا کہ جس سے ہمارا قصور معاف ہوا کریگا آپنے ارشاد فرمایا کہ میری امت تمہارے حق میں دعا کیا کریگی یعنی اُنکے بالاخانے ہونگے وہ کسوف و خسوف کے وقت اوپر چڑھینگے مجھپر درود بھیجینگے اور استغفار پڑھینگے تمہیں تمہارا نور واپس ملجایا کریگا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ مینے ایک حدیث ایسی بھی دیکھی کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی مجھپر ایکدفعہ درود بھیجے گا ساری عمر کے گناہ اُسکے معاف کیئے جاوینگے اور حشر کے دن پلصراط سے گذرنے کے لیئے ایک نور عطا ہوگا۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ جبکہ حضرت آدم ؑ کو پیدا کیا تو آنحضرت کا نور مبارک آپکی پشت میں رکھا گیا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ نماز میں حضرت آدم صفی اللہ کی اقتدا کرو اور اُنہیں امام بناؤ۔ بعض مفسرین یہیں سے دلیل لاتے ہیں کہ وہ سجدہ جو حضرت آدم ؑ کو کیا گیا دراصل نور محمدی کو تھا۔ جبکہ حضرت آدم ؑ نے جناب

بڑی مناجات کی کہ خداوندا مجھے وہ نور دکھلا دے تو وہ نور آپ کی پشت مبارک سے آپ کی پیشانی پر منتقل کیا گیا۔ بہشت کی حورین اُس نور کو دیکھکر فریفتہ ہوگئین اور رات دن آپ کی خدمت مین دست بستہ حاضر رہنے لگین۔ پھر حضرت آدم نے مناجات کی کہ خداوندا یہ نور ایسی جگہ منتقل فرما دے کہ مین جسکی آنکھون پھر زیارت کرتا رہون تو وہ نور بحکم الٰہی پیشانی سے شہادت کی انگلی مین آگیا اور ایک مدت تک رہا پھر ایک دن وہ نور آپکے سوتے مین غائب ہوگیا جب آپ اُٹھے تو بڑے گھبرائے اور بہشت مین جابجا ڈھونڈھتے پھرے جب گیہون کے درخت کے پاس آئے تو اُس نور کا پرتو اُس مین دکھائی دیا آپ نے اُسے کھالیا۔ کھاتے ہوئے ندا ہوئی کہ اپنے مقصود کو پہونچے اب دنیا مین جاؤ اور اپنے مطلوب کر پاؤ کہ وہ مطلوب تمہارا دنیا مین پیدا ہوگا۔ اسلیئے حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین گئے یہ روایت بعض مفسرین نے اسطرح بیان کی ہے آگے اللہ جانے کہ اصل حقیقت سے وہی خوب واقف ہے۔ حضرت خواجہ یہ فرماکر خاموش ہو رہے۔ پھر مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد اللہ علےٰ ذالک۔

دوسری مجلس ۲۷ رجب المرجب ۶۸۹ھ روز چہارشنبہ

دولت قدمبوسی نصیب ہوئی۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر اصفیا حاضر خدمت تھے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایکہزار برس کی عمر پائی ہے اور ساڑھے نوسو برس پیغمبری کی اور خلق کی دعوت مین رہے اتنی مدت مین صرف نشر آدمی اُنکی قوم مین سے ایمان لائے۔ یہ حکایات قصص الانبیا مین ہے کہ قوم مین۔ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اثناء وعظ مین قوم نے ایسے پتھر برسانے شروع کیے کہ ساری پنڈلیاں لہولہان ہوگئین اور درد کی سختی سے آپ بیتاب ہوکر گھر آئے اور دعا کی کہ خداوندا مجھے بہت سخت تکلیف ہے۔ اُسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اللہ تعالےٰ عزاسمہ فرماتا ہے کہ مینے دنیا مین جتنی بلائین اور سختیاں پیدا کی ہین وہ سب انبیا اور اولیا کے لیے پیدا کی ہین۔ اگر تمہین صبر کی طاقت نہین ہے تو رسالت کی چادر اتار دو تاکہ ہم کسی سے دین جو ہمارے ان بدبون کا متحمل ہو۔ حضرت خواجہ صاحب یہ فرماتے ہوئے آنکھون میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ حضرت نوح علیہ السلام یہ فرمان سُنکر دم بخود ہوگئے پھر آپ پر جتنی

سختیاں ہوئیں سہکو رہا اور ساری تکلیفیں جھیلیں اور صبر کیا اور دم نہ مارا بلکہ پھر تو ایسا ہو گیا تھا
کہ نزول بلاءت بہت خوش ہوتے اور عمل میں مزید کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا
یہ معمول تھا کہ ہر رات ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھتے اور پڑھتے ہوئے سجدہ میں سر رکھکر گریہ و زاری کرتے
اور عاجزانہ لہجہ میں کہتے کہ الٰہی میں نے ایسی بندگی نہیں کی جو تیرے لائق ہو اور نہ ایسا سجدہ ہی کیا جو تیری
جناب کے لائق ہو میں نہیں جانتا کہ قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا جب آپ اس مناجات سے
فارغ ہوتے تو ذکر کرنے لگتے اور حالت ذکر میں آپکے ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگتا اور جو قطرہ زمین پر
گرتا نقش سبحان اللہ بن جاتا حضرت نوح ساری رات عبادت الٰہی میں گذارتے اور دن قوم کی
ہدایت میں بسر کرتے اسیطرح ساری عمر آپ کی تمام ہوئی اور آپ نے ہدایت قائمہ ذرا بھی فرق نہ کیا۔
اسکے بعد ایک شخص نے عرضکیا کہ حضور دریاؤں کی پیدائش کا سبب تو بیان فرمائیے کہ کیا ہے تو آپ نے
فرمایا کہ دریاؤں کی اصل پیدائش تو حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان ہے اور اسکا قصہ اسطرح ہے
کہ جب قوم نوح پر غضب الٰہی نازل ہوا تو سب کے سب ڈوب گئے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَفَتَحْنَا
أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ
(سو ہم نے کھول دئے موسلادھار پانی سے آسمان کے پٹ اور زمین کی سوتیں بہادیں تو مقرری
اندازہ پر زمین آسمان کا پانی ملکر ایک ہوگیا) پس زمین سے بھی چشمے بہے جیسا کہ مذکورہ بالا
آیۃ سے ظاہر ہے اور اسکی صورت یہ تھی کہ زمین اور پہاڑ سب کے سب پانی میں ڈوب گئے تھے
اور پانی انپر بہا دیا پھرتا تھا کہ آفات آسمانی زمین کو پھر گزند نہ پہنچائیں اور زمین سلامت رہے
لکھا ہے کہ چالیس دن لگاتار برابر موسلادھار پانی برستا رہا اگر ساری زمین پانی سے ڈھکی
ہوئی نہوتی تو زمین کے ٹکڑے اڑ جاتے اور کشتکاری کے لائق نہ رہتی۔ پانی کی طغیانی اسدرجہ
پہونچ گئی تھی کہ پانی پہاڑوں کے اوپر تک پہونچ گیا تھا زمین کا نظر آنا تو کجا بلکہ ایک روایت میں تو
یہ آیا ہے کہ پہاڑوں سے چالیس ہاتھ پانی اونچا تھا غرضکہ جب چالیس دن پورے ہو لیے طوفان
کی مدت ختم ہوئی حق سبحانہ تعالےٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ تو اپنا پانی بند کر اور زمین سے کہا کہ تو اپنا
پانی پی لے۔ کقولہ تعالیٰ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ
وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی

جذب کرلے اور اے آسمان تھم جا وہ پانی کا چڑہاؤ اُتر گیا اور قوم کا کام تمام کردیا گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جاکر ٹھہری اور چار دانگ عالم مین پکروا دیا گیا کہ ظالم لوگ خدا کے پاس سے دھتکارے گئے) سو زمین نے اپنا پانی پی لیا مگر وہ پانی جو آسمان سے اترا تھا نہ پی سکی کیونکہ وہ پانی کھاری تھا کہ جو حق تعالےٰ کے غصہ سے کھاری ہوگیا تھا۔ جہان جہان وہ پانی ٹھہرا اسکا نام سمندر ہوگیا آسکے بعد آپ نے فرمایا کہ طوفان کے آنے کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا (کہ اے میرے پروردگار ان لوگون نے میرا کہا نہ مانا اور اُن نابکار لوگون کے کہنے پر چلے جنکو اُنکے مال اور اُن کی اولاد نے فائدہ کی جگہ اُلٹا اور نقصان ہی پہونچایا۔ اور اُنہون نے میرے ساتھ بڑے بڑے فریب کئے اور ایکدوسرے کو بہکایا کہ اپنے معبودونکو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ودبُت کو چھوڑنا۔ اور نہ سواع اور نہ یغوث اور نہ یعوق اور نسر کو۔ یہ لوگ ایسی ہی باتین سمجھا سمجھا کر بہتیرونکو گمراہ کرچکے ہین اور ایسا کہ ان ظالمون کی گمراہی روز بروز بڑھتی ہی چلی جائے کہ آخرکار مستوجب عذاب ہون) آگے حق تعالےٰ فرماتا ہی مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۔ چنانچہ اپنی ہی شرارتون کی وجہ سے دوزخ مین ڈال دیئے گئے اور خدا کے سوا کوئی مددگار بھی اُن کو بہم نہ پہونچے مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا کی تھی جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۔ (اور نوحؑ نے اُنکے حق مین یہ بھی بددعا کی کہ اے میرے پروردگار ان کافرون مین سے کسی متنفس کو بھی زندہ نہ چھوڑ کہ روئے زمین پر چلتا پھرتا نظر آئے کیونکہ اگر تو انکو رہنے دیگا تو یہ بندونکو گمراہ ہی کرینگے اور ان سے جو نسل چلے گی وہ بھی بدکار اور کٹے کافر ہی ہونگے۔ اے میرے پروردگار مجکو اور میرے مان باپ کو اور جو شخص ایمان لاکر میرے گھر مین پناہ لینے آیا اور عام باایمان مردون

اور بابایان عورتو نگو بخش اور السیاکر کہ ان ظالمون کی تباہی روز بروز بڑھتی چلی جائے۔
مفسرین نے لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیجنا چاہا تو حضرت نوح پر وحی آئی کہ مین طوفان
بھیجنے والا ہون سبکو غرق کرونگا تم اپنے لئے ایک کشتی طیار کرو۔ آپنے جناب باری مین عرض کیا کہ خداوند
مجھے تو کشتی بنانی نہین آتی۔ ارشاد باری ہوا کہ جبرئیل تمہین کشتی بنانی سکھا دینگے۔ بفرمان الٰہی حضرت
جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ پہلے آپ ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے مہیا کرین اور ہر ایک تختہ پر ایک
ایک پیغمبر کا نام لکھین۔ حضرت نوح بولے کہ مجھے تو سب پیغمبرونکے نام معلوم نہین ہین تو حضرت جبرئیل
نے کہا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تختے چیرنا تمہارا کام اور اُن پر نام پیغمبر کا ثبت کرنا ہمارا کام ہے حضرت
نوح ؑ نے بموجب فرمان الٰہی تختے چیرنے شروع کیے جب سب تختے جدا ہوگئے تو پہلے تختے پر
نام مبارک حضرت آدم صفی اللہ۔ دوسرے پر شیث ؑ۔ تیسرے پر نوح ؑ چوتھے مین ادریس ؑ
غرضکہ ہر تختے پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا پایا۔ پچھلے تختہ پر اسم مبارک سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ
والتحیات محمد رسول اللہ لکھا پایا۔ جب حضرت جبرئیل نے آپ کا نام مبارک لکھا دیکھا تو حضرت نوح ؑ
سے فرمانے لگے کہ اے نوح یہ خاتم پیغمبران ہین اور چراغ جملہ انبیاء و اولیاء ہین اب تمہاری کشتی
تمام ہوگئی۔ اسکے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار کیلین آسمان سے نازل ہوئین جن پر ہر ایک پیغمبر کا
نام کندہ تھا۔ اور ایک روایت مین اسطرح آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک
کے بعد چار تختہ کورے بچ رہے اُن کو دیکھکر حضرت نوح ؑ نے جبرئیل ؑ سے کہا کہ پیغمبرونکے
نام تو سب ختم ہوگئے اب ان پر کسکا نام لکھا جائیگا انہون نے رب العالمین سے عرض کیا وہان
حکم ہوا کہ ہمارے حبیب کے جو چار یار ہین اُنکے نام لکھے بغیر یہ کشتی کامل نہوگی۔ آپنے اُنکے نام دریافت
کیئے تو آپنے ہر ایک تختہ پر ایک ایک نام یعنی ابوبکر صدیق ؓ۔ عمر فاروق ؓ۔ عثمان غنی ؓ۔ علی ؓ لکھا پایا
اور ارشاد ہوا کہ اے نوح یہ مقتدا دنیا و آخرت ہین۔ اگر انکا نام نہوگا تو تمہاری کشتی کبھی ساحل مقصود
نہ پہونچیگی۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب طوفان کا وقت قریب آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے
اور کہا کہ آپ ایک تابوت بنائین حضرت آدم علیہ السلام جو صفا مروہ کے بیچ مین دفن ہین وہ اس
تابوت مین رکھے جاوینگے۔ آپنے بموجب فرمان تیار کیا اور نعش مبارک وہان سے نکالکر اُس تابوت مین
رکھی اور وہ تابوت کشتی مین رکھا۔ غرضکہ جب آپ کی کشتی کامل ہوگئی اور تمام مخلوقات کا ایک

یک جوڑہ کشتی مین رکھا گیا تو طوفان شروع ہوگیا ادھر زمین سے پانی اُبلنے لگا اُدھر آسمان سے پانی برسنے لگا۔ اتنا برسا کہ چالیس قد آدم پانی اونچا چڑھ گیا اور سب کافر غرق آب ہوئے۔ اور بعض روایات مین اسطرح آیا ہے کہ تین روز تک پانی اپنی حالت پر برقرار رہا پھر کم ہونے لگا۔ سب آدمی ڈوب گئے مگر وہ لوگ بچ گئے کہ جنکے حق مین حضرت نوح علیہ السلام کی دعا تھی جیسا کہ قرآن مجید مین ہے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا (اسکا ترجمہ اوپر آیت مین لکھا جاچکا ہے) یہی دعا تھی کہ جس نے قوم کو ہلاک کرایا کیونکہ وہ سب کے سب گمراہ تھے اور ایمان نہ لائے تھے اور یہی وہ دعا ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت اور کل عورت مرد پہلے انبیاء علیہم السلام کی امت کے دوزخ کی آگ سے بچائے جاوینگے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ کتب تفاسیر مین مرقوم ہے کہ جب ساری زمین پر پانی ہی پانی ہوگیا اور کوئی جگہ امن کی نرہی تو ابلیس پر تلبیس آپکی کشتی مین چڑھ آیا آپنے اُسے نکالنا چاہا تو فرمان الٰہی ہو چکا کہ اے نوح اسے نہ نکالو کیونکہ مینے انتہای عالم تک اسے زندگی کی مہلت دیدی ہے اگرچہ آپ اس سے واقف تھے مگر ازروے شفقت مومنین آپنے یہ چاہا تھا کہ یہ موذی ہلاک ہوجائے چونکہ یہ خواہش مرضی الٰہی کے خلاف تھی اسلیے وہ ہلاک نہوا اور کشتی مین امن سے رہا۔

اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی تو ایک نے عرض کیا کہ حضور مینے سنا ہے کہ ابو طالب قیامت کے دن دوزخ مین نہ ہونگے آپنے فرمایا ہان دوزخ مین نہ ہونگے۔ شقیق بلخی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میری ایکمرتبہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مین نے کئی عجیب وغریب باتین اُن سے پوچھین منجملہ اُنکے ایک بات یہ بھی تھی کہ ابو طالب دوزخ مین ہونگے یا بہشت مین تو اُنھون نے فرمایا بہشت مین ہونگے کیونکہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہے کہ ابو طالب قیامت کے دن بہشت مین ہونگے جب مینے اُن سے دلیل پوچھی اور مقرر دریافت کیا تو اُنھون نے فرمایا کہ ایک دلیل تو یہ ہے کہ جب انکا انتقال ہوا تو وہ کفر کی حالت مین تھے نہ ایمان گئے مگر کل ایمان لا کر بہشت مین داخل ہونگے کیونکہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہی

سنا تھا کہ وہ ایمان لاکر بہشت مین جائین گے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جب آخر زمانے مین دنیا پر آسمان سے تشریف لاوینگے تو وہ اپنے معجزہ سے ایک مردہ کو زندہ کرینگے اور وہ ابو طالب ہونگے کہ جو انکی تلقین سے مسلمان ہوکر یہ کلمہ پڑھینگے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پس وہ ایمان سے مشرف ہوکر بہشت مین جاوینگے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشین انکے بارہ مین بہت ہین حق تعالےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت عیسےٰ کے ہاتھ سے پھر زندہ کریگا کہ وہ ایمان لاکر بہشت مین جاوین گے۔

اسکے بعد پھر قیامت کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ یہ کسیکو معلوم نہین کہ قیامت کب آئیگی مگر یہ ایک روایت وارد ہے کہ ایک دفعہ حضرت خضر علیہ السلام سے جو پوچھا گیا کہ قیامت کب آئیگی تو انہون نے پانچ انگلیان اٹھا کر اشارہ کر دیا۔ جب ان سے اسکا حال حال پوچھا گیا تو انہون نے کچھ اور نہ بتلایا واللہ اعلم کیا اشارہ تھا کچھ بھید معلوم نہوا۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارہ مین پوچھا گیا تو آپنے فرمایا کہ میری عمر مین پانچ سال باقی ہین بس میرے وصال کی تاریخ سے قیامت ہی سمجھو کیونکہ معراج کی رات کو مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اے محمد مرنے والے کیطرف سے تو جب ہی قیام ہو جاتی ہے جب وہ مرجاتا ہے۔ چونکہ میرا انتقال سب سے بڑھکر ہے کہ وحی منقطع ہوجائیگی آسمانی علم بند ہوجائیگا کہ الموت قیام القیامۃ سواے یارو یہ موت ہی قیامت ہے۔ اب رہی یہ بات کہ قیامت کبریٰ کب قائم ہوگی تو اسکا علم کسیکو نہین ہے مگر ان شب معراج مجھے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ اے محمد تم دنیا مین ہندرہ سو برس نہ رہوگے۔

پھر کسی شخص نے پوچھا کہ جب آدمی نماز مین مصروف ہوتا ہے تو اُسے سب اگلی پچھلی بھولی بسری باتین کیون یاد آجایا کرتی ہین۔ آپنے اُسکے جواب مین یہ ارشاد فرمایا کہ مینے حدیث کی کتابون مین لکھا دیکھا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ نُوْرٌ یعنے نماز ایک ایسا نور یا روشنی ہے کہ نماز کے وقت کوئی شئے اُسپر چھپی نہین رہتی تو اسلئے جب آدمی نماز پڑھتا ہے سب بھولی بسری باتین یاد آجاتی ہین اور نماز کی روشنی سب کچھ دکھا دیتی ہے۔ یہ تفاوت حال نماز کی روشنائی کا باعث ہے۔

اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ خواجہ شفیق بلخی رح سے جب پوچھا گیا کہ الصلوٰۃ نور کے کیا معنے تو آپنے فرمایا کہ نماز ایک روشنی ہے کہ جو شرق سے غرب تک اُسکا نور جگمگ جگمگ کرتا ہے اور اسمیں کوئی چیز چھپی نہین رہتی۔ منقول ہے کہ ایک بزرگ فرماتے تھے جب مین نماز مین مصروف ہوتا ہون تو آسمان مین تا حجاب عظمت اور زمین مین تا تحت الثریٰ کل اشیاء مجھے دکھائی دینے لگتی ہین۔ اسکے بعد ماہ رجب اور نماز خواجہ اویس قرنی رح کے بارہ مین گفتگو شروع ہوگئی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رجب کی تیرہوین۔ چودہوین پندرہوین کو روزہ رکھے گا اُسکے جنت مین داخل ہونے کا ذمہ دار مین ہون۔ اسکے بعد آپنے یہ فرمایا کہ ستائیسوین رجب کو صلوٰۃ خواجہ اویس قرنی پڑہنی چاہیئے اس نماز کی تین سلام سے بارہ رکعتین ہین پہلی چار رکعتوں کے لئے تو قراءۃ کچھ معین نہین قرآن شریف مین سے جو یاد ہو پڑھ لے اور پھر ستر مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑہے۔ اور درمیان کی چار رکعتوں مین فاتحہ کے بعد اذا جاء ایک ایک مرتبہ پڑہے اور سلام کے بعد ستر مرتبہ اقوی معین. واھدی دلیل بحق ایاك نعبد و ایاك نستعین پڑہے اور آخر کی چار رکعتون مین سورہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت مین تین تین مرتبے سورۂ اخلاص پڑہے اور سلام کے بعد ستر مرتبہ سورہ الم نشرح مع بسم اللہ کے پڑہے اور ہاتھ سینہ پر رکھکر دعا مانگے انشاء اللہ تعالےٰ جو دعا مانگے گا ضرور قبول ہوگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مینے شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنجشکر رح کی زبانی سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی روزہ رکھکر رجب کی ستائیسوین کو صلوٰۃ اویس قرنی پڑہیگا جناب الٰہی مین ضرور اُسکی دعا قبول ہوگی۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک اور روایت مین اسطرح آیا ہے کہ اُس تاریخ مین ظہر کی نماز کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑہے ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار اور سورہ انا انزلناہ تین مرتبہ اور قل ہو اللہ پچاس دفعہ پڑہے اور سلام کے بعد عصر تک قبلہ ہی کو منہ کئے بیٹھا رہے اور دعا مانگے اسکی تاثیر مثل اکسیر ہے جو دعا مانگی جاویگی ضرور ہی قبول ہوگی۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ مینے شیخ شیوخ العالم رح کی زبانی یہ بھی سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ریاحین مین اس طرح لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی ستائیسوین رجب مین بارہ رکعت نماز ایک سلام سے پڑہیگا اس مین

صلوٰۃ اویس قرنی

کسی سورۃ کی تخصیص نہیں ہے جو قرآن مجید سے یاد ہو پڑھیگا اور سلام کے بعد سو مرتبہ کلمہ تمجید اور سو دفعہ استغفار اور سو دفعہ درود شریف پڑھکر سجدہ میں جاویگا جو مراد اللہ تعالےٰ سے مانگیگا خدا تعالےٰ ضرور اُسے عطا فرماویگا۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ ہمیشہ اس رات خاص کر ذکر الٰہی مین زندہ رہتے ہین یہ رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج کی ہے اس رات کو بیداری سے بڑی بڑی برکتین حاصل ہوتی ہین اسلیے سب مسلمانونکو چاہیئے کہ اس رات کو غنیمت جانین اور یاد الٰہی مین لگے رہین۔ اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ ہمیشہ اُس رات بیدار رہتے کہ کہین اس شب کی سعادت میسر ہو۔ آخرکار ایکدن اُنکا نخل امید بارآور ہوا وہ جاگ ہی رہے تھے کہ اُنہون نے یکایک دیکھا کہ آسمان وزمین کے دروازے کھولدیے گئے ہین اور حجاب عظمت سے لیکر تحت الثریٰ تک سارے راز عیان ہین۔ اور جوکچھ عالم موجودات مین ہے وہ سبکا سب کھلا ہوا ہے جب یہ اسرار اُس بزرگ کی نظر سے گزرا تو وہ بزرگ یہ دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور عرض کرنیلگے کہ خداوندا مینے جو یہ نعمت دیکھی ہے تو اسکے بعد مجھے یہ پسند نہین کہ اب دنیوی اشیاء دیکھون وہ یہ کہہ ہی رہے تے کہ حق تعالےٰ نے اُنکی دعا قبول فرمائی وہ بزرگ انتقال کر گئے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ہان جب آدمی کا کام کمالیت کو پہونچ جاتا ہے تو پھر اُسے دنیا مین رہنے کی جگہ نہین ملتی کہ اُسے دنیا ہی مین چھوڑ دین یہ فرما ہی رہے تھے کہ آپکی آنکھون مین آنسو بھر آئے پھر آپ یہ بیت زبان مبارک سے فرمانے لگے بیت

چون جان محبان زجہان برگیرند		آنجا ملک الموت کجا باید جاے

اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جب متحیر عالم تحیر مین ہوتے ہین تو انہین دنیا ومافیہا سے مطلق خبر نہین ہوا کرتی۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایک عارف کلام مجید کی تلاوت مین مشغول تھے کہ پڑھتے پڑھتے سورہ نوح کی اس آیت مین فکر کرنے لگے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا (تمہین کیا بلا مارگئی ہے کہ تمنے بالکل خدا کا وقر دل سے اُٹھا دیا) ایک شخص خدا تعالےٰ کو جانتا ہوے تو وہ پھر کیون اُس سے نہین ڈرتا کیونکہ اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہیبت سے بہت کم ایسے دل ہین جو ڈرتے ہین وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا۔ اور پیدا کیا تمہین ایک حال سے دوسرے حال پر یعنی پہلے گندے پانی سے پیدا کیا کہ وہ اول تمہاری پشت مین نطفہ تھا پھر مان کے رحم مین

اگر علقہ ہوا پھر علقہ سے مضغہ بنا پھر اسمین ہڈی پیدا کی اور پھر گوشت و پوست رگ و پٹھہ اور خون پیدا ہوا (مترجم کہتا ہے کہ حضرت شیخ نے اس آیت سے یہ مراد لی جو اوپر بیان ہوئی اور بعض نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے (کہ اس نے تمہین طرح طرح کا پیدا کیا ہے یعنے کوئی کیسا کوئی کیسا) اور اسکی تفسیر بیان کی وہ آیت یہ ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (اور ہمنے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا۔ پھر ہمنے اسکو ایک حفاظت کی جگہ یعنے عورت کے رحم مین نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہمنے نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہمنے ہی لوتھڑے کی بندہی بوٹی بنائی۔ پھر ہم ہی نے بندہی بوٹی کی ہڈیان بنائین۔ پھر ہم ہی نے ہڈیون پر گوشت چڑھایا۔ پھر آخر کار ہم ہی نے اُسے دوسری مخلوق کی صورت مین بنا کھڑا کیا۔ تو سبحان اللہ خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو سب بنانے والون مین بہتر بنانے والا ہے) **فائدہ**۔ یہ عام آدمیون کی پیدائش کا ذکر ہے کہ اُسکی ابتدا اسطرح سے ہے اور نطفہ ہے خلاصۂ غذا اور غذا ہے مٹی کا خلاصہ جس سے حیوانات اور نباتات آدمی کے کھانے کی چیزین پیدا ہوتی ہین مٹی سے لیکر پیدا ہونے تک جو تصرفات ہوتے ہین انکو حقیقت مین آدمی سے کچھ مناسبت نہین معلوم ہوتی نطفہ ہونے کی حالت مین کوئی نہین کہہ سکتا کہ آخر کار اسکا آدمی بنجاوے گا دوسری مخلوق کی صورت مین بنا کھڑا کرنے کے یہی معنی ہین ۱۲) اب اصل کتاب کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا کہ اُس عارف نے یہ آیت پڑہی۔ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۝ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝ (کیا تمنے نہین دیکھا کہ خدا نے کیسے تہ بر تہ سات آسمان بنائے ہین۔ اور اُن مین چاند کو بھی بنایا ہے کہ وہ ایک نور ہے۔ اور سورج کو بنایا ہے کہ وہ ایک روشن مشعل ہے۔ اور اللہ ہی نے تمکو ایک طرح پر زمین سے اگایا پھر دوبارہ لوٹا کر اُسی مٹی مین تمکو ملا دیگا اور قیامت مین تمکو اُسی مٹی سے حساب کے لئے پھر نکال کھڑا کر دیگا) اُس عارف نے یہانتک سورۂ نوح پڑہی اور آگے

سنے خیال کیئے جب یہ بیت پڑھی دیگر حلم اخراجا - تو ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا
ایک رات دن تک بیطرح بیہوش رہا جب ہوش میں آیا تو متحیر ہوا کہتے ہیں کہ جب تک وہ درویش
زندہ رہا عالم تحیر ہی میں رہا کبھی عالم صحو میں نہ آیا جب اُسکی وفات کا وقت آیا جناب باری کو
سجدہ کیا اور اُسی حال میں انتقال کیا آپ یہ بیان فرما کر رونے لگے اور اسکا اثر کل حاضرین پر طاری
ہوا اور سبکے سب رونے لگے - یہ بیت آپ نے زبان مبارک سے فرمائی ؎

چون جان محبان زجہان برگیرند	آنجا ملک الموت کجا یابد جاے

پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ اے درویش میان جسے اپنا والہ و شیفتہ بنایا کرتے ہیں اسے چشم بینا
بھی عنایت فرمایا کرتے ہیں کہ وہ زمین و آسمان اور ما فیہما کے کل عجائب و غرائب کو دیکھا کرتا
ہے اسکے باعث اُسکی محبت اور زیادہ ہوتی ہے اور اُسے عشق کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے پھر
اُسے قرار نہیں ہوتا عالم سکر میں ہو جاتا ہے حضرت یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ عالم سکر آپ پر
طاری ہوا اور آپ کھڑے ہو گئے اور دیر تک متحیرانہ کھڑے رہے مجلس برخاست ہوئی - الحمد للہ علی ذلک

تیسری مجلس - روز پنجشنبہ - ۲ ر شعبان المعظم ۶۸۹ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی - مولانا برہان الدین غریب - مولانا شمس الدین یحیٰے اور دیگر اصفیا
حاضر خدمت سراپا افادت تھے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بہت سی ایسی
نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو دنیا میں لوگوں کو کم نصیب ہوئی ہیں -

(۱) اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں مجھے پیدا کیا -

(۲) ملت ابراہیم خلیل اللہ پر ہوں -

(۳) تابع مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ کا ہوں -

(۴) مجھے خدا نے مسلمان پیدا کیا اور اس کلمہ پاک کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کہنے والا بنایا -
اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اس دنیا میں پیدا
کیا تو آپکے باپ نے نمرود کے خوف سے غار میں پھینکدیا - خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے
اُنکی وہیں پر ورش فرمائی کہ آپکے انگوٹھے سے دودھ کی ندی جاری کر دی کہ جب آپ
مُنہ میں اپنا انگوٹھا چوستے دودھ نکل آتا وہی آپکا طعمہ ہوتا چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

چودہ برس تک اس غار میں رہے۔ ایک دفعہ آپ رات کے وقت غار سے باہر نکلے اور چاند کو
چمکتا دیکھکر خیال کیا کہ پروردگار یہ ہے چاہتے تھے کہ اُسے سجدہ کریں کہ اتنے مین وہ ڈوب گیا
جان لیا کہ جو اپنی حالت پر برقرار نرہے وہ خدائی کے قابل نہین ہوسکتا اُسکی تلاش کرنی چاہیے
کہ جو پیدا کرنے والا ہے۔ ساری رات اس خیال مین گذاری جب دن نکلا آفتاب برآمد ہوا اُسے
دیکھکر کہا کہ یہ میرا رب ہے مگر چاند کا خیال پیش نظر تھا کہ وہ بھی ایسا ہی چمک رہا تھا آخر قائم نہ رہا
شاید کہ یہ بھی ایسا ہی ہو۔ بعد دوپہر آفتاب کو زوال ہونا شروع ہوا یہانتک کہ شام کو زرد ہوکر ڈوب
گیا تو اُسکی طرف سے بھی بدگمان ہوئے کہ یہ رب نہین ہوسکتا اور اس بات کی ٹٹول ہوئی کہ معبود
حقیقی کو دریافت کرنا چاہیے۔ پھر آپ اپنے باپ کے گھر آئے یہ بت تراشا کرتے تھے اور اپنے زمانہ
مین بت تراشی مین لاثانی تھے۔ وہ بت بنا بنا کر حضرت ابراہیم کو دیتے کہ انہین بازار مین بیچکر
لاؤ آپ کیا کرتے سبکی گردنونمین رسیان باندھکر گھسیٹتے بازار مین لیجاتے اور بیچکر اُسکی قیمت اپنے
باپ کو دیتے۔ کہین یہ خبر نمرود کو پہونچی کہ آذر بت تراش کا لڑکا ابراہیم ہمارے بتونکی بے توقیری
کرتا ہے اور اُنکی گلے مین رسیان باندھ باندھ کر بازار مین بیچنے لاتا ہے اُنکی عظمت کا ذرا بھی
خیال نہین کرتا۔ اسکی وجہ سے میرے ملک مین عجب نہین کہ خلل پڑے کیونکہ اسکے نام سے
میرے بدن مین کپکپی چڑھتی ہے اسکا زندہ رہنا ٹھیک نہین ہے۔ لکھا ہو کہ ایک دفعہ عید کے
دن آذر نے نمرود کے بتخانہ کو سنوارا کیونکہ نمرود اُس روز اُسکی زیارت کے لیئے آنے والا تھا۔ اسکے
آنے مین ذرا کچھ دیر تھی کہ آذر کو گھر کا کوئی کام نکل آیا اور حضرت ابراہیمؑ کو حفاظت کیلئے بٹھا کر چلا گیا
کہ تم یہان بیٹھے رہو۔ مین ابھی آتا ہون۔ آپ بتخانہ کے دروازہ پر بیٹھے رہے کہ یکایک غیرت ایزدی
نے جوش مارا اور تبر لیکر اُنکے سامنے گئے دیکھا تو اُنکے آگے طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے تھے
ہر ایک سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ کھاتے کیون نہین جب اُنہون نے کچھ جواب نہ دیا تو آپنے تبر سے
اُن سبکی شکلین بگاڑدین۔ کسی کی ناک۔ کسیکا کان کسیکا ہاتھ۔ اسطرح ہر ایک بت کی گت
بنائی اور جو سب مین بڑا بت تھا اُسپر بھی کئی ہاتھ مارے آخر کو اُسی کے کندھے پر تبر رکھدیا
اور باہر آکر نگہبانی کرنے لگے۔ تھوڑی دیر مین جو آذر آئے اور بتون کو بحال خراب پایا تو جھٹ پٹ
باہر نکلے اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ انہین کس نے خراب کیا کہا مجھے اندر کا حال کیا معلوم

ان باہر سے بیٹھے بیٹھے میں بھی دیکھا ہے کہ یہ بڑا بت سب سے لڑ رہا تھا کسی کے کان جھاڑتا تھا
کسی کی ناک کسی کا سر۔ اکھاڑ کر پھر اپنی جگہ کھڑا ہوا۔ آذر نے کہا چلنا پھرنا تو جانداروں کا کام ہے
یہ جاندار تھوڑے ہی ہیں جو چل پھر سکیں تو آپ نے کہا پھر یہ کس کام کے ہیں جو چل پھر بھی نہیں سکتے
اور یہ شفاعت کسکی کرینگے۔ ایسی چیزیں پوجنے کے قابل نہیں ہیں۔ آذر یہ بات سنتے ہی متنبہ ہوگئے
اور خیال کرنے لگے کہ یہ وہ پیغمبر ہے کہ جسکا حال صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔

اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور حکم دیا کہ تم نمرود کے پاس جاؤ اور اُسے تلقین کرو کہ وہ خدائے واحد پر
ایمان لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس حکم کے پہونچتے ہی نمرود کے پاس گئے اور اپنی رسالت
ظاہر کی اور فرمایا کہ بُت پرستی چھوڑ خدائے واحد پر ایمان لا۔ آپکی صورت دیکھتے ہی بیدینوں کے
جسم میں لرزہ پڑگیا۔ اور نمرود سے کہنے لگے کہ اے نمرود اب فتنہ قائم ہوا۔ ہمارے ملک و دولت
کو اس سے ضرور ضرر پہونچے گا۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
جماعت کو تقویت ہوگئی اور نبوت کا اظہار علانیہ کیا گیا تو نمرود مردود نے آپ کو بلاکر کہا کہ آپ
کوئی معجزہ ایسا دکھلائیں کہ جو تمہارے آفتاب رسالت کے لئے کافی دلیل ہو تو البتہ ہم تمہارا دین
اختیار کرسکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جو معجزہ تم طلب کرو باذن الٰہی میں دکھا سکتا ہوں۔ کافرون
نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا اور بعد صلاح یہ کہا کہ اگر آپ مردہ کو زندہ کردیں تو ہم آپ کو نبی
مانیں اور آپ کا دین اختیار کریں آپ نے منظور کیا اور مشرکوں سے کہدیا کہ اچھا کوئی بیجان چیز لاؤ
انہوں نے چار جانور مار کر سبکا ایک جگہ قیمہ کردیا کہ پھر علیحدگی کا امتیاز باقی نہ رہا۔ غرضکہ وہ قیمہ اُن
چار جانورونکا آپکے پاس لیکر آئے اور عرض کیا کہ انہیں آپ زندہ کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
جناب باری میں دعا کی حکم ہوا کچھ مضائقہ نہیں ہم ان کافرونکی خواہش تیرے ہاتھ سے پوری کرائینگے
آپ اس فرمان کو سنتے ہی بہت خوش ہوئے اور اُن سے کہا کہ تم یہ ملاکر لائے ہو اچھا کیا۔ یہ گوشت
جابجا ڈالدو انہوں نے یہ سنتے ہی چار حصے کردیئے۔ وہیں چار پہاڑیاں متصل تھیں۔ وہ قیمہ
تھوڑا تھوڑا سا چاروں پہاڑیوں پر رکھ آئے۔ حضرت ابراہیم نے اُن جانوروں کو بلایا۔ خدا کے
حکم سے وہ چاروں مرغ اپنے اپنے گوشت سے ملکر زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے آپکے پاس آئے

کہ یہ معجزہ دیکھکر سب حیرت مین آئے جوان مین دانشمند تھے وہ تو ایمان لائے مگر نمرود نے
اپنی بیدینی و شقاوت سے اسے جادو ہی بتلایا مگر آپ برابر اُسکی ہدایت مین مصروف رہے حتےکہ
نمرود بتنگ آگیا۔ ایک دن اُسنے اپنے اعیان دولت سے مشورہ لیا کہ کوئی ایسی تجویز نکالی جاوے
کہ جس سے انکا خرخشہ دور ہو۔ اُن لوگون نے یہ مشورہ دیا کہ ایک آتشخانہ بنوایا جاوے اور آگ دہکا کر
اُن کو اُسمین ڈالا جاوے کہ جل کر راکھ ہوجائین اور قصہ پاک ہو۔ چنانچہ نمرود نے اُنکے اس مشورہ
پر عمل کیا اور ایک آتشکدہ بنوایا جس مین ہزارون من لکڑیان ڈالی گئین اُسکی طپش اور تیزی ساٹھ
ساٹھ کوس تک پہونچنے لگی دور دور تک جانور ہوا مین اُڑنے بند ہوگئے جو ذرا بھی اُدہر کو نکلا اُسیوقت
خاکستر ہوا۔ غرضکہ جب وہ آتشخانہ سب طرح سے کامل ہوا اُسوقت اُن کفارون نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو بلایا اور بہت ساڈرایا دھمکایا کہ تم ان باتونکو چھوڑدو جب وہ نہ مانے تو انہین اُس
جلتے اور دہکتے آتشخانہ مین ڈلوادیا۔ سارے آسمان اور زمین کے فرشتے اس ماجرے کو دیکھنے
آئے اور اُنکے اُس آگ مین گرنے پر آفرین کرنے لگے کہ واہ رے عاشق صادق۔ ابھی آپ راہ ہی مین
تھے کہ حضرت جبرئیل آپکے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو کچھ حاجت ہو تو فرمایئے مین امداد کے لیئے
موجود ہون مین ابھی ایک ہی پر مین اس آگ کو ٹھنڈا کیئے دیتا ہون آپنے کہا مجھے تم سے امداد
کی کچھ ضرورت نہین ہے جسنے مجھے آگ مین ڈالا ہے وہی میری حمایت کرنیوالا ہے حضرت جبرئیل
علیہ السلام یہ سُنتے ہی سجدہ مین گر پڑے کہ خداوندا جو صدق و محبت مینے ابراہیم مین دیکھی وہ مینے
کسی مین نہین پائی۔ الغرض وہان تو آپنے حضرت جبرئیل کو یہ جواب دیا یہان آگ کو فرمان الٰہی یہ
پہونچا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ (یعنے اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامتی والی
ہوجا) اس فرمان کے پہونچتے ہی وہ آگ گلزار ہوگئی **فرد**۔

آرزوے باغ و بستان تازہ شد	صبح را از بوے گل جان تازہ شد

غرضکہ وہ آگ باغ ہوگئی اور ایک تخت نمودار ہوا جسپر حضرت ابراہیمؑ نے جلوس فرمایا۔ قضارا
کہین نمرود کی لڑکی بھی اپنے محل پر چڑھی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ اللہ تعالے کو اُسپر اپنا
فضل و کرم منظور تھا یکایک کل ظاہری پردے اُسکی آنکھ سے اٹھادیئے گئے دیکھا تو وہ آگ گلزار
بنی ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم ہزار جاہ و جلال ایک تخت پر جلوہ افروز ہین وہ یہ رنگ دیکھکر فوراً

ایمان لے آئی اور سچے دل سے مسلمان ہوئی۔ اتنا بیان فرما کر حضرت خواجہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ اگر سلامتی کا خطاب نہوتا تو آپ کو سردی سے نقصان پہونچتا اور آپ اُسکی شدت سے رحلت کر جاتے۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس سے باہر نکلے اور سب کافرون نے آپ کو صحیح و سلامت پایا بڑے ہی شرمندہ ہوئے اور نمرود بولا کہ اے ابراہیم تم تو علم سحر مین بڑے ہی کامل ہو کہ ہر جگہ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا لیتے ہو۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جب نمرود کی گمراہی کمال درجہ کو پہونچی کہ وہ باوجود بہت سی نصیحتون اور فہمائشون اور معجزہ دکھانے کے بھی ایمان نہین لایا تو خدا تعالےٰ نے اُسکی قوم کو مچھرون کی بلا مین مبتلا کیا کہ وہ سب کے سب ہلاک ہوئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مینے زبانی شیخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ سنا ہے کہ جسدن نمرود کی ہلاکت کیلیے مچھر دن کا لشکر تیار ہوا تو ایک ایک مچھر ایک لاکھ آدمی کی ہلاکت کے لیئے مقرر ہوا کہ جو مچھر ڈنک مارتا تھا یا ئین بھون پر لگاتا تھا وہی اُسکے زہر سے مرجاتا تھا۔ اے درویش خدا تعالےٰ کو اس سے یہ دکھانا مقصود تھا کہ مچھر جیسی کم مقدار چیز انسان کے ہلاک کرنے کے لیئے کافی ہے اور انسان محض لاچار ہے۔ ذرہ برابر قہر الٰہی دنیا و مافیہا کی ہلاکت کے لیئے کافی ہے شرق سے غرب تک سب زیر و زبر ہوسکتا ہے اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ قصص انبیا مین لکھا ہوا ہے کہ جس مچھر نے نمرود کو ہلاک کیا تھا وہ لنگڑا تھا اور ایک پر اُسکا ٹوٹا ہوا تھا۔ جبکہ مچھر ونکا لشکر نمرود کی قوم کے ہلاک کے لیئے نامزد ہوا تو اُس لنگڑے مچھر نے جناب باری مین التجا کی الٰہی مین تو بہت ہی ضعیف اور لنگڑا ہون میرا ایک پر بھی ٹوٹا ہوا ہے مجھ سے کیا کام بنے گا تو ہی اپنے فضل و کرم سے میرا کام چلاویگا۔ حکم ہوا کہ اے مچھر تو کچھ فکر نکر ہم نے تیرا یہ عجز قبول کیا اور موت اور ہلاکت اُس مردود کی تجھے عنایت فرمائی۔ تو ہی اُسے ہلاک کرے گا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ کیکا ستانا اچھا نہین جو کوئی کسیکو ستائیگا وہ خود بھی ستایا جائیگا۔ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ستایا اُسنے اسکا بدلا پایا۔ جو بوئیگا وہی کاٹے گا۔ گیہون بوئیگا گیہون کاٹیگا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ نمرود کے ہلاک ہونے کے بعد حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ کی تیاری کرین چنانچہ آپنے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تیاری کی اور اُسے تیار کیا پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حکم ہوا کہ جو شے آپکے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہو آپ اُسے خدا کی راہ مین قربان کرین پھر آپنے خواب مین بھی دیکھا کہ تمہین سب سے زیادہ اسمٰعیل پیارا ہے اُسیکو

اللہ کی راہ میں قربان کرو۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے وضو کیا اور حضرت اسماعیل کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور انہیں ذبح کرنا چاہتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بہشتی دنبہ لے آئے اور کہا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے تمہاری قربانی قبول کی تمہیں دعویٰ محبت میں سچا پایا۔ اب بجائے اسمٰعیل یہ بہشتی دنبہ قربانی کرو۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اول صاحبزادے آپکے حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جب وہ پیدا ہوئے تو آپ بہت خوش ہوئے اور خدا تعالےٰ کا شکر کیا اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا پروردگار سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے ابراہیم اس لڑکے سے ستر ہزار پیغمبر پیدا ہونگے اور یہ لڑکا خود پیغمبر مرسل ہوگا۔ اور ہمنے تمہیں صاحب ملت کیا۔ کقولہ تعالیٰ مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيمَ جسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سُنا اسیوقت تجدید وضو کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ غرضکہ حضرت اسحٰق کے بعد حضرت اسماعیل پیدا ہوئے۔ حضرت اسحٰق تو بی بی سارہ کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیل بی بی ہاجرہ کے بطن سے۔ جب آپ کو فرزند کے پیدا ہونے کی خبر پہنچی تو آپ بہت خوش ہوئے اور خدا تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے ابراہیم تمہارے اس فرزند سے ایک پیغمبر بھی ہوگا مگر یہ خود پیغمبر مرسل ہوگا۔ اس بات کے سننے سے آپ ذرا دلتنگ ہوئے کہ ایک سے تو اتنے پیغمبر ہوں اور دوسرے سے ایک ہی ہو کہ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا حق جل وعلا کا فرمان ہے کہ تم اسقدر دلتنگ کیوں ہوتے ہو میں اسمٰعیل کی ذریت میں سے اس پیغمبر کو پیدا کرونگا کہ جسکے باعث زمین و آسمان پیدا ہوئے۔ وہ کون پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ مژدہ جانفزا سُنا تو ہزار رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی۔ اسکے بعد حضرت خواجہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش دنیا میں کوئی شخص بھی سعادت سے خالی نہیں۔ ہر شخص کو سعادت شامل ہے خواہ دینی ہو یا دنیوی۔ ہاں بڑے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جنہیں دونوں سعادتیں نصیب ہوں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کا خطاب دیا گیا۔ تو حضرت جبرئیل امتحان کے لئے آئے اور خانہ کعبہ پر کھڑے ہو کر ایکدفعہ اللہ اکبر کہا حضرت ابراہیم جو وہاں موجود تھے نام پاک سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو چاروں طرف دیکھا کہیں اس نام پاک کا لینے والا نہ پایا جب خانہ کعبہ پر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے آپ اُسکے پاس گئے اور

کہا اے خدا کے دوست ایک دفعہ وہ نام پاک پھر لے۔ جبرئیل بولے کہ میں بغیر شکرانہ لئے وہ نام نہ لونگا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنا سارا مال اُس نام پر فدا کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک مرتبہ پھر اللہ کہا۔ حضرت ابراہیم یہ سُنتے ہی مدہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو پھر فرمائش کی۔ کہا اب کیا دوں گے کہا اب اس نام پاک پر جان فدا کرتا ہوں۔ حضرت جبرئیل یہ بات سُنتے ہی اپنے مقام کو واپس گئے اور سر بسجدہ ہو کر جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا واقعی ابراہیم تیرا بڑا سچا دوست ہے میں نے جتنا خیال کیا تھا اُس سے اُسے سو حصے زیادہ پایا۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ مہر نبوت کا دیکھنے والا دوزخ میں نہ جاویگا۔ چنانچہ مروی ہے کہ ابوجہل نے ایک مرتبہ مہر نبوت کے دیکھنے کے لئے حیلہ کیا اور طالب کُشتی ہوا آپ چاہتے تھے کہ کپڑے اُتار کر لڑیں کہ اتنے میں فرمان پہونچا کہ یا محمد کپڑے پہنے ہوئے کُشتی کیجئے کہ وہ مہر نبوت نہ دیکھ لے ورنہ اُسپر دوزخ کی آگ حرام ہو جاویگی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعد وصال رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مہر نبوت آپکے جسم مبارک سے اُٹھا لی گئی تھی آپ کے غسل دینے والوں سے منقول ہے کہ اُنہوں نے اُسوقت مہر نبوت نہیں دیکھی وصال کے ہوتے ہی حضرت جبرئیل آکر لے گئے اور اُس سے آسمان کے دروازوں پر مہر کیگئی۔ اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ مینے سُنا ہے کہ ہر سال شب برات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ہزار ہا ملائکہ مقربین کے ساتھ کعبہ پر آکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کر ہی رہے تھے کہ اذان ہو گئی۔ حضرت تہیۂ نماز میں مصروف ہوئے۔ مجلس برخاست ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

چوتھی مجلس۔ روز پنجشنبہ ۹ رشعبان المعظم ۶۰۹ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو حضرت ادریس اور حضرت اسحق علیہما السلام کے بارہ میں ہو رہی تھی۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا برہان الدین غریب۔ مولانا فخر الدین زرادی اور دوسرے عزیز رحمہم اللہ علیہم حاضر مجلس تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عزاسمہ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو علم کی دولت سے اسقدر مالا مال فرمایا تھا کہ آپکی برابر اور دوسرے پیغمبر عالم نہیں ہوئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت ادریس علم رمل میں بھی کامل تھے اُسوقت کے طلبہ تحصیل علم کے لئے آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ علم رمل کے موجد

حضرت ادریسؑ ہیں۔ اور فرمایا کہ کتب قصص مین لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار پیغمبرون کو عمر ابد عطا فرمائی ہے (۱) ادریس علیہ السلام۔ اور وہ جنت مین زندہ موجود ہین (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ وہ چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہین (۳) خضر علیہ السلام کہ وہ دریا پر زندہ موجود ہین (۴) حضرت الیاس علیہ السلام کہ وہ خشکی مین راہ بھولونکی رہبری کرتے ہین۔ ان چارون اولوالعزم پیغمبرونکو اللہ تعالیٰ نے ابدی عمر عطا فرمائی ہے۔ یہ چارون اس جہان کے فنا ہونے تک زندہ موجود رہینگے سارے جہان کے خاتمہ پر یہ بھی انتقال فرمادینگے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت ادریسؑ کو بہشت مین لیگئے اور ان سے کہا گیا کہ یہ تمہارا مقام ہے۔ فراغ دلی کے ساتھ یہان عبادت کیا کرو تو آپ جنت مین رہنے لگے۔ ایک روز کل مکانات بہشتی انہین دکھائے گئے ہر ایک قصر کو پوچھا کہ یہ کسکا ہے اللہ تعالےٰ نے انہین بتایا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قصر کے پاس پہونچے تو اسے کل بہشتی محلون سے ہزارگونہ آراستہ پایا آپنے پوچھا کہ یہ محل کسکے لئے ہے جواب آیا کہ یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ چار محل انکے چارون یارونکے ہین۔ حضرت ادریس نے دعا مانگی کہ خداوندا کاش مین بھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ہوتا تو اچھا ہوتا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جس شب حضرت اسحٰق بی بی سارہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اس شب تمام بتخانونکے بت اوندھے ہوگئے اور ان بتون سے آواز آئی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اسحاق نبی اللہ۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت اسحاقؑ جوان ہوئے اور ردائے پیغمبری انہین عطا ہوئی تو وہ رات دن عبادت الٰہی مین مصروف رہنے لگے کسی وقت بھی ہیبت الٰہی سے غافل نہ رہتے اور ہر وقت خوف الٰہی سے انکے بدن پر لرزہ پڑا رہتا تھا۔ رات بھر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے۔ اور صبح سے شام تک دعوت حق مین مشغول رہتے۔ روایت ہے کہ اسیطرح ساری عمر اپنی گذاری اور یہ انکا کتنا بڑا معجزہ ہے کہ ستر ہزار پیغمبر ان کی اولاد مین ہوئے۔ آپ صاحب ملت بنی اسرائیل ہین۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے ایکدن انکا وظیفہ فوت ہوگیا آپ کو بہت خوف اور رنج ہوا ستر برس تک روتے رہے۔ روتے روتے سارا گوشت پوست انکے رخسارونکا بہ گیا ان ستر برس مین ایک ایک سجدہ ایسا لمبا کیا ہے جو سال بھر سے کچھ کم و بیش کا ہوتا تھا۔ ایک روز کسی نے ان سے پوچھا کہ تم اتنا روتے ہو اتنا کوئی اور بھی روتا ہے آپنے کہا کہ اے میرے بھائی یہ ساری بات قیامت

کی شرمندگی کی وجہ سے ہے جسدن مجھے قبر سے اٹھائینگے ایسا نہو کہ کہین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے لیجاکر کہین کہ یہ آپکا فرزند ہے اس سے وظیفہ قضا ہوا ہے۔ اور مین مارے شرم کے منہ نہ دکھا سکون حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ فرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ اور فرمایا کہ انبیاء اور اولیاء پر ایک ذراسی تقصیر پر بھی عتاب ہوگا۔ حسنات الابرار سیات المقربین اسی جگہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہون نے اپنی ایک ایک تقصیر کی عذرخواہی مین کئی کئی سال تک اپنے نفس کو تکلیف پہونچائی ہے اور برسون گریہ وزاری کرتے رہے ہین جب انکے گناہ معاف ہوئے ہین۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ انسان کو ہر حال مین بین الخوف والرجا رہنا چاہیئے۔ اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قاعدہ تھا کہ فجر کی نماز اور اوراد کے بعد انبیا علیہم السلام کی حکایات بیان فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ ذکر حالات انبیاء و اولیاء گناہونکا کفارہ ہے جو شخص انکا ذکر کرتا ہے اور اُنکے طریقے پر چلتا ہے اللہ تعالےٰ دوزخ کی آگ اُسکے جسم پر حرام فرماتا ہے اور قیامت کے دن اسے اولیاء اللہ کے زمرہ مین اٹھاویگا اور اُنکے ہمراہ بہشت مین جاویگا۔ حضرت خواجہ ادام اللہ برکاتہ یہ بیان فرمارہے تھے کہ اتنے مین اذان ہوگئی۔ آپ تہیۂ نماز مین مشغول ہوئے مجلس ختم ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک

پانچوین مجلس۔ ۷ ماہ رمضان المبارک ۶۱۹ھ

دولت قدمبوس حاصل ہوئی۔ گفتگو ماہ رمضان المبارک کی فضیلت اور قصہ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام اور دوسرے فوائد مین ہورہی تھی۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر جماعت خانہ کے صحن مین تشریف فرماتھے کہ اس نیازمند نے آتے ہی قدمبوسی کی آپنے سر قدمون سے اُٹھاکر نوازش فرمائی اور نیکو آمدی افضل الشعرا زبان مبارک سے فرمایا۔ مینے دوبارہ آداب بجالایا۔ آپنے بیٹھنے کا حکم فرمایا اُس روز مجلس شریف مین مولانا شمس الدین یحیےٰ۔ مولانا فخرالدین زرادی۔ مولانا شہاب الدین مذکر اور بہت سے اصفیاء رحمہم اللہ علیہم حاضر خدمت سراپا برکت تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان عجب بابرکت مہینا ہے کہ سارا مہینا رحمت و برکت سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سال بھر مین جتنی خیر و برکت نازل ہوتی ہے اتنی ہی ماہ رمضان مین ہر روز نازل ہوتی ہے۔ پھر آپنے یہ فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی رسم تھی کہ رمضان کے آتے ہی سب کاروبار چھوڑکر خلق سے عزلت

اختیار فرماتے اور ارشاد فرمایا کرتے کہ ماہ رمضان ماہ رحمت و غنیمت ہے اسکی مثال ایسی سمجھی جائے
کہ جیسے غنیاب لشکر فرار ہوئے لشکر کا مال ہر جگہ پڑا ہوا پاتا ہے اسیطرح یہ ماہ رمضان ہے کہ چاروں
طرف سعادت غنیمت کی طرح بکھری ہوئی پڑی ہے جتنا چاہو لوٹو اسلئے لوگونکو چاہیئے کہ جو کچھ ہو سکے
اس مہینے مین ریاضات و مجاہدات کرین تاکہ بے اندازہ ثواب پاوین۔ آسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا
کہ حضرت خواجہ فرید الحق والدین قدس سرہ کی یہ عادت تھی کہ تراویح کے بعد ایک دوگانہ مین پورا
قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور اسی وضو سے فجر کی نماز پڑہا کرتے تھے بیس سال تک آپکا یہی ورد رہا۔ آسکے
بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ جب روزہ دار روضہ انطار کرتے ہین تو فرمان الٰہی یہ ہوتا ہے کہ ہمنے ہم ان کے
اہل بیت کے سبکو دوزخ سے خلاصی بخشی۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ
بیٹے تھے حضرت یوسف ؑ سب سے چھوٹے تھے انہین کو حضرت یعقوب زیادہ چاہتے تھے اور کبھی اپنے
پاس سے جدا نکرتے تھے وعظ کے وقت بھی انہی کو اپنے پاس بٹھاکر وعظ فرماتے اور بھائیونکو حسد ہوا
اور رنج پہونچا۔ آپس مین صلاح و مشورہ کیا کہ کوئی ایسا حیلہ کرنا چاہیئے کہ جس سے یہ اُنکے پاس سے
الگ ہو جاوے پھر ہمارے باپ ہمپر خالص مہربان ہونگے۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ ایک رات
حضرت یوسف ؑ نے یہ خواب دیکھا کہ چاند سورج اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہین۔ جب خواب
سے بیدار ہوئے تو اپنے باپ سے کہا انہون نے فرمایا کہ بیٹا یہ خواب اپنے بھائیون سے نہ کہنا ورنہ وہ
تیرے دشمن ہو جاوینگے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ
اَحَدَعَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ
رُؤْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
اور کہا اے یوسف شیطان قدیمی دشمن ہے اوسکی گھات مین لگا ہوا ہے اگر تونے یہ خواب کہدیا
تو وہ تجھے ضرور ہلاک کر ڈالین گے۔ چونکہ حضرت یوسف بچہ تھے اس خواب کو اپنے جی مین نرکھ سکے
جھٹ بھائیون سے کہہ ہی دیا۔ یہودا جو سب سے بڑا بھائی تھا اُس نے کہا یہ ضرور کہین کا بادشاہ
ہو گا اور باپ یہ خواب سُنکر اسے اور چاہنے لگین گے اُنہون نے آپس مین مشورہ کیا اور پھر
حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا ہم سب شکار کو جاتے ہین یوسف کو بھی ہمارے
ساتھ بھیجدیجئے ورنہ تنہا اسکا جی گھبرائیگا طبیعت کند ہو گی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

انکار کردیا مگر وہ سب کے سب باپ کی منت خوشامد کرنے لگے لاچار انہون نے اجازت دیدی اور
چلتے وقت کہا کہ دیکھو اسکی بہت سی خبرداری رکھنا ایسا نہو کہ اُسے کوئی بھیڑیا اُٹھا لیجائے
اور تم شکار مین لگے رہو۔ انہین یہ بہانا خاصا ہاتھ لگا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ بیان فرماتے ہی
آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ جب بلا کے نزول کا وقت آتا ہے عقل جاتی رہتی
ہے نیک بات سوجھتی ہی نہین نہ خدا یاد آتا ہے اگر خدا کو یاد کرے تو کبھی بلا نازل نہو۔ اگر حضرت
یعقوب علیہ السلام خدا کی سپرد کرتے تو کبھی تکلیف نہ دیکھتے مگر انہون نے تو لڑکون کی سپرد کردیا
اسوجہ سے بلائے فراق مین مبتلا ہوئے۔ غرضکہ وہ سب کے سب شکار کھیلنے چلے اور بروقت واپسی
یوسف ؑ کو ننگا کرکے ایک کنوئین مین ڈال آئے۔ حضرت جبرئیل کو حکم ہوا کہ دیکھو یوسف کو اُسکے
بھائیون نے کنوئین مین ڈالا ہے جلد جاؤ گرنے نہ پاوے اور اُسے کوئی ایذا نہ پہونچے۔ اور
کوئی گھبراہٹ نہو کیونکہ وہ بچا ہے اور تنہا ہے۔ القصہ حضرت جبرئیل پلک جھپکنے مین وہین پہونچے
اور اُنہین گود مین لیکر اچھی جگہ بٹھا دیا۔ اور خرقہ لاکر پہنایا۔ خرقہ کی اصل یہین سے ہے عشاء کے
وقت یوسف کے بھائی روتے پیٹتے آئے کہ ہائے یوسف کو بھیڑیا لیگیا ہم بہتیرے ڈھونڈھ ہارے پھر
کہین پتہ نہ لگا حضرت یعقوب علیہ السلام سنتے ہی نعرہ مار کر بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو یہ کہنے
لگے ع خود کردہ خویش را چہ درمان ٭ جو کوئی مخلوق کا بھروسہ کریگا اور خالق سے غافل رہیگا
تو وہ ضرور تکلیف اُٹھائیگا۔ اگر یوسف ؑ کو رخصت کے وقت خدا کے سپرد کرتا تو یوسف مجھ سے
جدا نہوتا یہ کہکر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے رَضِينَا بِقَضَاءِ اللهِ۔ الغرض حضرت یعقوب علیہ السلام
یوسف علیہ السلام کے فراق مین اتنا روئے اتنا روئے کہ آنکھین کھو بیٹھے۔ مارے غم کے گھر کا
نام بیت الحزن رکھا۔ چالیس برس تک یہی حال رہا فراق یوسف مین اتنا روئے کہ نہ دن کو
دن جانا نہ رات کو رات۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ بیان فرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائے
اور ہائے ہائے کرکے رونے لگے۔ اور یہ رباعی زبان مبارک پر لائے

رباعی

یعقوب چہل سال ز ہجران بگریست — نابینا شد ز درد چندان بگریست
سوزِ دل او کسے چہ داند کہ چہ بود — او داند و آنکس کہ ز ہجران بگریست

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ جب آپ کو بھوک لگتی حضرت یوسف ؑ کا نام لیتے پیٹ بھر جاتا

سات سات روز تک کھانے کی حاجت نہوتی۔ ایک دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اگر آپ یوسف کے پیدا کرنیوالے ہوتے تو بس اُسکی دوستی ہی مین مشغول رہتے اور خلق کا کیا حال ہوتا۔ آپنے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل روز ازل ہی مین دوستی و محبت سے دل بھر گیا تھا اب اسوقت کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت جبرئیل بولے کہ آپ یوسف کی محبت کم کر دیجے اس سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ مینے مشائخ رحمہم اللہ کی زبانی سُنا ہے کہ اہل سلوک کا مقولہ ہے کہ درویش جسوقت حق کی محبت کا مدعی ہو اور پھر حق کے ماسوا دل لگائے اُسپر سخت سخت بلائین نازل کیجاتی ہین۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعوی محبت کیا اور پھر یوسف کی محبت نے اُنکے جی مین گھر کیا تو اس سبب سے بلائے فراق اُنپر نازل ہوئی کہ چالیس برس تک اسی فراق مین روتے رہے۔ غرضکہ روتے روتے جب ایک مدت گذر گئی تو فرمان حق نازل ہوا کہ اگر تم یوسف کا نام بھی زبان پر لاؤگے تو تمہارا نام پیغمبرونکے دفتر سے خارج کر دیا جاویگا۔ حضرت یعقوب فرمان الٰہی کو بجالائے اور دم بخود ہوگئے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت یوسف کے بھائی اُنہین کنوئین مین ڈال کر چلے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد ایک قافلہ سوداگرون کا اُدہر سے گذرا کئی آدمیونکو جو پیاس لگی تو کنوئین سے پانی بھرنے آئے اور ڈول کنوئین مین ڈالا۔ حضرت یوسف نے وُڈول پکڑ لیا بھرنے والے نے جو نگاہ کی تو اُنہین نکال لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو کہا مین بنی آدم ہون میرا قصہ طویل ہے۔ روایت ہے کہ کنوئین سے نکلتے ہی آپکے حسن کا آوازہ دور دور ہوگیا یہ غلغلہ آپکے بھائیون نے بھی سُنا سمجھ گئے کہ شاید یوسف کنوئین سے نکل آیا۔ وہ سب کے سب اکٹھے ہو کر قافلہ والونکے پاس آئے اور کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے۔ سوداگرون نے حضرت یوسف سے پوچھا کہ کیا تم انکے غلام ہو اُنہون نے کہا ہان مین انکا غلام ہون سوداگر بولے کہ تم بیچتے ہو حضرت یوسف کے بھائی بولے کہ ہان ہم بیچتے ہین۔ القصہ کھوٹے سترہ روپیونکو اُنہون نے بیچ ڈالا۔ حضرت یوسف آبدیدہ ہوئے اور دل مین کہا سبحان اللہ میری قیمت یہی ہے۔ جبکہ یہ کلمہ آپ کی زبان سے حسرت و یاس کے ساتھ نکلا تو فرمان الٰہی ہوا کہ اے یوسف جبکہ تو نے اپنے آپ کو کمتر جانا تو اب ہم تجھے تیری قیمت دکھادینگے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد

فرمایا کہ اس کم قیمت اُٹھنے کا سبب یہ ہے کہ ایک روز حضرت یوسف آئینہ لیکر اپنا مُنہ دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے کہنے لگے سبحان اللہ خدا تعالےٰ نے کس درجہ مجھے حسین بنایا ہے اگر مجھے کوئی بازار مین لیجاے تو بہت ہی قیمت اُٹھے کہ کوئی دے بھی نہ سکے۔ پس اے درویش چونکہ حضرت یوسف نے خود بینی کی تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کھوٹے سترہ ملے۔ جو شخص اپنے آپ کو یہ سمجھتا ہے کہ مین بھی کچھ ہون تو اُسکا یہی حال ہوتا ہے جو یوسف کا ہوا اور جو اپنے آپ کو ناچیز سمجھتا ہے اُسکی قیمت خدا کے سوا اور کوئی نہین جان سکتا۔ منقول ہے کہ سوداگر حضرت یوسف ؑ کو خرید کر چلدیے چلتے چلتے مصر مین پہونچے سر بازار یوسف کو کھڑا کیا۔ مصر کے سوداگر جمع ہوئے ہر ایک قیمت بڑہاتا تھا جب یہ خبر عزیز مصر کو پہونچی وہ اپنے اعیان دولت کے ساتھ خریداری کے لیئے بازار مین آیا اور کہا

بازار حسن جملہ خوبان شکستۂ	رہ نیست کز تو ہیچ خریدار بگزرد

غرضکہ بہت سا خزانہ دیکر یوسف کو خریدا جب آپنے دیکھا کہ اتنا گنج میری قیمت مین آیا تو یہ افسوس ہوا کہ اگر میرے بھائی یہان موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میری کسقدر قیمت ہے۔ جون ہی یہ بات آپکے جی مین آئی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے یوسف قیمت تو تیری وہی ہے جو تیرے بھائیون کے سامنے ہوئی۔ اسکے بعد حضرت خواجہ فرمانے لگے کہ یہ خطاب آپ پر اسوجہ سے تھا کہ کہین خود بینی نہو جائے اور دلمین غرور نہ سما جائے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ہان جو دوست اپنے اللہ ہو اُسکو بھی اس صورت مین ایسا ہی خطاب ہوگا جو حضرت یوسف کو ہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے فراق کو یوسف کے وصال سے بدلنا چاہا تو اُن کے بھائیون کی معرفت خبر بھیجی۔ حضرت یعقوب مصر تشریف لائے حضرت یوسف علیہ السلام نے آپ کی پیشوائی کے لیئے بہت سی فوج بھیجی کہ جو صف بصف جارہی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے ہر فوج کو دیکھ رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ شاید میرا یوسف نہین ہو۔ فوجونکے گزرنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری آئی آپنے حضرت یعقوب کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اُترنا چاہا۔ پھر جب اُنکی نگاہ پڑی تو اُترے حضرت یعقوب بہت شوق سے دوڑکر حضرت یوسف سے لپٹ گئے اُسوقت حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے یوسف تمنے گھوڑے سے اُترنے مین دیر کی فوراً باپ کو دیکھتے ہی اُتر پڑتے

اسلئے تمہاری اولاد میں کوئی پیغمبر ہوگا۔ غرضکہ جب حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو بغل میں لیا بہت ہی نحیف اور شکستہ استخوان پایا سخت متعجب ہوئے کہ تم تو بہت ہی دبلے ہو میں تو سمجھا تھا کہ تم اس ناز و نعمت میں ہو بڑے خوش و خرم اور موٹے تازے ہوگے اسکی وجہ کیا ہے کہ معاملہ برعکس دیکھتا ہوں۔ آپنے کہا اے میرے باپ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب میں کھانے میں ہاتھ ڈالتا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر مجھے متنبہ کر جاتے تھے کہ اے یوسف تیرا باپ یعقوبؑ تیرے فراق میں ہے بس میں بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتا اور کھانا زہر معلوم ہونے لگتا۔ اب تک میرا یہی حال ہے۔ آسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حسن و خوبصورتی کے بیس حصے مقرر کیے اُس میں سے اُنیس حصے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو رب العالمین نے عطا فرمائے۔ اور ایک حصہ ساری خلق کو مرحمت فرمایا۔ آسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسف کا رنگ ایسا صاف و شفاف تھا کہ سارا کھانا پینا اور اُسکا رنگ حلق سے نیچے اُترتا ہوا صاف دکھائی دیا کرتا تھا پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ مصر میں حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں ایسا قحط پڑا کہ بارہ برس تک رہا خلق بھوک پیاس سے عاجز ہوگئی اور رونے لگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مناجات کی اُسوقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا فرمان الٰہی یہ ہے کہ خلق بھوکی مریگی اور ہلاک ہوگی دعا نہ مانگو۔ تمہیں یہ چاہیے کہ محل پر کھڑے ہو جاؤ اور ساری خلق کو بلا کر چہرہ سے برقع اُٹھا دو کہ خلق تمہارا مُنہ دیکھکر بھوک کی آفت سے بچ جاویگی۔ حضرت یوسفؑ نے اسیطرح کیا۔ جوق جوق خلق آتی تھی اور آپکا چہرۂ انور دیکھکر سیر ہوکر واپس جاتی تھی سات روز تک اُنہیں بھوک پیاس کی حاجت نہ رہتی تھی۔ آپکا نورانی چہرہ دیکھکر سب کے سب ایک حالت استغراق میں ہو جاتے تھے۔ یہ بیان فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ اہل سلوک نے اس باب میں ایک عارفانہ قول کہا ہے کہ خلق کو تو حضرت یوسفؑ کے مُنہ دیکھنے سے ایک ہفتہ سیری ہوتی تھی۔ قیامت کے دن حق جل و علےٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے جمیع مسلمانوں کو بہشت میں داخل کرکے اُنپر اپنی تجلی فرمادیگا اور دولت دیدار سے مشرف فرمائیگا۔ کیا عجب ہے کہ ایک دفعہ کے دیکھنے سے ستر ہزار برس تک مدہوشی رہے۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ جب حضرت یوسفؑ کو نہلایا کرتے تو آپکے گرداگرد قناتیں

پردے کھڑے کرتے کہ کسی کی نہ نظر پڑے اور نہ نظر لگے اور جبکہ حضرت یوسف سوداگرون کے ہاتھون بکے اور چشمۂ آب پر پہونچے تو سوداگرون نے کہا جاؤ نہا آؤ۔ حضرت یوسف پانی مین قدم رکھتے ہی آبدیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ سبحان اللہ میرے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام میری اتنی حفاظت کرتے تھے کہ جب مجھے نہلایا کرتے تھے تو پردے لگادیا کرتے تھے آج مین ننگا ہی نہاتا ہون کُل پانی کے جانور میرا ستر دیکھین گے۔ یہ خیال آپکے جی مین آتا تھا کہ حضرت جبرئیل کو حکم ہوا کہ یوسف کے آس پاس نور کی قناتین لگادو کہ جانوران آبی وغیرہ آنکے جسم کو نہ دیکھ سکین حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ فرماکر آبدیدہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ ہر صاحب عزت کو آخر مین خواری ہوتی ہے اور ہر ذلیل کو عزت دیجاتی ہے مگر وہ لوگ بچے رہتے ہین اور ہمیشہ عزیز رہتے ہین جنہین اللہ پاک کے نام لینے کی وجہ سے عزت ہے۔ آپ یہ بیان فرماکر حجرہ مین تشریف لے گئے مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

چھٹی مجلس۔ ۲۰ ماہ رمضان المبارک ۵۸۹ھ

گفتگو حضرت اسماعیل کے بارہ مین ہو رہی تھی کہ دولت قدمبوسی حاصل ہوئی مجلس مبارک مین مولانا شمس الدین یحیےٰ۔ مولانا برہان الدین غریب اور دوسرے عزیز بھی حاضر خدمت تھے کہ آپنے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنا کئے شکرانہ مین مع اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے دوگانہ ادا کیا تو حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے ابراہیم خلیل اللہ یہ لڑکا تمہارا پیغمبر مرسل ہوگا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور کہا اے اخی جبرئیل یہ بتاؤ کہ اسکی اولاد سے کتنے پیمبر ہونگے کہا اسکی نسل سے کوئی پیغمبر نہوگا تو آپ دلتنگ ہوئے کہ ایک کی اولاد سے تو ستر ہزار پیغمبر اور دوسرے کی اولاد سے ایک بھی نہین۔ اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر آئے اور کہا اے ابراہیم فرمان حق ہے کہ مین اسماعیل کی اولاد مین سے ایک ایسا پیغمبر پیدا کرونگا کہ وہ ستر ہزار پیغمبرون سے بھی بدرجہا بہتر ہوگا یہ زمین وآسمان صرف اُسی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہین اگر مین اُسے پیدا نکرتا تو البتہ زمین وآسمان اور اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا نکرتا۔ اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل کو قربانی کے لئے لٹایا اور چاہتے تھے کہ راہ خدا مین قربان کرین کہ حضرت

سہیل بولے کہ اے میرے باپ آپ میرے ہاتھ پاؤن باندہ دیجیے مجے خوف ہے کہ مین ذبح کے وقت شدت تکلیف سے ہاتھ پاؤن مارون اور وہ کہین نافرمانی کا سبب ہو جاوے اور مجے اور آپ کو شرمندگی اٹھانی پڑے اور قیامت کو یہ پکارا جاوے کہ یہ ہمارا اسحاب نہ تھا۔
اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کے سر مبارک پر آرہ رکھا گیا اور چیرنا شروع ہوا تو آپنے درد کی شدت سے چلانا چاہا۔ ندا آئی کہ اے زکریا اگر تونے آہ بھی کی تو پیغمبرون کے دفتر سے نام خارج ہو جاوے گا۔ وہ دم بخود ہو گئے۔
اسکے بعد دعا کے بارہ مین گفتگو شروع ہوئی۔ ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کی معافی کے لئے دعا مانگی تو یہ فرمان ہوا کہ اے آدم جب تک تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو گے دعا تمہاری قبول نہوگی جب حضرت آدم علیہ السلام نے درود پڑھکر دعا مانگی قبول ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ حضرات مفسرین نے اسکی تفسیر مین یہ لکھا ہے کہ وہ کلمات یہ تھے اَلصَّلٰوۃُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ اے درویش جب دعا شرائط کے ساتھ مانگی جاتی ہے تو ضرور ہی قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیثون مین صراحۃً مذکور ہے اور کلام الٰہی مین ان الفاظ سے مسطور ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْاِجَابَةِ
اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ ایک شخص شیخ ہرات کے مریدون مین سے سفر کو گیا اور ایک مدت دراز کے بعد پھر حاضر خدمت شیخ ہوا انہون نے پوچھا کہ تونے اس سفر مین کن کن بزرگون اور اولیاؤن سے ملاقات کی۔ کہا مین قطب العالم کی زیارت سے مشرف ہوا ہون شیخ ہرات بولے کہ تونے یہ بھی پوچھا کہ مرد کامل کون ہے اور نیم مرد کون۔ کہا مینے دریافت کیا تو انہون نے فرمایا کہ کامل مرد تو وہ ہے جو محنت کر کے ایک شے حاصل کرے اور اپنے بھائی کے سامنے لارکھے اور وہ دونون کھائین۔ اور نیم مرد وہ ہے کہ ہوا مین اڑے۔ پانی پر مصلا بچھا کر نماز پڑہے۔ اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ رابعہ بصری کے ساتھ دجلے کے کنارے گئے جب نماز کا وقت ہوا خواجہ حسن نے پانی پر مصلا بچھایا اور نماز پڑھنی شروع کی۔ رابعہ نے ہوا پر زمین سے ادھر مصلا بچھایا اور نماز پڑہنے لگین

خواجہ حسنؒ نے نماز کے بعد حضرت رابعہ کو نہ پایا حیران ہو کر سر اونچا کیا دیکھا تو ہوا پر نماز پڑھ رہی ہیں جب وہ نماز سے فارغ ہولیں تو پوچھا کہ رابعہ یہ کیا بات ہے۔ کہا بات کیا ہے پانی پر چلو گے ایک تنکے کی برابر ہو گے کہ وہ بھی پانی پر تیرتا ہے۔ اور جو ہوا میں اُڑو گے تو مکھی جیسے ہو گے کہ وہ بھی ہوا میں اُڑتی ہے۔ آدمی کا دل ہاتھ میں لو کہ کچھ آدمی بنو۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقی ہوئے اور اُن سے دریافت کیا کہ آپ نے خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ سُنا ہو تو بیان فرمائیے۔ حضرت خضر علیہ السلام بولے کہ مینے صحبت کے بارہ میں اُن سے یہ کلمات سُنے ہیں کہ یَا خَضِرُ مَنْ ظَنَّ اَنَّہٗ خَیْرٌ مِّنَ الْکَلْبِ لَا یَصْلُحُ الصُّحْبَۃَ مَعَہٗ (یعنے اے خضر جسنے یہ گمان کیا کہ میں کتّے سے بہتر ہوں تو وہ صحبت کے لائق نہیں ہے۔ حضرت خواجہ یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ اذان ہو گئی آپ نماز میں مصروف ہو گئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ لوگ اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے۔ الحمد للہ علے ذٰلک۔

ساتوین مجلس ۔ ۵ ماہ شوال روز دوشنبہ ۶۸۹ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ مجلس مبارک میں مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ امیر حسن علا سجزی اور دوسرے اصحاب عظام بھی حاضر خدمت تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھ رہے تھے جب اُس مقام پر پہونچے کہ جہان یہ لکھا ہوا تھا کہ بلا ہمنے اپنے دوستون کے لیئے پیدا کی ہے وہ بلا کو آرزو سے طلب کرینگے اور جب بلا آئیگی تو صبر کرینگے۔ یہ پڑھکر حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی بلا کی آرزو کی اُسیوقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے داؤد تم بلا مانگتے ہو۔ آپ سے سہار نہ سکو گے۔ کہا مجھے اُنکی ذات سے امید ہے کہ مین بلا پر صابر رہونگا۔ القصہ ایکدن آپ زبور پڑھ رہے تھے کہ فرمان آیا اے داؤد بلا کے لیئے تیار ہو جاؤ کہ آج بلا کے نازل ہونیکا دن ہے وہ زبور ہی پڑھ رہے تھے کہ ایک خوش رنگ جانور آپکے سامنے آکر بیٹھا کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے ایسا جانور دیکھا نہ تھا آپنے اُسکے پکڑنے کا ارادہ کیا مصلّے سے اُٹھ کر زبور کو طاق مین رکھا اور اُسکے پکڑنے کو دوڑے وہ سامنے سے اُڑ کر زینہ پر جا بیٹھا۔ جب آپ

زینہ کے پاس آئے تو وہ کوٹھے پر جا بیٹھا۔ قضارا اوریا کی بیوی اپنے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی سر دھو رہی
تھی۔ یہ جو اسے پکڑنے کے لیے کوٹھے پر چڑھے تو انہوں نے اُسے دیکھا اور آپنے انہیں۔ چونکہ وہ
ننگی بیٹھی ہوئی تھی جھٹ پٹ اپنے سر کے بال ہلا کر سارے جسم پر پھیلا لیے جس سے سارا جسم اسکا
ڈھک گیا۔ مگر حضرت داؤد اُسے دیکھتے ہوئے متحیر ہو گئے اور جی میں کہا سبحان اللہ جسکے سر کے بال
اتنے لمبے ہیں اسکی خوبصورتی کا کیا ٹھکانا۔ اسیوقت عشق کا ولولہ آپکے دل میں اُٹھا اور اُسکے
عشق میں بے چین ہو گئے۔ صبر و قرار جاتا رہا اوریا کو ایک لڑائی پر بھیجا وہ اُس لڑائی میں شہید
ہو گیا۔ آپنے ایک مدت کے بعد اُسے نکاح کا پیام دیا اُسنے قبول کیا۔ نکاح ہو گیا۔ اس واقعے کو تھوڑے
ہی دن گذرے تھے کہ ایکدن دو آدمی آپس میں جھگڑتے ہوئے آئے اور آکر بیان کیا کہ حضرت اسکے پاس
ننانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس ایک بھیڑ تھی اسنے از راہ زبردستی وہ بھی مجھ سے چھین لی
آپنے فرمایا کہ یہ بہت بری بات ہے اور بالکل ناواجب ہے اسکی بھیڑ اُسکو واپس دے تو نے بہت
ظلم کیا وہ تو یہ حکم سنکر غائب ہو گئے اور آپکے دلمیں کھٹکا ہوا کہ ہو نہ ہو یہ خطاب تو میرے ہی لیے
تھا کیونکہ میں نے ہی ایسا کام کیا ہے یہ سوچکر گھر میں آئے اور سب کو وداع کر کے جنگل میں گئے اور
سجدہ کیا۔ اس لغزش کی وجہ سے بائیس برس تک روتے رہے اُسوقت فرمان ہوا کہ اے داؤد
کیوں روتے ہو۔ عرض کیا کہ اس آنکھ سے بڑا قصور ہوا ہے اسلئے اسکی تلافی اسی سے چاہتا ہوں

فرد

گر چشم نہ دیدی نہ شدی خانہ خراب — بس خانہ کہ شد خراب از کردۂ چشم

لکھا ہے کہ آپ اتنے روئے تھے کہ آپکے رخساروں سے گوشت تک گل کے گر پڑا تھا فرمان
ہوا کہ اے داؤد ہم تمہاری توبہ اس شرط پر قبول کرینگے کہ تم اوریا کو راضی کر لو۔ حضرت داؤد
علیہ السلام اُٹھے اور جہاں وہ مدفون تھا گئے۔ وہ ایک کنواں سا تھا وہاں جاکر آواز دی
کہ اے اوریا تو مجھ سے راضی ہے آواز آئی کہ ہاں راضی ہوں۔ حکم ہوا تمہیں پوچھنا نہ آیا اس طرح
نہ پوچھو بلکہ اپنے جرم کا نام لے کر اُس سے پوچھو اور معافی چاہو تو البتہ تمہاری دعا قبول ہے
چونکہ توبہ کی قبولیت کا وقت آگیا تھا اللہ تعالیٰ نے اوریا کو آپ پر مہربان کر دیا تھا آپ گئے
اور ساری کیفیت بیان کی اور معافی چاہی اور کہا کہ تو مجھ سے راضی ہے اُسنے کہا ہاں میں
تم سے راضی ہوں اُسوقت توبہ آپکی قبول ہوئی۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا

کہ حضرت داؤد علیہ السلام بڑے خوش آواز تھے جب آپ زبور پڑھا کرتے تھے تو اڑتے جانور خوش آوازی کے سبب ٹھہر جاتے اور آپکے سر مبارک پر سایہ کیئے کھڑے رہتے پھر سبکے سب بیہوش ہوجاتے۔ آپکے بعد آپنے یہ فرمایا کہ جب وصال کا وقت قریب پہونچا تو حضرت جبرئیل تشریف لائے اور صحیفہ کاغذ آپ کو دیا اُسمین بیس مسئلے لکھے ہوئے تھے اور کہا کہ فرمان الٰہی یہ ہے کہ آپکے صاحبزادون مین سے جو انکا جواب دے وہی آپ کی خلافت کے لائق ہے۔ آپنے اپنے سب فرزندون کو جمع کیا اور اُنسے جواب مانگا کوئی جواب نہ دے سکا مگر جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی باری آئی تو آپنے سب مسائل کا جواب پورے طور سے دیا یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمانے لگے ازل ہی مین یہ ملک حضرت سلیمان علیہ السلام کے نامزد تھا کیون نہ شافی جواب دیتے کسقدر وسیع و عظیم ملک اُنہین دیا گیا کہ نہ آنکے بعد اور نہ اُنسے پہلے کسیکو اتنی حکومت میسر ہوئی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسا الہام عطا فرمایا تھا کہ وہ کل جانوران آبی و خشکی کی بولی سمجھتے تھے اور وہ سبکے سب اُنکے تابعدار تھے اور تمام جن و انس اور شیاطین اُنکے فرمانبردار حضرت سلیمان کے پاس ایک تخت ایسا وسیع تھا کہ بارہ ہزار بنی اسرائیل اُسپر بیٹھتے تھے اور وہ تخت ہوا پر اڑا کرتا تھا ایک مہینہ کا رستہ ایک دن مین طے کرتا تھا۔ صبح کہین ہوتی شام کہین ہوتی۔ آپکے مطبخ کا اتنا خرچ تھا کہ ستر ہزار اونٹ روزانہ نمک کے آتے تھے اور وہ روز خرچ ہوجاتا تھا اسپر قیاس کرلینا کافی ہے کہ جنس کتنی خرچ ہوتی ہوگی۔ مگر آپ اُسمین سے رائی برابر بھی نہ کھاتے تھے۔ زنبیل بن کر اُسکی قیمت سے اوقات بسری کرتے۔ رات کو درویشون کی خدمت مین حاضر ہوتے۔ مسجدون مین جاتے۔ غریبون کی خبر لیتے۔ اُن سے اپنے حق مین دعائے خیر کراتے حضرت خواجہ یہ بیان فرماکر یاد الٰہی مین مشغول ہوگئے۔ مجلس برخاست ہوگئی الحمد للہ علی ذالک۔

آٹھوین مجلس۔ روز پنجشنبہ۔ ۲۵ ماہ شوال ۶۸۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مجلس مبارک مین اُس روز مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا برہان الدین غریب۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ شیخ نصیر الدین محمود۔ مولانا یوسف کلاکھیڑی۔ اور دوسرے

سفیار رحمہم اللہ بھی حاضر خدمت تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ جس رات حضرت موسے علیہ السلام
پیدا ہوئے تو فرعون سوتے سوتے یکایک چونک پڑا اور تھرا اٹھا اور سارا بدن اُسکا کانپنے لگا۔
وزیرون کو بلوایا اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس سے میری مملکت مین خلل واقع ہوگا۔ وہ
شخص پیدا ہوگیا ہے۔ منقول ہے کہ فرعون نے پہلے سے قوم بنی اسرائیل پر دائیان مقرر کر رکھی
تھین کہ جسکو حمل ہو اُسکا حمل گرا دیا جاوے۔ یا کسی کے ہان لڑکا پیدا ہو تو فوراً اطلاع ہو کہ وہ ہلاک
کر دیا جانے۔ غرضکہ اُس لعین کو جب خبر لگی تو اُس نے جلتے تنور مین ڈلوا دیا۔ موقع پاکر جب
آپ کی بہن تنور کے پاس آئین دیکھا تو آگ اُسکی بجھی پڑی ہے اور آپ زندہ وسلامت پڑے
ہوئے انگوٹھا چوس رہے ہین وہ یہ کیفیت دیکھکر دوڑی دوڑی ماں کے پاس گئین اور اُنہین لیکر
آئین تو اُنہون نے جھٹ پٹ اُس مین سے نکال لیا اور فرعون کے خوف سے ایک صندوق مین بند
کر کے دریا مین ڈال دیا اور خدا کی سپرد کیا وہان موج کو حکم ہوا کہ یہ صندوق فرعون کے محل کیطرف
بہے اور ہوا کو حکم ہوا کہ اُس طرف لیجا۔ قضارا فرعون اور اُسکی بی بی دونون لب دریا بیٹھے ہوئے
تھے کہ یکایک اُنکی نظر اسی صندوق پر پڑی۔ آسیہ نے کہا اے فرعون دیکھ یہ کیا ہے اُس نے
جتنی ملاح تھے اُنکو حکم دیا کہ دیکھو یہ صندوق ڈوبنے نہ پائے باحتیاط تمام جلد نکال کر لاؤ۔ وہان کیا تھا
حکم کی دیر تھی ملاح دریا مین کود پڑے اور ہاتھون ہاتھ لا حاضر کیا کھولا تو ایک لڑکا نہایت حسین
وجمیل انگوٹھا چوستا پایا۔ فرعون تو دیکھتے ہی چونکا اور بی بی سے کہا کہ اگرچہ یہ لڑکا بدیہہ ہے۔ مگر
ہمارے حق مین اچھا نہین معلوم ہوتا۔ آسیہ نے جو فرعون کی بی بی تھی کہا کہ ہمارے کوئی اولاد
بھی نہین ہے اسکی پرورش کرنی چاہیئے اور بیٹا کر کے پالنا چاہیئے کہ ہمارے بعد یادگار رہے
غرضکہ فرعون نے بھی منظور کر لیا اور دائیون کے سپرد کیا۔ حضرت موسے علیہ السلام بڑی راحت
وآرام سے پرورش پانے لگے۔ آسکے بعد حضرت خواجہ فرمانے لگے کہ دیکھو فرعون کی یہ خواہش تھی
کہ جو بچہ میری مملکت کی خرابی کا باعث ہو وہ مارا جاوے اور جیتا نہ بچے مگر وہ خدا تعالیٰ کی حکمت سے
بالکل غافل تھا اور یہ نہ جانتا تھا کہ اُسکی پرورش مین خود ہی کرونگا۔ الغرض جب حضرت موسے
چار برس کے ہوئے تو ایکدن بی بی آسیہ نے آپ کو فرعون کی گود مین دیا اُسکی داڑہی تھی لمبی اور
بچون کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اکثر داڑہی پکڑ لیتے ہین پس اُنہون نے بھی لپک کر داڑہی پکڑ لی

اور وہ سے کھینچی کہ فرعون گھبرا اُٹھا اور کہا کہ دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ یہ لڑکا ہمارے لئے نامبارک ہے۔ بی بی آسیہ بولیں تمہارا کدھر خیال ہے بچے تو باپ کی داڑھی سے کھیلا ہی کرتے ہیں۔ اور بچوں کو بُرے بھلے کی تمیز نہیں ہوا کرتی اگر تمہیں یقین نہیں تو میں ایک طشت میں انگارے منگواتی ہوں اور دوسرے طشت میں سونا۔ اگر دانا ہوگا تو اُس میں ہاتھ ڈالیگا اور جو نادان ہوگا تو آگ میں۔ غرضکہ بی بی آسیہ نے دونوں طشت منگائے اور حضرت موسے کے سامنے رکھے آپ چاہتے تھے کہ سونے کے طشت میں ہاتھ ڈالیں مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا ہاتھ پکڑکر آگ کیطرف کردیا اُنہوں نے اُسمیں ہاتھ ڈالا بی بی آسیہ نے جھٹ اُٹھالیا اور کہا دیکھو میں نہ کہتی تھی کہ یہ بچہ ہے اسے بُرے بھلے کی کیا خبر اگر اسے کچھ خبر ہوتی تو آگ میں ہاتھ نہ دیتا اُسوقت فرعون کے دل کو قرار ہوا اور اُسے تسکین ہوئی۔ جب آپ کی عمر پندرہ برس کی ہوئی تو ایک دن آپ گھوڑے پر سوار مع اعیان دولت بازار گئے وہاں ایک شخص کو فرعون کی قسم کھاتے دیکھا اُسے آپنے اپنے پاس بُلالیا اور پوچھا کہ یہ کیا قسم ہے اُسنے کہا یہ تمہارے باپ کے نام کی قسم ہے کہ وہ ہمارا خدا ہے یہ سُنکر آپکو بڑا غصہ آیا اور اُسکے منہ پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ فوراً مر گیا کہتے ہیں کہ اُسوقت آپنے اسطرح کی قسم کھانے والے کئی شخصوں کو مارا۔ اور ہر ایک سے یہی کہا کہ خاک تیرے منہ میں وہ خدا نہیں ہے خدا وہ ہے جسنے مجھے اور تمہیں اور زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ جب یہ خبر فرعون کو پہونچی تو اُسنے بی بی سے گلہ کیا کہ دیکھا اُسنے ایسا ایسا کیا اور میں نہ کہتا تھا کہ یہ فرزند مبارک نہیں ہے اس سے میری بادشاہت میں ضرور خلل پڑیگا۔ بی بی آسیہ نے یہ خیال پھر کسی حیلے سے اُسکے دل سے ہٹا دیا اور اُس معاملہ کو رفع دفع کردیا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ حضرت موسے مع فرعون تخت پر بیٹھے ہوئے تھے عید کا دن تھا۔ خلق جوق جوق فرعون کے پاس آتی اور اُسے سجدہ کرتی انکو ناگوار گزرتا کہ ذات باری کے سوا دوسرے کے لئے سجدہ جائز نہیں آپ روکتے اور منع کرتے فرعون کو غصہ آتا۔ بی بی آسیہ موجود تھیں اُنہوں نے فرعون کا غصہ دیکھکر وہاں سے ہٹا دیا اور یہ کہدیا کہ اب تم کہیں چلدو یہاں ٹھہرنے کا موقع نہیں رہا۔ فرعون فوراً تمہیں قتل کروادیگا۔ تم نبوت کے بعد آنا۔ آپ یہ بات سُنکر اُسیوقت وہاں سے چلے گئے۔ چلتے چلتے وہاں پہونچے جہاں شعیبؑ کی بیٹیاں بکریاں چرارہی تھیں وہاں ایک ویران سا کنواں تھا۔ پانی اُس میں دور تھا جبتک

کسی آدمی نے مجھے نہوں پانی نہ کھینچا تھا۔ دو لڑکیاں کنوئیں پر منتظر کھڑی تھیں کہ کوئی اللہ کا بندہ
آوے تو اُس سے مدد چاہیں آپنے اُنہیں کھڑا دیکھکر پوچھا کہ تم کسکے انتظار میں کھڑی ہو۔
اُنہوں نے ساری کیفیت بیان کی یہ سنتے ہی آپ کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور تین ڈول پانی
کے کھینچے کہ سب بکریاں سیراب ہو گئیں شام کو جب گھر گئیں تو اُنکی کوکھیں تنی ہوئی دیکھکر
حضرت شعیب علیہ السلام بولے کہ کیا انکا پیٹ پھولا ہوا ہے یا پانی آج خوب شکم سیر ہو کر پیا ہے
اُن دونوں لڑکیوں نے کہا کہ حضرت آج ایک شخص ایسا ملا کہ اُس نے تن تنہا تین ڈول پانی کے
کھینچ لئے اور ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا۔ حضرت شعیب بولے کہ اے لڑکیو وہ شخص موسےٰ پیغمبر ہے
تم جاؤ اور اُنہیں بلا لاؤ۔ حضرت شعیب کی سب سے بڑی لڑکی حضرت موسےٰ کے بلانے کو آئی مگر مارے
شرم کے کچھ کہہ نہ سکی آپنے انداز روشن ضمیری اُسکا ارادہ معلوم کر لیا فرمایا اچھا میرے پیچھے ہو لے اور
اپنے مکان کیطرف کنکریاں پھینکتی چل اور جہاں کہیں موڑ ہو اُدھر بھی ایسا ہی کر کہ میں اُسی رستہ
پر چلوں۔ جونہیں حضرت موسےٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہونچے حضرت شعیب
اُن سے بغلگیر ہوئے اور اُنہیں اپنے پاس رکھا۔ القصہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اُسی لڑکی سے
جو آپ کو بلانے گئی تھی نکاح کر دیا۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو پیغمبری عطا ہوئی
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آئے اور کہا کہ اے موسےٰ حکم الٰہی یہ ہے کہ تم فرعون
کے پاس جاؤ اور اُسے ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ وہ ہماری ذات احدیت اور تمہاری رسالت کا اقرار
کرے۔ حضرت موسےٰ حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر میں آئے اور اپنی والدہ و ہمشیرہ
اور اپنے بھائی ہارون سے ملے پھر فرعون کے پاس گئے اور کہا کہ اے فرعون میں نبی مرسل ہوں
اور خدائے وحدہ لاشریک نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ تو اُسکی خدائی اور اپنی عبودیت اور
میری رسالت کا اقرار کرتا کہ تجھے دردناک عذاب سے رستگاری حاصل ہو اور اگر تو ایمان نہ لائیگا
تو تجھپر بلا نازل ہوگی۔ فرعون نے یہ ساری کیفیت بی بی آسیہ سے بیان کی اور کہا کہ یہ ساری بلا
مجھپر تمہاری وجہ سے نازل ہوئی زمین اسے پالتا نہ یہ زندہ رہتا نہ پیغمبری کا اگر دعوی کرتا بی بی
آسیہ نے کہا اس میں میرا کیا قصور ہے خدا کی مرضی یہی طرح تھی خیر دیکھو جو کچھ ہونا ہوگا ہو رہیگا۔ اسکے
بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرعون کو بہت سے معجزے

دکھائے مگر وہ کمبخت ایمان ہی نہ لایا۔ ہان بنی اسرائیل مین سے ہزارون آدمی مسلمان ہو گئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو آپکے ہونے سے بڑی تقویت ہو گئی۔ خدا تعالیٰ نے فرعون کو مقہور کیا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ علماء نے کتب تفاسیر مین لکھا ہے کہ جس روز فرعون غرق ہوا اُسروز بارہ ہزار بنی اسرائیل معیت حضرت موسےٰ علیہ السلام مصر سے نکلے تھے چنانچہ اسکا قصہ یہ ہے کہ جب فرعون کو بنی اسرائیل کے نکلجانے کی خبر پہونچی تو وہ ستر ہزار سوار اور بہت سے پیادون کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور بنی اسرائیل کا تعاقب کیا۔ کہتے ہین کہ کل فرعونی سپاہی تازی گھوڑون پر سوار تھے پگڑیان انکی زرد جواہر سے مرصع تھین ہر گھوڑے کے گلے مین سونیکا طوق تھا غرضکہ وہ نہایت جاہ و جلال کے ساتھ ننگی تلوارین کیئے ہوئے نکلے اتنے مین دن نکل آیا اور سورج کی کرنین تلوارون پر پڑین سارے جنگل مین ایک عالم چکاچوند کا سا ہو گیا۔ بنی اسرائیل اُسوقت تک دریائے نیل کے کنارے تک پہونچ چکے تھے مگر فرعونی فوج آتے دیکھ گھبرا اُٹھے اور حضرت موسےٰ سے عرض کرنے لگے کہ حضرت ہمارے تو زن و فرزند سے ایک کو بھی زندہ نچھوڑینگے حضرت موسےٰ علیہ السلام جناب باری مین مناجات کرنے لگے اور یہ دعا مانگنے لگے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اُسیوقت آپ پر وحی آئی کہ اے موسےٰ تم دریائے نیل پر اپنا عصا مارو۔ دریا تمہین رستہ دیگا پس آپنے حسب فرمان الٰہی دریا مین ایک عصا مارا۔ عصا کے لگتے ہی دریا بارہ جگہ سے شق ہو گیا اور تمہین سے بارہ رستے پیدا ہو گئے حضرت موسےٰ معہ اپنی قوم کے دریا سے گزر گئے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ۚ (پھر حکم بھیجا ہمنے موسےٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر جب موسےٰ نے عصا مارا تو وہ پھٹ گیا اور ہر پھانک پہاڑ جیسی بن گئی) جب بنی اسرائیل دریا سے پار ہو گئے تو حضرت موسےٰ نے چاہا کہ واپس جا کر عصا دریا مین مارین کہ دریائے نیل پھر اپنی اصلی حالت پر ہو جاوے تو وحی آئی وَاتْرُکِ الْبَحْرَ رَھْوًا۔ یعنے اے موسےٰ تو دریا کو اسی حال پر رہنے دے۔ چنانچہ فرعون جب لب دریا پہونچا تو دریا کو پھٹا ہوا پایا اور بنی اسرائیل کو صحیح سلامت دریا کے پار دیکھا تو فرعون نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو دریا میرے خوف سے کسطرح پھٹ گیا ہے تاکہ مین اپنے

مقربوں کو گرفتار کر لوں۔ اسوقت فرعون نے اپنی خدائی کی تجدید کی اور سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں تمہارا بڑا رب ہوں۔ کل مقربین اُسکے سجدہ میں گر گئے اور سب نے اُسکی خدائی کا اقرار کیا (نعوذ باللہ منہا) حضرت موسےٰ دریا پار یہ ساری کیفیت دیکھ رہے تھے کہ فرعون نے حکم دیا کہ ہاں اب دریا سے پار اترو۔ چنانچہ فرعون اور سب اُسکے ساتھی دریا میں روان ہوئے۔ جب بیچ دریا میں آئے خدا تعالےٰ کے حکم سے دریا ایک ہو گیا اور پانی آپس میں مل گیا فرعون مع اپنے خدم وحشم غرق آب ہوا اُسکے ساتھیوں میں سے ایک بھی نہ بچا۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے قہر سے ہر وقت ڈرنا چاہیئے دیکھو ذرہ قہر خداوندی نے فرعون اور اُسکے سب ساتھیوں کو نیست ونابود کر دیا۔ حضرت خواجہ یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں اذان ہو گئی آپ نماز میں مصروف ہوئے مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نویں مجلس۔ یوم شنبہ۔ ۲۵ ماہ ذی الحجہ ۶۰۹ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ اس روز مجلس مبارک میں پانچ درویش تو خاندان چشت سے آئے ہوئے تھے۔ اور شیخ بہاء الدین غزنوی، مولانا جلال الدین، مولانا عماد الدین مذکر مع برادر خورد اور دیگر اصفیا بھی حاضر خدمت تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارہ میں گفتگو تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اُنکی والدہ عفت پناہ بی بی مریم یہودیوں کے خوف سے جنگل کے ایک جانب چلی گئیں وہیں انہیں دردزہ شروع ہوا اور حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے اُسوقت اُنکے پاس نہ کوئی اُنکا ہمجنس تھا نہ پانی تھا جو بچہ کو نہلاتا دھلاتا یا اُنکا کوئی کام کرتا۔ بی بی مریم بہت گھبرائیں ندا آئی کہ اے مریم غم نہ کھا۔ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور اس کھجور کے درخت میں کھجوریں لگادی ہیں تو اسے ہلا کھجوریں کھا اور پانی پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ بی بی مریم نے ایسا ہی کیا اور حضرت عیسےٰ کو غسل دیا اور اپنی گود میں اُٹھایا ناگاہ شہر میں ایک غل مچگیا کہ مریم کے بچہ پیدا ہوا ہے اور وہ بے باپ کا ہے۔ بہت سے لوگ جمع ہو کر حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس گئے کہ اُن سے جاکر حال معلوم کریں اور اوسکے باپ کا پتا لگائیں حضرت زکریا نے اُن لوگوں کو بہت سمجھایا کہ خدا تعالےٰ اسپر قادر ہے کہ بے باپ کے فرزند پیدا کردے کچھ تعجب کی بات نہیں ہے مگر اُن لوگوں نے ایک بات بھی

نہ مانی بلکہ اور وہ بے تصدیق ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ انکو
تم عیسے کے پاس لیجاؤ کہ وہ طفل شیر خوار ہی انکی تشفی کر دیگا۔ غرضکہ حضرت زکریا علیہ السلام ان سب
لوگون سمیت بی بی مریم کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا کہ بتاؤ یہ لڑکا کس سے پیدا ہوا انہون نے
انگلی سے بچہ کیطرف اشارہ کر دیا کہ اس سے پوچھو جو کچھ نہین پوچھنا ہے مجھسے کیا پوچھتے ہو
لوگون نے کہا بھلا ہوتا بچہ بھی کہین بولا ہے۔ حق تعالیٰ نے حضرت عیسے علیہ السلام کو گویا کیا
انہون نے نہایت فصیح لفظون مین کہا کہ اے نادانو جان جاؤ کہ مین خدا کا بندہ ہون اور وہ میرا
پروردگار ہے اور مین اُسکا پیغمبر ہون اُسنے مجھے اپنی قدرت کاملہ سے بے باپ پیدا کیا ہے اُسے
ہرطرح کی قدرت ہے یہ سُنتے ہی اکثر لوگون کی تسلی ہو گئی اور مان گئے۔ آپکے بعد حضرت خواجہ
ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت عیسے علیہ السلام جوان ہوئے اور رسالت عطا ہوئی تو
حضرت جبرئیل آپکے پاس آئے اور کہا کہ پروردگار کا حکم یہ ہے کہ کافرون کو ایمان کی تلقین
کرو حضرت عیسے علیہ السلام نے اُسیوقت سے ابلاغ رسالت شروع کر دی طرح طرح کے معجزے بھی
دکھلائے مگر وہ ازلی بدنصیب ایمان نہ لاتے تھے بلکہ ہنستے تھے اور کہتے کہ اسنے جادو بہت اچھا کیا
ہے اور اس فن مین بڑا کمال پایا ہے کہ مردے زندہ کرتا ہے۔

منقول ہے کہ ایکمرتبہ کافرون نے جمع ہو کر یہ کہا کہ اگر آپ کسی مردہ کو زندہ کر دین تو جب ہم جانین
اور آپ ایمان لائین۔ اُسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کو حق تعالیٰ نے یہ معجزہ
عطا فرمایا ہے آپ ان سے اقرار کر لین اور معجزہ دکھائین چنانچہ آپنے فرمایا کہ اچھا کوئی مردہ لاؤ کہ مین
اُسے زندہ کرون وہ لوگ ایک مردہ لے آئے آپنے دوگانہ ادا کر کے ایک سجدہ کیا اور جناب باری مین
دعا مانگی ابھی آپنے سجدہ سے سر بھی اُٹھایا تھا کہ وہ مردہ زندہ ہو کر بول اُٹھا اور کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ
عِیسٰی رُوحُ اللہِ جس جس کے نصیب مین ایمان کی دولت ہاتھ آنی تھی وہ تو ایمان لے آئے
اور جو بدنصیب تھے اُنہون نے جادو بتایا اور ایمان نہ لائے۔ آپکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب کافرون
نے آپ پر بہت ہجوم کیا اور ستانا چاہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت عیسے علیہ السلام
کو چوتھے آسمان پر لیگئے۔ حق تعالیٰ نے اُنہین وہین رہنے کا حکم دیا کہ ابھی دنیا کی آلایش اُنکے
پاس ہے۔ پھر آپنے حضرت خضر علیہ السلام کی حکایت بیان فرمائی کہ اُنہین ابدی حیات عنایت

ہوئی ہے۔ اُنہوں نے کل انبیاء اور اولیاء کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں اب نبوت بند ہو گئی مگر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کا حال دیکھتے ہیں اور اُن سے پہلے اولیاء اُن کے حالات بیان کیا کرتے ہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ اسوجہ سے زندہ رکھے گئے ہیں کہ وہ دریا سے ڈوبتے ہوؤں کو بچائیں اور اُنکی دستگیری کریں حضرت خواجہ یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ اذان ہو گئی آپ تو نماز میں مصروف ہو گئے۔ خلق اپنے اپنے مقام پر واپس گئی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

دسویں مجلس۔ یوم جمعہ۔ ۱۸ ماہ ذی الحجہ ۵۸۹ھ

دولت پابوس حاصل ہوئی۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ مولانا شہاب الدین اور بہت سے صوفیاء کرام رحمہم اللہ حاضر خدمت تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہو رہا تھا ارشاد فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام بڑے خدا ترس پیغمبر تھے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے کبھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہتے اُنکی قوم نے اغلام کرنا شروع کر دیا۔ ہر چند آپ سمجھاتے کہ یہ بہت بُرا فعل ہے اس سے باز آؤ مگر وہ نہ مانتے۔ لکھا ہے کہ جب اُس قوم میں یہ دس خصلتیں پیدا ہو گئیں تو اُنپر آسمان سے پتھر برسے اور زمین کو حکم ہوا کہ انہیں پکڑ۔ چنانچہ وہ سب کے سب زمین میں دھنس گئے۔ وہ دس خصلتیں یہ تھیں۔ (۱) شراب خوری (۲) رنگین اور سرخ کپڑے پہننے۔ (۳) اغلام بازی (۴) تنگ کپڑے پہننے (۵) غلیل بازی (۶) کبوتر بازی (۷) اغیبتین کرنا (۸) گانا بجانا مسخرگی۔ گلی درگلی آوارہ پھرنا۔ (۹) ایک کا دوسرے کی شرمگاہ کو تاکنا (۱۰) حضرت لوط علیہ السلام سے برابری کرنی اور اُنکا کہا نہ ماننا۔ یہ بیان فرما کر حضرت خواجہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان خصلتوں کے سوا ایک اور بھی خصلت ہے جو میری امت میں ہوگی۔ اور وہ یہ ہوگی کہ عورتیں عورتوں سے چپٹی بازی کرینگی۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ مینے تفسیر کی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ جب ایسا زمانہ آویگا تو آسمان سے پتھر برسیں گے۔ وبا کثرت سے پھیلیگی طرح طرح کی نئی نئی بیماریاں پیدا ہونگی۔ عالم میں فساد برپا ہوگا۔ آپ یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ اذان ہو گئی۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر تو نماز میں مصروف ہوئے خلق اپنی اپنی جگہ واپس گئی

گیارہوین مجلس روز پنجشنبہ ۹ ماہ صفر ۶۹۰ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی۔ مولانا برہان الدین غریب۔ مولانا شمس الدین یحییٰ۔ اور دوسرے اصفیا بھی حاضر خدمت تھے۔ ماہ صفر کا ذکر ہو رہا تھا آپنے ارشاد فرمایا کہ صفر گران مہینا ہے۔ دنیا مین جتنی بلائین بنی آدم پر اُترتی ہین وہ سب اسی مہینہ مین نازل ہوتی ہین۔ مینے کتب قدیمہ مین لکھا دیکھا ہے کہ اس مہینہ مین ایک لاکھ چوبیس ہزار بلائین نازل ہوتی ہین پس سب لوگون کو چاہیئے کہ اس مہینہ کو عبادت آلہی سے معمور رکھین تاکہ خدا کے حفظ و امان مین رہین۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ (یعنے جو مجھے ماہ صفر کے گذرجانے کی خوشخبری دیگا تو مین اُسے جنت مین داخل ہونے کی خوشخبری دونگا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسی مہینے مین بیمار ہوئے تھے اور آخر اسی بیماری مین وفات پائی۔ آسکے بعد کچھ سلوک کا ذکر چھڑ گیا ارشاد فرمایا کہ خواجگان چشت رحمہم اللہ نے سلوک کے پندرہ درجے قرار دیئے ہین۔ انہین سے پانچوان درجہ کشف و کرامت کا ہی جو سالک یہین اٹک رہا اور اپنے آپ کو اس مرتبہ مین ظاہر کیا تو وہ اور مدارج سے بالکل محروم رہ جاویگا پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ مرتبہ پنجم مین اپنی ذات کو ظاہر نکرے ورنہ گمراہی مین پڑ جاویگا۔ پھر آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ شیخ العالم فریدالحق والدین۔ اور شیخ بہاءالدین زکریا دونون ہم سفر تھے چلتے چلتے ایک دریا پر پہونچے وہان کشتی موجود نہ تھی اور نہ کوئی ٹھہرنے کی جگہ تھی اس مقام پر ہندؤن کا خوف زیادہ تھا۔ شیخ الاسلام نے یہ خیال کر کے پاؤن دریا مین ڈالا اور پار ہو گئے بہاءالدین زکریا وہین متفکر کھڑے رہے۔ شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ نے اپنی روشن ضمیری سے حال شیخ بہاءالدین رح کا معلوم کر کے فرمایا کہ یہ محل کشف و کرامت اسلیئے ہے کہ اپنے آپکو دشمن سے بچانا ہے۔ یہ وہ محل نہین ہے جو نقصان کا سبب ہو۔ شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور قدم مارتے ہوئے آپ بھی پار اُتر آئے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی آپنے فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ تمہارا سینا سفید کیون ہے تو انہون نے کہا کہ حق تعالےٰ نے مجھے کافور سے بنایا ہے اور مین خود اپنی پیدائش سے متفکر تھا مگر یہ عقدہ اُس دن حل ہوا جبکہ رب العالمین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لیئے

ہوا یا تین سر بالین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حاضر ہو آپ کو سوتا پایا۔ ازراہ ادب جگانا مناسب نہ سمجھا۔ فرمان ہوا کہ اے جبرئیل ہمارے حبیب کے تلوون کو بوسہ دے مینے بحرمت تمام ایسا ہی کیا آپ بیدار ہوئے اُسوقت مجھے فرمان الٰہی ہوا کہ اے جبرئیل آج تجھے پیدا ہوئے چھ لاکھ برس ہوئے تجھے کافور سے بنانے کی یہ حکمت تھی کہ تو ہمارے حبیب کے تلوؤن کو بوسہ دے اور وہ کافور کی خنکی سے بیدار ہو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کافور سے بنائے گئے ہین۔ اسکے بعد درود شریف پڑھنے پر گفتگو ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ معراج کی شب مینے ایک فرشتہ دیکھا کہ اسکے پانسو منہ تھے اور ہر منہ مین ایک زبان اور ہر زبان سے وہ مجھپر درود بھیجتا تھا۔ اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پھول سونگھنے والے کو چاہیئے کہ مجھپر درود بھیجے اللہ تعالےٰ اُسے بہت سا ثواب عنایت فرمائیگا۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی شراب مین پھول ڈالکر پیے تو اُسکا ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ پھول ایک جزو ہے اجزائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے سو ڈرنا چاہیئے اور جسنے قرآن شریف پڑھا اور شراب کی حرمت سے واقف ہوا اور پھر اُسنے شراب پی تو اُسکا ایمان گیا۔ اسکے بعد حاضرین مجلس مین سے ایک نے پوچھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ مین رہنے کی کیا وجہ فرمایا اُنپر عشق و محبت کی آگ کا غلبہ ہو گیا تھا۔ اور یہ دستور ہے کہ آگ کو پانی سے بجھاتے ہین اسلیئے وہ دریا مین مچھلی کے پیٹ مین رہے۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ اتنے مین اذان ہو گئی۔ آپ نماز مین مصروف ہو گئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

بارہوین مجلس۔ روز سہ شنبہ پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ اس روز مجلس شریف مین مولانا عماد الدین مذکر۔ مولانا شمس الدین یحییٰ مولانا برہان الدین غریب اور دیگر خادمان خانقاہ حاضر تھے اُسیوقت کئی درویش سفر سے آکر حاضر خدمت ہوئے۔ گفتگو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باب مین ہو رہی تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بھی ذکر خیر ہوا۔ غرضکہ خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جس شب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے تو آپکے چچا ابو طالب نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شمع ہمارے مکان مین اُتری ہے اور اپنے کئی عزیز و اقارب اُس شمع سے اپنے اپنے چراغ روشن

گرے ہیں بعد میں معلوم ہوا کہ اس شمع سے چراغ روشن کرنے والے ہی ایمان لائے۔ منقول ہے کہ آپکے تولد کے وقت آپکی والدہ تنہا مکان میں تھیں۔ چراغ بھی گل تھا دیکھا کہ یکایک سارا مکان منور ہو گیا اور کل ملکوت زمین و آسمان سربسجدہ ہوئے کہ رحمۃ للعالمین دنیا میں تشریف لانے اسوقت بت سرنگون ہوئے جب آپکے پیدا ہونیکی خبر آپکے دادا عبدالمطلب کو ہوئی تو وہ گھبرائے اٹھکر فوراً عبداللہ کے دروازے پر آئے اور دستک دی اندر آئے اور دیکھا پھر گود میں لیا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہے جسکا وصف انجیل میں لکھا ہوا ہے اور ساری آسمانی کتابیں آپکے اوصاف سے بھری ہوئی ہیں۔ اسیوقت ابوطالب بھی آئے اور بڑی خوشی سے آپکو گود میں لیا۔ سر اور پیشانی کو بوسہ دیا اور عبدالمطلب سے کہا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے اگر آپ فرماویں تو میں اسے اپنی فرزندی میں لے لوں۔ غرضکہ سب راضی ہو گئے۔ آپکے دونوں شانوں کے بیچ میں یہ عبارت بخط نور لکھی ہوئی تھی۔ اشهدان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھدان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ اور مہر نبوت جلوہ گر تھی۔

روایت ہے کہ اس رات سیکڑوں یہودی یہ حال دیکھکر اپنے دلوں میں خفیہ ایمان لے آئے تھے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جس حجرہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے وہ ابتک موجود ہے جو اس میں داخل ہوتا ہے اسکے جسم سے عطر کی خوشبو آتی ہے اور اسکے کپڑے سات دن تک معطر رہتے ہیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ جب عمر آپ کی چار برس کی ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ لیجاکر انکا سینہ خام آلایش سے صاف کرکے بہشتی مشک و عنبر سے پر کردو۔ چنانچہ حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش چاند و سورج کو جو کچھ نور دیا گیا ہے وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل رائی کے دانہ برابر بھی نہیں۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ اے درویش کون و مکان میں جتنی اشیاء ہیں ان سب پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا ہے اور انہیں حکم ہے کہ تا زیست آپکا نام پاک لیتی رہیں۔ اور کہتے ہیں کہ زمین و آسمان میں کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں آپکا نام مبارک لکھا ہوا نہو۔ اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ اے درویش جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے ساتھ سفر میں جاتے تو حق تعالےٰ ابر کو حکم دیتا کہ دھوپ

آپ کو بچائے اور سایہ کیے رہے۔ اور یہ آپکا معجزہ تھا کہ جیسا آپ آگے سے دیکھتے تھے ویسا ہی آپ پس پشت بھی دیکھتے تھے۔ اور یہ بھی آپکا معجزہ تھا کہ آپ بیداری اور خواب مین یکسان رہتے تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے درویش آپکی ایسی عالی شان ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمد اگر مین تمہین نہ پیدا کرتا تو زمین و آسمان کو بھی نہ پیدا کرتا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت حق تعالیٰ وہی کریگا جو آپ کہینگے کیلئے کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو حبیب فرمایا ہے اور محبت کا تقاضا ہے اور افراط حب کا سبب بھی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس دن حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے مردے کو زندہ کیا تو انکو حکم ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیکر مردے پر دم کرین کہ حق تعالےٰ نے انکے ہاتھ سے نام پاک محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مردہ کو زندہ کرایا۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات مین ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بازار سے مچھلی خرید کر لائے اور آگ سے بھونا مگر وہ نہ بھنی اور ساری لکڑیان جل گئین۔ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جاکر عرض کیا فرمایا وہ مچھلی میرے پاس لاؤ جب آپکے پاس لائی گئی تو آپ نے پوچھا کہ اے مچھلی تیرے نہ بھننے کا سبب کیا ہے اُسنے کہا یا رسول اللہ مینے دریا مین ایک طائفہ کو دیکھا تھا کہ وہ آپ پر درود بھیجتا تھا۔ اس طائفہ کی آواز میرے کان مین بھی آتی تھی مین بھی سن سن کر آپ پر درود بھیجتی تھی۔ حق تعالےٰ نے اس درود کی برکت سے آگ مجھپر حرام فرمائی۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور فرمانے لگے خداوندا جسنے ایکدفعہ تیرے حبیب پر درود بھیجا تو نے دوزخ کی آگ اُسپر حرام کردی۔ جو لوگ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دن مین کئی کئی مرتبہ درود پڑھتے ہین تو وہ کیونکر نہ دوزخ سے خلاصی پاوینگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے ایکدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین آپکی اور آپکی اولاد کی خدمت کرتا ہون مجھے امید ہے کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرماوینگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت داؤد علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایکدن جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آسمانی فرشتے کس کام مین مشغول رہتے ہین۔ کہا جب سے پیدا ہوئے ہین انہین اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم برابر ہمارے حبیب پر درود بھیجتے رہو ورنہ تمہارا نام ملکوت کے دفتر سے خارج ہو جاویگا۔ سو وہ ہمیشہ درود شریف پڑھتے رہتے ہین۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد

کی توبہ قبول کرنی منظور فرمائی تو حکم دیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو شفیع لاؤ تاکہ تمہاری توبہ قبول ہو۔ پھر فرمایا کہ ان سب اسباب سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمین و آسمان وما فیہا سب بطفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں اور آپ ان سب سے اعلیٰ وارفع ہیں۔ اسکے بعد حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔ حضرت خواجہ ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے اور یہ ذکر اسطرح پر ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور حضرت ابوبکر رض تجارت کر کے مسافرت سے واپس آئے تو آپ ان سے ملے اور سلام عرض کیا اور فرمایا کہ تم میری نبوت کا اقرار کرو اور خدا تعالیٰ پر ایمان لاؤ کہ وہ ایک ہے۔ انہوں نے کہا صَدَقْتَ یارسول اللہ۔ مین سچے دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا تعالےٰ وحدہ لاشریک ہے پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بزرگی بیان فرمانے لگے کہ ایک دن آپ چلے جارہے تھے کہ یکایک ایک چیونٹی آپ کے پاؤں تلے دب گئی اور درد کی شدت سے اُسنے ایک آہ کھینچی فوراً پاؤں اُٹھا کر دیکھا تو اسے مرده پایا۔ آپنے آسمان کیطرف مُنہ کیا اور جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی تیری جناب میں اگر میری کچھ عزت ہے تو اس چیونٹی کو زندہ کر دے ابھی آپ یہ بات پوری بھی نہ کہنے پائے تھے کہ وہ زندہ ہوگئی۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی ریش مبارک میں کنگھا کر رہے تھے کہ ایک بال آپکی داڑھی کا ٹوٹا اور ہوا اسے یہودیوں کے قبرستان میں اڑا کر لیگئی اُس بال کی برکت سے تین دن تک اُن کافروں پر عذاب نہوا۔ اسکے بعد آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اتنے خضوع وخشوع سے نماز پڑھا کرتے تھے کہ ستر ہزار مقرب فرشتے دیکھنے کیلئے آیا کرتے تھے اور جب آپ تکبیر کہا کرتے تھے تو سب کے جسموں میں لرزہ پڑ جایا کرتا تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد نماز آستانہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوتے اور دیر تک آستانہ کی چوکھٹ سے لگے کھڑے رہتے جب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے آپسے بغلگیر ہوتے آپ دریافت کرتے کہ اے ابوبکر اتنے سویرے کیوں آتے ہو تو آپ عرض کرتے کہ یارسول اللہ میں سویرے اس غرض سے حاضر ہوتا ہوں کہ اول زیارت کرنیوالا آپکا میں ہوں۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لہ مجذہ مین ابوبکر کی داڑہی کی روشنی حجاب عظمت سے تحت الثرے تک دیکھتا ہون۔ پھر آپنے کہا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تہی کہ آپ ہر شب ماہ رمضان مین اپنے چار یارون اور حسنین رض
کو اپنے ہمراہ جنگل مین لیجاتے اور مناجات کرتے اور اُمت کے گناہون کی مغفرت چاہتے۔ آخر شب مین
حضرت جبرئیل ع آتے اور کہتے کہ اے محمد اپنا سر اُٹھا ئیے مین ابوبکر صدیق کے ہر سفید بال کے بدلے
ہزار ہزار آدمی تمہاری اُمت کے بخشدونگا اور دوزخ سے آزاد کردونگا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تو یہی ندا آتی۔ اسکے بعد آپنے یہ فرمایا کہ ایکدن آپ حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مین تشریف رکھتے تھے کہ آپنے اُن سے فرمایا کہ اے عائشہ
مین تمہارے باپ کی بزرگی بتاؤن اُنکا نام قرص آفتاب پر لکھا ہوا ہے جب آفتاب طلوع ہوکر خانہ
کعبہ کے اوپر آتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہان سے بہتر کوئی مقام نہین ہے یہان سے
آگے نہ بڑھنا چاہیئے جب وہ خیال کرتا ہے تو جو فرشتے اُسپر موکل ہین وہ اُسے تمہارے باپ کے
نام کی قسم دیتے ہین کہ اس نام کی حرمت سے جو تجھپر لکھا ہوا ہے یہان سے گذر جب وہ آگے بڑھتا ہے
اسکے بعد آپنے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صدیق اکبر رض کی بزرگی کی نسبت پوچھا گیا تو انہون نے
فرمایا میری یہ مجال نہین جو مین آپکی بزرگی بیان کرون مجھے کئی سال مناجات کرتے ہوئے گذر گئے مین
کہ کاش مین ابوبکر صدیق کے سینہ کا ایک بال ہوتا۔ کیونکہ اُنکے ہر ایک بال کے عوض ہزار ہزار گنہگار
بخشے جاوینگے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ مین گفتگو ہوئی آپنے فرمایا کہ اُنکے مسلمان ہونے کا
قصہ یہ ہے کہ جس دن وہ مسلمان ہونگے اُس دن مکہ کے یہودیون کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ
اگر مین محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو زندہ گرفتار کرلاؤن تو تم مجھے کیا دوگے۔ اُن سب نے متفق ہوکر کہا کہ
ہم لوگ آپ ہی کو اپنا حاکم بنائین گے۔ اور مکہ کی حکومت نسلاً بعد نسل تمہاری ہی رہیگی۔ آپ یہ بات
سنکر گھوڑے پر سوار ہو اپنی ہمشیر کے گھر کیطرف سے گذرے اُنکی ہمشیر سورہ طٰہٰ پڑھ رہی تھین جو
اُسی روز نازل ہوئی تہی۔ آواز سنکر ڈیوڑھی مین ذرا سی دیر ٹھہرے اور کھڑے سنتے رہے سبحان
اللہ کلام پاک کے سننے سے اُنپر ایک حالت طاری ہوگئی کہ فوراً دروازہ کھلوایا اور اندر جاکر کہا
سچ کہو کیا پڑھ رہی تھین اُنہون نے مارے خوف کے کہدیا کچھ نہین حضرت عمر نے تلوار میان
سے نکال لی اور کہا اگر نہ بتاؤگی تو مین جان سے مار ڈالونگا۔ لاچار ہوکر بیان کیا کہا وہ ذرا مجھے دو

کہ مین بھی پڑھون کیونکہ اُسکے سننے سے مجھپر ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ جسم کانپ جاتا ہے
دل تھرایا جاتا ہے۔ انہون نے کہا اے عمر ابھی تو تم مسلمان ہوئے نہین ہو۔ بتونکی نجاست تمہارے
دل اور جسم سے گئی نہین ہے مین یہ ورق تمہین نہین دے سکتی جب تک کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر انکی رسالت اور خدا کی توحید کا اقرار نہ کرو۔ کہا تو پھر مجھے لے چلو۔ کہا یہ
چلنے چلانے کا طریقہ نہین ہے وہان تو عاجزی و خستگی کی ضرورت ہے۔ وقت بھی آپکے اسلام لانے کا
آ ہی لگا تھا کہا تو میری مشکین باندھ لو اور جسطرح وہان جانیکا دستور ہے مجھے لے چلو اور میری طرف سے
عرض کرو کہ خدا کی درگاہ کا بھاگا ہوا غلام حاضر ہوا ہے لطف و کرم کا امیدوار ہے۔ غرضکہ آپکی ہمشیرہ
نے ایسا ہی کیا اور کھینچتی ہوئی حضرت کی خدمت مین لیچلین۔ وہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا محمد حق تعالے فرماتا ہے کہ ہمنے عمر کو اپنی دوستی مین قبول
کیا آپ دعوت اسلام پیش کرین۔ اتنے مین حضرت عمر بھی حاضر ہوئے آپنے اسلام پیش کیا انہون نے
صدق دل سے قبول کیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو اذان علے الاعلان دی
گئی ورنہ اس سے پہلے چپکے چپکے اذان دی جاتی تھی آپکے مسلمان ہونے اور اسلام مین داخل
ہونے سے اسلام مین قوت آگئی۔ پھر آپنے فرمایا کہ **تنبیہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی** مین
لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن مجھسے پوچھا گیا کہ تم ہمارے لیے
کیا تحفہ لائے۔ تو مین عمر رض کو پیش کرونگا۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ حضرت عمر رض بڑے عادل تھے آپکے
عدل کا قصہ مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ آپکا ایک فرزند ابو شحمہ تھا اُسنے باغواے نفس و شیطان کہین
شراب پی لی۔ اور پھر کسی سے زنا بھی کیا قضارا اُسے حمل رہگیا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو اُس عورت نے
اُس بچہ کو حضرت عمر کے سامنے پیش کیا کہ لیجئے یہ آپکا پوتا ہے۔ ابو شحمہ نے مجھسے زنا کیا تھا۔ یہ لڑکا
اُسی سے پیدا ہوا ہے۔ آپ اُسیوقت گھر مین گئے اور ابو شحمہ کو لائے اور کہا جو کچھ حال ہو سب سچ
سچ بیان کر اُسنے سب حال کہدیا آپنے مدینہ منورہ کی مسجد کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے روبرو
اپنے ہاتھ سے دُرّے لگائے۔ اُسکا تو انتقال ستر ہی دُرّے مین ہوگیا تھا مگر آپنے حد شرع پوری
کرنے کے لیئے دس اور لگائے اور اسّی پورے کیئے۔ جب حد کے اجرا سے فارغ ہوئے تو شفقت پدری
نے جوش مارا اور چھاتی سے لگایا اور گھر لاکر کفن دفن کا سامان کیا اور خدا کا شکر کیا اور کہا الحمد للہ

کہ ابو شحمہ نے دوزخ کی آگ سے خلاصی پائی منقول ہے کہ اُسی شب نہین آپنے خواب مین دیکھا
کہ سبز جامہ پہنے ہوئے بہشت مین ٹہل رہے ہین۔ ابو شحمہ باپ کو دیکھتے ہی قدمون پر گر پڑے اور کہا کہ
خدا آپ پر بہت سی رحمت نازل کرے کہ آپنے مجھے دوزخ سے نجات دلوائی۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ
نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل وانصاف کا یہ قصہ ہے جو بیان کیا گیا۔
پھر امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا کہ حضرت عثمان رضؓ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد اور تیسرے یار تھے۔ دو صاحبزادیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی یکے بعد دیگرے آپکے نکاح مین آئین۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر میرے سو لڑکیان ہوتین تو انکا نکاح
یکے بعد دیگرے عثمان سے کردیتا۔ کل زمین وآسمان کے رہنے والے اُن سے فخر کرتے ہین
پھر آپنے فرمایا کہ جتنا مال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اُتنا اور کسی کے پاس نہ تھا۔
بڑے ہی سخی تھے۔ لکھا ہے کہ ایکدن حضرت عثمان رضؓ نے مال کی فراخی سے تنگ آکر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مین مال ودولت کی زیادتی سے بہت تنگ آگیا ہون کہ اکثر
اوقات اُسکے سبب نافلہ عبادت سے محروم رہجاتا ہون آپ دعا فرمایئے کہ مال کم ہو جائے آپ ابھی تہہ دعا
پر دعا کرنی چاہتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ فرمان الٰہی یہ ہے کہ آپ عثمان کے
لیئے مال کی کمی کی دعا نکرین کہ وہ اپنا مال میری راہ مین بہت صرف کیا کرتا ہے۔ مین اُسکے مال کو زیادہ
کرتا ہون تاکہ وہ محتاجون اور بیکسون کی اچھی طرح دستگیری کرتا رہے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ ایکدفعہ
رمضان المبارک مین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
یارون کی دعوت کی اور اچھی طرح میزبانی کی۔ بعد فراغ طعام ہاتھ باندھکر آپکے سامنے کھڑے ہوئے
اور کہا کہ میری بڑی خوش نصیبی اور بڑی سعادت کہ حضور نے ازراہ شفقت غریب خانہ پر قدم رنجہ
فرمایا۔ مین اسکا شکر ادا نہین کرسکتا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بطور شکریہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہر قدم پر ایک ایک غلام آزاد کیا۔ کل ستر غلام آزاد کیئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور حضرت عثمان رضؓ سے فرمایا کہ تمہارا مقصود حاصل ہوا
اور اُنکے حق مین دعاے خیر وبرکت کی۔ اسکے بعد حضرت خواجہ فرمانے لگے کہ حضرت عثمان رضؓ
کے ملک مین بہت سی لونڈیان تھین۔ ایکدن آپنے ایک لونڈی کیطرف رغبت کی اور اُسکا ہاتھ

پکڑ لیا چاہتے تھے کہ خلوت میں لیجائیں۔ کہیں یہ کیفیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
نے (جو انکے نکاح میں تھیں) دیکھ پائی۔ اُسیوقت حسد کے مارے لال لال ہوگئیں۔ اور اُسیوقت
چادر اوڑھکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور رو کر ساری کیفیت بیان کی۔
آپ اُن سے ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ جاؤ عثمان کو راضی کرو۔ ورنہ قیامت کے دن مُنہ نہ دیکھونگا
ادہر تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں واپس بھیجا اُدہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متحیر کہ
دیکھئے کیا ہوتا ہے اتنے میں آپکی بی بی آئیں۔ اور آتے ہی معذرت کرنے لگیں اور قدموں میں گر گئیں
حضرت عثمان بولے کہ اے صاحبزادی رسول اللہ کی کہ یہ کیسا کرم ہے تمہاری یہ شان نہیں ہے کہ میرے
پاؤں پڑو۔ خدا تعالے نے تمہارا بڑا رتبہ کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا یہ کرم میری جانب سے نہیں۔ بلکہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ہے کہ اُنہوں نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت عثمان یہ بات
سنکر بڑے خوش ہوئے اور اُسیوقت تین سو لونڈیاں سر مبارک بی بی ام کلثوم دختر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر سے تصدق کیں اور آزاد فرمایا۔ پھر آپنے فرمایا کہ بروز قیامت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو
وہ وہ درجے عنایت ہونگے کہ کل انبیاء دیکھکر حیرت میں آجاوینگے اور حسرت کرینگے کہ کاش عثمان ہم ہوتے
کہ ایسے ایسے درجے پاتے۔ پھر امیر المومنین امام الاجمعین علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں گفتگو ہوئی
تو آپنے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس لڑائی میں اگلے انبیاء عاجز
ہو جاتے تھے یا کوئی قلعہ فتح نہیں ہوتا تھا تو خدا تعالے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صورت پیدا کرتا تب وہ
مہم سر ہوتی تھی۔ پھر فرمایا کہ ایکدفعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو جنگ غول بیابانی پر
مامور فرمایا تھا سو امیر المومنین ایک عرصہ تک لڑائی میں مصروف رہے مگر فتحیاب نہوئے۔ ایکدن آپنے
ایک نعرہ بلند کیا کہ زمین و آسمان کے طبق گونج اُٹھے۔ آنحضرت کے گوش مبارک تک یہ آواز آئی تھی
کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورۂ اخلاص لائے اور کہا کہ یہ سورت اُنکے پاس
بھیجدیجئے کہ وہ اسکی کثرت سے تلاوت کریں چنانچہ آپنے فوراً بھیجدی۔ حضرت علی رض نے ایک شبانہ روز
اسکی مزاولت کی تھی کہ وہ مہم سر ہوگئی اور قلعہ فتح ہوگیا۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ ایکدفعہ رمضان
میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مثل حضرت عثمان رض آنحضرت صلعم اور آپکے سب یاروں کی دعوت
کی آپنے منظور فرمائی اور شام کو کھانا کھانے تشریف لے گئے۔ جب سب کھا چکے تو حضرت علی رض

نے سوچا کہ میرے مکان سے اُنکا مکان اٹھارہ قدم ہے ایک تو یہ کمی ہے دوسرے حضرت عثمانؓ
نے تو ہر قدم پر ستر بردے آزاد کیئے تھے کہ اُنکا مکان ستر قدم پر تھا مین کیا آزاد کرون۔ اتنے مین
حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم مکان سے علیؓ کے مکان تک اٹھارہ
قدم آئے ہو تو مینے اٹھارہ ہزار گنہگار آپ کی امت کے دوزخ سے خلاص کیئے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
بہشت مین چار نہرین جاری فرمائی ہین۔ (۱) پانی کی نہر (۲) دودہ کی نہر (۳) شراب کی نہر (۴) شہد
کی نہر۔ سو مثال ابو بکر صدیق کی پانی کی مثل ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور حضرت عمر
کی مثال دودہ کی ہے کہ بچہ دودہ سے زندہ ہے اگر اُسے دودہ نہ ملے تو وہ نشو نما نہین پاتا سو اسلام
نے بھی حضرت عمرؓ سے نشو و نما پائی ہے اور اُن ہی سے قوت پکڑی ہے اور حضرت عثمان کی مثال
شراب کی ہے کہ اُس سے نمازیون کو فرحت و قوت حاصل ہوگی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مثال
شہد کی ہے کہ اُسمین جناب باری نے شفا رکھی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بہشت مین چار نہرین جاری
فرمائی ہین۔ سلسبیل۔ زنجبیل۔ رحیق۔ کافور۔ پس جو شخص چارون اصحابونکو دوست رکھیگا۔ اُسے
چارون نہرون سے حصہ ملیگا اور خدا تعالےٰ اُسے دوست رکھیگا۔ چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے
ان اللہ تعالی لختار اصحابی علی العالمین سوی النبیین والمرسلین ولختار من
اصحابی وبعث فجعلھم خیر اوھم ابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنھم
(یعنے اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور مرسلین کے سوا کل عالم پر میرے اصحاب کو برگزیدہ کیا اور اُن
مین سے چار کو۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ اللہ تعالےٰ ان سب سے راضی ہو۔) پھر ارشاد فرمایا کہ
خدا تعالےٰ قیامت کے دن میری امت کے صادقین کو تو ابو بکر کے ساتھ۔ اور امر معروف کرنے والونکو
عمر فاروق کے ساتھ۔ اور حیا والون کو عثمان غنی کے ساتھ۔ اور نیک لوگونکو علی کرم اللہ وجہہ کے
ساتھ۔ اور علم والونکو معاذ بن جبل کے ساتھ۔ اور حافظونکو ابی بن کعب کے ساتھ۔ اور درویشونکو
ابی الدرداء کے ساتھ اور زاہدونکو ابی ذر کے ساتھ۔ اور شہیدون کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے
ساتھ۔ اور موذنونکو بلال کے ساتھ اٹھاویگا اور ان سب کو بہشت مین بھیجے گا۔
پھر فرمایا کہ ایک حدیث مین اسطرح وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالےٰ میری امت مین سے ستر ہزار آدمیونکو بے حساب بہشت مین داخل فرمائیگا اور وہ

لوگ کل کے کل دوست دار چار یار ہونگے - پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابوبکر وذیری والقائم فی امتی بعدی وعمر حبیبی وعثمان منی وعلی اخی وصاحب لوائی (ابوبکر میرا وزیر ہے میرے بعد میری امت میں قائم ہوگا یعنی میرا خلیفہ ہوگا - اور عمر میرا دوست ہے اور عثمان مجھسے ہے - اور علی میرا بھائی اور صاحب لواہے - پھر فرمایا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے تو ابوطالب انہیں اٹھا کر ایک بت کے پاس لیگئے اور کہا اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے بڑی دیر تک کھڑے رہے جب کچھ جواب نہ آیا تو پھر خانہ کعبہ میں لیگئے اور کہا مین اسکا کیا نام رکھون ندا ہوئی کہ علی نام رکھو - تو آپنے فرمایا کہ علی خداوند عالم کا نام رکھا ہوا ہے - پھر یہ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تو درخت کے تنہ کی مثل ہون اور علی مثل اسکی شاخون کے اور حسن وحسین مثل اسکے پھلونکے اور اولاد و متابعت کرنے والے مثل اسکے پتونکے مین سو جو شخص ان سے تعلق رکھے گا وہ دوزخ سے رہائی پائیگا - پھر فرمایا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ ماں کے پیٹ مین تھے اور انکی والدہ بتون کو سجدہ کرنا چاہتین تو آپ سر اٹھاتے تو انکے پیٹ مین درد ہونے لگتا وہ تکلیف کے سبب جھٹ کھڑی ہوجاتین اور سجدہ نکرتین -

پھر کچھ والدین کی اطاعت کا ذکر ہونے لگا تو آپنے فرمایا کہ والدین کی خوشنودی مین خدا کی خوشنودی ہی - انکا قہر خدا کا قہر ہے جس سے اسکے ماں باپ خوش نہین اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش نہین - اے درویش ماں باپ کی شفقت و رحمت خدا تعالے کی شفقت و رحمت ہے - حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص کہ اپنی کسی حاجت کے وقت ماں باپ کو شفیع لاتا ہے خدا تعالیٰ اسکی حاجت روا فرماتا ہے - آثار اولیاء مین لکھا دیکھا ہے کہ ایک دفعہ کوئی بزرگ قبرستان مین گئے اور انکا گذر ایک قبر پر ہوا کہ اسمین رونے اور چلانے کی آواز انکے کان مین آئی انہون نے مراقبہ کیا معلوم ہوا کہ عذاب مین مبتلا ہے اور اماں اماں کہہ رہا ہے - انہون نے کہا کہ اللہ پاک کا نام لے جو تیرا عذاب کم ہو اسنے کہا اے شخص اصل بات یہ ہے کہ مین زندگی کی حالت مین اپنی کسی مصیبت پر جب ماں کو پکارتا تھا تو وہ مصیبت دور ہوجاتی تھی اسیطرح اب بھی اپنی قدیمی عادت کے مطابق ماں کو پکارتا ہون عجب نہین کہ اللہ تعالیٰ نجات بخشے - وہ یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اسکی ماں کے طفیل سے اسپر سے عذاب اٹھالیا - یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا ہان ٹھیک ہے - ماں باپ

کا نام لینے اور انکی تعظیم و توقیر کرنے سے اولاد کی بخشش ہوتی ہے۔ بہت ہی خوش نصیب وہ اولاد ہے جو اپنے ماں باپ کا حق ادا کرے اور انکی فرمانبرداری سے باہر نہو کیونکہ بہشت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے۔ اسکے بعد یہ گفتگو ہوئی کہ تارک الصلوٰۃ کو کھانا۔ پانی۔ دینا نہ چاہیئے آپنے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ اَعَانَ لِتَارِکِ الصَّلٰوۃِ بِلُقْمَۃٍ وَشُرْبَۃٍ فَقَدْ قَتَلَ الْاَنْبِیَاءَ اولھم آدم و آخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جسنے کسی بے نمازی کی ایک لقمہ اور چلو بھر پانی سے بھی اعانت کی تو اُسنے انبیا کو قتل کیا اول اُنکے حضرت آدم اور آخر اُنکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں حضرت خواجہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں اذان ہوگئی آپ تہیہ نماز میں مصروف ہوئے خلق اپنے اپنے مقام پر واپس آئی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

تیرھوین مجلس۔ روز چہار شنبہ۔ ۹ ماہ جمادی الاول ۶۵۹ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ درویشی و اہل سلوک کے بارہ مین گفتگو ہورہی تھی۔ اور اُس روز مولانا شمس الدین یحیی۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب اور دوسرے عزیزان اہل صفا بھی مجلس شریف مین حاضر خدمت تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ بعض مشائخ طبقات رحمہم اللہ نے سلوک کے سو مرتبے مقرر کیئے ہین اور اُن مین سترہوان درجہ کشف و کرامت کا ہے۔ جو اسی درجہ مین پھنس رہا وہ اور مراتب سے محروم رہا۔ کامل شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو چھپائے رکھے تاکہ کل مراتب سلوک اُسے حاصل ہون۔ مگر شاہ شجاع الدین کرمانی رح۔ اور خواجہ بایزید بسطامی رح نے پچاس مرتبے سلوک کے قرار دیے ہین۔ اور دسوان مرتبہ کشف و کرامت کا رکھا ہے۔ مگر ہمارے خواجگان چشت کے نزدیک سلوک کے پندرہ درجے ہین اور پانچوان مرتبہ کشف و کرامت کا ہے مگر جو اس درجہ مین پھنس رہا وہ باقی مراتب سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ہمارے نزدیک کامل وہ ہے جسے کل مراتب سلوک حاصل ہون۔ حضرت خواجہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ خواجہ شمس الدین یحیی نے اجازت لیکر عرض کیا کہ مشائخ متقدمین کا سو درجے اور ہمارے مشائخ رح کا پندرہ درجے مقرر کرنا۔ اسکا کیا سبب ہے کیونکہ اصل مطلب تو ایک ہے۔ پھر یہ تفاوت کیون۔ فرمایا اسکا جواب مجھ سے سنو۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی عمر دراز ہوتی تھی حتے کہ ہزار ہزار برس کی۔ انکا مجاہدہ انکی عمر کے اندازہ پر تھا اور نعمت کم حاصل ہوتی تھی۔ مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے

اور آپ کو نبوت حاصل ہوئی تو بیشمار معجزات آپ کو مرحمت ہوئے اور عمر شریف آپکی کم ہوئی یعنی تریسٹھ سال۔ چونکہ آپ کی نعمت تمام امت مرحومہ پر ہے۔ مگر متاخرین کو زیادہ نعمت عطا ہوئی۔ ہان وہ مجاہدہ و مشاہدہ جو متقدمین کو تھا وہ ہمارے مشائخ کو حاصل نہین کہ عمر زیادہ نہین رکھتے مگر نعمت و کرامت بے اندازہ حاصل ہے کہ تھوڑے ہی دنون مین سب مراتب سلوک طے کیئے۔ پھر فرمایا کہ یہ حکایت در بارۂ سلوک حضرت خواجہ مودود چشتی رہ کی مجلس مین بھی ہوئی خواجہ نے فرمایا کہ راہ سلوک مین کامل وہی ہے جو پندرہ کے پندرہ مدارج طے کرلے اور کشف و کرامت کا بالکل اظہار نہ کرے پھر تو اسے اتنی استعداد ہوجاتی ہے کہ اسکا سانس اگر متصل ہوجاوے تو خدا کے فضل سے مردہ زندہ ہوجاتا ہے۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رح یہ بیان فرمارہے تھے کہ اسی وقت ایک بوڑھیا روتی پیٹتی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور بادشاہ نے میرے اکلوتے بیٹے کو ناحق قتل کروادیا۔ آپ انصاف فرمائین۔ حضرت خواجہ سُننے کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور یارون سمیت وار پر گئے اور اُس لڑکے کی نعش سے کہا کہ اچھا اگر تو بے خطا مارا گیا ہے تو حکم خدا سے کھڑا ہوجا وہ لڑکا اُسیوقت زندہ ہوگیا۔ آپنے فرمایا کہ یہ مرتبہ کمال کا ہے جو تمنے دیکھا جو شخص کل مراتب طے کرجاتا ہے پھر اُسکا مرتبہ ذات باریتعالیٰ شانہ کے سوا اور کوئی نہین جان سکتا پھر درویشی کے بارہ مین گفتگو ہوئی آپنے فرمایا کہ جسدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کا خرقہ قبول فرمایا حضرت جبرئیل کو حکم ہوا تھا کہ سارے جہان کی کل چیزین آپکے سامنے پیش کرو چنانچہ جب پیش ہوئین تو اول نظر آپکی دنیا پر پڑی دنیانے بڑا فخر کیا۔ پھر آپکی عالم فقر پر نظر پڑی آپنے اُسے قبول فرمایا۔ فرمان الٰہی ہوا کہ دنیا ہم آپکو بے حساب دیتے ہین۔ عرض کیا کہ خداوندا مجھے دنیا سے کچھ سروکار نہین۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ مشائخ طبقات علیہ الرحمۃ اصلی زاہد اُسکو سمجھتے ہین کہ جو مال و اسباب بھی رکھتا ہو اور پھر دنیا سے الگ رہے اُسے تارک دنیا کہتے ہین۔ اور جسکے پاس اسباب دنیوی نہو وہ تارک نہین بلکہ خود دنیانے اُسے چھوڑ رکھا ہے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ مینے شیخ الاسلام خواجہ فرید الحق والدین رح کی زبانی سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے درویشی کے ستر مرتبے ہین اور پہلا مرتبہ اسکا یہ ہے کہ اگر وہ زمین پر نظر ڈالے تو تحت الثریٰ تک دیکھ جاے اور جو اوپر نگاہ کرے تو حجاب عظمت سے گذر جاے۔ درویشون نے ان ستر درجون کے علاوہ ستر ہزار درجے اور طے کیئے ہین اور انکی روحون نے اعلے مقامات کی سیر کی ہے اُنکے حالات ایسے ہین کہ کسیکی عقل و فہم مین نہین آسکتے۔ اور جیسے

ستر ہزار درجے ہیں ویسے ہی ستر ہزار عالم ہیں۔ درویش کو ان تمام عالم سے واقف ہونا چاہیئے۔ اگر
واقف نہیں تو وہ درویش نہیں۔ پھر آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور رو کر فرمانے لگے کہ اگر یہ عمر کو
شباب ہوتا تو البتہ پوشیدہ راز کھلتے مگر جبکہ مایۂ حیات کم ہے تو اتنی ہی درویشی کافی ہے کہ اول ہی دفعہ
جب مراقبہ کرے تو دس ہزار عالم کے گرد پھر آوے۔ پھر فرمایا کہ اگر اس عالم میں درویشوں کا وجود نہو تا تو یقینی
یہ عالم بلاؤں سے تباہ ہو جاتا۔ درویشوں کا قدم رد بلا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایکدفعہ حضرت موسے علیہ السلام
پر وحی آئی کہ اے موسے اگر جہان میں درویش نہوتے تو زمین مالداروں کو نگل جاتی۔ جہان درویش
ہیں وہیں باب رحمت و مغفرت کشادہ ہے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر تو یہ دیکھے کہ درویش
لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو سمجھ لے کہ وہان کوئی بلا نازل ہونے والی ہے جو یہان سے
نکلتے ہیں۔ گزشتہ زمانہ میں ایک درویش ملک گجرات کو گئے ان سے پہلے اس ملک میں ہر سال کچھ
نہ کچھ بلا نازل ہوتی تھی مگر جس سال یہ گئے وہان کچھ نہ ہوا۔ نہ وبا۔ نہ قحط۔ ساری خلقت امن سے
رہی۔ خلق کو بڑا تعجب ہوا۔ وہان کا حاکم بڑا دانا تھا اس نے حکم دیا کہ دیکھو ہمارے شہر میں کون کون
نووارد ہیں انہیں ہمارے پاس لاؤ۔ لوگ دوڑے اور تلاش کی تو صرف یہی بزرگ نووارد پائے
گئے۔ لوگ انہیں حاکم کے پاس لائے۔ حاکم نے انکی بڑی تعظیم و توقیر کی اور کہا آپکے قدم ہمارے سر
اور آنکھوں پر۔ ہمارے ملک میں ہر سال بلا نازل ہوتی تھی اب کی سال آپکے کرم فرمانے سے ہمین
نجات ملی ہے یہ کہکر وہ ہندو حاکم مسلمان ہو گیا اور اسکی معیت میں بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے
پھر فرمایا کہ درویشونکا قدم باعث رد بلا ہے سب بلائین انکی ایک توجہ سے دور ہوتی ہین۔ پھر فرمایا کہ
اس دن سے لیکر آج تک ملک گجرات میں وبائے عام نہیں ہوئی۔ درویش کو چاہیئے کہ درویشی کا
حق پورا پورا ادا کرتا رہے۔ جس شہر میں جھوٹے درویش ہوتے ہیں اور جھوٹ و غیبت کی کثرت
ہوتی ہے وہان کسیطرح راحت میسر نہیں ہوتی۔ پھر اسلام کے بارہ میں گفتگو ہوئی آپنے فرمایا کہ
اسلام کا دعوٰی تو نہایت آسان ہے مگر مسلمانوں جیسے کام کرنے بہت مشکل۔ خواجہ بایزید بسطامی
نے ستر برس تک اپنے نفس کو مجاہدہ میں رکھا۔ سال سال دو دو سال تک اپنے نفس کو پانی
نہیں دیا۔ لوگوں نے جب ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو ایسے مجاہدے کرتے ہیں کہا لوگ مجھے
مسلمان کہتے ہین اور میں ڈرتا ہون کہ لوگ مجھے مسلمان کہیں اور میں ان جیسے کام نہ کرون۔

پھر فرمایا کہ ایک یہودی سے جو پوچھا گیا کہ تو مسلمان کیون نہین ہوتا اُسنے کہا کہ اگر یہ مسلمانی ہے جو تم کررہے ہو تو مجھے مسلمان کہلاتے شرم آتی ہے۔ اور جو وہ مسلمانی ہے جسکے عامل بایزید ہین تو مجھ سے اتنا مجاہدہ اور ریاضت نہین ہوسکتا۔ حضرت خواجہ یہ ذکر فرما ہی رہے تھے کہ خواجہ قطب الدین منور انسوی اور خواجہ برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ مع قوال تشریف لائے۔ آپنے اُنکی تعظیم کی اور بیٹھنے کے لیئے ارشاد فرمایا۔ سماع کا ذکر چھڑ گیا۔ فرمایا سماع یہی سنتا ہے سو سننے والے کو چاہیئے کہ کہنے والے کی بات کو کان دھر کرسنے اور سارے خیالات اُسی سے متعلق رکھے تاکہ وجد کا سا عالم طاری ہو مگر یہ کام اُسکا ہو جو صاحب درد ہو۔ اگر درد والا نہین تو وہ چاہے ہزار اسرار دوست سُنے اُسے حاشا وکلا خبر نہوگی۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب یہ دعاگو شیخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر تھا تو آپکی زبان مبارک سے یہ سُنا کہ ایک دفعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و خواجہ حمید الدین ناگوری و خواجہ شمس الدین ترک و مولانا علاء الدین کرمانی و شیخ محمود موزہ دوز رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جمع تھے وہ وقت بڑی ہی راحت کا تھا سماع ہو رہا تھا سب کے سب عالم وجد مین تھے تین رات دن تک برابر اُسی عالم مین کھڑے رہے اور اپنی خبر نہ رکھی۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ سماع یہ تھا جو وہ بزرگ سُنتے تھے۔ اتنے مین شیخ عثمان سیاح کھڑے ہوئے اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور قوال حاضر ہین اگر ارشاد ہو تو راگ شروع کرین۔ آپنے منظور کیا۔ قوالون نے جو راگ شروع کیا تو پہلی ہی بیت مین حضرت خواجہ پر حالت طاری ہوئی جو اُنکے حال کے مناسب تھی۔ اور شیخ عثمان سیاح اور کل حاضرین مجلس پر ایک خاص اثر ہوا۔ سب کے سب حالت تحیر مین کھڑے ہوگئے اور جب رقص کرتے تھے تو حضرت خواجہ کے قدمون پر گرتے تھے اور ایسے مدہوش ہوتے تھے کہ بیان نہین کیا جاسکتا۔ چاشت سے لیکر ظہر کی نماز تک یہی حال رہا۔ پھر حضرت خواجہ تحمل سے بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر سکون پذیر ہوئے آپنے خرقہ صرف شیخ عثمان سیاح کو عطا فرمایا۔ اور کلاہ خاص اس عاجز کو عطا فرمائی۔ وہ غزل تھی جو قوال نے پڑھی تھی غزل

هزار سختی اگر بر من آید آسان ست — که دوستی و ارادت هزار چندان ست

سفر دراز نباشد بپاے طالب دوست — که خار دشت محبت گل ست و ریحان ست

اگر تو جور کنی جور نیست ویدار ست — اگر تو داغ نہی داغ نیست درمان ست

بآبروے کہ گر خون من بخواہی ریخت — مخالفت نکنم آن کنم کہ فرمان ست

نظر بہ سیب زنخدان و نار پستان ست		گمان برند کہ در باغ دیدہ عشق گلست

الحمد للہ علی ذلک

چودہوین مجلس روز یکشنبہ ۲۰ ماہ جمادی الاول ۶۸۹ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ اس روز اسرار عشق مین گفتگو تھی۔ مولانا شمس الدین یحیٰی۔ مولانا فخر الدین اسنادی۔ مولانا برہان الدین غریب۔ امیر حسن سنجری۔ اور دیگر اصفیاے زمانہ حاضر خدمت تھے کہ آپنے ارشاد فرمایا کہ مولی کے اسرار و انوار کے تحفظ کے لیئے ایک وسیع حوصلہ چاہیئے کہ دوست کا اسرار اس مین قائم رہے۔ کیونکہ جب اول اول دوست کے انوار اُسکے دل پر روشن ہون اور حوصلہ نہ ہو تو وہ انہین ظاہر کرنے لگتا ہے اسلئے وہ اسرار دیئے جانے کے قابل نہین رہتا۔ پھر فرمایا کہ اے درویش سلوک کی راہ مین کامل وہ شخص ہے جو دریاے اسرار دوست اُسپر تاباں ہو اُنکا مطلق انکشاف نکرے جو شخص ان اسرار کو کھولیگا وہ منصور حلاج کے موافق ہوگا کہ اُسنے اپنے آپکو تباہ کیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ کسی بزرگ نے ایک بزرگ کو خط لکھا کہ آپ اس شخص کے حق مین کیا کہتے ہین جو ایک قدح ہی محبت سے چھلک گیا ہو اُنہون نے لکھا کہ وہ بہت پست حوصلہ ہے۔ اس راہ مین تو ایسے مرد ہونے چاہئین کہ سیکڑون دریا نوش کر جائین اور پھر انکا نعرہ ھل من مزید ہی کا رہے۔ اور آپ اہل سلوک سے پھر ایسی بات نہ پوچھنا ورنہ تم اپنی نادانی سے بہت پشیمان ہوگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مینے سلوک کی کتابون مین لکھا دیکھا ہے کہ اس راہ مین صادق وہ ہے کہ جو کچھ اسرار و بلا عالم غیب سے اُسپر نازل ہو وہ اُسپر صابر رہے اور یہی کتاب ہے جیسا کہ کلام مجید مین آیا ہے رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ درویش وہی لوگ ہین جو بلا پر صبر کرین اور ثابت قدم رہین پھر فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو غیبت و حضور مین یکسان رہے۔ اور راہ سلوک مین کامل وہ ہے کہ دنیوی اشغال موجود ہوتے پھر دوست سے مشغول رہے اور جو کچھ آئے اُسے ایثار کردے۔ پھر فرمایا کہ خواجہ عبد اللہ سہل تستری رح نے کلاہ چار ترکی کے بارہ مین فرمایا ہے کہ اس ٹوپی کے چار خانون سے مراد یہ ہے کہ پہلا خانہ انوار و اسرار کا ہے۔ اور دوسرا محبت و توکل کا۔ اور تیسرا عشق و اشتیاق کا۔ اور چوتھا رضا و موافقت کا۔ اس ٹوپی پہننے والے کو چاہیئے کہ ان سبکی رعایت رکھے۔ حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رسم تھی کہ جتنے

آدمی آپکے پاس ارادت کے لئے آتے خواہ سو ہوتے یا دو سو سبکو آپ بیعت سے مشرف فرما کر کلاہ عنایت فرماتے اور فرما دیتے کہ اگر تمنے خلاف طریق کوئی عمل کیا تو یہ کلاہ تمہاری سزا دہی کیلئے کافی ہے۔ یہ تو آپکی نمایاں کرامت تھی کہ جسے آپ کلاہ عنایت فرماتے اُسکا قدم آپکے ارشاد کے کبھی خلاف نہ پڑتا۔ اے درویش جسنے اس کلاہ کا حق ادا کیا وہ دنیا و آخرت کی بیدولتی کا کبھی اثر نہ دیکھے گا۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ اتنے مین اذان ہوگئی۔ آپ نماز مین مصروف ہوگئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

پندرہوین مجلس۔ روز پنجشنبہ۔ ۱۰ ماہ شعبان ۶۹۰ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی ماہ شعبان کی فضیلت بیان ہو رہی تھی مجلس شریف مین مولانا شمس الدین یحییٰؒ۔ مولانا فخر الدین زرادیؒ۔ مولانا برہان الدینؒ اور بہت سے عزیزان اہل صفا حاضر خدمت تھے۔ آپنے فرمایا کہ جو کوئی اس مہینہ مین ایکدفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیگا خدا تعالےٰ اُسے اپنے فضل سے ایک ہزار نیکی کا ثواب دیگا۔ اور جو شخص درود شریف پڑھتا ہے رسول خدا اُس سے بہت خوش ہوتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ شب برات کو کل مومنین بخشے جاتے ہین مگر چند آدمی نہین بخشے جاتے (۱) ماں باپ کا ستانے والا (۲) جادوگر (۳) شراب پینے والا (۴) قاطع ارحم۔ (۵) تارک الصلوٰۃ (۶) زناکار (۷) لونڈے باز (۸) جھوٹ بولنے والا (۹) غیبت کرنیوالا (۱۰) تصویر بنانے والا۔ یہ لوگ نہین بخشے جاتے۔ سب لوگونکو چاہئیے کہ اس شب سب گناہون سے باز رہین اور اوروںکو بھی منع کرین کہ یہ رات عام مغفرت و رحمت کی ہے ورنہ اس سعادت سے محروم رہو گے۔ پھر عارفون کے بارہ مین گفتگو ہونے لگی آپنے ارشاد فرمایا کہ خواجہ منصور عمار فرماتے ہین کہ عارف چار چیزون سے مرکب ہے آب۔ خاک۔ باد۔ آتش۔ باد و آب سے یہ مراد ہے کہ ساری ناخوشی ہوا کیطرح اُڑجاے اور پانی کیطرح بہ جاے اور کسی شئے کو آلودہ نہ رکھے۔ کیونکہ ہوا کا کام اُڑانا اور پانی کا کام بہانا۔ اور صاف کرنا ہے۔ اور خاک سے مراد یہ ہے کہ جو اُسکے سپرد کیا جائے وہ اُسے کم زیادہ نکرے۔ اور آگ سے یہ مراد ہے کہ کل اشیاء جو اُسمین ڈالی جاتی ہین اُنہین جلا کر خاک کر دے مگر اپنے آپکو نہ جلائے۔ اسکے بعد کیفیت دریافت کیا عَلَيْكَ دم حیابهم من شئی کسکے حق مین ہے۔ آپنے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ہے کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو شرع کا بار اُٹھائیگا اُسکا حساب تمہارے ذمہ ہے اور جو طریقت و حقیقت کا بار اُٹھائیگا اُسکا حساب میرے ذمہ ہے مین ہی حساب لونگا اور مین ہی بخشونگا۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے مین آپ کے

مریدین میں سے ایک نے اپنی بیوی کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا یہ کیا ذکر کرتے ہو دیکھو تم جو کچھ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے ہو اسکا حساب تم سے نہ لیا جاویگا اور خاوند کے عورت پر کئی حق ہیں۔ نیک تربیت کرنا جتنا ہو سکے اُسے تکلیف نہ دینا۔ اگر وہ کہا نہ مانے تو پہلے اپنی ناراضی ظاہر کرے۔ اگر اسپر وہ نہ مانے تو علیحدہ سووے۔ اگر جب بھی نہ مانے تو اُسے مارے مگر مثہ پر نہ مارے جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا (اور جنکی بدخوئی کا تمہیں ڈر ہو تو انہیں سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو انہیں۔ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجاویں تو اُنپر الزام کی راہ نہ تلاش کرو بیشک اللہ بلند مرتبہ بزرگ قدر ہے) اور عورت کو چاہیئے کہ خاوند کے مال کی حفاظت کرے اور کوئی شئے اُسکی اجازت کے بغیر نہ لے اور نہ کسی اور کو دے اور نہ چرادے نہ چھپائے اور نہ اپنے خاوند سے بلند جگہ پر بیٹھے۔ اور عورت کو چاہیئے کہ کل کام شریعت کے موافق کرے۔ روٹی پکاے۔ سوت کاتے۔ کپڑے سیئے۔ بال بچوں کی خدمت کرے۔ اُنہیں دودھ پلائے۔ یہ کام کرنے اُسکے احسان میں داخل ہیں۔ اگر وہ نہ کرے تو خاوند کو چاہیئے کہ ان کاموں کے لیئے نوکر رکھے یا کسی سے مزدوری دیکر کرائے۔ عورت ان کاموں کے کرنے میں اختیار رکھتی ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ اگر کرے تو اُسکا احسان ہو ورنہ اُسپر کچھ واجب و لازم نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر وہ مروت کی راہ سے کرے تو اُسکی نسبت حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ہوگی اور قیامت کے دن اُسکی شفاعت کرینگی۔ اسکے بعد انصاف کے بارہ میں گفتگو شروع ہوگئی آپ نے فرمایا کہ ایک دن سلطان محمود غزنوی کو نیند نہ آتی تھی بے چین ہو کر اُٹھ اُٹھ بیٹھتا تھا۔ آخر خدام سے کہا کہ جاؤ دروازے کے باہر دیکھو کہ کوئی حاجتمند تو نہیں کھڑا ہے۔ خدام دوڑے اور اِدھر اُدھر سب طرف دیکھا کسیکو بھی نہ پایا۔ جاکر عرض کی۔ سلطان خود کھڑا ہوا اور دروازہ کے باہر گیا۔ پاس ہی ایک مسجد تھی وہاں گیا دیکھا کہ ایک شخص سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ خداوندا میرا انصاف سلطان محمود سے کرا۔ سلطان یہ سنتے ہی فوراً اُس سے چمٹ گیا اور کہا اے شخص تو میرے پاس فریاد کب لایا تھا جو مینے تیرا انصاف نہیں کیا۔ اور جو مینے تیرے حق میں کوئی بے انصافی کی ہو تو بتلا اُسنے کہا آپ سچ کہتے ہیں میں کوئی فریاد نہیں لایا۔ مجھے تکلیف یہ ہے کہ ایک شخص ہر رات میری مکان پر آکر میری عورت سے تکرار کرتا ہے اور مجھ میں اتنی قوت نہیں جو اُسکے فساد کو دفع کروں۔ اے

بادشاہ اگر تو میری داد نہ دیگا تو قیامت کے دن میرا ہاتھ ہوگا اور تیرا دامن۔ سلطان نے اُس سے بہت سی معذرت کی اور کہا کہ اگر ابکی مرتبہ وہ شخص تیرے مکان پر آئے تو مجھے خبر کرنا میں تیرا انصاف کرونگا۔ القصہ تین دن کے بعد وہ شخص پھر آیا اور آتے ہی فساد شروع کیا۔ اُس دادخواہ نے فوراً بادشاہ کو خبر دی بادشاہ فوراً تلوار لگا اُسکے ساتھ ہوا اور گھر میں آتے ہی کہا چراغ گل کرو۔ اِدھر چراغ گل ہوا اُدھر بادشاہ نے اُسکے پاس جاکر ایک ہاتھ مارا کہ کام تمام ہوا پھر فوراً چراغ جلوایا اور اُسے دیکھکر الحمدللہ کہا اور کہا کچھ کھانا ہو تو لاؤ۔ گھر میں اُس غریب کے دھرا کیا تھا چند ٹکڑے سوکھی روٹیوں کے موجود تھے لا حاضر کیے بادشاہ نے انکو کھایا اور ایک گلاس پانی پیا اور خدا کا شکر کیا اور اجازت چاہی اُسنے کہا آپ مجھے یہ رموز تو بتلایئے کہ پہلے آپنے چراغ گل کرایا پھر جلوایا۔ پھر کھانا مانگا۔ سلطان نے کہا مینے چراغ تو اسلیئے گل کرایا تھا کہ شاید کوئی میرے عزیز و اقارب میں سے ہو جسے میں دیکھکر شرم کروں یا اُسے سزا نہ دیسکوں پھر چراغ اسلیئے جلوایا کہ دیکھوں کون شخص ہے جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ یہاں کا رہنے والا بھی نہیں ہے کوئی بیگانہ شخص ہے تو مینے خدا کا شکر کیا۔ اور کھانا اسلیئے مانگا کہ میں کئی روز سے بھوکا تھا اور مینے عہد کر لیا تھا کہ جب تک تیری داد نہ دونگا مطلق کھانا نہ کھاؤنگا۔ اب جو میں تیری داد دے چکا تو مارے بھوک کے بیتاب ہو گیا اور تجھسے کھانا مانگا۔ یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ ہاے ہاے کرکے رونے لگے اور فرمانے لگے دیکھو انصاف یہ تھا۔ یہی سبب تھا کہ اُس زمانہ میں بڑی خیر و برکت تھی۔ اب ذرہ برابر بھی انصاف نہیں رہا۔ یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ اذان ہو گئی۔ آپ تحیۂ نماز میں مصروف ہوگئے مجلس برخاست ہوئی۔ الحمدللہ علےٰ ذالک۔

سولہوین مجلس۔ روز دوشنبہ ۵ ماہ رمضان مبارک ۶۹۰ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ ماہ رمضان کی فضیلت اور انبیاء و اولیاء کی محبت کا ذکر ہو رہا تھا۔ اُس روز مجلس مبارک میں مولانا شمس الدین یحیٰی۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا برہان الدین۔ اور بہت سے یاران عظام حاضر خدمت تھے۔ اور شیخ عثمان سیاح اور شیخ حسین جو شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی رح کے نواسے تھے مع اور چار درویش جو خاندان چشت سے تھے تشریف لائے اور حضرت خواجہ کے پاس بیٹھے۔ آپنے فرمایا کہ اس مہینہ کی ہر گھڑی میں لاکھ لاکھ گنہگار دوزخ کی آگ سے رہائی پاتے ہیں۔ اور جب کوئی تراویح کی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو ایک ہزار فرشتوں کو حکم ہوتا ہے

وہ ہماری رحمت کے طبق لیجا کر اُسپر نثار کرین۔ اور ایک روایت مین یہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تراویح پڑھنے والا گنا ہون سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا کہ ابھی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور ہزار نیکیان اُسکے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین۔ اور آخرت مین ہر حرف کے بدلے جو اُسنے نماز مین پڑھی ہین ایک ایک حور اُسے عطا کیجائیگی۔ اور ہر رکعت کے بدلے مروارید ناسفتہ کا ایک ایک محل مرحمت ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اے درویش سب مسلمانون کو چاہیئے کہ اس مہینے کو بڑی بزرگ اور حرمت والا اور غنیمت سمجھین اور خدا تعالےٰ کے ذکر مین مشغول رہین اور قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرین جو شخص اس مہینے مین قرآن مجید پڑھتا ہے اُسے ہر حرف کے بدلے ایک بردہ آزاد کرنیکا ثواب ملتا ہے۔ اسکے بعد آپنے یہ فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک مین ہر روز دو ختم کیا کرتے تھے تو اس حساب سے مہینے کے ساٹھ ختم ہوئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقرری وظیفہ تھا کہ وہ ہر روز رمضان مین چار ختم کیا کرتے تھے پھر آپنے فرمایا کہ اتنے مجاہدہ اور ریاضت کئے بغیر مشاہدہ کسیطرح حاصل نہین ہوسکتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت شیخ کبیر قدس سرہ کی یہ رسم تھی کہ وہ ہر شب دو ختم قرآن مجید کیا کرتے تھے۔ آخر عمر تک اسیطرح پڑھتے رہے۔ اسکے بعد شیخ العالم فریدالحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان فرمانے لگے کہ حضرت شیخؒ خود بیان فرماتے تھے کہ جب مینے کرمان کا سفر کیا اور شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور کئی روز تک انکی صحبت مین رہا چنانچہ ایکدن ہم دونون جماعت خانہ کے صحن مین بیٹھے ہوئے تھے کہ چار شخص صاحب نعمت صاحب احوال آئے اور سلام کے بعد مصافحہ کرکے بیٹھ گئے اور کرامت مین گفتگو کرنے لگے چنانچہ ہوتے ہوتے یہ ذکر چھڑ گیا کہ ہم مین جو صاحب کرامت ہون وہ کرامت دکھلائین آخر الامر سبنے شیخ اوحد الدین کرمانیؒ کیطرف اشارہ کیا انہون نے فرمایا کہ اس شہر کا حاکم مجھ سے بد عقیدہ ہے اگر آج وہ میدان چوگان بازی سے زندہ وسلامت چلا آئے تو تعجب کی بات ہے۔ یہ الفاظ خواجہ صاحب کے مُنہ سے نکلے ہی تھے کہ اُسیوقت ایک مرید نے آکر عرض کیا کہ حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ سبنے انکی کرامت کا اقرار کیا پھر سب لوگ میری طرف مخاطب ہوئے۔ مینے کہا اچھا آنکھین بند کرو۔ سبنے آنکھین بند کین جب ان سے کہا کہ اب کھولدو تو سبنے اپنے آپکو خانہ کعبہ مین پایا۔ اُسوقت سبنے اقرار کیا کہ فی الحقیقت مرد ایسے ہی ہوتے ہین۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے

کہ حضرت شیخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ صبح اور عشا کی نماز خانہ کعبہ ہی مین پڑھا کرتے تھے
پھر آپ نے یہ فرمایا کہ ایک دن شیخ العالم اور شیخ جلال الدین اوچی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک درویش
نے اگر دہی مانگی دہی موجود نہ تھی ہر چند تلاش کی نہ ملی۔ آخر شیخ العالم نے شیخ جلال الدین سے کہا کہ تم اس
شخص سے کہدو کہ دہی فلان جگہ ہے اگر تمہین ضرورت ہے تو وہان سے لے لو۔ وہان پانی اور کیچڑ کے
کے سوا کچھ تھا نہین وہ تعجب کرتا ہوا وہان گیا دیکھا تو دہی جمی پڑی ہوئی ہے۔ آپ یہ بیان فرما رہے
تھے کہ حسن بالا اور برہان قوال آئے۔ اور اجازت چاہی۔ قوالی شروع ہوئی۔ حضرت خواجہؒ اور عثمان
سیاح تو سماع ہوتے ہی ایسے ازخود رفتہ ہوگئے کہ اپنے تن بدن کی بالکل خبر نہ رہی جب ہوش
مین آئے تو عثمان سیاح کو ملبوس خاص عنایت فرمایا اور دستار اس خاکسار کو مرحمت ہوی وہ دن نہایت
ہی راحت اور مزہ کا تھا۔ قوال یہ غزل گا رہے تھے۔ **غزل**۔

آن مطرب از کجاست کہ برگفت نام دوست		تا جان و جامہ پارہ کنم من بکام دوست	
دل زندہ مے شود بامید وفاے یار		جان رقص میکند بسماع کلام دوست	
تا نفخ صور باز نیاید ز خویشتن		ہر کو فتادہ مست ز شرب مدام دوست	

پھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ درویشون اور انبیاء کی دوستی ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ آدمی کو
چاہیئے کہ ہمیشہ اپنی اوقات انکے ذکر خیر سے معمور رکھے۔ پھر فرمایا کہ جب قارون کو زمین نے نگلا اور
وہ دھنستا ہوا زمین کے چوتھے طبقہ مین پہونچا تو وہان کے باشندون نے اس سے پوچھا کہ تو کس
قوم مین سے ہے اور کس وجہ سے اس عذاب مین مبتلا ہوا اسنے کہا مین حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم
مین سے ہون جون ہی اسکے منہ سے نام مبارک نکلا فرمان ہوا کہ اسنے ہمارے دوست کا نام اپنی زبان
سے لیا ہے لہذا اب یہ اور نہ دھسے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ چشم پر آب ہوئے اور فرمایا اس بیان سے
گنہگارون کے دلون کو بڑی امید ہوتی ہے کہ دشمن خدا اسکے دوست کے نام لینے سے عذاب
مین تخفیف پاتا ہے سو جو دوست ساری عمر دوستی مین رہا اور ہمیشہ خدا کے دوستونکا ذکر کرتا رہا۔
اگرچہ وہ گنہگار مرا ہو مگر وہ نجات کا مستحق کیونکر نہو گا اور آتش دوزخ سے کیونکر نہ چھٹکارا پائیگا
پھر فرمایا کہ حدیث شریف مین آیا ہے مُحَبَّۃُ الْاَنْبِیَآءِ عِبَادَۃٌ سِتِّیْنَ سَنَۃً (یعنے انبیاء کی
دوستی ساٹھ برس کی عبادت کی برابر ہے) پھر ارشاد فرمایا کہ خواجہ ابو علی دقاق رحنے فرمایا ہے کہ

جو انبیا علیہم السلام کا بہت ذکر کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسکے سر پر سے نور کے طبق نثار کرواتا ہی اور لقمان حکیم نے کہا ہے کہ جو انبیاء اور اولیاء کو دوست رکھتا ہے اور ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتا رہتا ہے زمین و آسمان کے فرشتوں کو حکم دیدیا جاتا ہے کہ اُسکے نامۂ اعمال سے کل خطائین دور کردو۔ اور اُسی جگہ نیکیان لکھدو۔ پھر فرمایا کہ ایسے شخص کو بہشت مین بڑے بڑے درجے ملین گے۔ آپ یہ فوائد بیان فرماکر ذکر مین مشغول ہوگئے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ علےٰ ذلک۔

سترہوین مجلس۔ روز شنبہ۔ ۵ محرم الحرام ۶۹۱ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ ماہ محرم کی فضیلت اور حسنین رضی اللہ عنہما کی بزرگی بیان ہو رہی تھی اس دن مجلس مبارک مین مولانا شمس الدین یحیےٰ۔ مولانا فخر الدین زرادی۔ مولانا برہان الدین غریب شیخ نصیر الدین محمود۔ رحمہم اللہ تعالیٰ حاضر خدمت تھے۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ مہینہ شیخ العالم قدس سرہ کے انتقال کا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جس شب آپ نقل فرمائینگے اُس شب تین دفعہ عشا کی نماز پڑھی۔ یہی فرماتے رہے کہ دیکھا چاہیئے دوسری دفعہ بھی نماز پڑھنی نصیب ہوگی یا نہین۔ پھر فرمایا کہ شیخ العالم کا وصال سجدہ مین ہوا۔ اور آسمان سے آواز آئی کہ مولانا فرید نے انتقال کیا۔ اور مقامات قرب مین داخل ہوئے۔ آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ جب انتقال کا لفظ زبان مبارک سے نکلا تو آپ بہت چلا کر رونے لگے اور روتے روتے بیہوش ہوگئے۔ آپ کی اس کیفیت سے حاضرین پر بھی ایک خاص اثر ہوا اور سبکے سب رونے لگے۔ جب ہوش ہوا تو فرمانے لگے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی عاشورہ کے دنون مین ایک روزہ بھی رکھیگا تو اُسے سال بھر کے نفلی روزہ رکھنے کا ثواب عطا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی عاشورہ کے دن سات قسم کے دانے پکائیگا ہر دانہ کے بدلے نیکی ملیگی اور اُسیقدر اُسکی برائیان دور کیجائینگی۔ پھر خاتون قیامت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی پیدائش کا ذکر ہونے لگا تو آپنے ارشاد فرمایا کہ آپکے شکم مادر مین آنے سے پہلے ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام بہشتی سیب لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا اور کہا کہ آپ اسے تنہا نوش فرمائین تقسیم نہ کرین آپنے ایسا ہی کیا۔ قضارا اُسی شب آپ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہمخواب ہوئے اور اُنکو پیٹ رہا اور بی بی فاطمہ رضی پیدا ہوئین۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت بی بی فاطمہ رض کی پیدائش خاص بہشت سے ہے۔ پھر آپ

آبدیدہ ہوکر فرمانے لگے کہ انکے جگر گوشہ کا تو سبکو معلوم ہے کہ ظالمون نے کربلا کے میدان مین
کیسا بھوکا پیاسا شہید کیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مینے سیر کی کتابون مین لکھا دیکھا ہے کہ جب حسنین رض
گہوارہ مین رہتے اور حضرت فاطمہ رض کسی کام مین ہوتین تو حضرت جبرئیل ع بحکم الٰہی اُسے ہلاتے
کہ آرام وراحت سے سوتے رہین۔ آپکے بعد فرمایا کہ بروز شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ سارے
جہان مین اندھیر چھاگیا تھا۔ بجلی چمکتی تھی۔ آسمان لرزرہا تھا۔ زمین جنبش مین تھی۔ فرشتے پرغضب تھے
اور مکرر کہہ رہے تھے کہ اگر آپ اجازت دین تو ہم تکلیف دینے والون کو ابھی ملیامیٹ کردین مگر
آپنے یہی کہا کہ تمہین کچھ واسطہ نہین حکم الٰہی اسیطرح تھا۔ مین جانون اور یہ جانین تمہاری کچھ ضرورت
نہین۔ یہ فرماکر حضرت خواجہ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ خاندان نبوت کا خاصہ جوانمردی ہے کچھ عجب نہین
کہ دونون صاحبزادے ہی انکی شفاعت کراکر بخشوادین ظاہر اور دوزخ کے سوا انکا اور کوئی ٹھکانا نہین
نظر آتا۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن یہ لوگ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے سپرد ہونگے۔ اور
فرمان ہوگا کہ تم انہین معاف کرو ہم انکی عوض تمہارے باپ کی کل امت کو بخشتے ہین۔ حضرت فاطمہ رض
معاف فرمائینگی۔ اور کل گنہگاران امت کی دوزخ سے خلاصی ہوگی۔ آپکے بعد حضرت خواجہ فرمانے
لگے کہ آج شیخ العالم کا عرس ہے۔ حلوا اور کھانا موجود ہے فقراء ومساکین کو تقسیم کردو۔ بموجب حکم تقسیم
کیا گیا۔ پھر سماع شروع ہوا۔ ایک رات دن یہ مجلس قائم رہی۔ حضرت خواجہ اور کل درویش اپنے
حال سے بالکل بیخبر تھے دوسرے دن اُسیوقت ہوش مین آئے قوال یہ دوبیت گارہے تھے ؎

تراسماع نباشد چو سوز عشق نبود
چو ہرچہ میرود از دست دور فتے نیست

کمان صبر کہ بر آید زخام ہرگز دود
سمان شربت نوشین وتیغ زہر آلود

تمت بالخیر

الحمد للہ کہ حصہ اول پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت بخیر وخوبی تمام ہوا حق تعالیٰ
مترجم اور طالبین اور شائقین کو توفیق نیک عطا فرمائے آمین ثم آمین

حصّہ دوم پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی نَوَّرَ قُلُوبَ العَارِفِینَ بِنُورِ مَعرِفَتِہٖ وَفَضَّلَ اَحوَالَ المُحِبِّینَ عَلَی العَالَمِینَ بِکَمَالِ فَضلِہٖ وَحِکمَتِہٖ خداتعالےٰ کی بیحد حمد و ثنا کہ محض اُسکے فضل کے فیض سے جو اند الفاظ دُرر بار صاحب المکارم سلطان الاولیا قطب العالم وارث الانبیاء تاج الاصفیا شمس العارفین فرید الحق والشرع والدین ادام اللہ تقواہ اس درویش کے کان مین پہونچے ان سبکو مین نے لکھ لیا اور **اسرار الاولیا** اسکا نام رکھا۔ اسکے بعد بندہ درویشان خادم الفقراء والمساکین بدر اسحٰق کہ ان معانی کا جامع ہے عرض کرتا ہے کہ جب مجھے دولت پابوسی حاصل ہوئی اُس وقت آپنے ارشاد فرمایا کہ اے درویش اسرار و انوار کے لیے بڑا حوصلہ چاہیے تاکہ دوست کا اسرار دلمین قرار پذیر ہو اور گھر کرے اور جو خدانخواستہ ایک ذرہ برابر بھی دوست کا اسرار ظاہر کرے گا تو وہ بطریق منصور حلاج اپنا سر برباد کردیگا کیونکہ سر بھی دوست کے اسرار مین سے ہے پس جو اسرار کہ عالم انوار سے متجلی ہون صاحب اسرار کو چاہیے کہ اُنھین ظاہر نہونے دے کیونکہ یہ مشہور مثل ہے کہ جو بادشاہون کے اسرار کا اظہار کیا کرتا ہے وہ پھر کسی اور راز و اسرار کے لایق نہین رہتا۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ اے درویش کل اسرار آلہی ستر ہزار ہین جو ہر روز عالم نور سے اولیاء کے قلوب پر نازل ہوتے رہتے ہین خاصکر اُس شخص پر جو اسرار ہی کا ڈھونڈھنے والا ہے۔ اے درویش پہلا مقام اسرار آلہی کا یہ ہے کہ عاشق پر جو اسرار و انوار آلہی متجلی ہوتے ہین اگر اُن مین سے ذرہ برابر بھی ظاہر ہو جاوے تو سارا عالم اُس روشنائی سے منور ہو جاوے اس راہ مین آدمی صادق ہونا چاہیے تاکہ دوست کے کل اسرار سے واقف ہو اور شمہ برابر بھی اُس نعمت سے باہر نہ دے اور جو پہلے ہی مقام پر اُسنے ظاہر کردیا تو وہ بہت ہی پست حوصلہ ہوگا اور پھر کبھی دوسرے اسرار کے لایق نہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اے درویش مشائخ طبقات کے سلوک مین مینے لکھا دیکھا ہو من اطلعنا

علی سر من اسرارنا فافشی سرنا فقد اھلک نفسہ وھذا جزاء من افشی سر الملوک
یعنے اے درویش جب ہم کسکو اپنے اسرار مین سے کسی پر مطلع کرین اور وہ اسکی طاقت نہ لائے
اور اُسے ظاہر کردے تو اُسنے اپنے آپ کو برباد کیا اور اسکی جزا وہ ہوگی کہ جو بادشاہ کے اسرار ظاہر
کرنے والے کو ملتی ہے (یعنے گردن مارا جانا)۔

یہ کتاب بائیس فصلون پر منقسم ہے اور انکی یہ تفصیل ہے

پہلی فصل۔ اولیاء کے اسرار کے بیان مین۔ دوسری فصل۔ عابدون اور صاحب حال درویشون کے بیان مین
تیسری فصل۔ ذوق کے بیان مین۔ چوتھی فصل۔ توبہ وغیرہ کے بیان مین۔
پانچوین فصل بزرگون کی خدمت کرنیکے بیان مین۔ چھٹی فصل ختم اور قرآن مجید کی تلاوت کے بیان مین
ساتوین فصل۔ سورہ اخلاص کی فضیلت کے بیان مین۔ آٹھوین فصل۔ گلیم اور صوف کے بیان مین
نوین فصل۔ خرقہ فقر کے بیان مین۔ دسوین فصل۔ محبت وغیرہ کے بیان مین۔
گیارہوین فصل۔ خوف اور توکل کے بیان مین۔ بارہوین فصل۔ خاتمہ کے بیان مین۔
تیرہوین فصل۔ درویشی کے بیان مین۔ چودہوین فصل۔ دنیا کی محبت اور عداوت کے بیان مین۔
پندرہوین فصل۔ عقیدہ کے بیان مین۔ سولہوین فصل۔ دست بوسی کے بیان مین۔
سترہوین فصل۔ یاد حق مین مستغرق ہونیکے بیان مین۔ اٹھارہوین فصل۔ علماء اور مشائخ وغیرہ کے بیان مین
انیسوین فصل۔ امساک باران کے بیان مین۔ بیسوین فصل کشف و کرامت کے بیان مین۔
اکیسوین فصل۔ پیر کی تعظیم کے بیان مین۔ بائیسوین فصل۔ رنج و مشقت کے بیان مین

خادم الفقراء والمساکین بندہ اسحاق کہ ان معانی کا جامع ہے عرض کرتا ہے کہ جب اس عاجز کو
دولت پابوسی حاصل ہوئی تو اسیوقت شرف بیعت سے بھی مشرف ہوا۔ حضور نے کلاہ چہار ترکی
(کہ دین و دنیا کی دولت ہے) بندہ کو عطا فرمائی۔ الحمد للہ علی ذالک

پہلی فصل عشق اولیاء کے اسرار کے بیان مین

بروز دوشنبہ ۱۳ ماہ شعبان سنہ ۶۳۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ عشق اولیاء کے اسرار کا ذکر ہو رہا تھا کہ شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے
فرمایا کہ خواجہ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہمشیرہ تھین انکی یہ رسم عبادت تھی کہ بغداد کے جنگل مین

جاتیں اور عبادت میں مشغول ہوجاتیں جب ان کے لوٹنے کا وقت ہوتا ایک فرشتہ بحکم الٰہی مامور تھا کہ وہ ایک قدح شراب جنت اسرار الٰہی سے لاتا اور انہیں دیتا وہ پی جاتیں اور پھر اپنے گھر چلی آتیں۔ خواجہ منصور کو خبر لگی کہ یہ کہیں عبادت کو جایا کرتی ہیں چنانچہ ایک دن موقع پاکر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیئے جب وہ اپنے مقام پر پہونچیں طاعت الٰہی میں مشغول ہوگئیں چھپکر بیٹھے دیکھا کیئے پچھلے پہر رات کو عبادت سے جب فارغ ہوئیں تو حسب معمول فرشتہ قدح بھر کر لایا انہوں نے لے کر پینا شروع کیا۔ خواجہ منصور فریاد کرتے ہوئے بڑھے کہ اے ہمشیرہ ذراسا مجھے بھی دو انہوں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو منصور ہے بہت افسوس کیا اور کہا افسوس افسوس کہ میرا بھید ظاہر ہوگیا۔ پھر منصور کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے منصور تو پیئے گا مگر سہار نہ سکے گا غرضکہ خواجہ منصور نے بقیہ ذراسا گھونٹ پی ہی لیا۔ پیتے ہی ازخود رفتہ ہوگئے اور اناالحق کہنے لگے۔ انکی ہمشیرہ آبدیدہ ہوئیں اور منصور سے کہا کہ اے تنگ حوصلہ تو آپ بھی رسوا ہوا اور مجھے بھی رسوا کیا۔ اسکے بعد جب خواجہ منصور شہر میں آئے اور اناالحق کہنے لگے دار پر کھینچے گئے لکھا ہے کہ جب دار پر چڑہائے گئے تو انکی ہمشیرہ آئیں اور ملامت کرنے لگیں کہ اے منصور میں نہ کہتی تھی کہ تو سہار نہ سکے گا تو نے سر دوست کو ظاہر کیا اسلیئے مارا گیا۔ جب خواجہ منصور دار پر کھینچ گئے لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ منصور ایسا مرد تھا اُسنے دوست کی راہ میں جان دیدی انکی بہن ہنسنے لگیں اور فرمانے لگیں کہ اے غافلو اگر میرا بھائی منصور مرد ہوتا تو ایک ذرہ شربت محبت میں ہاتھ سے نہ جاتا وہ مرد ہی نہیں تھا۔ پھر اپنا ذکر کرنے لگیں کہ آج کم وبیش بیس برس ہونے آئے ہر شب اسرار دوست کا ایک قدح میرا وظیفہ ہے کہ جسے میں پیتی ہوں مگر کبھی کوئی بات ظاہر نہیں کرتی بلکہ ہر روز یہی فریاد کرتی ہوں کہ هَلْ مِنْ مَّزِیْد۔ شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش راہ خدا میں ایسے مرد ہوئے ہیں کہ لاکھوں دریا اسرار دوست کے ایک ساعت میں گنار جاتے ہیں اور ڈکار بھی نہیں لیتے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش جو محبت میں صادق الوعد اور ثابت قدم نہیں انکی حقیقت یہ ہے کہ وہ بروز قیامت محبان خدا میں شرمندہ ہونگا۔

پھر فرمایا قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بروز قیامت حکم ہوگا

کہ مجنون کو لاؤ جب وہ لایا جاویگا تو حکم ہوگا جوادلیار کہ میری محبت کا دعوے کرتے تھے انہیں بھی لاؤ اور مجنون کے پاس کھڑا کرو جب سب حاضر ہو نگے تو انکی طرف خطاب ہوگا کہ تم جو محبت کا دعوے کرتے ہو تو ایسا کرو جیسا مجنون نے کیا جیتے جی لیلے ہی کے عشق مین غرق تھا جب مرگیا تو بھی اُسی کے عشق و محبت مین غرق رہا۔ اب اس زمان بعثت مین بھی اسکا یہی حال ہے کہ اسکی محبت مین ڈوبا ہوا ہے۔ پھر شیخ الاسلام فرمانے لگے کہ یہ مقدار دوستون ہی کے لیئے ہے یعنی جو دوستی کا دم بھرے اُسے چاہیئے کہ ثابت قدم رہے تاکہ ذرہ برابر اس دوستی سے کم نہونے پاوے بلکہ دن بدن بڑھتی جاوے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش نظامی گنجوی صاحب نعمت شخص تھے ایک چیز انہون نے سلوک مین ایسی لکھی ہے کہ جو کسینے بھی نہین لکھی۔ ایک دفعہ یہ درویش درویشو نکی مجلس مین حاضر تھا سماع ہو رہا تھا اس مجلس سے یہ دو بیتین مجھے یاد ہین۔ قوال جب یہ بیتین پڑھتے تھے مجھے ایک حالت اور حیرت ایسی پیدا ہوتی تھی کہ اب وہ بات سو برس تک بھی نہین پاسکتا وہ بیتین یہ تھین۔ **ابیات**

آن عشق کہ بود کم نگردد　　　تا شد ازان قدم نگردد
عشقے کہ نہ عشق جاودان ست　　　بازیچہ شہوت جوان ست

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش فقرا اہل عشق ہین اور علما اہل عقل۔ ان مین آپس مین تضاد ہے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش اس قوم کا کام وہی خوب جانتا ہے کہ جس مین یہ دونون وصف ہون۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام مین یہ دونون وصف اور احوال تھے ان دونون مین سے راہ سلوک مین درویش کا عشق علماء کی عقل پر غالب ہے۔ پھر آپنے اسی محل پر یہ فرمایا کہ میرا ایک یار تھا جسے بیتا غریب کہا کرتے تھے۔ وہ شخص صاحب درد اور واصلان حق مین سے تھا جب وہ چلتا تو مستون کی طرح چلا کرتا تھا۔ پھر فرمایا کہ اے درویش ایام جوانی مین ایک شخص ایک عورت پر عاشق تھا ایک دن وہ اپنے معشوق کی دیوار کے نیچے ٹھہر رہا۔ اتفاقاً اسکے معشوق نے بھی کھڑکی سے سر نکالا اور اسکی طرف دیکھا پھر دونون باتون مین ایسے لگے کہ فجر کی اذان ہوگئی وہ کہا سمجھے کہ عشا کی اذان ہو رہی ہے پھر جو نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ فجر ہے پو پھٹ گئی ہے اتنے مین ہاتف نے ندا کی ای جوان تو اس عورت کے عشق مین اول رات سے آخر رات تک جاگتا رہا مگر کبھی خدا کے لیئے بھی ساری رات تک جاگا؟ جون ہی یہ آواز اس جوان کے کان مین آئی

اُسیوقت تائب ہوا اور کلیتہً مشغول حق ہوا۔ اُسوقت شیخ الاسلام آبدیدہ ہوئے اور فرمانے لگے
کہ ایک تو اُس اسرار مین سے یہی سر ہے کہ وہ یکایک پلٹ گیا۔ اے درویش جس نے یہ ذوق
پایا وہ غیر سے کیا الفت کریگا۔ پھر اسی محل پر آپ نے فرمایا کہ اے درویش کہین مجنون نے ایکدفعہ
یہ سُن لیا کہ لیلی صدقہ دے رہی ہے فوراً اُٹھا اور کاسہ چوبین ہاتھ مین لیکر لیلی کے سامنے
جا کھڑا ہوا لیلی نے سب کو کچھ تھوڑا تھوڑا دیا مگر اسے کچھ نہ دیا اور اُٹھ کر اندر چلی گئی مجنون اُسیوقت
ناچنے لگا لوگون نے طعنہ دیا کہ میان یہ ناچنے کا کیا موقع نہ تجھے اُسنے کچھ دیا نہ التفات کی اُسنے
کہا وہ نہ دیا تو کیا بارے اُسنے یہ تو دیکھ لیا کہ یہ مجنون میرا عاشق کھڑا ہے۔ شیخ الاسلام یہ فرماکر بہت
آبدیدہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے درویش اس بات کی قدر وہی جانتا ہے کہ جو دریائے محبت مین
ڈوبا ہوا ہو یا عالم غیب کے چشمۂ رواں سے اُسکی روزی ہو۔ پھر فرمایا کہ اے درویش جو عشق
ومحبت کا دعوے کرے اُسے چاہیے کہ جب تک دم مین دم ہے معشوق کے دروازہ کو پکڑے رہے
تو امید ہے کہ دروازہ کھلے اور مقام مقصود کو پہونچے۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل مین ایک زاہد تھا
کہ ستر برس خدا کی عبادت کرتے ہوئے اُسے ہوگئے تھے اُس زمانہ کے پیغمبر پر فرمان الٰہی پہونچا
کہ جاؤ اُس زاہد سے کہدو کہ کیون تو نے اپنے آپ کو تکلیف مین ڈال رکھا ہے تیری یہ طاعت ہماری
درگاہ مین قبول نہین جون ہی یہ پیام اُس زمانہ کے پیغمبر نے اُس زاہد سے کہا وہ اُسیوقت
کھڑا ہوگیا اور رقص کرنے لگا۔ اُنہون نے کہا بھلا یہ رقص کا کیا موقع وہان تو تیری طاعت بندگی
بھی قبول نہین۔ زاہد نے کہا ہان اگرچہ میری طاعت قبول نہین مگر خیر اسی بہانہ سے شمار مین تو
آیا میری یادگاری تو ہوئی۔ اُسوقت آپ نے فرمایا کہ اے درویش اس راہ مین صادق اور عاشق
وہی ہے کہ عالم اسرار سے جو کچھ بلا و غیرہ اُسپر آئے صابر اور راضی رہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ
کلام اللہ مین فرماتا ہے کہ اسطرح دعا مانگو رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ پھر فرمایا کہ اہل سلوک اس آیت کو صابران بلا کیطرف
نسبت کرتے ہین کہ یہ آیت اُنکی شان مین ہے کہ دوست بلا پر صبر کرتے ہین اور دم نہین مارتے
یہ کہکر شیخ الاسلام آبدیدہ ہوئے اور یہ ابیات پڑھنے لگے عجب ایک حالت اور حیرت پیدا ہوئی
ابیات یہ ہین ؎ سر بست مرا درون جان در عشقت + گر سر رود اے دوست بہم بکس

پوشیدہ دار خود را کانجا خجل زبانی		سر سست عاشقاں از طاقت نہانی

اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ اے درویش صاحب سر کو ایک ذاتی قوت بھی چاہیے کہ جو اسرار
حق کیطرف سے نازل ہو وہ اُسے نگاہ رکھ سکے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ معین الدین
سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ دوست کا اسرار ایک جال ہے اور اُس صاحب جال
کا ٹھکانا سوائے دل عاشق اندوہگین کے اور کہیں نہیں ہے۔ یحیی معاذ رازی قدس اللہ سرہٗ
سے جب پوچھا گیا کہ کسوقت آپکا لب مبارک نہ بات کے لیئے کھلتا ہے نہ خندہ کے لیئے۔ فرمایا
کوئی ساعت ایسی نہیں کہ اسرار انوار تجلی الٰہی میرے دل میں نہوں پس جس دل میں انوار و اسرار
دوست کے جاگزین ہوں وہاں ہنسنے بولنے کا کیا کام۔ پس اے درویش ہنسنا بولنا تو وہی دل
ہے کہ جسدن یہ ندا ہو جائے کہ وصل الحبیب الی الحبیب (یعنے حبیب حبیب کے پاس پہنچگیا)
پھر آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ تمنے کیا
بات دیکھی جو خدا سے آشتی کی۔ کہا میں ایکدن بیٹھا ہوا تھا کہ محبت کا آئینہ میرے ہاتھ میں دیا گیا اُسے جو میںنے
دیکھا تو ایک صورت ایسی نظر پڑی کہ میں اُسپر شیفتہ ہو گیا اور فریاد کرنے لگا اور مستغفر ہوا۔ اور توبہ کی
اور عرض کیا کہ یہ نعمت مجھے عطا ہو میرے سر میں یہ پھونک دیا گیا کہ یہ نعمت تو ہم تجھے دیتے ہیں مگر
یہ ہمارا راز کسی سے کہنا نہیں اگر کسی سے نہ کہیگا تو اور بہتر بھی دیا جائیگا یہ فرما کر شیخ الاسلام
آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ رباعی پڑھی اور فرمایا کہ ایک دفعہ جناب قاضی حمید الدین ناگوری
رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر تشریف رکھتے تھے اور میں موجود تھا انسے یہ رباعی سنی ہر دو رباعی یہ ہے رباعی

درکوے خرابات پریشان کردہ است		عشق تو مرا اسیر حیران کردہ است
اسرار تو در دلم کہ پنہان کردہ است		با اینہمہ رنج و محنت اے دوست ببین

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ چلے جا رہے تھے
کہیں لبیں آپکی بڑھی ہوئی تھیں ایک حجام نے دیکھکر کہا آؤ میں سنت ادا کر دوں آپنے فرمایا
کہ میرے پاس کچھ ہے نہیں۔ اُس نے کہا پھر دیدینا غرضکہ جب اُسنے لبیں لیں اور خط بنا چکا تو ایک
درخت کے نیچے ہو بیٹھے آپنے سر اونچا کر کے صرف یہی کہا تھا کہ الٰہی بکدام در خواست کنم" کہ اتنے
میں بفرمان الٰہی درخت خود جھڑ پڑا ساری زمین سرخ دینار سے بھر گئی وہ بہت حیران ہوا

آپ نے اس سے کہا کہ جیتا مجھ سے اٹھ سکے لیجا اور آپ وہاں سے چلدیئے۔ یہ حکایت بیان فرما کر شیخ الاسلام بہت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ اے درویش مردان خدا نے ایسا ہی کیا ہے کہ جس عاجز ودرماندہ کے پاس پہونچے میں اُسپر نعمت کی ایثار کی ہے اور آپ وہاں سے چلدیئے ہیں اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک شخص صاحب حال تھا ہر صبح اُٹھتا اور فریاد کرتا کہ دوست کا عشق میسر ہو مگر اپنے نام ونشان کا کچھ پتہ نہ بتایا آخر اپنی ہستی کو عشق کی آگ ہی میں جلادیا۔ اور یگانہ ہی مرا۔ اور حقیقت میں وہ یگانہ تھا۔ پس اے درویش جس جگہ محبت آجاتی ہے دوئی درمیان سے اٹھ جاتی ہے وہاں یگانہ ہی ہونا چاہیئے تاکہ خانہ وصال ومحبت میں باریابی ہو۔ ورنہ حاشا وکلا ہرگز ہرگز باریابی نہوگی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام آبدیدہ ہوئے اور یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی اور فرمایا کہ مینے ایک دفعہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے اُنکی مجلس میں سنی تھی میں ابتک اُس مثنوی کے ذوق میں ہوں کہ جو جناب خواجہ صاحب نے فرمائی تھی ؎

تا نفسے من ز عشق دوست زدم	خاست از ما بسے دوئی جز دوست

اسکے بعد غلبات شوق سے یہ حکایت فرمائی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو بلایا اور زلیخا حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین میں آئی اور اسکے بعد وہ خدا کے ساتھ مشغول ہوگئی چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت یوسفؑ نے زلیخا سے خلوت چاہی تو وہ آگے سے فرار ہوگئیں۔ حضرت یوسف اُنکے پیچھے بھاگے اور کہا ایک دن تو وہ تھا کہ تم میرے پیچھے بھاگتی تھیں اور آج یہ دن ہے کہ میں تمہارے پیچھے بھاگتا ہوں اور تم مجھ سے بھاگتی ہو یہ کیا بات ہے۔ زلیخا نے کہا کہ اے یوسف چونکہ میں اُس دن خدا کو نہ پہچانتی تھی اور اُسکی پرستش سے دور تھی سوائے تمہارے اور کسیکو نہ پہچانتی تھی ایک ضرورت سے تمہارے ساتھ دل آویزی رکھتی تھی اب میں نے حق کو پہچان لیا اور اُسکی پرستش میں مشغول ہوگئی اور مجاہدہ اور مشاہدے سے اُسے پالیا اُسکی دوستی میرے دل میں گڑ گئی اب اے یوسف تم اور تم جیسے لاکھ بھی میری نظروں میں نہیں جچتے کیونکہ مجھے خدا تعالی کے ساتھ الفت ہوگئی ہے اگر اُس الفت کے بعد میں کسی اور سے الفت کروں تو میں مدعیہ دروغ زن ہونگی نہ صادق المحبۃ۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت جناب باری چاہی اور مناجات کی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ تو فرمان آیا اے موسیٰ یہ کیا گستاخی

ہماری جناب مین کرتا ہے ہمنے وعدہ کرلیا ہے کہ جبتک محمد پیغمبر آخر الزمان اور انکی امت کہ وہ
ہمری محب ہے میرا دیدار نہ دیکھ لین گے اسوقت تک اور کسیکو دیدار نہوگا۔ اے درویش چونکہ حضرت
موسے شوق محبت حق مین مالامال تھے پھر مناجات کرنے لگے کہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ فرمان ہوا کہ
اے موسے اگر مین تجلی کرونگا تو تم اُسکے دیکھنے کی طاقت نہ لاسکوگے جرض کیا خداوندا مین دیکھ
سکونگا۔ حکم ہوا کہ اے موسے اچھا تم کوہ طور پر آؤ اور بندہ وار عاجزانہ دوگانہ پڑھو اور جمعیت تمام دو زانو
بیٹھو تاکہ مین تم پر تجلی کرون۔ جب حضرت موسے نے ایسا کیا۔ ایک ذرہ انوار تجلی کوہ طور پر چمکا تھا کہ
کوہ طور پارہ پارہ ہوگیا اور حضرت موسی تو بیہوش ہوکر گر پڑے اور تین رات دن تک بیہوش پڑے
رہے کہ تن بدن کی خبر نہ رہی۔ پھر ندا ہوئی کہ اے موسے ہم نہ کہتے تھے کہ تم دیکھ نہ سکوگے۔ پھر
فرمان آیا کہ اے موسے ایک ذرہ برابر تجلی سے تم خود بالکل بیخود اور بیہوش ہوگئے اور ہمارا ستر تم نے
ظاہر کیا۔ اور آخر زمانہ مین امت محمدیہ مین میرے ایسے بندے ہونگے کہ دن مین ہزار ہزار دفعہ نور کی
تجلی اُنکے دلون پر کرونگا اور وہ ذرہ برابر بھی تجاوز نہ کرینگے اور نہ از خود رفتہ ہونگے بلکہ فریاد کرینگے
اَنَا مُشْتَاقٌ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ اسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش آتش عشق ایک آگ ہے کہ جو درویش کے
دل کے سوا اور کہین نہین ٹھیرتی۔ اگر سوا کوئی صاحب درد غلبات شوق سے ایک آہ بھی اپنے
سینہ سے کھینچے گا تو شرق سے غرب تک سارا جہان جلکر خاکستر اور ناچیز ہوجاویگا۔ پھر آپنے اسی
محل پر فرمایا کہ اے درویش جب حضرت موسے علیہ السلام انوار تجلی عشق سے مشرف ہوئے تو
اُسکے بعد جو برقعہ منہ پر رکھتے تھے وہ نفس نور عشق سے فوراً جل جاتا تھا چنانچہ آپنے زر و نقرہ سے
بنایا وہ بھی نہ ٹھیرا سوختہ ہی ہوگیا۔ فرمان آیا کہ اے موسے اگر تم لاکھ برقعے بھی ایسے بناؤگے جب
بھی جلے بغیر نہ رہین گے۔ جاؤ کسی درویش ژندہ پوش کی گدڑی مین سے کوئی ٹکڑا لاؤ اور اُسکا
برقعہ بناکر لٹکاؤ وہ نہین جلیگا۔ جب حضرت موسے نے ایسا کیا ایک تار بھی نہ جلا۔ شیخ الاسلام
یہ حکایت فرماکر آبدیدہ ہوئے اور رونے لگے اور فرمانے لگے کہ اے درویش تجھے یہ بھی معلوم
ہے کہ درویشونکے وجود مین سے کیا۔ انکا خمیر نو تجلی الٰہی کے انوار سے بنا ہوا ہے وہ کیونکر
سوختہ ہونگے۔ یہان سے معلوم ہوا کہ درویشونکا گروہ خاک عشق اور انوار تجلی سے بنا ہوا ہے
اسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش مین نے زاد المجین مین لکھا دیکھا ہے کہ جسروز خدا تعالیٰ

نے اپنے علم وقدرت سے یہ بات چاہی کہ اہل عشق کو عالم موجودات مین پیدا کرے تو ایک زمین بخش
جسپر خداتعالےٰ نے نظر شوق اور اشتیاق اور انوار تجلی اور اسرار عشق سے اسکی طرف دیکھا وہ زمین جنبش
مین آئی اور شروع ہی عالم سکر مین ہوکر فریاد کرنے لگی اَنَا الْمُشْتَاقُ فِیْ لِقَاءِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
پھر اہل عشق کو اس زمین سے پیدا کیا۔ اے درویش درویشون کا ولولہ یہین سے ہے کہ پہلے ہی سے عالم
سکر اور دریاے محبت مین غرق ہین۔ اسکے بعد آپنے اسی محل پر یہ فرمایا کہ ایک واصل اپنی مناجات مین
ہر روز یہ کہا کرتا تھا کہ الٰہی اگر تو بروز قیامت مجھے جلاے یا دوزخ مین ڈالے تو تیری عزت وجلال کی
قسم کھاتا ہون کہ مین چلا جاونگا اور دوزخ کے دروازہ ہی پر سے آتش عشق کی ایک آہ ایسی سینہ
سے نکالونگا کہ ساری دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کر دونگا اور بالکل ناچیز بنا دونگا۔ لوگون نے پوچھا کہ
اے خواجہ یہ کیا کلام ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ دوزخ کی آگ کو کیونکر بجھا دوگے۔ فرمایا آتش
محبت کے آگے اگر لاکھ ایسے ایسے دوزخ ہون تو بھی کچھ نہین کیونکہ جسوقت صاحب عشق
ایک آہ سینہ سے نکالیگا اسیوقت سب کی سب ناچیز ہوجاوینگی وجہ یہ کہ وہ آگ محبت کی آگ
سے بڑھی ہوئی نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش ایسی سخت آگ درویشونکے سینہ مین
رکھی گئی ہے کہ مبادا اگر وہ حالت سکر مین ایک شعلہ بھی باہر نکالین تو عرش سے تحت الثری
تک سبکو جلا کر ناچیز کر دین۔ اسوقت شیخ الاسلام آبدیدہ ہوئے اور زبان مبارک سے فرمایا
ع در سینۂ عاشقان ہمہ درد نہند ؎ شیخ الاسلام ہر بار یہ مصرعہ زبان پر لاتے تھے اور بیہوش
ہوجاتے تھے کئی دفعہ بیہوش ہوئے جب ہوش مین آتے یہ فرماتے کہ رحمت کا نزول تین وقت
ہوتا ہے۔ ایک تو سماع کے وقت کہ اہل سماع اور اُسکے اصحاب سب پر خدا کی رحمت نازل ہوتی
ہے۔ دوسرے درویشونکا ذکر کرتے وقت بھی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ تیسرے جبکہ عاشق
لوگ عالم انوار تجلی مین ڈوب جاتے ہین تو اسوقت بھی اُنپر نزول رحمت ہوتا ہے۔ پھر اسی
محل پر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ یہ دعاگو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی و خواجہ
حمید الدین ناگوری رح کے ساتھ مجلس مین حاضر تھا سماع ہو رہا تھا دونون بزرگوار سماع مین تھے
اور ایک رات دن تک عالم رقص مین رہے لیکن نماز کا جب وقت ہوتا تھا تو نماز پڑھ لیتے تھے
پھر بیہوش ہوجاتے تھے۔ اس درمیان مین حضرت خواجہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہوا مین کھڑے

ہو کر رقص کرنے لگے کہنے والے یہ قصیدہ کہہ رہے تھے کہ جس سے عالم وجد میں تھے۔

من آن نیم کہ زعشق تو پائے پس آرم	اگر بہ تیغ کشندم در تو بگذارم
سپرس ازشب ہجران چگونہ میگذرد	مباد ہیچ کسے را تو سخت دشوارم
من از جمال تو اے سرو باغ نادیدم	ہوس نشد کہ گہے دل رود بگلزارم
اگر دہند بفردا بہشت باہمہ چیز	بحبتہ نخرم من کہ مست دیدارم

اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں ایک درویش صاحب حال کے پاس گیا وہ درویش عالم شوق اور اشتیاق میں تھا سیوقت اسکے ایک درد پیدا ہوا کہ وہ ہر بار سجدہ کرتا تھا اور کھڑا ہو جاتا تھا اور یہ بیت پڑھتا جاتا تھا بیت

جان دہم از برائے جانان من	گر بود صد ہزار جان در تن

یہ دعاگو گنہگار ہزار دفعہ کے قریب آنسے اس بیت کو نہایت تضرع کے ساتھ پڑھا اور ہر بار بیہوش ہوا اور سجدہ کیا۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرما کر وہ گرانڈر گھس گئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے الحمد للہ علی ذلک

دوسری فصل عابدوں اور صاحب حال درویشوں کے بیان میں

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ درویش کمال الدین اور حاکم اجودہن۔ اور چند نفر درویش خانہ کعبہ سے آئے ہوئے تھے اور خدمت میں حاضر تھے آپ نے زبان مبارک سے فرمایا متعبد وہ لوگ ہیں۔ اور انہیں کہتے ہیں کہ جنکا ظاہر و باطن حق سے آراستہ ہو اور ریا میں سے مثل غل وغش وغیرہ کے انکے ظاہر و باطن میں کچھ نہو جو طاعت و بندگی کریں وہ خاص خدا کے لیے کریں نہ خلق کے دکھاوے کے لیئے۔ کیونکہ ہر عبادت کرنیوالا جو اپنا ظاہر طاعت سے آراستہ رکھتا ہو اور باطن خراب تو اسکی وہ طاعت لپیٹ کر اسکے منہ پر ماری جاتی ہے بلکہ راہ سلوک میں تو ایسے عابدوں کے ایمان میں خلل ہو جانیکا خوف ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش بعض عابد ایسے ہیں کہ جو اپنا ظاہر لوگوں کے دکھاوے کے لیئے طاعت سے آراستہ رکھتے ہیں اور باطن میں خدا سے بالکل بھی لگاؤ نہیں رکھتے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ اے درویش عابد لوگ چار طرح کے ہیں (١) وہ کہ جنکے ظاہر طاعت سے آراستہ ہوں اور باطن خراب ہو (٢) دوسرے وہ کہ جنکا ظاہر خراب ہو اور

باطن آراستہ ہو (۳) وہ کہ جنکا ظاہر اور باطن دونوں خراب ہوں (۴) وہ کہ جنکا ظاہر و باطن سب
اچھا ہو۔ اسکے بعد آپنے یہ تمثیل فرمائی کہ اے درویش سن اور کان دھر جس گروہ کا کہ ظاہر طاعت
سے آراستہ ہو اور باطن خراب تو وہ لوگ خلق کے دکھاوے کے لیئے بہت سی طاعت کرتے ہین
یہ لوگ عزیز رکھین مگر انکا دل دنیا مین اٹکا ہوا ہوتا ہے۔ اسوقت آپنے فرمایا کہ بنی اسرائیل مین
ایک زاہد تھا پانسو برس خدا کی عبادت کرتے ہوئے اُسے گزر گئے تھے جب اُسکا انتقال ہوا تو
لوگون نے اُسے خواب مین دیکھا کہ آتشی طوق اُسکی گردن مین پڑے ہوے ہین اور آتشی تختے
اُسکے پاؤن کے نیچے رکھے ہوئے ہین اور گرداگرد اسکے آگ رکھکر اُسے جلایا جا رہا ہے اور فرشتے
آتشی گرز لیئے ہوئے اُسکے سر پر کھڑے ہوئے ہین ہر بار گرز اُسکے سر پر لگاتے ہین اور پھر چھوڑ دیتے
ہین اور وہ فریاد کرتا ہے جب اُس سے پوچھا گیا کہ میان تو تو بڑا زاہد شخص تھا اور کتنے برس
تک تو نے خدا کی عبادت کی تھی تیرا کیا حال ہے کہ تجھپر عذاب کیا جا رہا ہے اُسنے کہا اے
مسلمانو بات یہ ہے کہ جو طاعت تم میری دیکھتے تھے سب ریائی خلق کے دکھاوے کی تھی میرا
باطن دنیا مین مشغول تھا وہ سارے اعمال میرے مُنہ پر مارے گئے اور یہ حکم ہوا کہ یہ زاہد سخت
عذاب کے لایق ہے اسپر عذاب کرو۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش دوسرا طائفہ
کہ جنکا باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہے وہ طائفہ اہل مجانین ہین کہ باطن اُنکا حق تعالی سے
مشغول ہے اور ظاہر مین کوئی سر و سامان نہین رکھتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
اہل مجانین وہ طائفہ ہین کہ حق تعالی کے ساتھ ایسے مشغول ہین کہ کسی بات سے بھی خبر نہین
رکھتے اسلیئے ظاہر اُنکا خراب ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش ایک درویش اہل مجانین سے
مجھے ملا ساٹھ برس تک وہ شخص عالم جنون مین رہا خداتعالی اور اُسکی عجائب قدرت مین ایسا مشغول
تھا کہ کسی چیز سے بھی وہ خبر نہ رکھتا تھا مینے ایک رات اُسے خلوۃ مین پایا کہ وہ تلاوت مین مشغول
تھا ایک نور اُس سے چمک رہا تھا اور اُس نور کی روشنی عرش سے حجاب عظمت تک جا رہی تھی
مین اُس نور کو دیکھکر ذرا قریب کو ہوا کہ اس نعمت سے کچھ مجھے بھی حصہ ملے جون ہی میری جوتیون
کی آواز اُسکے کان مین آئی پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا اے درویش چونکہ تو نے ہمارے ستر کو دیکھ
لیا اب یہ بات ہے کہ اس ستر کو کسی سے بیان نہ کیجو۔ یہ کہکر آسمان کیطرف رُخ کیا اور عرض کیا

خداوندا تو نے میرے ستر اور اپنے ستر دونوں کو ظاہر کر دیا میرے یہاں رہنے کا اب موقع نہیں رہا ابھی یہ بات وہ درویش پورے طور سے کہنے بھی نہیں پایا تھا کہ جان بحق تسلیم کی۔ اسکے بعد فرمایا کہ اے درویش وہ طائفہ کہ جنکا ظاہر و باطن خراب ہے وہ عوام الناس ہیں کہ طاعت و عبادت وغیرہ سے کچھ بھی خبر نہیں رکھتے۔ اور وہ طائفہ کہ جنکا ظاہر و باطن نور معرفت سے آراستہ ہے وہ درویش اور مشائخ طبقات ہیں کہ انکے دل نور معرفت ازلی سے طاعت حق کے ساتھ آراستہ ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مشائخ طائفہ وہ ہیں کہ اگر مبادا ذرہ برابر ریا بھی انکی ظاہری و باطنی طاعت میں پیدا ہوجائے تو اپنے آپ کو اسقدر مجاہدہ میں ڈالتے ہیں کہ جس سے اس ریا کا کفارہ ہو جائے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مشائخ طائفہ وہ لوگ ہیں کہ جسوقت انہیں کوئی حال پیدا ہوتا ہے اگر لاکھ تلواریں انکے سر پر چلائی جائیں اور انکا ذرہ ذرہ کر دیا جائے جب بھی انہیں خبر نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ ایک شخص ایک درویش کے پاس آیا اور آداب بجالایا اور التماس کی کہ جسوقت آپکو خدا کی محبت میں ایک حال پیدا ہو تو اس بندہ کو بھی یاد رکھیئے گا اُسنے تبسم کیا اور فرمایا اے عزیز اس حال اور اس وقت پر بڑا ہی افسوس ہے کہ میں حال میں مشغول ہوں اور تو یاد آوے کہ تجھ سے دل لگاؤں اور خدا سے جدا رہوں۔ اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ اے درویش حق تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (ترجمہ۔ آج ہم انکے مونہوں پر مہریں لگا دینگے اور جیسے کرتوت یہ لوگ کر رہے تھے انکے ہاتھ ہمکو بتا دینگے اور انکے پاؤں بھی گواہی دینگے) یعنے جو کچھ لوگ دنیا میں نیک اور بد کام کرتے ہیں قیامت کو بھی ہفت اندام اسکی گواہی دینگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش درویشوں نے جو اپنے آپکو جیتے جی مردہ بنا رکھا ہے اور سب چیزوں سے اپنے آپکو روک رکھا ہے اور ہاتھ سمیٹ رکھا ہے اسکا سبب یہی ہے کہ نہ پکڑنے والی چیز ہاتھ میں نہ پکڑیں۔ اور زبان کو اسلئے گنگ کیا ہے کہ نہ کہنے والی بات نہ کہیں۔ اور پاؤں کو اسلئے لنگڑا کیا ہے کہ نہ جانے کی جگہ نہ جائیں۔ پس اے درویش جو ایسا کرے حقیقت میں وہ قرب کے مقام کو پہونچ گیا اور عقوبات قیامت سے چھوٹ گیا۔ پھر فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ

ایک درویش کے پاس بغداد میں تھا وہ درویش انحد مشغول حق تھا۔ اور صاحب نعمت شخص تھا
ایک دفعہ جمعہ کی نماز کے لیئے جارہا تھا کہ یکایک اُسکی نظر ایک عورت پر پڑ گئی اُسیوقت دونوں ہاتھ
اپنی آنکھوں پر رکھ لیئے اور کہا یا غفور یا غفور غرضکہ جب نماز سے واپس چلا اور گھر میں آیا تو دعا کی کہ الٰہی
جو آنکھ تیری دیکھنے والی ہو اُسکے لیئے یہ جائز نہ رکھ کہ وہ اور کو بھی دیکھے ابھی منہ سے اُسکے یہ کلمہ
نکلا ہی تھا کہ دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں دو رکعت شکرانہ کی پڑھیں اور بیٹھ گیا جب شیخ الاسلام
اس حرف پر پہونچے آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ حقیقت میں بڑی کوتہ نظری ہے کہ دوست کے سوا
اور کو دیکھے پھر آپ نے یہ بیت فرمائی۔ **بیت**

چشمے کہ در رخ تو ببیند روا مدار	جز در جمال تو کہ دگر سو نظر کند

پھر اُسکے چند ہی روز بعد یکایک ایک ناشنیدنی آواز اُس درویش کے کان میں آئی اُسنے کہا الٰہی
جو کان کہ تیرے نام پاک کے سوا سنیں تو وہ بہرے ہی بہتر ہیں۔ فی الحال دونوں کان اُسکے
بہرے ہو گئے پھر وہ درویش اُٹھا اور جدید وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا اور کہا کہ میں جہان سے سلامتی
کے ساتھ گذر جاؤنگا اور اپنے آپکو بھی سلامتی کے ساتھ لیجاسکونگا کیونکہ اب دونوں چیزیں میرے
پاس نہ رہیں مجھ سے لی گئیں پھر یہ بیت پڑھی۔ **بیت**

گوشے کہ جز بنام تو اے دوست بشنود	کر باد چون بہر سخنے گوش بر کند

شیخ الاسلام نے جب یہ حکایت تمام کی رونے لگے اور یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے۔ **بیت**

چہ نیکو بود وقت مردن اگر	سلامت برم رخت ایمان بگور

ہر بار شیخ الاسلام یہ بیت پڑھتے تھے اور منہ آسمان کیطرف کرتے تھے اور کہتے تھے الٰہی
اس درویش کی آرزو یہ ہے کہ مجھے ایمان کی سلامتی کے ساتھ جہان سے اُٹھائیو۔ پھر آپنے
فرمایا کہ اے درویش اگر لوگ اپنا ایمان سلامتی سے لیجائیں تو حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی کام کریں

(مترجم) بیرون گور لاف کرامت چہ میزنی	ایمان اگر بگور بری صد کرامت ست

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش امام احمد حنبلؒ کو موت کے سوا کسی وقت بھی ہنستے نہیں پایا
جب آپکا قریب وقت ہوا تو ابلیس لعین برابر کھڑا ہوا اور ہاتھ ملکر کہنے لگا کہ لے امام احمد تم اپنا
ایمان میرے ہاتھوں سے سلامت لے چلے تو آپنے تبسم کیا اور کہا الحمد للہ خدا کے فضل سے

میں ایمان سلامت لے چلا - پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے بھائی مولانا بہاء الدین زکریا اور یہ دعاگو ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے سلوک کا بیان ہو رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد بھائی بہاء الدین کھڑے ہوگئے اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ دعاگو نے پوچھا کہو تو کیا ہوا کہا اُٹھ کر دیکھو جب میں کھڑا ہوا تو مینے دیکھا کہ بغداد کے دروازہ سے شیخ سعدالدین حمویہ کا جنازہ چلا آرہا ہے اور لوگ مسجد جامع بغداد کے آگے جنازہ کی نماز کی طیاری کر رہے ہیں - پھر آپنے فرمایا کہ میں ایک دفعہ لاہور کیطرف مسافر تھا ایک گاؤں تھا اُس میں ایک درویش صاحب اسرار رہا کرتا تھا اور کھیتی کیا کرتا اُسی میں اُسکی گذران تھی کوئی کارکن اُس سے کچھ لیتا نہ تھا اتفاقاً اُس گاؤں میں ایک بیسلب بے مہر کارکن آیا کہ اُس نے اُس درویش سے حصہ محصول طلب کیا اور کہا کہ تو اتنی برس سے کھیتی کرتا ہے اور حصہ نہیں دیتا تو اتنی برسوں کا کل حصہ دے یا کوئی اپنی کرامت دکھلا اُس درویش نے کہا اتنا حصہ بھلا میرے پاس کہاں ہے اور کرامت کیسی میں تو ایک مسکین سا آدمی ہوں اُس نے اُس درویش کو ڈانٹا اور کہا میں تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا یا تو اتنی برسونکا خراج دے یا کرامت دکھلا وہ درویش بہت مضطر ہوا اور فکر کرنے لگا پھر اُسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اچھا کیا کرامت چاہتا ہے بیان کر اُس نے کہا یہ جو اس گاؤں کے پاس دریا بہ رہا ہے اسپر سے گذر کر دکھلا درویش نے قدم پانی پر رکھا اور اسطرح اسپر سے گزر گیا کہ جسطرح آدمی خشکی میں چلتا ہے جب پار ہوگیا تو آنے کے لیئے کشتی مانگی لوگوں نے کہا میاں جسطرح تم آئے تھے اُسیطرح چلے بھی جاؤ کہا نہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں میرا نفس موٹا نہو جائے اور یہ نہ سمجھنے لگے کہ میں بھی کچھ ہوں - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جس دن ملجم بدبخت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی ہلاکت کے لیئے گیا آپ آگے آگے تھے اور وہ پیچھے پیچھے تھا چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہونچے راہ میں پانی حائل ہوا گورستان وہاں قریب تھا آپنے ایک کو آواز دی کہ اے فلان ابن فلان ایک گور سے آواز آئی کہ لبیک یا علی - آپنے کہا اس پانی پر سے گزرنے کا راستہ کہاں سے ہے اُسنے کہا کہ جہاں آپ کھڑے ہیں یہیں سے لوگ اُتر کر پار ہوجاتے ہیں - آپنے پانی میں پاؤں ڈالا اور پار اُتر گئے ملجم کنارہ پر کھڑا رہ گیا اور کہنے لگا کہ اے علی مردے اور اُسکے باپ کا نام تو جان لیا مگر یہ نہ جانا کہ پانی پر سے گذرنے کا راستہ کہاں کو

آپنے فرمایا اے مجم میں جانتا تو تھا مگر مینے اس لیئے پوچھ لیا کہ نفس یہ نہ سمجھنے لگے کہ میں بھی کچھ ہون۔ اُسوقت شیخ الاسلام دام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش جبکہ درویش اسرار دوست سے مالامال ہوتا ہے اگر وہ زبان سے کچھ کہہ دے تو کچھ عیب نہین کیونکہ جب اُسکے باطن مین سوا ے حق کے کہین جگہ ہی نہین رہی تو اب وہ اُسے کہان رکھے مگر یہ حالات کاملوں کے لیئے ہین۔ اور جو ابتدا ہی مین غلبات شوق سے اسرار کا اظہار کر دیتے ہین تو یہ اُنکا کچاپن ہے کیونکہ مناسب یہ ہے کہ جہانتک انکی نگہداشت کی حد ہے وہانتک اُنپہ نگاہ رکھے اور جسپر واردات کی کثرت ہو اگر وہ اُس مین سے کچھ ظاہر کر دے تو اہل سلوک نے اسے معاف رکھا ہے اگر ظاہر کرے تو جائز ہے۔ اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش مومنونکا دل پاکیزہ زمین کی مثل ہے اگر محبت کا بیج اُسمین بو یا جائے تو ہر طرح کی نعمتین اُس محبت کے بیج سے پیدا ہون بس چاہیئے کہ اُس نعمت سے ہر کسیکو کچھ پہونچائے اور خود تجھے بھی کافی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش سانپ کیطرح کینچلی سے باہر آنا نہ چاہیئے ورنہ تیرا دعوے حق کی محبت کا ٹھیک نہو گا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو درویش کامل الحال ہوتے ہین اُنہین دوسرونکی احتیاج نہین ہوتی بلکہ اُس نعمت سے کہ جو انوار و اسرار اُن مین ہین ہر آنے والے پر کچھ نہ کچھ نعمت ایثار کرتے ہین اور کامیاب اُنہین واپس کرتے ہین۔ ہان اے درویش وہ درویش لوگ جو درویشی کا دعوی کرین اور طلب دنیا کے لیئے امرا اور سلاطین کے پاس آمد و شد رکھین کہ کچھ ہاتھ لگے یا قوت کے لیئے کچھ روزینہ مقرر کرین تو اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ درویش صاحب نعمت نہین اگر اُسمین نعمت ہوتی تو وہ کبھی مخلوق کے دروازہ پر نہ جاتا اور نہ کسی سے توقع رکھتا جس دل مین درویشی آجاتی ہے وہان دوسری شے کا گذر نہین ہوا کرتا کیونکہ درویشونکے پاس خود نعمت کا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور اپنی مملکت کا خزانہ درویشون کو دیتے ہین جسے چاہتے ہین اُسے درویشونکی معاش کے صرف کرنے کی جگہ پر پہونچا دیتے ہین اُنہین دوسرونکی محتاجی کا کیا کام۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جسدم درویشونکو حال ہوتا ہے تو عرش تک کوئی شے اُنپر چھپی نہین رہتی اور جو چیز خدا کی طرف سے نیچے اُترتی ہے وہ بھی اُنکے ساتھ اترتے ہین۔ اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش جیسا کہ اولیا پر حال وارد ہوتا ہے ویسا ہی انبیا پر بھی ہوتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش قاضی حمید الدین

ناگوری رح نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ درویش کا احوال کثرت محبت حق سے شوق میں ہو جب درویش پر خدا کی محبت چھا جاتی ہے تو اسقدر انوار تجلی دوست آکی روح پر نازل ہوتے ہیں کہ اسے کسی چیز کا بھی انہیں دھیان نہیں آتا۔ پھر آپ نے یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی اور بیہوش ہو گئے

ہر لحظہ کہ در شوق جمال تو شوم غرق	جز روے تو در پیش نظر جلوہ گری نیست

پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش خواجہ امام محمد طاہر غزالی رح نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک حالت طاری ہوئی حجرہ سے باہر آئے اور مدینہ کے قریب ایک باغ تھا اسمیں آپ تشریف لے گئے اور کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے ابو موسے اشعری رض آپ کی خدمت میں حاضر تھے آپنے اُنسے فرمایا کہ میری کسیکو خبر نہ کرنا اور نہ یہاں کسیکو آنے دینا۔ اتنے میں امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خبر پاکر آئے ابو موسی اشعری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا فرمایا اچھا آنے دو اور کہدو کہ ہمارے داہنی طرف بیٹھیں۔ پھر اسی دیر میں امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بھی آئے۔ ابو موسے پھر عرض کرنے کے لیے گئے ارشاد ہوا کہ اچھا آنے دو اور کہدو کہ ہمارے بائیں طرف بیٹھیں۔ تھوڑی ہی دیر بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے احوال میں اسیطرح بیٹھے رہے پھر آپنے فرمایا کہ اے یارو جس طرح حالت حیات میں ہم تم ایک جگہ ہیں اسیطرح حالت ممات میں بھی ایک جگہ رہیں گے اور قیامت کے دن بعثت کے وقت بھی اور بہشت میں بھی ایک ہی جگہ رہینگے صحابہ کھڑے ہو گئے اور زمین خدمت کو بوسہ دینے لگے اور کہنے لگے الحمد للہ۔ اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت بہشت میری نظروں کے سامنے رکھی گئی ہے اور میں اسکی سیر کر رہا ہوں مینے ایک قصر دیکھا کہ ایکدانہ یاقوت سے حق سبحانہ تعالےٰ نے اُسے بنایا ہے اور چار قصر اور اُسکے ساتھ منسلک کئے ہیں مینے پوچھا کہ یہ کسکے قصر ہیں کہا ایک تو تمہارا ہے اور یہ چاروں تمہارے چاروں یاروں کے ہیں میں مارے خوشی کے بیتاب ہو گیا اور پھر مینے تم سے کہا کہ سب وقت ہم تم ایک ہی جگہ رہینگے اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش احوال یہی ہے جبکہ صاحب شوق کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب اس

درویش کو کوئی سترِ اسرارِ دوست سے احوال مین ظاہر ہوتا تو مین اُسیوقت اُسکا اظہار کر دیتا چنانچہ یہ ذکر میرے بھائی بہاؤالدین زکریا ملتانی تک پہونچا انہین یہ بات پسند نہ آئی اور اسی وقت خط لکھکر بھیجا کہ اے درویش یہ کیا نادانی کی بات ہے کہ اسرارِ حق کا اظہار کیا کرتا ہے۔ یہ تو اہل اسرار کے نزدیک اچھا نہین ہے۔ دعاگو نے یہ جواب لکھا کہ اے برادر کام گفتگو کی حد سے گذر گیا اور میرا سینہ اسرارِ دوست سے مالامال ہوگیا۔ ذرہ برابر بھی جگہ خالی نہ رہی کہ اُسمین اور کوئی شے سما سکے۔ اب اسرارِ دوست مین سے جو کچھ عالم انوار سے تجلی ہوتی ہے چونکہ اُسکے دخل کی جگہ نہ رہی لاچار کشفِ اسرار کیا جاتا ہے اور اُسے باہر کیطرف گرایا جاتا ہے۔ اے بھائی مین تو یہ چاہتا ہون کہ نگاہ رکھون اور ایک رمز بھی اِن اسرار سے باہر نہ دون مگر کیا کرون ہو نہین سکتا اب بتاؤ کیا کرون جب یہ جواب اُنکے پاس پہونچا سر نیچا کر لیا اور کہا کہ میرے یار نے کام تمام کر لیا اور اعلےٰ مرتبہ پر پہونچگیا بس حکایت کے تمام کرتے ہی شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے اور دو رات دن بالکل بے خبر مصلے پر پڑے رہے پھر جب ہوش مین آئے تو کھڑے ہوئے اور آسمان کیطرف منہ کیا اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی رباعی

آنانکہ در ہوائے تو شیدا نشستہ اند — از جملہ کس بریدہ و تنہا نشستہ اند
خود را فدائے نام تو اے دوست کردہ اند — آن عاشقان کہ بہر تو شیدا نشستہ اند
در عالم تفکر بر دل نہادہ اند — گاہے فتادہ گہہ بپا نشستہ اند

پھر آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ ایک آنے والا ملتان سے آیا اور دعاگو سے بیان کیا کہ مین شیخ بہاؤالدین زکریا کی خدمت مین حاضر تھا انہین ایک ایسی حالت پیدا ہوئی کہ خانقاہ سے باہر آگئے اور سوار ہو کر سارے ملتان مین پھرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے لوگو آواز دیدو کہ جو آج بہاؤالدین زکریا کو دیکھیگا وہ دوزخ مین نہ جائیگا مین اسکا ضامن ہون مسلمان جوق جوق آتے تھے اور انکا روے مبارک دیکھتے تھے اور شیخ بہاؤالدین قسم کھاتے تھے کہ قیامت کے دن تم لوگ دوزخ مین نہ جاؤگے کیونکہ میرے سِر مین یہ بات کہدی گئی ہے کہ اے بہاؤالدین جو آج تجھے دنیا مین دیکھیگا مین قیامت کے دن دوزخ کی آگ اُسپر حرام کر دونگا۔ جب آنے والے نے یہ حکایت تمام کی تو مجھے اُسوقت ایک حالت پیدا ہوئی اور یہ حکایت کہی کہ اے درویش اگر

برادر بہاء الدین نے یہ بات کہی ہے کہ جو آجکے دن میرا منہ دیکھے وہ دوزخ میں نہ جاویگا تو یہ دعاگو قسم کھاتا ہے کہ جس نے دنیا میں مسلمانون میں سے میرا ہاتھ پکڑا ہوگا یا مجھ سے مصافحہ کیا ہوگا یا میرے فرزندونکا ہاتھ پکڑا ہوگا یا کسی نے میرے مریدونکا ہاتھ پکڑا ہوگا یا میرے خانوادہ مین سے کوئی بھی ہو دوزخ کی آگ اسپر حرام ہوگی اور اُسے دوزخ مین نہ لیجائینگے۔ کیونکہ میرے پیر شیخ قطب الدین قدس سرہ العزیز نے ایک وقت یہ سخن فرمایا ہے کہ اے فرید خدا تعالےٰ نے تجھے وہ درجہ عنایت فرمایا ہے کہ جو کوئی تیرا ہاتھ یا تیرے مریدونکا ہاتھ یا تیرے فرزندونکا ہاتھ پکڑیگا وہ دوزخ مین نہ جاویگا بلکہ اُسکی جاے بہشت ہوگی کیونکہ ہر روز ہزار بار میرے سر مین یہ ندا کیجاتی ہے کہ فرید اجودہن نیک بخت بندہ ہے۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے یہ حکایت تمام کی اور عالم تحیر مین کھڑے ہوگئے دعاگو سامنے حاضر تھا سات رات دن تک برابر بے آب ودانہ کھڑے رہے جب عالم صحو مین آئے تو طاعت مین مشغول ہوگئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

تیسری فصل رزق وغیرہ کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی رزق کا بیان ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش صادق بندہ راہ شریعت وطریقت مین وہی ہے کہ جسکا دل روزی مین اٹکا ہوا نہو فراغ دلی کے ساتھ طاعت الٰہی مین مشغول ہو۔ یہ بات بخوبی سمجھ لے کہ جو کچھ مقدر مین روز ازل مین لکھا جا چکا ہے وہ چیز تُسے ہو نکر رہے گی وہ برابر اُس سے کم نہوگی پس اے درویش اگر تو برسون روے یا دوڑ دھوپ کرے جتنا رزق روز ازل مین مقدر کردیا ہے اور تیرے لئے لکھدیا ہے اُتنا ہی ملیگا بلکہ تیرے بے مانگے ملیگا۔ مگر اے درویش راہ فقر مین ثابت قدم وہی ہے کہ جسکا دل رزق مین اُلجھا ہوا نہو کہ آج تو کھالیا کل کیا کھاؤنگا۔ اے درویش جو لوگ کہ ان شرایط سے گذر گئے اُنہین اصحاب طریقت بددین اور بددیانت کہتے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اہل سلوک لکھتے ہین کہ جیسے موت آدمی کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے اسیطرح رزق بھی آدمی کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے جسجگہ جاتا ہے رزق اُسکے ساتھ ہوتا ہے اگر کہین بیٹھا ہوا ہے تو رزق اُسکے پہلو مین ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش تو بے غم رہا کر رزق تو تیرے

کندھے پر سوار ہے خداوندی کام فراخ دلی کے ساتھ کیا کر کہ جو کچھ تیرے نصیب کا ہے وہ تیرے آگے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش تو طالب مولا ہو تاکہ جو کچھ مولا کی ملک ہے وہ تیری طلب میں ہے کیونکہ میں نے آثار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ جب مسلمانوں میں سے کوئی شخص دنیا کی طلب میں ہوتا ہے تو دنیا اُسکے پاس تک نہیں پھٹکتی بلکہ اُس سے اسطرح بھاگتی ہے کہ جیسے مسلمان مردار سے بھاگتا ہے اور جو مولی کی طلب میں ہوتا ہے اور دنیا کیطرف التفات نہیں کرتا تو دنیا ہزار آرزو سے بن سنور کر اپنے آپ کو دکھلاتی ہے کہ یہ کہیں کن آنکھوں ہی سے دیکھ لے اور وہ دنیا سے ایسا بھاگتا ہے جیسے کوئی مردار سے بھاگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ تو جانتا ہے کس سبب سے فرمایا ہے۔ دیکھ دنیا کی زراعت سخاوت کے ساتھ ہے یعنے لوگ صدقہ دیا کریں اور اپنی جزا آگے بھیجا کریں اور سخاوت کا بیج بویا کریں تاکہ کل اُس تخم سے نعمت حاصل کریں۔ دنیا میں صدقہ اور سخاوت سے بڑھکر کوئی شے نہیں جو کوئی اپنا کام آگے بڑھانا چاہے سخاوت سے بڑھائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش بہت سے اس راہ کے متوکل رزق کا کچھ بھی فکر وغم نہیں رکھتے اس سبب سے کہ جو کچھ ازل میں مقرر ہو چکا ہے وہ ضرور پہونچے گا پھر کیوں فکر کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش تو خداوندی کام میں رہا کر اور فراخ دلی کے ساتھ عبادت کیا کر پھر دیکھ حق کیطرف سے کیا کیا نعمتیں تیرے لیئے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اہل سلوک میں سے اگر کسیکو یہ دیکھتے ہیں کہ وہ رزق کے لیئے غمگین ہے تو درویشوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ اُسکی گردن پکڑکر خانقاہ سے باہر کریں کہ یہ درویش بد اعتقاد ہے صدق نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش میں نے ایک بزرگ سے سُنا ہے کہ کبیرہ گناہ میں سے ایک یہ بھی گناہ ہے کہ رزق کے لیئے غمگین ہو اور یہ فکر ہو کہ آج تو ہے کل کیا کھاؤنگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر تو سو برس تک آنکھیں رگڑتا ہوا سارے جہان میں پھرے تو جتنا تیرے لیئے مقدر کر دیا ہے اُس سے ذرہ برابر بھی تو نہ بڑھے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک شخص ترقی رزق کے لیئے برسوں سفر کرتا رہا اس شہر سے اُس شہر گیا یہاں سے وہاں گیا اس مقام سے اُس مقام گیا جتنی روزی پاتا تھا اُس سے ذرہ برابر بھی روزی نہ بڑھی چنانچہ وہ شخص ہر پھر کر پھر اپنے شہر میں آیا اور اپنی حالت کو پہلے سے بھی بدتر پایا لوگوں نے پوچھا میاں کیا حال ہے

اُس نے کہا کیا بتاؤں کہ جس حال میں گیا تھا اُسی حال میں آگیا جتنا قسمت میں لکھا تھا ذرہ برابر بھی نہیں بڑھا۔ پھر شیخ الاسلام آبدیدہ ہوئے اور یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی بیت

گر کشی صد ہزار آہو جست	نخوری بیش ازانکہ روزی تست

جبکہ شیخ الاسلام نے یہ بیت پڑھی ایک عزیز اہل صفات سے حاضر تھا اُس نے آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو دو بیتیں مجھے یاد ہیں عرض کروں فرمایا کہو۔ اُس عزیز نے کہا نظم

پشغل جہان رنج بردن چہ سود	کہ روزی بکوشش نیاید فزود
بدنبال روزی چہ باید دوید	تو بنشین کہ روزی خود آید پدید

اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر سو ہزار برس بھی اس بات کی کوشش کرے کہ روزی بڑھے تو ہرگز نہ بڑھے گی۔ اے درویش ہر حال میں آدمی کو صادق رہنا چاہیئے اور بعضے نادان یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم اس شہر سے دوسرے شہر چلے جاوینگے تو رزق زیادہ ہو جائیگا یا روزگار بڑھ جاویگا۔ یہ اندیشہ گناہ کبیرہ میں سے ہے اور بے صدقی کی بات ہے کہ جو اس طرح کا اندیشہ کرتا ہے اور یہ بُرا اندیشہ آپ سے پریشان کرتا ہے۔ اے درویش یہاں اور وہاں سب جگہ وہی خدا ہے۔ اور جو تیرے مقدر کا ہے وہ تجھے ضرور پہونچیگا۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص عسرت و تنگی کے سبب دوسرے شہر میں جانا چاہتا تھا کہ وہاں کچھ روزگار چمکے گا اُس شہر میں ایک بزرگ رہتا تھا وہ شخص اُس بزرگ سے ملنے اور رخصت ہونے گیا۔ انہوں نے پوچھا کہ باہر جانیکا ارادہ کیوں ہے۔ کہا یہاں بہت تنگی سے گذرتی ہے وہ بزرگ بولے کہ اچھا جب تم اُس شہر میں پہونچو تو وہاں کے خدا سے ہمارا سلام کہنا وہ شخص بڑا متعجب ہوا کہ حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہیں کیا دو دو خدا ہیں وہ بزرگ بولے کہ اے نادان جبکہ تو اتنا جانتا ہے کہ اس شہر اور اُس شہر کا ایک ہی خدا ہے تو پھر کیوں جاتا ہے یہاں کیا اور وہاں کیا جتنا تیرے لیئے مقدر کر دیا ہے برابر ملے گا ذرہ برابر بھی کم نہوگا۔ تو رزق کی کمی سے کیوں رنج کرتا ہے۔ جا۔ فراغ دلی کے ساتھ خدا کے کام میں مشغول ہو دیکھ کیا کچھ غیب سے ظاہر ہوتا ہے پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ اے درویش ایکدفعہ ایک واصل کو بارہ روز تک کچھ روزی نہ ملی اُسکے بال بچے برداشت نہ کر سکے اور عاجز آکر خواجہ کا دامن پکڑ لیا کہ اے خواجہ یا تو تم باہر جاکر ہمارے

لیے کچھ لاؤ یا ہمیں اپنے ہاتھ سے مار ڈالو کہ ہم تو مارے بھوک کے نہایت عاجز اور مضطرب ہوگئے اب ہم میں بالکل دم نہیں رہا خواجہ نے بچوں سے چپکے سے کہا کہ آج تو اور صبر کرلو کل کہیں مزدوری پر جاؤنگا اور تمہارے لیے کچھ لاؤنگا۔ الغرض جب صبح ہوئی خواجہ نے وضو کی تجدید کی اور باہر نکلکر کسی ویرانہ میں جاکر نماز میں مشغول ہوگیا۔ عصر کے وقت اپنے گھر واپس آیا چاروں طرف سے بچے آن چمٹے کہ لاؤ کیا لائے خواجہ نے پیچھا چھڑانے کے لیئے ان سے یہ بات بنائی کہ میں جسکے ہاں مزدوری کو گیا تھا اُس گھر کے مالک نے یہ کہا کہ کل تم پھر آنا دو دن کی اکٹھی ہی مزدوری دیدونگا۔ الغرض دوسرا دن بھی یوں ہی گذر گیا۔ بال بچوں نے رونا اور چلانا شروع کیا کہ ہم تو بھوک کے مارے مرے اور تم کچھ بندوبست نہیں کرتے۔ پھر اُس بزرگ نے اُن سے کچھ وعدہ کرلیا اور انہیں تسلی دیدی اور آپ وہیں جاکر نماز میں مشغول ہوگئے جب عصر کا وقت ہونے آیا تو فرشتوںکو حکم ہوا کہ تم دس من آٹا اور دو گھڑے شہد کے اور دس ہزار دینار سرخ بہشت سے لیجاؤ اور فلاں شخص کے گھر دے آؤ اور اُسکے بال بچوں سے کہہ آؤ کہ دو دن سے تمہارا باپ جسکے گھر مزدوری کرنے جاتا ہے یہ اُس گھر کے مالک نے بھیجا ہے اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اُس سے کہدینا کہ اگر تو ہماری خدمت میں تقصیر نہ کرے گا تو ہم بھی تیرے دینے میں کمی نہ کرینگے۔ جب وہ بزرگ گھر آیا تو دیکھتا کیا ہے باورچی خانہ سے دھواں اُٹھ رہا ہے گھر میں چہل پہل ہو رہی ہے چھوٹے چھوٹے بچے باپ کو دیکھکر دوڑے دوڑے آئے اور ساری کیفیت بیان کی۔ خواجہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا اگر ہم اُسکے کام میں مضبوط رہیں تو خدا تعالیٰ کا صد چند کرم ہم پر رہے۔ اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش جو طاعت الٰہی فراغ دلی کے ساتھ کرتا ہے اُسے چاہیئے کہ رزق بیہودہ سے کوئی فکر نہ کرے خدا تعالیٰ اُسے اسیطرح پہونچائیگا کہ جسطرح اُس بزرگ کو پہونچایا۔ پھر آپ نے اسی محل پر زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش عشق حقیقی ایک ایسا قیمتی گوہر ہے کہ کوئی جوہری اور مبصر اُسکی قیمت نہیں کرسکتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایسی بے بہا نعمت کسی مقرب فرشتے کو بھی نہیں دیجاتی مگر بشر کو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اور جب عشق پیدا کیا گیا تو اُسے خطاب ہوا کہ اے عشق جا سوائے غمگین دلوں کے اور کہیں نہ ٹھیرو کہ تیرے رہنے کے لیئے انہیں کے دل ہیں۔ اسکے بعد شیخ الاسلام غلبات شوق میں

یہ رباعی زبان مبارک سے پڑھنے لگے رباعی

گفتم صنما مگر تو جانان منی
مرتد گردم اگر زمن برگزری
اکنون که نگه همیکنم جان منی
اے جان جہان تو کفر و ایمان منی

اسکے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش جسدن خداتعالےٰ نے عشق پیدا کیا تو ہزار سلسلے اسمین رکھے اور سو ہزار ریشہ شوق پیدا کیے پھر کل مومنون کی ارواح کو ندادی گئی کہ سب حاضر ہون جب وہ حاضر ہوئین تو فرشتونکو حکم کیا گیا کہ عشق کی صورت لاؤ فرشتے اسے ہزار ناز و کرشمہ کے ساتھ لائے اور ارواح کے سامنے رکھا پس جو ارواحین کہ عشق و محبت کے لائق تھین وہ اسطرف مائل ہوئین اور سلسلۂ عشق اور ریشۂ محبت پر ہاتھ مارا اور پہلی ہی دفعہ دریاے محبت مین غرق ہو گئین وہ تو انبیاء اولیاء۔ اور معتقدان عشق کی ارواحین تھین اور جو انکے سوا اور ارواحین غرق ہوئین وہ ارواحین اہل مجاز وغیرہ کی تھین جو کوئی عشق مجازی سے نکلکر عشق حقیقی مین آئے اسوقت جانے کہ عشق حقیقی کیا ہے۔ شیخ الاسلام آنکھون مین آنسو بھر لائے یہ رباعی زبان مبارک سے پڑھنے لگے رباعی

چندان نازست زعشق تو بر سر من
یا در سر این غلط شود این سر من
یا در غلطم که عاشقی تو بر من
یا خیمہ زند وصل تو اندر بر من

اسوقت ایک عزیز اہل صفہ سے حاضر تھا اُس نے آداب بجا کر عرض کیا کہ ایک بیت لوایح امام محمد غزالی رحمہ مجھے یاد آئی ہے اگر حکم ہو تو اسے پڑھون آپنے فرمایا اچھا پڑھو۔ آسنے کہا **بیت**۔

اے دوست ترا بخویشتن دوست نه ام
از رشک تو با دیدۂ خود دوست نه ام

اسوقت شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش ولولہ اور زمزمہ عشق جو عاشقون مین ہے وہ اول سے آخر تک اسی دن سے ہے کہ جب سے عشق کی صورت دیکھکر والہ و شیفتہ ہوے ہین۔ اے درویش تو ایسی نعمت زیبا رخ کی قدر نہین جانتا کہ جو تیرے دل مین سکونت کیے ہوئے ہے اور روح کہ جو سارے اعضاء کی بادشاہ ہے اُسنے اول ہی سے اُسپر دل دے رکھا ہی پس یہ بات یہین سے نکلی ہے کہ جہان عشق ہے وہان دل ہے۔ اے درویش اس بات کی قدر وہی جانتا ہے کہ جسکے دل مین دوست کے اسرار و عشق کے انوار سکونت پذیر ہون اور عشق کا گھر دل مین رکھتا ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ مشائخ طبقات نے رزق کو چار وجہ پر تقسیم کیا ہے۔ اول کو

رزق مقسوم کہتے ہین۔ دوسرے کو رزق مذموم۔ تیسرے کو رزق ملوک۔ چوتھے کو رزق موعود۔ پھر تفصیل بیان کی کہ رزق مقسوم تو وہ ہے جسکی تقسیم ازل مین کی گئی اور لوح محفوظ مین لکھی گئی کہ جو کچھ قسمت کا ہے اُسے ضرور پہونچے گا۔ اور رزق مذموم وہ ہے کہ جو کچھ اُسے ملے وہ اُسپر صبر نہ کرے یعنی باوجود اسکے کہ خدا تعالےٰ اُسکے رزق کا ضامن ہے جیسا کہ کلام مجید مین فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور پھر وہ بیصبری کرے تو اسے رزق مذموم کہتے ہین۔ رزق ملوک کے معنے ہین کہ مال واسباب جمع کرے اور تجارتی اسباب جمع کرے لبفضل خدا اُسین سے کچھ خیر پیدا ہو اور اُس سے اُسکی قوت پیدا ہو یہ رزق ملوک ہے مگراے درویش اس راہ کے سالکون کا مقولہ یہ ہے کہ تجارت وہ کرے جسے خدا تعالےٰ کے کرم پر بھروسا نہو اسلیئے درویشون کو چاہیئے کہ سونا چاندی کپڑا وغیرہ کچھ جمع نکرین جو کچھ ہو سب خدا کی راہ مین صرف کرین ایک قطرہ بھی بچا نرکھین۔ اور رزق موعود وہ ہے کہ جسکا وعدہ خدا تعالےٰ نے صالحون اور عابدون سے کیا ہے اور اپنے کلام پاک مین فرمادیا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنے خدا تعالےٰ نے صالحون کو رزق کے اندیشہ سے فارغ کردیا ہے اور اُنکے لیئے خدا کا وعدہ ہے کہ جو کچھ اُنکی حاجت کی چیزین ہین وہ بے مانگے اُنکے پاس پہونچین گی۔ پھر آپنے فرمایا کہ مین ایک وقت سیوستان کیطرف کئی شخصون کے ساتھ سفر مین تھا اُس شہر کے باہر ایک غار تھا اُس مین ایک درویش رہتا تھا اُسکی مشغولی بہت بڑی ہوئی تھی مین نے اس مشغولی کا کوئی بزرگ نہین دیکھا تھا۔ الغرض جب مین اُسکے پاس گیا تو تلاوت سے فارغ ہوکر میری طرف مخاطب ہوا اور یہ حکایت بیان کرنی شروع کی کہ اے عزیز مین بیس برس تک عالم سیاحی مین رہا ایکدفعہ مین ایک بزرگ کے پاس پہونچا کہ وہ جنگل مین ایک پہاڑ کی کھوہ مین رہتا تھا اور وہ ایسا سنسان جنگل تھا کہ پرندہ تک کا بھی نام نہ تھا میرے جی مین یہ خیال گزرا کہ یہ درویش کھاتا پیتا کہان سے ہوگا سُنا اُس درویش نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے درویش کیا تعجب کرتا ہے کیا تُو نے خدا کو رزاق نہین جانا کہ حق تعالےٰ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے اِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ خدا تعالےٰ نے فرمادیا ہے کہ اے میرے بندو خواہ آبادی مین رہو یا ویرانہ مین جہان رہوگے جو تمہاری قسمت کا ہی

وہ تمہین برابر پہونچے گا اور کہا بیٹھ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ جب یہ بات اُس بزرگ نے
کہی میرا بدن کانپنے لگا۔ اُسنے حکم دیا کہ یہ پتھر جو میرے آگے رکھا ہوا ہے تُ اسے اُٹھا اور توڑ ڈال
مین کھڑا ہوا اور اُس پتھر کو اُٹھا کر توڑ ڈالا اُس مین سے ایک کیڑا نکل پڑا مجھ سے کہا اسکی طرف دیکھ
مینے جو دیکھا تو وہ کیڑا سبز پتہ مُنہ مین لیئے ہوئے ہے اور اُسے کھا رہا ہے اُسوقت اُس بزرگ
نے فرمایا کہ اے درویش جسنے کیڑے کا پتھر مین گھر بنایا ہے اور وہ اُسے روزی پہونچاتا ہے
کیا میرا جسقدر مقدر کر دیا ہے وہ مجھے نہین دے سکتا۔ مین اُس شب اُس بزرگ ہی کے پاس
رہا جب افطار کا وقت ہوا تو مینے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو قرص اور اُن پر تھوڑا حلوا رکھا ہوا لایا۔ اور
آداب بجا کر اُس بزرگ کے آگے رکھا اور پھر لوٹ گیا۔ جب وہ بزرگ تلاوت سے فارغ ہوا
مجھے اپنے پاس بُلایا اور کہا آ افطار کر تجھے تو یہی فکر تھا کہ یہ کھانا کہان سے ہے جب دن ہوا
تو مینے اُس بزرگ کے قدمون پر سر رکھا اور رخصت ہوا۔ اے درویش جو سخن اُس بزرگ نے
مجھ سے کہا مینے اُسے خوب سُنا اب مین اس مقام پر آگیا ہون آج کچھ کم تیس برس ہونے آئے
کہ مین یہان رہتا ہون عالم غیب سے رزق پاتا ہون جو کوئی یہان آنکلتا ہے وہ بھی اِن دیرانہ
سے اپنا حصہ لے لیتا ہے۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جب شام ہوئی تو مینے اور اُس بزرگ
نے ساتھ ہی نماز پڑھی تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک شخص اچانک سر پر خوان دھرے نمودار
ہوا اور اُس بزرگ کے آگے لاکر رکھ دیئے اور اُس درویش نے اُسمین سے کھانا کھایا ہر چند کہ ہم دونون نے اُسمین سے
کھانا کھایا مگر اُسمین سے ذرہ برابر کم نہوا۔ جب سیر ہوئے تو اُس بزرگ نے زمین پر پاؤن مارا۔ پانی کا چشمہ ظاہر ہوا
اُس مین سے خوب پانی پیا اور وہ خوانچہ آگے سے غائب ہو گیا جب دن ہوا تو مین نے اُس بزرگ
سے مصافحہ کرنا چاہا اُسنے ہاتھ مین ہاتھ دیا مینے دیکھا کہ اُنکا ہاتھ کٹا ہوا ہے مجھے بڑا تعجب ہوا اور
جی مین خیال کیا کہ اس مین کیا حکمت ہے جون ہی یہ خطرہ میرے جی مین گزرا اُس درویش نے
بیان کرنا شروع کر دیا کہ اے عزیز مین ایک دن تجدید وضو کے لیئے اس غار سے باہر نکلا دیکھا تو
اس غار کے آگے کچھ اشرفیان پڑی ہوئی ہین میرے جی مین یہ بات آئی کہ انہین اُٹھا لیا
جاوے یہ بھی ایک رزق ہے جو عالم غیب سے ظاہر ہوا مین چاہتا تھا کہ اُٹھا لون کہ اتنے مین
ہاتف نے آواز دی کہ اے مدعی دروغ زن کیا یہی توکل اور عہد تھا جو تو نے ہمارے ساتھ کیا تھا

کہ فلوس کے دیکھتے ہی دست درازی شروع کی تونے سچ مین جہین نہ دیکھا۔ جون ہی مینے یہ آواز سنی فوراً چھری لیکر یہ ہاتھ جسے تم کٹا ہوا دیکھ رہے ہو کاٹ ڈالا اور کاٹ کر باہر پھینکدیا اے درویش جو ہاتھ کہ خداتعالےٰ کی مرضی رضا کوئی چیز پکڑے اُسکا کٹا رہنا ہی بہتر ہے اے عزیز آج بیس برس ہونے آئے کہ مینے مارے شرمندگی کے سر اٹھا کر آسمان کیطرف نہین دیکھا اور یہی اپنے جی مین کہتا ہون کہ مجھے کیا ہو گیا تھا جو یہ کام مینے کیا۔ اس کے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش مرد وہی لوگ ہین کہ جو ذرہ برابر بھی خدا کی راہ سے باہر نہین جاتے اور رزق کے لئے کسی وقت بھی اپنے جی کو پریشان نہین کرتے پھر آپنے یہ حکایت زبان مبارک سے فرمائی کہ اے درویش ایک دفعہ چند واصلان باہ بہ نیت زیارت خانہ کعبہ توکل پر گھر سے چل کھڑے ہو لیے۔ اور آپس مین یہ کہہ لیا کہ ہم اپنا بھید کسی سے کہین گے نہین اور نہ کسی سے کچھ مانگینگے۔ غرضکہ چلتے چلتے ایسی جگہ پہونچے کہ جہان کوئی نہ آدم تھا نہ آدم زاد نہ آدم زاد کا وہان گزر کہ یکایک انہین ایک چشمہ نظر پڑا وہان پہونچکر انہون نے وضو کی تجدید کی پھر دوگانہ ادا کیا۔ کیا دیکھتے ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام جو کی روٹیان لیے ہوئے آئے سبھون نے انکی طرف رجوع کی اور خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ الحمدللہ خداتعالےٰ نے ہمین دو نعمتین دین۔ ایک تو دولت پابوسی حضرت خضر علیہ السلام میسر ہوئی۔ دوسرے ہم بھوکے تھے ہمین کھانا ملا۔ جون ہی یہ کلمہ انکی زبان سے نکلا ندا آئی کہ اے مدعیو یہی تمہارا عہد تھا جو ہمارے ساتھ کیا تھا کہ اتنے مین ایک تلوار ہوا مین سے نمودار ہوئی اور سب کے تن سر سے جدا کر دیے اسوقت شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش جو عہد توڑے اور توکل پر قائم نہ ہو اسکی سزا یہی ہے جو ان واصلوں کو دیگئی۔ شیخ الاسلام آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا یہ دوسرے قاضی حمید الدین ناگوری کی زبانی حوض شمسی پر سنے تھے کہ وہ بہت بے نظیر ہین اور وہ یہ ہین **بیت**

ہر کہ با دوست عہد کرد و شکست	ما ثبت گشتہ شد چو جا عہد ان

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش عشق کا آغاز تو حضرت آدم صفی اللہ سے تھا صلوات اللہ علیہ وسلامہ۔ جب انہین اس دُنیا مین پیدا کیا اور جمال عشق کو انکی نظر کے سامنے رکھا

جون ہی آپ کی نظر اُسپر پڑی شیفتہ ہو گئے۔ اے درویش وہ ساری جنبش عشق کی تھی
کہ جو اُس نگار خانہ بہشت پر لات ماری اور دیوانون کیطرح وہان سے باہر نکلے اور خرابہ دنیا
مین آکر دم لیا۔ اور جب آدم بہشت مین تھے تو بہت ہی گھبرایا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتون
کیطرف خطاب کیا کہ اے فرشتو مین آدم کے لیئے یک مونس پیدا کرتا ہون تاکہ وہ اُس سے
موانست کرے ورنہ آدم بے طاقت ہوکر ہلاک ہو جاویگا فرشتے سجدے مین گر پڑے کہ خداوندا
تو خوب جانتا ہے ہم نہین جانتے تو حاکم ہے تیرا ہی فرمان ہے۔ حکم ہوا کہ اے فرشتو دیکھو اور غور
کرو کہ مین کسطرح اسکا مونس پیدا کرتا ہون۔ ایکدن حضرت آدم بیٹھے ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ نے
بائین پسلی سے حوا کو پیدا کیا۔ حوا نے سلام کیا اور بائین طرف حضرت آدم کے ہو بیٹھین حضرت آدم
کی جب نظر پڑی تو پوچھنے لگے کہ اے زیبا صورت تو کون ہے حوا بولین کہ مین تمہاری جفت ہون
تمہارا قرار میرے ساتھ ہے۔ اُسوقت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش عاشق حقیقی کی شور و فریاد
اُسیوقت تک ہے کہ وہ مقصود کو نہین پہونچا ہے اور جب عاشق کو معشوق کا وصال ہو گیا سب شور
و فریاد جاتی رہی۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش شیخ بہاء الدین بخاری جو ایک واصلان حق
مین سے تھے مینے اُن سے یہ قطعہ سنا جو انہون نے نہایت شوق مین کہا تھا **قطعہ**

من اول روز چون در تو بدیدم شیفتہ گشتم	خدا نستم تو بودی یا کہ بود ست اینکہ من دیدم
چنان در عشق آن جانان شدم من شیفتہ والہ	کہ من از خود شدم بیرون ترا در جان و تن دیدم

پھر اسیوقت آپنے غلبات شوق مین یہ رباعی پڑھی اور فرمایا کہ مینے یہ رباعی قاضی حمید الدین ناگوری سے سنی تھی

بلاست عشق منم کز بلا نپرہیزم	چو عشق خفتہ بود شور برمن انگیزم
اگرچہ عشق خوش ست و وفا خوش آمد خوش	مرا خوش است بہر دو بہم برآمیزم
مرا رفیق چہ گویند کز بلا پرہیز	بلا دل ست من از دل چگونہ پرہیزم

پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش رزق مین توکل ایک مضمون ہے کیونکہ یہ لو
جانتا ہے جو کچھ مقدر مین ہے وہ پہونچے گا مگر اور رزقون مین توکل نہین کیونکہ جو رزق
مملوک ہے اُسمین خود توکل نہین کرتا۔ اور جو رزق موجود ہے اُسمین بھی توکل نہین کہ وہان
وعدہ ہے پہونچے ہی گا۔ اب توکل رزق کا مضمون یہ ہے کہ تم یہ بات جان جاؤ کہ جو کچھ

سد اروزینہ میرے مقدر کا ہے وہ ضرور پہونچے گا اگر کوئی اس مین توکل کرے تو جائز ہے اے درویش توکل و رزق اگلے لوگونکو میسر ہوتا ہے کہ ہر ایک نے بیس بیس برس دس دس برس توکل مین گزارے ہین اور سارے جہان سے الگ رہکر زندگی بسر کر گئے ہین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ پچاس برس متوکل رہکر خلق سے عزلت گزین رہے ہین۔ اس پچاس برس مین کسی سے بھی توقع نہین رکھی اور نہ کسیکو اپنے حال سے آگاہی دی۔ اگر کوئی شخص کچھ لاتا بھی تھا تو اُسے لوٹا دیا کرتے تھے اور کہتے کہ مین خدا کا بندہ ہون جو کچھ میرا رزق ہے مجھے پہونچے گا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش شیخ قطب الدین بختیار اوشیؒ بیس برس تک شیخ معین الدین سنجریؒ کی خدمت مین رہے کبھی یہ بات نہوئی کہ انہون نے اپنے حال سے کسیکو آگہی دی ہو مگر ان جب آپکے مطبخ مین کچھ نہوتا تو آپ خادم بنکر کھڑے ہو جاتے (برکت ہو جاتی تھی) حضرت خواجہ معین الدین مصلے اُٹھا دیا کرتے اور خادم سے فرماتے کہ آجتنا آج اہل کل کے لئے کفایت کرے لے لے۔ خادم آتا اور لے لیتا اُسیطرح درویشونکا وظیفہ برقرار رہتا اور جو کوئی مسافر غریب آجاتا جو وہ مانگتا وہ بھی اُسے پہنچایا جاتا اور اُسکے چلتے وقت مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالتے جو کچھ ہوتا اُسے دیدیتے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش جو خدا کی محبت و دوستی کا دم بھرے اور اپنے آپ کو درویش کہلادے اور توکل مین متوکل ہو اور پھر لوگون سے توقع رکھے تو اصل حقیقت یہ ہے کہ سلوک مین وہ شخص درویش نہین۔ پھر حضرت خواجہ نے یہ دو بیت زبان مبارک سے فرمائین۔

ہر کہ دعوے کند بدرویشی	خط بیزاری از جہان ندہد
بالحقیقت بدان کہ مرتد ہست	رفت بدنام کس نشان ندہد

اسکے بعد شیخ الاسلام اٹھکر اندر چلے گئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

چوتھی فصل توبہ وغیرہ کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام جماعت خانہ مین تشریف رکھتے تھے۔ توبہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے مین شیخ بدر الدین غزنوی۔ اور شیخ جمال الدین ہانسوی آئے اور آپس مین مصافحہ کرکے بیٹھے۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش چھ قسم کی توبہ ہے اول تو

زبان اور دل کی توبہ۔ دوسرے آنکھ کی توبہ۔ تیسرے کان کی توبہ۔ چوتھے ہاتھ کی توبہ
پانچویں پاؤں کی توبہ۔ چھٹے نفس کی توبہ۔ پھر آپ نے ہر ایک کی شرح بیان کی اور فرمایا کہ
درویش جب تک اول توبہ کو دل سے تصدیق نکریگا اور زبان سے اقرار نکریگا توبہ ٹھیک
نہوگی کیونکہ جب تک دل کو دنیا کی دوستی اور ماکولات اور غل وغش۔ حسد۔ فحش۔ ریا۔ لہو ولعب
وغیرہ سے پاک نکریگا۔ سچائی کے ساتھ تائب نہوگا۔ اگر کوئی شخص توبہ کرتا جائے اور پھر گناہ
بھی کرتا جائے تو وہ توبہ ہی کیا ہے وہ تو پابند ہوائے نفس ہے۔ برائے نام توبہ کا نام لیتا ہے
ایسی توبہ کہاں ٹھیک ہے جب تک کہ دل سے توبہ نکرے کیونکہ حق تعالےٰ اپنے کلام پاک
مین فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا (ترجمہ۔ اے مسلمانو! اللہ کی
جناب مین خالص دل سے توبہ کرو) اس توبہ سے مراد دل کی توبہ ہے۔ جب آدمی نے اپنے
دل کو دنیا کی مذموماتوں سے پاک صاف کرلیا اب وہ توبہ توبہ ہے اور وہ تیسوں جیسا ہوگیا کہ حدیث
مین آیا ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنے گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسا
کہ اسنے کوئی گناہ ہی نہین کیا۔ اس صورت مین متقی اور تائب دونون برابر ہین۔ پھر آپ نے
فرمایا کہ اے درویش اصل توبہ دل کی توبہ ہے یون سو ہزار برس آدمی زبان سے توبہ کئے
جائے اور دل سے تصدیق نکرے وہ توبہ کسی کام کی نہین۔ چاہئیے کہ زبان سے اقرار کرے
اور دل سے اسکی تصدیق کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش بعض توبہ کرنے والے ایسے
ہین کہ وہ زبان سے تو توبہ کرتے ہین مگر دل سے نہین کرتے۔ اور ایسے ہی وہ جو بیماری مین
مبتلا ہوتے۔ صبح سے شام تک توبہ توبہ کرتے ہین اور پڑے چلاتے ہین انکی توبہ یہ کہ
بیماری جائے تندستی آئے۔ جب وہ اچھے ہوجاتے ہین پھر عالم غفلت وبیخودی مین پڑجاتے
ہین اور توبہ کو یاد بھی نہین کرتے۔ پھر شیخ الاسلام آبدیدہ ہوئے اور یہ رُباعی زبان مبارک
سے فرمائی۔

رباعی

بردل اثر گناہ برلب توبہ		درصحت خوشدلی و درتپ توبہ	
ہر روز شکستن ست و ہر شب توبہ		زین توبۂ نادرست یارب توبہ	

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مرنے سے پہلے توبہ کرلو۔ پھر فرمایا کہ خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے

پوچھا گیا کہ آپکی توبہ کا سبب کیا۔ فرمایا میں میکدہ میں تھا کہ میرے سر میں یہ بات پہونچی گئی کہ اے بشر تائب ہو اس سے پہلے کہ تجھ مرنے کے لئے ہشیار کریں۔ جب میں نے یہ ندا سنی اسیوقت تائب ہوا اور ان معصیتوں سے پھر گیا۔ خدا تعالٰے نے مجھے یہ درجہ عنایت فرمایا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جب آدمی اپنے قلوب ثلثہ دنیا کی مذمومات وغیرہ سے پاک صاف کرلیتا ہے اور کلیتہً تائب ہوجاتا ہے اور اسکے دل کی خوشبو لوگوں کے دماغ تک پہونچنے لگتی ہے تو اب سمجھ لینا چاہئیے کہ اسکی توبہ توبہ نصوح ہے۔ اور قلوب ثلثہ یہ ہیں جیساکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اَلْقُلُوْبُ ثَلَاثَۃٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَقَلْبٌ مُنِیْبٌ وَقَلْبٌ شَہِیْدٌ۔ اَمَّا قَلْبُ السَّلِیْمِ فَھُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَاہُ مَعْرِفَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَمَّا قَلْبُ الْمُنِیْبِ فَھُوَ الَّذِیْ تَابَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ وَاَمَّا قَلْبُ الشَّہِیْدِ فَھُوَ الَّذِیْ شَاھَدَ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ یعنے دل تین طرح کے ہیں۔ ایک قلب سلیم۔ دوسرا قلب منیب۔ تیسرا قلب شہید۔ قلب سلیم تو وہ ہے کہ جسمیں خدا تعالٰے کی معرفت کے سوا اور کچھ نہو۔ اور قلب منیب وہ ہے کہ جو سب چیزوں سے توبہ کرکے اللہ تعالٰے کیطرف رجوع ہوگیا ہو۔ اور قلب شہید وہ ہے کہ جو ہر شے میں اللہ کا مشاہدہ کرتا ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جسکے دل میں یہ تینوں چیزیں برقرار ہوگئیں پس وہ حقیقت میں سلیم اور منیب اور شہید ہوگیا اور اسکی توبہ توبہ نصوح ہوگئی اور جو دل کہ شغل دنیاوی اور شہوۃ مالوفہ میں آلودہ ہو وہ دل مردہ ہے اور جو دل سب سے صیقل پائے ہوئے ہے وہ ازل سے ابد تک زندہ رہیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو حجاب کہ بندہ اور مولےٰ میں ہے وہ دل کی آسایش کے سبب سے ہے جب یہ سب میان میں اٹھ جائیں اور اپنے آپ کو توبہ سے پاک کرے تو پھر کوئی حجاب بھی بندہ اور مولے کے درمیان باقی نہ ہے پس اے درویش یہی مشغولی ہے جو دل کی آلایش ہے پس تجھے چاہئیے کہ اپنے دل کو کل شہوات و مالوفات سے پاک کرے تاکہ حجاب درمیان سے اٹھ جائے اور مشاہدہ و مکاشفہ کے مقام پر پہونچے۔ انشاء اللہ تعالٰے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش تو نے دل کی توبہ تو سن لی۔ زبان کی توبہ کا بھی یہی حکم ہے کہ آدمی توبہ کرے اور ہر بری بات سے زبان کو بچائے اور بیہودہ و بیجا اور ناگفتنی باتوں سے توبہ کرے اور دوسری شرط یہ ہے کہ از سر نو وضو کرے اور دوگانہ ادا

کرے اور قبلہ رو بیٹھکر جناب باری میں عرض کرے کہ الٰہی جو کچھ مینے زبان سے باتیں کہیں
ہوں اُنسے توبہ کرتا ہوں تو بخشدے اور سوائے ذکر کے اور کوئی چیز میری زبان پر جاری نکر اور
جن باتوں میں تیری رضا نہیں ہے اُن سے میری زبان کو بری رکھ۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
جب صبح ہوتی ہے تو ہفت اندام زبان سے عرض کرتے ہیں کہ اے زبان اگر تو اپنے آپ کو
بُری باتوں سے نہ بچائیگی تو ہم ہلاک ہوجاوینگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ خواجہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ
کی زبان سے ایک دفعہ ایک بیہودہ بات نکلی تھی پھر آپکو جو خیال آیا تو زبان کو ایسا چبایا کہ خون
ٹپکنے لگا اور آگے کو عہد کرلیا کہ جبتک جیونگا کسی سے بات نہ کہونگا۔ پس ایک بات بیہودہ کہنے
سے بیس برس تک اُنہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دن
واصلان خدا سے ایک واصل مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اُس نے ایک شخص کی نسبت پوچھا کہ فلان شخص
آیا۔ پھر آپ ہی اپنے جی میں فکر کیا کہ مین نے یہ بات کیا کہی اسکے کفارہ مین اُنہوں نے تیس برس
تک کسی سے بات نہیں کی۔ پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ آبدیدہ ہوئے اور یہ مصرعہ زبان مبارک سے فرمائے

	در کام ست زبان دشمن جان		گر جان بکار آید و مشمار زبان	

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ سے مینے سُنا
کہ وہ فرماتے تھے مینے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ واصلان حق سے تھا اور خدا کی بندگی مین
مشغول رہا کرتا تھا میں دس برس تک اُسکی خدمت مین رہا اس دس سال مین کوئی ناشنیدنی
بات اُسکی زبان سے نہیں سُنی اور ہاں سُنی تو یہ سُنی کہ اُسنے ایک عزیز سے کہا کہ اے درویش
اگر اپنے آپ کو عقبیٰ تک سلامتی کے ساتھ لیجانا چاہتا ہے تو اپنی زبان کو نگاہ رکھ۔ اس بات کے
کہتے ہی اُسنے اپنی زبان کو ایسا چبایا کہ خون بہنے لگا اور کہا کہ بھلا تجھے یہ بات کہنی کیا ضرور تھی
اسکے کفارہ مین بیس برس تک کسی سے بات نہیں کی۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش
جسدن خدا تعالےٰ نے اولاد آدم کے تالو مین زبان دی تو اُسوقت زبان کیطرف ندا کی کہ اے زبان
تیرے پیدا کرنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ سوائے میرے نام کے اور کچھ مت کہیو اور میرے
کلام کے سوا اور کچھ نہ پڑھیو۔ اور جو اسکے سوا کچھ بولے گی تو اپنے آپ اور سارے اعضا کو بلا
مین پھنسائیگی۔ اے درویش زبان کی پیدایش ذکر اور قرآن کی تلاوت کے لیئے ہے۔ پھر فرمایا

کہ اے درویش مشائخ طبقات نے لکھا ہے کہ آدمی کے ہر عضو میں ایک شہوت وہوا مرکب ہے کہ جو حجاب اور آفت کا سبب ہے۔ جب تک آدمی اُن شہوتوں اور خواہشوں سے توبہ نکریگا اور سارے اعضا کو پاک صاف نکریگا ماننا وکلا کسی مقام پر بھی نہیں پہونچیگا۔ پھر آپنے فرمایا ان اعضا سے جو بیان کیا گیا اول نفس ہے کہ اسمین شہوت رکھی ہوئی ہے۔ دوسری آنکھ ہے کہ اسمین دیکھنے کی خواہش رکھی ہوئی ہے۔ تیسرے کان ہے کہ اسمین سننے کی قوت رکھی ہوئی ہے۔ چوتھے ناک ہے کہ اسمین سونگھنا ہے۔ پانچوین منہ اور تالو ہے کہ جسمین چکھنے کی قوت دھری ہوئی ہے۔ چھٹے ہاتھ کہ اس مین پکڑنے کی قوت ہے۔ ساتوین زبان کہ اسمین تعریف کرنے کی قوت ہے۔ آٹھوین دل ہے کہ اسمین کوشش کرنے اور فکر کرنے کی قوت موجود ہے۔ پس طالب حق کو چاہیے کہ ان سب سے توبہ کرے اور خدا تعالےٰ کیطرف سے یہ بات سن لے کہ مَنْ حَفِظَ نَفْسَہٗ مِنَ الْمَلَاہِیْ اَکْرَمْتُہٗ بِحِکْمَتِیْ وَمَنْ حَفِظَ قَلْبَہٗ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا اَکْرَمْتُہٗ بِنَظْرِیْ وَذِکْرِیْ وَمَنْ حَفِظَ نَفْسَہٗ عَلَی الصَّبْرِ اَکْرَمْتُہٗ بِتَرْکِ الذُّنُوْبِ وَمَنْ حَفِظَ الْوُقُوْفَ بَیْنَ یَدَیْ مَثْوَایَ اَکْرَمْتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ساری سعادتوں سے بڑی سعادت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کا مالک اور اسپر حاکم ہو تاکہ اسکا میلان شہوت کیطرف نہو اور حق تعالےٰ سے مدد مانگتا رہے یہی اعمال جو ہر درویشی ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر درویش جب عالم نورانی سے اسرار و انوار تجلی الٰہی نازل ہوتے ہین تو پہلے دل پر نازل ہوتے ہین اور جب زبان دل کے ساتھ اور دل زبان کے ساتھ موافقت کر جاتا ہے تو اسوقت عشق کے انوار وہان سکون پذیر ہوتے ہین اور جو دل و زبان موافق نہیں ہوتے تو وہ انوار محبت وہان سے لوٹ جاتے ہین اور اس دل پر وارد ہوتے ہین کہ جہان دل اور زبان موافق ہون۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ ایک واصل سے پوچھا کہ عشق حقیقی مین ثابت کون ہے اس نے کہا وہ ہے کہ جسکا دل اور زبان ایک ہو کیونکہ اول عشق حقیقی دل پر اثر کرتا ہے پھر زبان پر جب دل اور زبان نے عشق سے آمیزش کی خدا کی محبت پائی اور زبان سارے اعضا کی بادشاہ ہے جب وہ سلامتی کے ساتھ رہی تو جان لو کہ سارے اعضا سلامتی سے رہے کیونکہ یہ تو مثل مشہور ہے کہ جب بادشاہ دین کے کام مین ظل اللہ ہو

تو اُسکی ساری مملکت میں خلل واقع ہوگا اور جب وہ سلامتی کے ساتھ ہے اُسکی ساری مملکت میں سلامتی ہے۔ پس اے درویش۔کان۔آنکھ۔نفس۔جو کچھ ہفت اندام ہے وہ سب زبان کے تابع ہے جب زبان سلامت رہی سارے اعضا سلامت رہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اب تیسری توبہ آنکھ کی ہے۔ آنکھ کی توبہ کی شرط یہ ہے کہ غسل پاکیزہ کرے اور دوگانہ نماز ادا کرے اور قبلہ رو ہوکر بیٹھے اور ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور کہے الٰہی مینے سب نہ دیکھنے والی چیزوں سے توبکی اب میں ایسی چیز کوئی نہ دیکھونگا وہی شے دیکھونگا کہ جسکا حکم ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنی آنکھ کو کل ممنوعات اور شہوات سے پاک کرے تاکہ آنکھ کی توبہ کا ظہور ہو کیونکہ یہی آنکھ تو ہے جو لوگوں کو حضور حق کی نعمت تک پہونچاتی ہے۔ اور یہی آنکھ تو ہے جو لوگونکو بلا میں پھنساتی ہے۔ پس اے درویش اول مرتبہ عشق کا سب آنکھ میں ہی آدمی کو چاہیئے کہ اس میں زیادہ کوشش کرے کہ حق کے سوا کچھ اور نہ دیکھے کس لیے کہ یہ مقام نعمت کے مشاہدہ کا ہے ورنہ نعمت ہاتھ سے جاتی رہیگی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ زید کے گھر کے سامنے تشریف لیے جا رہے تھے کہ زید کی بیوی پر آپ کی نظر پڑ گئی آپنے فوراً آنکھیں بند کرلیں اور اس راہ سے گذر گئے اُسیوقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ زید کی عورت آپ پر حلال کی گئی ہے اور زید پر حرام کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از حد دلتنگ ہوئے اور فرمایا کاش یہ آنکھ نہوتی اور نہ یہ بات پیدا ہوتی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک ہی نہ دیکھنے والی چیز دیکھکر تین سو برس روئے تو فرمان ہوا اے داؤد کیوں روتے ہو۔ عرض کیا اے میرے رب اس آنکھ نے مجھے بلا میں ڈالدیا ہے اسلیئے آنکھ کا عذر اسی آنکھ سے چاہیئے کہ کیوں اسنے نادیدنی شے دیکھی۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے لوگوں نے کہا کہ اتنا کیوں روئے کہ نابینا ہوئے کہا دو چیز ونکے سبب ایک توبہ کہ نادیدنی سے دیکھنے میں نہ آئے۔ دوسرے یہ بات کہ جو آنکھ دوست کے جمال سے سرگین ہو اور اسکے دیدار کی دیکھنے والی ہو تو بڑے حیف کی بات ہے کہ پھر وہ کسی اور کو دیکھے اس سے بہتر یہی ہو کہ میں اندھا ہو جاؤں اور جب قیامت کو اٹھوں تو دوست کے جمال ہی پر آنکھ کھولوں

پھر آپ ساٹھ برس تک متعدد رب کسیطرف نظر نہین کی - پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ بیت
مین نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سے سنی تھی **بیت**

دیدۂ کو جمال دوست ندید	تا بود دیدہ مبتلا باشد

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خدا کی محبت مین سچا وہی ہے کہ جب اسکی آنکھ حق کے مشاہدے
سے رنگین ہو تو پھر وہ اپنی آنکھ بند کرے کہ کسی چیز کیطرف بھی نہ دیکھے بلکہ قیامت کو حق کی ہی تجلی دیکھے
بلکہ اسوقت کہ جب دوست منت کرے کہ آنکھین کھول جب کھولے - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش آنکھ
کی توبہ تین قسم پر ہے اول توبہ نادیدنی - دوم اگر کوئی کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور یہ دیکھے
تو اس سے توبہ کرے کہ مینے ایسا کیون دیکھا اسے بھی کسی کے آگے کہنا نہ چاہیئے - سوم اگر کسی کو
ظلم کرتے دیکھے تو اپنی آنکھ کو ملامت کرے کہ تو نے یہ کیون دیکھا یہ بھی آنکھ کی توبہ ہی مین سے ہے
پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اب کان کی توبہ یہ ہے چاہیئے کہ کل ناشنیدنی باتون سے توبہ کرے اور
کوئی ناشنیدنی بات نہ سنے پھر وہ توبہ توبہ ہے - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اسے جو شنوائی دی ہے
تو اسی لیئے دی ہے کہ خدا کا ذکر سنے - جہان کلام اللہ پڑھا جاتا ہو وہان کان لگائے کہ کیا فرمان الٰہی ہے
نہ اسلیئے کہ ہر ایک کی برائی اور تمسخر اور راگ باجہ اور نوحہ کی آواز سنے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے
کہ جو اس قسم کی آوازون پر کان لگائیگا قیامت کو سیسہ پگھلا کر اسکے کانون مین بھرا جاویگا - پھر آپنے
فرمایا کہ اے درویش ایک بزرگ تھے کہ انہین عبد اللہ خفیف رح کہا کرتے تھے ایک دفعہ وہ چلے
جا رہے تھے کہ نوحہ کی آواز آنکے کان مین آئی اسوقت تو انہون نے کانون مین انگلیان دے
لین جب گھر آئے تو کہا تھوڑا سا سیسہ گرم کر کے لا خادم حکم کے موافق لے آیا تو انہون نے فرمایا کہ آج ایک
آواز ناشنیدنی میرے کان مین آئی ہے اسلیئے یہ سیسہ میرے کان مین ڈالدو تاکہ اس گناہ کا کفارہ
یہین ہو جاوے قیامت کو اسکی بابت عذاب نہو - اے درویش درویشون نے جو اپنے آپ کو خلق سے
الگ کر کر گوشہ نشینی اختیار کی ہے اسکا یہی سبب ہے کہ کوئی ناشنیدنی بات کان مین نہ آئے
کان کی توبہ یہی تو ہے جو بیان کی گئی - اے درویش اور توبہ ہاتھ کی یہ ہے کہ کوئی ناگرفتنی
چیز ہاتھ مین نہ لے اور اس قسم کی ساری باتون سے توبہ کر لے - پھر آپنے اسی محل پر فرمایا
کہ اے درویش خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک درویش کو ہندستان

میں دیکھا وہ درویش بزرگان دین میں سے تھا۔ لوگ اُسے شیخ برہان الدین کہا کرتے تھے۔ ایک ہاتھ اُسکا کٹا ہوا تھا۔ تیس برس تک وہ عبادتخانہ میں معتکف رہا تھا حضرت خواجہ فرماتے تھے کہ میں نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کیونکر کٹا اُسنے کہا میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا وہاں صاحب مجلس کے گیہوں پڑے ہوئے تھے میں نے ایک دانہ اُس میں سے اُٹھا کر اُسکے دو ٹکڑے کر دیئے اور وہیں ڈالدیئے کہ اتنے میں ہاتف نے ندا دی کہ اے درویش یہ کیا کام تھا جو تو نے کیا کہ بے اذن مالک کے اُٹھا کر اُسکے ٹکڑے کر دیئے پس اس بات کے سنتے ہی میں ہاتھ کو کاٹ کر باہر پھینکدیا کہ پھر ایسا کام نہ کرے۔ حضرت شیخ الاسلام یہ فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا کہ فی الحقیقت مردان خدا ایسے ہی ہوتے ہیں جب وہ کسی مرتبہ کو پہونچے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اب پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ بے جگہ جانے سے توبہ کرے اور شہوت سے پاؤں باہر نہ نکالے تاکہ وہ توبہ توبہ ہو پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت سفر میں تھے کہ چلتے چلتے ایک جنگل میں پہونچے کہ وہاں ایک غار تھا اور اُس میں ایک درویش رہا کرتا تھا۔ وہ درویش بڑا ہی بزرگ اور صاحب نعمت تھا۔ ایک پاؤں اُسکا غار میں تھا اور دوسرا باہر اور دونوں آنکھیں ہوا پر مگر وہ پاؤں جو غار کے اندر تھا کٹا ہوا پڑا تھا۔ خواجہ ذوالنون کہتے ہیں کہ میں اُسکے پاس گیا اور اُسے سلام کیا اُسنے سلام کا جواب دیا پھر میں نے اُس سے پاؤں کٹنے کا قصہ پوچھا اُسنے کہا اے ذوالنون میرا قصہ بہت طول طویل ہے مگر میں تمہیں سناتا ہوں ایکدن میں غار سے وضو کے لیئے باہر آیا۔ ایک عورت غار کے آگے سے ہو کر گذری میرے نفس نے مجھپر تقاضا کیا۔ جوں ہی میں نے اُسکے پکڑنے کے لیئے غار سے پاؤں باہر نکالا وہ عورت میری نظروں سے غائب ہو گئی۔ چھری میرے پاس موجود تھی فوراً پاؤں کاٹ کر اندر پھینکدیا اب چالیس برس گذر گئے ہیں کہ میں ایک پاؤں سے کھڑا ہوا ہوں اور مارے شرمندگی کے حیران ہوں کہ قیامت کو کیا جواب دونگا۔ پھر آپنے یہ ذکر فرمایا کہ ایک درویش نے خواجہ بایزید سے پوچھا کہ عاشق کے لیئے ہر وقت حضوری ہے یا اُسکے لیئے کوئی وقت ہے۔ فرمایا سب وقت اگرچہ عاشق کھڑا ہے تو مشاہدہ حق میں ہے اور جو بیٹھا ہے تو مشاہدہ حق میں غرق ہے اور جو سوتا ہے تو مشاہدہ حق کے خیال میں مستغرق ہے۔ پس عاشق کو دوست کے مشاہدہ کے لیئے ہر وقت

حضوری ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش عاشق کو حضور و غیبت دونون یکسان ہین جیسا حضور ویسا ہی غیبت۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش یہ بیت مینے شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ کی زبانی سنی ہے۔ **بیت**

حضور و غیبت عاشق چو ہر دو یکسانست		بغیب مست جمالش حضور نیز ہماست

پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک توبہ نفس ہے چاہیئے کہ نفس کو کل ماکولات اور شہوات اور ہواؤن سے بازرکھے اور ان سب سے توبہ کرلے اور نفسانی کام نہ کرے کلام مجید مین آیا ہے کہ جو ہوائے نفس سے رکا رہیگا اسکی جگہ بہشت ہوگی اور وہ بہشتی ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنے جو کوئی پروردگار عالم سے اسوقت ڈرے جبکہ کوئی حرام کام اُسے پیش آجائے اور وہ اس سے توبہ کرلے پس یقینی یہ بات ہے کہ وہ بہشتی ہے اور اسکی جگہ بہشت ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ہارون رشید اور اسکی بیوی زبیدہ خاتون مین کچھ جھگڑا ہوگیا اُسنے کہا اے دوزخی پرے ہٹ ہارون رشید نے اسیوقت قسم کھائی کہ مین اُسوقت تک تجھ سے بات نکرونگا کہ جب تک کوئی مجھے بہشتی نہ کہے۔ ہارون رشید پھر آپ ہی پچھتایا کہ افسوس مینے کیا بات کہی۔ کل علماء اور ائمہ حاضرین کو بلایا اور سب سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو کسی نے بہشتی نکہا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسوقت موجود تھے یہ فوراً کھڑے ہوگئے اور پوچھا کہ اے ہارون رشید بھلا کوئی وقت تجھپر ایسا بھی گذرا ہے کہ تو اپنے ہوائے نفس سے باز رہا ہو اور خوف خدا دل مین سمایا ہو اُسنے کہا ہان ایسا موقع فلان جگہ مجھے ہوا ہے آپنے حکم کردیا کہ ہان تو بموجب اس آیت کے بہشتی ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ اسکے بعد شیخ الاسلام دام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش توبہ تین قسم پر ہے۔ حال۔ ماضی۔ استقبال۔ حال یہ ہو کہ نادم اور پشیمان ہو کہ مینے یہ گناہ کیون کیا۔ ماضی یہ ہے کہ اپنے دشمنون کو خوش کرے۔ اور جو کسی کے دو ایک درم مار لیئے ہون اور پھر توبہ کہے کہ توبہ توبہ۔ تو یہ توبہ نہین ہے۔ توبہ وہی ہو کہ اُسے دس درم دے اور اُسے راضی کرے پھر وہ توبہ اسکی اصلی توبہ ہے اور جو کسیکو برا کہا ہو تو اُس سے معذرت کرے اور معافی مانگے اور جو وہ شخص مرگیا ہو تو ایک بردہ آزاد کرکے

اسے ثواب پہونچائے۔ اور جو کسی غیر کی منکوحہ یا کنیز سے زنا کیا ہو اور وہ نہو کہ جس سے جا کر عذر کرے اور معافی مانگے تو وہ شخص خدا کی طرف بھاگے اور توبہ کرے۔ اور جو شراب پینے والا توبہ کرے تو ٹھنڈا اور اچھا پانی لوگون کو پلائے۔ مقصود یہ ہے کہ رجوع اور توبہ کی حالت مین معصیت کا عذر چاہے۔ مستقبل یہ ہے کہ آیندہ کے لئے نیت کرلے کہ پھر مین کوئی گناہ نہ کرونگا یہ بیان کرکے شیخ الاسلام کھڑے ہوگئے اور اندر تشریف لیگئے۔ دعاگو اور خلق لوٹ آئی۔ الحمد للہ علےٰ ذلک۔

پانچوین فصل بزرگونکی خدمت کرنے اور انکے پانی دینے کے بیان مین

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش جس نے سعادت پائی خدمت سے پائی کہ دین و دنیا کی نعمت مشائخ اور پیرونکی خدمت مین ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو کوئی سات روز تک مشائخ اور پیرونکی خدمت کریگا سات سو برس کی عبادت اُسکے نامۂ اعمال مین لکھی جائیگی اور جو قدم اُٹھائیگا اور دھریگا حج وعمرہ کا ثواب اُسے دیا جاویگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش برادر شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کے انتقال کے بعد شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین لگے اور اتنی خدمت کی کہ کوئی خدمتگار بھی اتنی خدمت نہین کرسکتا۔ چنانچہ اس دعاگو نے بغداد مین ایک دفعہ اُنہین پایا کہ دیگ تو سر پر رکھے ہوئے ہین اور آٹا وغیرہ ایک طریقہ سے بندھا ہوا چلے جاتے ہین مینے پوچھا کہ کہان جارہے ہو کہا حج کو مجھے انکی اس خدمت کرنے سے بڑا تعجب ہوا وہان کے لوگنسے پوچھا کہ ان کو کتنی مدت سے انکی خدمت مین دیکھتے ہو لوگون نے کہا کہ ہم اس درویش کو بیس برس سے ان ہی کی خدمت مین دیکھتے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ عبداللہ خفیف رح سے لوگون نے پوچھا کہ یہ دولت تمنے کہان سے پائی۔ فرمایا درویشونکی خدمت کرنے سے۔ مین اُنکی خدمت مین جاتا جو کچھ وہ فرماتے اُنہین آنکھون سے بجالاتا۔ چنانچہ مین ایک درویش کی خدمت مین رہتا تھا ایک دن اُسنے مجھے بلایا اور کہا فلان درویش کے پاس جاؤ اور میرا سلام پہونچاؤ اور کہو کہ میرے پیر کا کل عرس ہے کھانا پکایا جاتا ہے آپ قدم رنجہ فرمائین اور اس مقام کو روشن فرمائین کہ آپ کے سامنے کھانے کی تقسیم ہو۔ جہان وہ درویش رہتا

راہ میں شیر کا خوف تھا میں اُس کے حکم سے چل کھڑا ہوا
جب میں شیر کے پاس پہونچا تو میں نے پکار کر کہا کہ میں فلان درویش کے حکم سے
فلان درویش کے پاس جاتا ہوں اے شیر مجھے راستہ دے۔ میرے یہ بات کہتے ہی اُس نے
گردن زمین میں ڈال لی اور پھر وہان سے چلا گیا میں اُس راہ سے گزر کر اُس درویش کے
پاس گیا اور پیام پہونچایا اور اُس نے قبول کیا کہ میں کل ضرور آؤنگا میںنے آداب بجایا اور لوٹ کر
پھر خدمت میں حاضر ہوا وہ درویش مجھ سے بغلگیر ہوا اور کہا حق خدمت یہی تھا جو تمنے ادا کیا پھر
آپنے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کیطرف منہ کیا اور فرمایا کہ جا میںنے تجھے دین بھی دیا اور دنیا بھی دی میں
وہان سے اٹھکر اس عبادتخانہ میں آگیا اب جو نعمت تم دیکھتے ہو اسی درویش کی جاری کی ہوئی ہے
پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ دولت تم نے
کہان سے پائی فرمایا دو چیزون سے ایک تو ماں کی خدمت کرنے سے۔ دوسرے پیر کی خدمت
کرنے سے۔ ماں کی خدمت کرنے سے تو اسطرح نعمت پائی کہ رات کو کرما کے کلا جاڑا پڑ رہا تھا
اور میری والدہ نے پانی مانگا اور میں پانی کا کوزہ بھر کر لایا کہ اتنے میں انکی آنکھ لگ گئی میں پانی
لئے کھڑا رہا اور انہیں نہ جگایا چنانچہ تہائی رات گزر گئی جب انکی آنکھ کھلی تو انہون نے پانی میرے ہاتھ
سے لیا اور آسمان کیطرف منہ اٹھا کر میرے لئے دعا کی۔ اور اپنے پیر کی خدمت کرنے سے اسطرح
نعمت پائی کہ بیس برس تک میںنے ایسی خدمت کی کہ نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات۔ ایک رات
کوئی مرید حاضر نہ تھا میں ہی بیٹھا ہوا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہ اتنے میں پیر نے آواز دی کہ
اے عزیز میرا قرآن مجید لاؤ۔ میں لے آیا آپنے قرآن مجید مجھ سے لیکر میرے لئے دعا کی۔ پھر شیخ الاسلام
نے فرمایا کہ اے درویش جب تک مرید پیرونکی خدمت نکریگا ہرگز کسی مقام کو نہ پہونچے گا۔ پھر آپنے
فرمایا کہ اے درویش خواجہ معین الدین چشتی رح بیس برس تک اپنے پیر کا بچھونا سر پر لادے
ہوئے برابر حج کو گئے ہیں اُسوقت یہ نعمت پائی ہے کہ سارے جہان کے حصہ میں آئی۔ پھر آپنے
فرمایا کہ اے درویش میںنے ایک بزرگ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے ایک دن صدق کے ساتھ
پیر کی خدمت کرنی بے صدق ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ شُرْبًا یعنے جو قوم کو پانی

پلائے وہ آخر میں پانی پیئے۔ اسیطرح کھانے میں بھی یہی واجب ہے کہ بعد میں کھائے خادم کو یہ لایق نہیں کہ اوروں سے پہلے کھالے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش میزبان کو واجب ہے کہ خود مہمان کے ہاتھ دُھلائے مگر پہلے اپنے ہاتھ دھولے اسمین اگرچہ پانی پلانے کے برخلاف ہے مگر حکمت یہ ہے کہ پہلے شرط کے ساتھ اپنے ہاتھ دھوے تاکہ اوروں کے ہاتھ دُھلانے کے لایق ہو جائے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ ایک شخص خواجہ جنید بغدادی رح کی خدمت مین آیا اور ہاتھ دُھلانے کے لیئے پانی لایا اور بیٹھ گیا آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگون نے کہا حضرت آپ کیون کھڑے ہو گئے فرمایا جب یہ بیٹھ گیا تو مجھے کھڑا ہونا واجب ہوا۔ یعنے بیٹھے بیٹھے ہاتھ دُھلانا درویشون کے نزدیک ترک ادب ہے چاہیئے کہ کھڑے ہو کر ہاتھ دُھلائے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک وقت یہ دعاگو بغداد کیطرف مسافر تھا۔ دجلہ کے کنارے ایک بزرگ کو مینے ایک غار مین پایا وہ پیر بڑا ہی باعظمت اور صاحب نعمت وولایت تھا مگر بہت ہی ضعیف تھا جب مینے اُسکے عبادت خانہ کے اندر نظر دوڑائی تو نماز مین پایا ذرا صبر کیا جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہولے مینے سلام کیا اُسنے سلام کا جواب دیا اور کہا اے فرید مین تعجب مین ہوا کہ اسنے میرا نام کیونکر جانا۔ معاً اُس بزرگ نے کہا نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ پھر کہا جو تجھے یہانتک لایا ہے اُسی نے مجھے تیرا نام بھی بتایا ہے پھر آسنے فرمایا کہ بیٹھ مین بیٹھ گیا کئی دن مین انکی خدمت مین رہا جب افطار کا وقت ہوتا دو آدمی خوانچہ طعام لاتے اور اُسکے روبرو رکھدیتے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ کئی صوفی آگئے اُن ہی کے ساتھ ہم دونون نے بھی افطار کیا مگر اُس بزرگ کا یہ حال تھا کہ وہ خود ہاتھ دُھلاتا تھا۔ دعاگو نے عرض کیا کہ حضرت خود ہاتھ دھولین گے آپ کیون تکلیف کرتے ہین۔ فرمایا کہ اے درویش رسم یہ ہے کہ جب مہمان آئے تو میزبان خود ہاتھ دُھلائے پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ اے درویش جب موسے علیہ السلام کوہ طور پر آئے تو جناب باری کا حکم ہوا کہ جوتیان نکال ڈالو تاکہ طور کی گرد تمہارے پاؤن کو لگے اور تمہاری نجات ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کو جب عرش کے قریب پہونچے تو فرمان ہوا کہ یا محمد نعلین پہنے آؤ تاکہ تمہاری نعلین کی گرد عرش کو پہونچے اور جنبش سے قرار پکڑے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جب موسے علیہ السلام قبر سے اُٹھین گے تو مستون کی طرح

اٹھینگے اور اٹھنے کے ساتھ ہی عرش کے کنگرہ پر ہاتھ مارینگے اور فریاد کرینگے کہ ربِّ اَرِنِیْ
اَنْظُرْ اِلَیْکَ فرمان آئیگا کہ اے موسٰے چپ ہو جاؤ آج حساب کتاب کا دن ہے تجات کے بعد بہشت
میں دیدار ہوگا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش قیامت کے بعد بعض عاشق نور کی زنجیرون سے کھینچے
جائینگے اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں بہشت میں لیجاؤ وہ زنجیر میں ہاتھ ڈالکر توڑ ڈالیں گے اور فریاد
کرتے ہوئے عرش کے نیچے آویں گے۔ پھر حکم ہوگا کہ انکی گردنوں میں زنجیر ڈالو۔ پھر وہ توڑ ڈالینگے
غرضکہ ستر ہزار نور کی زنجیریں انکی گردنوں میں پڑینگی اور وہ سب کو توڑ ڈالیں گے اسوقت رب العلمین
کیطرف سے ندا ہوگی کہ تم سب بہشت میں جاؤ وہ وعدہ وہیں پورا ہوگا کیونکہ ہمارا یہی وعدہ ہے
کہ ہم بہشت میں اپنا دیدار دکھا دینگے اس خوشخبری کو سنکر انہیں صبر آجائیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے
درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے کہ آپ انگشتری ہلانے میں لگ گئے فرمان
آیا کہ یا محمد ہمنے تمہیں کھیلنے کے لئے نہیں بنایا ہے پھر آپ کبھی اسطرح مشغول نہیں ہوئے
پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ عزیز مصر نے حضرت یوسف کو قید خانہ بھیجا تھا اور ایک ساقی
بادشاہ نے تہ خانہ سے جھڑایا تھا کہ اسنے ایک خواب دیکھا تھا اور آپنے اسکی تعبیر دی تھی
کہ تو چھوٹ جائیگا اور خلعت پائیگا تو اس سے کہیں یہ کہدیا تھا کہ جب تو بادشاہ کے پاس
جائے تو مجھے نہ بھولنا میرا ذکر ضرور کرنا کہلانے میں حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے یوسف خدا
تعالے فرماتا ہے کہ تو نے ہمکو بھلا دیا جو ہمارے سوا اوروں سے کہہ رہا ہے ہمنے حکم کر دیا ہے
کہ تو اس بات کے بدلے سات برس اور قید خانہ میں رہیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
حضرت سلیمان با وجود اتنی مملکت کے جب دعوت کرتے تو کھانے سے پہلے آپ وضو کیا کرتے
اور آفتابہ اپنے ہاتھ میں لیتے اور طشت خادم کے ہاتھ میں دیتے اپنے مہمانوں کے خود ہاتھ
دھلاتے اور آپ پانی پلاتے اور جب سب کھا چکتے ان سب کے پیچھے آپ کھانا کھاتے الغرض
اتنی مملکت اور تمتع پر آپ افطار جب کیا کرتے کہ جب ایک زنبیل اپنے ہاتھ سے بن لیتے اور
وہ بازار میں فروخت ہو کے اسکا کھانا پک لیتا۔ ایکدن کہیں آپکے جی میں یہ خیال گذر گیا کہ
میں اس مملکت سے کچھ نہیں کھاتا بلکہ زنبیل بنکر کھاتا ہوں۔ اس دن جو زنبیل بازار میں
گئی کسینے بھی نہ لی اس رات آپ ویسے ہی رہے غرضکہ سات دن ہو گئے زنبیل کا کوئی خریدار

نہ ہوا آپ کو بڑا تعجب ہوا اور سخت حیران رہے کہ اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے اور کہا اے سلیمان ع فرمان ہے کہ زنبیل بیچکر کیون نہین افطار کرتے ہو کہا دو آسمان کیطرف تو دیکھو دیکھا تو ساری زنبیلین آسمان کے گوشہ مین لٹکی ہوئی ہین۔ کہا اے سلیمان انکے تو ہم خریدار ہے فقط ایک بہانہ تھا حضرت سلیمان پشیمان ہوئے اور توبہ کی پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش آدمی کو چاہیے کہ کوئی چیز اپنی طرف سے خیال نہ کرے جو کچھ برکات وسکنات ظاہر و باطن مین لوگون سے ظاہر ہو سب کو خدائے عزوجل کیطرف سے جانے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رسم تھی کہ جو انکے پاس مہمان آتا خود اُسکے ہاتھ دھلاتے اور فرماتے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اور حنیفہ دین کی بھی سنت ہے۔ امام مالک رح بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے اور خود ہاتھ دُھلایا کرتے تھے اور آپ پانی پلایا کرتے تھے۔ اے درویش جتنا تجھ سے ہوسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر اور اماموں کی پیروی کر کہ قیامت کو اُنکے سامنے شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ایک جماعت کی دعوت کی تو خود آفتابہ لیکر لوگونکے ہاتھ دُھلائے ہین۔ شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے جب یہ فوائد تمام کیئے تو آپ کثرت ہوکر دولتخانہ مین تشریف لے گئے دعاگو اور خلق لوٹ آئی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

چھٹی فصل قرآن مجید کی تلاوت کے بیان مین

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ برہان الدین ہانسوی۔ شیخ بدرالدین غزنوی رحمہا اللہ۔ اور دوسرے عزیز خدمت مین حاضر تھے کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش قرآن مجید کی تلاوت ساری عبادتون سے بڑھکر ہے۔ دنیا اور آخرت مین مرتبہ اُسکا بڑا ہوا ہے۔ اے درویش جبکہ کوئی عبادت قرآن مجید کی تلاوت سے بڑھکر نہین ہے تو لوگونکو چاہیئے کہ ایسی نعمت سے غافل نہ ہون اور اپنے آپ کو محروم نرکھین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش قرآن مجید کے پڑھنے مین نفع بہت ہے (۱) آنکھون کو حظ ہے یعنے روشنائی بڑھتی ہے اور آنکھ کم دکھنے آتی ہے (۲) جو حرف پڑھتا ہے ہزار برس کی عبادت کا ثواب اُسکے نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے اور جسقدر

بدی اسکے نامہ اعمال سے مٹائی جاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جو چاہے کہ مین دوست سے بات
کرون تو وہ کلام اللہ پڑہنے مین مشغول ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش نیک بخت بندہ وہ ہے
کہ جو دوست سے ہمکلام ہو کیونکہ تو جانتا ہے کہ اس کلام کے پڑہنے سے سعادت حاصل ہوتی ہے
اور دوست سے حکایت۔ اے درویش ہر روز تیرے دل مین ستر بار ندا کیجاتی ہے کہ تجھے
سمائی خواہش و آرزو نہین ہے کہ سب چیزون سے جدا ہوکر قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول
ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اکثر لوگونکو نعمت حضوری تب ہے مگر مشاہدہ قرآن مجید کی تلاوت
کے وقت ہے کیونکہ جو ستر عالم مین سب ہے اُسکا مکاشفہ کلام اللہ پڑہتے وقت ہو جاتا ہے اور جب
آیت مشاہدہ یا آیت رحمت پر پہونچتا ہے تو دریاے مشاہدہ مین غرق ہو جاتا ہے اور سو ہزار
نعمتین اسپر نازل ہوتی ہین۔ اور جب عذاب کی آیت پر پہنچتا ہے تو اپنے آپ خوف سے ایسا گھلتا
ہے جیساکہ سونا کٹھائی مین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ جناب شیخ قطب الدین بختیار
اوشی قدس اللہ سرہ العزیز قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوتے جب کسی آیۂ وعید پر پہونچتے
سینہ پر ہاتھ مارتے اور بیہوش ہوکر گر پڑتے۔ جب ہوش مین آتے پھر کلام اللہ پڑہنے مین مشغول
ہو جاتے دن مین ہزار ہزار بار بیہوش ہوتے۔ اور اسیطرح جب مشاہدہ کی آیت پر پہونچتے تو
تبسم کرتے اور کھڑے ہو جاتے اور عالم مشاہدہ مین متحیر ہوتے اور ایک رات دن تک عالم مشاہدہ
مین ایسے متحیر رہتے کہ اپنے آپ کی خبر نہ رکھتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جب کوئی حافظ کلام اللہ
دنیا سے انتقال کرتا ہے اسکی جان کو نور کی قندیل مین رکھکر عرش کے پاس لٹکا دیتے ہین اور ہر روز
ہزار بار انوار کی تجلی اسپر کیجاتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش قیامت کے دن حافظون کے
لیئے حکم ہوگا کہ انہین بہشت مین لیجاؤ کہ انپر علیحدہ علیحدہ تجلی کیجائے۔ لکھا ہے کہ قیامت کے دن
بہشت مین کل انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم سب کو یکبار کی تجلی ہوگی اور
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تنہا یکبارگی تجلی ہوگی۔ اور یہ انکی فضیلت و بزرگی ہے۔ پھر
آپنے فرمایا کہ اے درویش عاشق لوگ قیامت کے دن جب تجلی کے مقام پر لائے جاوینگے
حکم ہوگا کہ آنکھین کھولو۔ ہر ایک عاشق کو آگے [illegible] اور ہر بار ہر ایک پر تجلی ہوگی۔ سات ہزار
برس تک بیہوش رہینگے تب ہوش مین آئینگے تو [illegible] پھر ستر بار

تجلی ہوگی۔ پھر اپنے مقام پر آ جا بیٹھے۔ جب شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ اس حرف پر پہونچے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے اور اسی حالت بیہوشی میں یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی **رباعی**

از مہر رخ تو مبتلائے باشم　　اندر غم عشق در بلائے باشم
وز یاد جمال تو چنان مدہوشم　　کز خود خبرے نیست کجائے باشم

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مینے بغداد میں شیخ الاسلام اجل شیرازی رحمۃ کی زبانی سنا کہ وہ حکایت کرتے تھے کہ مین اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ بخارا میں تھے پھر ہم سفر کو چلے اور دوسرے شہر میں گئے وہاں کے لوگ سب سنی تھے۔ ہر مرد و عورت بوڑھے بچے سب ایسے تھے کہ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے صبح سے شام تک کلام اللہ ہی پڑھنے میں مشغول رہتے تھے کبھی انہیں تلاوت سے غافل نہ پاتے۔ الغرض اس شہر کے باہر ایک غار تھا کہ اسمین شیخ شمس العارفین رہا کرتے تھے انہیں بھی ہمنے ایسا ہی پایا جب ان سے مصافحہ کیا فرمایا بیٹھو۔ ہم بیٹھ گئے اور اپنے آپ کلام اللہ میں مشغول ہوگئے ہر بار جب وہ کسی آیۂ وعید پر پہونچتے ایک نعرہ مارتے اور ماہی بے آب کیطرح تڑپتے پھر وہ اٹھکر تلاوت میں مشغول ہوجاتے اور جب آیۂ رحمت پر پہونچتے ہائے ہائے کر کے روتے اور کہتے کہ یہ تو ان لوگوں کے لیے ہے کہ جو عمل صالح رکھتے ہیں میں تو کوئی نیک عمل ذرہ برابر بھی نہیں رکھتا کہ جس سے خوش ہوں یہ کہتے اور روتے اور حاضرین کیطرف مخاطب ہوکر کہتے کہ اے عزیزو اگر تم جان جاؤ کہ ہر حرف اور ہر آیہ میں کیا کیا فرمان ہے تو تمہاری کھال بدن سے جدا ہوجائے اور یکبارگی گل جاؤ اور مارے ہیبت کے ناچیز ہوجاؤ۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش آج ساٹھ برس ہوتے آئے کہ میں تلاوت قرآن میں مشغول ہوں اور میرا یہی حال ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک واصل حافظ کلام اللہ نے انتقال کیا۔ بعد میں لوگوں نے خواب میں دیکھکر پوچھا کہ خدا تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا فرمایا وہی کیا جو اسنے اپنے خاصوں کے ساتھ کیا۔ پھر پوچھا کہ تمہیں قبر میں چھوڑ دیا یا اوپر لے گئے فرمایا قالب تک عرش کے نیچے لے گئے اور حافظان کلام اللہ کے پاس میرا مقام کر دیا۔ میں وہیں رہتا ہوں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش سلطان معز الدین محمد شاہ رحمۃ کے انتقال کے بعد لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیا حال ہے۔ کیا خدا تعالی نے

مجھے بخشدیا۔ کہا کون سے عمل سے۔ کہا مین ایک رات تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے پڑوس مین سے قرآن پڑھنے کی آواز میرے کان مین آئی مین فوراً کھڑا ہوگیا اور تخت سے نیچے اُتر کر بیٹھ گیا اور دو زانو ادب سے بیٹھ گیا اور کلام اللہ ہی کیطرف مَینے دھیان لگا لیا اُسکے پڑھنے سے مجھے بڑی ہی راحت اور رقت پیدا ہوئی اور جب مین نے دنیا سے انتقال کیا تو مجھے کلام اللہ کے سُننے والون مین رکھا گیا اور اس خیر سبب مجھے بخشدیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش کلام اللہ پڑھتے وقت بہت سے ایسے لوگ ہین کہ بخشے جاتے ہین۔ ایک تو کلام اللہ پڑھانے والا بخشا جاتا ہے کہ جسنے اُسے تعلیم دی۔ دوسرے قرآن شریف کا پڑھنے والا۔ تیسرے قرآن مجید کا سننے والا جو تمہ ہمسایہ کہ جو اُسکی آواز سُنے اور دل وجان سے اُسکے سُننے مین مشغول ہو۔ پھر شیخ الاسلام نے تبسم کیا اور یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ دعاگو بیٹھا ہوا تھا کہ چار درویش انکی خدمت مین آئے کہ شرف ملازمت سے مشرف ہون اُن ہی مین ایک درویش تھا کہ وہ شیخ شیرازی رہ کی ہلاکت کے لیئے آیا تھا کہ کوئی قابو چل جائے تو مین مار ڈالون شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی درویش کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے درویش درویش بھی درویشون کی ہلاک کرنے کا قصد رکھتے ہین جیسا کہ تو ارادہ رکھتا ہے اُس درویش نے آداب بجایا اور کہا نہین میرا تو یہ ارادہ نہین ہے کہا ارادہ نہین ہے تو پھر یہ نیت کیون ہے اس نیت کو دل سے زائل جون ہی خواجہ اجل شیرازی رہ نے اس درویش سے کہا وہ درویش کھڑا ہوگیا اور شیخ کے قدمون مین سر دیدیا اور کہنے لگا کہ بیشک میرا یہی ارادہ تھا مگر اے شیخ تو مرد کامل ہے کہ تونے معلوم کرلیا مین اس ارادہ سے توبہ کرتا ہون۔ اسوقت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش آدمی کو سوائے قرآن مجید کی تلاوت کے اور اُسکی مشغولی کے یہ بات میسر نہین ہوسکتی کیونکہ عاشق ومعشوق کی سوائے نسبت گفتگو مین ہے۔ اہل سلوک لکھتے ہین کہ اس مشاہدہ سے بڑھکر کوئی مشاہدہ نہین ہے تو جانتا ہے کہ جب دوست دوست سے بات چیت کرتا ہے تو کیا راحت ہوتی ہے۔ اے درویش خدا تعالے کا سخن ہی کلام اللہ ہے سو جو کوئی اس ذوق کو پاکر پھر کسی دوسرے ذکر مین مشغول ہو تو وہ بڑا ہی جھوٹا ہے اور محبت مین سچا نہین ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جب کلام اللہ پڑھا جائے تو چاہیئے کہ اُسکے معنی مین مستغرق ہوجائے اور اُسوقت کسی چیز کی یاد نہ کرے جب اسطرح سے

قرآن شریف پڑہتا تو فرشتے سو ہزار حوروں کے ساتھ آتے ہیں اور اُسکے پاس بیٹھتے ہیں۔ اسطرح وہ حوریں اپنے آپ کو سنوارتی ہیں کہ آدمی زاد اُسکے دیکھنے کی طاقت نہیں لاسکتا۔ اور قرآن خوانی کی محبت کے سبب لپنے منہ کو اُسکے مُنہ سے ملاتی ہیں جب تک وہ شخص حیات رہتا ہے فرشتے اور حوریں اُسکے ساتھ رہتے ہیں اور جب وہ مرجاتا ہے تو وہ فرشتے اور حوریں اُسکے ساتھ بہشت میں جاتی ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ رسم تھی کہ جب کلام اللہ پڑھنے میں مشغول ہوتے تو بید کیطرح کانپا کرتے تھے اور جب کسی آیت پر پہونچتے ہر بار منظروں کی طرح کمڑے ہوجاتے اور پھر بیٹھتے جب کلام اللہ پڑہنے میں مشغول ہوتے تو بسا اوقات رات دن تک مشغول رہتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جیسا کہ آدمی تنہائی میں کلام اللہ کا ذوق حاصل کریگا قیامت کو بھی تجلی الٰہی کا ذوق تنہا حاصل کریگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک شخص غزنین میں رہتا تھا کہ اُسے ساتوں قراات یاد تھیں اور بہت ہی صلاحیت اور نعت والا شخص تھا اُسے محمد مقری کہا کرتے تھے اُسکی یہ کرامت تھی کہ جو کوئی ایک سورۃ بھی اُسکے آگے پڑہ لیتا تھا وہ سارا قرآن پڑہ لیتا تھا چنانچہ دعاگو نے ایک سورۃ اُسکے آگے پڑھی اُسکی برکت سے سارا قرآن مجھے حفظ ہوگیا۔ الغرض اُس محمد مقری کا ایک بھائی تھا وہ دمشق میں رہتا تھا ایک شخص دمشق سے غزنین میں آیا تو محمد مقری نے اُس سے پوچھا کہ میرا بھائی زندہ ہے یا نہیں اُسنے کہا ہاں زندہ ہے حالانکہ اُسکا انتقال ہوچکا تھا اُسنے وفات کی خبر نہ دی پھر شہر کا حال پوچھا اُسنے کہا مینہ بہت برسا اور مکان خراب ہوگئے اور ایک دفعہ آگ بھی لگی کہ لوگوں کے بہت سے مکان جل گئے جب اُسنے یہ حکایت تمام کی تو خواجہ محمد مقری بولے کہ میرا بھائی زندہ نہیں معلوم ہوتا اُسنے کہا ہاں رحمت الٰہی سے جاملا اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش روح رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ائمہ دین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید کی تلاوت اور سورہ فاتحہ کا ختم کرنا چاہیے تاکہ کلام اللہ اور اُنکی ارواح طیبہ کی برکت سے ذوق وشوق زیادہ ہو اور صاحب قرب اور صاحب اسرار وتجلی ہو۔ اے درویش جو کوئی سورہ فاتحہ بہ نیت شفاے بیماران یا کسی مہم کے لئے اکتالیس دفعہ مع اعوذ اور بسم اللہ کے اسطرح کہ رحیم کی میم الحمد کے لام سے ملاکر پڑھے اور اُسیوقت درد والے پر پڑھکر دم کرے خدا چاہے تو شفا ہو اور ختم سورہ فاتحہ کا

اکتالیس بار ہے۔ اے درویش تجھے جاننا چاہیئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلْفَاتِحَۃُ شِفَاءٌ لِکُلِّ دَاءٍ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ختم سورہ بقر کا دن میں ایک بار ہے۔ جو کوئی فجر کی سنت و فرض کے درمیان تین روز تک جس نیت سے پڑھیگا خدا تعالے اسکی نیت پوری کریگا۔ پھر فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کوئی حاجت اللہ تعالے کے سامنے رکھتے تھے ابھی ایک دن کی نماز پورے طور سے پڑھنے نہیں پائے تھے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی حاجت پوری ہوگئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش سورہ آل عمران کا ختم فراخی دین و دنیا کے لیئے ایک دن میں دس دفعہ ہے چاہیئے کہ خود پڑھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش معین الدین یہ جتنی ترغیبیں ہیں یہ تیری کمالیت حال کے لیئے ہیں اور جو ہم سے تعلق رکھتے ہیں اُنکے لیئے بھی اور اُنکے سوا بھی۔ کیونکہ پیر مرید کا مشاطہ ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش سورۂ نساء کا ختم سات بار چاہیئے کہ ہر روز سات بار پڑھے۔ کل عذاب دینی و دنیاوی سے امن میں ہوگا۔ اور جو کوئی سورۂ مائدہ ہر روز سات بار پڑھیگا اُس شہر میں امساک باران (قحط سالی) نہوگی۔ اے درویش سورۂ انعام کا ختم ستر بار ہے۔ اور ایک روایت میں اکتالیس بار۔ سو جو کوئی اپنی حاجت کے لیئے پڑھیگا انشاء اللہ تعالے اسکی حاجت پوری ہوگی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ختم سورۂ اعراف کا توبہ کی قبولیت کے لیئے ہے۔ چاہیئے کہ ستر بار استغفار پڑھے پھر دو رکعت پڑھے اول میں فاتحہ ایکبار اور قل یا ایہا الکفرون سو بار۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ ایکبار اور سورۂ اخلاص سو بار۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سورۂ انفال کا ختم خلاصی محبوسین کے لیئے چار بار پڑھے۔ جو کوئی اس سورۃ کو دن میں چار دفعہ پڑھیگا حق تعالے اُسے دنیا کے قیدخانہ سے خلاصی بخشیگا اور آخرت میں نگاہ رکھے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش سورۂ توبہ کا ختم کاموں کی نعمتمندی اور جہان میں عاقبت بخیر ہونے کے لیئے چالیس بار ہے جو پڑھے گا وہ کامیاب ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش دشمنوں اور کافروں پر مظفر و منصور ہونیکے لیئے سورہ ہود کا ختم دس بار ہے۔ اور گناہوں کی آمرزش اور عزیز ہونے اور قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کے لیئے سورۂ ابراہیم کا ختم دس بار ہے جو پڑھے گا خدا تعالے اُسے حافظ کردیگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ یوسف پڑھیگا اسکو قرآن ضرور

ختم سورہ فاتحہ ہر بیماری کے لئے دوا ہے۔

یاد ہو جاویگا۔ پھر فرمایا کہ سورہ رعد سات بار پڑہے اسکا ہی ختم ہے چاہیئے کہ دشمنان دین سے خوف وہراس کے لیئے پڑہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ سورہ حج کا ختم ستر بار ہے مصروع اور مجنون کے لیئے پڑہے خدا چاہے اسیوقت صحت پائیگا۔ اور سورہ نحل کا ختم دس بار ہے ہر روز پڑہے جو حق تعالے سے مانگے گا پائیگا اور سورہ بنی اسرائیل کا ختم دس بار ہے چاہیئے کہ ہر روز دس بار پڑہے۔ اور سورہ کہف کا ختم چالیس بار ہے چاہیئے کہ ہر جمعہ کو جملہ مہمات کے لیئے پڑہا کرے۔ اور سورہ مریم کا ختم بیس بار ہے کشود کا۔ اور فراخی نعمت کے لیئے بلے ناغہ پڑہا کرے اور سورہ طٰہٰ کا ختم جمعہ کی شب مین تین بار پڑہے حضرت عزت ہر جمعہ کی شب نے کام ذربان اس سورہ کو پڑہتا ہے جو کوئی اس سورہ کو جمعہ کی رات مین پڑہیگا گویا کہ حق تعالے اس سے ہمکلام ہوگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ختم سورہ انبیاء کا مقہوری اعداکے لیئے بچتر بار ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ختم سورہ قد افلح المؤمنون کا رستگاری دین ودنیا اور زکوۃ دینے والونکے لیئے سات بار ہے اور ختم سورہ نور کا واسطے دفع ہونے جملہ بلاؤنکے سات بار ہے۔ جس جس طرح کی بلا ہونگی سب دفع ہوجاینگی اور ختم سورہ فرقان کا سات بار ہے اور سورہ شعرا کا ختم بچتر بار ہے چاہیئے کہ دشمنان دین کے دفع کے لیئے پڑہے اور ختم سورہ نمل کا شکر نعمت خداے عزوجل کے لیئے ہے۔ اور ختم سورہ قصص کا دس بار ہے جو ثواب کہ انبیاء کے لیئے ہوگا وہی ثواب اس سورہ کے پڑہنے والے کو ہوگا۔ اور ختم سورہ عنکبوت کا دفع وسواس شیطان کے لیئے دس بار ہے۔ اور ختم سورہ روم کا بہ نیت دفع دشمن اکیس بار۔ اور ختم سورہ لقمان کا بہ نیت حصول سعادت دین ودنیا ستر بار۔ اور ختم سورہ سجدہ کا بہ نیت شہادت اکیس بار۔ اور ختم سورہ احزاب کا بہ نیت برآمدن مہمات بچتر بار۔ اور ختم سورہ نسا برائے خوشنودی خداتعالے وخوشنودی خصمان اکتالیس بار۔ اور ختم سورہ فاطر کا بلیات سے حفاظت کے لیئے اور بزرگونکو ایصال ثواب کے لیئے ستر بار ہے۔ اور ختم سورہ یٰسین کا ہر مہم کے لیئے کافی ووافی ہے۔ اور ختم سورہ الصافات کا امن کے لیئے اکیس بار ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ختم سورہ تنزیل الکتاب کا طاعت الٰہی مین جو سستی واقع ہوتی ہے اسکے دفع کے لیئے جمعہ کی رات کو پانچ بار پڑہے۔ اور ختم سورہ سجدہ ظالمونکے دور ہونے کے لیئے دس بار ہے۔ اور ختم سورہ حم عسق کا واسطے دور ہونے بلاؤن اور حصول سعادت کے لیئے سات بار

ہے اور ختم سورہ زخرف کا واسطے حفظ ایمان کے اکسیر اعظم ہے اور ختم سورہ دخان کا حصول سعادت کے لیئے بہتر یار ہے۔ اور ختم سورہ محمد کا واسطے ظہور ہونے اسرار الٰہی کی اکسیر ہے جب شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ اس حرف پر پہونچے تو فرمایا کہ وہ درویش بڑا غافل ہے کہ جو قرآن مجید کی تلاوت سے غافل نہین ہے کیونکہ کوئی حرف ایسا نہین کہ جسمین اسرار اور انوار تجلی نہون۔ اے درویش جس دن کہ کوئی نعمت ظاہر ہو افسوس ہے کہ آدمی اسکی سعادت سے محروم رہے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اور سورتون کا ختم انشاء اللہ دوسرے دن بتوفیق اللہ تعالے بیان ہوگا۔ جب یہ سخن آپ تمام کرچکے کھڑے ہوگئے اور اندر تشریف لیگئے۔ خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علے ذالک

ساتوین فصل۔ سورہ اخلاص وغیرہ کی فضیلت کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بسہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ و مولانا ناصح الدین و شیخ جمال الدین ہانسوی و شمس تبریزی اور کئی صوفی اور بھی خدمت مین حاضر تھے کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو کوئی چاہے کہ مجھے سارے قرآن مجید کا ثواب ملے تو اُسے چاہیئے کہ ہر رات پچیس دفعہ سورہ اخلاص پڑہے تو وہ بمنزلہ سارے قرآن پڑہنے کے ہوگا۔ اے درویش سورہ اخلاص سب کی سب خدائے عزوجل کی وحدانیت مین ہے جسنے اسے اعتقاد سے پڑھا اُسنے بہت اچھی طرح خدا کی صفت بیان کی۔ اگرچہ وہ ایسی صفت ہے کہ وہ کسی صفت مین سما نہین سکتا مگر اسکو چاہیئے کہ اُس سے باہر نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے آپنے یارون سے فرمایا کہ (۱) جب تک ایک ختم قرآن مجید کا نہ کرلو نہ سوؤ (۲) جب تک غزا نہ کرلو (۳) جب تک رسول کو خوش نہ کرلو (۴) حج نہ کرلو (۵) خدا کو خوش نہ کرلو نہ سوؤ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پانچون باتین فرمائین سب متعجب ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ پانچون چیزین ایک رات مین کیونکر کرسکین گے فرمایا کرسکو گے جو یہ چاہے کہ مین شب مین قرآن مجید ختم کرون تو وہ پچیس دفعہ سورہ اخلاص پڑھ لے۔ اسکا ثواب ایسا ہے جیسا کہ ایک قرآن مجید ختم کیا۔ اور جو چاہے کہ مین غزا کرون وہ دس بار کلمہ سبحان اللہ پڑھے گویا کہ اُسنے غزا کیا۔ اور جو یہ چاہے کہ مجھ سے

رسول خدا خوش ہوں تو وہ سو بار مجھ پر درود بھیجے۔ اور جو یہ چاہے کہ میں شب کو حج کروں تو وہ سو بار کلمہ لا الٰہ الا اللہ الحکیم الکریم پڑھے تو گویا اُسنے ایک حج کیا۔ اور جو یہ چاہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے خوش ہو تو رات کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کثرت کرے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دن یہ دعاگو ایک بیمار کے سرہانے پہونچا میں نے سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھکر دم کر دیا حق تعالےٰ نے اس کی بیماری کو صحت سے بدل دیا اور وہ شخص اچھا ہو گیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ یہ دعاگو خواجہ قطب الدین بختیارؒ کے ساتھ سفر میں تھا چلتے چلتے ایک دریا کے کنارے ہونچے وہاں کوئی کشتی موجود نہ تھی کہ جسپر سوار ہو کر اُترتے اور وہ جگہ تھی بڑے خوف کی۔ شیخ الاسلام نے تبسم فرمایا اور کہا اے فرید آملہ ہے کہ اس سے پار ہو جاویں میںنے عرض کیا بہت اچھا زہے سعادت مگر میرے جی میں یہ خطرہ گزرا کہ یہاں کوئی کشتی وغیرہ تو ہے نہیں پار کیونکر جائینگے ابھی میں اپنے جی میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت خواجہ اور اپنے آپ کو دریا پار کھڑا ہوا دیکھا میں نے جو آپ سے پوچھا تو آپنے فرمایا میں نے قل ہو اللہ پڑھکر پانی پر دم کی تھی اُسنے خدا تعالےٰ کے حکم سے رستہ دیدیا ہم اُتر آئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن فرمایا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ختم اس سورہ کا تین بار ہے اور یہ جو قرآن مجید کے ختم کے بعد تین بار یہ سورہ پڑھتے ہیں اسمیں کیا حکمت ہے۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ اگر تلاوت قرآن مجید میں کسی جگہ کچھ نقص واقع ہو گیا ہو تو یہ اُسے پورا کردے پھر آپنے فرمایا کہ یہ جو ختم کے بعد الحمد شریف اور چند آیہ سورہ بقر کی پڑھتے ہیں اسمیں کیا حکمت ہے پھر آپ ہی نے فرمایا کہ اسمیں یہ حکمت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا خیر الناس کون شخص ہے تو آپنے فرمایا الحال المرتحل۔ حال تو اُسے کہتے ہیں کہ جو منزل سے ابھی آیا ہو۔ اور مرتحل وہ جو منزل سے روان ہو تو یہ اسطرف اشارہ رکھتا ہے کہ جو قرآن مجید ختم کرتا ہے گویا کہ وہ منزل سے آیا۔ اور منزل میں اُترا اب جو اُسنے پھر شروع کیا تو گویا پھر منزل کو روان ہوا پس خیر الناس وہی ہے جو ختم کر کے اُسیوقت شروع کردے ازانست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت سے یاد فرماتے ہیں کہ الحال المرتحل۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ میں نے اپنے اُستاد مولانا بہاء الدین سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ خواجہ

تم حصاری جشیوت کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے تھے۔ وہ حبشی انہین مار ڈالنے کا ارادہ کر رہے تھے ساتھ برس سے انہین قید رکھا تھا جو دن انہون نے انکے ہلاک کرنیکا مقرر کر رکھا تھا اس رات انہون نے خواب دیکھا کہ میرے پیر حضرت خواجہ ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہین کہ تجھے جشیوت کے سردار کے آگے لیجاوینگے تو تین بار سورہ اخلاص پڑھکر اسکی طرف دم کرنا پھر خواجہ تمیم انصاری خواب کی ہیبت سے چونک اٹھے۔ جب حبشی انہین اپنے سردار کے پاس لے گئے انہون نے حکم کے بموجب سورۂ اخلاص پڑھکر دم کر دی وہ دیکھتے ہی انکے قدمون پر گر پڑا اور کہا آپ مجھے بچائیے انہون نے کہا بات تو کہہ ہوا کیا کہا یہ دو اژدہے جو تمہارے دونون طرف ہین میرے مار ڈالنے کا ارادہ کر رہے ہین اگر تم نہ بچاؤ گے تو یہ مجھے کھا جائینگے۔ خواجہ نے کہا اچھا مینے تجھے بخشا وہ دونون اژدہے غائب ہو گئے تب انکو رہائی دی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ شیخ جلال تبریزی اور یہ دعاگو ایک جگہ تھے کہ مولانا علاء الدین صوفی ادہر سے گذرے شیخ کی نظر انپر پڑی انہین بلایا اور اپنے کپڑے انہین دیئے اور پانچ بار سورۂ اخلاص پڑھکر انپر دم کر دیا حق تعالے نے مولانا علاء الدین کو بڑی برکت و نعمت عطا فرمائی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدن خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج یوسف کے لوگون سے بھاگ کر حبیب عجمی کی خانقاہ مین آ گئے انہون نے کہا خیر ہے کہا یوسف کے لوگ میرے پکڑنے کے لیئے پیچھے بھاگے آ رہے ہین۔ خواجہ نے کہا اندر کوٹھے مین چلے جاؤ وہ تو اندر گئے یہ پھر ذکر مین مشغول ہو گئے کہ اتنے مین یوسف کے لوگ آئے اور خواجہ حبیب عجمی رضہ سے پوچھا کہ حسن کہان ہے کہا یہ نماز پڑھ رہا ہے جب وہ لوگ اندر گئے تو خدا نے انکے اور انکے درمیان ایک پردہ کر دیا انہین دکھائی نہ دیا وہ باہر آئے اور کہا اے حبیب تمہارا مارا جانا اس جھوٹ بولنے پر برحق ہے غرضکہ وہ سخت سست کہہ کر چلے گئے تو خواجہ حسن باہر نکل آئے اور کہا اے خواجہ آپنے حق استادی خاصا ادا کیا کہ ادہر تو مجھے کہہ دیا اندر چلا جا ادہر انسے کہہ دیا کہ ہان یہان اندر ہے۔ خواجہ حبیب نے فرمایا کہ اگر مین سچ نہ کہتا تو تو گرفتار ہو جاتا پھر خواجہ حسن بولے کہ جب مین اندر چلا گیا تھا تو آپ کچھ پڑھ رہے تھے۔ فرمایا ہان اسی کی برکت سے خدا نے تجھے بچایا۔ کہا وہ کیا تھا کہا دس بار مین نے قل ہو اللہ پڑھکر تیری طرف دم کی تھی وہ حجاب جو تیرے اور انکے درمیان مین ہوا وہ اسی کی برکت سے ہوا تھا جو انہین سجھائی نہ دیا

شیخ الاسلام یہ بیان فرما کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ ایک دفعہ یہ دعا گو خلوۃ مین مشغول
تھا تلاوت کر رہا تھا جب مین سورۂ اخلاص پر پہونچا تو یہان مین ششدر گیا انوار و اسرار عالم تجلی سے
نازل ہوتے تھے پھر مین اُن انوار سے باہر نکلکر صحرائے عشق و محبت حق مین آپڑا مین نے چاہا کہ اس سے
نکلون تو ویسے عشق و محبت حق مین جا گرا سات روز تک اسیطرح رہا پھر اسکے بعد عالم صحو مین
آیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جنگ خیبر مین عاجز ہو گئے ہر چند
چاہا کہ فتح ہو مگر نہ ہوئی آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھا آپ نے اسکے جواب مین لکھا کہ
یا علی کیا سورۂ اخلاص بھول گئے پس اس جواب کے پہونچتے ہی ایک دن اسکی ملازمت کی
تھی کہ دوسرے روز خیبر فتح کر لیا اور اسیکی برکت سے اُسے جڑ سے اکھاڑ کر چالیس قدم باہر پھینکا
جب شیخ الاسلام اس حرف تک پہونچے تو آپ اندر تشریف لے گئے۔ خلق اور دعا گو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علی ذالک

آٹھوین فصل خرقہ اور فقر وغیرہ کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ یاران اصحاب صفا حاضر تھے کہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ گلیم و
صوف انبیاء کا لباس ہے۔ اے درویش یہ لباس اُسی کے لئے جائز ہے کہ جسکا ظاہر و باطن
صاف ہو کیونکہ صوفی وہی ہے کہ جس مین کوئی کدورت اور لوث دنیاوی نہو۔ پھر آپ نے فرمایا
کہ اے درویش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ گلیم و صوف پہننا انبیاء علیہم السلام
کی سنت مین سے ہے اور جو اُنکے تابع ہین اُنکی بھی سنت ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے
درویش ایک دفعہ بغداد کی مسجد کیف مین خواجہ ذوالنون مصری رح اور عزیزان اہل صفا حاضر تھے
خرقہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اسکی اصل کہان سے ہے سبکے سب اسی فکر مین تھے کوئی پتا نہین لگتا
تھا کہ اتنے مین خواجہ عبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ بولے کہ خرقہ دینا بروایت بعض مشائخ
ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کی سنت سے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جسدن کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق مین رکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بہشتی پیراہن لائے
اور آپ کو پہنا دیا۔ پھر وہ پیراہن حضرت اسحٰق ع نے پہنا۔ پھر حضرت یعقوب ع نے پھر حضرت
یوسف ع نے۔ اور بعض روایت مین اسطرح ہے کہ جب اُنکے بھائی حضرت یوسف ع کو کنوئین

میں ڈالنے کے لیئے لے چلے تو اس پیراہن کو حضرت جبرئیل نے تعویذ بنا کر گلے میں ڈالدیا تھا
پھر کنوئیں میں انہیں پہنا دیا۔ محققین کہتے ہیں کہ خرقہ کی اصل حضرت الوہیت سے ہے کہ جب
اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ کو اس عالم میں بھیجا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام خرقہ لائے اور
انکو پہنا دیا پس یہاں سے معلوم ہوا کہ خرقہ حضرت الٰہی کیطرف سے ہے۔ اے درویش جو کوئی
نے خرقہ۔ نے مقراض۔ نے صحبت و نے امادت کسیکو مرید کرے تو وہ گمراہ ہو۔ پھر آپنے فرمایا
کہ اے درویش جو کوئی خرقہ اور مقراض کا منکر ہو تو وہ اہل سلوک اور مشائخ طبقات کے نزدیک
زندیق ہے نہ صدیق۔ اے درویش ہمارے خواجگان کے نزدیک خرقہ کی اصل جناب الٰہی کی
طرف سے ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں خرقہ پایا تو فرمان ہوا
کہ اس خرقہ کو بچاؤ اور اپنے یاروں میں سے یہ بات پوچھو جو بتا دے اُسکو یہ خرقہ دینا آپ نے
وہاں سے آکر سب یاروں سے پوچھا کسینے وہ جواب نہ دیا جو آپ کو بتایا گیا تھا جب حضرت علی رض
سے پوچھا گیا تو انہوں نے وہی جواب دیا جو آپ کو بتایا گیا تھا پس آپنے وہ خرقہ انہیں دیدیا۔
وہ بات یہ تھی کہ جو یہ کہے کہ میں پردہ پوشی کرونگا اور مسلمان بھائیوں اور خدا کے بندوں کا عیب
چھپاؤنگا اُسے ملیگا چنانچہ حضرت علی رض نے یہی جواب دیا آپنے وہ خرقہ انہیں کو عطا فرمایا
پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش میں ایکدفعہ بغداد میں تھا اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
کی مجلس میں حاضر تھا علاوہ ازیں دیگر شیخ جلال الدین تبریزی۔ و شیخ بہاء الدین سہروردی و شیخ
اوحد الدین کرمانی و شیخ برہان الدین سیوستانی حاضر خدمت تھے خرقہ پہننے اور دینے کا ذکر ہو رہا
تھا کہ اتنے میں شیخ شہاب الدین رح کے لڑکے نے آداب بجایا اور خرقہ کی درخواست کی۔ شیخ
شہاب الدین رح نے فرمایا کہ آج تو معاف رکھو کل دیکھا جاویگا غرضکہ جب رات ہوئی تو اُسنے خواب
میں دیکھا کہ دو شخصوں کی گردنوں میں آتشیں زنجیر پڑی ہوئی ہے اور فرشتے انہیں اوپر لیئے
جا رہے ہیں اسنے اُن لیجانے والوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ مرید ہے
اور یہ پیر ہے۔ اس پیر نے اسے خرقہ دیا تھا اسنے خرقہ کا حق کچھ ادا نہیں کیا اور کوچہ و بازار میں
اور دنیا داروں اور بادشاہوں اور امیروں کی صحبت میں پھرتا پھرا اور خرقہ کو ان میں لیجاتا رہا
ہمیں جناب باری کا حکم ہے کہ دونوں کو آگ کی زنجیروں میں جکڑ کر لاؤ اور دوزخ میں ڈالدو

جون ہی یہ خواب شیخ شہاب الدین رح کے لڑکے نے دیکھا اُسیوقت اُٹھ بیٹھا اور شیخ کی خدمت
مین آیا شیخ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ تو نے خرقہ پوشون کا حال دیکھا۔ اے فرزند خرقہ وہی پہن سکتا
ہے جو دونون جہان سے قطع تعلق کرلے اور اپنے پیرون اور مشائخ کی سنت پر چلے اور تو تو
ابھی ستر حجاب مین ہے ابھی تیرے خرقہ پہننے کا وقت نہین آیا ورنہ وہی حال ہوگا جو تو خواب
مین دیکھ چکا ہے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش جب تک آدمی اپنے باطن کو ماکولات اور دنیا کی
آلایش سے جلا نہ دیگا اُسوقت تک اُسے خرقہ پہننا جائز نہین اور نہ پیر کو جائز ہے کہ بے صفائے
باطن اُسے خرقہ دیدے کس لیئے کہ خرقہ انبیا اور اولیا کا لباس ہے جو دنیا کی آلایش مین
مشغول ہو اور خرقہ پہنے تو وہ اُسکا حق ادا نہین کرسکے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور اُسکے مرید بھی
گمراہ ہونگے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش خرقہ پہننا تو بہت ہی آسان ہے مگر کام کرنا اور
اُسکا حق ادا کرنا بہت مشکل ہے اے درویش اگر خرقہ پہننے سے لوگونکی خلاصی ہوتی تو سارے
خلق خرقہ پہن لیتی نہ کام سے مطلب ہوتا اور نہ اُسکے حق سے کچھ سروکار۔ بس کام وہی کرنا چاہیئے
جو پہلے بزرگون نے کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اگر آج تو نے دنیا مین خرقہ پہنکر
خرقہ پوشون جیسے کام کیئے تو بہتر ورنہ یہی خرقہ قیامت کو تیرا مدعی ہوگا کہ اسنے مجھے پہنا اور
میرا حق ادا نہین کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ فرشتون کو حکم ہوگا کہ آگ کا خرقہ اسکے گردن مین پہنا دو
اور دوزخ مین ڈالو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اگر تجھے خرقہ کی ہوس ہے تو پہن مگر حق کی
رضا کے لیئے نہ دنیا اور خلق کے دکھاوے کے لیئے کہ لوگ میری عزت کرین ایسی حالت مین قیامت
کے دن تو عاجز ہو جاویگا اور پکڑا جاویگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اس راہ مین پیر کو ذاتی قوت
درکار ہے اور دل روشن جب کوئی ارادت کی نیت سے آئے تو وہ بنظر معرفت اُسکے قلوب ثلاثہ پر نظر
ڈالے اور نور معرفت سے اسکے سینہ کو جملہ ماکولات دنیاوی وغیرہ سے صیقل دے اور کچھ دنون کے
لیئے کسی مجاہدہ پر مامور کرے جب اُسمین کسیطرح کی کدورت اور شہوات وہوائے دنیاوی نہ رہے
پھر اگر اُسے خرقہ دیا جاوے تو جائز ہے۔ اور جو پیر خود صاحب قوت نہو اور مرید کے لیئے کلاہ و خرقہ
جائز کہے تو وہ پیر خود گمراہ ہے اور اُسکے ساتھ اُسکا مرید بھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خرقہ
وکلاہ اُسی پیر کو اپنے مریدین کے لیئے دینا جائز ہے کہ جسنے اولیاء کی صحبت اور مجاہدہ سے

اپنے باطن کو پاک کر لیا ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ میرے بھائی مولانا بہاء الدین زکریا
قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنا کام عشق و محبت سے تکمیل کو پہونچایا تو شیخ شہاب الدین سہروردی
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین روز برابر رہے۔ جو مجھے سند خرقہ اور عصا اور مصلا اور نعلین انہین
دیں اور فرمایا کہ جاؤ میں نے ملتان کی ولایت تمہین دی حاضرین کو بڑا رشک ہوا اور کہنے لگے کہ یہ صاحب
ایک ہندوستانی کو آئے ہوئے تین ہی دن گزرے تھے کہ اُسے صاحب ولایت کر دیا اور ہم برسوں سے
خدمت کر رہے ہیں ہماری خدمت بالکل بیکار۔ شدہ شدہ یہ بات شیخ شہاب الدین نور اللہ مرقدہ
تک پہونچی اُنہوں نے فرمایا کہ اے درویشو حقیقت میں تم برسوں سے خدمت کر رہے ہو۔ مگر
بہاء الدین اپنا کام خود کر کے آیا تھا اور لکڑیاں خشک لایا تھا جب وہ آیا تو میں نے تین روز میں آگ
سلگا دی اور اُس میں پھونک ملدی۔ تم تر لکڑیاں لائے تھے تمہین ایک عرصہ چاہیئے کہ وہ نعمت
تم میں اثر کرے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خرقہ وہ شخص پہنے کہ جو اپنی آنکھوں کو اندھا کر لے تاکہ
کسی بندہ خدا کا عیب دکھائی نہ دے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ قاضی حمید الدین ناگوری
رحمۃ اللہ علیہ حوض شمسی پر جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ شیخ شاہ موئے تاب کو آپنے خرقہ دیا
اور اُسیوقت شیخ محمود موزہ دوز کے پاس آدمی بھیجا اور کہا کہ اُنسے کہدو کہ میں نے شیخ شاہ موئے تاب
کو خرقہ دیا ہے تمہین پسند ہے یا نہین۔ اُنہوں نے اسکے جواب میں کہا کہ جو تمہاری پسند ہو وہی
میری پسند ہے کیونکہ جسے تمنے خرقہ دیا ہے وہ خرقہ کے لایق بھی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے
درویش ایک دفعہ یہ دعاگو شام کی طرف مسافر تھا ایک شہر میں ایک بزرگ کا پتہ ملا میں اُس کے
عبادت خانہ میں گیا اُس درویش کو بیٹھے دیکھا کہ وہ بہت ہی مشغول تھا اور بڑا ہی بزرگ تھا میں نے
اُسے سلام کیا اُسنے سلام کا جواب دیا اور کہا بیٹھ میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کئی درویش
خرقہ پوش اُس بزرگ کے مریدوں میں سے آئے اور آداب بجایا۔ پھر ایک اور درویش آیا
اور بیٹھ گیا۔ پھر اُس بزرگ نے فرمایا کہ میں اس درویش کو خرقہ دینا چاہتا ہوں تمہین کیا منظور
ہے پسند ہے یا نہین اُن سبھوں نے آداب بجایا اور کہا کہ ہماری کیا پسند ہے آپکے ایکدفعہ
پسند ہمارے ہزار بار پسند۔ پھر آپس میں یک دوسرے کی جمعیت خاطر کی نسبت اُنکی حالت
کے موافق بات کرنے لگے۔ یہ درویش کہ جسے خرقہ دینا چاہتے تھے نے سمجھے بوجھے اور سوچے

یاروں کے خلاف بول اٹھا وہ بزرگ جھٹ کھڑا ہو نماز میں مشغول ہو گیا جب نماز سے فارغ ہوا تو فرمایا کہ اس درویش سے کہدو کہ چلا جائے یہ خرقہ دینے کے لائق نہیں ہے یہ شخص منافق اور جھوٹا ہے ایسے شخص کو خرقہ دینا جائز نہیں۔ پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ اے درویش خرقہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگر اسکا اعتبار ہوتا تو سارا جہان خرقہ پوش ہو جاتا۔ مگر خرقہ کا اعتبار اسی شخص سے ہے کہ جو اسکے لائق ہے اور اسکا حق ادا کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جبکہ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خرقہ دیا گیا تو فرمان آیا کہ یا محمد تم یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری بزرگی اس خرقہ سے ہے ہاں تمہاری عظمت وشرف کے لیئے یہ خرقہ تمہیں دیا گیا ہے تاکہ خرقہ کو تم سے شرف واعتبار ہو۔ پس اے درویش جو کوئی خرقہ کا حق ادا نہ کرے اور نہ اسکے لائق کام کرے تو نہ اسکا اعتبار اور نہ خرقہ کا کچھ اعتبار۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر خرقہ کا اعتبار ہوتا تو لوگ آگ اور لوہے کا خرقہ پہن لیتے۔ مگر ہر روز میرے سر میں تو یہ ندا کیجاتی ہے کہ لااعتبار بالخرقۃ۔ پس اے درویش قیامت کے دن بہت سے صوفی ایسے ہونگے کہ انہیں خرقہ انکے گردن میں ہوگا اور جو صوفی خرقہ پوشوں جیسا کام کرینگے تو وہ اس عمل سے بہشت میں جاوینگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک دن خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرد قباپوش انکی زیارت کو آیا اور آداب بجا کر بیٹھا۔ جب خواجہ داؤد طائی رح اس مرد کیطرف دیکھتے تو تبسم فرماتے پھر خواجہ صاحب نے حاضرین کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں جو بات خرقہ پوشوں میں تلاش کرتا تھا وہ نعمت میں اس مرد قباپوش میں پاتا ہوں اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ جسوقت خرقہ پوش عالم سماع میں خرقہ چاک کرتے ہیں اور دریائے آشنائی میں شناوری کرتے ہیں تو وہ دوست کے اشتیاق میں ایسے مستغرق ہو جاتے ہیں کہ عالم حیات سے ذرہ برابر بھی ان میں کچھ باقی نہیں رہتا اور محبت کی کشائی میں ایسے گھل جاتے ہیں کہ نام ونشان تک باقی نہیں رہتا پس اسوقت نہایت غیرت اور رشک کے سبب خرقہ پوشان یکتائی اپنی کل ہوناتی کو چاک کر ڈالتے ہیں اور یہ ان خرقہ پوشوں کا حال ہے جو دوست کے عشق میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ پھر شیخ الاسلام چشم پرآب ہوئے اور فرمایا کہ یہ دو مصرعے مجھے یاد ہیں جو ایک بزرگ کی زبانی میں نے سنے ہیں

خرقہ پوشان محبت را دو تائی چاک زد		تا من اندر کوے وحدت لاف یکتائی زدم

اسکے بعد پھر کچھ فقر و درویشی کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ درویش وہ ہے
کہ جو عالم فتوح وغیرہ سے اُسکے پاس آئے اگر دن مین آئے تو رات تک کوی پیسہ بچا نہ رکھے
اور جو رات مین آئے تو ذرہ برابر دن کے لیئے اُٹھا نہ رکھے خدا کی راہ مین سب خرچ کر ڈالے۔ یہ
درویش یہ درویشی نہین ہے کہ لنگوٹا باندھے یا چھڑا ہین لے یا دو دو لقمو نکے لیئے پھرتا پھرے یا کسی کے
آگے ہاتھ پسارتا پھرے۔ اے درویش درویشی وہ ہے کہ سجادہ سے الگ نہو اور کپڑا اچھا پہنے
اور جو میسر ہو کھالے۔ اچھا پکوائے اور فقیرونکو کھلائے کہ انہین اچھا کھانا میسر نہین ہوتا۔
اور اپنے پاس کچھ نہ رکھے جو آتا جائے خرچ کرتا جائے۔ اے درویش ایکدفعہ خواجہ بایزید بسطامی
رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ درویشی کیا ہے فرمایا درویشی وہ ہے کہ جو کچھ اٹھارہ ہزار عالم مین
زر و سیم وغیرہ سے موجود ہے جب اسے دیا جاوے وہ سب کا سب دوست کی راہ مین خرچ
کردے۔ پھر فرمایا اے درویش درویشی کے ستر ہزار مقام ہین جب تک ان مقامات سے
گزر نہ جائیگا اُسے درویش نہین کہہ سکین گے کیونکہ اس عالم مین بھی ستر ہزار عالم ہین۔
جب تک درویش ان سبھون سے واقف نہوگا اور ان مقامات سے نہ گزر جاویگا اُسوقت
تک وہ درویش نہین بلکہ شکم پرستی کے لیئے درویش ہے جو اپنے آپ کو درویش بتاتا ہے
پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش وہ درویش جو واقف عالم ہے اُسکے لیئے کوئی مقام خوف و
رجا سے خالی نہین ہے۔ اور جس مقام پر کہ خزانۂ بلا ہے جب وہان پہونچتا ہے تو وہ بلائین
ازمایش کے لیئے اس درویش پر نازل کیجاتی ہین۔ اگر ذرہ برابر بھی اُس سے تجاوز کرتا ہے
تو وہ جگہ اُسے نہین دیجاتی اور اُس جگہ سے ہٹا دیا جاتا ہے اور جو اُس بلا پر صابر و خرسند ہے
اُسکا کام اٹھارہ ہزار عالم سے گذر جاتا ہے اور ترقی دیجاتی ہے پس ایسے شخص کو مذہب
سلوک مین درویش کہتے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ درویش اول اول ان
ستر ہزار مقامات سے گزر کر درویشو نکے مقام پر پہونچتا ہے تو پنج وقتہ اپنے آپ کو عرش کے
گرد کھڑا پاتا ہے اور ساکنان عرش کی برابر نماز پڑھتا ہے اور جب وہان سے آتا ہے تو ترت اپنے
آپ کو خانہ کعبہ مین دیکھتا ہے اور جب وہان سے گذرتا ہے تو کل عالم کو اپنی دو انگلیو نکے

بیچ مین دیکھتا ہے۔ اے درویش یہ کیفیت تو ابتدائی ہے۔ آخر کو اسقدر مرتبہ بڑھ جاتا ہے کہ اسکا مقام کسی کی فہم مین بھی نہین آسکتا بلکہ کسیکا گمان بھی نہین پہونچ سکتا۔ پھر اسکے جی مین خدا کے سوا اور کوئی شے بھی نہین سماسکتی اور وہ بندے اور مولے کے درمیان ایک سر ہے کہ جس سے خدا کے سوا کسیکو اطلاع نہین اُسوقت شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی۔ مثنوی

چو درویش را کار بالا کشید		بیک لحظہ سر در ثریا کشید	
چنان غرق گردد بدریاے عشق		کہ یکدم سر از عشق بالا کشید	

اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ خواجہ بایزید عالم شوق و اشتیاق مین تھے کہ آنکھون سے خون جاری ہوگیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آپنے فرمایا کہ ایک قدم جو مینے مارا تو عرش پر پہونچا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى اور کہا اے عرش دوست کا نشان تیرے پاس بتاتے ہین۔ عرش نے کہا اے بایزید یہ کیا کہہ رہے ہو مجھے آپکے دل کا پتہ ملا ہے۔ اے بایزید اگر آسمان والے زمین والون سے خدا کا نشان طلب کرتے ہین اور زمین والے آسمان والون سے حق کا نشان چاہتے ہین۔ پھر فرمایا کہ اے درویش ہمارا مقصود اس سخن سے یہ ہے کہ درویش کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ وہ ایک قدم مین عرش سے اوپر گذر جاتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ میرے بھائی شیخ جلال تبریزی۔ نجم الدین شناہی جو بداؤن کے قاضی تھے اُنکی طرف گئے پوچھا قاضی صاحب کیا کرتے ہین۔ خادم نے کہا نماز پڑھتے ہین۔ شیخ نے فرمایا کہ قاضی صاحب نماز پڑھنی جانتے ہین شاید یہ آواز قاضی صاحب کے کان تک پہونچگئی فوراً شیخ کے پاس آئے اور کہا یہ کیا بات ہے جو آپ فرما رہے ہین انھون نے کہا ہان مین یہ کہتا ہون کہ علماء کی نماز اور طرح کی ہے اور فقراء کی اور طرح کی۔ قاضی نے کہا سبب تو فرمایئے کہا سبب یہ ہے کہ علماء جب تک منہ قبلہ کیطرف سیدھا نہین کرلیتے نماز نہین پڑھتے اور جو کہین قبلہ نہ معلوم ہو تو جس طرف دل گواہی دیتا ہے اُسی طرف پڑھ لیتے ہین۔ اور فقراء جب تک عرش کو برابر نہین دیکھتے نماز نہین پڑھتے۔ الغرض قاضی صاحب اپنے گھر چلے گئے رات کو قاضی صاحب نے خواب مین دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش کے اوپر مصلا بچھائے ہوئے نماز پڑھ رہے ہین

قاضی پر ایک ہیبت طاری ہوئی اور اُٹھ بیٹھا اور شیخ کے پاس آیا اور بہت سی معذرت کی۔ شیخ
نے فرمایا اے نجم الدین یہ جو تو نے جلال درویش کو حوض پر نماز پڑھتے دیکھا یہ تو درویشوں مین
ادنے درجہ ہے وہ جو درویشی ہے اُسکا مقام اس سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔ اگر وہ تجھپر ظاہر
ہو جاوے تو تو زندہ نہ رہ سکیگا بلکہ نور کی زیادتی سے ہلاک ہو جاویگا۔ پھر آپنے اسی محل پر یہ
حکایت فرمائی کہ اے درویش مین ایکدفعہ بغداد کیطرف مسافر تھا کہ دجلہ کے کنارہ پہونچا وہان
مینے بزرگان دین مین سے ایک بزرگ کو دیکھا کہ پانی پر مصلا بچھائے نماز پڑھ رہا تھا جب نماز سے
فارغ ہوا تو سجدہ کیا اور جناب الٰہی مین مناجات کی کہ خضر کبیرہ گناہ مین مبتلا ہے اُسے توبہ کی
توفیق عنایت فرما اتنے مین حضرت خضر علیہ السلام بھی آئے اور کہا اے بزرگ مین کونسے کبیرہ گناہ
کا مرتکب ہون بیان کر تاکہ توبہ کرون اُسنے کہا اے خضر تو نے جنگل مین ایک درخت لگایا ہے
اور تو اُسکے سایہ مین بیٹھتا ہے اور دم لیتا ہے اور کہتا ہے کہ مینے یہ کام خاص خدا کے لیے کیا ہے
حضرت خضر اُسیوقت مستغفر ہوئے پھر وہ بزرگ ترک دنیا اور درویشی کا ذکر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ
اسطرح رہا کہ جسطرح مین رہتا ہون۔ حضرت خضرؑ نے کہا تم کیونکر رہتے ہو اور کیا کرتے ہو کہا مین
ایسا رہتا ہون کہ اگر ساری دنیا بھی مجھے دیدین اور کہدین کہ لے تجھ سے کچھ حساب کتاب
نہو گا اور یہ بھی کہدین کہ اگر تو قبول نکریگا تو ہم تجھے دوزخ مین ڈالدینگے تو مین دوزخ قبول
کرونگا مگر دنیا قبول نکرونگا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا یہ کیون کہا اسلیئے کہ دنیا خدائے
عزوجل کی مبغوضہ ہے جس چیز کو خدا تعالےٰ دشمن رکھے مین کسطرح دوست رکھون مین اسے
قبول نکرون مگر دوزخ قبول کرلون۔ اُسوقت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ مینے چاہا کہ مین نزدیک
ہون مینے سلام کیا اُنہون نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ آ۔ میرے جی مین یہ خطرہ گذرا
کہ مین اس پانی سے کیونکر اُتر کر جاؤن مین اس خیال ہی مین تھا کہ مجھے خشک راہ دکھائی دی
اور مین اُس سے گذر کر اُس بزرگ کے پاس پہونچا تھوڑی دیر کے بعد میری طرف رُخ کیا اور فرمایا
اے فریدؔ آج چالیس برس ہونے آئے کہ زمین پر میرا پہلو سونے کے لیئے نہین لگا اور اے
درویش جو کچھ مجھے وظیفہ ملتا ہے جب تک کوئی آنے والا نہین آتا اور مین اُسپر خرچ نہین
کرلیتا میری طبیعت کو آسائش نہین ہوتی کیونکہ درویشی یہی ہے کہ اپنا وظیفہ لے اور دوسرے کو

دے پھر اس موقع پر انکے وظیفہ سے دو پیالے سالن کے اور چار روٹیاں غیب سے پیدا ہوئیں ایک پیالہ میرے آگے رکھا اور ایک اپنے آگے۔ پھر شیخ اور اس درویش نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو عشا کی نماز پڑھی پھر اس بزرگ نے نفل کی نیت باندھی اس دعاگو نے بھی اسکی اقتدا کی دو رکعتوں مین چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ ہر رکعت مین دو دو قرآن شریف پڑھے پھر سلام پھیرا اور سجدہ کیا اور ہائے ہائے کرکے رونے لگا اور عرض کرنے لگا کہ خداوندا مینے تیری عبادت کے لائق کچھ عبادت نہین کی۔ پھر فجر کی نماز پڑھی اور مجھے رخصت کیا مین نے اپنے آپ کو دریا پار کھڑا دیکھا اور اس بزرگ کو ناپید پایا نہ معلوم کہان گیا۔ اسوقت شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ نے فرمایا کہ اے درویش درویشی یہی چودہ رکھتے تھے کہ دنیا سے سوای ایک ٹوٹے گھڑے کے اور کچھ نہ رکھتے تھے جب رات ہوتی تو اس گھڑے کا پانی گرا دیتے اور رات دن محاسبہ و تجرید مین لگے رہتے تھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک درویش بہت ہی بڑا بزرگ تھا مال وملک سے کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ قیامت کو جب مجھے پوچھینگے کہ تو کیسا رہا تو مین کہونگا تجرید مین رہا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگلے بزرگون مین ایک بزرگ تھا کہ بیس برس تک عالم تحیر مین مشغول رہا اور طعام وشراب یعنی آب ودانہ سے کچھ اپنے پاس نرکھا۔ جب کبھی وہ عالم صحو مین آتا اور بھوک غالب ہوتی تو ایک چھوارہ لیکے اپنے جماعت خانہ کے طاق مین رکھ چھوڑا تھا اسے اٹھا کر چوس لیتا اور پھر وہین رکھدیتا بیان کرتے ہین کہ پچاس برس تک اسیطرح کیا اور وہ خرما ابھی تمام نہوا تھا ذرا سا باقی تھا کہ اسکا انتقال ہوگیا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز ایک جگہ سے گزرے کہ ایک کتا وہان بیٹھا ہوا تھا آپنے اسے دیکھکر اپنا دامن سمیٹ لیا۔ کتے نے بزبان حال آواز دی کہ اے خواجہ تمنے اپنا دامن مجھسے کیون کھینچا تین پانی سے دھونے مین میری آپکی صلح ہے۔ اے خواجہ یہ میری ظاہری پلیدی ہے اگر تمہارا کپڑا مجھ سے لگ جاے تو تین پانی سے پاک ہوسکتا ہے مگر تیری باطنی پلیدی مجھسے بدتر ہے تجھے چاہیئے کہ فاسد اندیشہ سے پرہیز کر اگر تو اس پلیدی کو سات دریاسے بھی دھوئیگا جب بھی پاک نہوگا۔ بس اے خواجہ تو اپنے آپ کو سلطان العارفین کہلواتا ہے اور درویشی کا دعوی کرتا ہے اور پھر

یک مشکا گیہوون سے بھر رکھتا ہے۔ درویشی یہ ہے جو مین رکھتا ہون اگر ایک استخوان بھی پاتا ہون تو اُسے بھی خرچ کر ڈالتا ہون جمع نہین رکھتا بلکہ کل کے لیئے بھی نہین رکھتا اور تو اتنی درویشی پر مشکا بھرے گیہون رکھتا ہے اور کل کے لیئے جمع رکھتا ہے کیا یہی درویشی ہے جون ہی یہ باتین کتّے نے کہین خواجہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا افسوس کہ مین آج کتّے کی صحبت کے لایق بھی نہین کہ وہ بھی مجھ سے عار کرتا ہے بھلا قیامت کے دن اہل سلوک کی ہمراہی اور حضرت ذوالجلال کے لیئے کیونکر لایق ہونگا۔ شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ جب یہ لفظ زبان پر لائے اسیوقت ظہر کی اذان ہونے لگی شیخ الاسلام نماز مین مشغول ہوئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔

الحمد للہ علے ذلک

نوین فصل گلیم اور صوف پہننے کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی و شیخ برہان الدین و مولانا یحیٰی عزیز حاضر تھے۔ سخن گلیم وصوف کے بارہ مین ہو رہا تھا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ گلیم وصوف انبیاء اور اولیاء کا لباس ہے پس اے درویش یہ لباس اُسکے لیئے جائز ہے کہ جسکا ظاہر و باطن صاف ہو کیونکہ صوفی وہ ہے کہ کوئی دنیاوی کدورت اُسمین نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ گلیم وصوف پہننا انبیا کی سنت مین سے ہے۔ جبکہ اولیاء و انبیاء مین سے کسیکو کوئی حاجت ہوتی تھی تو اُسیوقت گلیم پہنکر حضرت بےنیاز کی درگاہ مین مناجات کرتے تھے اور گلیم وصوف کو شفیع لاتے تھے حق تعلے اُنکی مہم کو اُس گلیم وصوف کی برکت سے انجام کو پہونچاتا تھا۔ پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ اے درویش جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کا زمانہ قریب پہونچا تو امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ حاضر تھے آپنے فرمایا کہ اے علی یہ گلیم یادگار حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے کہ یہ خاص مجھے پہونچا ہے مگر اب حکم ہے کہ یہ گلیم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا جاوے اسواسطے مین تمہین دیتا ہون تاکہ تم میری امت کو پہنچاؤ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اے درویش اصل گلیم پوشی حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ہے اور ایسے ہی خرقہ بھی اُنہین سے ہے اور وہ اسطرح ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ مناجات مین تھے اور یہ کہتے تھے کہ الٰہی جو کچھ اہل صفا کے لیئے چاہیئے وہ سب میرے پاس موجود ہے

کو گلیم نہین ہے اُسیوقت حضرت جبرئیل ؑ سیاہ گلیم لے کر آئے اور کہا اے ابراہیم فرمان ہوا
ہے کہ پہنے یہ گلیم خاص تمہارے ہی لیئے بہشت مین بنایا تھا اسے لو اور پہنو اور اپنے فرزندنکو
دو یہانتک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت پہونچی - اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ
بلفظ زبان مبارک فرمائے کہ اے درویش پس ہمین یہ صورت معلوم ہوئی کہ اس گلیم کی اصل
بہشت ہے کہ جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو پہونچا اور اُن سے یہانتک ہمین پہونچا - پس درویش
اہل صفا سے کون ہے کہ جو انبیاء اور اولیاء کا لباس پہنے اُسے چاہیئے کہ اسکا حق بجالاوے
کہ قیامت کو شرمندگی نہو - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ
کی اور پیر سے گلیم وصوف پایا اور اُسے کندھے پر ڈالا اُسکے بعد سے چالیس برس تک اُنکے
لبون پر ہنسی نہ دیکھی - لوگون نے پوچھا کہ اے درویش چالیس برس ہونے آئے کہ ہمنے تمہارے
ہونٹون تک ہنسی نہ دیکھی کہو تو حال کیا ہے اُنہون نے کہا اے عزیز وجب سے پیر نے یہ
گلیم وصوف مجھے پہنا دیا ہے مین خود حیرت مین ہون اور مین اپنے آپ سے خبر نہین رکھتا اور
چونکہ پیر نے اپنا کام کر دیا تو اب مجھے بھی چاہیئے کہ اسکا حق بجالاؤن اور جو کچھ اس گلیم وصوف کے
پہننے مین ممانعت ہوئی ہے مین اُسے نکرون ورنہ قیامت کے دن یہی گلیم وصوف کالا سانپ
بنکر گردن مین لٹکے گا - پس اے درویش جو کوئی کہ گلیم وصوف پہنے اُسے ہنسی کیونکر آوے
اسکے بعد شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ اے درویش جبکہ درویش
صوف پہنے تو اُسے واجب ہے کہ عزلت اختیار کرے اور دنیا دارون سے بچے اور مالدارونکی صحبت
ترک کردے پھر سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت مین وہ شخص درویش ہے گلیم وصوف پہننا اُسیکا حق ہے
اور جو درویش صوف پہنکر امرا اور بادشاہون مین جاے یا مالدارونکی صحبت مین رہے اور انبیاء
و اولیاء کے لباس کو کوچہ و بازار مین پھراتا پھرے تو اُس سے وہ جامہ چھین لینا چاہیئے اور اُسے
اجازت نہ دینی چاہیئے کہ وہ اُسکے لائق نہین ہے - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش بعض اہل مشائخ
طائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معمول تھا کہ انہین جب کوئی مہم پیش آتی یا کوئی حاجت
ہوتی تو گلیم وصوف کو درگاہ بے نیاز مین شفیع لاتے اور وہ مہم اُس گلیم وصوف کی برکت سے
انجام پذیر ہوتی - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ حضرت موسے صلوات اللہ علیہ کو گلیم کی آرزو

ہوئی تو انہوں نے مناجات کی فرمان ہوا کہ اے موسے ہمارے عاشقونکا لباس بغیر ہی شکرانہ مانگتے ہو پہلے شکرانہ ادا کرو پھر گلیم پہنو۔ اس فرمان کے پہونچتے ہی آپ اپنے گھر آئے جو کچھ رکھتے تھے سبکا سب خدا تعالیٰ کی راہ مین صرف کر دیا یہانتک کہ اپنے تن بدن کا کپڑا بھی فقیرونکو تصدق کر دیا جب اُنکے پاس کچھ نہ رہا اور یگانہ حضرت رب العزت کے نزد کھڑے ہوگئے تو فرمان ہوا کہ اے موسے چونکہ تمنے دنیا کی آلایش سے اپنے آپ کو پاک صاف کر لیا تو اب گلیم پہنو گلیم پوشی تمہارا حق ہے غرضکہ جب حضرت موسے علیہ السلام نے گلیم پہنا تو دس برس عزلت مین رہے اور باہر نہ نکلے طاعت وذکر الٰہی مین مشغول رہے اسوقت شیخ الاسلام آنکھوں مین آنسو بھر لائے اور یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے **بیت**

شکرانہ دہند عاشقان جان جہان		تا صوف وگلیم عشق را خویش کنند

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جب حضرت موسے علیہ السلام فرعون لعین کے ہاتھ سے تنگ ہوتے تو اُس گلیم وصوف کو حضرت رب العزت مین شفیع لاتے اُسیوقت فرعون پر بلا نازل ہوتی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مینے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز کی زبانی سُنا ہے کہ قیامت کے دن جب گلیم پوشونکو حاضر کیا جاویگا تو ہر ایک گلیم پوش گلیم کندھے پر ڈالے ہوئے ستون کیطرح آویگا اُنکی ہر ایک گلیم مین سو ہزار رشتے ہو جاوینگے کہ اُنکے مرید اور فرزند سب سما جاوینگے اور حق تعالیٰ اُنہیں ایسی قوت دیگا کہ وہ سبکے سب مریدین وغیرہ پلصراط سے گذر جاوینگے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت مین چلے جاوینگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش قوم کا کام وہی خوب جانتے ہین کہ جو گلیم وصوف پہنتے ہین اور اُسکا حق ادا کرتے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش صاحب تصوف کو دل کی صلاحیت اُسیوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ اپنے باطن کو کل ملوثات دنیا سے بالکل پاک وصاف کرلے چنانچہ شیخ الاسلام شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہی وَهِيَ الْغِلُّ وَالْحِقْدُ وَالْحَسَدُ وَالْحِرْصُ وَالْكِبْرُ وَالْبُغْضُ وَالْغَضَبُ وَالِیٰ یعنی جب تک کہ صوفی کا دل ان سب سے پاک وصاف نہوگا اُسے گلیم پوشی جائز نہین ہے کیونکہ اہل تصوف کے مذہب مین اسیطرح وارد ہے اے درویش مقامات فقر وتصوف بیحد ہین مگر ان کی

باطل کرنے والی غل و غش ہیں اور غل و غش جب ہی پیدا ہوتی ہیں جبکہ صاحب تصوف کو جاہ و منزلت و رغبت دنیا کی طرف میلان ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جب کہ صاحب تصوف گلیم کو اس بات کا سبب ٹھیرائے کہ لوگ میری عزت کریں اور مجھ پر مہربانی سے پیش آئیں تو وہ شخص مذہب تصوف میں مدعی و کذاب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کے عہد میں صاحب تصوف پر حرام تھا کہ دنیا والوں سے میل ملاپ رکھے یا ملوک و سلاطین کے پاس آمد و شد کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش مذہب اہل تصوف میں آیا ہے کہ اِذَا اَصْبَحَ وَاَمْسٰی لَیْسَ فِیْ قَلْبِهٖ غِلٌّ وَّغِشٌّ وَّلَا حَسَدٌ یعنے جب صوفی صبح کرے یا شام تو اُس کے قلب میں کوئی کھوٹ ہیں اور حسد (یعنے کپٹ نہو) اور حق تعالےٰ فرماتا ہے وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا یعنے اہل تصوف کو گلیم چاہیئے کہ سارے دنیا دالان اور اُن کے گناہوں سے بچے اور یہ بات بغیر دنیا والونکی صحبت ترک کیئے اور اہل تصوف اور گلیم والونکی صحبت اختیار کرے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش یہ بات بھی اہل کرامت سے ہے اگر وہ شخص اپنی قدر آپ جانے کیونکہ اُنکی صفت خود کلام اللہ میں لکھی ہوئی ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ بعض مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ آیۃ اہل تصوف کے بارہ میں ہے کہ وہ لوگ صاحب بزرگی و شرف ہیں کیونکہ اہل تصوف کل موجودات پر شرف رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش حضرت آدم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو صفی اسلیئے کہتے ہیں کہ اُنہوں نے عالم علوی میں مذہب تصوف قبول کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جو صوفی شبہ اور حرام کے لقمہ سے پرہیز نہ کرے اور ملوک و امرا کی مجلس سے الگ نہ رہے اُسے صوف اور گلیم پہننے کی اجازت نہیں اور گلیم کی قدر سوائے موسےٰ کلیم اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور آدم صفی اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین اور مشائخ طبقات اور اہل علم کے اور کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش مذہب اہل تصوف میں گلیم اور صوف پوش کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ چرب لقمہ کھاوے یا بادشاہوں اور دنیا والوں سے میل جول رکھے اور جو ایسا کرے گا تو انبیا اور اہل سلوک کے لباس میں خائن ہو گا اور اُسکا حق ادا نکریگا اے درویش لباس پشم در گلیم اور صوف کے رنگوں میں بھی اختلاف ہے بعض مشائخ تو یہ کہتے ہیں کہ سرخ

اور سبز نہ پہنے کہ یہ شیطان کا لباس ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ جنید بغدادی رح کے طبقہ کے لوگ اور بعض مشائخ اور۔ ازار یعنے پانجامہ تو گلیم سے اور پیراہن و مندیل عام طور پر بناتے ہین۔ ازار مین اختلاف ہے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہین کہ آپ نے پہنی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس لباس کی ذلت نکرے اور نہ حریصون کیطرح پہنے کیونکہ جامہ درویشون اور صابرون اور متوکلون کا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ یہ دعاگو دمشق کیطرف مسافر تھا ایک خانقاہ مین ایک بزرگ رہتے تھے کہ وہ بہت بڑے بزرگ اور صاحب ولایت تھے اور اُنہین شیخ شہاب الدین زندوسی کہا کرتے تھے اور خواجہ حکیم ترمذی رح سے نسبت رکھتے تھے جب مین اُنکی خانقاہ کے اندر گیا سلام کیا فرمایا بیٹھو مین بیٹھ گیا چند صوفی بھی خدمت مین حاضر تھے۔ گلیم اور صوف اور اہل تصوف اور دنیا والونکا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے مین ایک آنیوالا آیا اور آداب بجا کر عرض کیا کہ فلان شخص تو آپ کے خاص مریدون مین سے ہے اور دنیا والونکے ساتھ اکثر صحبت رکھتا ہے اُس بزرگ نے یہ بات سُنتے ہی حکم دیا کہ فوراً اُسے میرے پاس لاؤ وہ سامنے لایا گیا تو فرمایا کہ گلیم اور صوف اس سے چھین لو اور آگ مین جلادو۔ مریدین نے اُسیوقت حکم کی تعمیل کی پھر اُس بزرگ نے اُسکی طرف نہایت تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ اسے نکال دو یہ لائق صوف پہننے کے نہین ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش یہ لباس انبیار کا لباس ہے جو اس لباس کا خائن ہوگا قیامت کے دن یہی لباس اُسکی گردن مین اٹکیگا اور قیامت کے میدان مین اُسے پھرایا جائیگا اور ندا کیجائیگی کہ یہ شخص اُس طائفہ مین سے ہے کہ گلیم و صوف پہنتے تھے اور اُسکا حق ادا نہین کرتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اصل راہ طریقت اور مذہب تصوف مین یہ بات ہے کہ سب وقت خاموش اور عالم تحیّر مین مستغرق رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش نہ رسوم ہے نہ علوم مگر اخلاق ہے جیسا کہ حکم ہی تخلقوا باخلاق اللہ کا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اہل تصوف دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہی سبکے دشمن ہین اور مولے کے دوست ہین۔ پھر فرمایا کہ اے درویش اہل تصوف وہ قوم ہین کہ حق مین ایسے مشغول ہین کہ کسی چیز کی بھی خبر نہین رکھتے جب تک زندہ ہین حق کی دوستی مین ہین۔ پھر آپ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اے درویش تصوف وہ ہے کہ نہ تیری ملکیت

کوئی شے رہے اور نہ تو کسی مین اٹکا ہوا رہے اسوقت رخصت ہے کہ تصوف اور گلیم پہنے پھر
آپنے فرمایا کہ اے درویش تصوف صفائے دوستی مولے ہے اور اہل تصوف دنیا و آخرت مین
کوئی شرف نہین کرتے مگر خدا تعالی کی محبت مین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک بزرگ تھا
جب اُس سے پوچھا کہ محبت اور تصوف مین کمالیت کیا ہے فرمایا کہ جب اہل تصوف پنجوقتہ عرش
پر نماز پڑھتے ہوئے اپنے آپکو دیکھین تو بس یہی اُنکی کمالیت ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے
درویش صوفی وہ ہے کہ اول وہ اسقدر صفائی حاصل کرلے کہ کوئی چیز بھی اُسکے آگے پوشیدہ
نہ ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اہل تصوف کے ستر مقام ہین اُن مین سے ایک مقام یہ بھی ہے
کہ مراد اس جہان مین پوری نہ ہوئے۔ پھر عشق حقیقت کا ذکر ہونے لگا تو آپنے زبان مبارک
سے فرمایا کہ یہ جنبش عشق جو لوگون مین ہے وہ معشوق کے مشاہدہ سے ہے جبکہ لوگ مجاہدہ
مین مبالغہ کرتے ہین تو انکو مکاشفہ ہوتا ہے اور جب مکاشفہ ہوتا ہے تو انہین مشاہدہ ہوتا ہے
اور عاشق معشوق کے حضور مین مشرف ہوتا ہے عشق کی اُسپر زیادتی ہوتی ہے اور مرتبہ بمرتبہ
بڑھتا چلا جاتا ہے اور حجاب اُٹھتے چلے جاتے ہین پھر وہ ایسے مقام پر پہونچ جاتا ہے کہ جس سے
عاشق قرار دیا جاتا ہے پھر وہ عالم تحیّر مین چلا جاتا ہے۔ جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد تمام کیے
چشم پُرآب ہوکر رونے لگے اور فرمانے لگے کہ مینے یہ رُباعی شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی
انار اللہ بُرہانہ سے سُنی تھی کہ اُنہون نے ایکدفعہ ہزار بار اس رباعی کو پڑھا ہوگا ہر بار ایک
حالت وحیرت پیدا ہوتی تھی اور وہ رباعی یہ تھی۔ رباعی

اصل ہمہ عاشقی ز دیدار آید	چون دیدہ بدید آنکہ در کار آید
در دام بلا نہ مرغ بسیار آید	پروانہ بطمع نور در نار آید

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر ہر روز ہزار بار عاشق پر انوار و اسرار عشق کی تجلی ہو تو
وہ کبھی سیر نہو بلکہ یہی فریاد کرے کہ ھَل مِن مَّزِید یہانتک کہ کل مرادات مشاہدہ اسے
حاصل ہون پس اے درویش یہ قوم وہ کام رکھتی ہے کہ ہر ساعت مشاہدہ مین رہتی ہو
اور کوئی لحظہ اسکا مشاہدہ سے خالی نہین ہوتا پھر آپنے اسی محل پر فرمایا کہ مین نے قاضی
حمید الدین ناگوری رح سے ایک مثنوی سُنی تھی کہ سات دن اُسی مثنوی مین مستغرق ہون

چنانچہ اُس مثنوی مین سے ایک بیت یہ ہے ؎

زاں حب کہ جمال دوست از دلبر ماست | ما در خور او نیم نہ او در خور ماست

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش وہ عاشق جو عشق حق مین کامل ہے اُسے ابتدائے مشاہدہ مین بیخودی اثر کرتی ہے بسبب اسکے کہ وہ مستغرق ہے ضرور تا مشاہدہ کے وقت بیہوش ہو جاتا ہے چنانچہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ غلبات عشق مین لکھتے ہین کہ ایک دن مجنون کے قبیلہ کے لوگ جمع ہوئے اور لیلی کی قوم کے لوگون سے کہا کہ میان وہ اسکے عشق مین مر رہا ہے کیا تمہارا کچھ گھٹ جائیگا اگر ایک دفعہ اُسے دیکھنے کی اجازت دیدو لیلی کیطرف والون نے کہا کہ ہمکو تو اس بات سے کچھ تحمل نہین مگر مجنون کو اُسکے دیکھنے کی طاقت کب ہے لوگ طعنہ دینے لگے کہ تم لوگ عذر کرتے ہو غرضکہ مجنون بلا گیا اور لیلی کے مکان تک لایا گیا ابھی پورے طور سے پردہ بھی نہین اُٹھایا گیا تھا اور نہ لیلی کا سایہ نمودار ہوا تھا کہ مجنون بیہوش ہو گیا اور خاک پر لوٹنے لگا وہ لوگ کہنے لگے کیون ہم نہین کہتے تھے کہ اُسے غایت محبت سے دیدار کی طاقت نہین ہے وہ نہین دیکھ سکے گا۔ اسوقت شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے تو یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی ؎

گر مے نہ دہد ہجر تو وصلت یارم | با خاک سر کوے تو کارے دارم

پھر آپنے اس موقع پر فرمایا کہ اے درویش برادرم مولانا بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز عالم عشق و شوق مین ایسے مستغرق تھے کہ ہر بار اُنہین ایک حالت و حیرت پیدا ہوتی تھی آنکھون مین آنسو بھر تے تھے اور روتے تھے اور یہ دو بیت زبان مبارک سے فرماتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے چنانچہ سات رات دن تک اِنہین دو بیتون مین ایسے غرق رہے کہ کسی سے پھر خبر نہ رکھی وہ دو بیتین یہ تھین جو فرما رہے تھے

ابیات

با درد بساز چون دوائے تو منم	در کس منگر چو آشنائے تو منم
گر بر سر کوئے عشق من کشتہ شوی	شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش تو کیا جانتا ہے کہ دل پر اسرار و انوار سے کیا نازل ہوتا ہے کہ جو اُس مین مستغرق رہے تھے اور یہ بیت ورد زبان کیے ہوئے تھے یا تو عاشق جانے یا معشوق

کہ کیا معاملہ ان دونوں میں گذرتا ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے چالیس برس خلق سے عزلت اختیار کی اور خلوۃ کی چنانچہ اس عزلت کے سبب خلق انہیں کم دیکھتی ایک دن کسی نے ان سے پوچھا کیا سبب ہے کہ آپ کم دکھائی دیتے ہیں۔ فرمایا اے عزیز جبکہ اہل تصوف خلق میں مشغول ہوتے ہیں تو انہیں قرب خالق نصیب نہیں ہوتا اسلئے وہ عزلت اختیار کرتے ہیں۔ اسلئے میں نے بھی چالیس برس سے عزلت اختیار کر رکھی ہے اور اس عرصہ میں ملاوات جہان سے ذرہ برابر بھی لذت حاصل نہیں کی ہے جب شیخ الاسلام اس حرف پر پہونچے اذان ہونے لگی آپ کھڑے ہو گئے اور اندر دولتخانہ میں چلے گئے دعاگو اور خلق لوٹ آئی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

دسوین فصل محبت وغیرہ کے بیان مین

دولت پابوس حاصل ہوئی۔ شیخ برہان الدین۔ و شیخ جمال الدین ہانسوی و شیخ بدرالدین غزنوی اور دوسرے عزیز حاضر تھے آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش محبت کے سات سو مقام ہین۔ پہلا مقام محبت یہ ہے کہ جو بلا دوست کیطرف سے نازل ہو اسپر وہ شخص صابر رہے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مینے کتاب محبت مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق کی محبت ایک بادشاہی ہے کہ جو ہر دل مین نہین آتی۔ وہ بادشاہی اس دل مین آتی ہے کہ جو اسکے لائق ہوتا ہے وہ آسمانی فضا ہے کہ جس دل مین خدا کی محبت قرار پکڑتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ محبت کا ایک فرش ہے اسپر وہی قدم رکھتا ہے کہ جو اٹھارہ ہزار عالم سے سروکار نہین رکھتا اور جسکو دیکھتا بھی ہے تو وہ دوست کی محبت ہی مین دیکھتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عاشقان الٰہی کے جملہ اعضا خدا کے عشق ومحبت سے بنائے گئے ہین وہ اول سے لیکر اس دم تک رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْکَ کا دم بھرتے ہین۔ اے درویش جس آنکھ مین عشق کا سرمہ لگایا گیا ہے پھر اسکی نظر مین عرش سے ثری تک کوئی حجاب باقی نہین رہتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خدا کی محبت وہ تھی کہ جو حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ رکھتے تھے کہ انہون نے خدا کی دوستی کے لئے اپنے بچے کو قربان کیا۔ جب

دیکھا گیا کہ وہ خدا کی محبت مین ثابت ہے تو فرمان آیا کہ اے خلیل لسے قربان نہ کر۔ ہمنے قربانی قبول کرلی۔ اسکے بدلے کی قربانی ہم بہشت سے بھیجتے ہین وہ قربانی کر۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ نے حق تعالی کی دوستی کا دم مارا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خداوندا حکم ہو تو مین ان کو تیری محبت مین آزماؤن فرمان ہوا کہ اچھا جاؤ امتحان کرو۔ حضرت جبرئیل آسمان سے اترکر ایک پہاڑ پر آئے کہ اسوقت حضرت ابراہیم خانہ کعبہ مین تھے۔ آتے ہی بلند آواز سے کہا یَا اللہ جون ہی یہ آواز حضرت جبرئیل سے سنی فوراً خانہ کعبہ سے باہر نکل کر آئے۔ کہا اے خواجہ ایک دفعہ اور کہو انہون نے کہا کچھ شکرانہ دو جب شیخ الاسلام اس حرف پر پہنچے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی ؎

شکرانہ دہم ہر آنچہ در ملک من است
از بہر خدا بگوے اللہ تو باز
جان نیز دہم وانچہ در قلب من است
یکبار اگر بگوی اللہ تو باز

غرضکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی ہزار اونٹ خدا کی رضا و دوستی مین صدقہ کئے انہوں نے کہا یَا اللہ حضرت ابراہیم نے پھر فرمایش کی کہا کیا دیتے ہو کہا جو کچھ میری ملک ہی سب دیتا ہون۔ انہون نے پھر ایک بار کہا یَا اللہ حضرت ابراہیمؑ پھر سیر ہوئے کہ پھر کہو انہون نے کہا اب کیا دیتے ہو کہا مین اپنی جان فدا کرتا ہون۔ حضرت جبرئیل نے اَللہ تعالی کا نام بآواز لیا حضرت ابراہیمؑ بیہوش ہوکر گر پڑے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپکا صدق معلوم کرکے اپنی جگہ پر آکر سجدہ کیا اور عرض کیا کہ الٰہی جیسا ابراہیم کو کہا جاتا تھا ویسا ہی پایا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خدا کی محبت مین صادق وہی ہے کہ جس وقت دوست کے ذکر مین رہتا ہے اور کوئی ساعت اسکے ذکر سے غافل نہین رہتا۔ اہل سلوک کہتے ہین کہ آدمی جسے دوست رکھا کرتا ہے اسکا ذکر اکثر کیا کرتا ہے۔ چنانچہ حجۃ العارفین مین لکھا دیکھا ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ حسن بصری حضرت رابعہ بصریؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حق کی محبت کا ذکر ہو رہا تھا خواجہ صاحب نے کہا کہ میرے جی مین خیال آیا کہ مین مرد ہون نہ آنکے جی مین خیال آیا کہ مین عورت ہون۔ حسن بصریؒ نے قسم کھائی کہ جب مین رابعہ کے پاس سے اٹھا تو اپنے آپ کو مفلس دیکھا اور انہین مخلص پایا۔

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر ساری دنیا اور جو دنیا میں ہے طالبان حق کو دیا جاوے
اور یہ کہہ دیا جاوے کہ تم سے کوئی حساب کتاب نہیں مگر وہ جب بھی اسکے لینے سے ایسی ہی
عار کرتے ہیں جیسی کہ لوگ مُردار سے عار کرتے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ مینے ایک
بزرگ کو بغداد میں پایا۔ میں چند روز انکی خدمت میں رہا وہ بزرگ جب سجدہ کرتا تھا اپنی مناجات میں
یہی کہا کرتا تھا کہ الٰہی اگر تو مجھے دوزخ میں بھیجدے اور میں تیری محبت سے ایک سر آشکار کردوں
تو دوزخ ہزار سال مجھسے پرے بھاگے گی کس لیئے کہ محبت کی آگ کے سامنے کوئی آگ سر نہیں
اٹھا سکتی اور جو سر آشنائی تو ناچیز ہو جائیگی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ رابعہ بصری
رحمۃ اللہ علیہا عالم شوق و اشتیاق میں تھیں ہر بار سجدہ کرتیں اور کھڑی ہو جاتیں چنانچہ کئی دفعہ
ایسا ہی کیا اور بات یہ تھی کہ الٰہی اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری پرستش کرتی ہوں تو
مجھے دوزخ میں جلائیو اور جو بہشت کی امید رکھتی ہوں تو مجھے دوزخ میں بھیجیو اور بہشت
مجھپر حرام کردیجیو۔ اور جو میں تیرے لیئے تیری پرستش کرتی ہوں تو اپنے جمال باقی سے
مجھے محروم نرکھیو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اہل محبت کو اگر تمام مملکت بھی دیجائے
تو وہ دیدار حق کے سوائے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ
خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز عالم شوق میں حق کے ساتھ مشغول ہوتے تو
تین تین اور چار چار دن اور رات کھڑے رہتے اور بلند آواز سے کہتے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ
غَیْرَ الْاَرْضِ۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا
گیا کہ تمہیں کیا ہوا جو ملک بلخ چھوڑ گئے۔ کہا میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ محبت کا آئینہ میرے
سامنے رکھا گیا مینے جو نگاہ کی تو اپنی منزل گور دیکھی کہ نہ وہاں کوئی مونس نہ غمگسار اور سفر دیکھا
تو نہ زاد و راحلہ پاس تھا قاضی ہے کہ عدل کر رہا ہے اور یہاں اپنے پاس نہ حجت نہ دلیل
[illegible] چھوڑ دیا۔ اور دوسرے ملک میں آپڑا۔ پھر آپنے فرمایا
کہ اے درویش حق کی محبت ایک ملک ہے جب وہ دل میں گھر جاتی ہے تو اسکے سوائے کسی
چیز سے بھی دل نہیں لگتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ یہ دعاگو ایک درویش سے غزنین میں
ملا گر وہ درویش اہل محبت میں سے تھا مینے اُن سے یہ بات پوچھی کہ اے درویش محبت کی

بھی کوئی انتہا ہے یا نہیں جون ہی مینے یہ بات پوچھی معاً مجھپر خفا ہوا کہ اے بطال خدا کی محبت کی کوئی انتہا نہیں ہے اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش محبت کی آگ خدا کی تلوار ہے جسپر گرتی ہے ٹکڑے ہی ٹکڑے کر دیتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مینے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سُنا ہے کہ حق کی محبت محبان حق کے جملہ اعضا مین سرایت کر جاتی ہے اور اُسکا خمیر بھی محبت ہی سے اُٹھایا جاتا ہے۔ اگر اُسکی آنکھ ہے تو دوست کی محبت مین مستغرق اور پُر ہے۔ اور اگر کان ہین تو دوست کی باتین سُننے کیطرف لگی ہوئے ہین۔ اور جو ہاتھ پاؤن ہین وہ سب کے سب اُسکی محبت مین غرق ہین پس اے درویش آدمی کا اعضا اعضا اور ذرہ ذرہ خدا کی محبت سے خالی نہین۔ پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ زبان مبارک سے فرمانے لگے محبان حق کا دل ایک چراغ جیسا ہے کہ انوار کی قندیل مین لٹکا ہوا ہے۔ اور اُسکی روشنائی سے جملہ ملکوت روشن ہین انہین تاریکی سے کیا خوف ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش نفس کو بھولنا خدا کو یاد کرنا ہے اور جو خدا کی یاد مین ہو اُسکا دل نہین مرتا اور جسے خدا کی یاد نہین وہ فانی ہے کوئی نعمت بھی اُس مین اثر نہین کرتی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مینے کتاب تمہید مین لکھا دیکھا ہے کہ گرسنگی ایک ابر ہے کہ اُس سے باران رحمت برستا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ خواجہ بایزید رحمۃ سے پوچھا کہ خدا کی محبت کیا ہے۔ فرمایا اُسکی محبت وہ ہی کہ دُنیا و آخرت مین دوست کے سوا کسی چیز کو بھی دوست نہ رکھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حق کی محبت ملک عشق کی شوق رکھنے والی ہے اور اُسمین ایک تخت پر فرشتہ کھڑا ہوا ہے اور ہجر و فراق کی تلوار ہاتھ مین لیئے ہوئے ہے اور نرگس وصال کی ایک شاخ فضل کے ہاتھ مین لیئے ہوئے ہے ہر نفس مین ہزار ہزار سر تہ تیغ کیئے جاتے ہین پس اے درویش جو کوئی خدا کا عاشق ہے اگر ہر لحظہ اُسکے سر کو ہزار بار کاٹینگے تو اُسیوقت دوسرا سر اُسکے تن پر پیدا ہو جاویگا اسطرح اگر ہزار بار اُسکا سر اُڑایا جاوے تو وہ ہرگز پیچھے نہ ہٹے۔ اُسوقت شیخ الاسلام نے یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی اور وہ یہ ہے

رباعی

در یاد تو ہر روز چنان مدہوشم	صد تیغ اگر زنند زان نخروشم
آے کہ زیاد تو زنم وقت سحر	گر ہر دو جہان دہند آن نفروشم

پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ ایک محب تھا کہ وہ جان دیتے وقت آہستہ آہستہ کچھ زبان سے کہہ رہا تھا دوست اسکے سرہانے کان لگائے سُن رہے تھے کہ کیا کہتا ہے انہوں نے سُنا کہ وہ کہتا تھا کہ مین جب تک جیتا رہا تیرے نام کی یاد مین جیتا رہا اور اب جو مین مرتا ہون تو تیرے نام کی یاد مین مرتا ہون جب حشر کا دن ہوگا تو تیرے ہی نام مین مستغرق اٹھونگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ اُسنے اللہ کا نام پکار کر لیا اور جان دی جب شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ اس حرف پر پہونچے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ عاشقون نے اسیطرح جان دی ہے اُسیوقت یہ دو بیتین زبان مبارک سے فرمائین **بیت**

آیم بسر کوے تو پویان پویان		تا جان بدہم نام تو گویان گویان
رخسار ز آب دیدہ شویان شویان		اخبار وصال یار جویان جویان

اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ اے درویش کہ مینے دہلی مین پایا کہ وہ بہت ہی بزرگ اور صاحب نعمت اور عشق کا مارا ہوا تھا بالاے حوض شمسی سماع مین وہ اور مین ایک ہی جگہ تھے کہ یہ دو بیتین مینے اُس سے سُنین اور جو بیتین کہ سماع مین مینے اُس سے سُنی تھین وہ مجھے یاد نہین رہین وہ دو بیت یہ ہین ؎

	عشق تو بہم جان مرا رسوا کرد		و اندر طلب جمال تو شیدا کرد	
	دردے کہ ز عشق تو بدل پنہان بود		آن جملہ ز شوق تو زغم پیدا کرد	

پھر آپ نے فرمایا کہ مینے حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جبکہ مین بغداد سے ہوکر بخارا گیا تو ایک بزرگ کو مینے پایا کہ وہ بہت بڑا شخص اور صاحب نعمت اور واله سررشتۂ عشق و محبت دوست تھا جب مینے اُسے سلام کیا تو اُسے مینے ایک ایسے حال مین دیکھا کہ زبان بیان نہین کرسکتی الغرض وہ مستغرق یاد حق تھا اور اپنے آپ سے بالکل بیخبر تھا مین چند روز تک اُسکی خدمت مین رہا اُسکی کیفیت یہ تھی کہ جب وہ سجدہ کرتا روتا اور یہ رباعی بہزار تضرع و زاری کہتا اور بیہوش ہوجاتا اور یہ لفظ زبان مبارک سے کہتا کہ الٰہی ایک سجدہ بھی مینے ایسا نہ کیا کہ جو تیری درگاہ کے لائق ہوتا **رباعی**

در خوردن نعمت تو من ندانم چہ سود		یک سجدہ چنان نشد کہ فرمانم بود

ہم بودی و ہم باشی و ہم خواہی بود	نے بودم و نے باشم و نے خواہم بود

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر حیات ہے تو علم مین ہے اور جو راحت ہے تو معرفت مین ہے اور اگر شوق ہے تو محبت مین ہے اور ذوق ہے تو ذکر مین ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ مین شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ اوحد الدین کرمانی قدس سرہما کی خدمت مین حاضر تھا سلوک کا ذکر ہو رہا تھا کہ شیخ شہاب الدین رحنے فرمایا کہ علم خدا کا ہے اور اسکی معرفت عکس ہے اور محبت مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ مجاہدہ سے ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو کوئی اپنے دلکو لذت و شہوت نسے مردہ کریگا دولت کے کفن مین لپیٹا جائیگا اور ندامت کی زمین مین دفن کیا جائیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اہل محبت حق سوائے دوست کے وصال کے کسی شے سے بھی راضی نہین ہوتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اہل محبت حق کو حضوری جب ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ وہ خلقت سے عزلت اختیار کرتے ہین اور خلوت مین اپنا مقام کرتے ہین اور دوستونکو مثل دشمن اور زن و فرزند کو مثل یتیم و اسیر شمار کرتے ہین (مقصد یہ ہے کہ انکی طرف دل نہین لگاتے) اسوقت کہین مقام حضوری پر پہونچتے ہین۔ اسکے بعد شیخ الاسلام آنکھون مین آنسو بھر لائے اور یہ رباعی فرمانے لگے۔ رباعی

گر عاشق دوستے بہ تنہاش طلب	در خلوۃ عشق آئی و پیداش طلب
گر میخواہی حضور نعمت ہر روز	آنجا کہ کسے نباشد آنجاش طلب

پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ اہل مجاہین سے تھے مین اُن سے ملاقی ہوا مین اور وہ بزرگ ایک جگہ چل رہے تھے کہ چلتے چلتے ایک جنگل مین پہونچے وہان پانی کی کمی تھی اور مجھے پیاس بہت لگی مین اُن بزرگ کے سبب کچھ کہہ نہین سکتا تھا کہ مجھے اسوقت پیاس لگ رہی ہے وہ بزرگ چونکہ روشنضمیر تھا فوراً کھڑا ہو گیا او فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے پیاس ہے مینے کہا ہان پیاسا ہون اُسیوقت پائے مبارک زمین پر مارا ایک پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا کہا پی جتنا تجھسے پیا جائے جب مینے اُنہین سے پانی پیا تو مجھے ایسی لذت معلوم ہوئی کہ ساری عمر مینے کسی پانی مین ایسی لذت نہین پائی جب وہان سے چلے تو اپنی جگہ پر آئے شام کی نماز پڑہی وہ بزرگ علم مین مشغول ہو گیا پھر ذرا سی دیر میری طرف مخاطب ہوا اور فرمایا کہ اے فرزند قیامت کو جب اہل محبت قبر سے اُٹھینگے تو اپنا خیمہ دوزخ کے دروازہ پر لگائینگے او خود اس

خیمہ کے آگے بیٹھینگے جون ہی انکی نظر دوزخ پر پڑیگی دوزخ کی آگ بالکل پست اور ناچیز ہو جائیگی اور اُسے سر اُٹھانے کی مجال نہوگی خلق کے لیے راحت کی دلیل ہوگی اور عذاب سے خلاصی ہوگی سارا مقصود دوزخ کے دہانہ پر خیمہ لگانے سے یہ ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ای درویش ایکدفعہ مین اور قاضی حمید الدین ناگوری ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور اُسنے پوچھا کہ فریضہ اور سنت کیا ہے۔ قاضی حمید الدین نے فوراً جواب دیا کہ فریضہ صحبت پیر سنت ترک دنیا اور جو اسکے سوا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش مینے ایک بزرگ سے سُنا ہے کہ جو اپنے گنج دل مین ڈوب جائے (اور اپنے کو سوائے آخرت بھی سمجھے) اور پھر وہ گوہر محبت پالے تو وہ شخص درویش صفت ہوگا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اول محبت کا درجہ اُسوقت کمال کو پہونچتا ہے جبکہ حالت عشق مین اپنا عیب نہ پہچانے اور خلق سے بالکل محبت اُٹھا ڈالے۔ پھر آپنے فرمایا کہ حق تعالے اُسے اپنے نزدیک پہونچا دیتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمے پوچھا گیا کہ خدا تک کیونکر پہونچ سکتے ہین۔ فرمایا آندمے۔ پھرے۔ گو نگے بننے سے جب انکو قبضہ مین کرلیا فی الحقیقت سمجھ لے کہ خدا تک پہونچ گیا۔ اور جو یہ دشمن برابر لگے ہوئے ہونگے تو اہل محبت کامل ساکن ہو جاویگا مگر چار جگہ نہ ہوگا ایک تو گھر کے گوشہ مین کہ وہان کوئی مزاحم نہوگا دوسرے مسجد مین کہ وہ دوستونکا مقام ہے۔ تیسرے گورستان مین کہ وہ معصیت سے عبرت کا مقام ہے چوتھے وہ جگہ کہ خالی ہو اور کسی بشر کا گذر نہو بادہ ہو یا دوست۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت شیخ اے ہاے کرکے رونے لگے اور آنکھون سے آنسو بہانے لگے اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمانے لگے۔

گر عاشق دوستی بہ تنہائش طلب	در خلوۂ عشق آئی و پیدائش طلب
گر مے خواہی حضور نعمت ہر روز	آنجا کہ کسے نباشد آنجائش طلب

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک سپند دانہ دوستی ہزار سال عبادت بے دوستی سے بہتر ہے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش عورتونکا کام ہم سے بہت بڑھا ہوا ہے کہ وہ مہینے مین ایکدفعہ تو ناپاکی سے غسل کرلیتی ہین اور ہمنے ایک غسل بھی عمر بھر مین ایسا نہ کیا کہ جو پاک ہو جاتے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین ایک ایسے وقت عالم شوق و اشتیاق مین تھا کہ حضور دوست مین تنہا ہی تھا اور ملکوت کے گرد پھر رہا تھا مجھ

فرمان ہوا کہ اے بایزید تو ہماری درگاہ میں کیا شے لایا ہے مینے عرض کیا کہ محبت و رضا کہ تو ان دونوں کا بادشاہ ہے۔ اسکے بعد ندا آئی کہ اے بایزید خوب چیز ہمارے لیئے لایا کہ یہی ہماری درگاہ کے لایق بھی تھی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مین ایکدفعہ لاہور مین ایک ذاکر درویش سے ملا کہ وہ از حد بزرگ اور صاحب ذکر تھا غرضکہ جب مینے دولت پابوسی حاصل کی تو مین کئی روز تک اُس بزرگ کی خدمت مین رہا ہر بار جب وہ فریضہ ادا کرتا تو ذکر مین مشغول ہوجاتا اور ایسا ذکر کرتا کہ دماغ سے پانی ٹپکنے لگتا اور سو دفعہ سے زیادہ ایسا ہوتا کہ وہ زمین پر گرتا اور پھر اُٹھتا اور جب ذکر سے فارغ ہوتا تو یہ کہتا کہ کتاب محبت مین آیا ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر بندۂ مومن پر غالب ہوجاتا ہے تو مین اُسپر عاشق ہوجاتا ہون۔ پس عشق چونکہ محبت کے معنون مین ہے تو آدمی اپنے آپ کو ایسی سعادت سے کیون محروم کرے سب وقت دوست ہی کے ذکر مین رہے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش دلونکو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ وہ عرش کا طواف کرتے رہین اور فرمایا اے درویش دل تین قسم کے ہین ایک تو پہاڑ کے مثل ہین کہ وہ ہل نہین سکتے وہ تو محبان حق کے دل ہین۔ اور ایک دل تونکی مثل ہین کہ وہ ہوا کے جھونکے سے ہر طرف اُڑتے پھرتے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش محبت مین صادق وہی شخص ہے کہ دوست کے ذکر کے سوا کسی چیز کو دوست نہ رکھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت موسےٰ و ہارون علیہما السلام کو فرمان ہوا کہ نافرمان فرعون کے پاس جاؤ اور اُسکو توحید کیطرف بلاؤ مگر نرمی و آہستگی کے ساتھ اُس سے بات چیت کرو ایسا نہو کہین وہ رنجیدہ ہوجاوے۔ جون ہی شیخ الاسلام اس حرف پر پہونچے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور رونے لگے اور فرمایا کہ جو خدائی دعوے کرے اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہے اُسپر تو ایسی مہربانی ہو اور جو پانچون وقت سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور محبت کا دم مارے تو اے درویش امیدوار رہ کہ وہ حاشا و کلا اُسکی رحمت سے محروم نہو گا تجھے خود خیال کرنا چاہیئے کہ مینے کیا کیا اور وہ میرے ساتھ کیا کریگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو کوئی آج محبت کا دعوے کرتا ہے اور اسکی یاد مین مشغول رہتا ہے قیامت کے دن کوئی عذاب و شدت اُسپر نہوگی اور عرصات حشر سے بے غم ہوگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ قارون علیہ اللعن زمین کے چوتھے طبقہ مین اپنے مال سمیت پہونچا تو وہان کے رہنے والون نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تونے

کی گناہ کیا جو زمین میں دھسایا گیا۔ کہا میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ہوں میں نے زکوٰۃ نہ دی اور انکے ساتھ برابری کی اُسکے سبب میں اس بلا میں گرفتار ہوں۔ جوں ہی قارون نے حضرت موسےٰ کا نام لیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے یہیں رکھو۔ جو شخص ہمارے دوست کا نام لیتا ہے ہمارا ذمہ ہوتا ہے کہ ہم اُسپر عذاب نہ کریں۔ شیخ الاسلام جب اس حرف پر پہنچے آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہا اے درویش جو شخص کہ ہمیشہ دوست کی یاد اور اسکے نام میں مشغول رہتا ہے قیامت کے دن اسکا دامن مقصود پہلے بھرا جائیگا اور انوار تجلی سے مشرف کرینگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک دن خواجہ یوسف چشتی رحمہ سے پوچھا کہ اہل محبت سے کون لوگ ہیں۔ کہا وہ لوگ ہیں جو دوست کے سوا دوسری طرف مشغول ہی نہیں ہوتے کیونکہ جو دوست کے بغیر شاد ہوتا ہے وہ حقیقت میں سب شے سے غمگین ہوتا ہے اور جو دوست کی خدمت سے انس حاصل کرتا ہے وہ سب سے وحشت کرتا ہے۔ جو دوست سے جی نہیں لگاتا وہ بالکل ہیچ ہے اور اسکا دعوی محبت بھی ٹھیک نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جسکی اول ہمت محبت حق ہوتی ہے وہ بہت جلد خدا تعالیٰ تک پہونچتا ہے اور جسکی ہمت دنیا کی طرف ہوتی ہے وہ دوزخ سے نزدیک ہوتا ہے اور جو درویش صاحب نجبت مملکت کا دعوی کرے تو وہ حقیقت میں محبت سے گر جاتا ہے۔ جوں ہی شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ اس حرف پر پہونچے دوڑ کر اندر چلے گئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

گیارہویں فصل خوف اور توکل کے بیان میں

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا برہان الدین ہانسوی و شیخ بدر الدین غزنوی اور دوسرے عزیز بھی حاضر خدمت تھے خوف اور توکل کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ بے ادب بندوں کے لئے خدا کا خوف ایک تازیانہ ہے تاکہ وہ اُسکے خوف کے سبب گناہوں سے باز آویں اور نیک رستہ پر قایم رہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حق تعالےٰ نے کلام مجید میں فرماتا ہے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اس آیت میں فرمان الٰہی یہ ہے کہ اے میرے بندو وقت آگیا کہ تمہارے دل میرے خوف سے نرم ہوتے ہیں یا تمہارے درمیان میں کوئی ایسا ہے کہ جو ہم سے صلح کرے یعنی توبہ کرے تاکہ میں اسکی توبہ

قبول کرون. پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خوف اسکے عمل سے ہے اور رجا اسکے فضل سے ہے پس سب سے عزیز زیادہ اسکی درگاہ مین وہ شخص ہے کہ جسمین خوف اور رجا دونون ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک بزرگ تھا کہ چالیس برس تک خدا کے خوف سے روتا رہا۔ جسوقت اُسے موت اور احوال قیامت یاد آتے بید کیطرح لرزتا اور ہزار دفعہ سے زیادہ بیہوش ہو جاتا پھر ہوش مین آتا اور یہ آیت پڑھتا اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ پھر سو ایک نعرہ مارتا اور گر پڑتا اور کہتا مین نہین جانتا کہ مین قیامت کے دن ان دو مین سے کون فرقہ مین سے ہونگا اور مجھے کونسی صف مین کھڑا کرینگے جب اُس بزرگ کا انتقال ہوا تو اُسے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا ایسا ہی کیا جیسا کہ وہ اپنے دستون کے ساتھ کرتا ہے۔ جب مجھے عرش کے نیچے لے گئے تو فرمان ہوا کہ اے درویش تو اتنا کیون روتا تھا کیا تو مجھے غفار نہین جانتا تھا مینے عرض کیا کہ خداوندا مین تیری قہاری سے ڈرتا تھا کہ کہین تیرا فرمان آئے اور ساری عبادت ناچیز ہو جانے مین اس خوف سے ہمیشہ روتا رہتا تھا جب مینے یہ عرضداشت کی تو خطاب ہوا کہ جا مینے تجھے بخشدیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت یحییٰ علیہ السلام ابتدا ءا بچے ہی تھے مگر اتنا روے تھے کہ اُنکے رخسارون پر سے گوشت تک گلکر گر پڑا تھا۔ الغرض ایکدن آپ کسی پہاڑ پر سجدہ مین تھے اور روتے جاتے تھے کہ آپکی والدہ آپکے پاس پہونچین اور شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگین حضرت یحییٰ یہ سمجھے کہ کہین ملک الموت آگیا آپ بولے کہ اتنی دیر صبر کرو کہ مین اپنی مان کو دیکھ لون۔ اُنکی والدہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا اے جان مادر مین ملک الموت نہین ہون بلکہ تیری والدہ ہون۔ کھانا موجود ہے آ میرے ساتھ کھانا کھالے۔ حضرت یحییٰ والدہ کے کہنے کو ٹال نہین سکے والدہ کے ساتھ گھر آئے اُنہون نے کہنا شروع کیا کہ اے یحییٰ ابھی تو تو بچہ ہے کوئی گناہ تجھ سے نہین ہوا ہے تو اتنا کیون روتا ہے اور خود رو کر مجھے بھی پریشان کرتا ہے تو رومت۔ جب اُنکی والدہ نے یہ بات کہی تو آپنے کہا کہ اے مان بات راست یہی ہے جو تم کہتی ہو مگر قیامت کے دن اگر دوزخ کے دربان مجھے پکڑ کر لیجائین تو تم مجھے چھڑا بھی لوگی یا نہین۔ کہا نہین چھڑا سکتی تو کہا اے امان تمہین یہ واجب نہین کہ مجھے خوف خدا اور رونے سے روکو آج کے دن مجھے ایسی تدبیر کرنے دو کہ کل دوزخ سے

خلاصی پاؤں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش انبیاء اور اولیا خدا کے خوف سے ایسے ڈرتے
اور پگھلتے ہیں جیساکہ زر کٹھالی میں پگھل جاتا ہے کیونکہ کوئی اپنا انجام نہیں جانتا کہ میں اس
جہان سے کیونکر جاؤنگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش بندگان دین متین سے ایک بزرگ تھے
کہ انہیں عبداللہ خفیف کہا کرتے تھے چالیس برس تک بالکل نہیں سوئے تھے بلکہ اپنا پہلو بھی
زمین پر نہیں لگایا تھا اور خوف خدا سے اسقدر روئے تھے کہ انکے رخسار کا گوشت تک گلکر گر پڑا
تھا الغرض اُس بزرگ کی یہ کیفیت تھی کہ جب قیامت اور گور کا حال سنتا بید کیطرح کانپ اُٹھتا
اور یہ آیۃ پڑھتا فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ اور ہائے ہائے کرکے روتا اور کہتا کہ میں
نہیں جانتا کہ میں ان دونوں فرق میں سے کون سے فریق میں ہوں آخر عمر تک وہ بزرگ اسیطرح
رہا۔ اسکے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش تیس برس تک حضرت امام اعظم رح نہ سوئے اور نہ
لپشت زمین سے لگائی کہ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے اور جب کبھی خواب درویشان انپر مسلط ہوتا
تو ایک رات دن بلکہ اس سے زیادہ بیہوش رہتے اور جب ہوش میں آتے تو اپنے نفس سے
کہتے کہ اے نفس تو نے کوئی ایسی طاعت نہ کی کہ جو اسکی درگاہ کے لائق ہوتی اور اسکو پہچانتا
جیساکہ اسکو پہچاننا چاہیئے۔ اے نفس تو تو دنیا و آخرت والوں میں بیکار رہا۔ اسیطرح اپنی حیات
میں وہ بزرگ اپنا ماتم رکھتے اور روتے اور جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور عذاب کی آیت پر
پہونچتے تو ایک ایک سال دو دو سال تک کم و بیش عالم تحیر میں کھڑے رہتے اور کسی چیز کی بھی
خبر نہ رکھتے اور جب خبردار ہوتے تو کہتے کہ تعجب کی بات ہے کہ ابوحنیفہ قیامت کے دن خلاصی
پاجاے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک جوان صالح اور پارسا تھا مگر خوف حق سے ایسا ضعیف
اور لاغر ہوگیا تھا کہ ہڈیوں کے سوا اُس میں کچھ باقی نہ تھا جب رات ہوتی تو رسّی اپنی گردن میں ڈالتا
اور چھت میں لٹکتا اور ساری رات روتا اور جب سجدہ کرتا تو کہتا کہ میں نے اتنے گناہ کیئے ہیں کہ
جنکی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اگر قیامت کے دن خلق کے روبرو میرے گناہونکو ظاہر کریگا تو
میں اس روسیاہی سے کیونکر منہ دکھلاؤنگا اسیطرح ساری عمر گذاری راتونکو گریہ وزاری
کرتا اور بیہوش ہوجاتا جب ہوش میں آتا تو ذکر کرتا اور کسی چیز سے خبر نہ رکھتا غرضکہ جب وہ بیمار
ہوا تو ایک اینٹ اپنے سرہانے رکھ لی اور جب آخری وقت پہونچا تو اپنی ضعیفہ والدہ کو بلایا اور

کہا اے میری ماں جب میری جان میرے تن سے نکلجائے تو ایک رسی لیکر میری گردن مین ڈالیو اور گھر کے چارون کونون مین پھرائیو اور کہیو کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو درگاہ خداوندی سے بھاگا پھرتا تھا اسکی سزا یہی تھی جو لگیگئی۔ اور جب میرا جنازہ باہر نکالو تو رات کو نکالنا کہ کوئی نہ دیکھے کیونکہ جو مجھے دیکھیگا وہ گناہون پر افسوس کریگا۔ اور جب مین قبر مین رکھا جاؤن تو تم میرے پاس ہونا اور میری قبر کو نہ چھوڑنا کہ تمہارے قدمونکی برکت سے عجب نہین کہ مجھے خلاصی ہو۔ جون ہی یہ وصیت تمام کی جان بحق تسلیم کی۔ ماں نے اسکی وصیت کے بموجب اسکی گردن مین رسی ڈالنی چاہی کہ ایک گوشہ سے آواز آئی کہ اے ضعیفہ دوست تو دوست کے پاس پہونچگیا تو یہ کام نکر کہین خدا کے دوستونکے ساتھ بھی کوئی ایسا کیا کرتا ہے وہ تو ہمارے دوستون مین سے ہے ہمنے اُسے بخشدیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ حسن بصری رہ خوف خدا سے اسقدر روتے تھے کہ آنکھون سے پرنالے بہا دیتے تھے ایکدن رابعہ بصری جو اُدھر سے گذرین اور اُنہون نے یہ معاملہ دیکھا تو آپ بالاخانہ پر گئین اور خواجہ حسن بصری کو روتا دیکھا تو پوچھا اے خواجہ کھڑے کیون رو رہے ہو کہا خدا کے خوف سے روتا ہون مین نہین جانتا کہ قیامت کے دن مین کونسے گروہ مین سے ہونگا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسین خدا کا خوف نہین ہے وہ مسلمان نہین ہے کیونکہ مسلمان وہی ہے کہ جسین خدا کا خوف ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ منصور عماد ایک جگہ سے گذرتے تھے کہ ایک گھر سے رونیکی آواز سنی اور سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے الٰہی مینے تیرے گناہ بہت کیئے ہین مین نہین جانتا کہ قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا۔ منصور عماد نے بھی اُسکے دروازہ کے شگاف پر منہ رکھکر رونا شروع کیا پھر شگاف پر ہاتھ رکھکر پڑھا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ خواجہ منصور کہتے ہین کہ پھر مینے شگاف پر کان لگایا تو تھوڑی دیر تک کوئی آواز نہ آئی پھر ایک نعرہ کی آواز آئی اور تڑپنا شروع کیا پھر جب وہ آواز تھم گئی تو مین چلاگیا جب دن ہوا تو مین پھر اُسی کیطرف آیا کہ دیکھون کون شخص ہے کیا دیکھتا ہون کہ جنازہ نکل رہا ہے مین بہت چپکا ہوا اور اس فکر مین ہوا کہ صاحب خانہ کو معلوم کرون کہ کون ہے کہ اتنے مین ایک ضعیفہ روتی ہوئی

نکلی بنے لوگون سے پوچھا کہ یہ ضعیفہ اس میت کی کون ہے لوگون نے کہا یہ اسکی مان ہے
یہ شخص بڑا پرہیزگار تھا راتونکو نماز پڑہتا تھا دن کو روزہ رکھتا تھا اور فرزندزادہ رسول تھا صبح کے
وقت خدا سے مناجات کیا کرتا تھا اور رویا کرتا تھا ایک شخص رات کو ادھر سے گذرا اُسنے قرآن مجید
کی آیت پڑھی جون ہی وہ آواز اُسکے کان مین آئی بس اُسنے اپنے آپکو دے مارا اور جان بحق تسلیم
کی منصور عمار رونے لگے اور افسوس کرنے لگے اور جی مین کہنے لگے کہ افسوس مینے اسے مارا
پھر مینے اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی - اسکے بعد شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور مصلے پر گر پڑے
چنانچہ ایک رات دن ایسے پڑے رہے کہ کسی چیز کی بھی خبر نہ رہی جب ہوش مین آئے تو آپنے
فرمایا کہ اے درویش خواجہ سہیل عبداللہ تستری چالیس برس تک خدا کے خوف سے روتے رہے
اس عرصہ مین کسینے اُنہین گریہ سے خالی نہین دیکھا ایک دن کسینے اُن سے سوال کیا کہ اے
خواجہ ہم کبھی آپ کو رونے سے خالی نہین دیکھتے حال کیا ہے فرمائیے تو سہی فرمایا اے درویش
اور اے عزیز جبکہ قیامت کا ہول یاد آتا ہے کہ اُس دن مان باپ تو بیٹے کو نہ دیکھین گے اور بیٹے
مان باپ کو نہ دیکھین گے اور باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے اور بھائی بھائی سے اور مسلمان
مسلمان سے بھاگینگے پس جب ایسا روز آنیوالا ہے اور یہ نہین جانتا کہ کیا ہو گا تو اُسے خواب و
قرار کی کیا ضرورت ہوگی وہ بڑا ہی سنگدل ہے کہ اُس دن کے خوف سے نہ روئے اور اُس دن کا
فکر نہ کرے - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ساری خلق دہشت زدہ اور روتی ہوئی قبرون سے اُٹھیگی مگر اولیاء اللہ اپنی اپنی قبرون سے
ہنستے ہوئے اُٹھینگے اور اُنپر اُس دن کی کچھ بھی ہراس نہوگی کیونکہ وہ تو دنیا ہی مین خوف حق
سے رو چکے ہین - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ عالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ
نے اپنا حبیب فرمایا ہے باوجود عظمت وبزرگی اسقدر خوف حق اُنپر چھایا ہوا تھا کہ وہ اسی مین
مستغرق رہتے تھے نہ رات کو رات جانتے تھے نہ دنکو دن رات کو اسقدر کھڑے ہوکر نماز پڑھتے
تھے کہ پاے مبارک ورم کر آتے تھے اور بعضدفعہ خون بہنے لگتا تھا جب یہ حال لوگون نے پوچھا
تو فرمایا اے یارو قیامت کے دن اگر مجھے اور میرے بھائی عیسےٰ کو وہ دوزخ مین ڈالدے
تو اُسکا عین عدل ہے کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ظلم ہے کیونکہ مالک اُنکا تو وہ ہے اور سب اسکی

ملک میں پس اگر وہ اپنی ملک میں کچھ تصرف کرے تو یہ ظلم نہیں کیونکہ ظلم تو وہ ہے کہ جو دوسرے کی ملک میں تصرف کرے تو اس سے ہر وقت خوف رکھنا چاہیئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش میرے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل تھے انکی مشغولی از حد بڑھی ہوئی تھی دعا گو بہت جگہ پھرا ہے اور بہت سی سیاحی کی ہے مگر ان جیسا کوئی شخص میں نے نہیں دیکھا۔ جسوقت انہیں خوف حق غالب ہوتا تو وہ یہ نہ جانتے تھے کہ آج کونسا دن ہے یا کونسا مہینہ یا کونسا سال ہے اور وہ کیفیت انپر ہر وقت یکسانی رہتی تھی اور حیرت عظیم رکھتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خائف اسے کہتے ہیں کہ جس میں یہ تین چیزیں ہوں اول کم کھاتا ہو۔ دوسرے کم سوتا ہو۔ تیسرے کم بولتا ہو۔ سو جس دل میں یہ تین چیزیں نہیں وہ خائف نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جیسا کہ یہ تین چیزیں درویش کو چاہئیں اسیطرح تین چیزیں ایمان میں بھی چاہئیں۔ خوف۔ رجا۔ محبت۔ پس دل میں خوف رکھنا ترک گناہ ہے تاکہ دوزخ سے نجات پاوے۔ اور دل میں رجا یعنی امید رکھنی طاعت کرنی ہے تاکہ بہشت میں پہونچے اور درجات و منزلت پاوے اور محبت میں مکروہات سے پرہیز کرنا ہے تاکہ رضاے حق تعالےٰ حاصل ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش عاقل وہ ہے کہ جو سب کاموں میں خدا پر متوکل ہو اور کسی سے توقع نہ رکھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ رابعہ بصری کو حج کی آرزو ہوئی ایک گدھے پر سوار ہو کر چلیں جب جنگل میں پہونچیں وہ گدھا انکا مر گیا اور اسباب انکا گر گیا قافلہ کے لوگ آپکے پاس آئے کہ یہ اپنا اسباب ہمیں دیجیے کہ ہم رکھ لیں اور لیچلیں۔ حضرت رابعہ نے ایک چیخ ماری اور کہا اے خواجگان میں تمہارے توکل پر نہیں آئی ہوں میرا توکل تو اسپر ہے کہ جو میرا اسباب لیجائیگا۔ یہ کہتے ہی قافلہ تو چلدیا اور رابعہ تنہا رہ گئیں آسمان کیطرف منہ کیا اور کہا الٰہی اس ضعیفہ کے ساتھ یہ کیا کیا کہ گدھے کو مار دیا کیا میں گھر ہو رہونگی۔ ابھی یہ عرض کر ہی رہی تھیں کہ گدھا انکا زندہ ہو گیا آپ نے اپنا اسباب اسپر رکھا اور حج کو گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ابراہیم ادہم تیس برس تک متوکل رہے اور خلقت سے عزلت کی۔ اس تیس برس میں کسی کیطرف بھی رجوع نہ کی چنانچہ خواجہ ابراہیم کی نیت ہوئی کہ میں حج کو جاؤں لوگ خانہ کعبہ کیطرف پاؤں سے جاتے ہیں میں آنکھوں کے بل جاؤں۔ غرضکہ ہر قدم پر دوگانہ نماز ادا کرتے تھے اسیطرح چلتے چلتے ایک جنگل میں پہونچے کہ جہاں ستر آدمی کٹے

پڑے ہوئے تھے اُن میں سے ایک آدمی میں کچھ جان باقی تھی کہ اُس نے آواز دی کہ اے ابراہیم ہمارا حال سنو کہ ہم کیونکر کشتہ ہوئے ہم ستر صوفی متوکلین میں سے تھے بہ نیت توکل گھر سے باہر نکلے کہ ہم کسی سے کچھ غرض نہ رکھیں گے جب ہم اس جنگل میں پہنچے تو راستے میں خواجہ خضر پیدا ہوئے ہم نے اُنسے ملاقات کی اور اُن سے بات چیت میں مشغول ہو گئے ندا آئی کہ اے عہد شکنو بدعہدو! کیا یہی تمہارا عہد تھا کہ جو تم نے ہم سے کیا تھا تم آپس میں جھوٹے اور ہمارے بغیر مشغول ہو گئے ایک تیغ ہوا سے برآمد ہوئی اُس نے سب کے سر اُتار دیئے اے ابراہیم جو کوئی کہ راہ توکل میں قدم رکھے تو اُسے چاہیئے کہ ذرہ برابر اس سے تجاوز نہ کرے ورنہ ہماری طرح کشتہ ہو جاویگا یہ کہتے ہی وہ شخص تو انتقال کر گیا حضرت ابراہیم متعجب ہو کر وہاں سے لوٹے کیا دیکھتے ہیں کہ رابعہ بیٹھی ہوئی ہیں اور کعبہ اُنکے گرد طواف کر رہا ہے انکو بڑی حیرت ہوئی اور ایک آواز دی کہ اے رابعہ کیا شور ہے جو تو نے جہان میں ڈال رکھا ہے۔ کہا اے ابراہیم یہ تو شور نہیں ہے شور تو تم نے ڈال رکھا ہے چودہ برس تجھے چلتے ہوئے ہو گئے مگر ابھی تک تجھے دیکھنے نہیں دیا ابراہیم بولے سبب کیا ہے کہا سبب یہ ہے کہ تجھے خانہ کعبہ کے دیکھنے کی آرزو ہے اور مجھے خانہ کعبہ کے مالک کی پس جسے صاحب خانہ کی آرزو ہو تو اُسکا خانہ وہیں ہوگا جہاں صاحب خانہ ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ قطب الدین چشتی بیس برس تک عالم توکل میں رہے اور خلق سے عزلت اختیار کیئے رہے جب کچھ وظیفہ کے لیئے مطبخ میں حاجت ہوتی خادم آتا اور آداب بجا لاتا اور درویشوں کے وظیفہ کے لیئے التماس کرتا حضرت خواجہ کے پاس ایک زمین تھی اُسطرف اشارہ کر دیتے جتنی مطبخ میں حاجت ہوتی غلہ اور نقدی خادم لیجاتا اور درویشوں کی معاش کرتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش سجادہ پر وہ آدمی بیٹھے کہ جو عالم توکل میں ہو اور اپنی قوت اور دیگر ضرورتوں کے لیئے کسی سے بھی توقع نہ رکھے اور جو ایسا نہو تو وہ سجادہ کے لایق نہیں وہ اہل تصوف میں مدعی اور جھوٹا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش توکل وہ ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رکھتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی سے فتوح قبول کی ہو یا کسی سے توقع رکھی ہو بلکہ خادم کو صوفیوں کے حلوے کے لیئے جب ضرورت ہوتی اور وہ اگر عرض کرتا تو خواجہ مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر چند دینار سرخ دیدیتے اور وہ صبح سے شام تک خرچ کر دیتا اور جو کوئی آنیوالا آتا تو آپکے جماعت خانہ سے محروم نہ جاتا اور اسقدر مائدہ آپکے توشہ خانہ

تن ہوتا کہ ذرہ بھر اُس سے کم نہوتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اہل توکل حقائق بین کچ ایسے اوقات ہین کہ جب وہ طبقات شوق مین ہوتے ہین اُسوقت اُنہین اگر کوئی آگ مین بھی ڈالے یا زخمی کردے تو بھی اُنہین خبر نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ خواجہ حبیب جانب شام مسافر تھے عالم توکل مین جب منزل پر پہونچتے شہر کے باہر ویرانہ مین جاکر اُترتے اور عالم غیب سے روزہ افطار کرتے جب دن ہوتا پھر چلنے لگتے یہانتک کہ شام مین پہونچے۔ وہان ایک بزرگ مشغول حق قائم اللیل اور صائم الدہر تھے اُنکے پاس گئے اور جاکر سلام کیا۔ حکم ہوا بیٹھو وہ بیٹھ گئے خواجہ حبیب نے خیال کیا کہ یہان تو کوئی آبادی نہین ہے یہ بزرگ کھانے پینے کہانسے ہونگے جون ہی یہ خیال اُنہون نے کیا اُسوقت اُس بزرگ نے کہا کہ اے خواجہ آج ستر برس مجھے ہونے آئے کہ مین اس غار مین رہتا ہون میرا وظیفہ عالم غیب سے ہے آج اگر تو میرا مہمان رہا تو میرے توکل کا ذوق دیکھ لیگا کہ کہان سے کھاتا ہون غرضکہ جب شام ہوئی اُنکے ساتھ نماز پڑھی تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص شیر پر سوار خوانچہ طعام لیئے ہوئے حاضر ہوا اور شیر سے اُترکر آداب بجایا اور طعام اُس بزرگ کے آگے رکھا اور ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوا کہا یہ خوانچہ میرے قریب لاؤ۔ جب مین اور وہ بزرگ کھانے مین ہاتھ ڈالنے لگے تو چند صوفی اور بھی آگئے فرمایا آؤ اور کھانا کھاؤ۔ غرضکہ مین اور وہ بزرگ اور چند صوفی نووارد سب نے وہ کھانا کھایا پھر اُس بزرگ نے زمین پر ہاتھ ملا تو پانی کا چشمہ نکل آیا ہر ایک نے اُس چشمہ سے پانی پیا اور خدا کا شکر کیا تکبیر کہی اور بیٹھ گئے اُس بزرگ نے کہنا شروع کیا کہ اے خواجہ تو کہتا تھا کہ کہان سے کھاتا ہے اب تو نے دیکھ لیا کہ یہ صورت ہے جو شخص عالم توکل مین ہوتا ہے اور خدا کے کرم پر اعتماد رکھتا ہے اُسکے لیئے عالم غیب سے لقمہ موجود ہوتا ہے اور جو کچھ وہ مانگتا ہے اُسیوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ شیخ الاسلام نے یہ فوائد تمام کیئے اُٹھ کھڑے ہوئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

بارہوین فصل طاقیہ وغیرہ کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ چند نفر صوفی بغداد سے آئے ہوئے تھے اور شیخ برہان الدین انسوی

اور شیخ بدرالدین غزنوی حاضر خدمت تھے کہ طاقیہ کا ذکر شروع ہوا آپ نے زبان مبارک سے فرمایا
کہ اے درویش طاقیہ دو طرح پر ہے۔ ایک بروایت ابویوسف قاضی علیہ الرحمۃ یہ ہے کہ اُسے
لاطیہ کہتے ہیں۔ دوسرا طاقیہ وہ ہے کہ اُسے ناشزہ کہتے ہیں۔ اے درویش طاقیہ لاطیہ تو
اُسے کہتے ہیں کہ جو سر سے متصل ہو اور اسے طاقیہ غلیظہ بھی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسے سر پر رکھا ہے اور اہل صفہ نے بھی اُسے اختیار کیا ہے۔ اور طاقیہ ناشزہ
وہ ہے کہ جو سر سے متصل نہ ہو بلکہ بلند اور اُٹھی ہوئی ہو اور یہ طاقیہ سیاہ ہے بعض اہل مشائخ نے
سر پر رکھی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم سر پر رکھی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے
درویش ایکدفعہ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے اور یاروں کو سبق دے رہے تھے اور
کلاہ صوفیان سر پر رکھے ہوئے تھے مگر وہ سفید نہ تھی ناشزہ تھی کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور قاضی
صاحب سے آکر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلاہ لاطیہ سر پر رکھی ہے یا ناشزہ۔
ابویوسف بولے کہ لاطیہ پھر اُس سائل نے کہا کہ سیاہ یا سفید انہوں نے کہا سفید۔ تو پھر اُس
سائل نے کہا کہ اس صورت میں دو فعل خلاف سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپنے کئے باوجود
آپ حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابویوسفؒ تامل کرنے لگے اور اُس سائل سے کہا کہ یہ امر کہنا دو حال
سے خالی نہیں یا تو تو نے حق کے لئے کہا یا میری ایذا کے لئے۔ اگر تو نے حق کے لئے کہا ہے تو
قبول ہے اور جو میری ایذا کے لئے کہا ہے تو الویل علیک فالویل علیک۔ سائل نے کہا میں نے
حق کے لئے کہا ہے کیونکہ تم امام دین ہو۔ یہ کیوں ہو کہ آپ سنت کے خلاف پر ہوں۔ اسکے بعد
حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے درویش کلاہ اصل حضرت ربوبیت ہے (جل جلالہ) کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام چہار پرکالہ کلاہ بہشت سے لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور کہا
یا رسول اللہ فرمان ہوتا ہے کہ یہ چہار پرکالہ کلاہ لیجئے اور سر پر رکھیئے پھر جسے آپ چاہیں دیں اور
اپنا خلیفہ بنائیں۔ آپنے وہ کلاہ چہار پرکالہ لے لی اور سر پر رکھ لی۔ اسکے بعد ایک دن امیر المومنین
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکے سامنے موجود تھے ایک پرکالہ کلاہ یک برگی اُنکو دی اور فرمایا کہ
اپنے بعد جسے چاہنا دینا۔ اور دوسرا پرکالہ دو برگی تھا اُسے اُتار کر امیر المومنین عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ یہ کلاہ تمہاری ہے جسے چاہو دینا۔ تیسرا پرکالہ سہ برگی تھا

اُتار کر اپنے دست مبارک سے خود امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھدیا اور فرمایا کہ یہ تمہاری کلاہ ہے جسے چاہو دینا اور چوتھا پر کلاہ چہار برگی تھا متصل اپنے سر سے اُتار کر خود اپنے دست مبارک سے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے سر پر رکھدیا اور فرمایا اے علی یہ کلاہ تمہاری ہے اہل صفہ سے جسے چاہنا دینا کیونکہ مجھے بھی حکم تھا کہ کلاہ چہار برگی علی کو دینا پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے درویش یہ کلاہ اپنے سر پر وہ رکھے جسے دنیا و مافیہا سے کمال بیزاری ہو اور مالداروں اور بادشاہوں کی صحبت سے پرہیز ہو اور حق طاقیہ نگاہ رکھتا ہو۔ تاکہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اور مشائخ طبقات کے روبرو شرمندہ نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش کلاہ سر پر رکھنی تو آسان ہے مگر اسکا حق اور شرائط اور احکام بجالانے بہت دشواری رکھتے ہین اگر معاذ اللہ ذرہ برابر بھی شرائط و احکام مین فرق ہوجاویگا تو وہ اہل سلوک مین مدعی ۔ دروغ زن ہو گا۔ صادق اور راست گو نہ ٹھیریگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رسم تھی کہ جب کوئی بہ نیت ارادت آنکے پاس آتا ایک سال متواتر اُسے خدمت مین رکھتے جب دیکھتے کہ وہ کلاہ کے لائق ہے تو اُسے کلاہ دیتے اور یہ فرماتے کہ اگر تو نے اسکا حق ادا کیا تو تو نے رستگاری پائی اور اگر تو نے نہ ادا کیا اور فرق کیا تو یہ کلاہ رسول تجھے خود سزا دیگی۔ چنانچہ ایکدفعہ بزرگ زادۂ بدخشان خواجہ مودود چشتی کی خدمت مین آیا اور کلاہ کی التماس کی خواجہ جب اُسکی طرف دیکھتے دنیا مین ملوّث پاتے اور اُسکی درخواست کو قبول نفرماتے جب بہت دن ہوگئے تو اُس دیار کے بزرگون نے اُسکی سفارش کی خواجہ نے کلاہ اُسے دیدی اور یہ فرمادیا کہ اے درویش کلاہ تو تو نے لے لی مگر تو اسکی قدر جانیگا نہین کیونکہ جو دنیا کا فریب کھاتا ہے وہ اسکا پاس نہین رکھتا۔ خیر وہ شخص کلاہ لیکر بدخشان چلا گیا۔ اور اپنی رسم قانون کے موافق فساد اور معصیت مین مشغول ہوگیا اور کلاہ سر سے اُتار کر طاق مین رکھدی چنانچہ یہ خبر خواجہ کے کان تک پہونچی خواجہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ میری کلاہ اُسکا کام تمام نہین کرتی۔ پھر تھوڑے ہی دن نہ گذرے تھے کہ وہ بزرگ زادۂ بدخشان کسی تہمت مین پکڑا گیا اور دونون آنکھین اُسکی نکالی گئین اور وہ اُسی درد مین ہلاک ہوگیا۔ شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ آنکھون مین آنسو بھر لانے اور حاضرین کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس زمانہ کے لوگو نکو کیا کہا جاوے کہ کلاہ بازی کا زمانہ ہو گیا ہے جو ہے سر پر

ڈانٹے ہوئے ہے مگر حق اسکا ذرہ برابر بھی ادا نہین کرتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اس زمانہ مین کچھ خیر و برکت اور راحت نہین رہی کیونکہ طاقیہ و کلاہ و خرقہ سب خوار ہوگیا کیونکہ اس زمانہ کے اہل طاقیہ اور خرقہ والونکو یا خمر خانہ مین دیکھو یا امرا اور ملوک کی صحبت کا گرفتار۔ یا گھر کے جھگڑون مین گرفتار۔ جب اہل خرقہ و طاقیہ اس زمانہ کے ایسے ہونگے تو پھر خیر و برکت و راحت کہان سے ہوگی مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کرنا چاہیے کہ کوئی بلا نازل نہین ہوتی۔ اور جب بلا آتی ہے تو اول وہ لوگ مبتلا ہوتے ہین آخر کو بیچاری خلقت مبتلا ہوتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اس شخص کا عجب دل ہے کہ کلاہ رسول اور خرقہ و دستار سر پر رکھے اور اسکا حق ادا نکرے اور اسے سر پر رکھے ہوئے امرا اور اہل فساد کی صحبت مین رہے اور ان سے میل جول رکھے کچھ عجب نہین کہ وہ مسخ ہوجائے اور خلق مین رسوا ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش پیر۔ طاقیہ اس شخص کو دیتا ہے کہ جسکا ظاہر و باطن روشن ہو۔ جبکہ کوئی آنے والا کلاہ کی التماس کرتا ہے تو وہ اول ہی بنظر نور معرفت اسکے سینہ سے زنگار کو دور کر دیتا ہے اور جملہ ملوثات دنیا سے ایسا صیقل کر دیتا ہے کہ وہ اندر باہر سے بالکل پاک صاف ہوجاتا ہے اور کوئی آلایش باقی نہین رہتی اسوقت اسے کلاہ دیتا ہے اور جو یہ بات نہین تو خود بھی گمراہی مین رہا اور صاحب ارادت بھی گمراہی مین رہا۔ پس اے درویش جن اہل کلاہ و خرقہ کو پریشان۔ خراب۔ بدروزگار۔ گرفتار۔ روٹی کا محتاج دیکھے گا اسکا یہی سبب ہوگا کہ ان مین بددیانتی موجود ہے کہ کلاہ تو سر پر رکھتے ہین مگر اسکا حق ادا نہین کرتے۔ اور کلاہ و خرقہ کو در بدر رسوا کرتے پھرتے ہین جس ضرور ہے کہ وہ بدروزی مین گرفتار ہون۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اہل طاقیہ وہ طائفہ ہے کہ سوائے خدا کے دوسرے کیطرف سر جھکاتے ہی نہین اگر کہین ایسا ہو کہ اہل طاقیہ امرا کے آگے ہاتھ پھیلاتے اور سر نیچا کرتے دیکھا جاے تو اس سے وہ طاقیہ لے لینا چاہیے کہ وہ شخص طاقیہ کے لائق نہین ہے کیونکہ یہ لایق نہین کہ رسول کا طاقیہ سر پر رکھے ہوئے ہو اور پھر وہ اسے امرا اور ملوک کے آگے خوار کرتا ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ آپکا فلان مرید امرا کی صحبت مین آنا چاہتا ہے اور آپ سے مخفی رکھتا ہے فوراً شیخ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ کیا بات ہے کہ ہمارے پیر کا طاقیہ اسکی گردن نہین توڑتا ابھی یہ کلمہ شیخ کی زبان سے اچھی طرح نکلا بھی نتھا

کر وہ مرید کوٹھے سے گرا اور اُسکی گردن ٹوٹ گئی - پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ اے درویش
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی یہ رسم تھی کہ اگر لاکھ آدمی بہ نیت ارادت آپکی خدمت مین
آتے تو سب کو طاقیہ دیتے اور دینے کے بعد یہ فرماتے کہ جو اسکا حق ادا نکریگا وہ میرے پیر کی
بیعت پر نہ رہیگا اور یہ طاقیہ خود اُسے سزا دیگا - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش طاقیہ اہل طاقیہ کو ایسی
سزا دیتا ہے مگر وہ یہ نہین جانتے کہ یہ آفت کہان سے پیدا ہوئی اگر اہل طاقیہ اسکا حق اچھی طرح
ادا کرین تو کبھی بیدولتی کا اثر اُنپر نہ پہونچے نہ دنیا مین نہ آخرت مین - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
اہل طاقیہ کی بہت بڑی خواری ہے اگر وہ اسکا حق ادا نہ کرینگے - اے درویش طاقیہ کے چار خانے
ہین - پہلا خانہ تو شریعت ہے اور دوسرا طریقت - تیسرا معرفت چوتھا حقیقت - جو ان چارون
خانون مین استقامت رکھیگا اُسے واجب ہے کہ اس کلاہ چہار ترکی کو سر پر رکھے - پھر آپنے فرمایا
کہ اے درویش ایکدفعہ پیر طریقت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ طاقیہ کسے واجب ہے
جو سر پر رکھے آپنے فرمایا کہ جو اٹھارہ ہزار عالم اور جو کچھ اُس مین ہے کسی سے کچھ علاقہ نہ رکھے - پھر آپنے
فرمایا کہ اے درویش جب تک ان چارون عالم سے اپنے آپکو نگاہ نہ رکھیگا اُسوقت تک تجھے واجب
نہین کہ طاقیہ سر پر رکھے - اُن چارون عالم مین سے ایک تو عالم چشم ہے جبتک کل نہ دیکھنے کی چیز دیکھنے سے
اپنے آپکو نہ بچائیگا تجھے واجب نہین کہ طاقیہ سر پر رکھے - دوسرا عالم گوش ہے - جبتک کان کو
کل نہ سننے والی باتون سے نہ روکیگا اُسوقت تک طاقیہ سر پر رکھنا جائز نہین - تیسرے عالم زبان
ہے جب تک زبان کو گنگ نکریگا اور کل نہ کہنے والی باتون سے نہ روکیگا اُسوقت تک واجب
نہین کہ طاقیہ سر پر رکھے - چوتھے عالم دست و پا ہے - جبتک ہاتھونکو ناگفتنی چیزون اور پاؤن
کو نارفتنی جگہون سے نہ روکیگا واجب نہین کہ کلاہ سر پر رکھے - جو شخص ان چارون چیزونکو
بجا لادیگا اُسے واجب ہی کہ طاقیہ سر پر رکھے - پس اے درویش ایکدفعہ خواجہ ذوالنون مصری
قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا کہ کلاہ سر پر رکھنی کسے واجب ہے فرمایا اُسے کہ جو ہمیشہ دنیا
اور جو دنیا مین ہے سبکو تین طلاقین دیتا ہو - پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دن
خواجہ بایزید رحمۃ سے پوچھا گیا کہ اہل طاقیہ سے صادق کون شخص ہے کہا وہ شخص ہے کہ جو کچھ
اُسکی ملک مین ہو سب خدا کی راہ مین صرف کردے اور کوئی چیز اپنے پاس بچا نرکھے - پھر آپنے

فرمایا کہ اے درویش ایک دن خواجہ عبداللہ سہیل تستری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ کلاہ چار خانے رکھتی ہے پہلا خانہ تو اسرار و انوار کا ہے۔ دوسرا خانہ محبت کا ہے۔ تیسرا خانہ عشق و اشتیاق کا ہے۔ چوتھا خانہ رضا و موافقت کا ہے۔ جسوقت مرید یہ کلاہ چہار ترکی پہنتا ہے یہ چار چیزیں اُسکے سر میں مرکب ہو جاتی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جبکہ طاقیہ کے سبب یہ چاروں باتیں حاصل ہوں لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے آپکو اس نعمت سے محروم کرتے ہیں اور جو پہنتے ہیں وہ اسکا حق کیوں نہیں ادا کرتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش۔ ایک درویش دعاگو کے پاس آیا۔ میں قاضی حمید الدین ناگوری رح کے ساتھ اُس مجلس میں تھا کہ کچھ طاقیہ کا ذکر ہونے لگا تو اُس درویش نے فرمایا کہ طاقیہ دوست کا مونس ہے اور اُس میں عشق اور حق کی محبت مرکب ہے پس اس راہ میں حقیقی عاشق وہی ہے کہ جو اس طاقیہ کی قدر جانے اور فرمایا کہ یہ رباعی انہی زبان کی نشانی ہے جو طاقیہ کے حق میں فرمائی ہے ؎

در طاقیہ فقر و زہد شوق ست ہمہ		اسرار جمال دوست ذوقست ہمہ	

پھر آپنے فرمایا کہ مینے سلوک اولیا میں لکھا دیکھا ہے کہ صاحب کلاہ جسقدر کہ طاعت وعبادت اور مجاہدہ کلاہ پہننے میں کرتا ہے اُسیقدر خدا تعالی کی رحمت کا سایہ اُسپر کیا جاتا ہے کیونکہ طاقیہ رحمت کا سائبان ہے اور قیامت کو جب صاحب طاقیہ اُٹھیگا تو وہ طاقیہ اُسکے اور دوزخ کے درمیان پانسو برس کا حجاب بنجاویگا۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ مینے ایکدفعہ ایک اہل سے سُنا کہ لوگ خدا تک نہیں پہونچتے جبتک کہ طاقیہ نہیں پہنتے اور پیر کا ہاتھ نہیں پکڑتے اور کلاہ کے پہننے میں مجاہدہ نہیں کرتے پھر آپنے فرمایا کہ خواجہ ابراہیم ادھم رح سے پوچھا گیا کہ دین و دنیا کی سعادت کس چیز میں ہے اُنہوں نے فرمایا کہ مینے خواجہ حسن بصری رح سے سُنا کہ دین و دنیا کی سعادت زیر طاقیہ ہے جو اُسے پہنے اور اسکا حق ادا کرے وہ سعادت دین و دنیا پاوے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک صاحب طاقیہ ایک ایسے کام میں لگ گیا کہ جس میں رضائے حق نہ تھی جب وہ اُس کام سے فارغ ہوا تو ہاتف نے آواز دی کہ اے مدعی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ سر پر رکھتا ہے اور ایسے فعل کرتا ہے یا تو اس فعل سے باز آ یا اپنی کلاہ کار کنان کلاہ کو دے تاکہ وہ اسکا حق ادا کریں اس آواز کے سنتے ہی اُس شخص نے اُس کام سے توبہ کی اور قطعاً سب سے ترک تعلق کر کے خانہ کعبہ

چلا گیا اور چالیس برس تک معتکف رہا جب اُسکا انتقال ہوا تو وہ اُسی جگہ دفن بھی کیا گیا۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ مینے شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ درویش خلق خدا کو اُسوقت کلاہ دے جبکہ رضائے حق سے چار چیزیں اپنے مین پاتا ہو (۱) سوائے قضائے حاجت اپنے سجادہ سے نہ اُٹھتا ہو اور عالم غیب سے اُسے کچھ پہونچتا ہو (کیونکہ بغیر اسکے دروازہ کھولنا ٹھیک نہین) (۲) جب کوئی آنیوالا بہ نیت ارادت آوے اور کلاہ طلب کرے تو جب تک اُسکا ظاہر و باطن معرفت کے نور سے سپید نہ دیکھتا ہو کلاہ نہ دیتا ہو (۳) جماعت خانہ مین سلسلۂ علم جاری ہو اگر کوئی کہین سے پوچھے تو فوراً اُسکا جواب دیتا ہو کتاب دیکھنے کا حوالہ نہ دیتا ہو (۴) صاحب ولایت ہو اور مرید کا ہاتھ پکڑکر خدا تک پہونچا دیتا ہو۔ صاحب ولایت وہ ہے کہ اپنے بعد اُسے سجادہ دے کہ جو اسکے لایق ہو ورنہ اپنے ساتھ لیجائے جبکہ شیخ الاسلام اس حرف پر پہنچے تو ظہر کی اذان ہو نیلگی آپ اُٹھکر دولتخانہ چلے گئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علی ذلک

تیرہوین فصل درویشی کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا محمد صوفی و خواجہ عزیز درویش و مولانا یحیی غریب و شیخ علاءالدین درویش اور دوسرے عزیز خدمت مین حاضر تھے درویشی کا ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش درویشی وہ تھی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے اور اپنے اختیار سے فقر کو اُنہون نے قبول فرمایا تھا اور گلیم پہنا تھا۔ جس روز آپنے گلیم پہنا تھا حجاب عظمت سے آسمان اول تک سب ملائک کو جناب باری کا حکم ہوا تھا کہ گلیم پہنو اُنہون نے گلیم پہنکر جناب باری کو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ الٰہی ہمین بھی خبر دیجائے کہ کونسے نیک بخت بندہ کی موافقت سے ہمارے لئے فرمان ہوا ہے۔ فرمان ہوا کہ ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گلیم پہنا ہے اور درویشی قبول کی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم درویشی قبول نکرتے تو انکی درویشی کی برکت عالم میں نہوتی اور نہ کوئی درویش باقی رہتا بلکہ سب ہلاک ہو جاتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ حضرت عیسی صلوات اللہ علیہ نے مناجات کی کہ الٰہی دنیا اور اہل دنیا کی استقامت یعنی قیام کس چیز سے ہے فرمان ہوا

کہ درویشوں کے قدموں کی برکت سے اگر یہ درویش لوگ نہ ہوتے اور انکے لیئے یہ تحفہ میں قبول نکرتا تو تونگروں کو اپنے قہر سے مارڈالتا اور سبکو ہلاک کرتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر صحبت ہے تو یہی صحبت درویشوں کی ہے کیونکہ جس دن شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے جماعت خانہ میں کوئی درویش نہ آتا تو فرماتے کہ آج مجھ سے نعمت چھین لی گئی کہ کوئی درویش نہیں آیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد فرمان ہوتا ہے کہ تم فقراء کو دوست رکھو۔ اور اپنے پاس بٹھاؤ اور انسے دوستی رکھو اور انکے پاس رہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صابر درویش کی دو رکعتیں شاکر تونگر کی ستر رکعتوں پر شرف رکھتی ہیں۔ اور تونگر وہ ہے کہ جو کچھ دنیا سے اسکے پاس ہو وہ خدا تعالی کی راہ میں صرف کرتا ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ جب افطار کا وقت ہوتا تو مسجدوں میں پھرا کرتے جس جگہ کوئی درویش بھوکا بیٹھا ہوتا وہاں اسکے پاس افطار کرتے اور اسے شریک کرتے اور پھر چلے جاتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش قیامت کے دن درویشوں سے معذرت کیجائیگی اور تونگروں سے حساب طلب کیا جائیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مینے شیخ اوحد کرمانی سے سنا ہے کہ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہوگا کہ تم میزان کے پاس جاؤ اور دیکھو جسنے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کیا ہو ہم تمہیں اسکا اختیار دیئے دیتے ہیں کہ اسے وہاں سے بنالو اور اپنے ساتھ بہشت میں لیجاؤ۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک شخص قیامت کے دن لایا جاویگا اور اس سے نماز۔ روزہ۔ حج کی پرسش ہوگی۔ پھر اسے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ میں لیجاؤ وہ التماس کریگا کہ الہی مینے تو عمل صالح بہت سے کیئے تھے مجھے دوزخ میں کیوں بھیجا جاتا ہے۔ فرمان ہوگا کہ تو دنیا میں درویشوں سے منہ پھیر لیتا تھا ہم بھی آج تجھ سے منہ پھیرے لیتے ہیں اور تیری طاعت تیرے منہ پر مارتے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دوسرے مرد کو لایا جاویگا۔ اسکے لیئے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے بہشت میں لیجاؤ اسے بڑا تعجب ہوگا اور حیرت ہوگی کہ الہی میں کس چیز سے بخشا گیا۔ فرمان ہوگا کہ اگرچہ تو دنیا میں گناہ کیا کرتا تھا مگر جو تجھے کوڑی پیسا ملتا تھا وہ درویشوں پر محبت سے خرچ کیا کرتا تھا ہمنے تجھے انکی دعاؤں کی برکت سے بخشدیا۔

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش نعمت درویشی سے زیادہ کوئی بھی درجہ نہین ہے۔ فقیر کو جس شب
فاقہ ہوگا وہی شب اُسکے لئے معراج ہے کہ مِعْرَاجُ الْفُقَرَا لَیْلَۃُ الْفَاقَۃِ یعنے فاقہ والی
رات درویشونکی معراج ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اگر درویشون کی برکت شہرون
اور مقامون مین نہوتی تو وہ شہر اور مقام بالکل تباہ اور ویران ہوجاتے۔ اے درویش جو آبادی
اس عالم مین ہے وہ درویشون ہی کے قدمون کی برکت سے ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
حضرت موسےٰ پر فرمان آیا کہ اے موسے اگر درویشونکی دعا نہوتی تو مین سارے شہر گنہگارون
اور دنیا والونکے ساتھ ویران و پست کردیتا۔ یہ درویشون ہی کے قدمونکی برکت ہے کہ جہان
قائم ہے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مبادا کہ کوئی درویش کسی شہر سے آزردہ ہوکر چلا جاے
ورنہ اُس شہر کی خرابی آجاویگی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش شیرخان والی ملتان اس دعاگو
سے بدعقیدہ تھا مینے کئی بار اُسے سمجھایا کہ دیکھ درویشون سے کینہ رکھنا اچھا نہین تیرے ملک کا
اس مین نقصان ہے اُس نے کچھ التفات نہ کی کہ یکایک حوالی اوچ پر مغل چڑھ آئے سواے اُسکے
ایک شخص بھی مارا نہین گیا۔ اُسوقت آپنے یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے۔ **بیت**

درویش را بشہر نبودے اگر مقام	گشتے سراسر این ہمہ عالم خراب حال

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جسوقت حق تعالےٰ کسی شہر یا مقام یا محلہ کو ویران کرنا چاہتا ہے
یا کوئی بلا۔ یا قحط۔ یا خلق کو پریشان اور ابتر کرنا چاہتا ہے تو پہلے اُس شہر سے علماء اور مشائخ کو
اُٹھا لیتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش لاہور کی خرابی بھی اسی طرح ہوئی کہ وہان ایک درویش
رہتا تھا لوگ اُسے بدعتی کہا کرتے تھے درویش بہت ہی بڑا تارک تھا جب مغلونکی چڑھائی لاہور پر
ہوئی تو وہ درویش مسجد جامع مین آیا اور نماز پڑھی اور خلق کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے مسلمانو!
مین تمہارے شہر سے جاتا ہون کسی نے اُسے یہ نہ کہا کہ میان کیون جاتے ہو اور کہان جاتے ہو
بلکہ خلق کی یہ نیت پائی گئی کہ اگر یہ درویش چلا جاے تو اچھا ہے وہ بزرگ وہانسے چلا گیا
اور اُسکے دو تین روز بعد مغل آن چڑھے سارے شہر کو لوٹ کھسوٹ کے ناس کردیا اور سبکو
گھیرے مین دے لیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جب کوئی علما اور مشائخین مین سے
انتقال کرتا ہے تو سارے ملائک اُسکے لیئے روتے ہین۔ اے درویش تو یہ خوب سمجھ لے کہ

جس شہر میں کوئی درویش نہیں وہاں خیریت بھی نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک درویش کے سرہانے پہونچے کہ وہ سوتا تھا اُسے جگایا اور کہا اُٹھ خدا کی عبادت کر اُسنے کہا میں خدا کی وہ عبادت کر چکا ہوں جو سب سے بہتر ہے آپنے کہا وہ کونسی عبادت ہے کہا تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا یعنی دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑ چکا ہوں۔ آپنے فرمایا سو تجے جا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو دنیا سے سفر کرتے وقت دینار ودرم میں سے ایک چیز بھی نہ چھوڑے تو اُسکے باب میں یہ حدیث آئی ہے کہ وہ جنت میں ہوگا اور دوزخ سے اُسے آزادی دیجائیگی پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا آپکے پاس اُسوقت کچھ نتھا اور سائل محروم پھرا آپکے جی میں یہ خیال آیا کہ اگر کچھ ہوتا تو یہ سائل محروم نہ جاتا کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے دین ودنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے سامنے رکھدیں اور کہا یا رسول اللہ فرمان ہوتا ہے کہ انہیں آپ خرچ میں لائیے اور اسکی بابت آپسے کوئی حساب کتاب نہوگا آپنے تبسم کیا اور کہا یا اخی جبرئیل جو شخص اپنے اختیار سے درویشی قبول کرے وہ دنیا لیکر کیا کریگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے تو اس سے آپکی مراد یہ ہے کہ سخاوت کا دانہ زمین میں ڈالو جو بوؤ گے قیامت کو وہی کاٹو گے یعنی صدقہ دو۔ جو دو گے نجات کو وہی پاؤ گے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش درویشی وہ تھی کہ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ رکھتے تھے۔ صبح سے شام تک جو آنیوالا اُنکی خانقاہ میں آتا یا جاتا جبتک کچھ کھا نہ لیتا باہر نہ جاتا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک درویش تھا کہ اُسے شیخ سعید تبریزی کہا کرتے تھے۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔ اکثر احوال اُسکا فاقہ ہوتا اور کسی سے کچھ نہ لیتا ایکدن ایسا ہوا کہ تین دن تک اُسکی خانقاہ میں کچھ نہ پکا اُسکے یار خربزہ وغیرہ سے افطار کر لیتے اور اسی پر گذارا کر لیتے چنانچہ یہ خبر والی شہر کو پہونچی اُسنے کہا شیخ تو ہمسے کچھ لیتا نہیں یہ نقدی لیجاؤ اور خادم کو دو کہ وہ تھوڑا تھوڑا خرچ کرتا رہے چنانچہ وہ نقدی خادم کو دیگئی اور اُس سے وصیت کیگئی کہ جیسی مصلحت دیکھو خرچ کرنا مگر شیخ سے نہ کہنا۔ خادم سے یہ بات چھپ نہ سکی اُسنے عرض کر دیا۔ شیخ نے اُس خادم کو مع اُس نقدی کے باہر نکلوا دیا اور جہانتک اُسکے قدم آئے تھے اُس مٹی کو کھدوا کر پھنکوا دیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو کھانا کھائے ہوئے چھ روز گذر گئے اور گھر میں بھی برابر فاقہ رہا بعد چھ دن کے قدرے طعام میسر ہوا کھانا کھانے بیٹھے تھے کہ ایک سائل آیا اور کہا میں سات روز سے نان آب و دانہ ہوں خدا کی محبت میں کچھ دو آپ نے فرزندوں کے آگے سے کھانا اٹھا کر اسے دیدیا کہ اسکا فاقہ ہمارے فاقہ سے بڑھا ہوا ہے اسے دینا چاہیئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش درویشی وہ تھی جو انہوں نے کی کہ جب سر مراقبہ میں دیا تو اٹھارہ ہزار عالم کے گرد پھر آئے اور جب قدم مارا تو عرش سے ثریٰ تک گذر گیا اور یہ اُن درویشوں کا مرتبہ ادنے ہے پھر آپ نے یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے

بیت

چو درویشے در عشق گردد فرود		بیک دم سر از عشق بالا کند

پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش عاشقوں کے دل ہر وقت حجاب عظمت کبریا کے گرد طواف کرتے رہتے ہیں اگر ذرا سی دیر بھی انکا دل اُس نسبت سے جدا ہو جاوے تو وہ ناچیز ہو جاویں اُنکے دل پر تو ہمیشہ تجلی و اسرار الٰہی کے انوار سوار رہتے ہیں اور وہ اس میں مستغرق رہتے ہیں جبکہ شیخ الاسلام نے یہ فوائد تمام کیئے کھڑے ہوگئے اور دو ذکر اندر چلے گئے خلق اور دعا گو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

چودھویں فصل۔ دنیا کی محبت اور عداوت کے بیان میں

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا بہاء الدین بخاری و مولانا شہاب الدین غزنوی و شیخ برہان الدین ہانسوی اور چند نفر درویش اور خدمت میں حاضر تھے محبت و عداوت کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش لوگ تین قسم پر ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور ہمہ تن اسکی یاد میں رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ دنیا کو دشمن رکھتے ہیں اور اسکا ذکر محبت کے ساتھ نہیں کرتے اور یکبارگی عداوت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ نہ دنیا کو دوست رکھیں نہ دشمن اور نہ محبت و عداوت سے اسکا ذکر کریں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش یہ قسم اُن دو قسموں سے بہتر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش رابعہ بصری کے سامنے ایک شخص آیا اور آداب بجا لایا اور بیٹھا اور دنیا کو بہت برا بھلا کہا۔ حضرت ابو لبیبہ کہنے لگے اے خواجہ تو یہاں سے جا پھر یہاں کبھی نہ آ تو دنیا کا دوستدار معلوم ہوتا ہے جو اُسکا ذکر بہت سا کر رہا ہے

پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش کہرام کا ایک بزرگ تھا کہ اُسے شیخ بدنی کہتے تھے فرمایا کہ وہ بہت ہی بڑا تارک دنیا تھا جب تک جیا کبھی نیا کپڑا نہ پہنا اور جو کوئی دنیا کی حکایت اُسکے سامنے کرتا تو پھر اُسے اپنے پاس آنے نہ دیتا اور کہتا کہ وہ دنیا کا عاشق ہے کیونکہ جو کوئی اپنے معشوق کو دوسرے کے ہاتھ مین دیکھتا ہے بضرورت اُسکا ذکر بہت کرتا ہے۔ غرضکہ وہ درویش نماز بہت پڑھتا اور کہتا کہ یہی بہشت کی جگہ ہے افسوس ہے کہ اس بہشت مین نماز نہین۔ پھر ایک عزیز عرض کرنے لگا کہ اگر پیر دنیا دار ہو تو وہ مریدونکو دنیا کی محبت سے منع کر سکتا ہے یا نہین آپنے فرمایا کہ اگر اُسے منع کرنا میسر بھی ہو تو کچھ اثر نہو گا کیونکہ کہنا بہت آسان ہے اور کرنا مشکل ہے خالی زبانی پند و نصیحت کچھ کام نہین آتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ خواجہ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ وہ دنیا کا ذکر بہت کیا کرتے ہین فرمایا وہ دُنیا کے دوستدار ہین جب اپنے معشوق کو دوسرے کے ہاتھ مین دیکھتے ہین تو محبت کے سبب شب و روز اُسے یاد کرتے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ رابعہ بصریؒ سے پوچھا کہ دنیا کیا ہے اور کن لوگونکی جگہ ہے انہون نے فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اُسکا طالب کتا ہے۔ دنیا کو منافق کے سوا کوئی نہین طلب کرتا۔ دنیا منافقونکی جگہ ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جب تو کسی درویش کو دنیا کی جاہ و ثروت کی طلب مین دیکھے تو سمجھ لے کہ وہ ابھی گمراہی مین ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ابراہیم ادہم رحمۃ سے پوچھا کہ آپنے یہ مرتبہ کیونکر پایا فرمایا مینے دنیا کو تین طلاق دیدین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جسقدر کوئی دُنیا کو دوست رکھتا ہے اُسیقدر وہ حق سے دور رہتا ہے پس جو حجاب کہ بندے اور مولےٰ کے درمیان ہے وہ دُنیا ہی اَلدُّنْیَا اَصْلُ فِتْنَۃٍ وَحِجَابٌ بَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبَیْنَ عَبْدِہٖ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ طَالِبُ الدُّنْیَا لَا یَکُوْنُ طَالِبًا لِلْمَوْلٰی دنیا فتنہ کی جڑ ہے اور بندہ اور مولےٰ کے درمیان باعث حجاب ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کا طالب مولا کا طالب نہین ہوتا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جسے حق تعالےٰ دشمن رکھے تجھے بھی چاہیئے کہ اُسے دشمن رکھے اور اُسکے پاس تک نہ پھٹکے اور اُسکی محبت و عداوت کا ذکر کسی کے آگے نہ کرے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جس وقت سے اللہ تعالےٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے قہر کی وجہ سے اُسکی طرف نہین دیکھا تو اے درویش

وہ بڑا ہی نادان ہے کہ جسے خدا دشمن رکھے وہ اُس سے دوستی کرے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
اے درویش جو خدا کی طاعت کرتا ہے دنیا اُسکی خدمت کرتی ہے اور جو دنیا کی خدمت کرتا ہے
وہ بلا و محنت مین پھنسا رہتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جو خدا تعالےٰ سے جتنا
غافل رہیگا اُتنا ہی دنیا مین مشغول رہیگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش مینے خواجہ قطب الدین
بختیار اوشی قدس سرہ کی زبانی سنا ہے کہ دنیا مین اپنے کامونکا سرانجام کرنا سب کامون سے
بہتر ہے پہلے اول تو دنیا کا پہچاننا اور پھر اُس سے اپنے آپ کو بچائے رہنا۔ دوسرے حق کی خدمت
کرنی اور ادب کو نگاہ رکھنا۔ تیسرے آخرت کی آرزومندی اور اُسکا طلب کرنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش
اس راہ مین مرد وہی ہے کہ جو یہ تین چیزین کرے (۱) دنیا سے ہاتھ اُٹھالے (۲) قبر کے بناؤ کا فکر کرے
پہلے اس سے کہ اُسے قبر مین رکھین (۳) حق کے دیدار سے پہلے خدا تعالےٰ کا خوشنود کرنا۔ پھر آپ نے فرمایا
کہ اے درویش خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقہ مین لکھتے ہین کہ قیامت کے دن دنیا
دوزخ مین ڈالی جائیگی کچھ اس سبب سے نہین کہ اُسے عذاب ہوگا کیونکہ اُسکا تو کوئی گناہ ہی
نہین مگر اسلئے اُسے آگ مین ڈالینگے تاکہ اہل دنیا اور اُسکے دوست اُسکی خواری دیکھ لین اور
افسوس کرین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ مین غزنین مین تھا کہ ایک بزرگ سے
ملاقات ہوئی اُنکی مشغولی بہت بڑھی ہوئی تھی مین چھ مہینے تک اُنکی خدمت مین رہا مین نے
کبھی اُنکی زبان سے دنیا کا ذکر نہین سنا ہان صبح سے شام تک روتا ہی دیکھا۔ ایکدن دعاگو
نے اُنکے رونے کا سبب دریافت کیا کہا آج کم و بیش تیس برس ہوئے کہ ایک شخص میرے
پاس آیا اور اُسنے دنیا کا ذکر کیا مینے بھی اُسکی موافقت سے دو ایک باتین کہین کہ اتنے مین
ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے فقیر یا تو دنیا ہی کا ذکر کرلے یا ہمارا اُس دن سے اسوقت تک
مارے شرم کے رو رہا ہون کہ قیامت کو منہ کیا دکھلاؤنگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش سلوک
مین یہ حدیث وارد ہے کہ اَکْثِرُوْا هَادِمُ النَّفْسِ وَهَادِمُ اللَّذَّاتِ (یعنی نفس اور لذتون کی فنا
کردینے والی چیزونکا ذکر کثرت سے کیا کرو) یعنی موت کو خوب یاد کیا کرو۔ پس جسکے پیش نظر ہر وقت
یہ بات رہیگی وہ ہمیشہ خدا کی خوشنودی مین رہیگا۔ جو موت سے جتنا غافل رہیگا اُتنی ہی دنیا
کی دوستی اُسکے دل مین زیادہ ہوگی اور طاعت پر اُسکا دل بھاری ہوگا اور معصیت اُسے آسان

ہوگی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ ساری بدیان ایک خانے مین جمع کیگئی ہین اور وہ خانہ دنیا ہے جسپر دنیا چھائی گئی اور اُسکی محبت اُسکے دل مین محکم کیگئی بس وہ دور کیا گیا اور جسپر دنیا کو تنگ کیا گیا تو جان لو کہ وہ خدا کے نزدیک ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش دنیا پر دن مین پانچ دفعہ ندا کیجاتی ہے کہ اے دنیا میرے دوستونپر تلخ ہو تاکہ وہ تجھے اچھا نہ دیکھین۔ اے دنیا جو تیرے طالب ہین اور تیرا بہت سا ذکر کرتے ہین اُنپر شیرین ہو اور اُنہین لذت وحلاوت دے تاکہ وہ فتنہ وبلا مین پڑین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ عبداللہ مبارک ہر وقت تجرید مین رہتے تھے جو اُنکے پاس آتا محروم نہ جاتا اور ان بزرگ کی یہ رسم تھی کہ جب شام کی نماز پڑھتے تو اپنے مریدون کے حجرہ مین جاتے۔ اگر کھانا۔ پانی کچھ اُنکے پاس جمع ہوتا تو درویشون کے دینے کے لیئے حکم فرماتے اور پانی گرا دیتے اور فرماتے کہ درویشی یہ نہین ہے جو کل کے لیئے جمع کر کے رکھین اور جس کسیکو اپنے مریدون مین سے یا آنے والون مین سے دنیا کا ذکر کرتے دیکھتے تو اُسے خانقاہ سے نکلوا دیتے اور اپنے پاس بیٹھنے نہ دیتے۔ اے درویش ایکدفعہ سلطان شمس الدین نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین کئی تھیلیان زر وسیم کی بھیجین جون ہی وہ آنے والے خواجہ صاحب کی خدمت مین آئے آپنے فرمایا انہین لیجاؤ اور کہدو کہ ہم تجھے دوست سمجھتے تھے مگر اب جو ہم دیکھتے ہین تو تو دشمن نکلا۔ دوستان خدا کے پاس وہ چیز بھیجتا ہے کہ جسکو خدا تعالےٰ نے دشمن قرار دے رکھا ہے یہ دوستی کی کیا بات ہے کہ جو تو نے ہمارے ساتھ کی اسکے طالب تو بہت ہین انہین دیا جائے ہمین ضرورت نہین پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ شریف زندنی جو خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر تھے چالیس برس تک گوشہ نشین رہے اور خراسان مین معتکف رہے اُنکی قوت اس چالیس برس کے عرصہ مین سوائے گھاس پات کے اور کچھ نہ تھی جب کوئی اُنکی زیارت کے لیئے آتا دروازہ کا خادم پہلے سمجھا دیتا کہ دیکھو اگر تم زیارت کو آئے ہو تو دنیا کا ذکر نہ کرنا تاکہ تمہین سعادت زیارت حاصل ہو۔ الغرض ایکدن اس ولایت کا والی کچھ نقدی درویشونکے لیئے لایا اور خواجہ کے روبرو آداب بجا کر بیٹھا اور اسکا ذکر کیا خواجہ نے تبسم کیا اور فرمایا اے دشمن خدا کیا مجھی سے

کینہ رکھتا تھا جو دشمن کو میرے لیئے پکڑ کر لایا یہ تو دوستی کی بات نہ تھی جو تو نے کی اسے لیجا
اور جو اسکے طالب ہون اُنہیں دے آ اور یہ کہکر جس بوریئے پر آپ بیٹھے تھے ایک کونا اُٹھا
دیا اور کہا دیکھ تو وہ والی شہر اور اُسکے مصاحب جو نظر اُٹھا کر دیکھیں تو سونے چاندی کی ایک
ندی بہ رہی ہے سب کے سب کھڑے ہو گئے اور قدمون مین سر دینے لگے اور معذرت کرنے لگے
خواجہ نے فرمایا کہ پیران کم ہمت پر افسوس ہے کہ جسکے پاس اتنے خزانے دوست کے ہون
اور پھر وہ ان مردار فلوسون پر نظر ڈالے ۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ خواجہ قطب الدین
چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس ایک شخص اس نیت سے آیا کہ خواجہ آج مجھے کچھ دینار دین
اور شیر برنج بھی دین چنانچہ جب وہ آپکے پاس آیا تو آپنے فرمایا کہ جسپر تو بیٹھا ہے اسے اکھیڑ لے
اُسنے جو اکھیڑا تو سب کا سب تو وہ سرخ دینار پایا فرمایا لے لے یہ تیرے حصہ کا ہے جب وہ لیچکا
تو آپنے فرمایا اور ہم تو اپنے آگے شیر برنج بھی رکھتے ہو اچھا یہ بھی لو اور کھالو وہ شخص وہ شیر برنج اور مال
لیکر لوٹ آیا ۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ خواجہ قطب الدین چشتی رح چلے جا رہے تھے
کہ راہ مین ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی اُن مین ایک کڑی چھوٹی تھی لوگ متردد تھے کہ کیا کیا جانے
آپنے اوپر جا کر اُسے کھینچ لیا تو وہ کڑی اوروں سے بھی بڑھ گئی ابتک وہ کڑی دیوار سے باہر
نکلی ہوئی ہے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ محمد چشتی رح جو خواجہ یوسف چشتی رح کے پیر تھے
وہ اکثر عالم تحیر مین رہا کرتے تھے تیس برس گذر گئے تھے کہ آپکا پہلو زمین پر نہین ٹکا تھا اور مجاہدہ کا
یہ حال تھا کہ ایک ایک سال وہ دو سال تک اپنے نفس کو آب و طعام نہ دیتے تھے رات کو نماز مین
اُلٹے لٹکتے آپکے گھر مین ایک کنوان تھا اسمین لٹک کر نماز پڑھتے ۔ الغرض ایکدن آپ دجلہ
کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے خرقہ کو سی رہے تھے ایک بزرگ زادہ بغداد کا اُدھر سے
جا رہا تھا جون ہی خواجہ کو دیکھا فوراً گھوڑے سے اُتر پڑا اور آداب بجا کر بیٹھا اُس ملک زادہ نے
خواجہ سے فرمایا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر کوئی بڑھی عورت کسیکے ملک مین فاقہ سے
سو رہے تو قیامت کے دن اُسکا دامن نہ چھوڑیگی جبتک کہ اپنا انصاف نہ کرالیگی مطلب یہ کہ
اسی تلاش مین پھرتا ہون) یہ کہکر خواجہ کو نذر دی خواجہ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ہمارے خواجگان
کی یہ رسم نہین ہے کہ جسے خدا تعالے دشمن قرار دے ۔ اُسے ہم قبول کرلین اسے یہان سے لیجا

اور جو لوگ اسکے حاجتمند ہوں انہیں دو۔ اسوقت آپکے پاس ایک درم تھا وہ آپنے دریا مین
ڈالدیا اور آسمان کیطرف منہ کر کے کہا الٰہی جو کچھ اپنے بندونکو دکھلاتا ہے اسے بھی دکھلا
اسیوقت دریا کی مچھلیون کو حکم ہوا کہ ایک درم زر سرخ کا منہ مین لیکر باہر آؤ یہ کیفیت جو اُن لوگ
نے دیکھی قدمون مین گر پڑا۔ خواجہ نے مچھلیون سے فرمایا کہ ہمین تو یہ نہین چاہیئے جو درم ہمارا گر گیا
ہے وہی لیکر آؤ۔ ایک مچھلی وہی درم لیکر آئی اور خواجہ کے سامنے رکھ گئی۔ خواجہ نے اُس سے
کہا کہ اے عزیز جسکے لیئے صاحب گھر مین اتنا زر ہو وہ دو سرونکے زر کا محتاج نہین۔ جب کہ شیخ الاسلام
اس حرف پر پہونچے کھڑے ہو کر اندر چلے گئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

پندرہوین فصل مریدونکے حُسنِ عقیدہ کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی و مولانا نظام الدین بدایونی و شمس دبیر و
مولانا شمس الدین بخاری و شیخ بدر الدین غزنوی و شیخ نجم الدین شامی۔ اور چند نفر درویش
خانوادۂ چشت سے حاضر تھے۔ مریدونکے عقیدہ کا ذکر ہو رہا تھا آپنے زبان مبارک سے فرمایا
کہ اے درویش جو مرید کہ اپنے پیر سے حسن عقیدہ نہین رکھتا وہ مرید نہین ہے۔ پھر آپنے فرمایا
کہ اے درویش ایک دفعہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ نماز نفل پڑھ رہے
تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کلام کے لیئے آواز دی چونکہ وہ نماز مین تھے کچھ جواب نہ دیا
جب نماز سے فارغ ہو چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپنے فرمایا کہ مینے تمہین
آواز دی تمنے سنا نہین انہون نے کہا یا رسول اللہ ہم نماز مین تھے اس سبب سے جواب نہین دیا
آپنے فرمایا اے میرے یارو جب تم نفل پڑھتے ہو اور رسول خدا تمہین آواز دے تو اُسے چھوڑ کر
اُسکی طرف متوجہ ہو جاؤ اور جواب دو کس لیئے کہ اُسکی طرف متوجہ ہونا اور جواب دینا تمہاری اُس نماز
سے بڑھکر ہے۔ پھر آپنے فرمایا ایک دفعہ یہ دعاگو خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ کی خدمت
مین حاضر تھا شیخ علی سجزی ایک درویش تھا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ شیخ نے آواز دی آپنے فوراً
نماز چھوڑ دی اور کہا مین حاضر ہون شیخ نے کہا تمنے نماز پڑھ لی ہوتی آپنے کہا مخدوم کا جواب نماز
نفل سے بڑھکر ہے کیونکہ سلوک کی کتابون مین لکھا ہے کہ جب پیر مرید کو آواز دے اور مرید فوراً

جواب ہوے تو ایک برس کی عبادت کا ثواب اُسکے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہی تو اے مخدوم یکطرح ہوسکتا ہی
کہ اس سعادت سے میں اپنے آپکو محروم کرون۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش پیر کو جب خود قوت ذاتی ہو
اُسوقت مرید کرے جب کوئی ارادت کے لئے پیر کی خدمت مین آئے تو اُسے واجب ہے کہ پہلے اُسکے
حسن عقیدہ پر نظر کرے اگر دیکھ لے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کل فرمانوں پر مستحکم نہین ہے تو اُسے آہستہ سے
کہدے کہ ابھی تیرا وقت نہین آیا لوٹ جا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو مرید کہ پیر کی خدمت مین
آتے مین اور آداب بجاتے مین یہ آنا تو اُنکا سہل ہے اور خدمت بھی سہل مگر اس بیعت و ارادت سے
آنا کہ جسمین پیر کی محبت اور عشق ہو وہ صورت سہل نہین ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبتک
شیخ مین ذاتی قوت نہو اُسے شیخ نہین کہہ سکتے کیونکہ خواجہ قطب الدین رح فرماتے ہین کہ جب تک شیخ
اول مرید کے ظاہر و باطن پر نظر نکر لے اُسے واجب نہین کہ وہ مرید کرے یا کسیکو کلاہ دے۔ پھر آپنے فرمایا
کہ اے درویش ایکدفعہ ایک مسلمان جو راے پتھورا کے منصبدارون مین سے تھا خلوص کے ساتھ
بہ نیت ارادت شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین آیا آپنے اُسے مرید کیا وہ چلا
گیا اور جاکر پتھورا سے کیفیت بیان کی اُسنے اپنے آدمی بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہ بات کہان ہے کہ جو شخص مرید
ہونے آئے اُسے مرید کیا جاے۔ اور کیا سبب ہے کہ فلان شخص کو مرید نہین کیا جاتا آپنے فرمایا کہ اس
شخص مین تین باتین تھین اور وہ تینوں اس سے ٹلنے والی نہین ہین ازل ہی مین اُسکے لئے لکھی جاچکی
ہین۔ ایک تو یہ گناہ بہت رکھتا ہے اور ابھی ایسے گناہ کرنے باقی ہین۔ دوسری بات یہ ہی کہ یہ تیرے
تابعدارون مین سے ہی مین ایسے شخص کو کلاہ نہین دیتا جو بیگانہ کے آگے سر جھکاوے۔ تیسری بات
یہ ہے کہ مینے لوح محفوظ مین لکھا دیکھ لیا ہے کہ وہ مرتے وقت بے ایمان مریگا نعوذ باللہ منہا
جونہی یہ سخن پتھورا کے کان مین پہونچا بہت ہی زیر بہر ہوا اور کہا یہ درویش ساری ہی باتین
غیب سے کہتا ہے ہمارے شہر سے اُسے نکالو جب یہ پیغام شیخ علیہ الرحمہ کے پاس پہونچا آپنے
تبسم کیا اور فرمایا کہ اُس سے کہدو کہ میرے تیرے درمیان تین دن کی مہلت ہے یا تو چلا جاویگا
یا مین چلا جاؤنگا۔ غرضکہ تیسرے دن محمد شاہ کا لشکر آن چڑھا اور پتھورا کو زندہ گرفتار کر لیا اور
وہ شخص جو مرید ہونے آیا تھا اُسنے اپنے آپکو پانی مین ڈبویا اور ہلاک ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے
درویش ایسا نہو کہ پیر کسی کے لئے بُرا کلمہ زبان سے نکالے ورنہ وہ دونون جہان سے جاتا رہتا ہے

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش مینے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے فرماتے تھے کہ مین بیس برس تک شیخ المشائخ معین الدین رح کی خدمت مین رہا ہون مین خلاوملا ہر وقت انکی خدمت مین رہا مینے نہین دیکھا کہ شیخ نے کسیکو کچھ کہا ہو مگر ایکدن ایسا ہوا کہ آپ محلہ مین سے جارہے تھے اور انکا شیخ علی ایک مرید تھا اُسے ایک شخص نے پکڑ رکھا تھا اور قرض کا سخت تقاضا کر رہا تھا حضرت شیخ نے اُسے بہت سمجھایا اور منع کیا کہ اسے نہ ستا اُسنے نہ مانا آپنے اپنی چادر جو کندھے پر کی تو زر سرخ اُسمین سے جھڑ پڑا آپنے فرمایا جتنا تیرا آتا ہے لے لے اُسنے کچھ زیادہ لینا چاہا اسیوقت اسکا ہاتھ خشک ہوگیا اُسنے بڑی فریاد کی اور توبہ کی تو شیخ رح نے دعا کی اُسکا ہاتھ پھر اچھا ہوگیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہین کہ مین شیخ کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے ارادت کی التماس کی وہ شخص اصل مین بقصد ہلاکت شیخ آیا تھا۔ جون ہی وہ شخص آیا اور آداب بجا کر بیٹھا تو آپ ہر دفعہ اُسکی طرف دیکھکر تبسم فرماتے اور پھر یہ فرمایا کہ درویش تو وہی ہے جو درویشونکے دروازہ پر صفا کے لئے آئے نہ کہ جفا کے لئے۔ اے درویش ان دونیتون مین سے ایک نیت اختیار کر یا تو ہلاکت کی نیت کر یا حسن عقیدت وارادت کی۔ یہ کیا کہ دل مین ہلاکت زبان پر ارادت۔ شیخ کے فرماتے ہی وہ شخص کھڑا ہوگیا اور اُسنے اپنی خطا کا اقرار کیا۔ اور وہ چھری جو لایا تھا پھینکدی اور بیعت ہوا پھر تو وہ شخص ایسا راسخ العقیدہ ہوا کہ جو دینی کام مشکل ہوتا شیخ اُسکی کسر نفس کے لیئے اُسکو حکم فرماتے وہ شخص دل وجان سے اُسکی تعمیل کرتا۔ آخر اُس نے اپنا کام اتنا کمایت کو پہونچایا کہ پچپن حج کیئے اور وہین مرگیا اُسکا مدفن مجاوران خانہ کعبہ مین بنایا گیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جسے سعادت ازلی ہوتی ہے اُسکا حال ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ اسکا ہوا اگرچہ یہ شخص اُسدن شیخ کے عقیدہ سے نہین آیا ہوا تھا۔ چونکہ شیخ اس روز حالت صفا مین تھے اُسکے سینہ کو بنظر صفا دیکھا۔ کل کدورتین اُسکی صاف کردین وہ اُسیوقت ارادت لایا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ ایک شخص آنیوالا دعاگو کے پاس آیا ہوا تھا مین نے اُس سے سُنا کہ مرید کو سب کاموں مین راسخ ہونا چاہیئے تاکہ قیامت کو پیر کے آگے شرمندگی نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ اپنے عہد کے بادشاہونکے حسن عقیدہ کے حال مین ایک شاہزادہ کا حال لکھتے ہین کہ وہ بہت ہی صلاحیت رکھتا تھا اور صاحب کشف اور صاحب

حسن حمیدہ تھا ایکدن اپنے منظر پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک اُسنے آسمان کیطرف دیکھا۔ اور دیر تک دیکھتا رہا پھر اُسنے نیچے دیکھا پھر اُسنے اپنے حرم کو دیکھا۔ اور پھر رونے لگا شاہزادہ کی حرم گھبرا کر اُسکے سر ہوئی کہ تمہارے اوپر نیچے اور مجھے دیکھنے اور پھر رونیکا کیا سبب ہے۔ ہر چند شاہزادہ نے انکار کیا مگر اُسنے نہ مانا اور یہی کہا بتاؤ تو کیا سبب ہے۔ آخر اُسنے کہا کہ آسمان کیطرف میرے دیکھنے کا یہ سبب تھا کہ میری نظر لوح محفوظ پر جا پڑی تو مینے دیکھا کہ میرا نام زندگی سے صاف کیا جا رہا ہے۔ پھر مینے اور غور سے دیکھا کہ اچھا میری جگہ کون بیٹھے گا تو معلوم ہوا کہ وہ حبشی بیٹھیگا جو نیچے کھڑا ہوا ہے اسلئے نیچے دیکھا اور تیری طرف یوں دیکھا کہ تو اُسکے نکاح میں آئیگی اُسکی حرم نے جب یہ بات سنی تو شہزادہ سے کہنے لگی کہ اب تم کیا کروگے کہا میں کیا کرونگا جو خداتعالی کا حکم ہے وہی ہوکر رہیگا۔ اور میں اُسی پر راضی ہوں۔ پھر اُسنے اُس حبشی کو بلوایا اور اپنا جامہ اسے پہنایا اور اپنا ولیعہد کر دیا اور ایک لشکر اُسکے نامزد کر کے ایک غنیم پر بھیجا وہ حبشی اُسکے حکم سے اُسکے دشمن پر جا چڑھا اور فتحیاب ہوکر بہت سا مال لیکر واپس آیا۔ جس شب وہ واپس آیا دوسرے روز بادشاہزادے نے وفات پائی اور وہ حبشی اُسکی جگہ بیٹھا اور ایسی خلقت کے ساتھ مہربانی کی کہ سب کے سب اُسکے مطیع ہوگئے اور وہ حرم بھی اُسکے نکاح میں آگئی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو کئی ہزار مسلمان مرتد ہوگئے اور امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اگر تم ہمسے زکوۃ اُٹھالوگے تو ہم اسلام پر قائم رہینگے آپنے یاروں سے مشورہ کیا۔ بعضوں نے صلاح دی کہ انکے ساتھ مسامحت کیجائے اور زکوۃ نہ لیجائے تاکہ یہ لوگ اسلام سے نہ پھریں یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے باہر کی اور فرمایا جو حق خدا ہے اگر اُس سے اونٹ کے پاؤں کے بندھن کی برابر بھی کم دینگے تو میں اُنپر تلوار چلاؤنگا۔ جب یہ خبر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو پہونچی اُنہوں نے کہا خلیفہ نے بہت ٹھیک حکم دیا اگر وہ اسوقت زکوۃ چھوڑنے پر راضی ہوجاتے تو یہ لوگ رفتہ رفتہ شریعت کے سارے احکام اُٹھا ڈالتے۔ پھر شیخ الاسلام نے مولانا نظام الدین بدایونی کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا بہت سے درویش اس دعاگو کے پاس آئے جب وہ مجھ سے ملے اور تعلق کیا تو البتہ اپنے اقرار سے نہیں پھرے مگر مولانا نظام الدین جب سے مجھ سے ملے ہیں اُنہوں نے اپنی نیت

اور مزاج کو نہیں پہنچا اور جب تک ہو سکیگا ذرہ برابر بھی میری محبت سے کم نہوگا بلکہ روز بروز زیادہ ہوگی۔ جونہی شیخ الاسلام نے یہ شفقت فرمائی۔ مولانا نظام الدین بدایونی کھڑے ہوگئے اور آداب بجا لایا۔ خرقہ خاص اور گلیم سیاہ اسی وقت انہیں عطا ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ میرے مریدوں میں سے مولانا نظام الدین عالمگیر ہے اور مولانا نظام الدین کے مریدوں میں سے بقلے عالم کمی نہوگی کل عالم مولانا نظام الدین گھیر لینگے۔ جبکہ شیخ الاسلام نے یہ فوائد تمام کئے کھڑے ہوگئے اور اندر چلے گئے۔ خلق اور دعا گو لوٹ آئے مولانا نظام الدین بھی جماعت خانہ میں کہ رہتے تھے وہ بھی چلے آئے۔ الحمد للہ علے ذلک۔

سولہوین فصل۔ بزرگوں کی دست بوسی کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا نظام الدین بدایونی و مولانا بھیلے غریب و شیخ برہان الدین غریب عرف ہانسوی و شیخ بدرالدین غزنوی اور دوسرے عزیز خدمت مین حاضر تھے کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش ایکدوسرے کا ہاتھ چومنا سنت رسول علیہ السلام اور سنت انبیاء پیشین ہے جو کوئی مشائخ کا ہاتھ پوری تعظیم کے ساتھ چومیگا حق تعالے اسے کل گناہوں سے پاک کردیگا گویا کہ وہ ابھی اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو درویش کہ ایکدوسرے کا ہاتھ چومتے مین انکی نیت یہ ہوتی ہے کہ دونون بخشے جائین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دوسرے کا ہاتھ چومنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور اگلے پیغمبرونکی سنت ہے۔ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رسم تھی کہ جو کوئی آپ سے مصافحہ کرنا چاہتا پہلے آپ سلام کرتے پھر مصافحہ کرتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ای درویش ایک دفعہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مینے کئی دفعہ یہ بات چاہی کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سلام کرون یا مصافحہ کرون مگر یہ بات مجھے میسر نہوئی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ رسم تھی کہ جب کسی محلہ یا جماعت پر گذرتے تب تک سب کی دست بوسی نکرتے وہان سے نہ جاتے اور سب دعائے خیر چاہتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو لوگ نماز سے فارغ ہوکر ایکدوسرے کی دستبوسی کرتے ہین انکے گناہ ایسے جھڑتے ہین جیسے درخت سے پتے خزان کے

موسم میں جمع کرتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش بزرگوں اور مشائخ کا ہاتھ چومنا دین و دنیا کی برکت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش سلطان سنجر کو ایک دفعہ خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اُسنے کہا جو کام میں نے بھلے یا بُرے دنیا میں کئے تھے وہ سب میرے آگے رکھے گئے اور یہانتک نوبت پہنچی کہ مجھے دوزخ میں لیجانے کا حکم ہوا۔ پھر یہ فرمان ہوا کہ اسنے فلاں دن خواجہ شریف حاجی سے سمرودمشق میں دستبوسی کی تھی اُنکی برکت سے ہمنے اسے بخشدیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش قیامت کو بہت سے گنہگار بزرگوں کے ہاتھ چومنے ہی کی برکت سے بخشے جائینگے اور اُنہیں دوزخ سے خلاصی بخشینگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ یوسف حجاج کو اُسکے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیا حال ہے کہا ہلاکت کی جگہ میں ہوں مگر امید ہے کہ بخشا جاؤنگا پوچھا کہ کس نیکی کے سبب امید ہے کہا اس نیکی پر مجھے رکھا گیا ہے کہ تونے فلاں روز خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا نہایت اعزاز کے ساتھ ہاتھ پکڑا تھا اور دست بوسی کی تھی اسلیئے ہم تجھے بخشدینگے اور تو بخشا جاویگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جس دن خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز جامع مسجد سے باہر نکلتے تو آپکے اصحاب حلقہ کئے ہوئے ہوتے بہت سی خلقت آتی آپ ہاتھ لٹکائے ہوئے ہوتے جو آتا دست مبارک کو بوسہ دیتا اور چلاجاتا۔ میں نے آثار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی دنیا میں کسی بزرگ کا ہاتھ چومیگا وہ حقیقت میں بخشا جائیگا کیونکہ مشائخ کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے جسنے مشائخ کا ہاتھ پکڑا گویا کہ اُسنے رسول خدا کا ہاتھ پکڑا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ مجلس میں بیٹھے ہوتے جب کوئی آینوالا آتا آپ کھڑے ہوتے اور اُسکا ہاتھ پکڑتے اور جب وہ جاتا تو بھی اسیطرح کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش حضرت داؤد علیہ السلام جب مسند حکومت پر بیٹھتے مظلوموں کی داد دیتے عدل و انصاف کرتے اور جب کوئی بزرگان بنی اسرائیل سے آپکے پاس آتا تو آپ مسند سے کھڑے ہو جاتے اور اُسکا ہاتھ چومتے اور بیٹھتے اور آسمان کیطرف منہ کرکے کہتے کہ خدایا جو برکت تونے انکے ہاتھوں میں دی ہے اُسکے سبب مجھے اپنی عصمت میں رکھ۔ اے درویش اگرچہ

سب انبیاء ہر وقت خدا کی عصمت مین رہتے ہین گر وہ برکت دعاے خیر اپنے لیئے طلب کیا کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ الٰہی اس دست بوسی کی برکت سے بخشدے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
جسدن کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے ملے راہ مین آپ کھڑے ہوگئے
تھے جو اُدھر سے آتا تھا اُسکا ہاتھ نہایت اعزاز و اکرام سے چومتے تھے لوگ پوچھتے کہ حضرت یہ
کیا معاملہ ہے وہ فرماتے کہ بزرگان بنی اسرائیل کی دست بوسی کے سبب حق تعالیٰ یوسف کا
دیدار دیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجۂ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات ہر صبح ایک بڑھیا
کے پاس جاتے اور کہتے کہ اے بڑی بی محمدؐ کو دعاے خیر سے یاد رکھیو۔ اے درویش کل موجبات
جسکے سبب سے پیدا ہوئی ہو اور اُس سے بڑھکر کوئی اور نہو جبکہ وہ اپنے لیئے دعاے خیر مانگتے تھے
تو ہمین تمہین تو بدرجہ اولیٰ دست بوسی دعاء خیر بزرگان دین سے مانگنی چاہیئے۔ پھر آپنے
فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب راہ سے گذرتے اگر کسی ضعیف سے
ملاقات ہوجاتی تو آپ اُس سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھاتے اُسکی بزرگی اور سفید بالون کی
حرمت کرتے اور جب وہ آپکا ہاتھ چومنا چاہتا تو آپ اُسکا ہاتھ پکڑ لیتے۔ ایک دن ایک جوان
ایک گلی مین پھر رہا تھا کہ خواجہ ابراہیم ادہم اُدھر سے آگئے وہ جوان فوراً اُنکے قدمون مین
گر گیا اور اُنکے دست مبارک کو بوسہ دیا اور چلا گیا۔ غرضکہ اُسی شب اس جوان نے اپنے آپ کو
خواب مین دیکھا کہ مین بہشت مین ٹہل رہا ہون اُسے بڑا تعجب ہوا کہ مین گنہگار آدمی یہ دولت
مجھے کہان نصیب کسی نے کہا کہ بات تو یہی ہے جو تو کہہ رہا ہے مگر کل جو تونے ہمارے دوست
کا ہاتھ چوما اور ہماری رضا کے لیئے اُسے عزیز رکھا تو ہمنے تجھے بخشدیا وہ جوان خواب سے بیدار ہوکر
خواجہ ابراہیم کے پاس آیا اور تائب ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب خدا کی عنایت ہوتی ہے تو سو ہزار
گنہگار ایک ذرۂ رحمت مین بخشے جاتے ہین اور دوزخ سے خلاصی پاتے ہین۔ اور فرمایا کہ جب
دو آدمی ایک دوسریکا ہاتھ چومتے ہین ہزارون رحمتین نازل ہوتی ہین اور فارغ ہونے
نہین پاتے کہ اُنپر نثار ہونے لگتی ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش سلوک مین آیا ہے
کہ اہل تصوف جماعت خانہ مین منتظر رہتے ہین کہ کوئی آوے تاکہ ہم اُسکا ہاتھ چومین اگرچہ
وہ تلاوت مین مشغول ہون۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز

سر سجادہ پر مشغول ہوتے تھے جب کوئی آپکے پاس آتا تھا تلاوت چھوڑ کر اسکی دست بوسی کرتے تھے اور اس سے بات چیت کر کے جو حاجت وہ لاتا اُسے روا فرماتے اور جب وہ چلا جاتا تو تلاوت مین مشغول ہوتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش صاحب سجادہ اور بزرگ گر تلاوت مین مشغول ہون اور کوئی آنے والا آئے تو انہین واجب ہے کہ تلاوت موقوف کر کے اس کے ساتھ مشغول ہون۔ کیونکہ مذہب سلوک مین آیا ہے کہ حاجتمندونکے ساتھ مشغول ہونا اوراد وغیرہ سے بہت بڑھکر ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ابو سعید مکہ کے بزرگون مین سے ایک بزرگ کے پاس گیا وہ اوراد مین مشغول رہا یہ نیل مرام غمگین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا آپنے نور رسالت سے معلوم کر کے غمگینی کا سبب پوچھا اُسنے کیفیت بیان کی آپنے فرمایا کہ اُسے یہ واجب تھا کہ اوراد ترک کرتا اور حاجتمند کے کام مین مشغول ہوتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ خواجہ شبلی تلاوت مین مشغول ہوتے اور کوئی آنیوالا آتا تو آپ فوراً اسکی طرف متوجہ ہو جاتے اور جب تک کوئی آتا جاتا اُسی کیطرف متوجہ رہتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ شمعون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ کیسا ولی ہے کہ جو عرش خدا اُسکے دروازہ پر آئے اور وہ اُسکی طرف متوجہ نہو اور حاجت پوری نکرے۔ پس اے درویش خواجہ شمعون کی مراد عرش سے مومن کی دلداری ہے کہ جو حدیث شریف مین آیا ہے قَلبُ المُؤمِنِ عَرشُ اللہِ تَعَالیٰ یعنے مومن کا دل خدا کا عرش ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ سلطان ناصر الدین علیہ الرحمۃ والغفران نے ملتان کا عزم کیا جب اجودھن مین پہونچا تو دعاگو کی زیارت کو بھی آیا اور شرط خدمت بجالایا پھر وہ چلا گیا مگر لوگون کے آنے جانے سے مین عاجز ہو گیا تھا چاہتا تھا کہ عزلت اختیار کرون مگر پھر میرے جی مین خیال آیا کہ ہمارے خواجگان نے ایسا نہین کیا ہے انکا یہی طریقہ رہا ہے کہ سب کے ہاتھ مین ہاتھ دیا ہے۔ غرضکہ مین ایک بام پر چڑھ بیٹھا جو آتا اُسکے لیئے نیچے ہاتھ لٹکاتا۔ خلق آتی تھی اور مصافحہ کرتی تھی۔ دن مین دس دس دفعہ پیراہن پہنتا مگر آنیوالے دھجیان دھجیان پھاڑ کر تبرکاً لیجاتے مجھے اُنکے حسن عقیدہ پر تعجب ہوتا تھا۔ پھر جمعہ کا دن ہوا تو مین نماز کو گیا اور وہان سے جو لوٹا ایک انبوہ کثیر ساتھ ہوا مین اُسروز بہت عاجز ہوا

ایک فراش آیا اُسنے آتے ہی میرا پاؤن کھینچا مجھے اُسکی یہ حرکت خوش نہ آئی اُس فراش
نے فی الفور کہا کہ اے شیخ فرید خدا تعالےٰ کا شکرانہ ادا کرو کہ ہم جیسے تمہاری پابوسی کی آرزو
رکھتے ہین۔ پھر مجھے اُسکی یہ بات پسند آئی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جو کوئی خداتعالیٰ
کے نزدیک عزیز ہے سمجھ لے کہ وہ خلق مین بھی عزیز ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش
ایکدفعہ مینے اپنے پیر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے سُنا کہ وہ فرماتے
تھے مین خانہ کعبہ مین طواف کر رہا تھا کہ ایک بزرگ بھی اُس طواف مین تھا کہ اتنے مین ایک
آنے والا اُسکے پاس آیا اُسنے سلام کیا اُس بزرگ نے فی الفور ہاتھ مصافحہ کے لیئے دیدیا مجھے
تعجب ہوا مگر مین اُسوقت کہنا مناسب نہ سمجھا کہ یہ کیون کیا۔ اُسیوقت وہ بزرگ میری طرف مخاطب
ہوا اور کہا کہ ایکدفعہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سُنا ہے جیسا کہ مینے کیا اسلیئے
مینے بھی کیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش یہ دعاگو ہفتہ دو ہفتہ کے بعد اپنے پیر کی خدمت مین جایا
کرتا تھا برخلاف شیخ بدرالدین غزنوی اور دوسرے عزیزونکے کہ وہ ہمیشہ خدمت مین رہتے تھے۔ پھر
آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ کی وفات قریب ہوئی تو ایک بزرگ کو
یہ تمنا تھی کہ مین آپکی جگہ بیٹھون مگر آپنے فرمایا کہ یہ عصا اور نعلین چوبین اور جامہ شیخ فرید کو دیدینا
جس شب خواجہ صاحب کا انتقال ہوا تو مین ہانسی مین تھا اُسی شب مینے اپنے پیر کو دیکھا کہ
اُنہین رب العزت کے پاس لیئے جاتے ہین جب دن ہوا تو یہ دعاگو ہانسی سے چل پڑا چوتھے
روز شہر مین پہونچا قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ نے وہ جامہ اور عصا اور نعلین مجھے لاکر دین مینے
دوگانہ پڑھا اور وہ جامہ پہن لیا اور تین روز تک خواجہ صاحب کے مکان مین رہا پھر مین ہانسی چلا
گیا اور میرے جانیکا سبب یہ ہوا کہ سرہنگ نام میرا ایک یار تھا وہ ہانسی سے آیا ہوا تھا مگر وہ
دو تین روز تک خواجہ صاحب کے دروازہ پر آیا مگر دربان نے اندر جانے نہ دیا چنانچہ جب یہ دعاگو
باہر نکلا تو وہ آیا اور میرے قدمون پر گرا اور رونے لگا مینے سبب پوچھا کہا جب آپ ہانسی مین تھے
تو مین ہر روز آپکو دیکھ لیتا تھا مگر اب آپکے دیکھنے کی مشکل پڑگئی اُسیوقت یاروں سے کہا کہ مین
ہانسی جاؤنگا یارون نے کہا کہ خواجہ صاحب نے تمہین یہ مقام عنایت فرمایا ہے تم کیون جاتے ہو
دعاگو نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے وہ شہر مین بھی

میرے ساتھ ہے اور جنگل میں بھی میرے ساتھ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس حکایت سے میرا مقصود یہ تھا کہ ہر حال میں بزرگ اور مشائخین کا ہاتھ چومنا چاہیے شاید کہ اسکا ہاتھ کسی مغفور کے ہاتھ تک پہنچ جائے اور یہ بخشا جائے۔ جوں ہی یہ حکایت شیخ الاسلام نے تمام کی جلد کھڑے ہو گئے اور اندر چلے گئے دعاگو اور خلق لوٹ آئی الحمد للہ علے ذلک۔

سترہوین فصل ذکر حق میں مستغرق ہونیکے بیان میں

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا بدرالدین غزنوی و مولانا نظام الدین بدایونی و مولانا یحیےٰ و شیخ جمال الدین ہانسوی اور دوسرے عزیز خدمت میں حاضر تھے۔ جو لوگ کہ ذکر حق میں مستغرق رہتے ہیں انکا ذکر ہو رہا تھا کہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش سلوک اور مذہب تصوف میں آیا ہے کہ جو حق کی یاد میں مستغرق نہیں وہ ہم میں سے نہیں کیونکہ جسدم وہ خدا کی یاد سے غافل رہا اگر وہ جان جائے کہ کیا کیا سعادتیں مجھ سے لے لی گئیں تو وہ ایک لمحہ بھی خدا کی یاد سے غافل نرہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جو لوگ کہ خدا کی یاد میں مستغرق ہیں اگر اسوقت انپر ہزار تلواریں چلائی جاویں تو جب بھی انہیں خبر نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ ایک درویش سے ایک شخص نے درخواست کی کہ جب تم خدا کی یاد میں مشغول ہو تو مجھے بھی یاد کرنا۔ اسنے کہا میں اس گھڑی پر افسوس کرتا ہوں کہ جس گھڑی لوگونکی یاد کروں اور خدا سے غافل رہوں پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز حق کی یاد میں مستغرق ہوتے تو عالم تحیر میں ایسے مشغول ہو جاتے کہ سال سال دو دو سال تک اس عالم میں رہتے اور اپنے حال بالکل خبر نرکھتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز یاد حق میں مشغول تھے اور عالم بلا آپکے سامنے تھا کہ آنیوالا آیا اور وہ خواجہ کے مریدوں میں سے تھا آتے ہی اسنے اس ولایت کے والی کی شکایت کی اور کہا کہ مجھے شہر سے نکالتا ہے حضرت خواجہ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے کہا راہ میں ہے فرمایا اسکا گھوڑا بدک گیا ہے تعجب ہے کہ وہ زندہ پھرے جوں ہی یہ سخن خواجہ کی زبان سے نکلا اسیوقت سنا گیا کہ وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ صاحب حال خدا کی یاد میں مستغرق ہوتا ہے عالم نعمت اور عالم بلا دونوں عالم اسکے پیش نظر ہوتے ہیں جسکی قسمت میں نعمت ہو اسے نعمت ملتی ہے اور جسکی قسمت میں

بلاہت اُسے بلاملتی ہے پس اے درویش عاقل وہی ہے کہ اسوقت علیحدہ رہے اور کوئی مزاحمت کی بات نکرے کہ معلوم کیا اسوقت زبان سے صادر ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اپنے وقت پر حاضر ہوتے تو بہت سا ذکر کرتے اور جب بہت دیر لگ جاتی تو گرپڑتے اور ایک ایک دن مصلے پر پڑے رہتے اور اپنے آپ سے بالکل خبر نرکھتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش اہل تصوف کسی دل کو بھی زندہ نہیں سمجھتے مگر اُسے کہ جو خدا کی یاد مین مستغرق ہو اور ایک لحظہ بھی خدا کی یاد سے خالی نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک وقت ایک ذاکر ذکر حق سے غافل ہوگیا اُس شہر مین یہ مشہور ہوگیا کہ فلان صوفی کا انتقال ہوگیا۔ لوگ دوڑے دوڑے اُس صوفی کے دروازہ پر آئے۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے لوگ چاہتے تھے کہ واپس چلے جائین مگر اُس بزرگ نے اُن لوگونکو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ جو ندا تمنے سُنی تھی وہ سچ تھی کیونکہ مین ہر وقت خدا کی یاد مین رہتا تھا مگر مین آج ایک ساعت خدا کی یاد سے غافل ہوگیا تو اس لیئے ندا دی گئی کہ فلان بن فلان کا انتقال ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جن لوگون کے دل خدا کی یاد سے غافل ہین وہ مُردہ ہین زندہ نہیں ہین کیونکہ اہل تصوف اُس دل کو جو خدا کی یاد سے غافل ہو زندہ نہیں سمجھتے اور کہتے ہین کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو کبھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک بزرگ تھا جسوقت اُسے کوئی حال پیدا ہوتا تو وہ خدا کی یاد مین ایسا مستغرق ہوتا تھا کہ اگر اسوقت اُسکے ذرہ ذرہ ٹکڑے بھی کیئے جاوین تو اُسے بالکل خبر نہو۔ لکھتے ہین کہ جب ابن ملجم بدبخت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تو ہر ایک کہنے لگا کہ تجھ جیسے اگر ہزار ہون جب بھی تو اُنپر قابو نہیں پاسکیگا مگر ہان جب کہ وہ نماز مین مشغول ہون تو قابو پاسکتا ہے چنانچہ ایکدن آپ نماز مین ازحد مستغرق تھے ابن ملجم بدبخت آیا اور آتے ہی ایک کٹار آپکے دائین جانب شکم مین لگائی آپ کو بالکل خبر نہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ یہ خون کیسا لوگون نے کہا کہ ابن ملجم نے آپکے کٹار ماری آپنے فرمایا کہ الحمد للہ یہ کٹار ایسے وقت مین ماری گئی کہ جب مین ذکر حق مین تھا اور اپنے آپ کی بھی خبر نرکھتا تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک بزرگ کو مینے دیکھا تھا کہ اُسکے دل مین اسقدر نور تھا جب وہ خدا کی یاد مین مستغرق ہوتا تو فوراً اُٹھکر بازار مین آتا جو تنور کہ روٹیون سے خالی ہوتا اور خوب گرم ہوتا اُسمین جا بیٹھتا تھوڑی دیر کے

بعد باہر نکلتا اور چلا جاتا اسکا ایک رونگٹا تک بھی نہ جلتا جون ہی شیخ الاسلام یہ فوائد۔ تمام کرچکے کھڑے ہوگئے اور اندر چلے گئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

اٹھارہوین فصل۔ علماء اور مشائخ کی خدمت کرنیکے بیانمین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ شیخ بدرالدین غزنوی و مولانا نظام الدین بدایونی و شیخ جمال انسوی اور دوسرے درویش حاضر خدمت تھے علماء اور مشائخ کی بزرگی کا ذکر ہورہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے مَنْ اَحَبَّ الْعِلْمَ وَالْعُلَمَاءَ لَمْ یُکْتَبْ خَطِیْئَۃٌ یعنی جو علم اور علماء کو دوست رکھتا ہے اُسکے گناہ نہین لکھے جاتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش صدق محبت حق کی متابعت ہے جب کسی پر کسی کی محبت غالب ہوئی وہ ضرور اُسکی متابعت کریگا اور ناشائستہ کامون سے دور رہیگا جب ایسا ہوگا تو اُسکے گناہ نہ لکھے جاوینگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک شخص خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین جانیکے لئے دہلی چلا کہ مین اُنکے ہاتھ پر جاکر توبہ کرون راہ مین اُسے ایک کسبی مل گئی اُس کسبی نے بڑی کوشش کی کہ کسیطرح یہ شخص مجھسے بات چیت کرے مگر اُسنے ذرا رخ نکیا۔ چلتے چلتے ایک پڑاؤ پر پہونچے اتفاقاً وہان ایک حویلی ملی اور دونون اُسمین بیٹھے اُس مطربہ اور اُس شخص کے درمیان کوئی حجاب نہ تھا نہ کوئی مانع و مزاحم تھا اُسوقت اُس عورت کیطرف ذرا مائل ہوگیا یا تو اُس سے اُسنے کوئی بات کی یا اُسکی طرف ہاتھ بڑھایا فی الحال ایک شخص پیدا ہوا اور آتے ہی ایک طمانچہ اُسکے لگایا اور کہا فلان پیر کی خدمت مین توبہ کی نیت سے تو جاتا ہے اور یہ کیا حرکت کرتا ہے اُسنے فی الفور توبہ کی اور پھر اُس عورت کیطرف نہ دیکھا القصہ جب خواجہ رح کی خدمت مین پہونچا تو خواجہ نے پہلے اُس سے یہی بات فرمائی کہ خدا تعالیٰ نے تجھے اُس روز بہت بچایا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک اور شخص پر بھی اسیطرح کا معاملہ گذرا ہے چنانچہ وہ شخص بہ نیت ارادت دہلی سے اجودھن اس دعاگو کے پاس آتا تھا راہ مین ایک عورت سے ملاقات ہوگئی وہ چاہتا تھا کہ اُس عورت سے دست درازی کرے یا اُس سے کچھ بات چیت کرے ناگاہ ایک ہاتھ پیدا ہوا اور ایک طمانچہ اُسکے جڑا کہ جاتا ہے کس نیت سے اور

رستہ مین کس کام مین ہے غرضکہ جب وہ دعاگو کے پاس آیا تو اول سخن مینے یہی کہا کہ تو نے دیکھا خدا تعالےٰ نے تجھے کیسی بلا سے بچایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش علمار اور مشائخ کی دوستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی ہے جو کوئی سات روز علمار کی خدمت کرے گا وہ ایسا ہے کہ گویا اُسنے سات ہزار برس خدا تعالےٰ کی خدمت کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ابلیس لعین سبکو فریب دیتا ہے مگر علمار اور مشائخ کو فریب نہین دیتا کیونکہ علمار اور مشائخ کی دوستی سے کوئی چیز بڑھکر نہین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش علمار اور مشائخ کی ذرہ بھر محبت گناہ کے ڈھیر کو جلاکر خاک سیاہ کردیتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش علمار انبیار کے وارث ہین اور مشائخ خدا کے برگزیدہ لوگ ہین۔ پس اے درویش اگر علمار اور مشائخ کی جہان مین برکت نہوتی تو ہر روز ہزار بلا آسمان سے نازل ہوا کرتین۔ اے درویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونون فرقون پر فخر کیا ہے کہ علمار اور مشائخ دونون دین کے ستون ہین جسنے انکے دامن پر ہاتھ مارا وہ قیامت کے کل عذابون سے چھٹی پاگیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش حدیث شریف مین آیا ہے کہ فقیہ عالم ہزار ایسے ایسے عابدون سے بہتر ہے کہ جو شبکو قیام کرین اور دن کو روزہ رکھین اور عالم کی ایک دن کی عبادت عابد بے علم کی چالیس دن کی عبادت کے برابر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جب کوئی علمار و مشائخ سے اس جہان سے نقل کرتا ہے تو زمین آسمان رویا کرتے ہین کسلیئے کہ زمینون کی حیات علمار و مشائخ کے وجود ہی سے ہے اُس شہر اور موضع پر ہزار افسوس ہے کہ جہان کوئی عالم اور مشائخ نہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جبکہ آسمان سے بلائین نازل ہوتی ہین تو جہان علمار اور مشائخ ہوتے ہین وہان کم نازل ہوتی ہین۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کرکے کھڑے ہوگئے اور اندر جاکر تلاوت مین مشغول ہوگئے۔ خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علےٰ ذلک۔

اُنیسوین فصل۔ امساک باران کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا نظام الدین بدایونی۔ و مولانا بدر الدین غزنوی و شیخ جمال الدین ہانسوی اور دوسرے عزیز خدمت مین حاضر تھے کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مساک باران شومی اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے جب قحط سالی ہو اور مینہ نہ برسے تو لوگوں کو چاہیئے کہ دعا اور صدقہ اور عبادت میں مشغول ہوں کہ حق سبحانہ تعالےٰ اسکی برکت سے مینہ عنایت فرمائے۔ ایکدفعہ ایک جگہ مینہ نہ برسا اور ایسی خشک سالی ہوئی کہ دریا تک خشک ہوگیا خلق مرنے لگی۔ ساری خلق جمع ہوکر خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی کہ حضرت للہ دعا فرمایئے خواجہ نے فرمایا اچھا نماز کی جگہ جاؤ جب لوگ وہان پہونچے تو خواجہ بھی وہان گئے اور ممبر پر چڑھکر مینہ کی دعا پڑھی اور آسمان کیطرف منہ کرکے کہا کہ خداوندا ان لوگون مین اگر کوئی نیک قدم ہے تو اسکی برکت سے مینہ برسا جون ہی خواجہ نے یہ سخن کہا اسیوقت مینہ برسنے لگا اور سات روز تک ایسا برسا کہ بالکل نہ تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ دہلی مین امساک باران ہوا ایک بزرگ تھے کہ انہین شیخ نظام الدین ابوالموید کہتے تھے خلق انکے پاس جمع ہوئی اور مینہ کی دعا کے لیئے درخواست کی وہ منبر پر آئے اور مینہ کی دعا پڑھی پھر انہوں نے آسمان کیطرف رُخ کیا اور کہا یا اللہ اگر تو مینہ نہ بھیجے گا تو پھر مین کسی آبادی مین نرہونگا یہ کہکر ممبر سے نیچے اتر آئے حق تعالےٰ نے اتنا مینہ برسایا کہ جسکی کوئی حد ونہایت نرہی اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ انسے ملے اور کہا کہ مجھے تو تمہاری طرف سے اعتقاد تھا مین جانتا تھا کہ تمہین حق تعالےٰ کے ساتھ نیاز ہے یہ تمنے کیا کہا کہ اگر تو مینہ نہ برساویگا تو مین کسی آبادی مین نرہونگا۔ شیخ نظام الدین ابوالموید کہنے لگے کہ مین جانتا تہا کہ تمینہ ضرور بھیجیگا۔ خواجہ قطب الدینؒ بولے کہ یہ تمنے کہان سے جانا تھا۔ کہا مین سید نور الدین نور اللہ مرقدہ کے مزار پر گیا تھا اور انہوں نے مجھے مینہ کی دعا سکھائی اور اجازت دی کہ جاؤ اور مینہ کی دعا پڑہو مینہ ضرور برسیگا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایکدفعہ بصرہ مین سخت قحط پڑا اور مینہ نہ برسا خلق نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کیطرف رجوع کیا کہ اگر آپ مینہ کے لیئے دعا فرماوینگے تو امید ہے کہ مینہ ضرور برسیگا جبکہ لوگ آپکے بہت ہی سرہوئے تو آپنے فرمایا اچھا تم سب مسجد جامع مین حاضر ہو جاؤ تاکہ مین مینہ کے لیئے دعا مانگون چنانچہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ نے جمعہ کی نماز پڑہکے پھر ممبر پر چڑہے اور مینہ کی دعا پڑہی اور جبہ و دستار اتار کر جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی اس جامہ کی برکت سے کہ اسپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگا ہے باران رحمت

کو حکم فرما۔ ابھی آپ اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے کہ مینہ برسنا شروع ہو گیا اور سات رات دن تک برستا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ دہلی میں سخت قحط پڑا تمام مشائخ اور خلق شہر سے باہر نکل پڑے اور مینہ کی دعا مانگنے لگے۔ شیخ نظام الدین منبر پر آئے اور اپنا جامہ اتار اور آسمان کیطرف منہ کر کے اُسے ہلانا شروع کیا اور بوندیان آنی شروع ہوئیں پھر خوب مینہ برسا۔ جب شیخ گھر میں آئے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا کپڑا تھا۔ انہوں نے فرمایا یہ میرے والد کا دوپٹہ تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اگر کسی شہر میں مینہ نہ برسے تو اونکو سورۂ دخان زیادہ پڑھنی چاہیئے۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کر کے ذکر میں مشغول ہوئے خلق اور دعاگو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

بیسوین فصل کشف وکرامات کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا شہاب الدین بخاری اور دوسرے عزیز بھی خدمت میں حاضر تھے۔ کشف وکرامات کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش اولیاء کی کرامت حق ہے جیسا کہ انبیاء کا معجزہ مگر سلوک میں آیا ہے فَرَضَ اللّٰہُ عَلٰی اَوْلِیَائِہٖ کِتْمَانَ الْکَرَامَۃِ کَمَا فَرَضَ عَلٰی اَنْبِیَاءِ اِظْہَارَ الْمُعْجِزَۃِ یعنے اللہ تعالےٰ نے اولیاء پر کرامت کا چھپانا ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ انبیا کے لیئے معجزہ کا ظاہر کرنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش ہمارے خواجگان نے سلوک کے پندرہ مرتبے مقرر فرمائے ہیں انہیں پانچوان مرتبہ کشف وکرامت کا ہے اگر سالک اس مرتبہ میں کرامتوں کو ظاہر کرنے لگے تو اُسے جائز نہیں ہے ہان جب یہ پندرہ کے پندرہ مرتبے طے کرلے تو اُسے اُسوقت کشف وکرامت جائز ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ حضرت یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اب سلوک کا مرتبہ تمام ہوگیا اور یہ شخص کمال کو پہونچ گیا فرمایا اگر وہ کسی مردہ پر دم کر دے تو وہ مردہ خدا کے حکم سے زندہ ہو جائے تو اُسوقت سمجھ لو کہ وہ کمالیت کو پہنچ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش حضرت خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز اسی محل پر یہ فوائد فرما ہی رہے تھے کہ ایک عورت روتی ہوئی آئی اور قدموں میں سر دیا۔ اور کہا کہ میں ایک ہی بچہ رکھتی تھی کہ اُسے بادشاہ نے

بیگناہ دار پر کھینچوادیا خواجہ اسکی عرضداشت سنکر کھڑے ہوگئے اور عصا ہاتھ مین لیکر اسکے
ساتھ ہولیئے آپکے اصحاب بھی آپکے ساتھ ہولیئے اور اس دارکشیدہ لڑکے کے پاس پہونچے
ہندو مسلمان کی ایک بھیڑ لگ گئی۔ خواجہ نے کہا الٓہی اگر اسے بیگناہ بادشاہ نے دار پر کھینچا
ہے تو اسے زندہ کردے آپ کہہ ہی رہے تھے کہ وہ لڑکا زندہ ہوگیا اور ساتھ چلنے لگا یہ کرامت
دیکھکر کئی ہزار ہندو مسلمان ہوگئے پھر آپ اصحاب کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ مرد کی کمالیت
اس سے زیادہ نہین ہے جو خواجگان مین ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش میری والدہ بڑی
ہی بزرگ اور صاحب کشف وکرامت تھین ایکدفعہ اُنکے گھر مین چور آیا سب تو سوتے تھے مگر
میری والدہ ہی بیدار تھین اور ذکر حق مین مشغول تھین وہ چور آتے ہی اندھا ہوگیا اور جا نہ سکا
تو گھبراکر کہنے لگا کہ جو مرد اس گھر مین ہے وہ تو میرا باپ اور بھائی ہے اور جو عورت ہے وہ میری
مان اور بہن ہے۔ جو کوئی بھی ہے اسکی دہشت نے مجھے اندھا کردیا ہے میرے لیئے دعا کرو کہ
میری آنکھین کھلجائین مین توبہ کرتا ہون کہ پھر ساری عمر کبھی چوری نکرونگا۔ جب یہ آواز
میری والدہ نے سُنی اُسکے لیئے دعا کی وہ اچھا ہوگیا آنکھین کھلتے ہی چلدیا جب دن ہوا تو
والدہ صاحبہ نے کسی سے کچھ ذکر نہ کیا تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہین کہ ایک شخص دہی
کی ٹھلیا سر پر دھرے اور اپنی بیوی کو ساتھ لیئے چلا آرہا ہے۔ دونون میان بیوی مسلمان
ہوئے اور چوری سے توبہ کی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہاڑ کی طرف گئے ہوئے تھے وہان عبداللہ بن مسعود
بکریان چرارہے تھے آپنے اُس سے دودھ مانگا انہون نے کہا مین امین ہون دے نہین
سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین تھوڑا دودھ
دے اُس نے کہا مین امین ہون مجھے دینے کی اجازت نہین ہے آپنے فرمایا اچھا ایسی
گوسفند لاجو نر کے پاس نہ گئی ہو۔ ایک گوسفند اسطرح کی آپکے سامنے لائی گئی آپنے اپنا
دست مبارک اُسکی کمر پر رکھا اُس نے اتنا دودھ دیا کہ کچھ حد وانتہا نہین رہی پھر آپنے
فرمایا کہ ایک راوی روایت کرتا ہے کہ وہ ابتک حیات تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دست مبارک کی برکت سے پانسیر دودھ دیتی تھی۔ پھر آپنے فرمایا کہ مین ایکدفعہ

غزنین کیطرف مسافر تھا چنانچہ ایک بزرگ کو مینے غار مین پایا وہ بہت ہی بزرگ اور کامل شخص تھا یہ دعاگو غار کے اندر پہونچا اور سلام کیا اُنہنے سلام کا جواب دیا فرمایا بیٹھ مین بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد میری طرف رُخ کیا اور کہا اے عزیز آج تیس برس ہمنے آئے کہ مین اس غار مین ہون اور میری قوت عالم غیب سے ہے اگر کوئی چیز آجاتی ہے تو مین کھالیتا ہون ورنہ ہزار شکر کرتا ہون۔ الغرض جب نماز کا وقت ہوا تو مینے اُسکے ساتھ نماز پڑھی اور مین منتظر رہا کہ کس چیز سے روزہ کھولون ایک خرمے کا درخت اُسکے سامنے تھا اُس بزرگ نے اُسے ہاتھ لگایا اُسمین سے کچھ خرمے جھڑ پڑے پانچ خرمے تو مجھے دئیے اور پانچ خود لئے اور دونون نے کھالئے پانی وہان موجود نہ تھا پس اُس بزرگ نے زمین مین ایک لات ماری اُسیوقت پانی نکل آیا اور دونون نے پانی پیا۔ دعاگو نے آداب بجایا اور جانا چاہا تو اُس بزرگ نے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالکر پانچ دینار زر سُرخ مجھے عطا کئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ مین اور شیخ جلال تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز بداون پہونچے ایکدن مین ڈیوڑھی مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص جغرات فروش آیا وہ بداین کے پاس ایک گاؤن تھا وہان کا رہنے والا تھا وہان کے لوگ لوٹ مار بہت کیا کرتے تھے وہ شخص بھی اُن ہی مین سے تھا الغرض جبکہ شیخ جلال کی نظر اُسپر پڑی تو اُسکا دل اُن سب بُری باتون سے پھر گیا جب شیخ نے دوبارہ اُسکی طرف دیکھا تو وہ شیخ کے پاس آکر مسلمان ہوگیا آپنے اسکا نام علی رکھا پھر وہ اپنے گھر گیا اور اُسیوقت ایک لاکھ جیتل شیخ کی خدمت مین لایا شیخ نے قبول کیا اور فرمایا اسے تو اپنے ہی پاس رکھ جہان جہان مین کہونگا وہان وہان خرچ کردیجیو۔ پھر آپنے اُسے تقسیم کا حکم دیا کسیکو کہا چالیس دے کسیکو کہا پچاس کسیکو بیس کسیکو کم کسیکو زیادہ سے زیادہ ایک سو پانچ تنگ۔ کسیکو کم سے کم پانچ تنگ کا حکم دیا اسی طرح کل تقسیم ہوگئے صرف ایک باقی رہ گیا۔ علی کہتا ہے کہ میرے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ آپ تو پانچ سے کسیکو کم نہین دلواتے اب یہ ایک رہ گیا ہے اگر کسیکو شیخ نے حکم دیا تو مین کیا دونگا۔ مین اسی فکر مین تھا کہ ایک سائل آیا شیخ نے فرمایا کہ اسے ایک درم دے اُسنے اُسے دیدیا اور بہت ہی حیران ہوا۔ جب شیخ جلال وہان سے جانے لگے تو اُسنے کہا مین بھی شیخ کے

ہمراہ چلون شیخ نے نہ مانا تو اُس نے بہت سی لجاجت اور عاجزی کی۔ شیخ نے فرمایا مصلحت یہی ہے کہ تو یہین رہ کیونکہ یہ شہر تیری حمایت مین ہے جب شیخ جلال نے یہ فرمایا تو وہ لوٹ گیا۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کر کے کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر اندر چلے گئے۔ خلق اور دعا گو لوٹ آئے الحمد للہ علی ذالک۔

اکیسوین فصل۔ پیر کی تعظیم کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی مولانا یحیٰی غریب و مولانا نظام الدین بدایونی و شیخ جمال ہانسوی و شیخ برہان الدین ہانسوی اور چند نفر درویش اہل صفا سے حاضر تھے۔ پیر کی تعظیم کا ذکر ہونے لگا۔ کہ پیر کی تعظیم کرنی اہل سلوک کی سنت ہے اُسوقت آپنے فرمایا کہ اے درویش مرید کو چاہیئے کہ جو کچھ پیر فرمائے اُسے دل وجان سے قبول کرے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الدین رح سے پوچھا کہ پیر کا حق مرید پر کیا ہے اُنہون نے فرمایا کہ اگر ساری عمر پیر کو سر پر بٹھائے حج کر جائے جب بھی پیر کا حق ادا نکر سکے۔ دیکھو مین حضرت خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتھ بیس برس تک ہروقت اُنکے ساتھ سفر مین رہا۔ ایکدن ہم دونون ایک ایسے بیابان مین پہونچے کہ وہان کوئی پرندہ بھی پر نہ مارتا تھا حضرت خواجہ تین رات دن تک اُس جنگل مین پھرے پھر معلوم ہوا کہ یہان ایک پہاڑ ہے وہان ایک بزرگ رہتا ہے مجھے آپنے اپنے سامنے بلایا اور دو روٹیان گرم گرم مصلے کے نیچے سے نکالکر دین اور فرمایا جا میر اسلام اُس درویش کو پہونچا مین ویسے رخصت ہوا اور چلتے چلتے اُس بزرگ کے پاس جا پہنچا اور سلام کیا اور وہ دو روٹیان اُس بزرگ کے آگے جا رکھین اُس بزرگ نے ایک تو مجھے عنایت فرمائی اور ایک اپنی افطار کے لئے رکھ لی اور مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالکر چار خرمے نکالے اور کہا کہ یہ شیخ معین الدین کو دیدے مینے وہ خرمے لے لئے اور شیخ کی خدمت مین پہونچا دئیے شیخ از حد خوش ہوئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش پیر کا فرمان مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ہے جو پیر کا فرمان بجالاویگا گویا کہ اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بجایا۔ پھر روزہ کا ذکر ہونے لگا تو آپنے فرمایا حدیث شریف مین آیا ہے لِلصَّائِم

فَرحَتَانِ فَرحَۃٌ عِندَ الاِفطَارِ وَ فَرحَۃٌ عِندَ لِقَاءِ رَبِّہٖ یعنے روزہ دار کے لیئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار کے دیدار کے وقت۔ الحمد للہ کہ یہ طاعت ہمسے تمام ہوئی میں اُسکی نعمت کا امیدوار ہوں پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش ہر طاعت کی ایک جزا معین ہے جیسا کہ صوم کی جزا نعمت دیدار الٰہی ہے۔ پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے سر مراقبہ میں دیا اور دیر تک مراقب رہے پھر آپ اُٹھکر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ خلق اور دعا گو لوٹ آئے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

بائیسوین فصل۔ رنج و مشقت کے بیان مین

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا بہاء الدین غریب و مولانا نظام الدین بدایونی۔ و شیخ جمال الدین ہانسوی اور چند صوفی خانوادہ چشت سے خدمت میں حاضر تھے رنج و محنت کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا اے درویش جو رنج و محنت کہ آدمی کو پہونچتی ہے تو جانتا ہے کہ کہاں سے ہے سمجھ لے کہ اُسکی خیریت اسی میں ہے درد و تکلیف اُسکے لیئے تنبیہ کا باعث ہوتی ہے اور جو شخص سراسر بطالت و بیہودگی پر ہو اُسے کوئی تکلیف نہیں پہونچتی کہ وہ اُس سے اُسے روکے رکھے اُسکے لیئے تو وہ خذلان کا باعث ہے نعوذ باللہ منہا پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ اگر کوئی کانٹا بھی میرے پاؤں میں چبھتا ہے تو میں جانتی ہوں کہ کسوجہ سے ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اتہام لگایا گیا تو وہ اپنی مناجات میں جناب باری سے کہا کرتیں الٰہی میں سمجھتی ہوں کہ یہ اتہام مجھپر کسوجہ سے ہے اور کیوں ہے یعنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تیری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اُنکی تھوڑی محبت میری طرف بھی ہے اسلیئے اُتنی ہی تہمت مجھپر بھی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش جبکہ آدمی کو کوئی درد یا تکلیف پہونچتی ہے تو جب وہ اُسمیں صبر کرتا ہے تو حق تعالیٰ اُسکے گناہونکو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش درد و زحمت یعنی تکلیف اچھی چیز ہے کہ آدمی گناہوں سے بالکل پاک صاف کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ زحمت یعنی تکلیف ہی اُسکے گناہونکے دور ہونیکا سبب ہے پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز بار بار یہ فرمایا کرتے کہ یہ ساری سعادت گناہونکے دور ہونیسے حاصل ہوتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب

فرماتے تھے کہ میں حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا آپکے
سارے جسم میں تکلیف تھی میں نے کبھی نہ سُنا کہ اُنہوں نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو یہی کہا کرتے
تھے کہ الٰہی جو درد و محنت ہو وہ معین الدین کی جان پر نامزد کر دے۔ الغرض میں نے ایک موقع پر عرض
کیا کہ حضرت یہ کیا دعا ہے جو آپ کیا کرتے ہیں اور ایسی ایسی بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں
فرمایا جو کوئی ایسی دعا کرے جان لو کہ یہ اسکے صحت ایمان کی نشانی ہے اور وہ گناہوں سے ایسا
پاک صاف ہو جاتا ہے کہ گویا اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش
حضرت رابعہ بصری رح کی یہ رسم تھی کہ وہ بڑی آرزوؤں سے درد و مصیبت چاہا کرتی تھیں جسدن
کوئی بلا یا تپ نہ چڑھتی تو وہ مناجات کیا کرتیں کہ الٰہی کیا تو نے اس ضعیفہ کو بھلا دیا ہے جو آج تو نے
کسی بلا سے مجھے یاد نہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جبکہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز
کو تپ یا کوئی درد دکھ پہونچتا تو اُسکے شکرانہ میں رات کو ہزار رکعت نماز پڑھتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش
جبکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی صحت کا وقت آیا تو ایک کیڑا آپکے جسم سے زمین پر گر پڑا آپ نے اُسے اُٹھا کر پھر
وہیں رکھدیا اُسنے اس زور سے کاٹا کہ آپ اُس تکلیف سے چیخ اُٹھے اور بیہوش ہو کر گر پڑے اتنے میں
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے ایوب اس کیڑے کو تو گرنے کا حکم ہوا تھا تو نے نافرمانی کر کے
پھر رکھدیا تو جو کوئی نافرمانی کرے اُسکی یہی سزا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش میں ایکدفعہ حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کیخدمت میں حاضر تھا کہ سلطان شمس الدین انار اللہ
برہانہ نے اپنے وزیر کو حضرت شیخ کی خدمت میں بھیجا کہ میرے لیئے آپ فاتحہ و اخلاص پڑھکر دعا مانگیں
کہ مجھے جلد صحت ہو وزیر نے عرض کیا آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ والی دہلی کی صحت کیلئے فاتحہ و اخلاص
پڑھو جب حاضرین پڑھ چکے تو آپ نے وزیر سے فرمایا کہ جاؤ وہ اچھا ہو گیا۔ مگر بیماری کا ہونا صحت ایمان
کی نشانی ہے اور گناہوں سے پاک ہونا ہے۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کرکے رونے لگے اور زبان مبارک سے
فرمانے لگے کہ اے درویش عشاق نے اس راہ میں بلا کو اپنا لقمہ بنایا ہے جسدن کوئی بلا انپر نازل نہیں ہوتی
تو وہ اپنا ماتم آپ کرتے ہیں کہ آج ہمارے دوست نے ہمیں یاد نہ کیا بھول گیا اگر وہ نہ بھولتا تو وہ ہمیں ضرور
کسی نہ کسی چیز سے یاد کرتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش عشاق اور محب جب کسی بلا میں مبتلا ہوتے
ہیں تو اُسکے شکرانہ میں ہزار رکعتیں پڑھتے ہیں کہ دوست نے ہمیں یاد کیا پس اے درویش راہ محبت

میں صادق وہی ہے کہ جو بڑی آرزؤں سے دکھ اور بیماری کو اپنے لئے چاہے کہ رنج وتکلیف اسرار وانوار الٰہی میں ست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش خواجہ منصور حلاج ایک سال تک تپ میں مبتلا رہے مگر اپنی عبادت اور وظیفہ میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی بلکہ اپنے وظیفہ وطاعت سے زیادہ عبادت کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش اہل سلوک لکھتے ہیں کہ درد وزحمت وبلا عاشقوں کے لئے حلوے کی شل ہے کہ جو خوشی کے وقت بچوں کو دیا کرتے ہیں کہ وہ خوش ہوں بس اے درویش اگر بلا و درد میں نعمت نہ ہوتی تو تم صفی اللہ کبھی قبول نہ کرتے اگر راحت بے نہایت نہ ہوتی تو حضرت ایوب اس پر صبر نہ کرتے اور اگر شوق واشتیاق درد وبلا نہ ہوتا تو حضرت داؤد علیہ السلام ہزاروں نیاز کے ساتھ اسکی درخواست نہ کرتے اور سجادہ قبول نہ کرتے۔ اے درویش جملہ انبیاء اور اولیاء اور عشاق نے ہزاروں تمناؤں کے ساتھ بلا ومصیبت کی درخواست کی ہے اور اپنے اوپر لی ہیں۔ اے درویش جو کوئی اس عالم میں سلوک میں ہے وہ خدا کے دوستوں میں ہے اور جو کوئی اس عالم میں ذرہ برابر درد نہیں رکھتا حاشا وکلاوہ ارباب میں نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درویش جب شیخ الاسلام نے یہ لفظ فرمایا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور رونے لگے اور فرمانے لگے کہ ہم مسافر ہیں بلا کے سرے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ بلاؤ دنیا ہی ایکدن ایسا ہوگا کہ ہماری عمر طے ہو جاوے گی اور ہمارا مقام گور دیکھے گا یہ کہکر آپ کھڑے ہو گئے اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

یہ تھے انوار واسرار اور الفاظ دربار جو شیخ الاسلام سے بارہ برس کے عرصہ میں میں نے سنے اور اس مجموعہ میں لکھے گئے اسکے بعد بھی اگر زندگی باقی ہے تو جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے سنونگا انشاء اللہ اسی وقت تحریر کرونگا۔

معذرت از جانب مترجم

چونکہ سوائے اس نسخہ موجودہ کے اور کوئی نسخہ صحیح دستیاب نہیں ہوا اسلئے بعض بعض جگہ اس عبارت کے مناسب کچھ تصرف کیا گیا اور بعض جگہ رہ بھی گیا ہے امید کہ ناظرین معاف فرمائینگے

فوائد الفواد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ جواہر غیبی اور زواہر لاریبی خزانہ تلقین اور نہان خانہ یقین خواجہ راستین الملقب بہ رحمۃ للعالمین ملک الفقرا و المساکین شیخ نظام الحق والشرع والدین متع اللہ المسلمین بطول البقا کے ہین اس خاکسار نے جو کچھ آپکی زبان مبارک سے سُنا خواہ عین لفظ یا معانی بقدر فہم اُن سب کو جمع کرلیا چونکہ اس مجموعہ سے دردمندونکے دل فائدہ اُٹھاتے ہین اسلیئے اسکا نام فوائد الفواد رکھا گیا۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

یکشنبہ ۳ ماہ شعبان ۷۰۷ھ

بندۂ گنہگار خدا کی رحمت کا امیدوار حسن علا سنجری کو کہ اس کتاب کا بانی اور اس معانی کا جامع ہے دولت پابوس اُس شاہ فلک جاہ ملک دستگاہ کی حاصل ہوئی اُسیوقت اُس قطب آفتاب ضمیر نے بے مثل عزت کی نظر سے دیکھ کر میرے چارون خلطون کی آلایش کو دور کردیا اور میرے سر کو کلاہ چار ترکی سے عزت بخشی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ پھر آپنے صلوۃ فریضہ اور چاشت اور چھ رکعت اوابین بعد نماز مغرب اور ایام بیض کے روزے رکھنے کی تاکید فرمائی اور زبان مبارک سے فرمایا کہ توبہ کرنے والا متقی کی برابر ہے کیونکہ متقی وہ ہے کہ جس نے تمام عمر کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو یا کوئی گناہ اُس سے ظاہر نہوا ہو۔ اور تائب وہ ہے کہ جس نے گناہ کیئے ہون اور توبہ کرے۔ پھر فرمایا کہ اس حدیث کے بموجب دونون برابر ہین کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنے توبہ کرنے والا گناہون سے مثل اُسکے ہے کہ جسنے کوئی گناہ نہین کیا پھر اسی محل پر فرمایا کہ جسنے گناہ کیئے ہون اور اُن گناہون سے لذت اُٹھائی ہو جب وہ توبہ کریگا تو ضرور طاعت مین مشغول ہوگا اور اُس سے لذت حاصل کریگا ممکن ہے

کہ ایک ذرہ اُس راحت کا جو اُس نے عبادت مین پایا گنا ہونکے تمام خرمنونکو جلاوے۔
پھر یہ ذکر چھڑ گیا کہ مردان خدا اپنے کو چھپاتے ہین اور حق تعالےٰ انکو ظاہر کرتا ہے تب فرمایا کہ
خواجہ ابو الحسن نوری نور اللہ مضجعہ مناجات کرتے تھے کہ خداوندا تو اپنے شہرون مین اپنے بندون
سے مجکو چھپائے رکھیو کہ اتنے مین ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو الحسن حق کو کوئی چیز نہین
چھپاتی اور حق ہرگز چھپا نہین رہتا۔ پھر یہ حکایت اسی محل پر فرمائی کہ خطہ ناگور مین ایک بزرگ
خواجہ حمید الدین سوالی رہتے تھے اُن سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت یہ تو فرمایئے کہ بعض مشائخ
جب انتقال کرتے ہین تو مرنے کے بعد پھر اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا۔ اور بعض جب انتقال کرتے
ہین تو سارے جہان مین اُنکا شہرہ ہو جاتا ہے اس تفاوت حال کا کیا سبب ہے اُنہون نے
فرمایا کہ جو حالت حیات مین اپنی شہرت چاہتے ہین اُنکی وفات کے بعد انکا نام مٹجاتا ہے اور وہی
امر اُنکی گمنامی کا باعث ہوتا ہے اور جو چھپائے رکھتے ہین اور ظاہر کرنا نہین چاہتے ہین اُنکا نام
مرنے کے بعد سارے جہان مین مشہور ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد مشائخ کبار اور اُنکی ترقی درجات
اور ابدالونکے مراتب کا ذکر شروع ہوگیا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک شخص شیخ عبد القادر
گیلانی قدس سرہ العزیز کی خانقاہ مین آیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص خانقاہ کے دروازہ پر شکستہ
خراب حالت مین پڑا ہوا ہے وہ شخص یہ دیکھکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض حال کیا اور اسکے
لیئے دعا کی درخواست کی۔ شیخ نے فرمایا جب یہ ہو اُسکا ذکر نہ کرو کہ وہ بے ادب ہے اُسنے پوچھا حضور
کیا بے ادبی کی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ وہ ایک ابدالون مین سے ابدال ہے کل یہ مع اپنے دو
یارونکے بحکم طیرانی ہوا پر اُڑا ہوا جا رہا تھا ایک یار تو اُسکا منحرف ہوکر خانقاہ سے دائین طرف کو
ہوکر نکل گیا دوسرا بائین طرف سے گذر گیا۔ یہ ایسا بے ادب ہوا کہ ہماری خانقاہ سے اوپر ہوکر گذرا
اسوجہ سے بے دست و پا ہوکر گر پڑا۔ اور یہ حکایت بھی اسی مضمون مین اس محل پر فرمائی۔ اور
نگاہداشت ادب پیر اور حسن جواب پیر کا ذکر فرمایا کہ ایکدفعہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ روحہ
عید کی رات کو اپنی خانقاہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ چار شخص مردان غیب سے آپکی خدمت
مین حاضر ہوئے آپنے ایک کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم عید کی نماز کہان پڑھو گے اُسنے کہا
مکہ معظمہ مین۔ پھر دوسرے سے پوچھا اُسنے کہا مدینہ شریف مین۔ تیسرے سے پوچھا اُسنے کہا

بیت المقدس میں۔ چوتھے سے پوچھا اُسنے کہا بغداد میں خدمت خواجہ ہی میں حاضر ہوکر نماز پڑھونگا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا انت انهدهم واعلمهم وافضلهم یعنی تو ان میں بہت اچھا اُور اور بہت جاننے والا اور بہت بزرگ ہے۔ اسکے بعد تزکیہ کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ آدمی میں چار چیزون سے کمال پیدا ہوتا ہے۔ کم کھانے۔ کم بولنے۔ خلائق کے ساتھ کم صحبت رکھنے۔ کم سونے سے۔ اسکے بعد بندہ کے جد وجہد کا ذکر ہونے لگا اس بارہ میں یہ دو بیتیں زبان مبارک سے سُنیں ؎

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین	بندہ را اجتہاد باید کرد
نامہ کان را بجشر خواہی خواند	ہم ازین جا سواد باید کرد

جمعہ ۸ ماہ شعبان سنہ ۷۰۸ھ

نماز کے بعد دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ کا ایک غلام ملیح تھا۔ مینے شکرانۂ ارادت میں خواجہ صاحب کے (کہ اللہ انکے ذکر کو خیر کے ساتھ جاری کرے) نذر کرکے اسکو آزاد کیا آپنے میرے حق میں بہت سی دعاے خیر فرمائی۔ اُسیوقت وہ غلام مخدوم عالم کے قدمون میں آپڑا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ الحمد للہ اس درمیان میں خواجہ ادام اللہ برکاتہ نے یہ لفظ زبان مبارک سے فرمایا کہ اس راہ میں خواجگی وغلامی نہیں ہے۔ جو اس عالم محبت میں آیا اُسیکا کام بنگیا۔ پھر اسی اثنا میں فرمایا کہ غزنین میں ایک بزرگ تھا اُسکا ایک غلام تھا زیرک وہ اپنے آقا سے نہایت ہی صدق وصلاحیت اور ارادت رکھتا تھا۔ جب اُس پیر کے انتقال کا وقت آیا مریدون نے پوچھا کہ آپکے بعد کون سجادہ نشین ہوگا کہا زیرک اُس بزرگ کے چار فرزند تھے۔ اختیار۔ اعلٰی۔ احیا۔ اجلا۔ اُنکی نسبت نہ فرمایا۔ زیرک نے عرض کی اے خواجہ آپکے فرزند مجکو کب اجازت دینگے کہ مین آپکی جگہ پر بیٹھون وہ یقینی میرے ساتھ خصومت کرینگے پیر نے فرمایا کچھ غم نکر اور فراغ دلی سے بیٹھ اگر تجھ سے یہ مخاصمت کرینگے تو مین ان کے شر کو تجھ سے دفع کرونگا۔ الغرض پیر جب رحمت حق سے جا ملے زیرک اُنکا جانشین ہوا لڑکون نے جھگڑا شروع کیا اور کہنا شروع کیا کہ تو ہمارا غلام اور تیرا یہ حوصلہ کہ ہمارے باپ کی گدی پر بیٹھے یہ ہرگز نہوگا جب اُنکا فساد زیادہ بڑھ گیا زیرک پیر کے روضہ پر آیا اور عرض کیا اے خواجہ آپنے فرمایا تھا کہ اگر میرے لڑکے تجھ سے مخاصمت ومزاحمت کرینگے تو مین اُنکے شر کو

تجھ سے رفع کرونگا۔ اب وہ میت در پے ایذا ہین۔ آپ اپنے وعدہ کو وفا کیجیے۔ یہ کہکر اپنی جگہ پر آبیٹھا۔ ان ہی دنون مین کافرون نے ناحیہ غزنین مین چڑھائی کر دی بہت سی خلقت اُنسے لڑنے کے لیے گئی یہ چارون لڑکے بھی اُس حرب مین شامل ہوئے اور آخر کا چارون شہید ہوگئے اور وہ مقام نے فراست زیرک کو پہونچا۔ شیخ مذکور کو ارادت کے بعد آپنے دوگانہ نماز کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ نیت نفی ماسوی اللہ کی کرنی چاہیے۔

جمعہ ۱۵ - ماہ شعبان ۷۰۸ھ

نماز کے بعد دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ایک جوالقی آیا اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا خواجہ صاحب (اللہ انکے ذکر کو خیر کے ساتھ جاری کرے) فرمایا کہ اس قسم کے لوگ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین کم راہ پاتے تھے۔ لیکن شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین ہر جنس کے درویش اور سواے انکے اور بھی لوگ آتے تھے۔ پھر فرمانے لگے کہ عوام مین خاص بھی ہوتے ہین چنانچہ اسکے متعلق یہ ایک حکایت فرمائی کہ شیخ بہاء الدین زکریا کے ساتھ تھے ایکدفعہ جوالقیون کی ایک جماعت پر پہونچے اور اُنہین جاکر بیٹھ گئے اُس جماعت مین ایک نور اُنکو معلوم ہوا جب انہون نے خوب غور کی تو ان مین سے ایک شخص کو دیکھا کہ اُسپر نور چمک رہا تھا یہ چپکے سے اُسکے پاس پہونچے اور اُس سے بات چیت کی اور کہا اس قوم مین تو کیا کیا کرتا ہے اور کیون رہتا ہے اُسنے جواب دیا مین اسیلیے ان مین رہتا ہون تاکہ تجکو اے زکریا یہ معلوم ہو کہ ہر عام مین ایک خاص بھی ہوتا ہے پھر اسکے متعلق ایک حکایت فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ ایسی ہی جماعت مین پہونچے ایک شخص کو دیکھا کہ اُسنے دو رکعت مین قرآن مجید تمام کیا وہ بزرگ یہ دیکھکر حیران ہوگئے اور اپنے جی مین کہا کہ تعجب ہے کہ یہ مرد اس مقام پر اس قسم کی عبادت کرتا ہے غالبًا یہ اپنے کام پر مستقیم نہوگا الغرض وہ بزرگ وہان سے چلدیے پھر کوئی دس سال کے بعد انکا گذر اُس جماعت پر ہوا اُس شخص کو اُسی حال پر برقرار دیکھا کہنے لگے کہ اب مجکو حقیقت حال سے آگہی ہوئی کہ ہر عام مین ایک خاص ضرور ہوتا ہے۔

جمعہ ۲۲ - ماہ شعبان ۷۰۸ھ

نماز کے بعد دولت پابوسی حاصل ہوئی فرمایا بین العشائین چھ رکعت نماز پڑھنے کو کہا گیا ہے

تم پڑھتے ہو مینے عرض کیا پڑھتا ہوں پھر فرمایا اور روزے ایام بیض کے مینے عرض کیا وہ بھی
رکھتا ہوں۔ پھر چاشت کی نماز کو پوچھا مینے عرض کیا پڑھتا ہوں۔ پھر آپنے چہار رکعت صلوۃ
السعادت کے پڑھنے کے لیئے بھی حکم فرمایا مُس بندہ سعادت پر سعادت او شامل ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

جمعہ ۵۔ ماہ مبارک رمضان ۷۰۷ھ

نماز سے پہلے دولت پابوسی حاصل ہوئی آپنے فرمایا کہ وقت مقررہ سے پہلے آنیکا کیا سبب ہے
مینے عرض کیا کہ مین نماز تراویح مولانا ظہیر الدین حافظ کے پیچھے پڑھتا ہون وہ ہر روز تین پارے
پڑھتے ہیں۔ بندہ چاہتا ہے کہ دس روز متصل بلا فاصلہ اُنکے پیچھے نماز پڑھ لے تاکہ ختم قرآن مجید
کا ثواب حاصل ہو اگر حکم ہو تو جمعہ کی نماز کے بعد چلا جاؤن تاکہ تراویح وہان جاکر پڑھون فرمایا
بہت خوب ہے۔ اور اسکے مناسب ایک حکایت فرمائی کہ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے
ایک شب حاضران مجلس سے کہا تم مین کوئی ایسا ہے جو دو رکعت نماز پڑھے اور ایک رکعت مین
قرآن مجید ختم کرے۔ حاضرین مین سے کسی نے حامی نہ بھری آخر کار شیخ بہاء الدین ہی آگے بڑھے
ایک رکعت مین ایک قرآن مجید پڑھا اور چار پارے اور پڑھے اور دوسری رکعت مین سورۂ اخلاص
پڑھ کے نماز تمام کی پھر اسکے متعلق یہ بھی فرمایا کہ شیخ بہاء الدین علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے کہ جو کچھ مجکو
پہونچا نماز سے پہونچا مینے مشائخ وقت کے سب ہی اوراد پڑھے مگر ایک چیز مجھ سے نہ ہوسکی اور
وہ یہ کہ مجکو کسی نے خبر دی تھی کہ فلان بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ایک قرآن مجید
ختم کرلیتے ہے مینے ہر چند کوشش کی لیکن مجھسے نہوسکا۔ پھر اسی محل پر یہ حکایت فرمائی کہ قاضی حمید الدین
ناگوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ ایک بزرگ کو اُنہون نے دیکھا اور
اُسکے پیچھے پیچھے چلنا شروع کیا جس جگہ وہ بزرگ قدم رکھتا تھا یہ بھی اُسکے قدم بقدم چلتے تھے چونکہ
وہ پیر روشنضمیر تھا اُسنے پلٹ کر کہا اس ظاہری متابعت سے کیا فائدہ جو کچھ مین کرتا ہون اُسکی
متابعت کرنی چاہیئے قاضی علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہین فرمایا مین ہر روز سات سو
مرتبے قرآن مجید پڑھتا ہون قاضی صاحب سخت متعجب ہوئے اور اپنے جی مین کہا کیا پڑھتے ہونگے
یون ہی خیال کرلیتے ہونگے اُس بزرگ نے پیٹھ پھیر کر کہا مَلْفُوظًا لَا مَوْهُومًا لیعنے موہوم
نہین پڑھتا ہون بلکہ لفظ لفظا پڑھتا ہون جب یہ ذکر خواجہ صاحب نے تمام کیا اعز الدین علیشاہ

سلمہ اللہ تعالیٰ نے کہ ایک مریدان خاص سے تھا سوال کیا کہ حضور یہ کرامت ہے خواجہ صاحب نے
فرمایا بیشک کرامت ہے کیونکہ جو بات عقل میں آئے وہ اور بات ہے اور جو خلاف عقل ہو اور
عقل کی وہان تک رسائی نہو وہ کرامت ہے۔ پھر ذکر مشائخ کی اطاعت کا ہونے لگا فرمایا کہ
شیخ ابو سعید ابو الخیر رح کہا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھکو پہونچا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز سے
پہونچا ایکمرتبہ مجھکو معلوم ہوا کہ حضور نے نماز معکوس بھی پڑھی ہے بس مینے اپنے پاؤنکو رسی سے
باندھا اور سرنگون کیا اور کنوئین مین لٹکا اور نماز ادا کی جب یہ حکایت تمام کی تو اس بندہ کیطرف
طرف آپنے روے مبارک کرکے فرمایا کہ جو کچھ ہوتا ہے حسن عمل سے ہوتا ہے اور اسی سے مقام
پر پہونچتا ہے۔ اگرچہ فیض ایزدی ہر وقت نازل ہے مگر خود بھی جدوجہد کرنی چاہیئے

جمعہ ۵ - ماہ شوال ۷۰۸ھ

نماز کے بعد دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ترک و تجرید مین گفتگو شروع ہوئی اس اثنا مین آپنے
فرمایا کہ ایک درویش تھا اُسکا پیٹ بوجہ فقر و تنگی کمر سے لگ گیا تھا ایک دفعہ راہ مین چلا جارہا تھا
کہ خواجہ محمد بتوہ نے کہ جو ہمارا یار ہے ایک دانگ اُسکے آگے رکھا اُسنے کہا مینے تو آج بہت سی
کھلی پیٹ بھر کر کھالی ہے جسکی قوت سے استغنا حاصل ہے اسوقت مجکو اسکی حاجت نہین
ہے۔ پھر خواجہ صاحب اُسکے رغبت صدق پر تعجب کرکے فرمانے لگے کہ کیا قناعت ہے اور کیا قوت
ہے کیا صبر ہے۔ اسکے بعد اس موقع پر قناعت اور غیر حق سے طمع اٹھا لینے پر فرمایا کہ ایک بزرگ
شیخ علی تھے پاؤن پھیلائے ہوئے خرقہ پاؤن پر ڈالے ہوئے سی رہے تھے کہ اتنے مین خلیفہ
وقت آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا انہون نے سلام کا جواب دیا مگر اُسیطرح اپنے پاؤن پھیلائے
ہوئے سیتے رہے۔ چوبدار نے ہرچند کہا کہ خلیفہ آیا ہے پاؤن سمیٹو بے ادبی نکرو۔ آپنے کچھ
التفات نہ کی غرضکہ خلیفہ جب جانے لگا آپنے ایک ہاتھ خلیفہ کا اور ایک ہاتھ اُس حاجب چوبدار کا
پکڑا اور کہا کہ جبسے مینے اپنے دونون ہاتھ سمیٹ لیئے تو مجکو جائز ہے کہ مین اپنے دونون پاؤن نہ سمیٹون
یعنے جب مینے طمع سے ہاتھ اٹھا لیئے اور طمع نہ کی اور لینا چھوڑ دیا اپنے ہاتھ خود سمیٹ لیئے تو میرے
دونون پاؤن نہ سمیٹنا مجکو زیبا ہے۔ پھر کچھ ذکر اصل سلوک مین چھڑ گیا کہ اصل اصول اس راہ کا
کیا ہے فرمایا کہ ایک شخص خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ والغفران کی خدمت مین ارادت لا

اور خواجہ کے فرمان کا منتظر رہا کہ نماز و اوراد سے کیا ارشاد فرماتے ہیں خواجہ نے فرمایا کہ جو چیز اپنے لیے پسند نہو وہ دوسرے کے لئے بھی پسند نکر اور جو اپنے لئے پسند ہو وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرنا الغرض وہ شخص رخصت لیکر چلا گیا پھر ایک مدت کے بعد آیا اور عرض کیا کہ حضور مین فلان وقت خدمت مین حاضر ہوا تھا اور مین منتظر تھا کہ حضور کوئی درود وظیفہ یا کوئی نماز بتاوینگے مگر اسروز مجھکو کچھ نہین بتایا۔ اب ارشاد فرمایئے۔ خواجہ نے فرمایا اسروز تمکو کیا تختی سکھائی تھی مرید یہ سنکر حیران رہ گیا اور کچھ جواب نہ دیا خواجہ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مینے تمکو یہ سکھایا تھا کہ جو اپنے لیے پسند نہو وہ دوسرے کے لئے بھی پسند نکر اور جو اپنے لئے پسند کرے وہی غیر کے لئے بھی پسند کر۔ تو نے اس تختی کو بھلا دیا اور یاد نہ رکھا۔ جب تو نے پہلی تختی ابھی تک یاد نہین کی دوسری تختی تجکو کیا سکھائی جائے اسکے بعد پھر یہ حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ پارسا بارہا یہ کہا کرتے کہ نماز روزہ اوراد و تسبیح یہ سب دیگ کے مصالح ہین اصل دیگ مین گوشت ہونا چاہیئے۔ جب گوشت ہی نہین ہے تو ان مصالحون سے کیا ہوتا ہے ان سے پوچھا گیا کہ حضرت اسکی کچھ تشریح فرمایئے جو سمجھ مین آئے اُنہون نے فرمایا کہ گوشت سے مراد ترک دنیا ہے۔ نماز روزہ۔ اوراد۔ تسبیح۔ یہ سب اسکے مصالح ہین۔ اول آدمی کو چاہیئے کہ دنیا ترک کرے کسی چیز سے کچھ تعلق نہ رکھے۔ اوراد و وظائف ہون یا نہ ہون اسکا کچھ ڈر نہین مگر دل مین دنیا کی دوستی ہونی یہ بُرائی کی بات ہے کہ اسکے سبب سے تو عبادت اور اوراد کچھ فائدہ نہین دیتے۔ اسکے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اگر روغن اور مرچین اور لہسن و پیاز دیگ مین ڈالین اور پانی ڈالدین تو یہ شوربا بے مزہ ہوا اصل شوربا تو گوشت سے ہی گوشت ہونا چاہیئے یہ اوپری مصالح ہون یا نہون۔ اسکے بعد ترک دنیا کی تحقیق مین یہ لفظ زبان مبارک پر آئے کہ ترک دنیا سے مراد یہ نہین ہے کہ ننگے ہو گئے اور لنگوٹا باندھ لیا اور بیٹھ گئے بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ کپڑا بھی پہنے کھانا بھی کھائے لیکن جو کچھ آئے جائز طریقے سے لے اور اُسکے جمع کرنے کی نیت نہ رکھے اور کسی چیز سے دل اٹکا نہ رکھے یہ ترک دنیا ہے۔

جمعہ ۱۹- ماہ شوال سنہ ؁

نماز کے بعد دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ تصوف کے آداب اور مشائخ کے اشارات اور اُنکے حالات و اصطلاحات کے حاصل کرنیکا ذکر شروع ہوا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ جمال الدین

بسطامی شیخ الاسلام دہلی تھے۔ مراسم و آداب و اہل صفات سے خوب واقف تھے ایکدفعہ ایک کوزہ انکے سامنے لایا گیا جس مین چار جگہ دستگی تھی ایک بزرگ اُسکو دیکھکر کہنے لگے کہ اسکو لقمانی کوزہ کہتے ہین۔ شیخ جلال الدین بسطامی نے کہا کہ اسکو لقمانی کیون کہتے ہین وہ بزرگ اس حال سے واقف نہ تھے خاموش ہو گئے۔ پھر شیخ جلال الدین ہی بولے کہ ایک بزرگ شیخ لقمان سرخسی تھے وہ بڑے بزرگ آدمی تھے اُنکے مناقب و محامد بہت ہین اُنکی حکایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ اُن سے جمعہ فوت ہو گیا تھا یا کوئی امر شرعی واللہ اعلم۔ اسکے سبب سے علماء شہر احتساب کے لیئے روانہ ہوئے کسی نے انکو بھی خبر دی بولے پیادہ پا آتے ہین یا سوار کہا سواری مین آنے مین آپ ایک دیوار پر جبیٹھے ہوئے تھے دیوار سے کہا اللہ تعالےٰ کے حکم سے تو بھی چل دیوار اُسیوقت چلنے لگی غرض مقصود یہ تھا کہ ایک مرتبہ اُنہون نے اپنے مرید سے ایک کوزہ مانگا مرید نے کوزہ حاضر کیا مگر اُسکی کوئی پکڑنے کی چیز نہ تھی آپنے فرمایا کوزہ ایسا ہونا چاہیئے جسمین دستگی ہو مرید دستگی لگا کر لے گیا ہنسکر فرمایا جو دستگی لگا کر لایا تھا اُسکو تو تو نے پکڑ رکھا ہے مین کیونکر پکڑون جا دو دستگی لگا کر لا وہ دو دستگی لگا کر دونون ہاتھون سے دونون دستگیان پکڑ کر لے گیا فرمایا دونون طرف سے تو تو نے پکڑ لیا مین کسطرف سے پکڑون جا تین دستگیان لگا وہ تین دستگیان لگا کر لایا دو تو اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے تیسری اپنے سینے کیطرف کیئے ہوئے شیخ پھر دیکھکر ہنسے اور فرمایا جا چار دستگیان لگا کر لا وہ چار دستگیان لگا کر لایا غرضکہ اس کوزہ کو اسوجہ سے لقمانی کوزہ کہتے ہین

جمعہ ۱۶۔ ماہ شوال سنہ ھ

نماز کے بعد دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ نماز کا ذکر ہونے لگا در امام و مقتدی انکی حضوری کا ذکر فرمانے لگے کہ اول حضوری یہ ہے کہ مصلی جو کچھ پڑھے اُسکے معنونکا دل مین دھیان جمائے پھر فرمایا کہ شیخ بہاء الدین رح کے مریدون مین سے ایک مرید تھا کہ اسکو حسن افغان کہا کرتے تھے صاحب ولایت تھا اور کمال بزرگی رکھتا تھا۔ چنانچہ شیخ بہاء الدین فرماتے تھے کہ اگر قیامت کو مجھ سے پوچھا جائیگا کہ تو ہماری درگاہ مین کیا لایا تو عرض کرونگا حسن افغان خیر یہ حسن افغان ایک گلی سے نکلکر مسجد مین گئے موذن نے تکبیر کہی امام آگے بڑھا جماعت کھڑی ہوئی یہ حسن افغان بھی جماعت مین شامل ہو گئے جب نماز ہو چکی سب لوگ چلے گئے خواجہ حسن چپکے

سے امام کے پاس گئے اور کہا اے خواجہ تو نے نماز شروع کی میں بھی تیرے پیچھے ہولیا تو یہان سے دہلی گیا اور بردے خریدے وہان سے انکو لیکر خراسان پہونچا پھر ملتان لوٹ کر آیا مین تیرے پیچھے پھرتے پھرتے حیران ہوگیا آخر کہو تو یہ کیا نماز ہے۔ اسکے بعد اور آسکی بزرگی فرمانے لگے کہ ایک جگہ مسجد بن رہی تھی خواجہ حسن بھی اُس جگہ پہونچ گئے اہل عمارت سے آپ کہنے لگے کہ اسطرف محراب بناؤ کہ قبلہ اسطرف ہے اُنگلی سے اشارہ کرکے بتایا ایک دانشمند بھی اُس جگہ موجود تھا وہ ان سے بحث کرنے لگا کہ نہین قبلہ اسطرف ہے۔ الغرض ان دونون مین بہت دیر تک بحث رہی آخر کار شیخ حسن نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جس طرف مین کہتا ہون اُس طرف اچھی طرح نگاہ کرکے دیکھ اُس نے جو نگاہ کی تو دیکھتا کیا ہے کعبہ سامنے موجود ہے اور اُسی سمت کو ہے جس طرف خواجہ حسن بتا رہے تھے۔ پھر آپ اور کچھ انکا حال بیان کرنے لگے کہ یہ بالکل بے پڑھے تھے لوگ اکثر کاغذ وغیرہ چند سطرین نظم و نثر بعض عربی مین بعض فارسی مین اور ایک آدھ سطر قرآن مجید کی اُن مین لکھکر لاتے اور ان سے پوچھتے بتاؤ ان سطرون مین قرآن مجید کی کون سی سطر ہے وہ صاف قرآن مجید کی سطر پہ اُنگلی رکھ دیتے لوگ اُن سے پوچھتے کہ تم تو بے پڑھے ہو قرآن مجید تمنے پڑھا نہین تمکو کیونکر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ قرآن مجید ہے تو وہ کہتے کہ اس سطر مین مجکو نور معلوم ہوتا ہے جو اور سطرون مین بالکل نہین پاتا۔ اسی بزرگ کے ہم مثل استغراق نماز کا ذکر ہونے لگا فرمایا کہ ایک شخص تھا اُسکو خواجہ کریم کہا کرتے تھے آخر عمر مین اشتغال دُنیا سے مُنہ پھیر لیا اور واصلان حق سے ہوگیا بارہا کہا کرتے کہ جب تک میری قبر دہلی مین ہے کوئی کافر غلبہ نہ پائیگا حضوری نماز کا اُسکے یہ حال تھا کہ ایک دفعہ دروازہ کمال کے آگے شام کی نماز مین مشغول تھے اور اُن دنون لشکر دنکا خوف تھا اسوجہ سے دروازہ بند ہوجاتا تھا اور اُس وقت کوئی نہ آسکتا تھا نہ جاسکتا تھا دروازہ بند ہونے کے سبب سے اُنکے یارون نے بھی بہت آوازین دیں اور دربانون نے بھی بہت غل مچایا کہ دروازہ بند ہوتا ہے جلد آؤ مگر یہ اپنی نماز ہی مین مشغول رہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو آئے سبنے کہا ہمنے اتنی آوازین دین تمنے ایک بھی نہ سُنی کہا مینے بالکل نہین سُنی اور تعجب ہے کہ جو آدمی نماز مین مشغول ہو اور پھر وہ کسی کی آوازین بھی سُنے۔ پھر فرمانے لگے کہ جب سے اس بزرگ نے خدا کی طرف مُنہ کیا درم دینار کو بالکل ہاتھ مین نہ پکڑا۔ پھر خواجہ (ذکرہ مہ بالخیر) ترک دُنیا اور اُسکی لذات کا ذکر فرمانے لگے

کہ آدمی کو چاہیئے کہ ہمت بلند رکھے۔ دنیا کی آلایش مین نہ پھنسے اور شہوانی خیالات کو دور کرے پھر آپنے یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے ؎

یک لحظہ از شہوتے کہ داری برخیز	تا بنشیند ہزار شاہد و ربیش

پنجشنبہ ۱۰- ماہ ذیقعدہ ۷۰۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی فرمایا آج آنے کا کیا سبب ہے تم تو جمعہ کو آیا کرتے تھے مینے عرض کیا یہ سعادت آج بھی نصیب مین تھی اور جس روز یہ دولت پابوسی حاصل ہو باعث سعادت ہے فرمایا اچھا کیا جو کچھ غیب سے حاصل ہو خوب ہے۔ اسکے بعد صحبت کے اثر کا ذکر ہونے لگا کہ صحبت کو بہت بڑا اثر ہے۔ پھر ترک دنیا کے لیئے آپنے بہت غلو فرمایا اور بہت بیان کیا۔ اور اثناے بیان مین یہ فرمایا کہ ایسا کوئی نہین جس نے ایک کمینی چیز کو چھوڑا ہو اور اُسکو ایک شریف چیز حاصل نہوئی ہو۔

سہ شنبہ ۱۱- ماہ ذیقعدہ ۷۰۸ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ عزیزون کی ایک جماعت سے مثل مولانا وجیہہ الدین پائلی و مولانا حسام الدین حاجی۔ اور مولانا تاج الدین آنکے یا اور مولانا جمال الدین وغیرہ بھی حاضر تھے کہ اتنے مین کھانا لایا گیا اور کہا کہ جو روزہ دار نہین ہے وہ کھانا کھالے۔ چونکہ ایام بیض تھے اکثر اس جماعت سے روزہ دار تھے فقط دو تین آدمیونکے آگے کھانا رکھا گیا اُسوقت آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جب عزیز جمع ہون کھانا آگے لانا چاہیئے اور ہر ایک سے یہ نہ پوچھنا چاہیئے کہ تو روزہ دار ہے یا نہین کیونکہ جو روزہ دار نہوگا وہ خود کھانے لگے گا اس بات کے نہ پوچھنے مین کہ تو روزہ دار ہے یہ حکمت ہے کہ اگر وہ کہے مین روزہ دار ہون تو ریا کا اس مین دخل ہوگا۔ مثلاً اگر وہ روزہ دار مرد راسخ و صادق ہے اور ریا کا اُسپر دخل نہین ہوتا اور وہ کہے کہ مین روزہ دار ہون تو یہ طاعت باطنی اُسکی دفتر علانیہ مین لکھی جائیگی۔ اگر اُسنے چھپایا اور کہا کہ مین روزہ دار نہین تو اُسنے غلط کہا اور اگر سائل کے سوال پر چپ ہو رہا تو استحقار سائل متصور ہے

دوشنبہ ۱۲- ماہ ذیقعدہ ۷۰۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ نیک لوگونکے قدم کی برکت کا ذکر ہونے لگا فرمایا جو جگہ ہے

نیک لوگون ہی کے قدمون کی برکت سے آباد ہے۔ جیساکہ مسجد جامع دہلی خدا جانے کتنے اولیاء
اور بزرگون کے قدم وہان گئے ہونگے کہ وہ مقام بہت بڑی راحت رکھتا ہے پھر آپنے اسی اثناء
مین یہ فرمایا کہ مینے محمود کبیر سے سنا ہے وہ کہتے تھے مینے صبح کے وقت دیکھا ہے کہ ایک بزرگ
جامع مسجد کی سنہری کلسیون کے کنگرون پر کہ جو طاق محراب کے سر پر ہے نہایت سرعت کے ساتھ
مثل پرندہ آتے جاتے تھے مین بیٹھا ہوا انکو دیکھتا رہا جب پو پھٹنے لگی تو وہ اس کنگرون سے نیچے اتر
آئے مین انکے پاس گیا اور سلام کیا مجھ سے پوچھنے لگے تو نے دیکھا مینے کہا ہان دیکھا فرمایا ہر کسی کے
آگے ذکر نہ کرنا۔ اسکے بعد کاتب نے عرض کی کہ پہلے بزرگ جو اپنا احوال پوشیدہ رکھتے تھے اسمین
کیا حکمت تھی فرمایا راز فاش کرنے سے محرومی ہوتی ہے یعنے دوسرے راز کے لیئے اسکو محرم اسرار
نہین بنایا جاتا چونکہ جب ایک نے ایک سے کہا اُسنے اورون سے کہا پھر وہ کہنے والا دوبارہ اُس سے
کوئی راز نہ کہیگا۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور خواجہ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ تعالٰے بارہا غیب کی باتین
زبان پر لایا کرتے تھے۔ فرمایا جسوقت اولیا شوق کے غلبون مین ہوتے ہین اُسوقت عالم سکر مین
کچھ کہہ دیتے ہین۔ لیکن جو کامل ہین وہ کبھی کوئی بات مُنہ سے باہر نہین نکالتے پھر آپنے یہ شعر
دومرتبہ پڑھا ع مردان ہزار دریا خوردند و تشنہ رفتند + پھر آپنے فرمایا کہ اسرار کے ضبط کے
لیئے بڑا حوصلہ چاہیئے۔ ایسے لوگونکا اصحاب صحو کہتے ہین۔ بندہ نے عرض کی کہ حضور اصحاب سکر
کا مرتبہ زیادہ ہے یا اصحاب صحو کا۔ فرمایا اصحاب صحو کا مرتبہ زیادہ ہے۔

چہارشنبہ ۱۴- ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۱۸ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ قبول نفس کا ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو طاعت
یا ورد کہ صاحب نعمت کیطرف سے قبول کیا جاتا ہے اوسکے ادا کرنے مین کچھ اور ہی راحت ہے
پھر آپنے فرمایا کہ کئی ورد جنکو مینے خود اپنے اوپر لازم کر لیئے ہین اور کئی ورد اور ہین جو مینے اپنے
خواجہ سے سُنے ہین۔ اُن دونون مین جو راحت حاصل ہوتی ہے اسمین زمین آسمان کا تفاوت
ہے۔ پھر ترک اختیار کا ذکر ہونے لگا یعنے اپنے اختیار سے کوئی کام نکرنا چاہیئے۔ آپنے
فرمایا کہ جو مرد دوسرے کا محکوم ہو اُس سے بہتر ہے کہ خود حاکم ہو۔ اسکے بعد فرمایا کہ شیخ
ابوسعید ابوالخیر نے جمعہ پڑھنے کے لیئے خانقاہ سے نکلے مریدون سے پوچھا کہ مسجد جامع کا

کونسا راستہ ہے کسطرف کو جانا چاہیئے۔ حاضرین مین سے ایک نے کہا کہ یہ راہ ہے۔ پھر اُن سے پوچھا گیا کہ آپ اتنی مرتبہ جمعہ کی نماز کے لیے گئے اور آپ کو راہ معلوم نہین۔ کہا مین جانتا ہون لیکن مینے اسلیئے پوچھا کہ مین دوسرے کا محکوم رہون تو اچھا ہے۔ اسکے بعد ترک وطن اور گھر کی محبت اور اسکی مثل دیگر امور کے بارہ مین آپ وعظ فرماتے رہے اور یہ ابیات پڑھتے رہے ؎

دشت وکہسار گیر ہمچو وحوش
قوت عیسے چو ز آسمان سازند
خانہ را گر برائے قوت کنند

خانمان را بمان بگربہ و موش
ہم بدان جا بش خانہ پردازند
مور و زنبور و عنکبوت کنند

یعنے مثل وحوش جنگل وکہسار اختیار کر۔ گھر بار کو چوہے بلیون سب کے لیئے چھوڑ۔ تو دیکھتا نہین کہ حضرت عیسے گھر کو چھوڑ کر آسمان کو پہونچے اور وہین گھر بنالیا۔ خداتعالے انہین وہین رزق دیتا ہے۔ جنہون نے گھر کو روزی بنا رکھا ہے وہ کون ہین چیونٹیان۔ بھڑین۔ مکڑیان مراد یہ ہے کہ تو ان جیسا مت ہو۔

یکشنبہ ۳ ماہ محرم سنہ ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ طاعت کا ذکر چھڑ گیا۔ فرمایا طاعت لازمی ومتعدی دونون طرح کی ہے۔ طاعت لازمی وہ ہے کہ اسکی منفعت اسی طاعت کرنے والے کے نفس کو پہونچے مثلاً نماز روزہ۔ حج۔ اوراد۔ تسبیحات وغیرہ۔ اور طاعت متعدی وہ ہے جس سے دوسرون کو بھی نفع پہونچے خواہ وہ اتفاقی ہو یا اشفاقی۔ اور جہانتک ہوسکے دوسرون پر لطف ومہربانی زیادہ رکھے یہ ہے طاعت متعدی اسکا ثواب بیحد ہے۔ طاعت لازمی مین اخلاص کی بڑی ضرورت ہے جب قبولیت کے درجہ کو پہونچتی ہے اور لازمی متعدی طاعت مین اسکی ضرورت نہین جس طرح کریگا ثواب کا مستحق ہوگا۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

پنجشنبہ ۷۔ ماہ محرم سنہ ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ولایت اور وَلایت کا ذکر شروع ہوا۔ فرمایا کہ شیخ کو ولایت بھی ہوتی ہے اور وَلایت بھی۔ ولایت وہ ہے جو مرید کو خدا تک پہونچادے اور طریقت کا ادب سکھلائے اور جو اسکے اور خلق کے درمیان ہے اسکو وَلایت کہتے ہین اور جو حق کے ساد

ولایت و وَلایت

اُسکے درمیان ہے اسکو ولایت کہتے ہین اور وہ خاص محبت ہے۔ جب شیخ دنیا سے
سفر کرتا ہے تو اپنی ولایت اپنے ساتھ لیجاتا ہے۔ مگر ولایت جسکو وہ چاہتا ہے سونپ جاتا ہے
اگر وہ لایق نہین دیکھتا تو خداتعالے جسکو لایق دیکھتا ہے اسکی ولایت اسکو سونپ دیتا ہے
مگر ولایت اسکی اُسکے ساتھ ہی رہتی ہے اور وہ اپنے ساتھ لیجاتا ہے۔ اسی کے متعلق ایک
حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ نے مرید کو ایک بزرگ کی خدمت مین بھیجا دریافت کرایا کہ شب کو
بساط عالم پر کیا گذری اُسنے جواب دیا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ العزیز کا انتقال ہوگیا
پھر اُس بزرگ نے آدمی بھیجکر دریافت کرایا کہ انکی ولایت کسکو دی گئی اُنہون نے کہا اسکی مجکو
خبر نہین جو معلوم ہوا اُسکا مینے اعلام کردیا پھر اُس بزرگ کو معلوم ہوا کہ وہ ولایت شمس العارفین کو
کو دی گئی وہ بزرگ شبکو شمس العارفین کے دروازہ پر آئے شمس العارفین پہلے سے بولے پہلے ہی
بولے خدائے عزوجل کے بہت سے شمس العارفین ہین کونسے شمس العارفین کو دی گئی۔ اسکے
بعد شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل رح کی حکایت
فرمائی کہ جب وہ تعلیم وتحصیل کے مدرس مین گئے مدرس نے پوچھا کہ نجیب الدین متوکل تم ہو
کہا مین نجیب الدین متاکل یعنے کھانے والا ہون متوکل کب ہوسکتا ہون۔ پھر مدرس نے
پوچھا کہ تم شیخ الاسلام فریدالدین کے بھائی ہو کہا بظاہر تو مین ہون لیکن معنوی کی نسبت مجھے معلوم نہین
پھر کچھ اصحاب نعمت کی بخشایش کا ذکر ہونے لگا فرمایا اصحاب خدمت کے حق مین بڑی نظرین
ہوتی ہین اسی اثنا مین آپنے یہ فرمایا کہ ایک امیر صاحب نعمت ذفتوت تھا کبھی کبھی قاضی عین القضاۃ
علیہ الرحمۃ کے پاس کچھ خرچ بھیجا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپنے کسی ضرورت سے دوسرے شخص
سے بھی کچھ طلب کیا اُسنے اُسیوقت حاضر کیا۔ اُس امیر نے سُنا اور بہت آزردہ ہوا اور قاضی صاحب
کو لکھا کہ تمکو دوسرے سے نہین لینا چاہیئے تھا یہ دولت آپنے دوسرونکو کیون عطا فرمائی یہ تو میرا ہی
حصہ تھا آپنے لکھا تو اس مصلحت سے آزردہ نہو دوسرونکو بھی حصہ پہنچنا چاہیئے تو اُن مین سے
نہو کہ ایک کہتا تھا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا یعنے اے اللہ تو مجھپر اور محمدؐ پر
رحم کر اور کسی پر رحم نہ کر۔ اور اُن لوگون مین سے نہو کہ جیسا کسی نے کہا ہے ؎

اے باغبان بیا و در باغ باز کن	چون من در آیم وہب من در فراز کن

پیٹھے اے باغبان آ اور دروازہ کھول جب مین اور میرا معشوق اندر آجائے تو دروازہ بند کرلے۔ اسی روز امیر حسن میرا بھتیجا مرید ہوا اور شمس الدین اور اسکا بھائی بھی محلوق ہوا اور اسی روز شیخ جمال الدین ہانسوی کا نواسہ بھی محلوق ہوا اور مولانا برہان الدین غریب سلمہ اللہ تعالیٰ نے تجدید محلوق کی اور شیخ عثمان سیوستانی علیہ الرحمۃ نے کلاہ کی درخواست کی آپ نے عطا فرمائی اور شمس الدین کو خرقہ عنایت فرمایا وہ دن بڑی ہی راحت کا تھا۔ اسی محل پر آپ نے ایک حکایت شیخ بدرالدین غزنوی رح کی فرمائی کہ جب وہ شیخ کی خدمت مین آتے تو سر ننگا کر لیتے۔ شیخ یہ بیت زبان پر لاتے ع

بحقیقت چراغ کشتہ شود	چون برون رفت از سرش روغن

چہار شنبہ ماہ جمادی الاول سنہ ۷۰۸ھ

خضر آباد کے لشکر سے آکر دولت پابوسی حاصل کی۔ مردان غیب کا ذکر ہونے لگا کہ جسکو طاعت ومجاہدہ مین عالی ہمت اور قابل دیکھتے ہین اوسکو بچاتے ہین۔ اسی اثنا مین آپنے فرمایا کہ نصیر ایک جوان تھا بدایون کا رہنے والا مینے اوس سے سُنا کہ وہ کہتا تھا میرا باپ ایک مرد واصل تھا اسکو کسی نے آواز دی وہ باہر آیا ہمنے اندر سے اتنا تو سُنا کہ سلام علیک ہوئی اور اتنا یہ بھی سُنا کہ اچھا مین بال بچونکو وداع کہہ آؤن اُنہون نے کہا اتنی فرصت کہان۔ پھر نہ معلوم ہوا کہ وہ اور میرا باپ کہان گئے۔ اسی محل پر شیخ شہاب الدین سہروردی رح کی حکایت فرمائی کہ اُنہون نے ایک کتاب لکھی ہے اُسمین اُنہون نے لکھا ہے کہ ہمارے عہد مین ایک جوان تھا اُسکو قزوینی کہا کرتے تھے اللہ اُسپر رحمت نازل کرے اُسکے گھر مین مردان غیب جمع ہوا کرتے تھے چنانچہ نماز کے وقت خلق کے ساتھ کھڑے ہوجاتے تھے۔ ایک ان مردان غیب سے امامت پر کھڑا ہوجاتا تھا جماعت کے لوگ قرارت کی آواز اور تسبیح وغیرہ سب سُنتے تھے مگر اُسکو نہین دیکھتے تھے۔ قزوینی کو سب کچھ دکھائی دیتا تھا۔ شیخ شہاب الدین فرماتے تھے کہ ان ہی مردان غیب سے ایک نے قزوینی کے ہاتھ میرے پاس مہرہ بھیجا تھا اور وہ میرے پاس ہے۔ پھر اسی محل پر ایک حکایت فرمائی کہ ایک شخص کا نام علی تھا ہر بار مردان غیب اُسکے حجرہ کے دروازہ پر آتے اور سلام علیک کرتے۔ خواجہ علی ہمیشہ ہی آواز سُنتا تھا چنانچہ ایسا کئی مرتبہ ہوا ایک دن

سب کے سب آئے اور کہا سلام علیک خواجہ علی نے کہا اے مردو تم آتے ہو اور یہی سلام کر کے آواز دیتے ہو مگر کبھی دکھلائی نہیں دیتے جب سے اُنہوں نے یہ بات کہی پھر کبھی آواز نہ سنی اس بندہ کمینہ نے عرض کیا کہ خواجہ علی نے یہ بات جو کہی شاید گستاخی سے کہی۔ فرمایا ہاں یہ اُس نے ازراہ خوش مزاجی کہا اس لیئے وہ اس دولت سے محروم ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اول تو مردان غیب آواز دیتے ہیں اور اپنی آواز سُناتے ہیں بعد اسکے پھر ملاقات کرتے ہیں۔ پھر اُسکو لیجاتے ہیں اس حکایت کے آخر میں آپنے زبان مبارک سے یہ فرمایا کہ کیا مقام ہے اور کیا راحت ہے اُسکے لیئے جسکو وہ یہاں سے لیجاتے ہیں۔

دو شنبہ ۱۹۔ ماہ جمادی الاول ۷۱۸ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ سلوک کا ذکر ہونے لگا کہ اس راہ کا چلنے والا کمال کیطرف منہ رکھتا ہے یعنے سالک جب تک سلوک میں ہے کمالیت کا امیدوار ہے۔ پھر فرمایا سالک ہے واقف ہے۔ راجع ہے۔ سالک وہ ہے جو اس راہ چلے۔ واقف وہ ہے جسکو اس راہ میں وقفہ ہو۔ بندہ نے عرض کی کہ سالک کو بھی وقفہ ہوتا ہے۔ فرمایا ہوتا ہے جبکہ سالک کی طاعت میں کچھ فتور واقع ہو جاتا ہے جیساکہ طاعت میں ذوق حاصل نہو تا بس جان لو کہ وقفہ ہوا اگر جلد اُس نے اس بات کو پالیا اور توبہ کی پھر سالک ہو گیا۔ اگر عیاذاً باللہ اسیطرح رہا تو خوف ہے کہ راجع ہو جائے۔ اسکے بعد آپنے اس راہ کی لغزشیں سات قسم کی فرمائیں۔ اعراض۔ حجاب تفاصل۔ سلب مزید۔ سلب قدیم۔ تسلی۔ عداوت۔ انکی تفصیل اس طور پر بیان فرمائی کہ مثلاً دو دوست ہوں عاشق و معشوق مستغرق محبت درمیان میں عاشق سے اگر کوئی حرکت یا کوئی تحویق کسی قسم کی ظاہر ہوا اور وہ دوست کے ناپسند ہو تو وہ اس سے اعراض کرے گا یعنی منہ پھیر لیگا تو اُسوقت عاشق کو لازم ہے کہ فی الفور استغفار میں مشغول ہو اور معذرت کے درپے رہے یقین ہے کہ اُسکا دوست اُس سے راضی ہو جاویگا اور جو ذرا سا کچھ اعراض واقع ہوا تھا وہ جاتا رہیگا اور اگر وہ محب اُسی خطا پر اصرار کیئے جائے اور اُسکا عذر نہ چاہے تو وہ اعراض حجاب تک پہونچ جائیگا اور وہ معشوق حجاب کرنے لگے گا جبکہ حضرت خواجہ (ذکرہ اللہ بالخیر) اس حجاب کی مثل پر پہونچے آپنے ہاتھ اُٹھایا اور آستین اپنے روئے مبارک کے آگے کر لی اور فرمایا مثلاً

ایسا حجاب محب و محبوب میں واقع ہو تو محب کو چاہیئے کہ عذر تقصیر کرے اور توبہ کرنے میں لگا رہے اگر اُسنے اسمیں تساہل کیا تو نتیجہ اُسکا یہ ہوگا کہ وہ حجاب تفاصل تک پہونچیگا یعنی وہ اُس سے جدائی اختیار کریگا پس اول اعراض کچھ زیادہ نہ تھا جب عذر نہ چاہا حجاب ہوا اور جب اسپر بھی مصر رہا تو تفاصل واقع ہوا اور جب اسپر بھی توبہ استغفار نہ کی سلب مزید ہوگیا اُسکی طاعت وعبادت کا ذوق بالکل چھین لیا گیا پس اگر اسپر اُسنے غفلت کی اور عذر نہ چاہا اور اُسی گمراہی پر رہا سلب قدیم کی نوبت پہونچ گئی جو کچھ طاعت وراحت مزید سے پہلے تھی وہ بھی چھین لی گئی اگر یہاں بھی اُس نے توبہ تقصیر نہ کی تو اسکے بعد تسلی ہے تسلی کے یہ معنی ہیں کہ اسکا دوست اُس کی جدائی سے آرام پانے لگا پس اگر جب بھی وہ عذر تقصیر سے غافل رہا اور تساہل میں رہا عداوت پیدا ہوئی یعنے وہ محبت عداوت سے بدل گئی۔ نعوذ باللہ منہا بالراس والعین۔

دوشنبہ ۲۵۔ جمادی الاول ؁

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ کھانا کھلانے کی فضیلت کا ذکر نکلا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ خلق کو کھانا دینا بڑی عمدہ چیز ہے اسی اثنا میں آپنے فرمایا کہ خواجہ علی پسر خواجہ بزرگ شیخ رکن الدین (حشرہم اللہ بالخیر اجمعین) کفار تتار کی چڑھائی کے وقت پکڑا گیا اور چنگیز کے پاس لایا گیا ایک مرید اُس خانوادہ سے وہاں حاضر تھا اور اُسکی وہاں بڑی عزت تھی اور بڑا کہنا سنتا تھا جب خواجہ علی کو اُس نے اسیر دیکھا سخت حیران ہوا اور سوچتا رہا کہ اسکی خلاصی کی کیا تدبیر کرون اور کس پہلو سے چنگیز خان کے روبرو اسکا ذکر کرون اگر مین کہون کہ یہ فلان بزرگ خاندان کا ہے تو وہ کیا جانے اگر مین اسکی طاعت وعبادت کا ذکر کرون تو اُسے کیا اثر ہو آخر سوچ سوچ کر چنگیز خان کے پاس گیا اور یہ کہا کہ اسکا باپ بڑا شخص تھا خلائق کو کھانا کھلایا کرتا تھا اسکو چھوڑ دینا چاہیئے اُسنے کہا اپنے لوگونکو دیا کرتا تھا کہ بیگانون کو اُسنے کہا اپنونکو تو سب ہی دیا کرتے ہین مگر اسکا باپ بیگانونکو کھانا دیا کرتا تھا چنگیز خان اس سے بہت خوش ہوا کہ بیشک بڑا آدمی وہی ہے جو خلق خدا کو کھانا دے پس اُسیوقت حکم دیا کہ اسکو چھوڑ دو پھر ایک خلعت دیا اور معذرت چاہی۔ اسکے بعد خواجہ (ذکرہ اللہ بالخیر) نے فرمایا کہ کھانا کھلانا کل مذہب مین بہتر ہے۔ اسکے بعد خطرہ اور عزیمت اور فعل کا ذکر شروع ہوگیا فرمایا اول خطرہ ہے یعنی لول جو

خیر دل میں آوے اُسکے بعد عزمیت یعنی اُس اندیشہ میں دل بندھ جائے اُسکے بعد فعل ہو یعنی وہ عزمیت فعل کے درجہ پر پہونچے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ عوام کی پکڑ فعل پر ہی جبتک کوئی فعل اُن سے نہیں ہوتا پکڑ نہیں کیجاتی۔ مگر خواص سے خطرہ پر بھی مواخذہ ہے چاہیئے کہ ہردم ہر لحظہ خدا ہی کیطرف دوڑے کیونکہ خطرہ اور عزمیت اور فعل سب خدا ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ہرحال میں حق تعالےٰ کی پناہ ڈھونڈھتا رہے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رح کہتے کہ کوئی خطرہ میرے دلپر ایسا نہیں گذرا کہ میں اُسکے فعل سے متہم نہیں ہوا اگرچہ ہرگز وہ فعل مینے نہیں کیا اور نہ مجھ سے سرزد ہوا۔ ایک دفعہ ایک درویش صادق اُنکی خانقاہ میں آیا شیخ ابوسعید ابوالخیر رح نے اُسکو دیکھا اور اُسکی بلندی کمال کو معلوم کیا افطار کے وقت پانی کا کوزہ اپنی لڑکی کے ہاتھ اُسکے پاس بھیجا لڑکی چھوٹی تھی مگر نہایت ادب و حرمت کے ساتھ اُس درویش کے روبرو لے گئی۔ شیخ ابوسعید کو اپنی لڑکی کا ادب بہت پسند آیا اور جی میں خیال کیا کہ الٰہی کون ایسا نیک بخت ہوگا جسکے نکاح میں یہ لڑکی آئیگی جب شیخ علیہ الرحمۃ کے دل میں یہ خطرہ گذرا تو حسن موذن کو جو خانقاہ کا خادم تھا کہا بازار میں جاؤ اور خبر لاؤ کہ شہر میں کیا غل ہو رہا ہے۔ حسن موذن بازار گیا اور پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آج مینے ایسی بات سُنی ہے کہ کوئی کان اُسکے سُننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ شیخ نے کہا بیان تو کرو کہا کس زبان سے بیان کروں میری زبان سے کہا بھی جاے۔ شیخ نے اجازت دی اور کہا کچھ ڈر نہیں جو تمنے سُنا ہے کہدو۔ حسن نے کہا بازار میں ایک آدمی دوسرے آدمی سے یہ کہہ رہا تھا کہ میاں شیخ ابوسعید اپنی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ شیخ ہنس پڑے اور جی میں کہا یہ اُس خطرہ کا مواخذہ ہے۔ جب خواجہ نے یہ حکایت تمام کی بندہ نے عرض کی کہ اس حکایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر اپنے عہد میں بڑے نیک بخت ہو گزرے ہیں فرمایا بے شک اچھے لوگوں میں سے تھے۔ پھر کچھ ذکر استقامت توبہ کا ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا۔ اگر کوئی شراب سے توبہ کرلے البتہ حریف اور اُسکے جلیس اُس سے مزاحمت کرینگے اور پھر بار شراب پینے اور ذوق حاصل کرنے کی جگہ کی ترغیب دیکر بلائینگے تاکہ پھر وہ شراب پینے اور ہمارا ساتھی ہو۔ یاد رکھو یہ بات اُسوقت ہوگی جب تک اُسکے دلمیں ذراسی بھی

رغبت ہوگی۔ اگر توبہ کرنے والا اس اندیشہ سے بالکل دل صاف کریگا تو پھر کوئی حریف یا
جلیس اس ارادہ سے اسکے پاس نہیں آئیگا۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ دیکھو جبکا ذکر معصیت اور
فسق سے لوگ زبان پر لاتے ہیں یہ جب ہی تک ہے کہ جب تک اسکے دلمیں فسق و معصیت
کی رغبت ہے لیکن جب توبہ کرنے والا اپنے دل کو ان تمام ناشایستہ باتوں سے پھیر لیگا
کسی شخص کا دل بھی جرم و خیانت سے یاد نہ کریگا یہ باتیں ہیں دلیل استقامت توبہ کی۔
یعنی تائب جبتک سر توبہ پر مقیم ہے نہ اسکو کوئی معصیت سے یاد کریگا نہ فسق سے اسکا نام
زبان پر لائیگا۔ اگر وہ گناہ کی طرف مائل ہوگا اور اس معصیت پر اسکی رغبت ہوگی تو بیشک اس سے
مزاحمت کیجائیگی اور لوگوں کی زبان پر اسکے فسق و فجور کا ذکر آوے گا۔
پھر کچھ ذکر فرقہ حیدریہ کا ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ ترک بچہ تھا اور درویش
صاحب حال تھا جب چنگیز خان نے چڑھائی کی اور ہندوستان کا اس نے رخ کیا تو ان دنوں
وہ یاروں کے پاس آیا اور کہنے لگا اے یارو کیا کرتے ہو بھاگو وہ لوگ غالب آئیں گے انہوں نے
پوچھا بات تو کہو کیونکر جانا کہ وہ لوگ غالب آئینگے کہا ایک درویش کو اپنے ساتھ لا رہے ہیں اور
اسکی پناہ میں آرہے ہیں میں نے اس سے کشتی لڑی اس نے مجکو دے مارا اس سے مجکو معلوم ہوگیا
کہ وہ لوگ یقینی غالب آئینگے تم سب بھاگ جاؤ اسکے بعد وہ ایک غار میں گیا اور جاتے ہی گم ہوگیا
پھر اسکا کچھ پتہ نہ چلا مگر وہ بات اسکے کہنے ہی کے مطابق ہوئی۔ اسکے بعد بندہ نے عرض کی
کہ یہ حیدریہ گروہ ڈالے طوق و زنجیر وغیرہ لوہے کی چیزیں کیوں ہاتھ اور گردن میں ڈالتے ہیں یہ
اسکی متابعت کرتے ہیں فرمایا ہاں یہ اسکی متابعت کرتے ہیں لیکن اسکو ایک ایسا حال واقع
ہوا تھا کہ وہ لوہا گرم کر کرکے پکڑا کرتا تھا اور اپنے ہاتھ سے طوق وغیرہ بنا لیا کرتا تھا کبھی ہاتھ
میں پہنتا تھا کبھی گلے میں ڈال لیتا تھا غرضکہ لوہا اسکے ہاتھ میں موم تھا یہ لوگ خالی لوہا ہاتھ گلے
میں ڈال لیتے ہیں ان کو وہ بات کہاں نصیب۔ پھر یہ ذکر ہونے لگا کہ زندگی تو وہ ہے کہ جو
درویش حق کے ذکر میں مشغول رہتا ہو۔ پھر فرمانے لگے کہ ایک بزرگ تھے انکو میرک گرامی کہا
کرتے تھے۔ ایک درویش کو یہ آرزو ہوئی کہ اسکی زیارت کو چلیئے اور اس درویش کو یہ کرامت تھی
کہ جو خواب دیکھتا تھا وہ سچ ہوتا تھا اور اسکے خواب کی تعبیر بعینہا وہی ہوتی تھی جیسا وہ دیکھتا تھا

جب اسے میرک گرامی کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو رستہ مین ایک جگہ ٹھیرا جب سو گیا تو خواب مین
یہ سنا کہ میرک گرامی مر گئے صبح کو اٹھ بڑا افسوس کیا کہ مین اتنی دور ناحق آیا اب کیا کیا جاے پھر کہا
خیر اتنی دور سے تو آیا ہے لوگون سے اُسکی قبر کا پتہ پوچھکر اُسی کی زیارت کر تا چل یہ خیال کر کے آگے
بڑا جب اُس جگہ پہونچا جہان وہ رہتے تھے تو ہر کسی سے پوچھنا شروع کیا کہ میرک گرامی کا مزار کہان
ہے لوگون نے کہا میان وہ تو زندہ ہین تو مزار کیسا پوچھتا ہے۔ یہ درویش حیران رہ گیا اور جی مین
کہا کہ میرا خواب کیسے جھوٹا ہو گیا الغرض میرک گرامی کی خدمت مین آیا اور سلام کیا اُنھون نے
سلام کا جواب دیا اور کہا اے خواجہ تیرا خواب سچا تھا کیونکہ مین ہمیشہ یاد حق مین مشغول رہتا
تھا آج کی شب میری آنکھ لگ گئی اسوجہ سے عالم مین دونڈی پٹ گئی کہ میرک گرامی مر گیا۔

پنجشنبہ ۱۳- ماہ جمادی الثانی ۷۱۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی روزہ کا ذکر شروع ہوا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ روایت ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر سال تین مہینے کے روزے رکھتے تھے لیکن یہ معلوم نہین کہ وہ
تین ماہ کون سے ہین۔ پھر فرمایا کہ آداب درویشی یہ ہے کہ ثلث سال روزہ رکھے یعنی سال مین
چار مہینے روزہ دار رہے پھر فرمایا کہ اُسکو بانٹا ہے۔ وہ لوگ کہ تین مہینے کے روزے رکھتے
ہین وہ محرم و ذی الحجہ کے بھی رکھتے ہین اور دس روزے روزہاے متبرکہ سے رکھتے ہین
اسطرح بھی ثلث سال ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اسکو دوسری طرح سے بھی تقسیم کیا ہے یعنی
اگر ہفتہ مین دو روزے رکھے مثلاً دوشنبہ و پنجشنبہ تو بھی ثلث سال ہو جاویگا۔

پھر کچھ ذکر صائم الدہر ہونے کا ہوا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من صام
الدھر کلہ لا صام ولا افطر اور دوسری حدیث مین آیا ہے من صام الدھر تضیق علیہ
جھنم وعقد التسعین بظاہر دونون حدیثین متضاد ہین اب ان دونون حدیثون مین اسطرح
مطابقت ہوگی من صام الدھر لا صام ولا افطر کے یہ معنی ہوئے کہ جسنے ہمیشہ روزہ رکھا یعنی
عیدین اور ایام تشریق مین بھی بس گویا وہ ایسا ہے کہ نہ اُسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔ اور
دوسری حدیث کے یہ معنی کہ جسنے ہمیشہ روزہ رکھا اور وہ پانچ روزے افطار کیے تو اُسپر دوزخ
اسطرح تنگ ہو جائیگا جیسے عقد انامل مین نوے کا عدد یعنی دوزخ مین اُسکے لیے گنجایش ہی نہوگی

اسکے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اسکو عادت ہوجاتی ہے روزہ کی تکلیف اسکو معلوم نہین ہوتی پس اُس روزہ مین زیادہ ثواب ہے جس مین نفس پر زیادہ تکلیف گذرتی ہے اور وہ داؤدی روزہ ہے کہ ایکروز روزہ رکھے اور دوسرے دن افطار کرے یعنی ایک دن بیچ کرکے روزہ رکھے۔

چہار شنبہ ۱۹- ماہ جمادی الثانی سنہ ۷۰۸ھ

صلوٰۃ الخضر

دولت پابوسی حاصل ہوئی اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کے بعد پانچ سلام سے دس رکعت نماز پڑھے۔ صلوٰۃ الخضر اور اُن مین دس سورتین آخر قرآن مجید سے پڑھے۔ پھر فرمایا کہ اس نماز کو صلوٰۃ خضر کہتے ہین تحقیق یہ ہے کہ یہ نماز حضرت خضر کی ہے تاکہ جو کوئی اس نماز کو ہمیشہ پڑھے گا خضر علیہ السلام سے ملاقات کریگا۔ اسکے بعد سنتون مین سورتونکا معین ہونا بیان فرمایا۔ فجر کی سنتون مین فاتحہ کے بعد الم نشرح اور الم ترکیف۔ ظہر کی چار سنتون مین قل یا ایہا الکافرون سے لے کر قل ہو اللہ تک۔ اور فرض کے بعد دو سنتون مین آیۃ الکرسی اور آمن الرسول۔ مغرب کی دو سنتون مین سورۂ کافرون اور قل ہو اللہ احد۔ عشا کی سنتون مین آیۃ الکرسی۔ آمن الرسول شہد اللہ قل اللہم مالک الملک۔ وتر مین۔ انا انزلنا اور قل یا ایہا الکافرون اور سورۂ اخلاص۔

پنجشنبہ ۲۷- ماہ جمادی الثانی سنہ ۷۰۸ھ

صبر جمیل بر وفات عزیز

سعادت پابوسی حاصل ہوئی صبر جمیل کا ذکر شروع ہوا یعنی خلق اپنے عزیزونکی وفات پر بخلاف اسکے کہ جزع و فزع کرے صبر کرے تو خوب ہے۔ رونا پیٹنا۔ چلانا۔ یہ عمدہ بات نہین ہے اس درمیان مین آپنے فرمایا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ بقراط حکیم کے بیس لڑکے تھے ایک روز سب بیٹھے تھے کہ چھت آپڑی اور بیسونکے بیسون ایک دم سے مرکر رہ گئے جب یہ خبر حکیم بقراط کو پہونچی اُسنے بہت استقلال سے کام لیا اور اپنے چہرہ پر ذرا سا تغیر بھی نہ معلوم ہونے دیا اسی کے مناسب حال ایک اور حکایت ہے کہ کسی نے مجنون سے کہا لیلی مرگئی کہا یہ مدت بعجب ہے کہ مین کیون کسیکو دوست رکھون جو وہ مرجاوے۔ پھر رات ہوگئی وہ رات تھی جمعہ کی ایک عورت آپکی خدمت مین حاضر ہوکر بیعت ہوئی آپنے عورتونکی صلاحیت کے ثمرہ کا ذکر بیان فرمایا اسی اثنا مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ اندرپت مین ایک عورت تھی کہ عفت و صلاحیت مین

غایتہ درجہ بڑھی ہوئی تھی چنانچہ بار ہا شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کی زبان مبارک پر آیا کہ وہ عورت مرد ہے جسکو خدا تعالےٰ نے عورتون کی صورت مین بناکر بھیجا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ درویش جب دعا کیا کرتے ہین پہلے نیک عورتون کا وسیلہ پکڑتے ہین (کیونکہ صالح عورتین کم ہوتی ہین) پھر نیک لوگون کا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو شیر کہ بن سے نکلتا ہے اُس سے کوئی یہ نہین پوچھتا کہ شیر نر ہے یا مادہ یعنی آدمی کو لایق ہے کہ طاعت و تقوی سے معروف ہو خواہ مرد ہو یا عورت۔ پھر آپنے پارساؤن کی فضیلت پر یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے ؎

	گر نیک ام مرا از ایشان گیرند		ور بد باشم مرا بدیشان بخشند	

یعنے اے پروردگار اگر مین نیک ہون مجکو اُن نیک لوگون مین سے نیک کر۔ اور اگر مین بد ہون تو مجکو اُنکے طفیل سے بخشدے۔

سہ شنبہ ۱۴۔ ماہ رجب ۷۰۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ سے پوچھا کہ کن لوگون کے ساتھ تیری مصاحبت رہتی ہے بندہ نے آپکے بزرگ یارون مین سے نام لیئے اور عرض کیا کہ اُنکی خدمت مین رہتا ہون۔ فرمایا خوب ہے اور یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی۔ ؎

	با عاشقان نشین و غم عاشقی گزین		با ہر کہ نیست عاشق کم کن اندر قرین	

پھر فرمایا کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رح کا یہ قول ہے کہ مشائخ کرام کا طریق یہ ہے کہ جب کسی کے حال سے معلوم ہونا چاہتے ہین تو پہلے پوچھ لیتے ہین کہ کس کے ساتھ صحبت رکھتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کس قبیلے سے ہے یعنی اُسکا حال اور طریق معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر لیلۃ الرغائب کی فضیلت کا ذکر ہونے لگا فرمایا کہ رغائب رغبت کی جمع ہے یعنی اس رات مین بہت سی چیزین ہین پھر فرمایا کہ ایک نماز لیلۃ الرغائب ہے جو کوئی اسکو پڑھیگا اُس سال وہ نہ مریگا۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص ہمیشہ اس نماز کو پڑھا کرتا تھا جس سال اُسکی موت آنے والی تھی وہ سال گذر گیا اور نماز لیلۃ الرغائب اُس شب کو پڑھنی نصیب نہوئی دن کو اُسکا انتقال ہو گیا۔ پھر کچھ ذکر نماز حضرت خواجہ اویس قرنی کا ہونے لگا فرمایا کہ یہ نماز رجب کی تیسری چوتھی۔ پانچوین کو پڑھی جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ تیرہوین چودھوین اور پندرھوین کی بھی ایک روایت ہے۔ اور ایک روایت تیئیسوین چوبیسوین پچیسوین

کی ہے۔ اسکے بعد آپنے اس نماز کی فضیلت بہت کچھ بیان فرمائی اور اسی محل پر آپنے یہ ایک حکایت بیان فرمائی کہ مدرسہ معزی میں ایک دانشمند تھا اُسکو مولانا زین الدین کہا کرتے تھے۔ یہ شخص بڑا نادر آدمی تھا جو مسئلہ اُس سے لوگ پوچھتے فوراً بتا دیتا اور شافی جواب دیتا اور مباحثہ میں دانشمندانہ بحث کرتا ایک دن لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی تحصیل کہانتک ہے۔ آپنے صاف کہدیا کہ بھائی مینے نہ کچھ پڑھا ہے نہ کسی سے کچھ سیکھا ہے نہ کسی کی شاگردی کی ہے صرف بات یہ ہے کہ جب مین بوڑھا ہونے لگا تو مینے حضرت خواجہ اویس قرنی رح کی نماز پڑھکر دعا کی کہ الٰہی مین بوڑھا ہو گیا اور مینے کچھ نہ سیکھا۔ خداوندا مجھے علم عطا فرما۔ حق تعالےٰ نے اس نماز کی برکت سے علم کا دروازہ مجھپر کھولدیا اب جو مسئلہ مشکل ہوتا ہے مین اُسکی اچھی طرح شرح کر لیتا ہون اور عمدہ طور سے بیان کر لیتا ہون"۔ اس حکایت کے بعد آپنے فرمایا کہ آخر رجب مین بھی درازی عمر کے لئیے ایک نماز آئی ہے۔ اس باب مین آپنے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ والغفران اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مینے نظام الدین پسر شیخ ضیاءالدین پانی پتی سے سُنا ہے کہ جس سال شیخ بدرالدین غزنوی رح فوت ہوئے اُس سال اُنہوں نے وہ نماز نہ ادا کی جب اُن سے کہا گیا کہ اب کی برس آپنے وہ نماز کیون نہ پڑھی فرمایا میری عمر مین اب کچھ باقی نہین رہا۔ چنانچہ اُس سال اُنکا انتقال ہوا۔

سہ شنبہ ۲۳- ماہ رجب ۷۱۷ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ کعبہ کی خرابی اور اُسکی تعمیر کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کو دو بار خراب کرینگے تیسری مرتبہ کعبہ آسمان پر اُٹھا لیا جائیگا اور یہ امر آخر زمانہ مین ہوگا پھر قیامت قائم ہو جائیگی اور یہ بات اسطرح ہوگی کہ جب قیامت قریب ہوگی لوگ بت لاکر کعبہ مین رکھین گے اور قبیلہ اوس کی عورتین وہان آکر ناچین گی۔ اُسوقت کعبہ کو آسمان پر اُٹھا لینگے۔

چہار شنبہ ۱۵- ماہ شعبان ۷۱۷ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ کو حضور نے آگے بلایا اور فرمایا کہ تمکو ہمیشہ طاعت وعبادت اور اوراد وادعیہ مین مشغول رہنا چاہیئے اور اگر مطالعہ کتاب مشائخ ہو تو وہ بھی خوب ہے غرضکہ

بیکار نہ رہنا چاہیئے۔ پھر آپنے مجکو خاص خلعت کے ساتھ مشرف فرمایا۔ اور کلاہ اور کرتہ مرحمت فرمایا۔ الحمد للہ علے ذلک۔

چہار شنبہ ۲۵۔ماہ شعبان سنہ ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی قرآن مجید کی تلاوت اور شب کے قیام کا ذکر اور اُن لوگون کا جو مسجد مین قیام کرتے ہین بیان ہونے لگا بندہ نے عرض کیا کہ اگر اپنے گھر مین قیام کرین تو کیسا۔ فرمایا اپنے گھر مین ایک سیپارہ پڑہنا مسجد مین قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے پھر یہ ذکر ہونے لگا کہ پہلے زمانہ مین دمشق کی مسجد مین ایک شخص اس غرض سے شب بیداری کرتا اور ساری ساری رات قیام کرتا کہ شیخ الاسلام کا لقب مجکو ملے۔ یہ سنکر خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور یہ لفظ زبان مبارک سے فرمائے کہ اول شیخ الاسلامی کو جلا پھر خانقاہ کو آگ دے۔ پھر خود جل جا۔ پھر اس درمیان مین یہ حکایت بیان کی کہ ایک بقال تھا خدا اُسپر رحمت کرے پچیس برس تک وہ روزہ دار رہا اور کسیکو اُسکے حال سے اطلاع نہوئی یہانتک کہ اُسکے گھر والون کو بھی اس بات کی اطلاع نہوئی۔ اگر گھر مین ہوتا تو ایسا ظاہر کرتا کہ کچھ دکان پر کھالیا ہے اگر دُکان پر ہوتا تو یہ بتلاتا کہ گھر سے کھا کر آیا ہون۔ پھر آپنے فرمایا کہ اصل نیت درست ہونی چاہیئے کیونکہ خلق کی نظر عمل پر ہے اور خدا تعالے کی نظر نیت پر ہے۔ اگر نیت خاص خدا کے لیئے ہے تو تھوڑا عمل بھی بہت ہے۔ اسکے بعد اسی بات مین یہ حکایت بھی بیان فرمائی کہ دمشق کی جامع مسجد کے متعلق وقف بہت ہے اور اُسکا متولی ایسا قوی حال ہے کہ گویا دوسرا بادشاہ وہ ہے۔ اگر بادشاہ کو حاجت ہو تو متولی سے قرض لے۔ الغرض ایک درویش نے اس اوقاف کی طمع مین مسجد جامع دمشق مین طاعت عبادت شروع کی تاکہ شہرت کمال کو پہونچے اور لوگ مستحق سمجھ کر اسکی تولیت میری سپرد کرین۔ ایک مدت تک اس غرض سے اُسنے عبادت کی مگر کسی نے اُسکا نام تک بھی نہ لیا۔ آخر کار ایک رات اس عبادت ریائی سے بہت پشیمان ہوا اور خدا تعالے سے عہد کیا کہ الٰہی مین تیری عبادت خاص تیرے ہی لیئے کرونگا کسی طمع سے نکرونگا۔ یہ عہد کرکے وہ درویش نیک نیتی سے عبادت کرنے لگا۔ خدا کی قدرت چند ہی روز کے بعد سبکی یہ تجویز ہوئی کہ اس شخص کو اس جگہ کا متولی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اسکی تولیت کے لیئے اُسکو بلایا گیا اُسنے انکار کر دیا اور کہا کہ مین اس ارادہ سے باز آیا ہون

اسکے لیئے بہت کوشش کی جب مینے اس ارادہ کو فسخ کر دیا تو اسکی تولینا مجکو دی جاتی ہے الغرض اُسنے قبول نہ کی اور طاعت الٰہی مین مشغول رہا۔

جمعہ ۹-ماہ رمضان ۷۱۸ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ حاضرین مین سے ایک شخص نے کہا کہ ایک شخص بڑا نیک تھا اور درویشونکی خدمت کا بڑا مشتاق رہتا تھا مینے اُس سے کہا کہ ہمارے خواجہ کی خدمت مین کیون نہین آتا۔ اُسنے جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ بیعت کے ارادہ سے گیا تھا وہان مینے جابجا بے خوان نچے دیکھے مشعلین روشن پائین۔ یہ دیکھکر میرا اعتقاد بدل گیا اور وہان سے لوٹ آیا۔ جب یہ ذکر خواجہ صاحب نے سُنا تو ہم سب حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہان جابجا بے خوان و مشعل کب تھی یہ کہکر آپنے تبسم کیا اور فرمایا چونکہ اُسکی قسمت مین دولت بیعت نہ تھی اسیلیئے اُسکو ایسا دکھائی دیا اسی اثنار مین بندہ نے عرض کیا کہ اگر جا بجا خوان و مشعلین بھی ہون تو اعتقاد بدلنا کیا معنی آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ بعضونکا ذرا سی چیز سے بھی اعتقاد پھر جاتا ہے۔ اور بعض لوگ پکے اعتقاد کے ہوتے ہین اور ارادت مستحکم رکھتے ہین۔ پھر پیر کے فرمان کی نگاہداشت کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز دست بدعا تھے کہ آپنے فرمایا کوئی ہے جو اس دعا کو یاد کرے۔ مین سمجھ گیا کہ مقصود حضرت کا یہ ہے کہ یہ یاد کرے مین حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو بندہ یاد کرلے آپنے وہ دعا مجکو سکھائی مینے کہا ایک مرتبہ مین آپ کے روبرو پڑھ لون تو مجکو یاد ہو جائیگی فرمایا اچھا پڑھو جب مینے پڑھی تو ایک جگہ ایک اعراب کی اصلاح فرمائی اور کہا اسطرح پڑھ مینے اُنکے فرمانے کے بموجب اُسیطرح پڑھا اگرچہ جسطرح مینے پڑھا تھا اُسکے معنی بھی بنتے تھے مگر مینے اُنکے فرمانے کو مدنظر رکھا غرضکہ تھوڑی دیر مین وہ دعا یاد ہو گئی مینے عرض کی کہ حضور وہ دعا مجکو اب یاد ہو گئی اگر حکم ہو تو پڑھون۔ فرمایا پڑھو مین نے اسیطرح پڑھ کر سنا دی۔ جب مین خدمت شیخ سے رخصت لیکر باہر آیا تو مولانا بدرالدین اسحاق علیہ الرحمۃ والغفران مجھ سے کہنے لگے کہ تمنے بہت اچھا کیا کہ یہ اعراب اُسیطرح پڑھا جسطرح کہ حضرت شیخ نے فرمایا تھا۔ مینے کہا اگر سیبویہ (جو اس علم کا واضع ہے) اور دوسرے لوگ بانی نحو مین سب کے سب آئین اور مجھ سے کہین کہ یہ اعراب نہین اسطرح ہے تو مین ہرگز

ئ مانون اور اُسیطرح پڑھون جس طرح کہ شیخ نے فرمایا۔ مولانا بدرالدین بولے کہ بھائی یہ آداب
جو تم مین ہین ہم مین سے کسیکو بھی میسر نہین ہین۔ پھر کچھ آداب خدمت پیر کا ذکر ہونے لگا آپ
فرمانے لگے کہ مینے شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ
مینے اپنی عمر مین ایک مرتبہ اپنے پیر حضرت خواجہ قطب العالم قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز
کی خدمت مین جرأت کی ہے اور وہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ مینے حضرت شیخ سے ایک چلہ کی اجازت
چاہی کہ مین ایک چلہ کھینچون اور عزلت اختیار کرون حضرت قطب العالم قدس سرہ العزیز نے
فرمایا کہ کچھ حاجت نہین۔ اس سے شہرۃ پیدا ہوتی ہے اور ہمارے بزرگون کا یہ طریق نہین
ہے۔ مینے جواب دیا کہ میری شہرت کی نیت بالکل نہین ہے مین شہرۃ کے لیے چلہ نہین کھینچنا
چاہتا۔ حضرت شیخ قطب العالم قدس سرہ العزیز خاموش ہو رہے۔ اسکے بعد جو مجھے خیال آیا
کہ تو نے کیون جواب دیا اور حکم کے مطابق کیون نہ کیا مین ساری عمر پچتایا اور بہت سی
استغفار پڑہی جب یہ حکایت تمام کی تو خواجہ صاحب (اللہ اُنکے ذکر کو خیر کے ساتھ جاری
کرے) کہنے لگے کہ مجھ سے بھی ایک دفعہ خدمت شیخ مین بے قصد ایک جرأت ہوئی ہے
اور وہ یہ تھی کہ ہمارے حضرت کے پاس ایک عوارف کا نسخہ تھا اُس سے آپ فوائد بیان
فرمایا کرتے تھے مگر وہ نسخہ ایسا زدہ اور باریک لکھا ہوا تھا کہ اُس مین آپکو ذرا دقت ہوتی تھی
مینے ایک نسخہ صاف و صحیح شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ کے پاس دیکھا تھا مجھے وہ یاد
آگیا اور عرض کیا کہ شیخ نجیب الدین صاحب کے پاس ایک نسخہ ہے وہ بہت صحیح ہے۔ آپکو
میرا کہنا ناگوار خاطر ہوا۔ اُسیوقت زبان مبارک سے فرمایا کہ درویش کو اس زدہ کی تصحیح کی
کہان قوت۔ یہ لفظ آپنے دو تین بار فرمائے مجھے کچھ خبر نہین کہ آپ ناراضی سے فرما رہے ہین
یا راضی سے۔ اگر میرے دل مین کوئی بات ہوتی یا قصداً کچھ کہا ہوتا تو مین گمان کرتا کہ شاید
میرے باب مین آپ کچھ فرما رہے ہین جب دو تین بار آپنے اسطرح کہا تو مولانا بدرالدین اسحٰق
علیہ الرحمۃ والغفران نے کہا کہ شیخ تمہین کو کہہ رہے ہین۔ مین فوراً اُٹھا اور سر ننگا کرکے
آپکے قدمون مین جا پڑا اور عرض کی کہ نعوذ باللہ میرا یہ مقصود نہین تھا اور نہ حضرت کی طرف
کوئی کنایہ تھا مینے ایک نسخہ دیکھا تھا فقط اُسکے ذکر کا مقصود تھا اور میرے دل مین کسی قسم کی

کوئی بات نہ تھی ہر چند میں معذرت کرتا تھا مگر اثر ناراضائی شیخ پاتا تھا جب میں وہاں سے اٹھا تو مجکو غم ایسا طاری تھا کہ بیان سے باہر خدا وہ دن پھر نہ دکھلائے حیران تھا کہ کیا کرون مضطرب ہوکر باہر آیا ایک کنوئیں پر پہونچا چاہا کہ اس میں ڈوب مرون۔ پھر سوچا کہ یہ بھی بدنامی کا باعث ہے اس محنت و حیرت و مصیبت میں سراسیمہ وار گریہ وزاری کرتا ہوا جنگل کو نکل گیا خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میرا اسوقت کیا حال تھا۔ الغرض حضرت کا ایک لڑکا تھا شہاب الدین اسکا لقب تھا میری اسکی کمال دوستی تھی جب اسکو میرے اس حال سے خبر ہوئی شیخ کی خدمت میں گیا اور میرا حال بہتر طریق سے بیان کیا۔ حضرت نے شیخ محمد علیہ الرحمۃ کو میری تلاش کے لئے بھیجا وہ مجھے حضرت کے پاس لے گئے میںنے قدمون میں سر دیا آپ خوش ہو گئے۔ دوسرے روز آپنے مجھے اپنے روبرو بلایا اور بہت سی شفقت و مہربانی فرمائی اور کہا کہ میںنے تو تیرے تکمیل حال کے لئے یہ امر کیا تھا اور یہ لفظ میںنے اسروز آپ کی زبان مبارک سے سُنے کہ پیر مرید کا مشاطہ ہوتا ہے پھر آپنے مجھے خلعت عنایت فرمایا اور لباس خاص سے مجکو مشرف کیا۔ الحمد للہ رب العالمین

چارشنبہ ۲۳۔ ماہ رمضان ؁

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ طاعت الٰہی میں جد و جہد کا ذکر شروع ہوا آپنے زبان مبارک سے فرمایا اول اول جب آدمی طاعت الٰہی شروع کرتا ہے البتہ اُسکے نفس پر گران گذرتا ہے اور دشوار نظر آتا ہے لیکن جب یہ صدق کے ساتھ خوض کرتا ہے تو حق تبارک و تعالیٰ اسکو توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ کام اُسپر آسان ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ہر ایک کام کا قاعدہ ہے کہ اول مشکل معلوم ہوا کرتا ہے جب اس کام کو کرنے لگتے ہیں تو آسان ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ نے بارہا چاہا کہ جامع الحکایات لکھواؤن چونکہ وجہ معاش تنگ تھی اس لئے اسباب کتابت اور اجرت نساخ عظیم سے متعذر تھے اگر کاتب میسر ہوتا تھا تو دام پاس نہوتے تھے اور اگر دام ہوتے تو اور اسباب کتابت کاغذ وغیرہ نہوتا تھا۔ الغرض ایکدن نسخ لکھنے والا کاتب حمید لقب علیہ الرحمۃ انکی خدمت میں آیا شیخ نجیب الدین نے کہا میں مدت سے چاہ رہا ہون کہ جامع الحکایات لکھواؤن مگر کیا کرون کچھ بن نہیں پڑتا۔ حمید نے کہا کچھ آپکے پاس اسوقت موجود بھی ہے۔ شیخ نے کہا ایک درم ہے حمید نے کہا اچھا وہی لاؤ

غرضکہ حمید نے اس ایک درم کا کاغذ خرید کر لکھنا شروع کیا۔ تو ایک سہل سی بات ہے کہ اس ایک درم کا کاغذ ہی کیا آیا ہوگا مگر چونکہ کام رواں ہوگیا تھا اور ابھی وہ کاغذ ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ اور فتوح ہوئی اس میں کاغذ اور دیگر اسباب وغیرہ لیا گیا اور اجرت کتابت بھی نکل آئی پھر اور متواتر فتوح ہوئی اور وہ کتابت بہت جلد ایک خوبی کے ساتھ تمام ہوگئی مقصود یہ ہے کہ جب کوئی کام شروع کیا گیا اور لگاتار اسکو کیا ضرور سب انجام کو پہونچا۔

پھر کچھ ذکر حقایق مناقب شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ والرضوان اور آپکی خوبی اعتقاد کا ذکر ہونے لگا فرمایا میں ایک روز انکی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا میں نے انکی طرف منہ کرکے کہا کہ ایکمرتبہ میرے لئے سورہ فاتحہ اس نیت سے پڑھیں کہ میں قاضی ہوجاؤں شیخ نجیب الدین علیہ الرحمۃ چپ ہوگئے بولے نہیں میں سمجھا کہ شاید انہوں نے سنا نہیں۔ پھر دوسری مرتبہ کہا کہ حضرت ایکدفعہ سورۂ فاتحہ اس نیت سے پڑہئے کہ میں قاضی ہوجاؤں پھر بھی کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے تیسری مرتبہ کہا تو آپ ہنس پڑے اور کہا (تو قاضی مشو چیزے دیگر شو) یعنی تو قاضی نہ ہو کچھ اور ہو۔ الغرض خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اس کام سے آپکو ایسی گریز تھی کہ اسکے لیئے فاتحہ بھی نہ پڑھی۔

پھر کچھ ذکر آمرزش کا ہونے لگا فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کیسہ میں کسی شخص کے ایک ہی درم ہو اور حاجت کے وقت اسکے نکالنے کے لیئے ہاتھ ڈالے اور وہ کہیں کونے میں لگ گیا ہو اور اسکے ہاتھ نہ آئے اور یہ گمان کرے کہ گم ہوگیا۔ تو یقینی وہ مغموم ہوگا حق تعالے اسکی مفلسی وتہیدستی کے سبب مغموم ہونے سے اسکو بخشدیگا۔ پھر آپنے فرمایا یہ آمرزش اسکے لیے نہیں ہے جسکے پاس بہت سے درم ہوں اور ان میں سے ایک گم ہو وہ ایسا مغموم نہوگا جیسا وہ مغموم ہوگا جسکے پاس ایک ہی درم ہو۔ بس اسکے لیئے کہ جسکے پاس ایک ہی درم ہو اور گم ہوجائے اور وہ مغموم ہو تو حق تعالیٰ کی مہر بخشش ومغفرت ہے۔ یہی روز اس معانی کے کشف کا تھا اور یہی روز آپکی خلعت وکفش خاص کی بخشش کا۔ الحمد للہ رب العلمین۔

چہارشنبہ ۱۰ ماہ رمضان ۷۰۹ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ آپ بالاخانہ دہلیز پر تشریف فرما تھے متصل ہی زینہ کا دروازہ تھا جب بندہ نے آداب بجا لایا آپنے اشارہ سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھو میں زینہ کی سیڑھی

کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ ہر بار ہوا سے زینہ کا کواڑ بند ہو ہو جاتا تھا میں نے ایک ہاتھ سے اُسے پکڑ لیا تاکہ پھر ہوا سے بند نہو۔ تھوڑی دیر میری طرف آپ دیکھتے رہے کہ کواڑ پکڑے ہوئے ہے فرمایا کیوں پکڑ رکھا ہے چھوڑ دو بندہ نے عرض کیا کہ میں نے اس در کو پکڑ رکھا ہے اب کیونکر چھوڑ دوں۔ آپ نے تبسم کیا اور فرمایا کہ تم نے اس در کو پکڑا ہے اور مضبوط پکڑا ہے۔ آسکے بعد آپ نے فرمایا کہ شیخ بہاؤالدین زکریا چہ بار ہا کہتے کہ ہرجائی نہو ایک در پکڑو اور مضبوط پکڑو۔ پھر آپ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دیوانہ صبح کے وقت دروازہ پر کھڑا تھا جب دروازہ کھولا گیا خلقت باہر آئی ہر ایک اپنی اپنی ضرورت کی جگہوں پر جانے لگا کوئی ادھر گیا کوئی اُدھر گیا۔ کوئی آگے۔ کوئی پیچھے ہر شخص ایک ایک طرف کو ہولیا۔ دیوانہ یہ دیکھکر بولا کہ یہ لوگ کیوں پریشان ادھر اُدھر پھرتے ہیں جب ہی تو منزل مقصود کو پہونچتے نہیں اگر سب کے سب ایک راہ ہو کر چلیں تو منزل مقصود کو جلد پہونچ جائیں۔ پھر قلت طعام اور اُسکی منفعت اور زیادہ کھانے کی مضرت کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ سوائے دو شخصوں کے اور کسی کو پیٹ بھر کر کھانا روا نہیں۔ ایک وہ کہ جسکے پاس مہمان آیا ہو اگر سیر بھی ہو تو اُسکی خاطر سے اور کھانا کھالے دوسرے روزہ دار کو کہ جسکے پاس سحری کھانے کو نہو اور وہ جان لے کہ پچھلے کے لئے کچھ نہیں ہے تو سیر ہو کر کھالے۔ پھر دعائے ماثورہ کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا اگر کوئی کسی رنج وبلا میں گرفتار ہو اور وہ کسی علاج سے دفع نہوتا ہو تو جمعہ کو عصر کی نماز کے بعد سے مغرب تک اور کسی کام میں نہ لگے فقط ان تین ناموں کے ذکر میں مشغول رہے یہ تین نام ایک ایک دفعہ پڑھے یَااَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ خدا چاہے بالکل اس رنج سے خلاصی پائے۔

دعائے ماثورہ برائے دفع رنج و بلا

شنبہ ۲۸ - ماہ شوال ۷۰۸ھ

سعادت پابوسی میسر ہوئی۔ یہ وہ دن تھا کہ جس دن اس بندہ کمینہ نے ان معانی کے جمع کرنے کی نسبت عرض کیا تھا۔ وہ وقت اچھا تھا اور خلوۃ باراحۃ تھی بندہ نے آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ اس غلام کو کچھ عرض کرنا ہے اگر ارشاد ہو تو عرض کروں فرمایا کہو۔ بندہ نے عرض کیا کہ سال سے زیادہ ہوا کہ میں حضور کی بندگی میں ہوں جس دن سے مجھے سعادت پابوسی حاصل ہوئی جو فوائد کہ میں نے زبان مبارک سے سُنے خواہ وہ کلمات وعظ ونصیحت کے ہوئے یا ترغیب طاعت

کے یا احوال و حکایات مشائخ علیہ الرحمۃ غرضکہ ہر باب پہ جو کلمات روح افزا اس کاتب کے کان
مین پہونچے انہین بقدر اپنی فہم کے لکھا مین چاہتا ہون کہ وہ میرے لیئے دستور نامہ اور دلیل
راہ ہو۔ اور زیادہ تر جمع کرنے کی یہ وجہ بھی ہوئی کہ حضور نے زبان مبارک سے بارہا فرمایا ہے کہ
مشائخ علیہ الرحمۃ نے جو کتابین سلوک مین لکھی انکو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے سو مین کوئی
مجموعہ بھی انفاس جان بخش سے زیادہ بہتر نہین سمجھتا۔ بندہ نے جو کچھ الفاظ زبان مبارک سے سنے
وہ سب کے سب جمع کیئے ہین اور ابتک اسکا اظہار نہین کیا ہے فرمان کا منتظر ہے جو ارشاد ہو اسپر
عمل کیا جائے۔ جب خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ التماس سُنی تو آپ نے یہ حکایت فرمائی کہ مین جب
شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا تو میرے دل مین بھی یہ بات
آئی کہ جو کچھ آپکی زبان مبارک سے سُنتا جاؤن گا لکھتا جاؤنگا۔ جسدن کہ دولت پابوسی نصیب ہوئی
پہلا سخن جو آپنے زبان مبارک سے فرمایا اور مینے سُنا وہ یہ تھا ؎

	سیلاب اشتیاق جانہا خراب کردہ		اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	

پھر مینے چاہا کہ کچھ اپنے اشتیاق کا حال عرض کرون کہ مجھپر دہشت غالب ہوگئی اور اتنا ہی کہنے
پایا کہ اشتیاق پابوسی بہت ہی بڑھا ہوا تھا۔ شیخ نے جب مجھپر دہشت کا اثر دیکھا تو زبان مبارک
سے فرمایا لِکُلِّ دَاخِلٍ دَهْشَةٌ الغرض اسدن جو کچھ خواجہ صاحب نے فرمایا اور مینے سُنا اپنے
مقام پر آکر سب لکھ لیا پھر تو معمول کر لیا کہ جو کچھ مین سُنتا تھا لکھ لیتا تھا۔ پھر مینے حضرت شیخ رح
سے بھی عرض کر دیا پھر تو یہ بات ہوگئی کہ جو حکایت یا اشارہ بیان کرتے تو فرماتے کہ تو حاضر ہے
اگر مین کہین گیا ہوا ہوتا اور پھر خدمت مین حاضر ہوتا اور آپ کوئی فوائد بیان کر چکتے تو پھر اُسکا
اعادہ فرماتے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ انہین دنون مین جو مینے ایک کرامت
دیکھی وہ یہ تھی کہ کسی نے سپید کاغذ کی جلد بندھی ہوئی کتاب مجھے دی مینے اُسپر شیخ کے فوائد
لکھنے شروع کیئے اور اُسکے اوپر مینے یہ لکھدیا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ
اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسکے بعد جو کلمات مینے شیخ سے سنے انہین
لکھ لیا یہانتک کہ وہ مجموعہ ابتک میرے پاس موجود ہے اس تقریر کے بعد مجھ سے فرمایا کہ وہ
کاغذ لائے ہو مینے عرض کیا ہان لایا ہون فرمایا لاؤ مینے آپکے مبارک ہاتھون مین دیا آپنے

اُسکے مطالعہ سے شرف بخشا اور فرمایا خوب لکھا ہے جس جس جگہ سے آپ دیکھتے تھے یہی فرماتے تھے کہ خوب لکھا ہے۔

بندے نے دو ایک جگہ خالی چھوڑ رکھی تھی فرمایا یہ بیاض کیون چھوڑی بندے نے عرض کیا کہ بقیہ حروف مجھے اچھی طرح یاد نہین رہے تھے اس لیئے بیاض چھوڑی ہے آپنے شفقت فرماکر وہ کلمات فرمادیئے جسے کہ وہ کلمات تمام ہوگئے آپ کی شفقت و رحمت اور شکستہ پروری اس درجہ تھی۔ الحمد للہ رب العالمین

فضل ورحمت باری تعالیٰ

پھر کچھ باری تعالےٰ کے فضل و رحمت کا ذکر ہونے لگا کہ وہ خلق کی فکر کے برعکس کارسازی کرتا ہے پھر آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خلفاء بغداد نے ایک جوان کو قید کر دیا اُسکی ماں روتی پیٹتی خلیفہ کے پاس آئی۔ خلیفہ نے کہا مینے حکم دیدیا ہے کہ جب تک خلیفہ کی آل مین سے ایک بھی باقی رہے اُسوقت تک یہ قید مین رہے جب اُسکی ماں نے یہ کلمات سُنے تو اُسنے آسمان کیطرف منہ کیا اور کہا کہ خلیفہ نے تو خود یہ حکم کیا ہے الٰہی تیرا کیا حکم ہے خلیفہ نے جب اُسکی یہ بات سُنی اُسکا دل اپنے حکم سے پھر گیا اور حکم دیا کہ اسکا لڑکا چھوڑ دیا جائے۔ پھر ایک قیمتی گھوڑا اُسے دیا اور فرمایا کہ اسپر سوار کرکے شہر مین پھرایا جائے اور اسکے آگے آگے یہ پکارا جائے هٰذَا عَطَاءُ اللّٰهِ عَلٰى رَغْمِ الْخَلِيْفَةِ

پھر کچھ پیر کی بخشش اور مرید کی قابلیت کا ذکر ہونے لگا اسی درمیان مین آپنے ایک حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فریدالدین رہ کے مریدون مین سے یوسف نام ایک شخص تھا ایکدن وہ گونہ عتاب کے طور پر حضرت شیخ سے کہنے لگا کہ مجھے آپکی خدمت مین رہتے ہوئے اتنے برس گذر گئے ہر ایک شخص آیا اور بخشش پائی جلد یا بدیر پہلے مین مستحق تھا کہ بخشش پاتا اسیطرح کی اور باتین کہنے لگا شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میری طرف سے تو کچھ تقصیر ہے نہین تیری طرف سے استعداد و قابلیت ہونی چاہیئے اور نیز مین تو اپنی طرف سے بہیترا چاہتا ہون اگر خدا تعالیٰ ہی نہ دے تو اسکو کیا کیا جائے شیخ اُس سے یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ آپکی نظر ایک چھوٹے بچے پر پڑی آپکے سامنے اینٹون کا چکلہ لگا ہوا تھا اُس لڑکے سے کہا کہ اس مین سے میرے لیئے ایک اینٹ لے آ وہ لڑکا اُٹھا اور اُس مین سے ایک سالم اینٹ لاکر شیخ کے سامنے رکھدی شیخ نے کہا ایک اینٹ ہمارے اُس یار کے لیئے بھی لاؤ۔ وہ لڑکا پھر ایک سالم اینٹ لایا اور جسکی طرف اشارہ کیا اُسکے سامنے لا رکھی شیخ نے کہا ایک اینٹ ہمارے اُس یار کے لیئے بھی (یوسف کیطرف اشارہ کیا) لے آ وہ لڑکا

ایک ٹوٹی ہوئی اینٹ اٹھالایا اور یوسف کے آگے رکھدی۔ شیخ نے کہا اب بولو میں نے کہدیا تھا کہ ٹوٹی ہوئی آدھی اینٹ لائیو۔ اسے میں کیا کرون جو تمہاری قسمت میں اتنا ہی ہو۔

پنجشنبہ ۸۔ ماہ شوال سنہ [illegible]

دولت پابوسی حاصل ہوئی شیخ عثمان خیرآبادی کا تذکرہ تھا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ بزرگ اور صاحب تغیر تھے پھر آپنے فرمایا کہ وہ غزنین کے رہنے والے تھے شلغم و چقندر ہانڈی میں پکاکر بیچا کرتے تھے۔ آسکے بعد آپنے عنایت غیبی کے بارہ میں یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی ؎

حق بشبان تاج نبوت دہد ٭ ورنہ نبوت چہ شناسد شبان

اسکے بعد انکااحوال بیان فرمانے لگے کہ جو کوئی خریدار آتا جو پکا ہوا ہوتا وہ اُسے دیتے اور وہ اگر کھوٹا پیسا دیتا تو اُسے نہ پھیرتے لیکر رکھ لیتے اگرچہ جانتے کہ یہ کھوٹا پیسا ہے غرضکہ جو اچھا پیسا دیتا اُسے بھی دیتے اور جو کھوٹا دیتا اُسے بھی دیتے خلق کو جب یہ معلوم ہوگیا کہ وہ کھوٹے کھرے میں کچھ فرق نہیں کرتے تو لوگ زیادہ آنے لگے اور زیادہ کھوٹے پیسے دینے لگے وہ کھانا برابر اسیطرح دیتے۔ جب اُنکے انتقال کا وقت پہونچا تو انہون نے آسمان کیطرف رخ کیا اور عرض کیا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ خلق مجھے کھوٹے دام دیتی تھی اور میں انہیں کھرون کی جگہ قبول کرتا تھا اور انہیں پھیرتا نہ تھا۔ جو مجھ سے کھوٹی طاعت ظہور میں آئی ہے تو تو بھی اپنے کرم سے مجھے رد نہ کر۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ ایک درویش صاحب حال اُنکے پاس آیا اور سالن اُنکی ہانڈی سے مانگا۔ شیخ عثمان علیہ الرحمۃ نے جب چمچہ ڈالکر سالن نکالا تو اُس درویش نے موتیون سے بھرا ہوا چمچہ پایا وہ کہنے لگا میں انہیں کیا کرون۔ شیخ عثمان نے پھر چمچہ ڈالکر نکالا تو اُسے سونے سے بھرا پایا اُسنے کہا یہ سنگ ہے اور وہ سنگریزہ تھے وہ چیز نکالو جسے میں کھاؤن تیسری دفعہ جو انہون نے چمچہ نکالا تو وہی ترکاری تھی جو پکائی تھی۔ درویش نے جب یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا کہ تجھے اب یہاں نہ رہنا چاہیئے۔ پھر چند ہی روز کے بعد شیخ عثمان علیہ الرحمۃ دنیا سے انتقال کرگئے۔ اسکے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ درویش سے اس بابت اگر کوئی چیز کشف ہو تو اُسے پھر منہ سامنے کرنا نہ چاہیئے۔ حکیم سنائی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں ؎

پیش منما جمال شہر افروز ٭ چون نمودی برو سپند بسوز

	آن جمال تو چیست مستی تو		وان سپند تو چیست ہستی تو	

اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو اولیا صاحب سکر ہین آن سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ انکی مستی سے ہے برخلاف انبیا کے کہ وہ اصحاب صحو ہین حکیم سنائی اسکو مستی کہتے ہین یعنی جب سر کا اظہار کر دیا تو اب نہ کرنی چاہیئے۔ سنائی اس مضمون کو اسطرح بیان کرتے ہین ؎

	آن جمال تو چیست مستی تو		وان سپند تو چیست ہستی تو	

پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مرد کے لیئے کشف و کرامت حجاب راہ ہے محبت رکھنی چاہیئے تاکہ کام مین استقامت پیدا ہو۔

دوشنبہ ۲۳ ماہ ذیقعدہ ۷۰۸ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ ایک جوان آیا خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تیرا دادا کون سے پیر کا مرید ہے اسنے کہا شیخ جلال الدین تبریزی رح کا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ شیخ جلال الدین بہت کم مرید کیا کرتے تھے اور ایسے ہی قاضی حمید الدین ناگوری رح۔ مولانا برہان الدین غریب حاضر تھے انہون نے پوچھا کہ انکی بزرگی و شیخی تو من اشد و من الشیخ ضروری ہے پھر کیا سبب کہ وہ مرید نہین کرتے تھے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مرید کرنے یا نکرنے مین انکی بزرگی اور شیخی مین کچھ نقصان نہین۔ اسکی مثال ایسی سمجھنی چاہیئے کہ مثلاً دو مرد ہین انکی صفت رجولیت مقرر مگر ایک کے اولاد ہوتی ہے دوسرے کے نہین ہوتی تو جسکے اولاد نہین ہوتی اسے یہ نہین کہا جاتا کہ اسکی رجولیت مین کچھ فرق ہے۔ اس قسم کے لوگ بہت سے دیکھے گئے ہین۔ بہت سے انبیا بھی ایسے گذرے ہین کہ جنکی امت کا ایک ہی آدمی ہے۔ لکھا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک نبی اپنی امت کے ساتھ ہوگا کسی نبی کے ساتھ بہت سی امت ہوگی۔ کسی کے ساتھ تھوڑی۔ کسی پیغمبر کے ساتھ ایک ہی امتی ہوگا۔ تو اس ایک امتی ہونے مین انکی نبوۃ مین کچھ نقصان و فتور نہین ہے۔ شیخ و مرید ہی کی مثل قیاس کرنا چاہیئے۔

یکشنبہ ۲۹۔ ذیقعدہ ۷۰۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ سماع اور وجد کا ذکر ہو رہا تھا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ وجد نام باری تعالےٰ مین پڑھا جاتا ہے الواجد الماجد۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ واجد کے معنی

وجد سے بھی کہتے ہیں ۔ یعنے وجد کا بخشنے والا۔ اسیطرح شکور بھی اسکا نام ہے اور شکور اُسے کہتے ہیں کہ جو شکر کرنے والا ہو۔ مگر یہان شکر کے یہ معنی ہین کہ وہ بندونکا شکر قبول کرنے والا ہے۔ ایسے ہی الواجد ظاہر میں یہ معنی کہ صاحب وجد۔ مگر یہ باری تعالٰے وتقدس کے حق مین درست نہین ۔پس یہان واجد کے معنے معطی الوجد کے ہین یعنی وجد کا عطا کرنے والا۔ پھر شیخ شہاب الدین سہروردی رح کا ذکر ہونے لگا کہ انہون نے کبھی سماع نہین سنا۔ تو آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ والرضوان کہا کرتے تھے کہ جو نعمت بشر کے لیئے بیشتر ممکن ہے وہ سب شیخ شہاب الدین کو دی گئی ہے مگر ذوق سماع نہین دیا گیا۔ پھر ذکر استغراق شغل شیخ شہاب الدین رح کا ہونے لگا تو آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ اوحد کرمانی رح شیخ شہاب الدین رح کے پاس آئے انہون نے اپنا مصلےٰ لپیٹ کر زانو کے نیچے رکھ لیا۔ یہ بات مشائخ کے نزدیک بہت بڑی تعظیم کی ہے غرضکہ جب رات ہوئی تو شیخ اوحد نے سماع طلب کیا۔ شہاب الدین رح نے قوالون کو بلاکر مقام سماع مرتب کردیا اور خود ایک گوشہ مین جاکر ذکر وطاعت مین مشغول ہوگئے شیخ اوحد اور جو اہل سماع تھے وہ سماع مین لگ گئے۔ جب صبح ہوئی تو خادم خانقاہ شیخ شہاب الدین رح کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رات کو سماع تھا اب اس جماعت کے لیے نہاری چاہیئے۔ شیخ نے فرمایا کیا شب کو سماع تھا۔ اُسنے کہا جی ہان سماع تھا۔ شیخ بولے مجھے بالکل خبر نہوئی۔ اسکے بعد خواجہ صاحب فرمانے لگے کہ غایت استغراق شیخ شہاب الدین رح کا دیکھنا چاہیئے کہ کسطرح ذکر مین مشغول تھے کہ غلبہ سماع سے بالکل خبر نہوئی جب سماع تھمتا تھا ہر بار اہل سماع شیخ کے قرآن پڑھنے کی آواز سنتے تھے مگر شیخ انکا سماع باوجود اتنے شور وغل اور غلبہ کے بالکل نہین سنتے تھے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس حد تک ذکر مین مشغول رہتے تھے۔ پھر کچھ لاہور کے اولیاء اللہ کے مزارات کا ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ وہان بہت سے بزرگ سوتے ہین۔ پھر بندہ سے پوچھا کہ تونے لاہور دیکھا ہے مینے عرض کیا کہ ہان دیکھا ہے اور بہت سے بزرگ مثل شیخ حسین زنجانی اور دیگر اولیاء کے مزار کی زیارت بھی کی ہے۔ اسکے بعد آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ

حسین زنجانی اور شیخ علی ہجویری یہ دونوں بزرگ ایک ہی پیر کے مرید ہیں اور وہ پیر اپنے عہد کا قطب ہوا ہے۔ شیخ حسین زنجانی مدت سے لاہور میں رہتے تھے۔ ایک مدت کے بعد اُنکے پیر نے شیخ علی ہجویری سے کہا کہ تم لاہور جاؤ انہوں نے عرض کیا کہ وہان تو شیخ حسین زنجانی ہین۔ فرمایا تم جاؤ۔ بحکم اشارت جس شب یہ لاہور مین آئے۔ صبح کو شیخ حسین کا جنازہ برآمد ہوا۔

پھر کچھ نظم کے بارہ مین ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ بعض مشائخ کی نظم بہت ہی پاکیزہ ہے جیسا کہ شیخ اوحد کرمانی۔ و شیخ ابو سعید ابو الخیر۔ اور دیگر بزرگان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین علے الخصوص شیخ سیف الدین باخرزی کہ انہین کل علم تھے اور بڑے ماہر تھے مریدون نے عرض کیا کہ حضرت ہر ایک شیخ کی ایک ایک کتاب تالیف سے ہے باوجود اتنی معلومات کے آپ ایک کتاب کیون نہین لکھتے۔ فرمایا جو بیت ہماری تصنیف سے ہے وہ بمنزلہ ایک ایک کتاب کے ہے اُس روز اس بندہ امیدوار کو دو رکعت نماز اشراق کی فرمائین پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خالدون تک۔ دوسری رکعت مین آمن الرسول تا آخر سورہ اور آیۂ اللہ نور السموات والارض تا علیم۔ پھر اسکے بعد دو رکعت استعاذہ کی فرمائین پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد سورۂ فلق۔ دوسری رکعت مین والناس۔ پھر دو رکعت استخارہ کی فرمائین۔ پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون۔ دوسری رکعت مین فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص۔ پھر ان دوگانونکے بعد جو دعائین آئی ہین وہ فرمائین۔ پھر اسکے بعد فرمایا کہ دو رکعت اور بھی ہین مین تم سے کہونگا۔ یہ فرماکر چشم پر آب ہوئے اور فرمایا کہ جس روز شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے نماز اشراق کے لئے فرمایا۔ اول یہی چھ رکعتین فرمائین اور فرمایا کہ دو رکعتین اور ہین وہ بھی تم سے کہونگا۔

پنجشنبہ ۱۱۔ ماہ ذی الحجہ ۷۰۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مجلس کے آداب اور پیر کی خدمت مین آنے اور بیٹھنے کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا کہ مجلس کا ادب یہ ہے کہ جب مجلس مین آئے جہان خالی جگہ دیکھے وہان بیٹھ جائے اور جب پیر کی خدمت مین آئے تو اوپر نیچے بیٹھنے کا خیال نکرے جہان فرصہ

لیے وہین بیٹھ جائے کہ آنے والے کی جگہ وہی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب حلقہ کیے ہوئے گرد بیٹھے تھے کہ تین آدمی آئے ایک نے اُس حلقہ مین ذرا سا فرجہ پایا وہ فوراً وہین بیٹھ گیا۔ دوسرے نے اُس حلقہ مین کوئی جگہ نہ پائی وہ پیچھے ہو بیٹھا۔ تیسرا وہان سے منہ پھیر کر چلدیا۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو شخص آیا اور حلقہ مین جگہ پائی اور بیٹھ گیا اُسے ہمنے اپنی پناہ مین جگہ دی۔ اور جسنے حلقے مین جگہ نہ پائی اور شرم سے حلقہ کے پیچھے بیٹھ گیا اُس سے ہم بھی شرم رکھتے ہین قیامت کے دن اُسے رسوا نہ کرینگے۔ اور جو شخص منہ پھیر کر چلا گیا اُس سے ہمنے بھی منہ پھیر لیا پھر حضرت خواجہ فرمانے لگے کہ ادب یہ ہے کہ آنے والا مجلس مین جہان جگہ پائے وہین بیٹھ جائے اگر جگہ نہ پائے تو دائرہ کے پیچھے مجلس مین بیٹھ جائے حلقے کے بیچ مین نہ بیٹھے کیونکہ جو بیچ مین بیٹھتا ہے وہ ملعون ہے۔

۲۱، ماہ ذی الحجہ سنہ ہ

شرف پابوسی حاصل ہوا۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اُسکی ترتیل کا کہ جسطرح حدیثون مین آیا ہے ذکر ہونے لگا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ پڑھنے والے کو جب کسی آیۃ مین ایک ذوق اور راحت پیدا ہو تو اُسے چاہیئے کہ اُس آیت کو کئی کئی بار پڑھے اور اُس سے راحت حاصل کرے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ جو سعادت کہ حالت تلاوت اور سماع مین حاصل ہوتی ہے وہ تین طرح پر ہے یا تو انوار ہین۔ یا احوال یا آثار۔ اور یہ تین عالم سے نازل ہوتے ہین عالم ملک یا عالم ملکوت یا عالم جبروت سے جو ان دونون کے درمیان واقع ہے اور وہ تینون سعادتین تین جگہ نازل ہوتی ہین۔ ارواح پر۔ قلوب پر۔ جوارح پر

اول۔ انوار جو عالم ملکوت سے ارواح پر نازل ہوتے ہین۔

دوم۔ احوال جو عالم جبروت سے قلوب پر وارد ہوتے ہین۔

سوم۔ آثار جو عالم ملک سے جوارح پر ورود کرتے ہین۔

یعنے اول حالت سماع مین عالم ملکوت سے ارواح پر انوار نازل ہوتے ہین پھر اُسکے بعد

جو کچھ دل میں پیدا ہوتا ہے اُسے احوال کہتے ہیں اُسکا نزول عالم جبروت سے قلوب پر ہے پھر گر یہ وبکا یا کوئی حرکت وجنبش ظاہر ہوتی ہے تو اُسے آثار کہتے ہیں اور وہ اعضا پر عالم ملک سے اُترتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

پھر کچھ صدقہ کا ذکر ہونے لگا تو آپنے فرمایا کہ جب صدقہ میں پانچ شرطیں موجود ہونگی تو وہ صدقہ بیشک قبول ہوگا اور اُن پانچ میں سے دو عطا سے پہلے کی ہیں۔ اور دو حالت عطا میں۔ اور ایک عطا کے بعد کی وہ دو شرطیں جو عطا سے پہلے کی ہیں اُنمیں سے ایک تو یہ ہے کہ جو کچھ دے وجہ حلال سے دے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ کسی نیک بخت آدمی کو دے کہ وہ بُری جگہ خرچ نکرے۔ اور حالت عطا کی دو شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ بہت دل کی خوشی اور بشاشت اور تواضع کے ساتھ دے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ خفیہ دے۔ اور وہ شرط جو عطا سے بعد کی ہے یہ ہے کہ پھر اُسکا ذکر کبھی زبان پر نہ لائے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک صَدُقہ ہے اور ایک صدقہ ہے۔ صَدَقہ وہ جو خالص اللہ کے لیئے دیا جاے۔ اور صدُقہ مہر عورت۔ غرضکہ دونوں معنی صدق ومحبت پر مقتضی ہیں یعنی جو نکاح کرنا چاہتا ہے گویا اسے صدق ومحبت اختیار کرنی چاہیئے اور وہ جو مہر درمیان میں ہے وہ صدقہ ہے۔ اور وہ جو راہ خدا میں دیا جاتا ہے وہ بھی اُسکی محبت سے دیتا ہے۔ صدق محبت کے سبب اسکا نام بھی صدقہ ہوا۔ پھر آپنے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حکایت بیان فرمائی کہ آپکے پاس چالیس ہزار دینار تھے کُل کے کُل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لارکھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے فرزندوں اور گھر کے لوگوں کے لیئے کیا چھوڑا کہا خدا اور اُسکا رسول کافی ہے۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نصف مال لائے آپنے پوچھا کہ اپنے فرزندوں اور بال بچوں کے لیئے کیا چھوڑا کہا آدھا یہاں لایا ہوں اور آدھا اُنکے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ پھر آپنے اُنکے لائے ہوئے مال پر حکم فرمایا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت سے یہ فرمایا کہ جس دن آپ وہ چالیس ہزار دینار لائے تو اُس روز آپنے ایک کمبل پہنا اور بٹنوں کی جگہ کانٹے لگائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسیوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریلؑ

فرق درمیان صدقہ و صدقہ

بھی کمبل پہنے ہوئے اور کانٹے لگائے ہوئے آئے آپ نے پوچھا کہ یا اخی یہ کیا لباس ہے جو تم پہنے آئے ہو کہا یا رسول اللہ آج کل ملائکہ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ابوبکر صدیق کی موافقت سے کمبل پہنیں اور کانٹے لگالیں یہ فرماکر خواجہ صاحب یہ دو مصرعے زبان پر لائے۔

شکرانہ چہل ہزار دینار دہند	تا تیغ وگلیم عشق را بار دہند

پھر کچھ صدق کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس پچیس دینار سونے کے تھے اُسنے اس نیت سے خانہ کعبہ کا ارادہ کیا کہ مین کعبہ کی زیارت کرونگا اور کچھ وہاں کے رہنے والوں اور مجاوروں کو دونگا یہ نیت کرکے وہ چل پڑا راہ مین ایک عیار اُس سے ملا اور تلوار سونت سامنے آکھڑا ہوا اُس نے ہمیانی نکال باہر پھینکدی اور کہا مجھے کیوں مارتا ہے میرے پاس تو یہی پچیس دینار تھے۔ اُس عیار نے ہمیانی اُٹھا کر گنے اور گنکر پھر اسکو دیدیئے اور کہا سلامتی کے ساتھ جا اور انہیں لیجا تیری سچائی نے میرے قہر کو فرو کردیا۔
اسکے بعد آپنے تصدق کے بارہ مین حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو ایک گھوڑا بخشدیا تھا وہ گھوڑا اُسکے پاس دُبلا ہوگیا تو آپنے اس گھوڑے کو اُس دن کی مالیت پر کہ جس دن اُسے بخشا تھا خریدنا چاہا مگر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی تو آپنے منع کردیا کہ دی ہوئی چیز پھر خود خرید کرنی نہ چاہیئے اگرچہ وہ ایک دانگ کو ملے۔ پھر کچھ ذکر کھانا کھلانے کے بارہ مین ہوا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے ایک درم کا کھانا دوستوں کے آگے رکھنا بیس درم صدقہ سے افضلیت رکھتا ہے پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک شخص صدر جہان بخارا کی خدمت مین آیا اور کہا مجھے بادشاہ سے کچھ کام ہے آپ میری سفارش کردین اُنہوں نے کہا تیرا مجھپر کیا حق ہے کہ مین چلکر تیری سفارش کروں اُسنے کہا ہان ایک حق ہے صدر جہان نے کہا کیا حق ہے کہا ایک دفعہ دستر خوان بچھا ہوا تھا اور مین آیا ہوا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا تھا اس سبب میرا حق تمپر ہے صدر جہان نے جب یہ بات سُنی فوراً کھڑا ہوگیا اور بادشاہ سے جاکر اُسکی سفارش کی اور کام بنادیا۔ پھر فقرا کے معاملہ کا ذکر ہونے لگا کہ انکی بیع وشرا ایسی تھی آپنے فرمایا کہ شیخ بدرالدین اسحٰق علیہ الرحمۃ والغفران نے ایک شتر بچی

بیچنے کے لیئے دی اور کہا اسے بازار میں لیجا کر بیچ آ اور چلتے وقت اُس سے یہ کہدیا کہ درویشانہ بیچنا اُسنے پوچھا کہ حضرت درویشانہ کس طرح انہوں نے فرمایا میاں تُسے واپس نہ لانا جو قیمت اُٹھے بیچ آنا۔

دو شنبہ ۲۹ ماہ ذی الحجہ ۷۱۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی مناقب حضرت ابراہیم ادہم رح کا ذکر فرمارہے تھے کہ وہ نو برس تک غار میں رہے اور اس غار میں ایک چشمہ بھی جاری تھا آپ اُس چشمہ پر مقیم تھے اور خدا کی بندگی کیا کرتے تھے ایک رات ایسی سردی پائی کہ ہلاک ہونے کا خوف ہو گیا کہ ناگاہ اُس تاریکی میں ایک پوستین پر ہاتھ جا پڑا آپ نے اسے اپنے اوپر ڈال لیا ڈاگر پا گئے جب دن ہوا تو وہ پوستین آپ نے اتار دیا جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اژدھا تھا آنکھیں کھولے ہوئے سر ہلا رہا تھا آپ بہت متحیر ہوئے کہ اتنے میں ایک آواز سنی نَجَّیْنَاکَ مِنَ التَّلَفِ بِالتَّلَفِ یعنے ہمنے تجھے تلف کرنے والی شے یعنے (سرما) سے اُس تلف کرنے والی شے یعنی (اژدھے) کے ساتھ نجات دیدی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک اور درویش کو بھی اس طرح کی کرامت ہوئی کہ وہ درویش کنوئیں میں پڑا ہوا تھا اور کوئی رسی موجود نہ تھی کہ اُسکے ذریعہ سے باہر نکل آتا۔ جب وہ ہلاکت کے قریب پہونچا تو اُسنے ایک رسی لٹکی ہوئی دیکھی اُسنے جھٹ اسے پکڑ لیا اور باہر نکل آیا دیکھا تو شیر دُم لٹکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اُسکے نکلتے ہی شیر چلدیا اُسنے بھی یہی آواز سنی کہ نَجَّیْنَاکَ مِنَ التَّلَفِ بِالتَّلَفِ پھر اولیا کی کرامت کا ذکر ہونے لگا کہ ایک چھپے ولی تھے ایک دن ایک مدعی اُنکے امتحان کے لیئے سامنے آبیٹھا اور دل میں کہنے لگا کہ اسکی آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ اس خیال سے ظاہر ہے کہ اُسکے باطن میں بھی نقص ہوگا پھر اُسنے اُس محجوب یعنی چھپے ولی کیطرف رخ کیا اور کہا کہ صاحب ولایت کی نشانی کیا ہے کہ اتنے میں ایک مکھی اڑکر اسکی ناک پر آبیٹھی اس مدعی نے ہاتھ سے ہٹادیا وہ پھر آبیٹھی۔ اُسنے پھر ہٹایا وہ پھر آبیٹھی اتنے میں اُسنے پھر پوچھا کہ اولیاء کی نشانی کیا ہے اُس محجوب نے کہا ایک نشانی تو یہ ہے کہ اولیاء پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ اسکے بعد لقمہ کی نگہداشت کا ذکر ہونے لگا اور لقمے کے اثر کا ذکر فرمانے لگے۔ فرمایا کہ ایک شخص حضرت ابراہیم ادہم رح کی خدمت میں حاضر ہو کر

مرید ہوا وہ شخص بہت ہی عبادت کرنے والا تھا چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم کو بھی اسکی طاعت وعبادت سے تعجب پیدا ہوا تو آپنے اپنے نفس پر عتاب کیا کہ یہ شخص نیا آیا ہے اور اتنی عبادت کرتا ہے تجھ سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ تو بھی عبادت کرے پھر آپ کو دلی روشنی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ شیطانی اثر ہے اور یہ حلال وجہ سے لقمہ نہیں کھاتا شیطان نے اسے اپنی ترکیب کے لئے طاعت پر لا ڈالا ہے۔ جب آپ پر یہ حال روشن ہو گیا تو اُس سے کہا کہ جس میں سے میں کھایا کرتا ہوں تو بھی اُس میں سے کھا۔ آپکی قوت ہیزم فروشی کی وجہ سے تھی جب وہ آپکے ساتھ کھانے لگا تو وہ طاعت کا غلبہ جو نے اصل تھا جاتا رہا اور تھوڑی عبادت پر آیا یہانتک کہ فریضہ نماز بھی حیلہ سے پڑھنے لگا پھر آپکی توجہ سے اسکا کام درست ہو گیا اور اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ پیر اسی لیئے ہوتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ طاعت تھوڑی ہو تو مضائقہ نہیں مگر صدق بہت ہونا چاہیئے۔

پھر کچھ مجاہدہ کے ثمرہ کا ذکر ہونے لگا کہ شاہ شجاع کرمانی رح چالیس برس تک نہ سوئے چالیس برس کے بعد ایک رات سو گئے رب العزت کو خواب میں دیکھا پھر اُس تاریخ سے جہاں جاتے وہیں کپڑا بچھا کر سونے کا بندوبست کرتے کہ میں سو جاؤں اور اُس دولت کو خواب میں دیکھوں۔ ایک دن اُنہوں نے ایک ندا سُنی کہ وہ خواب اور اسکی دولت تو اُس بیداری کا ثمرہ تھی جو تو چالیس برس تک نہ سویا تھا۔ پھر کچھ دنیا کے جمع خرچ کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ یہ حدیث دو طرح پر روایت کیگئی ہے ایک تو یہ کہ حلال مالوں پر حساب ہوگا اور حرام مالوں پر عذاب ہوگا۔ اور ایک یہ ہے کہ حلال پر بھی عذاب ہوگا اور حرام پر بھی عذاب ہوگا حرام پر عذاب ہونا تو ظاہر ہے اور حلال پر عذاب یہ ہے کہ دھوپ میں کھڑا کرکے حساب لیا جاویگا اور پوچھا جائیگا کہ یہ تو نے کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ قول امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ حلال پر حساب ہوگا اور حرام پر عذاب اور شبہات پر عتاب۔ پھر یہ ذکر ہونے لگا کہ بعض مشائخ روپیہ پیسہ نہیں لیتے۔ فرمایا کہ اسکے لینے اور خرچ کرنے میں شرطیں ہیں اُس لینے والے کو چاہیئے کہ جو لے حق کے ساتھ لے اور یہ فرمایا کہ مثلاً لانے والا ایک روپیہ لایا اور وہ لینے

فائدہ پیر بجائے

والے کو علوی دیکھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہے اور وہ لینے والا علوی نہیں ہے تو اُسکا لینا محض حرام ہوگا۔ پھر یہ ذکر ہونے لگا کہ مرد کو چاہیے کسی سے کچھ نہ مانگے نہ زبان سے نہ دل سے ہے نہ یہ خیال رکھے کہ فلاں آدمی کچھ دے تو اچھا ہے ہان اگر بے خواہش اور بے ارادے اُسکی طرف سے کوئی شے آجاوے تو اُسکا لینا جائز ہے پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ یہ کہا کرتے تھے کہ مین کسی سے کچھ نہیں مانگتا اور نہ دل مین کسی کی طرف سے طمع رکھتا ہون۔ ہان جو کوئی مجھے کچھ دیدیتا ہے وہ مین لے لیتا ہون اگرچہ وہ دینے والا مثلاً شیطان ہو۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے تبسم کیا اور فرمایا کہ اُس بزرگ نے ایسا ہی کہا ہے بمقصد صرف یہ ہے کہ دینے والے کو مین نہین جانتا کہ وہ کون ہے اور کہان سے لایا ہے مین خود کسی سے مانگتا نہین۔

پھر کچھ انبیا کا ذکر فرمایا کہ ہر پیغمبر کو اُسکے انتقال کے وقت اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہو تو اور کچھ دنون دنیا مین رہو۔ چاہو یہان آجاؤ۔ اور جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خیال فرمایا کہ دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ مین رہنا پسند فرماتے ہین یا عالم بقا اختیار کرتے ہین یہ خیال کرکے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر رہنے لگین آپنے فرمایا مع النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یعنی اب مین یہان نہ رہونگا نبیین اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے ساتھ رہونگا۔

یہ فوائد الفواد سے ایک تذکرہ تھا جو اوائل شعبان ۷۰۷ھ سے اواخر ذی الحجہ ۷۰۸ھ تک کہ ایک سال اور پانچ مہینے ہوئے لکھا گیا۔ اگر حق تعالٰی کو منظور ہے تو انفاس نفیسہ سے اور جو کچھ سنا جاویگا اسیطرح انشاء اللہ تعالٰی لکھونگا۔

فوائد الفواد کی پہلی جلد تمام ہوئی

فوائد الفواد کی دوسری جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ صفحات عالیہ اور نفحات غالیہ الفاظ مبارک اور انفاس متبرکہ خواجۂ راستین قطب الاقطاب فی الارضین ختم المشائخ فی العالمین شیخ نظام الحق والھدی والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ (آمین) سے جمع کیے گئے ہین اور اسیطرح چند جزو پہلے بھی لکھے ہین اور انکا نام فوائد الفواد رکھا گیا ہے امید کہ پڑھنے والے اور لکھنے والے کو انسار امداد جمیت دوجہانی حاصل ہو۔

روز یکشنبہ ۲ ماہ شوال ۷۰۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی خلق سے میل ملاپ ترک کرنے کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جوانی کے عالم مین میری خلق کے ساتھ نشست وبرخاست رہی ہے ہمیشہ میرے دل مین یہ بات گران گزرتی تھی کہ وہ وقت کب آویگا کہ مین ان لوگون سے نکل آؤن اگرچہ طالب علم میرے پاس بہت آتے تھے اور مین انکے پڑھانے مین مشغول رہتا تھا مگر بار ہا میرے جی مین نفرت پیدا ہوتی اور مین اپنے یارون سے کہتا کہ مین تم مین زندہ نگا مین تو چندروزہ تمہارا مہمان ہون۔ بندہ نے عرض کیا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین جانے سے پہلے آپ یہ فرمایا کرتے تھے تو آپنے فرمایا ہان۔

روز دوشنبہ ۱۰ ماہ ذی الحجہ ۷۰۹ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ یہ ذکر ہو رہا تھا کہ مرید پیر کی زیارت کو کتنی مدت کے بعد جائے آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مین تین دفعہ شیخ الاسلام فرید الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز کی سال مین ایک دفعہ زیارت کو گیا ہون اور انکے انتقال کے بعد سات دفعہ یا چھ دفعہ مگر گمان غالب یہ ہے کہ سات دفعہ گیا ہون اور مجھے ایسا یاد ہے کہ مین آنکی حیات، ممات مین

کل دس دفعہ گیا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شیخ جمال الدین ہانسی سے سات دفعہ گئے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل اول دفعہ جو گئے تو چلتے وقت شیخ سے فاتحہ کی درخواست کی کہ میں اب تو آگیا ہوں نہ معلوم دوسری دفعہ آنا ہو یا نہ ہو اور دست بوسی حاصل ہو یا نہ ہو۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ابھی فاتحہ کی حاجت نہیں ہے بار بار آنا ہوگا۔ غرضکہ اٹھارہ دفعہ آپ گئے پھر انیسویں دفعہ جو آپ گئے تو عرض کیا کہ اول دفعہ جو میں حاضر ہوا اور فاتحہ کی التماس کی تو آپ نے فرمایا بہت دفعہ آئیگا چنانچہ اب انیسویں دفعہ آیا اب میں فاتحہ کیواسطے التماس کرتا ہوں کہ ایک دفعہ اور حاضر ہوں کہ بیس پورے ہو جائیں۔ شیخ ساکت ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ شیخ نجیب الدین سمجھے کہ شاید آپ نے سنا نہیں انہوں نے پھر اعادہ کیا شیخ نے پھر کچھ جواب دیا اور وہ چلے گئے پھر ملاقات کی نوبت نہ آئی۔ پھر کچھ ذکر شیخ بہاء الدین زکریا رح کا ہونے لگا کہ وہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سے ملے اور سترہ روز سے زیادہ آنکی خدمت میں نہ رہے۔ سترہویں روز شیخ شہاب الدین رح نے انہیں نعمتیں ایثار کیں اور رخصت کیا۔ جب شیخ بہاء الدین رح ہندوستان میں آئے تو انکے بعد انہوں نے پھر شیخ کی خدمت میں جانیکا ارادہ کیا جب چلنے لگے تو شیخ جلال الدین تبریزی سامنے سے مل گئے اور انکو لوٹا دیا اور کہا شیخ الشیوخ کا یہی فرمان ہے کہ تم لوٹ جاؤ۔ پھر آنکی بزرگی کا ذکر ہونے لگا کہ انہوں نے سترہ دن میں وہ نعمتیں پائیں جو اوروں نے برسوں میں نہیں پائیں چنانچہ بعض یاران قدیم کے مزاج بگڑ گئے کہ ہم اتنی برسوں سے خدمت میں رہے ہمکو ایسی نعمت نہ پہونچی اور ایک ہندوستانی آیا وہ چند روز میں شیخ بن گیا اور بہت سی نعمت پا گیا۔ کہیں یہ باتیں شیخ رح کے کان تک بھی پہونچیں تو انہوں نے انکے جواب میں فرمایا کہ تم تر لکڑیاں لائے تھے اور تر لکڑیوں میں آگ اثر نہیں کیا کرتی۔ اور زکریا خشک لکڑیاں لایا تھا ایک پھونک سے آگ لگا دی گئی

روز پنجشنبہ ۱۳۔ ماہ ذی الحجہ ۷۰۶؁ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ طاعت الٰہی اور مشغولی حق کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ جسکا وجود ہی وہ بین العدمین ہے پس جو وجود کہ دو عدم کے درمیان ہو اُسے بھی عدم ہی سمجھنا چاہئے جیسا کہ ایام معروف میں اگر عورتیں ایک دن خون دیکھتی ہیں اور دوسرے دن ٹھہر اور پھر تیسرے

روز خون تو وہ طہر بھی خون ہی کا حکم رکھتا ہے۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ
الوجود بین العدمین کالطہر المتخلل بین الدمین حاصل امر یہ ہے کہ ایسی عمر کہ جسکا
وجود بھی عدم ہی کا حکم رکھتا ہے اُسپر کیا اعتماد کرنا چاہیے اور اُسے کیا بیکاری و غفلت میں
گذارنا چاہیے پھر آپ نے ایک بزرگ کی حکایت فرمائی کہ وہ ہمیشہ حق کے ساتھ مشغول ہوتا
اور خلق کے ساتھ میل جول نہ رکھتا۔ ایک دن لوگون نے کہا کہ میان تمہارا کیا حال ہے
کہ تم کسی کے ساتھ بھی نہین بیٹھتے ہو اور لوگون کی صحبت سے بچتے پھرتے ہو اُس پیر نے
جواب دیا کہ میان مین اس سے کئی ہزار برس پہلے معدوم تھا اور اسکے بعد بھی مین معدوم
ہو جاؤنگا تو اتنی عمر جو اس درمیان مین پائی ہے اُسے لوگون مین بیٹھکر کیا ضائع کردن مجھی
چاہیے کہ اس مایۂ حیات کو ایسے کامون مین صرف کردن جسمین کہ رضاے حق ہو۔ مولانا محمود
اودھی حاضر خدمت تھے آپ نے اُن سے پوچھا کہ کہان رہتے ہو اُنہون نے کہا مین مولانا برہان الدین
غریب دامت فضائلہ کے مکان پر رہتا ہون تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا ع مرد سرو باش
ہر کجا کہ خواہی باش ؛ پھر آپ نے فرمایا کہ ہر روز ایک بقعۂ زمین دوسرے بقعۂ زمین سے بزبان
حال یہ احوال پوچھتا ہے کہ کہہ آج کوئی ذاکر یا کوئی دردناک یا کوئی عالم غمناک تجھ پر سے گزرا
یا نہین گزرا تو وہ بقعہ جسپر کوئی بزرگ گزرتا ہے فخر کرتا ہے۔

روز دوشنبہ ۲۰ ر ماہ ذی الحجہ ۷۰۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ اُس روز ایک عزیز کے جنازہ پر سے آئے ہو گئے
تھے اُسکا احوال بیان فرماتے تھے کہ اچھا شخص تھا اور اخلاق نیک رکھتا تھا۔ اور کسی
نیک و بد سے کچھ سروکار نہ رکھتا تھا۔ جادۂ صلاح پر تھا صرف یہ بات تھی کہ ابھی اُسنے کسیکا
ہاتھ نہین پکڑا تھا پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جب آدمی علم سیکھتا ہے تو اُسے
ایک شرف حاصل ہوتا ہے اور جب طاعت کرتا ہے تو اُسکا کام بہتر ہو جاتا ہے اور جب
اس محل پر پیر کر لیتا ہے تو وہ دونون کو توڑ دیتا ہے یعنی علم و عمل کو نظر سے گرا دیتا ہے
تاکہ عُجب مین مبتلا نہو۔ پھر آپ نے اُس متوفی کا ذکر فرمایا کہ انتقال کے وقت اُسکے پاس اپنون
اور بیگانون مین سے کوئی بھی نہ تھا بس وہ تھا اور حق۔ یہ بڑی سعادت ہے۔ شیخ

شہاب الدین خطیب ہانسوی رحمہ کا ذکر ہونے لگا فرمایا کہ وہ مناجات کیا کرتے اور عرض کیا کرتے کہ خداوندا مینے بہت سے تیرے عہد پورے کیے ہین مین امید رکھتا ہون کہ تو بھی میرے عہد کو پورا کریگا اور وہ یہ ہے کہ میرے انتقال کے وقت کوئی میرے پاس نہو نہ ملک الموت نہ کوئی فرشتہ بالا تو مین ہون یا تو ہو پھر آپنے فرمایا کہ اس شہاب الدین کا یہ حال تھا کہ ہر رات سورۂ بقرہ پڑھکر سویا کرتا تھا ایک دن اُسنے حکایت بیان کی کہ ایک شب مین اس سورہ کو پڑھ رہا تھا کہ بیت گھر کے کونے سے یہ آواز سُنی۔ بیت

	داری سر ما وگرنہ دور از بر ما		ما دوست کشیم و تو نداری سر ما

گھر کے لوگ سوتے تھے مین حیران ہوا کہ یہ کون کہتا ہے اور دوسرے کوئی آدمی بھی گھر مین ایسا نہ تھا جس سے یہ بات صادر ہوتی۔ پھر دوبارہ مینے آواز سُنی۔ بیت

	داری سر ما وگرنہ دور از بر ما		ما دوست کشیم و تو نداری سر ما

حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر جب اس سخن پر پہونچے اسقدر روئے کہ پوری حکایت بیان نکر سکے۔ پھر آپ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ مولانا شہاب الدین کیطرف خطاب تھا اُنھون نے بہت سی محنتین اور بلائین اور تکلیفین اُٹھائین اور دُنیا سے اُسیطرح گئے جسطرح کہ وہ چاہتے تھے۔ پھر سماع اور اہل سماع کا ذکر ہونے لگا تو آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ سماع مردون کے لیئے ایک کسوٹی ہے۔ پھر ایمان کا ذکر ہونے لگا کہ ایمان کیونکر ہے تو آپنے فرمایا کہ کافر موت کے وقت عذاب دیکھکر ایمان لاتے ہین تو وہ ایمان اُنکا اسوقت محسوب نہین ہوتا کیونکہ ایمان بالغیب حاصل نہین اور اگر کوئی مومن مرتے وقت توبہ کرے تو اُسکی توبہ قبول ہے اور کافر کا ایمان مرتے وقت کا قبول نہین۔

روز چہارشنبہ ۱۵ ماہ محرم سنہ ۷۱۰ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مشائخ کی کتابون اور اُنکے فوائد کا ذکر ہونے لگا ایک عزیز حاضر تھا اُسنے عرض کیا کہ مجھے گاؤن مین ایک شخص نے کتاب دکھلائی کہ یہ حضرت مخدوم کی لکھی ہوئی ہے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اُسنے صحیح نہین کہا مینے کوئی کتاب نہین لکھی۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ علی ہجویری رحمہ نے جب کشف المحجوب لکھی تو اول مین بھی اپنا نام لکھا اور اور بھی

دو تین جگہ اپنا نام لکھا اور اپنا نام لکھنے کا یہ سبب فرمایا کہ اس سے پہلے میرے اشعار تھے کہ ان میں میں نے اپنا نام نہ ڈالا تھا ایک شخص نے وہ اشعار اپنے نام سے نامزد کر لیئے اور وہ مرتے وقت بے ایمان گیا۔ جب یہ حکایت تمام ہوئی تو یہ ذکر ہونے لگا کہ انتقال کا وقت بڑا سخت وقت ہے اور یہ جاننا بھی مشکل ہے کہ وہ ایمان کے ساتھ مرا یا بے ایمان مرا۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایمان کی سلامتی کی یہ علامت ہے کہ مرنے والے کا منہ زرد ہو جاتا ہے اور پیشانی سے پسینہ آنے لگتا ہے۔ اور اسی اثنار میں یہ بھی فرمایا کہ میری والدہ نے جب انتقال فرمایا تو یہی علامات سعادت تھیں۔ اسکے بعد آپ نے حاضرین کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دو رکعت نماز ایمان کی نگہداشت کے لیئے ہیں چاہیئے کہ مغرب کی نماز کے بعد ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سات بار سورہ اخلاص اور ایک بار سورہ فلق اور دوسری رکعت میں سات بار سورہ اخلاص اور ایکبار سورہ ناس پھر سجدہ میں جاوے اور تین بار کہے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ اسکے بعد آپنے اس نماز کی برکت کی حکایت فرمائی کہ میں نے خواجہ احمد ابن شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا کہ یہ خواجہ احمد بڑے صالح شخص تھے انہوں نے کہا کہ میرا ایک رفیق لشکری تھا وہ ہمیشہ یہ دو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں وہ ساتھ تھے حدود اجمیر میں ہمیں شام ہو گئی اور وقت غیر ہو گیا وہاں چوروں کا بھی خوف تھا۔ چنانچہ چور بھی نمودار ہوئے میں تو تین رکعت نماز فریضہ اور دو رکعت سنت تعجیل کے ساتھ ادا کیں مگر اسنے اس خوف کی حالت میں بھی وہ دو رکعت نہ چھوڑیں اور انکو پڑھا۔ الغرض جب اسکے انتقال کا وقت آیا مجھے خبر لگی تو میں اسکا حال دریافت کرنے کے لیئے اسکے پاس گیا اور سرہانے کھڑا ہوا وہ دنیا سے ایسا ہی گیا جیسا کہ جانا چاہیئے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرماتے تھے کہ خواجہ احمد نے اس شخص کی نسبت اسطرح تقریر فرمائی کہ اگر مجھے کرسی قضا کے آگے لیجائیں تو میں یہی گواہی دونگا کہ وہ ایمان کے ساتھ گیا۔ والحمد للہ۔ پھر آپنے اور دو رکعتوں کی بابت فرمایا کہ بعد مغرب پڑھی جاتی ہیں۔ اور فرمایا کہ میرا ایک یار تھا کہ اسے مولانا تقی الدین کا ہمدرس و ہم مکتب کہا کرتے تھے۔ مرد صالح اور دانشمند تھا ہمیشہ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھا کرتا تھا۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ والسماء ذات البروج۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ والسماء والطارق پڑھتا۔ جب اسنے

انتقال کیا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمانے لگے کہ مینے اُسے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا جب میرا کام تمام ہوگیا تو فرمان ہوا کہ ہمنے اُسے ان دو رکعتون کے بدولت بخشدیا۔ حاضرین مین سے ایک نے سوال کیا کہ کیا اُسے صلوۃ النور کہتے ہین۔ فرمایا نہین اسے صلوۃ البروج کہتے ہین اور وہ دو رکعتین کہ جو مبدا سورۂ انعام سے پڑھتے ہین پہلی رکعت مین یستہزؤن تک اور دوسری مین اگلے یستہزؤن تک پڑھتے ہین اُسے صلوۃ النور کہتے ہین۔ پھر آپنے غروب وطلوع ان دونون وقتونکی ترغیب مین حکایت بیان فرمائی کہ جب دن نکلتا ہے تو ایک فرشتہ خانہ کعبہ کی چھت پر آتا ہے اور ندا کرتا ہے کہ اے خدا کے بندو اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگو تمہین خدا تعالے نے روز یعنی دن عنایت فرمایا اور تمہین ایک روز درپیش ہے کہ وہ روز قیامت ہے اُس دن کے ذخیرہ کے لیئے آج کچھ کام کرو اور وہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھو ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد پانچ بار سورہ اخلاص پڑھو جب رات آتی ہے تو وہی فرشتہ کعبہ کی چھت پر پھر آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا کے بندو اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگو حق تعالے نے تمہین رات عنایت فرمائی۔ اور تمہین ایک رات درپیش ہے کہ وہ رات گور کی رات ہے اُس رات کے لیئے آجکی رات کچھ کام کرلو۔ اور وہ یہ ہے کہ جب رات ہو تو شام کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون پانچ پانچ بار پڑھو۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ اُس حدیث کے لفظ مجھے یاد نہین رہے مگر اُسکا مطلب یہی تھا جو مینے بیان کیا۔ پھر کچھ اولیاء کی موت کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ اولیاء کی حالت موت تک خواب کی سی ہوتی ہے کہ جیسے کوئی سوتا ہو اور اُسکا معشوق اُسکے بستر پر حاضر ہو کہ جب وہ ناگاہ خواب سے اُٹھے تو اپنے معشوق کو کہ جسکی طلب مین ساری عمر صرف کی ہو اور اُسے اپنے بستر پر پا دے تو جانتے ہو کہ اُس وقت اُسے کیا خوشی اور فرحت حاصل ہو۔ حاضرین مین سے ایک نے پوچھا کہ بعض اولیاء ایسے بھی تو ہوتے ہین جنکو نعمت مشاہدہ یہین حاصل ہوجاتی ہے۔ آپنے فرمایا ہان یہان وہ نعمت ایک ساعت پاتا ہے مگر کمال مرگ کے بعد ہے جیسا کہ ہمنے مثال بیان کی کہ جب وہ بیدار ہوتا ہے

یعنے مرجاتا ہے تو اپنے معشوق کو اپنے بستر پر پاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے الناس نیام فاذا ماتوا انتبھو ساری خلقت سوتی ہے جب مرتی ہے تو بیدار ہوتی ہے یعنی ہر کوئی یہانتک کسی چیز میں مستغرق ہے کہ جو جسکا مطلوب ہے وہ اُسے دیا جاتا ہے پھر آپنے اولیاء کی موت کی حکایت بیان فرمائی کہ میرا ایک دوست بداون میں تھا اُسکا نام احمد تھا وہ شخص بہت ہی نیک اور ابدال صفت تھا اگرچہ وہ نہ پڑھا تھا مگر ہر روز شرعی مسائل کی تحقیق اور اُسکے احکام کی بجاآوری میں مشغول رہتا تھا اور ہر کسی سے پوچھا کرتا تھا۔ جبکہ میری دہلی میں آمد و شد ہوئی تو وہ بھی دہلی میں آیا۔ ایک دن راہ میں ملا مجھے دیکھا اور بہت پوچھا۔ پھر میری والدہ کا حال پوچھا کیونکہ اُسکو اُنکی بیماری کا حال معلوم تھا میں نے کہا اُنکا انتقال ہوا اسکے سنتے ہی اُسپر اضطراب واقع ہوا اور متغیر ہوا اور رویا جب حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر اس حکایت تک پہونچے تو اسقدر گریہ آپپر غالب ہوا کہ جو کچھ وہ فرمانا چاہتے تھے تمام معلوم نہیں ہوا اثناء گریہ میں یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی معلوم نہیں کہ یہ بیت میاں احمد سے روایت کی یا خود فرمائی الغرض یہ بیت پڑھی ؎

افسوس دلم کہ ہیچ تدبیر نہ کرد گر وصل تو یاری کند ویا نہ کند	شبہاے وصال را بزنجیر نکرد بارے کہ فراق ہیچ تقصیر نکرد

پھر آپنے فرمایا کہ تھوڑے دنوں کے بعد اُس احمد نے دُنیا سے رحلت کی ایک رات میں نے اُسے خواب میں دیکھا تو وہ اپنی عادت کے موافق پھر مسائل اور احکام پوچھنے لگا میں نے کہا پہلے تیرا پوچھنا تو اس لیئے تھا کہ حالت حیات میں کام آئے اب تو انتقال ہو گیا اب کس کام آئیگا اُسنے کہا کیا تم اولیاے خدا کو مردہ بتاتے ہو۔ یہ حکایت آپ بیان فرمارہے تھے کہ ایک آوارہ شخص آیا اور اُسنے بیہودہ کلمات بکنے شروع کیئے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اُسے کچھ نہ کہا بلکہ جس چیز کی وہ توقع کرکے آیا تھا وہ دیدی پھر آپنے حاضرین کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایسا بھی ہونا چاہیئے کیونکہ ایسے لوگ تو ہین جو اُنکے پاس لوگ آتے ہین اور اُنکے قدموں میں سر دہتے ہین اور کچھ چیز لاتے ہین پس ایسے لوگ بھی ہونے چاہئین کہ وہ اُن سے بے محابا جو چاہین کہین اور کچھ چیز لین تاکہ اُسکا بدلہ ہو جاے۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ ان ہی واہیات بکنے والوں میں سے ایک شخص آیا اور مجھے بہت کچھ برا بھلا کہا مگر میں نے اُسے

کچھ جواب نہ دیا اسی نے آخر کو کہا کہ جب تک جہان رہے میرا جرم رہے اور تمہارا تحمل۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ ان ہی بے باکوں میں سے شیخ الاسلام فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آیا اور آتے ہی کہنا شروع کیا کہ اپنے آپکو بُت بنا رکھا ہے۔ شیخ نے فرمایا میں نے نہیں بنا رکھا خدا تعالیٰ نے بنا رکھا ہے پھر اُسنے کہا تو نے خود نہیں بنایا شیخ نے فرمایا نہیں جو کچھ بنایا ہے خدا ہی نے بنایا ہے اُس مدعی نے جب بات سُنی شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ کئی آوارہ لوگ شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت میں آئے جس توقع سے آئے تھے شیخ نے انہیں کچھ نہ دیا باہر نکلکر لڑنے کو موجود ہو گئے اور اینٹیں پھینکنی شروع کیں۔ شیخ نے فرمایا خانقاہ کا دروازہ بند کر دو انہوں نے خانقاہ کے دروازہ پر اینٹیں بجانی شروع کیں تھوڑی دیر کے بعد شیخ بہاء الدین نے فرمایا کہ میں تو شیخ شہاب الدین کا بٹھایا ہوا ہوں میں اپنے آپ نہیں بیٹھا مجھے تو ایک مرد نے بٹھایا ہے۔ پھر فرمایا کہ خانقاہ کا دروازہ کھول دو جب دروازہ کھلگیا تو وہ لوگ پھر آئے اور سب کے سب قدموں میں گر پڑے اور پھر چلے گئے۔ پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اول خانقاہ کا دروازہ بند کرنا بشریت سے نہ تھا اور نیز یہ بھی کہ نہ معلوم کیا وقت ہو جب وہ وقت گذر گیا تو آپنے دروازہ کھلوا دیا۔

پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ جنگ اُحد میں بہت سے صحابی شہید ہو گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ بھی ایک لحظہ ان شہداء کی صف میں لیٹ جائیں تاکہ غضب کی ساعت گذر جائے۔

روز چہار شنبہ ۲۵ ماہ محرم ۷۱۰ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ خزانہ جمع کرنیوالوں کا ذکر چھڑ گیا کہ جتنا زیادہ ہوتا جاتا ہے اُتنا ہی زیادہ طلب کرنے لگتے ہیں تو آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ حق تعالیٰ و تبارک نے مختلف طبیعتیں بنائی ہیں اگر مثلاً کسی کا دس درم کا خرچ ہے اور اُسے کچھ زیادہ مل جائے تو وہ جب تک اُسے خرچ نہ کرلے اُسے چین نہیں پڑتا۔ اور ایک کو ایسا بنایا ہے کہ جتنا زیادہ آتا جائے زیادہ ہی جستجو کرتا جاے تو یہ بات کسی کی اختیاری نہیں ہے ازل ہی سے اسکی تقسیم کی ہوئی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ راحت تو زر و سیم کے خرچ کرنے ہی میں ہے

اس لیئے آدمی کسی چیز میں راحت نہیں پاتے جبتک کہ کچھ خرچ نکریں مثلاً اگر کوئی چاہے کہ میں اچھا کپڑا پہنوں یا کھانا اچھا کھاؤں تو یہ بات بغیر نقدی خرچ کیئے حاصل نہیں ہوتی پس معلوم ہوا کہ راحت اگر ہے تو زر و سیم ہی کے خرچ کرنے میں ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ زر و سیم کے جمع کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اس سے اوروں کو نفع پہونچے اور اس اثنا میں آپنے فرمایا کہ میرا دل اول ہی سے کسی چیز کے جمع کرنے پر نہ تھا اور نہ کبھی دنیا کی طلب میں رہا جبکہ میں شیخ الاسلام سے جا ملا تو ایسے سے پیوند ہوا کہ انکی نظر میں دونوں جہان بھی نہیں آتے تھے یکبارگی سبکو ترک کیئے ہوئے تھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اس سے پہلے وجہ معاش کی مجھپر سخت تنگی تھی اور اچھی طرح گذارا نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن آدھا ٹکا مے وقت میرے پاس آیا مینے کہا اب تو وقت غیر ہوگیا ہے اور نیز حاجت بھی نہیں ہے دامن میں باندھ لیا اور کہا اسے صبح خرچ کرونگا جب رات ہوئی اور میں مشغول ہوا تو وہ آدھا ٹکا میرا دامن کھینچے لیتا تھا اور وہ نیچے لٹکا پڑتا تھا جب مینے یہ کیفیت دیکھی تو مینے کہا خداوندا کب صبح ہو جو میں اسے جدا کروں۔

روز پنجشنبہ ۵ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۷۱۰ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی اصحاب ولایت کے قدم کا ذکر ہونے لگا کہ بعض کو طیران بھی ہوتا ہے تو آپنے اس بارہ میں حکایت فرمائی کہ بداؤں میں ایک واعظ تھا کہ اسکے وعظ کے ممبر کے متصل ایک دیوار تھی کہ اس میں بہت سے طاق تھے مگر ممبر سے قد آدم یا کچھ کم و بیش اونچے تھے اور وہ طاق ایسے منحرف تھے کہ کوئی انمیں بیٹھہ نہیں سکتا تھا اس واعظ پر اثنائے وعظ میں ایسی حالت طاری ہوجاتی تھی کہ وہ اس حال میں ممبر سے اوچک کے ان طاقوں میں جا بیٹھتا تھا اور اسی کی مطابق ا سے مینے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دن ایک راجہ مع ایک جوگی کے بطریق دعوی شیخ صفی الدین گازرونی کی خدمت میں آیا اور شیخ سے بحث کرنے لگا اور کہنے لگا کہ کچھ دکھلاؤ شیخ نے فرمایا تو ہی دعوے کرتا ہے تو کچھ دکھلا جوگی نے کہا اچھا میں دکھلاتا ہوں یہ کہکر جوگی اڑکر چھت سے جا لگا اور پھر سیدھا نیچے اتر آیا اور شیخ سے کہا کہ اب آپ بھی کچھ دکھلایئے۔ شیخ نے آسمان کیطرف منہ کیا اور عرض کیا خداوندا بیگانہ کو تو نے اتنی قوت دی ہے مجھے بھی کچھ عنایت فرما۔ پھر شیخ قبلہ کیطرف اڑے پھر وہاں سے

شمال کیطرف پھر جنوب کیطرف پھر اپنی جگہ پر آبیٹھے جوگی یہ دیکھکر حیران ہوگیا اور شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مجھ مین اس سے زیادہ قدرت نہین کہ سیدھا اوپر کو اڑدون اور پھر نیچے اتر آؤن باقی راست وچپ مین نہین اڑ سکتا مگر آپ ہر جانب اڑے یہی حق اور الٰہی ہے اور مین باطل پر ہون۔ اسکے بعد آپنے اس حرکت ارادی کی نسبت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایکدفعہ ایک حکیم خلیفہ کیخدمت مین آیا اور اپنی کتابین دکھلائین اور خلیفہ کو تنے ایسا مائل کیا کہ وہ اسکے علم کیطرف رغبت کرنے لگا اور راہ حق سے پھرنے لگا یہ خبر شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کو پہونچائی گئی تو شیخ متفکر ہوئے اور کہا کہ اگر یہ خلیفہ فلاسفر کی طرف مائل ہوجاویگا تو جہان مین ظلمت چھاجائیگی یہ کہکر آپ فوراً کھڑے ہوگئے اور خلیفہ کے مکان پر آئے اسوقت خلیفہ اور وہ بدبخت حکیم خلوت مین تھے اور اسی علم کی بحث مین مشغول تھے۔ دربانون نے شیخ کے آنے کی خبر پہونچائی آپ اندر بلائے گئے تو شیخ نے خلیفہ اور اس حکیم کو دیکھکر پوچھا کہ اسوقت تم کیا بحث کررہے تھے خلیفہ نے اس بحث کو مخفی کردیا شیخ نے کہا نہین نہین سچ بتاؤ کیا بحث تھی۔ جبکہ شیخ کا اصرار زیادہ پایا گیا تو اس حکیم نے کہا کہ ہم اسوقت یہ بحث کررہے تھے کہ فلک کی حرکت طبعی ہے اور حرکات تین طرح پر ہین۔ طبعی ارادی۔ قسری۔ طبعی حرکت تو وہ ہے کہ جو بالطبع خود حرکت کرے مثلاً اگر کسی پتھر کو ہاتھ سے گرایا جاوے تو وہ ضرور زمین پر گریگا۔ اور حرکت ارادی وہ ہے کہ اپنی مراد کے موافق جس طرف چاہے حرکت کرے۔ اور حرکت قسری وہ ہے کہ اسے کوئی اور حرکت دے۔ مثلاً کوئی پتھر ہوا مین پھینکے تو اسے حرکت قسری کہین گے اور جب وہ قوت اسکی کم ہوجاویگی تو وہ ضرور اپنی خاصیت کے موافق زمین پر آپڑے گا اسے حرکت طبعی کہتے ہین۔ اب ہم اس بحث مین تھے اور یہی کہہ رہے تھے کہ حرکت فلک طبعی ہے۔ شیخ نے فرمایا فلک کی حرکت قسری ہے اسنے کہا کیونکر۔ شیخ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ اس شکل وصورت کا ہے کہ وہ اسے خدا کے حکم سے حرکت دیتا ہے۔ اور ایسا ہی حدیث شریف مین آیا ہے وہ حکیم ہنسنے لگا شیخ نے خلیفہ کا ہاتھ پکڑا اور صحن مین لاکر اس حکیم کو بھی بلایا اور آسمان کیطرف منہ کرکے کہا خداوندا جو کچھ تو اپنے بندونکو دکھلاتا ہے انہین بھی دکھلا یہ کہکر اس حکیم اور خلیفہ سے کہا کہ آسمان کیطرف دیکھو۔ جب انہون نے آسمان کیطرف نگاہ کی تو اس فرشتہ کو دیکھا جو فلک کو حرکت دے رہا تھا۔ پھر تو خلیفہ

اس مذہب سے پھر گیا اور دین اسلام پر راسخ ہوگیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

روز دوشنبہ ۷۔ ماہ ربیع الاول ۷۱۸ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا ذکر تھا کہ انکا افطار نشتر ایک قدح شربت سے تھا کہ اسمین مویز بھی ڈالا جاتا تھا اس قدح میں سے آدھے یا ثلث کے قریب تو حاضرین کو تقسیم کیا جاتا تھا اور تھوڑا سا اس مین سے کسی برتن مین ڈالا جاتا تھا بھائی کے قریب اپنے کام مین لاتے۔ اور اس مین سے بھی جسکا کچھ حصہ ہوتا وہ دولت اُسے ملتی اور نماز سے پہلے دو پراٹھے آپکے پاس آتے اور دونو پراٹھے سیر سے کچھ کم ہوتے اُن دو مین سے ایک کے تو ٹکڑے کرکے حاضرین کو تقسیم فرماتے اور دوسرا آپ نوش فرماتے اور اُسمین سے بھی جسکے نصیب مین ہوتا ملتا۔ پھر آپ نماز پڑھتے اور اسکے بعد مشغول حق ہوتے اور خوب مشغول ہوتے۔ پھر دسترخوان لگتا اور طرح طرح کے کھانے چنے جاتے اور کھلائے جاتے۔ مگر آپ کچھ نہ کھاتے۔ بس افطار ہی کے وقت کھاتے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ آپکو خلہ کی بیماری ہوگئی۔ (خلہ وہ بیماری ہے کہ بدن مین سوئیان سی چبھتی معلوم ہوتی ہین) اور اسی بیماری مین آپنے انتقال فرمایا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرماتے ہین کہ مین ایک رات آپکے آرام کے وقت خدمت مین حاضر تھا۔ مینے دیکھا کہ ایک کمبل جو کہ دن مین آپکے نیچے بچھا تھا وہی چارپائی پر بچھا ہوا ہے اور پائنتیان خالی تھین تو اُسپر ایک ٹکڑا ڈالدیتے اگر وہ ٹکڑا آپ اوڑھ لیتے تو وہ جگہ بستر سے خالی رہتی ایک عصا تھا جو حضرت شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ملا تھا اُسے چارپائی پر سرہانے رکھ لیتے اور اُسیکا تکیہ لگاتے اور اُس عصا کو جب ہاتھ لگاتے چومتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایکدن اُسی بیماری کی حالت مین مجھے اور کئی یارون کو فرمایا کہ تم فلان جگہ جاؤ اور میرے لئے دعا کرو چنانچہ مین اور کئی یار وہان گئے اور کھانا ساتھ لیتے گئے رات کو وہین رہے اور آپکے لئے دعا کرتے رہے جب دن ہوا تو حضرت شیخ کی خدمت مین آئے اور کھڑے رہے اور عرض کیا کہ حضور کے فرمانے سے ہم سب وہان بیدار رہے اور دعا کرتے رہے۔ شیخ نے تھوڑی دیر تامل کیا اور اسکے بعد فرمایا کہ تمہاری دعا سے کوئی صحت کا اثر پیدا نہین ہوا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمانے لگے مین تو جواب مین تامل کرتا رہا مگر ایک یار تھا کہ اُسے علی بہاری کہتے تھے وہ

مجھ سے ذرا نیچے کھڑا ہوا تھا اُسنے دہن سے کہا کہ ہم لوگ ناقص ہین اور ذات مبارک شیخ کامل۔ پھر ناقصون کی دعا کاملونکے حق مین کہان مستجاب ہوسکتی ہے جبکہ یہ آواز شیخ کے کان تک پہونچی تو مینے اس سخن کو شیخ کے کان تک پہونچایا تو آپنے میریطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین نے خدا تعالےٰ سے یہ دعا مانگی ہے کہ جو تو خدا سے چاہیگا وہی پائیگا۔ پھر آپنے اپنا عصا مجھے عنایت فرمایا اس عرصہ مین بندہ نے عرض کیا کہ شیخ کے انتقال کے وقت آپ موجود تھے آپ یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ نہین مجھے ماہ شوال مین دہلی بھیجدیا تھا انکا انتقال شب پنجم ماہ محرم کو ہوا۔ رحلت کے وقت مجھے یاد فرمایا اور فرمایا کہ فلان دہلی مین ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مین بھی خواجہ قطب الدین قدس سرہ العزیز کی رحلت کے وقت موجود نہ تھا ہانسی مین تھا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ حکایت فرماتے جاتے تھے اور روتے جلتے تھے چنانچہ سب حاضرین پر اسکا اثر ہوپہنچا تھا پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ جب شیخ کی بیماری بڑھ گئی اور ماہ رمضان آیا تو آپ افطار کرتے تھے ایک دن خربزہ لایا گیا اور تراشا گیا مین شیخ کے آگے رکھتا تھا شیخ تناول فرماتے تھے اس اثنا مین ایک پھانک خربزہ کی حضرت شیخ نے مجھے عطا فرمائی مینے جی مین کہا کہ اس روزہ کے کفارہ مین متصل دو مہینے کے روزے رکھ لونگا یہ پھانک کھا لیتا ہون یہ دولت جو حضرت شیخ کے ہاتھ سے مجھے پہونچی ہے کہان نصیب ہوگی قریب تھا کہ مین منہ سے کھاؤن کہ حضرت شیخ نے منع کردیا اور فرمایا مجھے تو بیماری کے سبب شریعت سے رخصت ہے تمہین اجازت نہین ہے تم نہ کھاؤ۔ پھر لوگون نے حضرت شیخ کی عمر پوچھی تو آپنے فرمایا ترانوے برس کی تھی اس دن اس بیان سے ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ بیان نہین کیجاسکتی جب رات ہوئی تو عشاء کی نماز کے بعد آپنے خاص مصلیٰ بندہ کو عنایت فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔

روز شنبہ ۱۰ ماہ ربیع الآخر ۷۱۰ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی دعا کا ذکر ہونے لگا تو آپنے فرمایا دعا نزول بلا سے پہلے کرنی چاہیئے آپنے ایک لفظ عربی مین اور فرمایا کہ بلا جب نازل ہوتی ہے اور دعا اوپر جاتی ہے تو دونون باہم معارضہ کرتی ہین اگر دعا مین قوت ہے تو وہ بلا کو لوٹا دیتی ہے ورنہ بلا اُتر آتی ہے اسیکے مطابق آپنے یہ حکایت فرمائی کہ جب کفار تتار کا خروج ہوا اور مخلوق کی بلا نیشاپور مین پہونچی تو وہانکے

بادشاہ نے حضرت شیخ فریدعطار قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آدمی بھیجا کہ دعا کیجئے۔ انہوں نے کہا دعا کا وقت نکل گیا اب تو رضا کا وقت ہے لیعنی بلا خدا کیطرف سے نازل ہو گئی اب اسکی رضا پر راضی رہنا چاہیئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ نزول بلا کے بعد بھی دعا کرنی چاہیئے اگرچہ بلا دفع نہو مگر اسکی سختی کم ہو جائیگی۔ یہین سے صبر و رضا کا ذکر چھڑ گیا کہ صبر تو وہ ہے جب کوئی بندہ کو تکلیف پہونچے پس جلد اسپر صبر کرے اور کسی کی شکایت نکرے۔ اور رضا وہ ہے کہ بلا کے آنے سے ذرا بھی ملال نہو اور ایسا ہو جاے کہ گویا کوئی بلا اسپر نازل ہوئی نہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ متکلمین اسکے منکر ہین وہ کہتے ہین کہ یہ بات کسیطرح سمجھ مین نہین آسکتی کہ آدمی کو تکلیف پہونچے اور اُسے ملال وتغیر نہ ہو۔ تو آپنے فرمایا اسکے بہت سے جواب ہین۔ ایک تو یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی راہ مین چلا جاتا ہے اور کانٹا اُسکے پاؤن مین چبھ جاتا ہے اور خون بھی بہنے لگتا ہے اور ایسا لپکا ہو لیجاتا ہے کہ اُسکا دل کسی اور کام مین لگا ہوا ہے اور اُسے خبر نہین ہوتی پھر تھوڑی دیر کے بعد اُسے معلوم ہوتا ہے کہ او ہو کانٹا لگ گیا۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جنگ مین مشغول ہے اور اُسکے زخم لگا اور وہ حرب مین ایسا لگا ہوا ہے کہ اصلا اُس زخم کی اُسے خبر نہین۔ جب وہ اپنے گھر آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہان یہ زخم میرے لگا جبکہ استغراق و مشغولی کے یہ معنی کہے گئے کہ اُسوقت اُسے تکلیف کی خبر نہین ہوتی تو ایسے ہی جو لوگ کہ مشغول ہین اُنہین بطریق اولے اُس درد کی تکلیف بوجہ مشغولی نہین معلوم ہوتی۔ پھر آپنے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک شخص کو کسی تہمت مین گرفتار کر لیا اور ہزار ضرب اُسکے لگائی گئین کچھ رویا چلایا نہین اور نہ کچھ ایذا کا اثر اُسپر ظاہر ہوا بعد مین لوگون نے پوچھا کیا سبب کہ تجھے اسوقت کچھ تکلیف نہ معلوم ہوئی اُسنے کہا اُسوقت میرا معشوق مجھے دیکھ رہا تھا اُسکی نظر سے مجھے کوئی تکلیف نہین پہونچی۔ پھر حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جسکی مجازی معشوق پر نظر ہوتی ہے اُسے تکلیف کی کچھ خبر نہین رہتی۔ جسکی حقیقی معشوق پر نظر ہو اُسے بدرجہ اولی تکلیف کی خبر نہ ہونی چاہیئے۔ پھر کچھ توکل کا ذکر ہوا تو آپنے فرمایا کہ توکل کے تین مرتبے ہین۔ پہلا مرتبہ وہ ہے کہ کوئی کسی شخص کو اپنے دعوے کے لیئے وکیل کرے اور وہ وکیل عالم بھی ہو اور

اُسکا دوست بھی ہو لیس یہ توکل بالکل مطمئن ہو کہ مین ایسا وکیل رکھتا ہون کہ جو دعوون کے کامون مین بہت ہوشیار ہے اور میرا دوست بھی ہے۔ اس صورت مین توکل بھی ہے اور سوال بھی ہے جیسا کہ کبھی کبھی اُس وکیل سے کہتا ہے کہ اُس دعوی کی اسطرح جواب دہی کرنا اور اُس کام کو اسطرح کرنا تو پہلا مرتبہ توکل کا یہ ہے کہ توکل بھی ہے اور سوال بھی ہے۔ اور دوسرا مرتبہ توکل کا یہ ہے کہ جیسے شیر خوار بچہ کہ اُسکی مان اُسے دودھ دیتی ہے اُسکا بھی توکل ہے اور سوال نہین ہے کیونکہ بچہ یہ نہین کہہ سکتا کہ مجھے فلان وقت دودھ دے۔ لیس روتا ہے اور کچھ تقاضا نہین کرتا۔ اُسکی مان کے دل مین محبت آتی ہے اور وہ اُسے دودھ پلاتی ہے۔ اور تیسرا مرتبہ توکل کا یہ ہے کہ جیسے غسّال کے آگے مردہ کہ وہ نہ کوئی سوال کرتا ہے اور نہ از خود کوئی حرکت کرتا ہے جسطرح چاہتا ہے غسال اُسے اِدھر سے اُدھر کرتا ہے اور نہلاتا ہے اور وہ کچھ نہین کہتا۔ یہ تیسرا مرتبہ توکل کا ہے اور یہ مرتبہ اعلٰے اور بلند ہے۔ اِتنے مین مجلس مین کھانا آیا حاضرین مین سے ایک نے ازراہ طیبت کہا کہ مین فلان جگہ تھا اگرچہ میرا پیٹ بھرا ہوا تھا مگر مینے جو کھانا لذیذ دیکھا تو کہا اسے کیون چھوڑدون اسے بھی چٹ کردون۔ اور اسی قسم کی طیبت آمیز باتین بگھارنی شروع کین۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر تبسم فرماتے تھے پھر آپنے اُسوقت کے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ مین ایک دفعہ شیخ جمال الدین خطیب ہانسوی رح کے پاس گیا اشراق کا وقت تھا جاڑے کا موسم تھا کہ شیخ جمال الدین نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا **بیت**

	باروغن گاؤ اندرین روز خنک		نیکو باشد ہریسہ و نان تنک	

مینے کہا ذکر الغائب غیبۃ (یعنے غائب کا ذکر کرنا غیبت ہے) شیخ جمال الدین نے کہا مینے پہلے ہی پکا رکھا ہے پھر کہا ہے لیس اُسیوقت جو کچھ کھانا تھا لے آئے اور دسترخوان بچھایا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک شخص تھا کہ اُسکو لوگ محمد کہا کرتے تھے۔ ایکدن شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ کھانا لایا گیا اسوقت کوئی دسترخوان موجود نہ تھا شیخ نے فرمایا زمین ہی پر رکھ لو اُسکے جی مین خیال آیا کہ دسترخوان ہوتا تو اچھا تھا شیخ اُسکے خطرہ پر فوراً مطلع ہو گئے اور دو انگلیون سے ایک مربع دائرہ کھینچا کہ اسکو دسترخوان

سمجھ لو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ حال آپکا ابتدائی تھا۔

روز جمعہ ۲۳ ماہ ربیع الآخر سنہ ۷۱۰ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس ہفتہ مین اس کاتب کو بوجہ توقف ہونے تنخواہ کے دلتنگی تھی جب مین خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے فرمایا کہ ایک شخص بڑے بزرگ تھے کئی دفعہ مجھسے ملے اور باتین کین انکی زیادہ باتون کی وجہ سے انکا نام اور لقب بھی مینے نہین پوچھا کبھی کبھی وہ مجھے راہ مین ملجاتے اور ایک حکایت بیان کر دیتے اول جب مجھے ملے تو انہون نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی تو ویسا ہی ہوگا جیسا کہ خلق کا اعتقاد تیرے حق مین ہے۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس تقریر کے بعد بہت سا استحسان فرمایا۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ وہ شخص پھر مجھے ملے اور حکایت بیان کی کہ لاہور مین ایک شخص تھا کہ اُسے شیخ زندول مکہ کہا کرتے تھے وہ شخص بڑا ہی بزرگ تھا ایک دن جو عید ہوئی خلق نماز کو گئی تو اُس شیخ نے منہ آسمان کی طرف کر کے کہا کہ آج عید کا دن ہے ہر ایک بندہ اپنے اپنے آقا سے کہتا ہے کہ عیدی دو تو چونکہ مین تیرا بندہ ہون تب مجھے عیدی دے اُسکے کہتے ہی ایک حریر کا ٹکڑا آسمان سے اُسکی گود مین گر پڑا اُسپر لکھا ہوا تھا کہ ہمنے تجھے دوزخ سے آزادی دی۔ خلق نے جو یہ کیفیت دیکھی سب کے سب اُسکی پابوسی کو حاضر ہوئے اور بہت سا اعزاز و اکرام کرنے لگے کہ اتنے مین اُس شیخ کے دوستون مین سے ایک دوست آنکلا اُسنے کہا تونے تو حضرت عزت سے عیدی پائی اب تو مجھے عیدی دے۔ اُس شیخ نے جو یہ بات سُنی وہ پارہ حریر اُسے دیدیا اور کہا جا یہ عیدی تو نے قیامت کے دن مین جانون اور دوزخ۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ پھر وہ شخص مجھسے ملا اور کہا یہ حکایت مجھ سے سنو وہ حکایت یہ تھی کہ ایک شہر مین ایک برہمن تھا مال واسباب بہت رکھتا تھا اُس شہر کے والی نے اُسپر ایسا جرمانہ کیا کہ اُسمین کل مال اُسکا ضبط کر لیا۔ وہ برہمن مفلس اور مضطرب ہوگیا ایک دن وہ چلا جارہا تھا کہ ایک دوست اُسکا ملا اُس نے پوچھا کہو کیا حال ہے کہا اچھا ہون اُسنے کہا اچھا کہان سے ہے سب کچھ تو تیرا چھین لیگیا اُسنے کہا ہان مگر میری زنار تو میرے پاس ہے اُس حکایت کے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم سمجھے مینے عرض کیا کہ حضور اس حکایت کے سننے سے مجھے

باطنی مدد پہونچی اور مینے معلوم کیا کہ یہ حکایت میرے دل کی تسکین کے لیے آپنے فرمائی ہے کہ دُنیا کے اسباب نہ پانے اور تنخواہ مین توقف ہونے کے سبب غم کرنا نہ چاہیئے اگر سدا جہان جاتا ہے تو کچھ غم نہین حق کی محبت چاہیئے کہ وہ برقرار رہے۔ الحمد للہ کہ بندہ نے اسی تقریر کے قریب قریب خیال کیا۔ آپنے میری اس سمجھ پر تحسین فرمائی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

روز جمعہ ۱۴ ماہ جمادی الاول ۷۱۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ نے اُس شب ایک خواب دیکھا تھا اُسے عرض کیا وہ خواب یہ تھا کہ گویا امیر عالم ولوالجی علیہ الرحمۃ والغفران مجھے کچھ شیرینی دیتا ہے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ کیا کبھی تمہارا اُس سے تعلق تھا مینے کہا نہین فرمایا تو کوئی چیز غیب سے آئیگی دوسرے جمعہ تک ایک چیز غیب سے ایسی پہونچی کہ میرے گمان مین بھی نہ تھی پیر کا دن ۲۴ تاریخ ماہ جمادی الاول تھی اور اُس خواب سے گیارہوان دن تھا کہ اُس خواب سے بہتر و بابرکت چیز پہونچی۔ الغرض اُس روز امیر عالم ولوالجی کی بزرگی کی نسبت بہت کچھ کلمات آپنے فرمائے اور اثنائے محامد مین یہ بھی فرمایا کہ ایک بزرگ صاحب نعمت تھا اور خواجہ اجل شیرازی رہ سے نعمت حاصل کیے ہوئے تھا کہ ایک دن وہ بزرگ ممبر پر آیا (اس روز امیر عالم ولوالجی اور بہت سی خلقت جمع تھی) اور کہا کہ اے مسلمانو آگاہ ہو جاؤ کہ مین نعمت یافتہ خواجہ اجل شیرازی رہ ہون آجکی رات مین چاہتا تھا کہ وہ نعمت اپنے بیٹے کو بخشون مگر مجھے حکم ہوا کہ امیر عالم ولوالجی کو دے سو مین وہ نعمت اسکو دیتا ہون یہ کہکر امیر عالم کو ممبر پر بلایا اور اپنے مُنہ کا لعاب اُسکے منہ مین ڈالدیا۔

روز یکشنبہ ۹ ماہ جمادی الآخر ۷۱۸ھ

دولت دست بوسی میسر ہوئی۔ ماہ رجب کی فضیلت کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ اس مہینے مین بہت دعائین قبول کیجاتی ہین۔ اس مہینہ کی چار راتین بڑی بزرگ ہین۔ ایک تو پہلی رات دوسری جمعہ کی رات۔ تیسری پندرہوین رات۔ چوتھی ستائیسوین رات کہ وہ معراج کی رات ہے۔ اسکے بعد نفل نماز کا ذکر ہونے لگا کہ جو لوگ نماز نفل پڑھتے ہین انکی وہ نماز قضا شدہ فرضون مین محسوب ہو جاتی ہے۔ آپکے بعد امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رہ کی حکایت فرمائی کہ وہ اپنی قضا شدہ نمازین ہر نماز کے پیچھے پڑھا کرتے تھے۔

روز یکشنبہ ۱۳- ماہ رجب سنہ ۷۱۰ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ توبہ پر قائم رہنے کا بیان ہوا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ سالک جب پیر کی بیعت پر مستقیم ہوا تو جو کچھ اُس سے پہلے اُسنے کیا وہ اُسپر ماخوذ نہیں اس درمیان مین آپنے حکایت فرمائی کہ سراج الدین ایک شخص تھا کہ وہ قصبہ بوہر کا رہنے والا تھا مین ایکدفعہ وہان پہونچا اور اُسکے گھر مین اُترا وہ اور اُسکی قوم دونون شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز کی ارادت رکھتے تھے مگر اُس روز قصبہ کے لوگ اُس سے خصومت کر رہے تھے اور لڑ رہے تھے اور کچھ کلمات ناسزا بھی کہہ رہے تھے اور اتہام بھی لگا رہے تھے اسکے بعد اُسکی گھر والی نے جواب دیا کہ جو کچھ تم میرے باپ مین کہہ رہے ہو سوچو اور غور کرو کہ وہ بیعت سے پہلے کے ہین یا بعد کے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر جب اس حرف پر پہونچے فرمایا اس عورت نے کیا عمدہ بات کہی۔

روز سہ شنبہ ۲۹- ماہ رجب سنہ ۷۱۰ھ

دولت دست بوسی میسر ہوئی- ایک شخص آیا اور اپنے انتظام حالت کے لیئے امداد چاہی فرمایا دفع تنگی معیشت کے لیئے ہر رات سورہ جمعہ پڑھنا چاہیئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز ہر جمعہ کی رات کو پڑھنے کے لیئے فرماتے اور مین ہر رات پڑھنے کے لیئے کہتا ہون مگر اپنے لیئے کبھی نہین پڑھتا کیونکہ جسکی ضرورت ہوتی ہے وہ موجود ہوتی ہے- اس اثنا مین آپنے حکایت بیان فرمائی کہ مین ایک دفعہ ایک جماعت پر گذرا کہ وہ صوفیوں کے لباس مین تھی- ایک اُن مین کا دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ مینے ایسا خواب دیکھا اُس نے تعبیر بیان کی کہ تو نے اچھا خواب دیکھا ہے تیرا کام بنجائیگا اور تیرا اسباب بھی مہیا ہو جائیگا۔ اور تیری معیشت فراخ ہو جائیگی۔ مینے چاہا کہ مین کچھ کہون کہ اے خواجہ جس لباس مین تم ہو اس لباس کے لوگ تو ایسی تعبیر نہین دیتے۔ پھر میرے جی مین خیال آیا کہ مین کون ہون جو جواب دون مینے کچھ نہین کہا اور وہان سے چلا آیا۔ جب خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ حکایت تمام کی تو جو شخص استمداد دعا تھا وہ کہنے لگا اے مخدوم فراہمی اسباب اور روزگار سے ناگزیر کسیطرح چارہ نہین ہے۔ خواجہ صاحب نے تبسم فرمایا اور کہا مینے یہ حکایت تمہاری طرف سے نہین کہی بلکہ اپنی حالت سے بیان کی ہے۔

۶- ماہ مبارک رجب عمت میامنہ سنہ ۷۱۰ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ اُس روز بندہ نے کئی بزرگ یارون کے ساتھ تجدید بیعت کی اسکے
مطابق آپنے حکایت فرمائی کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ مبارک کا ارادہ کیا اور فتح
سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسالت پر مکہ والوںکے پاس بھیجا اس عرصہ مین لوگون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچائی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب یہ خبر سنی صحابہ کو بلایا اور فرمایا کہ آؤ اور بیعت کرو کہ ہم مکہ والون سے جنگ کرینگے
یارون نے بیعت کی اسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تنہ سے تکیہ لگائے بیٹھے
تھے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہین اتنے مین ایک صحابی آیا کہ اسکو ابن الاکوع کہتے تھے
آتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپنے فرمایا کیا تو نے پہلے بیعت نہین کی تھی
اُسنے کہا یا رسول اللہ مینے بیعت کی تھی مگر اب تجدید بیعت کرتا ہون۔ پیغمبر علیہ السلام نے بیعت کے
لیئے ہاتھ دیا۔ اسکے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اس تجدید بیعت کا ثبوت وہان سے ہے۔
پھر آپنے فرمایا کہ اگر کوئی مرید چاہے کہ مین تجدید بیعت کرون اور شیخ حاضر نہو تو شیخ کا جامہ اپنے
آگے رکھ لے اور اُس سے بیعت کر لے۔ اس درمیان مین فرمایا کہ مین تعجب نہین کرتا کہ شیخ
الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بارہا ایسا کیا ہو۔ اور مین بھی ایسا ہی کرتا ہون۔ پھر
حسن اعتقاد کا ذکر ہونے لگا کہ مینے شیخ رفیع الدین سے کہ وہ اودہ کے شیخ الاسلام تھے سنا
وہ کہتے تھے کہ ایک پیر اقرباہی تھا کہ خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ کا مرید تھا اُس مرید کو کسی تہمت مین گرفتار
کر لیا اور معرض قتال مین لایا گیا اور ہاتھ مارنے والا بھی آکھڑا ہوا اور اُسکا منہ قبلہ کیطرف کیا
اُسنے اُدھر سے منہ پھیر لیا کہ اُسکے پیر کی قبر کیطرف پشت ہوتی تھی فوراً اُسنے پیر کی قبر کیطرف
منہ کر لیا۔ جلاد نے کہا اس موقع پر قبلہ کیطرف منہ کرنا چاہیئے تو اُدھر سے کیون منہ پھیرتا ہے
اُسنے کہا مینے اپنے قبلہ کیطرف منہ کر لیا ہے تو اپنا کام کر جو تجھے کرنا ہے۔ اس حکایت کے مناسب
یہ حکایت فرمائی کہ مین ایک دفعہ سفر مین تھا چونکہ سفر دور دراز کا تھا تو مجھے تکلیف پہونچی اگرچہ مین
سوار تھا مگر مجھے پیاس معلوم ہوئی مین ایک تالاب کے کنارے پہونچا اور گھوڑے سے اتر کر
چاہا کہ پانی پیون کہ اتنے مین قے ہوئی اور صفرا غالب ہو گیا مین اسوقت بیہوش ہو گیا اور میرے

زبان سے شیخ شیخ جاری ہوگیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد مجھے ہوش ہوا۔ الغرض مجھے وثوق ہوگیا کہ خاتمہ کے وقت بھی انشاء اللہ تعالیٰ شیخ کا نام وردِ زبان ہوگا۔

روز یکشنبہ ۲۲۔ ماہ رجب سنہ ۷۱۰ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ زیارت قبور کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ جب میری والدہ ماجدہ علیہ الرحمۃ والغفران بیمار ہوتیں تو اُس بیماری کی حالت میں ہر بار مجھ سے فرماتیں کہ تو فلاں شہید کی زیارت کو اور فلاں بزرگ کے مزار پر جا۔ میں اُنکے حکم سے جاتا جب میں آتا تو فرماتیں کہ مجھے تخفیف ہے۔ اسیطرح جب شیخ الاسلام بیمار ہوئے تو مجھے کئی دفعہ وہاں کے شہیدوں کی زیارت کے لیے بھیجا اور جب میں آیا تو آپ نے فرمایا تمہاری دعا نے کچھ اثر نہیں کیا میں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ میرا ایک یار تھا کہ اُسے علی بہاری کہتے تھے وہ مجھ سے ذرا دور کھڑا ہوا تھا اُس نے کہا کہ ہم لوگ ناقص ہیں اور ذات مبارک شیخ کامل۔ ناقصوں کی دعا کاملوں کے حق میں کس طرح قبول ہو خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ یہ بات حضرت شیخ کے کان تک نہیں پہونچی تو میں نے اُسکے قول کو آپکے سامنے دُہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ جو کچھ تو خدا تعالیٰ سے مانگے گا وہ پائیگا پھر آپ نے عصائے مبارک مجھے عنایت فرمایا اور کہا کہ تو اور بدرالدین اسحاق (علیہ الرحمۃ) دونوں جاؤ اور فلاں جگہ مشغول ہوجاؤ۔ چنانچہ میں اور وہ دونوں گئے اور رات بھر مشغول رہے جب ہم خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میں اچھا ہوں۔ اسی اثناء میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تو اور سب یار ملکر ایک لاکھ سورہ فاتحہ پڑھو۔ سب یاروں سے کہا کسی نے پانچ ہزار کسی نے چار ہزار کسی نے کم و بیش سورہ فاتحہ پڑھی میں نے دس ہزار بار پڑھی ایک ہفتہ یا کم میں یہ ختم تمام کیا۔ پھر حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ ختم پورا ہوگیا۔ پھر بندہ نے عرض کیا کہ کیا آپ نے حالت مرض میں پڑھوایا تھا فرمایا نہیں مرض سے پہلے کی بات ہے معلوم نہیں کہ انہوں نے کیلئے پڑھوایا تھا اور خدا تعالیٰ سے کیا درخواست تھی۔

روز شنبہ ۷۔ ماہ ذی القعدہ سنہ ۷۱۰ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی تفسیر امام ناصری آگئے تھی آپ نے اُنکا حال بیان فرمایا کہ ایکدفعہ امام ناصر بیمار ہوئے اور سکتہ اگر پڑا سب کنبے کے لوگ سمجھ گئے کہ یہ مرگئے انہوں نے جاکر دفن کردیا

جب رات ہوئی تو انہیں ہوش ہوا اور معلوم کیا کہ تم قبر میں ہوں اس حیرت ولاچاری میں انہیں یاد آیا کہ جب کوئی حالت اضطرار میں چالیس بار سورۂ یٰسین پڑھیگا حق تعالےٰ اس تنگی سے اُسے فراخی بخشے گا۔ اسیوقت سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کی جب کوئی انتالیس[۳۹] دفعہ پڑھی تو کشادگی کا اثر معلوم ہوا اور وہ یہ تھا کہ ایک کفن چور کفن کی طمع سے آیا اور قبر کھودنی شروع کی امام نے اسکی آہٹ سے معلوم کیا کہ یہ کفن چور ہے۔ چالیسویں دفعہ جو یٰسین پڑھی تو آہستہ پڑھی تاکہ وہ نہ سنے اور قبر کو اچھی طرح کھول لے۔ القصہ جب چالیس بار پوری ہو گئی تو امام ناصر آہستہ قبر سے باہر آئے اس کفن چور نے جو دیکھا تو وہ مارے خوف کے سہم گیا اور اسی صدمہ سے مرگیا امام کو بڑا تاسف ہوا اور کہا افسوس میں چپکا ہی پڑا رہتا تو اچھا تھا کہ وہ کفن لیجاتا میں پھر باہر نکل آتا الغرض اس جلدی کے نکلنے میں بہت پشیمان ہوئے جب وہ قبر سے باہر نکل آئے تو اب یہ فکر کیا کہ اچانک لوگ مجھے دیکھیں گے تو ہول کھائیں گے اور ہر ایک کو ایک تعجب اور حیرت پیدا ہوگی پس یہ خیال کر کے وہ رات کو آہستہ شہر میں آئے اور آواز دیتے ہوئے آئے کہ میں فلاں شخص ہوں مجھے سکتہ کے سبب لوگوں نے مردہ سمجھکر قبر میں رکھدیا تھا یہ کہتے جاتے تھے اور آگے کو بڑھتے جاتے تھے تاکہ خلق کو یکبارگی گھبراہٹ نہ پیدا ہو۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ یہ تفسیر اس واقعہ کے بعد کی لکھی ہوئی ہے پھر ان لوگوں کا ذکر ہونے لگا کہ جو ہمیشہ خدا کی یاد میں مستغرق رہتے ہیں اور خورد و خواب سے انہیں کچھ یاد نہیں آتا اور جو کچھ کرتے ہیں اُسی کے لیے کرتے ہیں اپنی خواہش سے کچھ نہیں کرتے اسکے متعلق آپنے ایک حکایت فرمائی کہ لب دریا ایک بزرگ رہتا تھا ایک دن اُسنے اپنی بیوی سے کہا کہ کچھ کھانا پکا اور دریا پار ایک درویش بیٹھا ہوا ہے اسکے آگے رکھ آ۔ اسکی بیوی نے کہا کہ میں دریا سے کیونکر پار اتروں اُسنے کہا دریا کے کنارے کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ اے دریا میرے شوہر کی اس حرمت سے کہ اُسنے مجھ سے کبھی صحبت نہیں کی مجھے راستہ دیدے۔ عورت کو بڑا تعجب ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگی کہ اتنے تو بچے ہو گئے ہیں اور ابھی تک انہوں نے مجھ سے صحبت ہی نہیں کی۔ خیر شوہر کا فرمان بجالانا چاہیئے۔ چنانچہ وہ عورت کھانا لیکر دریا پر پہونچی اور وہ کلمہ کہا اسیوقت پانی پھٹکر دو ٹکڑے ہوگیا اور خشک رستہ پیدا ہوگیا عورت سلامتی کے ساتھ اس درویش کے پاس پہونچگئی اور اُسکے آگے کھانا جا رکھا جب وہاں سے

حکایت امام ناصر کی قبر میں زندہ دفن ہونا

لوٹنے لگی تو پھر اُسے فکر ہوا کہ اب کیونکر جاؤں اسی تشویش میں تھی کہ اُس درویش نے پوچھا آئی کسطرح تھی اُسنے کیفیت بیان کی کہ اسطرح آئی تھی۔ اُسنے کہا اب دریا کے کنارے کھڑی ہوکر یہ کہنا کہ اے دریا اُس درویش کی حرمت سے کہ جسنے تیس برس سے کھانا نہین کھایا مجھے رستہ دے وہ عورت پھر حیرت و تعجب مین رہی اور لب دریا آکر وہی کہا جو اُس درویش نے سکھا دیا تھا۔ پانی اسیطرح پھر پھٹ گیا اور خشک راہ نکل آئی اور وہ عورت بسلامت اپنے خاوند کے پاس پہنچ گئی اور کہا مجھے اس بھید سے اطلاع دو کہ تمنے میرے ساتھ کتنی دفعہ صحبت کی اور اُس درویش نے میرے سامنے کھانا کھایا اور پھر دونون نے جھوٹ بولا اور مینے دریا کے کنارے وہی کہا کہ جو تمنے اور اُس درویش نے کہا اور پھر پانی نے رستہ دیا اس مین کیا حکمت اور اسرار ہے۔ شیخ نے کہا سمجھ لے کہ مینے کبھی نفسانی خواہش سے تیرے ساتھ صحبت نہین کی جو صحبت مینے تیرے ساتھ کی ہے وہ تیرے حق ادا کرنے کے لیئے کی ہے نہ اپنے ذوق نفس کے لیئے تو اس سبب سے مین نے کسی وقت بھی تیرے ساتھ صحبت نہین کی۔ اور اُس درویش نے بھی اس تیس برس کے عرصہ مین کبھی اپنی نفسانی خواہش اور استیفائے لذت کے لیئے کھانا نہین کھایا بلکہ جب کھانا کھایا ہے تو قوت طاعت ہی کے لئے کھایا ہے۔ مردان خدا کے سخن کے یہ معنی ہین کہ وہ جو کچھ کرتے ہین خدا کے لیئے کرتے ہین اُنکی ساری نیت حق کی ہوتی ہے۔ یہان سے قدوۃ الاولیا شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ اُنکے دو بچے جڑوان پیدا ہوئے تھے۔ ایک تو بچپنے ہی مین وفات پا گیا تھا اور دوسرا جو بڑا ہوا تو وہ شیخ کے پاس نہین رہتا تھا اور نہ اُسکے احوال کو شیخ کے احوال سے کچھ نسبت تھی۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین رح کے فرزند شیخ الاسلام فرید الدین رح تھے نور اللہ مرقدہما۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب حضرت خواجہؒ کے چھوٹے لڑکے نے وفات پائی اور اُسکے دفن سے لوٹ کر آئے تو آپکے گھر مین سے بہت رونے لگین کہین اُنکے جزع و فزع کی آواز حضرت خواجہ صاحب رح کے کان مین آگئی تو آپنے ہاتھ ملنے شروع کیئے۔ شیخ بدر الدین غزنوی علیہ الرحمۃ حاضر تھے اُنہون نے عرض کیا کہ حضرت یہ تاسف کیون ہے، فرمایا اسوقت مجھے یاد آیا مینے خدا تعالٰے سے اپنے لڑکے کی بقا کے لیئے کیون نہ دعا مانگی اگر مین مانگتا تو وہ دیدیتا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا دیکھو کس درجہ استغراق اُنکا بڑھا ہوا تھا

کہ انہیں اپنے بچے کے پیدا ہونے اور مرنے کی بھی خبر نہ تھی۔ پھر کچھ دعا کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ بندہ کو چاہیئے کہ دعا کے وقت اپنے گناہ کیئے ہوئے کو دل مین نہ لاوے اور نہ کسی طاعت کا دھیان کرے کیونکہ اگر طاعت کا دھیان لاویگا تو اسے عجب پیدا ہو جاویگا اور دعا عجب یعنی تکبر کے سبب قبول نہین ہوا کرتی۔ اور جو گناہ کا خیال دل مین لاویگا تو قبول دعا کے یقین ہونے مین سستی پیدا ہوگی۔ اسوقت تو خاص رحمت حق پر ہی نظر ہونی چاہیئے اور یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ دعا مستجاب ہے۔ اور فرمایا کہ دعا کے وقت دونون ہاتھ سینہ کے برابر کشادہ رکھنے چاہئین اور اسطرح بھی آیا ہے کہ دونون ہاتھ ملے ہوئے رکھے اور اسی طرح اونچے رکھے اور ایسی صورت کرے کہ گویا ابھی اسکے ہاتھون مین کچھ ڈالا جاتا ہے اور اسی اثنار مین یہ بھی فرمایا کہ دعا دل کی تسکین کے لیئے ہے خدا تعالے جانتا ہے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ پھر مریدونکے عقیدہ کا ذکر ہونے لگا کہ اس پہلے شہر مین میرا ایک ہمسایہ تھا کہ اُسکا نام محمد تھا ہر سال نہروا اسکے نکلتا تھا اور بہت تکلیف اٹھاتا تھا جبکہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ کی زیارت کو جانے لگا تو اُس ہمسایہ نے مجھسے کہا کہ جب تو شیخ کی خدمت مین پہونچے تو میرے لیئے ایک تعویذ مانگنا اور اُسے لیتے آنا۔ القصہ جب مین شیخ کی خدمت مین پہونچا تو مینے اُسکا بھی ذکر کیا شیخ نے فرمایا کہ تم لکھ لو۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ مینے وہ تعویذ لکھکر شیخ کے ہاتھ مین دیا شیخ نے اسے ملاحظہ کرکے پھر مجھی کو دیدیا اور فرمایا کہ اسکو دینا پھر جب مین شہر مین آیا تو وہ امانت مینے اُسے دی۔ پھر کبھی اُسے نہروا نہوا۔ حاضرین مین سے ایک نے پوچھا کہ آپنے اُس تعویذ مین کیا لکھا تھا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اللہ الشافی اللہ الکافی۔ اللہ المعافی ایک دو کلمے اور بھی اسکے بعد فرمائے کہ جو مجھے یاد نہین رہے۔ اور مریدون کے حسن اعتقاد مین آپنے فرمایا کہ ایک دن شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بال آپکی ڈاڑھی سے گر کر گود مین آگیا تھا مینے عرض کیا کہ اگر حضور بخشش کرین تو مین اسے بجاے تعویذ اپنے پاس رکھون آپنے فرمایا اچھا مینے اُسے باعزاز تمام لیا اور کپڑے مین لپیٹ کر اپنے ساتھ لے آیا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اس حکایت مین آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ مینے اُسکے بڑے بڑے اثر دیکھے۔ جو بیمار میرے پاس تعویذ کے لیئے آتا مین اُسے دیدیتا وہ چند روز رکھکر مجھے واپس دیجاتا اور اچھا ہو جاتا۔ ایکدن

میرا ایک دوست تاج الدین مینائی آیا اور کہنے لگا کہ میرا چھوٹا لڑکا بہت بیمار ہے مجھسے تعویذ مانگنے لگا میں نے وہ تعویذ طاق میں رکھ چھوڑا تھا ہر چند مینے تلاش کیا مگر مجھے نہ ملا اور طاقوں کو بھی دیکھا کہ شاید بھولے سے اور جگہ رکھدیا ہو اُن میں بھی اُسکا پتا نہ لگا آخر وہ دوست نامراد ہوکر چلا گیا اُسکا لڑکا اُسی بیماری میں فوت ہوا پھر چند روز کے بعد جو کوئی آیا اور مینے اُس طاق کو دیکھا تو وہ اُسی میں دھرا پایا اسکے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اُسکا بچہ بچنے والا نہ تھا اسوجہ سے وہ تعویذ غائب ہوگیا تھا۔

روز چہار شنبہ ۱۶ - ماہ ذی القعدہ سنہ ۷۱۰ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی نظم و نثر کا کچھ ذکر ہونے لگا آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو سخن خوب کہ سُنا جاوے تو بیشک اُسمین ذوق حاصل ہوتا ہے اور جو معنی کہ نثر مین سُنی جاتی وہی اگر نظم میں ہو اور خاصکر حالت سماع میں تو اور بھی ذوق حاصل ہو اور بات یہ ہے کہ سخن خوب جب سُنا جاویگا ضرور اُس میں ذوق حاصل ہوگا اور جو خوش آوازی سے پڑھا تو اور بھی زیادہ لطف دیگا۔ اس درمیان میں بندہ نے عرض کیا کہ بندہ کو کسی چیز مین ایسی رقت حاصل نہین ہوتی جتنی کہ سماع مین۔ آپنے فرمایا اصحاب طریقت اور مشتاقوں کو وہی ذوق ہے کہ آگ بھڑکاتے ہین اگر یہ بات نہوتی تو بقا کہاں ہوتی اور لقا مین کیا ذوق ہوتا۔ پھر آپنے اسی اثنا مین چشم پر آب کین اور ایک سانس سینہ مبارک سے بھر اور فرمایا کہ مجھے ایکدفعہ خواب مین ایسی چیز دکھائی دی کہ مینے یہ مصرع پڑھا مصرع ع اے دوست بدست انتظارم کشتی ٭ اور پھر مینے اس مصرعہ کو دھرایا اور اسطرح کہا۔ ع اے دوست بزخم انتظارم کشتی ٭ جب میں بیدار ہوا تو مجھے یاد آیا کہ یہ مصرعہ اس طرح ہے مصرع ع اے دوست بہ تیغ انتظارم کشتی ٭٭

روز سہ شنبہ ۱۳ - ماہ - ذی الحجہ سنہ ۷۱۰ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی صدق ارادت کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مریدوں میں سے ایک لشکری تھا کہ اُسے محمد شاہ کہتے تھے۔ وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا شیخ الاسلام کو خواب مین دیکھتا اور جس ہیئت سے شیخ کو خواب مین دیکھتا اُسکی تعبیر ویسی ہی سمجھ لیتا۔ جب اُسکا ارادہ ہندوستان جانیکا ہوا تو ایک شب اُسنے خواب دیکھا

کہ گویا شیخ جانب اجودہن جاتے ہیں جب وہ بیدار ہوا تو آسنے کہا مجھے بھی اُدھر ہی جانا چاہئے
بس اتنا ہی دیکھکر آسنے ہندوستان کا ارادہ فسخ کردیا اور اجودہن کو چلا۔ الغرض اس سفر میں
آسنے بہت سا آرام دیکھا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ اسے محمد شاہ غوری کہا کرتے تھے بہت
اچھا آدمی تھا آخر عمر میں کعبہ گیا پھر اُسکی کچھ خبر نہ آئی۔

روز شنبہ ۱۱۔ ماہ محرم ۱۷ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایک شیخ بڑا بزرگ تھا ایک دن
ایک شخص اُنکی خدمت میں آیا اور بیعت ہوا۔ اور حسب معمول خرقہ پایا۔ تھوڑے دنوں کے بعد لوگوں نے
شیخ سے کہا کہ وہ آپکا مرید تو فساد میں مشغول ہے اور جس معصیت پر پہلے تھا اُسی پر ہو گیا۔ شیخ نے
جب یہ بات سُنی تو وہ شیخ اپنے مرید کے گھر گئے اور اُس نے کہا کہ آ میرے گھر رہکر جو تجھے کرنا
ہے وہاں کر کہ میں تیری پردہ پوشی کرونگا مرید نے جب یہ سخن سُنا شیخ کے قدموں پر گر گیا اور تجدید
بیعت کی اور قطعاً تائب ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اس حکایت کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ یہ تو
ضروری بات ہے کہ پیر مرید کے احوال پر زیادہ نظر رکھتا ہے اگر وہ اُنکے اعمال پر نظر نہ رکھے تو
اُنکے اعمال کیونکر درست ہوں اگر مرید کے اعتقاد پر نظر کرے اور اعتقاد میں وہ مرید اچھا نکلے تو
اُسکے لئے امید کی بات ہے آپنے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اصل اسمیں اعتقاد کی بات ہے
جیساکہ اس عالم ظاہر میں اصل ایمان ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان درست رکھے۔ ایسے ہی مرید کو بھی چاہیئے کہ پیر کے حق میں اعتقاد
درست رکھے۔ جیساکہ مومن جب ایمان درست رکھتا ہے تو وہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا۔ ایسے ہی
مرید کہ جب اُسکا اعتقاد درست ہو اگر اُس سے کوئی لغزش واقع ہو جائے تو اُسکے ارتداد کا حکم
نہیں دیا جاتا امید ہے کہ اُس اعتقاد کی برکت سے پھر اصلاح پر آجاوے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور اُسکے حفظ کی برکات کا ذکر ہونے لگا۔ بندہ نے عرض کیا اگر یاد کرنا
میسر نہو تو پھر وہ ناظرہ پڑھے۔ فرمایا ناظرہ پڑھنا بہت اچھا ہے اُسمیں آنکھ کو بھی حظ ہے۔ پھر
آپنے فرمایا کہ حضرت شیخ جسکو قرآن مجید یاد کرنے کے لیئے فرماتے تو اُسے آپ بتاتے کہ اول سورۂ
یوسف یاد کر جو کوئی سورۂ یوسف یاد کریگا اُسکی برکت سے پھر اُسے قرآن مجید حفظ کرنا آسان ہو جائیگا

دراسے یاد بھی ہو جاویگا۔ اس کے موافق آپنے یہ فرمایا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی نیت قرآن مجید یاد کرنے کی ہو اور وہ یاد نہ کر سکے اور اسی نیت مین مر جاوے تو جب اُسے قبر مین رکھین گے فرشتے ایک بہشتی ترنج اُسے لاکر دینگے وہ اُسے سونگھ کر اور دیکھکر خوش ہوگا۔ اور قرآن مجید اُسے محفوظ ہو جاویگا حشر کے دن وہ حافظون مین اُٹھیگا۔ پھر کچھ ذکر دانشمندونکا ہوا کہ درویش صفت بھی ہوتے ہین اور نیک مردون کے سے اخلاق اُن مین ہوتے ہین آپنے فرمایا مینے ایسے ہی دو دانشمند دیکھے ہین اُن مین سے ایک تو مولانا شہاب الدین میرٹھی ہین۔ دوسرے مولانا احمد۔ تیسرے مولانا کیتھلی۔ مولانا احمد کی آپنے حکایت فرمائی کہ وہ حافظ اور مرد خدا تھا جبکہ مین شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کا عزم رکھتا تھا اُنکے فوت کے بعد جب دوسری دفعہ میں مولانا احمد نے مجھسے کہا کہ جب تم شیخ کے روضہ پر جاؤ تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ مین دنیا نہین مانگتا اُسکے تو طالب بہت ہین اور عقبے بھی نہین چاہتا صرف یہ چاہتا ہون تَوَفَّنِيْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ پھر آپنے مولانا کیتھلی کی بزرگی فرمائی کہ وہ بڑے ہی بابرکت شخص تھے اگرچہ وہ کسی سے پیوند نہین رکھتے تھے یعنی کسی کے مرید نہ تھے مگر مردان حق کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھے مینے پہلی ہی ملاقات مین جو اُنہین دیکھا اور بات کرتے وقت اُنکی ہیئت کو معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ واصلین مین سے ہین۔ ایک بات میرے جی مین تھی اُنکی نسبت جو مینے اُنسے پوچھا تو اُنہون نے بہت عمدہ جواب دیا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر یہ حکایت فرماتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر مین اس مشکل کو سو مجتہد دانشمند سے بھی پوچھتا تو وہ حل نہوتی۔ پھر اُنکے اخلاق کا ذکر فرمانے لگے کہ ایک دن وہ میرے پاس آئے ہوئے تھے مبشر جو میرا خدمتگار ہے وہ اُسوقت بچہ تھا اُسنے بے ادبی کی تو مینے ایک تھپّی اُسکے لگائی۔ مولانا کیتھلی کو ایسا درد ہوا کہ گویا وہ تھپّی مین نے اُنکے لگائی وہ رونے لگے اور کہا کہ یہ میری خرابی ہے جو اسے رنج پہونچا خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرماتے تھے کہ اُنکی رقت و شفقت سے میرے دل مین پوری پوری شکستگی پیدا ہوگئی۔ ایک اور حکایت اُنکی بزرگی سے فرمانے لگے کہ مینے اُن سے سُنا کہ دہلی مین قحط سالی تھی اور وہ دن تھے کہ اُن دنون قطب الدین حسن لودھی بادشاہ کا انتقال ہوا تھا مین بازار کیطرف سے جو گذرا تو مین بھوکا تھا مینے کھانا لیا اور اپنے جی مین کہا کہ اسے تنہا کیونکر کھاؤن کسیکو

بلاؤن کہ مین اُسکے ساتھ ہم لقمہ ہون کہ ایک درویش دلق پوش کو مینے دیکھا کہ گدڑی پھٹی ہوئی
لیئے ہوئے میرے آگے سے جارہا ہے مین اُسکے پاس گیا اور اُس سے جاکر کہا کہ اے خواجہ
مین بھی درویش ہون اور تو بھی درویش ہے مین مسافر ہون اور تو بھی مسافر ہے کھانا موجود ہے
آؤ ہم تم کھالین اُس درویش نے قبول کیا نان بائی کی دُکان پر گئے اور کھانا شروع کیا کھانا
کھانے مین مینے اُس درویش سے کہا کہ اے خواجہ مجھپر بیس تنگہ قرض ہوگئے ہین مین چاہتا ہون
کہ کسیطرح ادا کرون مگر کوئی سبیل نہین ہوتی اُس درویش نے کہا تو مجھی کے ساتھ کھانا کھا بیس
تنگے مین تجھے دیدونگا۔ مولانا کیتھلی کہنے لگے کہ مینے اپنے جی مین کہا کہ یہ بیچارہ تو خود ہی زدہ حالت
مین ہے یہ بیس تنگے مجھے کہان سے دیگا۔ غرضکہ جب کھانا کھا چکے تو وہ میرے ساتھ ساتھ چلا
اور نمازگاہ کیطرف گیا وہان ایک قبر تھی اُسکے پاس جاکر کھڑا ہوا اور ایک چھوٹی سی لکڑی جو اُسکے ہاتھ
مین تھی اُس قبر پر آہستہ آہستہ مارنی شروع کی اور کہا کہ اس درویش کو بیس تنگہ قرض کے دینے ہین
بسے دے یہ کہا اور آسمان کیطرف منہ کیا اور مجھ سے کہا جاؤ بیس تنگے تمہین پہونچ جائینگے۔ مولانا کیتھلی
کہتے ہین کہ یہ سخن مینے سُنا اور اُس درویش کا ہاتھ چوما اور اُس سے جدا ہوا اور شہر کی طرف آیا۔ مین
اسی حیرت مین تھا کہ وہ بیس تنگے مجھے کہان سے ملین گے۔ مجھے ایک کا خط ایک شخص کے مکان پر
پہونچانا تھا مین اُسی دن وہ خط دینے چلا دروازہ کمال تک پہونچا تھا کہ ایک ترک اپنے گھر کے
چھجہ پر بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھکر آواز دینے لگا اور غلامونکو دوڑایا وہ مجھے بجد وجہد اوپر لے گئے
اُس ترک نے میرے آنیسے بڑی بشاشت ظاہر کی مینے ہرچند کوشش کی کہ مین اسے پہچانون مگر
نہ پہچان سکا وہ ترک یہی کہے چلا جاتا تھا کہ کیا تم دانشمند نہین ہو کہ جو تمنے فلان موضع پر میرے
حق مین ایسی ایسی نیکیان کی ہین مین یہ کہتا تھا کہ مین آپکو پہچانتا نہین اور وہ کہتا تھا کہ مین آپکو
پہچانتا ہون تم کیون چھپاتے ہو غرضکہ اسی طرح کی اور بہت سی باتین کہین اسکے بعد بیس تنگہ
لے کر آیا اور بڑی معذرت کے ساتھ میرے ہاتھ مین دیئے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر انہین مولانا کیتھلی
کی بزرگی مین یہ بھی فرماتے تھے کہ وہ کبھی تنہا کھانا نہین کھاتے تھے ایسی ہی تمام عادات مستحسنہ
انکی تھین۔ اسکے بعد اُنکے واقعہ کا ذکر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ مین سفر مین تھا جب دہستی مین پہونچا تو مینے
سنا کہ کل اس طرف راہ بند تھی بہت سے مسلمان ہندوؤنکے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور

ایک ان مین دانشمند تھا کہ انہین کیتھلی کہا کرتے تھے وہ قرآن پڑھ رہے تھے کہ اس اثنا مین وہ شہید ہوگئے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ہون نہون مولانا کیتھلی ہون دوسرے روز مین ان کشتون کے پاس ہونچا اور فاتحہ پڑھی اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہی مولانا کیتھلی تھے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

روز چہار شنبہ ۳- ماہ ربیع الاول ۷۱۱ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ مین اس دفعہ ایک مہینہ کے بعد گیا تھا۔ یاران عزیز مین سے دو تین حاضر تھے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے بندہ کیطرف رُخ کیا اور فرمایا کہ اسوقت فضلا کا ذکر ہو رہا تھا کہ تم آئے۔ بندہ نے دوبارہ آداب بجایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خواجہ شمس الملک علیہ الرحمۃ کی عادت تھی کہ اگر کوئی شخص ناغہ کرتا یا کوئی دوست دیر مین آتا تو آپ فرماتے کہ مینے کیا کیا جو تم نہین آتے پھر آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ اگر کسی سے خوش طبعی کرتے تو جب بھی آپ یہی کہتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر میری ناغہ ہوجاتی یا دیر مین جاتا تو میرے جی مین یہ خیال گزرتا کہ مجھے کچھ کہینگے تو وہ مجھ سے یہ کہتے ؎

آخر کم از آنکہ گاہ گاہے	آئی و بما کنی نگاہے

خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر اس بیت کے پڑھتے ہی آنکھوں مین آنسو بھر لائے چنانچہ حاضرین پر بھی رقت طاری ہوگئی۔ پھر حاضرین مین سے ایک نے کہا کہ مینے ایسا سنا ہے کہ جس زمانے مین آپ شمس الملک کیخدمت مین جایا کرتے تھے تو وہ آپ کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور صدر مقام پر آپ کو بٹھاتے تھے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ہان اُس جگہ پر کوئی نہین بیٹھا تھا مگر قاضی فخر الدین ناقلہ یا مولانا برہان الدین باقی مجھے بھی فرمایا کرتے کہ یہان بیٹھو مین کہتا کہ یہ تو آپکی جگہ ہے مجھے آپ معذور رکھئے مگر وہ میرے لئے ضرور جگہ کرتے۔ حاضرین مین سے کسینے کہا کہ وہ تو منصب دار تھے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہان وہ مستغنی ہوگئے تھے۔ خواجہ تاج ریزہ نے آنکے بارہ مین یہ بیت کہی ہے

صدر اکنون بکام دل دوستان شدی	مستغنی ممالک ہندوستان شدی

بندہ نے عرض کیا کہ خواجہ شمس الملک کی بزرگی اور اُنکا عالم ہونا تو معلوم ہے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ درویشونکے ساتھ بھی محبت رکھتے تھے یا نہین خواجہ صاحب نے فرمایا کہ وہ بہت اچھا عقیدہ

رکھتے تھے دیکھو میری تعظیم کرنی اُنکے خوبی عقیدہ کی دلیل ہے۔

روز چہارشنبہ ۲۴-ماہ مذکور سنہ ۷۱۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی اُسی روز کئی یاروں نے ایک ہی دفعہ پابوسی کی فرمایا تم سب اکٹھے ہوکر آئے ہو عرض کیا کہ ہر ایک گھر سے الگ الگ آیا ہے یہان سب جمع ہوگئے آپ نے فرمایا الگ الگ آنا بہتر ہے کہ شیخ فریدالدین قدس سرہ العزیز ایسے ہی فرماتے کہ جدا جدا آؤ کہ العین حق پھر اس بات کا ذکر ہونے لگا کہ اَلعَینُ حَقٌّ وَالسِّحرُ حَقٌّ فرمایا یہ وہ حق نہین ہے کہ اسکا خبر باطل ہو مطلب یہ ہے کہ اسکا اثر ہونیوالا ہے۔ معتزلہ اس معانی کے منکر ہین کہتے ہین جبکہ سحر اور نظر کا اثر فی الفور نہین ہوتا اسلیئے وہ صحیح نہین ہے جو لوگ سحر کی نسبت کہتے ہین۔ پھر کرامت معونت استدراج کے بارہ مین ذکر ہوا فرمایا معجزہ تو انبیاء سے ہے کہ اُنکا علم اور عمل دونون کامل ہین اور وہی لوگ صاحب وحی ہین جو کچھ وہ لوگ ظاہر کرین وہ معجزہ ہے۔ اور کرامت اولیاء کے لیئے ہے اُنکا بھی علم اور عمل کامل ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہی ہے کہ یہ مغلوب ہوتے ہین ان سے جو کچھ ظہور مین آتا ہے اُسے کرامت کہتے ہین۔ اور معونت وہ ہے کہ بعض مجانین کو نہ علم ہوتا ہے نہ عمل کبھی کبھی اُن سے برخلاف عادت کچھ ظاہر ہوجاتا ہے اُسے معونت کہتے ہین اور استدراج وہ ہے کہ جس طائفہ کو اصلا ایمان نہو جیسے اہل سحر وغیرہ اگر اُن سے کوئی چیز ظاہر ہو تو اُسے استدراج کہتے ہین۔ پھر کچھ اطوار کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ تین طور ہین۔ ایک طور حس دوسرا طور عقل تیسرا طور قدس۔ طور حس تو وہ ہے کہ جو کچھ کھانے سونگھنے وغیرہ کی چیزین حس کے ذریعہ سے معلوم ہوں۔ اور طور عقل وہ علم سے متعلق ہے یعنے کسبی و بدیہی ہے۔ اور طور قدسی وہ ہے جو عالم قدس مین پہونچا ہو اور کسبہائے عقلی کو بدیہی جان لے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ بدیہیات علم قدس نہین ہے تو کسبی کیونکہ علم قدس ہوگا وہ تو انبیاء اور اولیا کا کام ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اوس شخص کی علامت کیا ہے کہ جسپر دور سے عالم قدس کھولا جائے۔ اب اگر وہ عالم عقل مین ہے اور کوئی شے بدیہی و کسبی کے ساتھ حل ہوجائے تو اُسے فرحت حاصل ہوتی ہے اور عالم قدس مین راہ نہین پاتا۔ اسی اثنار مین ایک بزرگ سے روایت فرمائی کہ وہ کہتا کہ جو خبر غیب سے دلپر پہونچے گی انشاء اللہ تعالے اُسکے لکھنے مین دل سے سعی کرونگا پھر وہ بہت کچھ لکھتے اور آخر

مین بھی لکھنا پڑا تاکہ باتین نوبت سی لکھی گئین مگر جو کچھ مقصود تھا وہی نہین لکھا گیا۔

پھر کچھ معتزلہ کا ذکر چھڑ گیا کہ وہ کہتے ہین اہل کفر اور اہل کبائر ہمیشہ ہمیشہ عذاب مین رہینگے فرمایا یہ خطا ہے مذہب یہ ہے کہ کافر تو ہمیشہ عذاب مین رہینگے کیونکہ اُنکے اعتقاد مین یہ بات ہے کہ جسے وہ پوجتے ہین وہی اُنکا معبود ہے اور یہ عقیدہ اُنکا دائمی ہے پس اُنکا اعتقاد کفر پر دائم ہے تو عذاب بھی دائم ہے۔ اور اہل کبائر دائم کبیرہ مین نہین ہین جب وہ ارتکاب معاصی سے فارغ ہوتے ہین جانتے ہین کہ جو کچھ ہمنے کیا خطا تھی حق نہ تھا۔ پس چونکہ اُنکا اعتقاد دوام کے لیے کبائر پر راسخ نہین ہے اسلیئے اُنپر عذاب بھی دوامی نہین ہے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ عاصی عصیان کی حالت مین تین صفت پر مطیع ہے۔ اول تو وہ یہ جانتا ہے کہ مین جو کچھ کرتا ہون حق نہین ہے۔ دوسرے جانتا ہے کہ حق تعالے خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔ تیسرے بخشش کی امید رکھتا ہے یہ تینوں عقیدے مطیعون جیسے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ مذہب اشعری مین اسیطرح ہے کہ جس کافر کا خاتمہ ایمان پر ہوگا وہ فے الحال مومن ہے اور جس مومن کا عیاذاً باللہ خاتمہ کفر پر ہوگا وہ فے الحال کافر ہے اسی کے مصداق آپنے ایک حکایت فرمائی کہ خواجہ حمید سوالی رحمۃ اللہ علیہ نے ناگور مین ایک ہندو سے کئی دفعہ کہا کہ ان لوگون مین یہ ایک ولی رکھتا ہی اسی درمیان مین امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حکایت فرمائی کہ اُن سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کافر دوزخ مین جائینگے فرمایا نہین۔ کہا کیون۔ فرمایا کہ قیامت کے دن جب کافر عذاب وعقاب معائنہ کرینگے تو ایمان لے آوینگے مگر وہ ایمان لانا اُنکا اُنہین کچھ نفع نہ دیگا کیونکہ ایمان لانا تو وہی ہے کہ جو غیب پر ایمان لاوے گو وہ سب کے سب ایمان لاوین مگر اُنہین کچھ منفعت نہ ہوگی سب کے سب دوزخ مین جاوینگے مگر ان مومن ہو جاوینگے (مطلب یہ ہے کہ وہ کافر ہوکر دوزخ مین نہ جائینگے بلکہ مومن ہوکر دوزخ مین جاوینگے) اسی کے مصداق یہ آیت فرمائی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ابن عباس کا یہ قول ہے کہ اِلَّا لِيُوَحِّدُوْنِ یعنے جن وانس سب کے سب موحد ہو جاوینگے جو یہان موحد ہے اور غیب پر ایمان لائے ہوئے ہے اور فرمایا جب کافر قیامت کے دن عذاب دیکھین گے خدا کی وحدانیت کا اقرار کرینگے تو توحید ان درست ہو جاویگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اپنے تصور سے دوسرے کے دیکھے ہوئے کو بہتر سمجھنا چاہیئے اگرچہ تصور کرنیوالا مطیع اور وہ

عاصی ہو کیونکہ شاید ایسا ہو کہ یہ طاعت اُسکی آخری طاعت ہو اور وہ معصیت اُسکی آخری معصیت ہو۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ خواجہ حسن بصری نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے کہ مین جسے دیکھتا تھا اُسے اپنے سے زیادہ تصور کرتا تھا مگر ایک دن جو غلطی کی تو اُسی دن سزا پائی اور وہ اسطرح تھا کہ ایک دن مینے ایک حبشی کو دیکھا کہ لب آب بیٹھا ہوا ہے اور ایک قرابہ اپنے پاس رکھے ہوئے ہے تھوڑی دیر کے بعد اُسمین سے پیتا ہے اور ایک عورت بھی اُسکے پاس بیٹھی ہوئی ہے پس فوراً میرے خیال مین یہ بات گذری کہ مین اس سے بہتر ہوان مین اس خیال ہی مین تھا کہ ایک کشتی غرق ہونے لگی اُسمین سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے ساتون ڈوبنے لگے حبشی فی الفور دریا مین کودا اور چھ شخصونکو باہر نکالکر لایا اور میری طرف رُخ کیا اور کہا اے حسن اس ساتوین کو تو نکال کر لا۔ خواجہ حسن کہنے لگے کہ مین متحیر ہوگیا۔ پھر اُسنے مجھسے کہا کہ اس قرابہ مین تو پانی بھرا ہوا ہے اور یہ عورت جو میرے پہلو مین بیٹھی ہوئی ہے یہ میری والدہ ہے مین تیرے امتحان کے لیئے یہان بیٹھا ہوا تھا اب تو جا کہ تو ظاہری دیکھنے والون مین سے ہے۔

پھر قرآن مجید کی تلاوت کا ذکر ہونے لگا کہ قرآن مجید با ترتیل و ترویہ پڑھنا چاہیئے حاضرین مین سے ایک نے پوچھا کہ ترویہ کیا ہوتی ہے فرمایا جو آیہ پڑھے اور اُس مین اُسے کچھ ذوق حاصل ہو تو وہ پھر اُسی آیت کو پڑھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچھ پڑھنا چاہتے تھے کہ آپنے بسم اللہ پڑھی آپکے دل مبارک مین اُسیوقت ایک حال پیدا ہوگیا تو آپنے بیس دفعہ اُسے پڑھا۔ پھر آپ فرمایا کہ قرآن مجید کے پڑھنے کے مراتب آٹھ ہین اُنمین سے پانچ نوع آپنے فرمائین (۱) قرآن مجید پڑھتے وقت قاری کو چاہیئے کہ دل حق سے لگائے رکھے (۲) اگر یہ بات میسر نہو تو قرآن مجید پڑھنے کی حالت مین اُسے چاہیئے کہ حق تعالےٰ کے جلال و عظمت کا دلمین خیال رکھے۔ حاضرین مین سے ایک نے پوچھا یہ تو وہی بات ہے جو آپنے پہلے فرمائی فرمایا نہین وہ ذات حق کے ساتھ ہے اور یہ اُسکی صفات کے ساتھ (۳) اگر یہ بھی میسر نہو تو جو کچھ پڑھے اُسکے معانی کا دل مین خیال رکھے (۴) پڑھتے وقت حیا زیادہ غالب ہونی چاہیئے کہ مین اور یہ دولت۔ یہ موقع میرے لیئے بڑی ہی سعادت کا ہے (۵) اگر یہ بات میسر نہو تو یہ سمجھے کہ مین خدا کے سامنے قرآن پڑھ رہا ہون ضرور مجھے اسکی جزا ملیگی اس اثنا مین بندہ نے عرض کیا

کہ میں جب قرآن پڑھتا ہوں دل کو صاف رکھتا ہوں تاکہ جو کچھ معلوم ہو دل پر گزرے اور اسکا اثر ہو۔ اور جو اثنائے تلاوت میں بندہ کے دل پر کسیطرح کا فکر و اندیشہ لاحق ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ کیا فکر و اندیشہ ہے پھر اپنے دل کو صاف کرکے اسکی تلاوت میں مشغول کرتا ہوں اسیوقت ایسی آیت پر پہونچتا ہوں کہ جو اس اندیشہ کی مانع ہوتی ہے یا ایسی آیت نظر پڑتی ہے کہ جس میں اس مشکل کا حل ہوتا ہے کہ جو دل پر واقع ہوتی ہے حضرت خواجہ نے فرمایا بہت خوب ہے اسکو اچھی طرح نگاہ رکھو۔ الحمد للہ رب العالمین۔

روز چہار شنبہ ۲۔ ماہ ربیع الآخر ۷۱۱ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ دنیا کے ترک کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے فرمایا اصل دانائی وہ ہے کہ دنیا سے بچے۔ اسکی نسبت آپنے یہ معنی فرمائے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ میرا ثلث مال میرے بعد ایسے شخص کو دینا کہ جو سب میں عقلمند زیادہ ہو تو بتاؤ اسکا کیا حکم ہوگا اور وہ کسے دیا جاویگا۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ وہ مال اس شخص کو دیا جاویگا کہ جو تارک دنیا ہو۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ جب وہ تارک دنیا ہے تو وہ اسے کیوں قبول کرنے لگا۔ فرمایا کہ یہ حکم اسکے مصرف میں ہے اور مصرف اسکا وہی ہے جو بیان کیا گیا۔ پھر آپنے اسکے مناسب یہ معنی فرمائے کہ یہ زر و سیم اور اسباب کچھ دنیا نہیں ہے۔ ایک بزرگ سے روایت فرمائی کہ وہ کہتے ہیں بطنك دنیاك یعنے تیرا شکم تیری دنیا ہے۔ جتنا تو کم کھائیگا دنیا کے چھوڑنے والوں میں سے ہوگا۔ اور جتنا پیٹ بھر کر کھائیگا اسکا تارک نہوگا۔ پھر اسی کے ہم معنی یہ بات فرمائی کہ شیطان کہتا ہے کہ جو پیٹ بھرا نماز پڑھتا ہے میں اس سے معانقہ کرتا ہوں پس جب یہ پیٹ بھرا نماز سے فارغ ہوتا ہے تو جاننا چاہئے کہ میرا غلبہ اسپر کس حد تک ہوگا۔ اور جو بھوکا سوتا ہو تو میں اس سے بھاگتا ہوں۔ پس جب وہ نماز میں ہوتا ہے تو جاننا چاہئے کہ میری نفرت اس سے کس درجہ بڑھی ہوگی۔ پھر یہاں سے شیطان اور وسواس کا ذکر ہونے لگا کہ اسکا غلبہ اولاد آدم پر ہوتا ہے پھر آپنے فرمایا کہ خناس ایک دیو ہے کہ ہمیشہ آدمی کے دل پر رہتا ہے۔ جب آدمی خدا کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو وہ دور ہو جاتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مولانا علاء الدین ترمذی اپنی نوادر الاصول میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے دنیا میں آئے تو ایک دن حضرت حوا بیٹھی ہوئی تھیں کہ ابلیس آیا اور خناس کو لایا

اور حوا سے کہا کہ یہ میرا فرزند ہے اسے اپنے پاس رکھو یہ کہکر چلا گیا جب حضرت آدم علیہ السلام آئے اور خناس کو دیکھا تو حوا سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو بولین کہ اسے ابلیس چھوڑ گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ یہ میرا فرزند ہے اسے اپنے پاس رکھو۔ حضرت آدم بولے کہ تمنے کس طرح قبول کرلیا وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ پس حضرت آدمؑ نے خناس کے چار ٹکڑے کردیئے اور چار پہاڑوں کے سرے پر جاکر رکھدیئے۔ جب حضرت آدم غائب ہوئے تو ابلیس آیا اور حوا سے پوچھا کہ خناس کہاں ہے حوا نے کہا کہ انہوں نے چار ٹکڑے کرکے چار جگہ رکھدیئے۔ ابلیس نے جب یہ سنا فوراً آواز دی کہ یا خناس یا خناس وہ اسیوقت اپنی صورت سے آحاضر ہوا۔ جب ابلیس لوٹا تو حضرت آدم آئے اور خناس کو کھڑا دیکھا۔ پوچھا کیا حالت ہے۔ حوا نے کیفیت بیان کی۔ پھر حضرت آدم نے خناس کو مارا اور جلا کر ذرہ ذرہ کردیا اور پھر ان ذروں کو دریا مین بہادیا۔ جب آدم غائب ہوئے تو پھر ابلیس آیا اور خناس کا حال پوچھا انہون نے کہا وہ تو جلا کر بہادیا گیا۔ ابلیس نے خناس کو پھر حاضر کیا۔ پھر جب حضرت آدم آئے تو خناس کو موجود پایا اور کیفیت پوچھی حضرت حوا نے کیفیت بیان کی۔ حضرت آدم نے اُسے مار کر کھالیا اتنے مین ابلیس آیا اور آواز دی کہ یا خناس یا خناس اُسنے آدم کے دل پاس سے آواز دی کہ مین یہان ہون تو اُسنے کہا وہین رہ میرا مقصود یہی تھا کہ تو آدم کے دل کے پاس رہے۔

روز چہار شنبہ ۱۱ - ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی فال مصحف کا ذکر ہونے لگا بندہ نے عرض کیا کہ کہین اسکا ذکر بھی آیا ہے فرمایا ہان اس بارہ مین ایک حدیث آئی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب مصحف کو فال کے لیے کھولیں تو چاہیئے کہ داہنے ہاتھ سے کھولین اور بائین ہاتھ سے اُسے بند نہ کریں۔ پھر آپنے اسکے متعلق حکایت بیان کی کہ مینے شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ اُنہون نے کہا مین جب غزنین سے لاہور مین آیا تو اُس زمانہ مین لاہور بہت آباد و معمور تھا چند مدت مین وہان رہا۔ پھر وہان سے میرا ارادہ سفر کا ہوا کبھی تو دل یہ چاہتا تھا کہ دہلی جاؤن اور کبھی کہتا تھا کہ غزنین چلا جاؤن۔ مین اسی فکر مین دودلہ ہوگیا اور غزنین کیطرف دلمین زیادہ کشش پائی جاتی تھی کیونکہ وہان میرے مان باپ اقارب دوست سب تھے دہلی مین صرف ایک داماد تھا۔ القصہ مین نے نیت کی کہ قرآن مجید سے فال کھولون چنانچہ اول مینے غزنین کی نیت سے قرآن مجید کو کھولا تو عذاب کی آیت آئی۔ پھر

میں نے دہلی کی نسبت کھولا تو بہشت اور اسکے اوصاف میں آیۃ آئی۔ اگرچہ میرا دل غزنین کی طرف تھا
مگر بحکم فال دہلی آیا جب شہر میں پہونچا تو معلوم ہوا کہ میرا ولاد قید میں ہے میں نے چاہا کہ میں بادشاہ
کے ہاں جاکر عرضی دوں کہ اتنے میں اسے آتے دیکھا کہ ہاتھ میں روپیوں کی تھیلی لیئے ہوئے
آرہا ہے مجھے دیکھتے ہی لپٹ گیا اور خوش ہوا اور گھر لے گیا اور وہ تھیلی روپیوں کی میرے آگے
لا رکھی۔ میرے دل کو اطمینان ہوا۔ پھر اُن ہی دنوں میں سُنا گیا کہ غزنین سے خبر آئی کہ وہاں
مغلوں نے پہونچکر قتل عام کر دیا ہے اور اس میں میرے ماں باپ اقارب سب شہید ہوگئے
ہیں۔ اسکے بعد بندہ نے عرض کیا کہ بدرالدین غزنوی جب یہاں آئے تو وہ شیخ قطب الدین
بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آئے اور ارادت سے مشرف ہوئے آپنے فرمایا ہاں
یہاں سے شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز کا ذکر فرمایا کہ انکا کام اور ہی طرح کا تھا انہوں نے
ترک خلق کیا اور دشت و بیابان اختیار کیا اور اجودہن میں بشان درویشانہ سکونت اختیار کی
اور جو چیزیں وہاں کی پیداوار تھیں مثل پیلو وغیرہ کے اسپر قانع ہوئے اور خلائق کی آمد و شد
کی کوئی حد نہ تھی آدھی رات تک یا کچھ کم و بیش بیٹھتے اور دروازہ کھلا رکھتے اور روپیہ پیسہ
کھانا اور نعمتیں جو کہ باری تعالے کے کرم سے آتیں آنیوالے جانیوالوں کو دیتے کوئی ایسا نہیں آیا
کہ جسے کچھ ملا نہو عجب قوت اور عجب زندگانی تھی کہ کسی بنی آدم کو یہ بات میسر نہیں۔ ایک بنیا
آنیوالا ہو اور دوسرا برسوں کا دونوں آپکے نزدیک برابر تھے مہربانی اور توجہ میں برابر ہوتے
پھر آپنے فرمایا کہ میں نے بدرالدین اسحاق سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں خادم محرم راز تھا
جو کچھ ہوتا آپ مجھ سے فرماد یتے اور جس کام کے لیئے مجھ سے فرماتے وہ خلا و ملا یکساں ہوتا
کوئی بات تنہائی میں ایسی نہ کہی کہ جو برملا بعینہ آپنے نہ فرمائی ہو یعنے ظاہر و باطن آپکا ایک روش
پر تھا اور یہی بات عجائب روزگار ہے۔

روز دوشنبہ ۱۲- ماہ جمادی الاخری ۱۷۱۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی فاتحہ کا ذکر ہونے لگا کہ لے سے قضائے حاجت کے لیئے بہت پڑھتے
ہیں آپنے فرمایا کہ جسے کوئی کام مشکل یا کوئی مہم سخت در پیش ہو تو وہ اسطرح فاتحہ پڑھے۔ اول
بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور اسکی میم کو الحمد سے ملائے اور جب الرحمن الرحیم پڑھے تو اسے

تین دفعہ کہے اور جب سورہ ختم کرچکے تو تین بار آمین کہے حق تعالیٰ اسکی مہم کا سرانجام کردیگا
پھر آپ نے فاتحہ کے ذکر میں فرمایا کہ قرآن مجید میں جو کچھ ہے وہ دس چیزیں ہیں اور اس میں کی آٹھ
چیزیں سورہ فاتحہ میں موجود ہیں۔ اور وہ دس چیزیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں یہ ہیں۔ ذات
صفات۔ افعال۔ ذکر معاد۔ تزکیہ۔ تجلیہ۔ ذکر اولیا۔ ذکر اعدا۔ محاجہ کفار۔ احکام شرع۔ ان
دسوں میں سے آٹھ سورہ فاتحہ میں ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذات رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ افعال اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
صفات مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ذکر معاد اِيَّاكَ نَعْبُدُ تزکیہ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجلیہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ذکر اولیاء غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
ذکر اعدا۔ پس محاجہ کفار اور احکام شرع اسمیں نہیں ہیں۔ پھر امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ کا
ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا انکا بیان بہت ہی تحقیق کے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ احیاء العلوم میں
لکھے ہیں اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ الصوم نصف الصبر
ہے یہ مطلب ہے کہ صبر کی حقیقت معلوم کرنی چاہیئے کیا ہے غلبہ باعثہ ہوا پر باعثہ حق کا غلبہ ہونا
یہ صبر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا باعثہ ہوا کی اصل دو چیزیں ہیں۔ ایک خشم اور دوسری شہوت اور صوم
شہوت کو مقہور کرتا ہے پس یہاں ہمنے صوم کو نصف صبر پایا اور یہ جو فرمایا کہ الصبر نصف الایمان
تو ایمان کی صفت دو چیزیں ہیں ایک اعتقاد اور دوسرے اعمال۔ پھر شیخ شہاب الدین قدس اللہ
سرہ العزیز کے عوارف کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا پانچ باب اسکے تو مینے شیخ کبیر فریدالدین
قدس اللہ سرہ العزیز سے پڑھے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا آپکا کیا بیان تھا وہ بیان پھر کسی سے نہیں
سنا گیا بارہا لوگوں کو ایسا ذوق پیدا ہوا ہے کہ ہم لوگ اسوقت مرجائیں تو اچھا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
جب یہ کتاب شیخ کی خدمت میں لائی گئی اس روز آپ کے لڑکا پیدا ہوا اور اسکا نام آپ نے
شہاب الدین رکھا۔ پھر یہ ذکر ہونے لگا کہ جو کلام کسی بزرگ اور صاحب نعمت سے سنا جاتا ہے
اسمیں کچھ مزا اور لذت ہی اور ہوتی ہے اور جو وہی بات کسی اور سے سنی جائے تو اتنا مزہ نہیں
دیتی تو آپ نے فرمایا کہ جس مقام سے وہ سخن نکلتا ہے وہ نور معرفت سے آراستہ ہوتا ہے
اس لیئے اس میں زیادہ لذت ہوتی ہے پھر اسی باب میں آپ نے حکایت فرمائی کہ ایک مرد صالح
اور صاحب نعمت مسجد میں امامت کیا کرتا تھا نماز کے بعد چند باتیں کلمات مشائخ اور انکے احوال سے

بیان کیا کرتا سننے والوں کو ایک راحت پیدا ہوتی۔ اُس جماعت میں ایک نابینا بھی تھا وہ بھی اُن کلمات سے لذت حاصل کرتا۔ ایک دن وہ امام کہیں چلے گئے اور موذن اُنکی جگہ بیٹھ گیا اور جو حکایات وحالات مشائخ اُن امام سے سنیں تھیں بیان کرنے لگا جب اس موذن کی آواز اُس نابینا کے کان تک پہونچی تو اُسنے پوچھا کہ آج کون شخص بیان کر رہا ہے لوگوں نے کہا امام صاحب تو کہیں چلے گئے ہیں موذن اُن کی جگہ بیٹھا ہوا بیان کر رہا ہے۔ اُس نابینا نے کہا ہم یہ کلمات ہر ایک تر دامن سے سننا نہیں چاہتے۔ خواجہ صاحب یہ بیان فرماکر چشم پُر آب ہوئے اور فرمایا کہ جو کوئی نیک معاملہ نہیں رکھتا اُسکی بات میں مزہ نہیں آتا پھر آپنے یہ بیت شیخ سعدیؒ کی زبان مبارک سے فرمائی **بیت**

بزبان ہر کہ خبر من بردو حدیث حقیقت	چو معاملہ ندارد سخن آشنا نباشد

روز سہ شنبہ ۱۸۔ ماہ رجب ۷۱۱ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ شب کو بندہ نے ایک خواب دیکھا اُسے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا خواب یہ تھا کہ گویا صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے اور میں نماز کے لیئے وضو کر رہا ہوں اور وقت نماز کا تنگ ہے اور میں نے جلد جلد وضو کر کے سنتیں پڑھی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ پاس ہی جماعت بھی ہو رہی ہے میں جلدی سے اُدھر چلا کہ جماعت میں شامل ہو جاؤں پھر اُس جلدی میں یہ مینے جانا کہ آفتاب نکل رہا ہے تو میں ڈرا ایسا ہو کہ نماز کا وقت نکل جاے گویا کہ مینے ہاتھ اٹھاے اور آفتاب کیطرف اشارہ کیا اور یہ بات کہی کہ بوقت پاک شیخ بر بنائی یہ مینے کہا اور خواب ہی میں مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر جو میں بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ رات ابھی باقی تھے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے جب یہ سنا تو آپ چشم پُر آب ہوئے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک نقیب محمد نامی نیشاپور کا رہنے والا تھا وہ عزیز اور نیک اعتقاد تھا مینے اُس سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ میں ایک دفعہ گجرات کے سفر میں تھا کہ اُن دنوں اُس بلاد میں ہندو بہت تھے رستہ میں آ رہا تھا کہ ایک دو آدمی میرے برابر کو آئے میرے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا ناگاہ مینے ایک ہندو کو دیکھا کہ وہ ننگی تلوار لیئے ہوئے نکلا میں ڈرنے لگا کہ اتنے میں وہ ہندو تلوار لیئے ہوئے میرے مقابل آیا جب وہ میرے پاس پہونچا تو مینے کہا یا شیخ حاضر باش اس ہندو نے فی الفور تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور مجھ سے کہا کہ امان دے مینے اُسے امان دی پھر وہ تیغ مینے اُسے دیدی

وہ اپنی راہ ہولیا اور میں اپنی راہ ہولیا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر اس حکایت کے تمام کرنے کے بعد یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ دیکھو اُس ہندو نے کیا دیکھا اور آپ سے کیا دکھلایا۔

روز سہ شنبہ ۲۔ ماہ شعبان عمت میامنہ ۷۱۱ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ کھانا کھانے کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا درویشی یہ ہے کہ جو آدمی سلام کے بعد کھانا پاوے کھالے۔ پھر حکایت و حدیث میں مشغول ہوئے پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا اِبْدَؤُا بِالسَّلَامِ ثُمَّ بِالطَّعَامِ ثُمَّ بِالْکَلَامِ۔

روز دوشنبہ ۸۔ شعبان عمت میامنہ ۷۱۱ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ کھانا آگے لایا گیا۔ سب کھانے لگے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ جو میرے آگے کھانا کھاتے ہیں تو میں اُس کھانے کو اپنے حلق میں پاتا ہوں یعنے گویا کہ وہ کھانا میں کھا رہا ہوں۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا ایسا ہی ہے کیونکہ ایک دفعہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ کے سامنے ایک شخص نے ایک جانور کی پشت پر ضرب لگائی تو شیخ ابوسعید نے آہ کی۔ ایسا معلوم ہوا کہ وہ تکلیف گویا ان کو پہونچی۔ مدعی نے اعتراض کیا آپ نے کپڑا اٹھا کر کمر دکھلا دی اُسنے دیکھا کہ اُس ضرب کے آثار پشت مبارک پر موجود ہیں۔ پھر اُس کہنے والے نے خواجہ کیطرف رُخ کیا اور کہا کہ یہ حکایت جب درست ہوتی ہے جبکہ ایک کی حالت دوسرے میں اثر کرے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ حقیقت حال کیا ہے۔ اسکے بعد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے زبان مبارک سے فرمایا کہ روح جب قوی ہوتی ہے اور کمال کو پہونچتی ہے تو وہ قلب کو جذب کر لیتی ہے اور جب قلب قوی ہوتا ہے تو قالب کو بھی کھینچنے لگتا ہے بس بوجب اس اتحاد کے جو کچھ قلب پر پہونچتا ہے اُسکا اثر اُسکے قالب پر پہونچتا ہے۔ بندہ نے اس حرف پر عرض کیا کہ یہ حال باوصاف معراج ملتا جلتا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ معراج کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے گئے ہیں۔ اور عرش۔ کرسی۔ بہشت۔ دوزخ کو وہاں دیکھا ہے یا سبکا سب یہاں لاکر دکھلایا گیا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر یہاں لاکر دکھلایا گیا ہے تو اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بھی مرتبہ بالاتر ہوگا۔ پھر اُن لوگوں کا ذکر ہوا کہ جو طریقہ بیعت نہیں جانتے۔ بعض نے

ایک سے بیعت کی پھر دوسرے سے بیعت کرنے لگے بعض نے مشائخ کے مزار ہی سے ارادت کرلی بندہ نے عرض کیا کہ بعض بایان گورمشائخ جاتے ہیں اور سر منڈواتے ہیں اور مرید ہوتے ہیں کیا یہ بیعت درست ہے فرمایا نہیں۔ اور پھر حکایت فرمائی کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بڑے صاحبزادے نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ روحہ العزیز کے پایان مزار سر منڈوایا۔ کہیں یہ خبر شیخ فریدالدین نوراللہ مرقدہ کو پہونچی آپنے فرمایا کہ شیخ قطب الدین طیب اللہ ثراہ ہمارے خواجۂ مخدوم ہیں مگر یہ بیعت درست نہیں ہے ارادت و بیعت وہی ہے کہ شیخ کا ہاتھ پکڑیں واللہ اعلم بالصواب۔

روز چہارشنبہ ۲۱۔ماہ شوال ۷۱۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ کچھ خواب کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا کہ عہد قدیم میں ایک ترکی تھا کہ اُسے نکلش کہا کرتے تھے بڑا مرد خدا تھا ایک شب اُسنے حضرت عزت کو خواب میں دیکھا صبح کو شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ خواب بیان کیا مگر پہلے اُنہیں سخت قسم دلائی کہ میری حیات تک آپ کسی سے ذکر نکریں اُنہوں نے اسے قبول کیا پھر اُسنے کہا کہ مینے حضرت عزت کو خواب میں دیکھا ہے۔ اسکے بعد شیخ نجیب الدین متوکل نے حکایت بیان کی کہ وہ شخص چالیس برس تک زندہ رہا اس مدت تک مینے کسی سے نہیں کہا جب اُسکے انتقال کا وقت آیا تو میں پہونچا مجھے دیکھتے ہی اُسنے کہا کہ وہ آپ کو یاد ہے کہ مینے ایک خواب دیکھا تھا اور آپ سے کہا تھا مینے کہا ہاں یاد ہے مگر کہو اب کیا حال ہے اُسنے کہا اسوقت میں اُسی حالت میں جاتا ہوں۔ یہاں سے شیخ نجیب الدین رح کا ذکر چھڑ گیا اور شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بھی بیان ہوئے آپنے فرمایا کہ دہلی میں ایک ترک تھا کہ اُسنے ایک مسجد بنائی اور اُس مسجد کی امامت شیخ نجیب الدین متوکل کو دی اور ایک گھر بھی آپکے لیئے اُسنے بنایا۔ اُس ترک کی جو بیٹی کی شادی ہوئی تو اُسنے ایک لاکھ جیتل بلکہ کچھ زیادہ اُس میں خرچ کردیئے۔ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ مومن وہ ہے جسے خدا کی دوستی اولاد پر غالب ہو۔ اب جو تونے ایک لاکھ جیتل بلکہ کچھ زیادہ حق فرزند میں خرچ کردیئے اب تو اگر دو چند اس سے خدا کی راہ میں خرچ کرے تو جب کہیں ویسا ہوگا وہ اس بات سے بگڑ گیا

اور غصہ میں آکر امامت سے بھی خارج کیا اور گھر بھی خالی کرالیا۔ شیخ نجیب الدین وہاں سے اجودھن چلے گئے اور شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ساری کیفیت بیان کی شیخ نے فرمایا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا یعنے جو آیت ہمنے منسوخ کردی تو ہمنے اُس سے اور بہتر آیت بھیجدی۔ تمہیں اس کار پر التفات نکرنی چاہیئے کیا اس ترک کا نام ایتمر تھا انہوں نے کہا ہاں فرمایا ایتمر گیا اور اسکی جگہ خدا تعالےٰ نے اینکر پیدا کیا۔ اُس زمانہ میں ملک اینکر نامی اس دیار میں آیا اور شیخ الاسلام فریدالدین ؒ کی خدمت میں آیا اور اس خانوادہ کریم کی بڑی خدمتیں کیں اور اس خاندان کی خدمتگاری سے منسوب ہوا۔ پھر شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چھڑ گیا کہ نظام الدین خریطہ دار نے اُنکے لیئے خانقاہ بنائی۔ شیخ بدرالدین ؒ نے اُس خانقاہ میں اجلاس کیا مگر کچھ برخورداری پائی کیونکہ اُن ہی دنوں میں نظام الدین خریطہ دار کو حساب فہمی میں گرفتار کر لیا گیا اور اُسکے کام میں فتور پیدا ہو گیا۔ شیخ بدرالدین نے شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے عرضداشت کی کہ جس شخص نے میرے لیئے خانقاہ مرتب کی تھی اب اُسکے کام میں پریشانی پیدا ہو گئی ہے اور اُسکے سبب سے میں بھی پریشان ہوں شیخ نے اُسکا یہ جواب بھیجدیا کہ جو اپنے پیروں کی سیرت و سنت پر نہ چلیگا اُسکا ایسا ہی حال ہوگا۔ یعنی چونکہ ہمارے پیروں کی یہ رسم نہیں ہے کہ خانقاہ بناکر بیٹھیں تو جو اُن سے علیحدہ خانقاہ بناکر بیٹھے گا ایسی ہی پریشانی دیکھے گا۔ پھر شیخ قطب الدین بختیار ؒ کی بزرگی کا ذکر ہوا۔ آپنے فرمایا کہ خواجہ صاحب نے قرآن مجید آخر عمر میں یاد کیا جب پورا حفظ کر چکے دنیا سے انتقال فرمایا۔ پھر کچھ ذکر اولیاء کا ہوا۔ حاضرین میں سے ایک نے ایک بزرگ کا ذکر کیا کہ فلاں شخص مرتا ہے اور نام مبارک خدا تعالےٰ کا آہستہ آہستہ لیتا ہے۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر چشم پر آب ہوئے اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی **رباعی**

آیم لب سر کوئے تو پویان پویان	رخسارہ بآب دیدہ شویان شویان
بیچارہ رہ وصل تو جویان جویان	جان مے دہیم و نام تو گویان گویان

۲۶- ماہ ذی القعدہ سنہ ۷۱۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مسجد آدینہ کیلوکہری کے دروازہ کے آگے نماز سے پہلے عالم طریقت کا

دوران لوگوں کا کہ جو حق کی یاد میں مستغرق ہیں اور اس گروہ کا کہ جو بحث و تکرار میں مشغول
ہیں اور اپنے آپ خدا کی یاد کرنے والوں میں سے دکھلاتے ہیں ذکر ہونے لگا۔ آپنے اس درمیان
میں حکایت فرمائی کہ ایک شخص تھے جنکو شرف الدین کہا کرتے تھے ایک دن وہ شیخ کبیر شیخ
فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس بیٹھے ہوئے تھے شیخ نے ان سے پوچھا کہ خداوندی
کا کیا حال ہے کہا اب تو میں سب بھول گیا شیخ کو یہ بات گران گزری جب وہ چلے گئے تو حاضرین
کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ شخص قوی اور بڑا پیر ہے۔ الغرض خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ حکایت
فرمائی اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ پیران راہ میں سے ایک پیر تھا اور اسکا بیٹا
محمد نامی صاحب علم اور مرد اہل تھا جب اُسنے چاہا کہ میں عالم طریقت میں آؤں تو اُسنے اپنے
باپ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ درویش بنوں اسکے باپ نے کہا کہ پہلے تو ایک چلہ کر اُسنے کہا
بہت اچھا باپ کے فرماتے ہی چلہ میں بیٹھ گیا جب وہ تمام ہوا تو باپ کی خدمت میں آیا باپ نے
اُس سے چند مسائل پوچھے اُسنے سبکا جواب دیا۔ باپ نے کہا ایک چلہ اور کر وہ چلہ تمہارے لیئے
سود مند نہیں ہوا اُسنے ایک چلہ اور کیا پھر باپ کی خدمت میں آیا۔ باپ نے اُس سے پھر چند مسئلے
پوچھے اُسنے کچھ کچھ انکا جواب دیا۔ باپ نے کہا بیٹا ایک چلہ اور کرو پھر اُسنے تیسرا چلہ پورا کیا اور
باپ کی خدمت میں آیا اور اُسنے کچھ مسائل پوچھے وہ لڑکا حق میں ایسا مشغول ہو گیا تھا کہ کسیکا
بھی کچھ جواب نہ دے سکا۔ پھر کچھ ذکر خواب اور تعبیر کے بارہ میں ہوا آپنے فرمایا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کل مینے اپنے یاروں کو خواب میں دیکھا کہ ہر ایک پیراہن پہنے
ہوئے ہے لیکن ایک کا پیراہن سینہ سے آگے نہیں ہے اور ایک کا ناف تک ہے اور ایک کا
زانو تک مگر مینے عمرؓ کو دیکھا کہ انکا پیراہن زمین تک لٹکا ہوا ہے۔ یاروں نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ اس خواب کی آپنے کچھ تعبیر کی ہے فرمایا ہاں پیراہن سے مراد ہر ایک کا دین ہے۔
پھر ابن سیرینؒ کا ذکر ہوا کہ انہیں تعبیر میں بڑا ملکہ تھا آپنے فرمایا کہ ایکدن اُنکے پاس ایک شخص آیا
اور کہا کہ مینے خواب میں سفرجل یعنی بہی دیکھی ہے۔ کہا تو سفر کریگا اُسنے کہا آپنے کسطرح جانا
کہا سفرجل میں اول سفر ہے۔ ایک اور شخص آیا اُسنے کہا مینے خواب میں سوسن دیکھی ہے
فرمایا تجھے کچھ بُرائی پہونچیگی۔ اُسنے کہا آپنے کیونکر جانا کہا سوسن میں اول لفظ سوء ہے۔

یہ حکمتیں انکی ٹھیک ہوئی تھیں۔ اس درمیان میں بندہ نے عرض کیا کہ ابن سیرین کیسے شخص تھے فرمایا وہ بڑے بزرگ اور عالم شخص تھے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں گذرے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ امام محمد غزالی طیب اللہ ثراہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ دو خواب کی تعبیر جو ابن سیرین نے لکھی ہے وہ عجیب وغریب ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص ماہ رمضان میں آپکی خدمت میں آیا اور کہا کہ مینے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ انگشتری میرے ہاتھ میں ہے اور میں لوگونکے منہ اور عورتوں کی فرجوں پر مہریں لگارہا ہوں۔ ابن سیرین نے کہا کیا تو مؤذن ہے کہا ہاں۔ فرمایا پھر تو اذان ٹھیک وقت پر کیوں نہیں دیتا۔ ایک اور شخص آیا اور اُسنے کہا کہ مینے خواب میں دیکھا ہے کہ روغن تلوں سے نکالتے ہیں اور میں پھر اُسے تلوں میں ملا دیتا ہوں۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ جو عورت تیرے گھر میں ہے وہ ایسا نہو کہ تیری ماں ہو۔ تو اچھی طرح تحقیقات کر وہ شخص گھر میں آیا اور سکی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اُسکی والدہ تھی۔ پھر کچھ دنبل اور ناردہ کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا کہ جو کوئی عصر کی سنتوں میں سورہ بروج پڑھیگا تو خدا تعالیٰ اُسے دنبل سے محفوظ رکھے گا۔ چونکہ ناردہ بھی اسی قبیل سے ہے امید ہے کہ حق تعالیٰ اُس سے بھی محفوظ رکھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی عصر کی نماز کے بعد سورہ والنازعات پڑھیگا تو خدا تعالےٰ ایک وقت کی نماز سے زیادہ قبر میں نرکھے گا۔ پھر آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ گور میں نہ رہنے کے یہ معنی کہ جب روح کمال کو پہونچتی ہے تو وہ قالب کو جذب کر لیتی ہے۔

بیان دفع دنبل ناردہ

روز جمعہ ۵۔ ماہ مبارک ذی الحجہ ۷۱۱ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی جمعہ کی نماز سے پہلے کیلوکھری کی مسجد کے آگے مکان میں دنیا کے ترک کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں سے کہتے تھے کہ ایک درویش کو اختیار دیا گیا کہ تو یا تو دنیا اور مافیہا کو اختیار کر۔ یا جو عقبےٰ میں تیرے لئے مہیا کیا گیا ہے اُسے اختیار کر۔ اُس درویش نے کہا جو کچھ عقبےٰ میں میرے لئے مہیا کیا ہے اُسکو مینے اختیار کیا جب یہ حکایت تمام کی تو امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا اس درویش سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ الحمید ہو عنیر ھم جب حضرت خواجہ اس حرف پر پہونچے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ نے

اسطرح کے کلمات سے بارہا فرمانے کہ ایک دفعہ ایک درویش کا ایسا حال تھا یا ایک درویش نے ایسا کام کیا مین سمجھ جاتا کہ یہ اپنی حکایت بیان فرماتے ہین۔ پھر ترک دنیا کے سبب کی حکایت بیان فرمائی کہ بزرگان وقت سے ایک بزرگ تھا پانی پر مصلا بچھائے ہوئے نماز پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا خضر کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اُسے توبہ کی توفیق دے اتنے مین خضر ع بھی آ موجود ہوئے اور کہا اے بزرگ مین کونسے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہون بتاؤ کہ مین اُس سے توبہ کرون اُس بزرگ نے کہا کہ تو نے ایک درخت جنگل مین لگایا ہے اُسکے سایہ مین بیٹھکر آرام لیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ مینے خدا کے لیئے یہ درخت لگایا ہے اُنہون نے اُسیوقت استغفار پڑھی پھر اُس بزرگ نے ترک دنیا کے بارہ مین حضرت خضر سے کہا کہ تم ایسے رہا کرو جیسا کہ مین رہتا ہون خضر بولے کہ تم کیونکر رہتے ہو اور کیا کرتے ہو۔ اُس بزرگ نے کہا کہ مین ایسا ہون کہ اگر ساری دنیا مجھے دین اور یہ کہین کہ تجھ سے حساب نہوگا اور یہ بھی کہدین کہ اگر تو قبول نکریگا تو ہم تجھے دوزخ مین بھیجینگے تو مین دوزخ قبول کرلونگا مگر دنیا قبول نکرونگا حضرت خضر ع بولے یہ کیون۔ کہا اسلیئے کہ دنیا مغوضۂ حق تعالے ہے بس جسے وہ دشمن رکھے مین کسطرح دوست رکھون اس سے یہ بہتر ہے کہ دوزخ قبول کرون اور اُسے قبول نکرون۔

روز چہارشنبہ ۲۳۔ ماہ محرم سنہ ۷۱۲ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اُس روز کاتب الحروف کتاب نجم المعانی شیخ کی خدمت مین لیگیا تھا۔ آپنے بہت سی تحسین فرمائی اُسی روز بندہ نے تجدید بیعت کی حضور نے کلاہ مبارک اپنے سر سے اُتارکر اس بیچارے کے سر پر رکھی۔ الحمد للہ علی ذالک پھر آپنے یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی ؎

در عشق تو کار خویش ہر روز	از سر گیرم زہے سر و کار

اُس کتاب کی نسبت کہ جسکو بندہ لے گیا تھا آپنے فرمایا کہ جو کتابین مشائخ رح نے لکھی ہین اُنمین روح الارواح اچھی کتاب ہے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ برسر منبر اُسکی بہت یادداشت کرتے اور عربی کتابون مین قوت القلوب عمدہ کتاب ہے اور فارسی مین روح الارواح۔ بندہ نے عرض کیا کہ مکتوبات عین القضاۃ بھی اچھی کتاب ہے مگر وہ کلیۃً ضبط نہین ہوئی (یعنے مشکل ہونیکے سبب اچھی طرح سمجھ مین

نہیں آتی) فرمایا وہ کتاب انہوں نے اپنے واردات وحالات سے لکھی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ وہ
پچیس برس کے تھے جو جلائے گئے عجب شخص تھے اس سن میں جو جوش جوانی کا زمانہ ہے حق
کے ساتھ بہت ہی مشغولی رکھتے تھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ انکے باپ قاضی تھے کہ انکو عین القضاۃ
نے رشوت ستان۔ حرام خوار لکھا ہے اور بھی بہت سا کچھ لکھا ہے بندہ نے عرض کیا کہ انکا اس لکھنے
سے مقصد کیا تھا۔ آپنے فرمایا یہ بھی لکھا ہے کہ وہ صاحب کشف تھے۔ جہاں مقام سماع اور درویش
وغیرہ وہاں حاضر ہوتے تو وہ بھی وہاں موجود ہوتے ایک دفعہ انہوں نے کہا کہ میں نے شیخ احمد غزالی
کو دیکھا ہے کہ وہ جماعت میں موجود تھے حالانکہ وہ اور شہر میں تھے یہ اور شہر میں۔ ان میں اور
ان میں ایک بہت مدت کی تھی جب اس امر کی تحقیقات کی گئی تو انکا فرمانا صحیح نکلا۔ پھر حضرت خواجہ
نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کی نعمتیں کچھ نماز۔ روزہ۔ خیرات پر منحصر نہیں ہیں وہ جسکو چاہتا ہے کشف
و کرامت عطا فرماتا ہے۔ اسی اثنا میں یہ سوال کیا گیا کہ عین القضاۃ کے پیر شیخ احمد غزالی تھے آپنے
فرمایا نہیں۔ کیونکہ وہ مکتوبات میں شیخ احمد غزالی کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے شیخ کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ
میں ایسا اور میرا شیخ ایسا۔ غرضکہ انکے شیخ اگر شیخ احمد غزالی ہوتے تو وہ انکو اپنا شیخ لکھتے۔ پھر
آپنے فرمایا کہ عین القضات چھوٹے تھے لڑکوں میں کھیلا کرتے۔ شیخ احمد غزالی نے انہیں دیکھا
پھر چند مدت کے بعد جو وہ انکے ماں باپ کے پاس آئے تو انکے ماں باپ نے انہیں چھپا لیا
اور کہا وہ تو مر گئے۔ شیخ احمد نے فرمایا کہ یہ تو تم جھوٹ کہتے ہو کیونکہ جو جو نعمتیں انہیں پہونچنے والی
ہیں جب تک وہ ان تک نہ پہونچ لینگے وہ نہ مرینگے۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ احمد متہم تھے اس سبب
سے انکے ماں باپ نے ان سے چھپایا۔ مولانا برہان الدین غریب موجود تھے انہوں نے عرض کیا
کہ شیخ احمد کو ایک مرض تھا فرمایا نہیں۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ میں ملامت کیا جاؤں مگر وہ تھے پاک
اور حد درجہ کے پاک اور پارسا۔ کہتے ہیں کہ ایک قصاب کے لڑکے سے متہم ہوئے جب اسکے باپ کو یہ
بات معلوم ہوئی تو وہ ہر ایک کے سامنے انکو برا کہا کرتا ایک شب وہ قصاب کا لڑکا شیخ کی خدمت
میں آیا تو اسکا باپ بھی اسکی جستجو میں آیا مگر وہ لڑکا اور شیخ ایک حجرہ میں تھے اس لڑکے کے باپ
نے کواڑ کی درز میں سے دیکھنا شروع کیا شیخ کو تو نماز پڑھتے دیکھا اور دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھ چکتے
ہیں تو اس لڑکے کو نصیحت کرتے ہیں پھر دوگانہ پڑھنے لگتے ہیں۔ اور جب سلام پھیرتے ہیں تو

اُسکی طرف مخاطب ہو کر پھر نصیحت کرنے لگتے ہیں بات پھر بھی کیفیت اُسنے دیکھی کہ جو اُسکے حال کے مناسب بات ہوتی ہے شیخ اُسے فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو اُسکا باپ شیخ کے قدموں پر اُپڑا وہ اور اُسکا بیٹا دونوں شیخ کے مرید ہوئے ہ۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ بات ہر کسیکو نصیب نہیں ہوتی وہ تو ی ذات پاک. کامل جیسا کہ ہونا چاہیئے ویسے تھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ میں ایک دفعہ شیخ کبیر کی خدمت میں اجودہن ہی میں تھا کہ ایک جوگی ایلے منے اُس سے پوچھا کہ تم کونسی راہ چلتے ہو اصل کلم تمہارے ہان کیا ہے اُسنے کہا کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ آدمی کے نفس میں دو عالم ہیں ایک عالم علوی دوسرا عالم سفلی۔ سر سے ناف تک تو عالم علوی ہے۔ اور ناف سے قدم تک عالم سفلی سبیل کار یہ ہے کہ عالم علوی میں توکل صدق صفا۔ اخلاق خوب۔ حسن معاملہ ہونا چاہیئے۔ اور عالم سفلی میں نگاہداشت۔ پاکی۔ پارسائی حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات اُسکی بہت اچھی معلوم ہوئی۔ پھر کچھ ترک دنیا کا ذکر ہونے لگا آپنے اس بارہ میں بہت کچھ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر کوئی دن کو روزہ رکھے اور رات کو قیام کرے اور زائر حرمین شریفین ہو مگر اصل بات اُسمیں یہ ہونی چاہیئے کہ دنیا کی محبت اُسکے دل میں نہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو خدا کی دوستی کا دعوی کرے اور دنیا کی محبت اُسکے دل میں ہو تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

روز جمعہ ۲۲۔ماہ ربیع الاول ۷۱۱ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ خواجہ عثمان حرب آبادی رح کی بزرگی کا ذکر ہوا تو آپنے فرمایا کہ وہ ایک مدت تک خلق سے الگ رہے پھر وہ خلق میں آئے اور انہیں عالم غیب سے حکم پہنچا کہ خلق کی دعوت کر مگر شرط یہ ہے کہ ہزاروں بلا کا تحمل کرنا ہوگا۔ ایک دن آپ کہیں چلے جارہے تھے کہ ایک شخص آیا اور آتے ہی اُسنے انکے ایک گردنا دیا پھر اور دیا۔ پھر اور دیا یہ گنتے رہے یہانتک کہ ہزار پر نوبت پہونچی جب ہزار پورے ہو لئے تو انکے سر میں یہ بات ڈالی گئی کہ ممبر پر آ اور خلق کی دعوت کر۔ انہوں نے کہا خداوندا میں تو بے علم ہوں مجھے کچھ نہیں آتا میں خلق کی کسطرح دعوت کروں۔ فرمان ہوا کہ ممبر پر پاؤں رکھنا تیری طرف سے ہے اور بخشش ہماری طرف سے۔ پھر کچھ ذکر خلق سے میل جول قطع کرنیکا نکلا آپنے فرمایا کہ شیخ احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلاہے تھے مدت تک

خلق سے الگ رہے۔ پھر جب خلق میں آئے تو ایک عرصہ تک کسی سے بات چیت نہ کی جب اسپر بھی ایک عرصہ ہوگیا تو ایک محرم آیا اور کہا کہ جب تو خلق میں آگیا تو پھر بات کیوں نہیں کرتا کہا کیا بات کروں خدا تعالیٰ کی کوئی بات کہوں تو وہ سمجھ سے باہر ہے اور جو دنیا کی کوئی بات کہوں تو کہنے کے قابل نہیں یہ رباعی بھی اُن ہی سے سُنی گئی جو دوست کے پاس تنہا آنے کے بارے میں ہے رباعی

با من بمیان رسول باشم با تو		تنہا ز ہمہ جہان من و تنہا تو	
خورشید نخواہم کہ برآید با تو		آئی بر من سایہ نباشد با تو	

پھر ایک جماعت کے بارہ میں ذکر ہوا کہ جو طے کے روزے رکھتے ہیں۔ فرمایا مقصود انکا عُجب و ریا ہوتا ہے۔ اور پھر یہ لفظ زبان مبارک سے فرمائے۔ ~~

لنگہت گر کند ترا فربہ		سیر خوردن ترا ز لنگن بہ	

مقصد یہ ہے کہ فاقہ کشی اگر تجھے عجب و ریا میں ڈالے تو تیری اس فاقہ کشی سے پیٹ بھر کر کھانا بہت ہی خوب ہے۔

روز سہ شنبہ ۲۶۔ ماہ ربیع الاول ۱۱ ۷ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ماجراے درویشان اور آنکے حسن مقال کا ذکر ہوا اسوقت آپ نے یہ فرمایا کہ مشائخ نے کہا ہے کہ رحمت کا نزول تین وقت پر ہوتا ہے ایک تو حالت سماع میں۔ اور دوسرے اس کھانے کے وقت کہ جسکی نیت تو طاعت کے لیئے ہو۔ تیسرے درویشوں کے حالات بیان کرنے کے وقت۔ پھر آپنے فرمایا کہ میں ایک دفعہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا کہ چھ سات درویش آئے سب کے سب جوان اور خورد سال اور صاحب جمال مگر خواجگان چشت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے خانوادہ سے تھے اُنہوں نے شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں کچھ عرض کرنا ہے کہ آپ ارشاد فرماویں تاکہ ہم اس سے اپنا احوال ظاہر کریں اور وہ آپ سے عرض کرے۔ حضرت شیخ نے مجھے اور بدرالدین اسحاق کو فرمایا کہ تم جاکر انکی کیفیت سنو۔ اُنہوں نے اس نرمی اور لطف کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا کہ ہم رو پڑے اور آپس میں کہا کہ یہ حق کے فرشتے ہیں کہ جو ہماری تعلیم کے لیئے آئے ہیں کہ اسطرح ماجرا بیان کرنا چاہیئے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ماجرا بیان کرتے وقت ایسی حالت ہونی چاہیئے کہ گردن کی رگ بھی نہ ہلے یعنی غضب

در تعصب کا اثر پیدا ہو۔ اسکے بعد تحمل اور بردباری کی بابت بہت کچھ تاکید فرمائی کہ جفا پر تحمل کرنا چاہیئے اور غصہ کو پینا چاہیے اور بدلہ لینے کے درپے نہ ہونا چاہیئے پھر یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی ؎

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد		ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد

پھر آپنے یہ بیت فرمائی بیت

ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی		ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بیخار باد

پھر آپنے فرمایا کہ ایک آدمی راہ مین کانٹے ڈالے اور تو بھی اسکی راہ مین کانٹے ڈالے تو یہ کچھ اچھی بات نہین۔ اشار کلمات مین یہ بھی فرمایا کہ لوگون مین تو یہ رسم ہے کہ با نغزان نغزی وبا کوزان کوزی۔ مگر درویشون مین یہ بات نہین ہے درویشون مین یہ ہے کہ با نغزان نغزی وبا کوزان ہم نغزی (مطلب یہ ہے کہ لوگون کی رسم راہ اور قاعدہ تو یہ ہے کہ سیدھون کے ساتھ سیدھے اور ٹیڑھون کے ساتھ ٹیڑھے۔ مگر درویشونکا یہ طریق ہے کہ وہ سیدھونکے ساتھ تو سیدھے رہتے ہین مگر ٹیڑھونکے ساتھ بھی وہ سیدھے ہی رہتے ہین۔

روز چہارشنبہ ۷۔ ماہ رجب سنہ ۷۱۱ھ

شرف پا بوسی حاصل ہوئی۔ یارونکی دوستی کا ذکر ہوا۔ آپنے فرمایا کہ اخوت دو طرح پر ہے ایک اخوت تو قرابتی ہے اور ایک دینی تو ان دونون مین اخوت دینی زیادہ قوی ہے کیلئے کہ اگر دو بھائی نسبتی وقرابتی یعنے سگے ہون اور آن مین سے ایک مومن ہو اور دوسرا کافر اس مومن بھائی کی میراث اُس کافر کو نہین پہونچتی سو اسوجہ سے اس اخوت کو مینے ضعیف پایا اور دینی اخوت کو قوی پایا کیونکہ جو تعلق دو دینی بھائیون مین ہوتا ہے وہ دنیا اور آخرت دونون مین برقرار رہتا ہے۔ پھر اس آیت کا ذکر ہوا کہ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ تو آپنے ارشاد فرمایا کہ جو دوست احباب کہ فسق وفجور کے دوست ہون گے وہ قیامت کو ایکدوسرے کے دشمن ہونگے۔ پھر یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے ؎

	ترا دشمنا نند این دوستان		کہ یارند در بادہ و بوستان	

روز یکشنبہ ۲۵۔ ماہ رجب سنہ ۷۱۱ھ

دولت پا بوسی حاصل ہوئی نماز کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ جو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پڑھی ہے وہ تین طرح پر ہے۔ ایک تو وہ ہے کہ وقت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور دوسری سبب
اور ایک وہ ہے کہ نہ وقت سے تعلق رکھتی ہے نہ سبب سے اب ہم اُسے بیان کرتے ہین
کہ جو وقت سے تعلق رکھتی ہے۔ امام غزالی طیب اللہ ثراہ احیاء العلوم مین لکھتے ہین جو نماز کہ وقت
سے تعلق رکھتی ہے وہ بار بار آتی ہے کیونکہ ایک نماز تو وہ ہے جو ہر روز ہے اور ایک وہ ہے
جو ہفتہ مین ہے اور ایک وہ ہے جو ہر مہینے ہے۔ اور ایک وہ ہے جو ہر سال ہے۔ جو نماز کہ ہر روزہ
ہے وہ آٹھ ہین پانچ نمازین تو پنج وقتہ چھٹی نماز چاشت۔ ساتوین بیس رکعتین جو شام کی نماز
کے بعد پڑھی جاتی ہین۔ آٹھوین تہجد کی نماز۔ یہ تو وہ نمازین ہین جو رات دن پڑھی جاتی ہین۔ اور وہ
جو ہفتہ کی نمازین ہین وہ ہر دن کے لیئے ایک ایک نماز ہے۔ اور وہ جو مہینے کی نماز ہے وہ بیس
رکعتین ہین جنہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ
جو سال کی نماز ہے وہ چار ہین۔ عید الفطر۔ عید الضحے۔ تیسری نماز تراویح۔ چوتھی نماز شب برات
یہ سب وہ نمازین ہین جو وقت سے تعلق رکھتی ہین اور وہ نمازین جو سبب سے متعلق ہین وہ دو ہین
ایک تو نماز استسقاء کہ جب مینہ نہین برستا اُسوقت پڑھی جاتی ہے۔ دوسری نماز کسوف وخسوف
کہ وہ بھی سبب سے تعلق رکھتی ہے کہ جب چاند سورج کا گرہن پڑتا ہے اُسوقت پڑھی جاتی ہے
یہ وہ نمازین ہین جو سبب سے تعلق رکھتی ہین۔ وہ نمازین جو سبب سے تعلق رکھتی ہین نہ وقت سے
وہ صلوۃ تسبیح ہے والسلام۔ پھر اس بات کا ذکر ہوا۔ کیا نفل نماز کا جماعت سے پڑھنا آیا ہے
آپنے فرمایا آیا ہے۔ بعض مشائخ اور بزرگون نے پڑھی ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ شب برات کو شیخ الاسلام
فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھ سے فرمایا کہ جو نمازین اس شب مین آئی ہین انہین جماعت سے
پڑھو اور امامت تم خود کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر اُن نمازونکا ذکر ہوا جو نفس کی محافظت کے لئے
پڑھتے ہین۔ آپنے فرمایا کہ جب آدمی گھر سے نکلے تو چاہیئے کہ ایک دوگانہ پڑھے پھر گھر سے نکلے
تاکہ جو بلا راہ مین ہو حق تعالے اُس سے اُسے بچائے اور جب گھر جائے تو بھی دوگانہ پڑھے تاکہ جو
بلا گھر سے اُٹھے حق تعالے اُس سے بھی اُسے بچائے اس دوگانہ مین سلامتی اور خیر بہت ہے
پھر آپنے فرمایا کہ اگر کسیکو اس دوگانہ کی نوبت نہ آئے تو گھر سے آتے جاتے وقت آیۃ الکرسی
پڑھ لے وہی غرض حاصل ہو جائیگی اور جو آیۃ الکرسی نہ پڑھے تو چار بار کلمہ تمجید پڑھ لے۔ اور

جو کسیکو مکروہ وقتون مین مسجد مین جانیکا اتفاق ہو اور تحیۃ المسجد نہ پڑھ سکے تو بھی چار بار کلمۂ تمجید پڑھ لے وہی غرض حاصل ہو جائیگی۔

روز شنبہ ۱۳ - ماہ شوال سنہ ۷۱۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ خواجہ نوح جو کہ شرف قربت سے مشرف تھے آپکے آگے بیٹھے ہوئے مشارق الانوار پڑھ رہے تھے۔ خواجہؒ اُسکا بیان فرما رہے تھے اور اس حدیث کا بیان تھا کہ اگر کوئی نماز مین ہو اور لعاب یا بلغم اُسکے مُنہ مین آ جاوے اور اُسے تھوکے تو قبلہ کیطرف نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف تھوکے کہ وہ فرشتہ کا مقام ہے بلکہ بائین طرف قدمو نکے پاس آہستہ تھوک لے تاکہ عمل کثیر پیدا نہو اتنا مفسد نماز نہین ہے۔ دوسرا یہ بیان فرمایا کہ مومن کبھی نجس نہین ہوتا۔ ایکدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم راہ مین تشریف لیئے جا رہے تھے کہ ابو ہریرہ سامنے سے آئے تو آپنے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا اور ابو ہریرہ رضؓ نے ہاتھ کھینچا تو آپنے فرمایا اے ابو ہریرہ دست کشی کا کیا سبب کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین جُنبی ہون اور ابھی مینے غسل نہین کیا ہے مین آپکے پاک ہاتھون کو کیونکر ہاتھ لگاؤن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نجس نہین ہوتا اور نہ وہ جنبی ہونے سے نجس ہوتا ہے بلکہ اگر کوئی اُسکا جھوٹا پانی بھی پی لے تو جب بھی کچھ حرج نہین۔ دوسری بات حضرت خواجہ رحؒ نے یہ فرمائی کہ اگر کوئی عورت بصورت شیطان مرد کے آگے آئے مطلب یہ ہے کہ شیطان عورت کی صورت مین آئے تاکہ مرد کا دل اُسکی طرف راغب ہو تو اُسے چاہیئے کہ اُسیوقت جا کر اپنی بیوی سے صحبت کرے تاکہ وہ وسوسہ اُسکے دل سے جاتا رہے ایک غیرت اہل دل والے کے لیئے یہی ہے۔ اسکے بعد خواجہ نوح یہ فوائد سنکر کھڑے ہو گئے خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے حاضرین سے نوح کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم لوگ اسے عزیز رکھو یہ بہت اچھا آدمی ہے اور اُنکے چلے جانے کے بعد اُنکے تزکیہ کی بابت بہت کچھ فرمایا اور کہا کہ یہ قرآن حافظ ہے ہر جمعہ کی رات کو قرآن مجید ختم کرتا ہے اور علم سیکھنے کی بہت ہوس رکھتا ہے اور بہت کچھ حاصل کر چکا ہے اور کسی دوست دشمن سے تعلق نہین رکھتا اور بہت ہی صالح شخص ہے۔ ایکدن مین نے اُس سے پوچھا کہ تو اتنی طاعت و بندگی جو کرتا ہے تو اس سے تیرا مقصود کیا ہے کہا میرا مقصود آپکی حیات ہے خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ بات اسے کسنے سکھائی

یہ تو اسکی سعادت کی دلیل ہے۔ پھر اس بات کا ذکر ہونے لگا کہ جس سے جو پوچھیں اسکے عالم احوال سے دریافت کریں اسی اثنار مین آپنے فرمایا کہ ایک دانشمند تھا جسے ضیار الدین کہا کرتے تھے۔ منارہ کے نیچے درس دیا کرتے تھے مینے اُن سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ مین ایک دفعہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین گیا اور مین فقہ۔ نحو۔ اور دوسرے علوم سے بالکل خبر نہین رکھتا تھا اور دوسرے علوم سے ماہر تھا۔ میرے جی مین یہ خطرہ گذرا کہ اگر شیخ فقہ اور نحو وغیرہ سے مجھ سے کچھ پوچھین گے تو مین کیا جواب دونگا۔ یہی فکر میرے دل مین تھا کہ مین اُنکی خدمت مین پہونچا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ شیخ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ مناظرہ کی تنقیح کیا ہوگی مین بہت خوش ہوا اور نفی و اثبات کا بیان کرنا شروع کیا اور اُس مضمون کو عمدہ طور سے حسب مراد بیان کیا خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرماتے تھے کہ شیخ کو وہ کمال کشفی تھا کہ اُسکے عالم احوالی اور علم ہی سے بازپرسی کی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ یہ اجزار تین سال کے فوائد جمع کیے ہوئے ہین آیندہ اور جو کچھ کلمات سُنے جائین گے امید ہے کہ وہ بھی انشاء اللہ تعالے لکھے جائینگے

جلد سوم فوائد الفواد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اشارات اسرار الہی اور بشارات انوار نامتناہی سے ہین جو خواجہ راستین ختم المجتہدین ملک المشائخ فی الارضین خواجہ نظام الحق والدین ادام اللہ میامن انفاسہ کی زبان گوہر نثار سے سُنے گئے والحمد للہ علے ذلک سے مجموعۂ کہ بندہ حسن لونیا نہاد ٭ ہم وقت پاک شیخش جمعیے باد

روز دوشنبہ ۲۷۔ ماہ ذیقعدہ سنہ ۷۱۲ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ طبقات کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میری امت کے پانچ طبقے ہونگے اور ہر طبقہ کی میعاد سال ہوگی اور پہلا طبقہ علم اور مشاہدہ کا ہوگا۔ اور دوسرا طبقہ بر اور تقوی کا۔ اور تیسرا طبقہ تواصل اور تراحم کا

اور چوتھا طبقہ تقاطع اور تدابر کا۔ اور پانچواں طبقہ ہرج اور مرج کا۔ آپ نے فرمایا کہ جو پہلا طبقہ علم اور مشاہدہ کا ہوگا وہ تو صحابہ کرامؓ کا تھا۔ اور دوسرا طبقہ بر اور تقوی کا وہ تابعین کا تھا۔ اور تیسرا طبقہ تواصل اور تراحم کا۔ تواصل کے یہ معنے کہ اگر دنیا اُنکے پاس آئے تو وہ دوسرونکو دین اور آپ نلین اور جو اور لوگ بھی اُنکے ساتھ اشتراک رکھتے ہوں اور وہ دنیا چاہیں تو وہ انکو بلا تردد دیدیں اور کل اُن ہی کیطرف سرکا دیں۔ اور تراحم کے یہ معنی کہ اگر ساری دنیا انہیں کو دی جاے تو وہ سبکی سب خرچ کر ڈالیں اور راہ خدا میں دے ڈالیں۔ اسکے بعد چوتھا طبقہ تقاطع اور تدابر کا ہے۔ تقاطع یہ کہ اگر دنیا اُنکے پاس بسبیل شرکت آئے تو وہ آپس میں لڑیں اور قطع وخصومت کریں اور تدابر کے یہ معنی کہ اگر دنیا خاص انہیں کو دیجائے تو وہ سبکی سب آپ ہی سنگوالیں اور دوسرونکو دکھا بتائیں اور ذرا بھی نہ دیں۔ اسکے بعد طبقہ ہرج ومرج ہے۔ ہرج ومرج کے یہ معنی کہ ایک دوسرونکے خون کے پیاسے ہوں۔ یہ پانچوں طبقے دوسو برس میں ختم ہوئے۔ اسکے بعد اگر کوئی سورت بجاے فرزند آدم اگر پتھر جنے تو اچھا۔ یہ فرماکر حضرت خواجہ چشم پر آب ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکے انتقال کے بعد سے ہے سو وہ دوسو برس میں پانچوں طبقے ہو چکے اب اس زمانہ کا حال اور اسوقت کے لوگوں کی کیفیت خود ہی سمجھ لینی چاہیے کہ کیا ہے۔ پھر کچھ حق کی مشغولی کا ذکر ہوا فرمایا اگر کار ہے تو مشغولی حق ہے باقی سب چیزیں اس دولت کی مانع ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو کتابیں مینے پڑھی ہیں اگر اُنمیں سے کسیوقت کچھ دیکھتا ہوں تو مجھپر ایک وحشت ظاہر ہوتی ہے میں اپنے جی میں کہتا ہوں کہ میں کہاں آپڑا اسی اثنا میں یہ حکایت فرمائی کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جب کمال کو پہونچے تو جو کتابیں آپنے پڑھی تھیں سبکو ایک گوشہ میں رکھوا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ دھو ڈالا۔ پھر آپنے فرمایا نہیں انہوں نے ایک جگہہ رکھوا دیں۔ ایکدن اُنمیں سے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے لگے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوسعید ہمارا عہد نامہ ہمیں واپس دے کہ تو اور کام میں مشغول ہوگیا حضرت خواجہ جب اس حرف پر پہونچے تو روے اور یہ دو مصرعے زبان مبارک پر لائے ؎

تو سایہ دشمنی کجا در گنجے	جائیکہ خیال دوست بیت باشد

یعنی جہاں کتب فقہ اور احکام حجاب ہو جادیں تو اور چیزوں کا کچھ کہنا ہی نہیں ہے۔

روز سہ شنبہ ۱۲- ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۱۲ھ

شرف پابوسی حاصل ہوا ایک جماعت حضرت خواجہ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی بعضوں پر سایہ تھا دھوپ تھی تو آپنے فرمایا کہ اے لوگو تم ذرا گنجان بیٹھو کہ ان لوگونکو بھی سایہ مین جگہہ ملجاے کیونکہ یہ لوگ تو دھوپ مین بیٹھے ہوئے ہین اور حق مین رہا ہون یعنی آفتاب کی طپش مجھے پہونچ رہی ہے اس حال کے مناسب آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ بداون مین تھے انہین شیخ شاہی موئے تاب کہا کرتے تھے ایک دفعہ یار انہین سیر کے لیئے لے گئے اور شیر برنج پکا کر انکے آگے رکھا انہون نے فرمایا اس مین خیانت ہوئی ہے مگر دو آدمیون نے ہمارے آگے لانے سے پہلے دودھ پیا ہے اور یہ بڑی بھاری خطا ہے الغرض خواجہ شاہی نے انہین بلا کر پوچھا انہون نے کہا حضرت دودھ ابلنے لگا تھا ہمنے خراب ہونے اور گرنے کے خیال سے تُسے پی لیا تھا اگر ہم یہ نہ کرتے تو کیا کرتے فرمایا یہ بھی خطا ہے تمنے ایسا کیون کیا انکا عذر مسموع نہ ہوا وہ دونون بیچے کھڑے ہو گئے وہان دھوپ تھی اسکی گرمی سے انکے بدن سے پسینا ٹپکنے لگا اسیوقت خواجہ شاہی نے فرمایا کہ حجام کو بلاؤ جتنا خون میرے یارون کے جسم سے نکلا ہے اتنا ہی میرا نکالے حضرت خواجہ جب اس حرف پر پہونچے فرمانے لگے سبحان اللہ انکی کیا محبت اور نگاہداشت تھی اور کیا انصاف تھا پھر انکی بزرگی کا ذکر فرمانے لگے کہ ایک دفعہ شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے شاہی موئے تاب کو انہون نے بلوایا اور کہا آپ دعا فرمایئے کہ مین اچھا ہو جاؤن انہون نے عذر کیا اور کہا کہ آپ بزرگ ہین مین تو ایک بازاری آدمی ہون اسکی بابت مجھ سے آپ نہ فرمائین۔ شیخ نظام الدین ابوالموید نے بہت اصرار کیا اور انکا عذر نہ سُنا اور کہا کہ آپ ضرور دعا کرین کہ مین اچھا ہو جاؤن۔ کہا اچھا میرے دو یارون کو بلا دو ان مین سے ایک کا نام شرف تھا وہ بھی صالح آدمی تھا اور دوسرا ایک خیاط تھا غرضکہ دونونکو بلوایا اور خواجہ شاہی نے انسے فرمایا کہ شیخ نظام الدین نے مجھے یہ کام فرمایا ہے اب تم میرے یار بنجاؤ شیخ کے سر سے سینہ تک تو مین جاؤن اور اعضاے سفلی سینہ سے ایک پاؤن تک ایک یار اور دوسرے پاؤن تک دوسرا یار لے لے خلاصہ یہ کہ تینون مشغول ہوئے۔ شیخ نظام الدین ابوالموید کی بیماری اسیوقت جاتی رہی اور اچھے ہو گئے اور یہ حکایت بھی انکی کرامت سے ہے کہ وہ بدا

فرمایا کرتے تھے کہ جسے میری وفات کے بعد کوئی مہم پیش آئے تو اُس سے کہدو کہ وہ میری زیارت کو آئے اگر تین روز میں اُسکا کام نہ ہوا تو وہ چوتھے روز بھی آئے۔ ورنہ پانچویں روز میری قبر کی ایک ایک اینٹ کردے۔ پھر اولیاء کی عصمت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا کہ انبیاء واجب العصمۃ اور معصوم ہیں اور فقراء کے نزدیک اولیاء بھی معصوم ہیں مگر انبیاء واجب العصمۃ ہیں اور اولیاءٔ جائز العصمۃ۔

روز جمعہ ۲۲۔ ماہ ذی الحجہ ۱۲ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی ایک عزیز آیا اور فاتحہ کی درخواست کی کہ مجھے قرآن مجید یاد رہے بھول نہ جاؤں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم نے کتنا یاد کرلیا ہے کہا ایک تہائی تو میں نے یاد کرلیا ہے فرمایا اور بھی تھوڑا تھوڑا یاد کرو اور پچھلے پڑھے ہوئے کو خوب پھیر۔ پھر آپ نے حکایت فرمائی کہ میں نے ایک رات شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور خواب میں بہ نیت یاد رہنے قرآن مجید کے فاتحہ کی درخواست کی انہوں نے خواب میں فاتحہ پڑھی جب دن ہوا تو میں ایک عزیز کے دیکھنے کو گیا اور یہ خواب میں نے اُس سے کہا اور اُس سے بھی فاتحہ کی درخواست کی اور کہا کہ جیسا انہوں نے خواب میں فاتحہ پڑھی آپ بیداری میں پڑھیئے تاکہ آپکی فاتحہ کے پڑھنے کی برکت سے مجھے قرآن مجید یاد رہے اُس بزرگ نے فاتحہ پڑھی اور یہ فائدہ فرمایا کہ جو کوئی سوتے وقت یہ دو آیتیں پڑھیگا البتہ اُسے قرآن مجید یاد رہیگا۔ اور وہ حفظ کرلیگا آیتیں یہ ہیں وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ بعد ازاں حق تعالیٰ عزاسمہ کی قدرت کا ذکر ہونے لگا اس معنی میں آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کہف کے دیکھنے کی آرزو کی فرمان الٰہی ہوا کہ اے محمد تم دنیا میں نہ دیکھو قیامت کے دن تمہاری ملاقات ہوگی ہاں اگر چاہو گے تو وہ تمہارے دین میں آجاوینگے اسکے بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک کمل لائے اور چار شخصوں کو کہا کہ ہر ایک ایک کونا پکڑ بیٹھے اُن میں ایک تو ابوبکر صدیق تھے۔ دوسرے عمر بن الخطاب۔ تیسرے علی بن ابی طالب چوتھے ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس ہوا کے لیئے دعا کی کہ جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام کسی بڑے کام کے لیئے بلاتے تھے وہ ہوا حاضر ہوئی

آپنے اس ہوا کو فرمایا کہ میرے ان چاروں یارونکو جہاں اصحاب کہف ہیں وہاں پہونچا دے چنانچہ ہوانے سو جب آپکے فرمانے کے وہاں پہونچا دیا۔ سحاب نے باہر سے انپر سلام کہا حق تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انپر پیش کیا انہوں نے قبول کیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ حضرت خواجہ رحمہ نے اس تقریر کے بعد فرمایا کیا ایسی چیز ہے جو خدا تعالےٰ کی قدرت میں نہیں ہے۔

روز دوشنبہ غرہ ماہ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۷۱۲ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی نوافل اور اوراد کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ مینے ایک شب شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ کو خواب میں دیکھا مجھ سے آپنے فرمایا کہ ہر روز سو بار یہ دعا پڑھا کرو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ جب میں بیدار ہوا تو مینے اس دعا کی ملازمت کی مینے اپنے جی میں کہا کہ اس فرمان میں کوئی مقصود ضرور ہوگا۔ پھر مینے مشائخ کی کتابوں میں لکھا دیکھا کہ جو کوئی سو بار یہ دعا پڑھے گا وہ بے اسباب خوش رہیگا اور خوش جئے گا۔ میں سمجھ گیا کہ شیخ کا مقصود اسی معنی میں ہے۔ پھر اس دعا کی فضیلت اپنے یہ فرمائی کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو ہر نماز کے بعد دس بار یہ پڑھیگا تو وہ ایسا ہوگا جیسا ہزار بردے اسنے آزاد کئے پھر آپنے فرمایا کہ ایک بار دوسری دفعہ بھی مجھے خواب میں فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد سورۂ نبا پڑھ جب میں بیدار ہوا تو مینے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر میرے جی میں یہ خیال گذرا کہ اس فرمان میں کوئی بشارت ہوگی تو مینے تفسیر میں دیکھا کہ جو عصر کے بعد پانچ دفعہ سورۂ نبا پڑھیگا وہ اسیر حق ہوگا اور اسکا نام اسیر اللہ رکھا جاویگا۔ یعنی جو کوئی کسی کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے تو اسے کہا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں کا اسیر ہے یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ اسیر حق ہوگا پھر آپنے حاضرین کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم ہمیشہ اسی پر رہو یعنی ان دو وظیفوں کی ملازمت کیا کرو

روز سہ شنبہ ۲ - ماہ صفر ۷۱۲ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضرت لوگ ممبر پر اور سوا اسکے اور جگہ برابر برا کہتے ہیں اور ایسا کچھ کہتے ہیں کہ ہم سن نہیں سکتے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مینے سب کو معاف کیا تمکو بھی چاہیے کہ معاف کرو اور جو برا کہے اس سے خصومت نکرو

پھر آپنے فرمایا کہ جیجو لندریت کا رہنے والا تھا وہ ہمیشہ مجھے برا کہا کرتا اور برا چاہتا۔ برا کہنا تو سہل
ہے اور برا چاہنا اس سے بھی بدتر ہے۔ غرضکہ جب وہ مرگیا تو مین تیسرے دن اسکی قبر پر گیا اور
دعا کی کہ الٰہی جو کچھ اسنے میرے حق مین برا کہا ہے اور برا سوچا ہے مینے معاف کیا تو میرے
سبب سے اسپر عذاب نہ کیجیو۔ پھر آپنے اسی معنی مین فرمایا کہ جب دو شخصون مین کچھ رنجش ہو جائے
تو چاہیے کہ ایک شخص اسکی جانب سے اپنا دل صاف کر لے۔ امید ہے کہ پھر اسکا دل بھی صاف
ہو جاویگا۔ اور آدمی ایسے برا کہنے سے کیا رنجیدہ ہو۔ بزرگون نے کہا ہے کہ صوفی کا مال ایک
سبیل ہے اور اسکا خون مباح جب یہ بات ہے تو پھر کسی کے برا کہنے سے کیون خصومت رکھنی
چاہیے۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور ایک جماعت کی کیفیت بیان کی کہ اب فلان موضع مین آپکے
یارون مین سے مزامیر کی جماعت مرتب کر رکھی ہے۔ حضرت خواجہ نے یہ بات پسند نہ فرمائی اور کہا
کہ مینے تو بالکل منع کر دیا ہے کہ مجلس مین مزامیر اور محرمات نہ ہون انہون نے جو کچھ کیا اچھا نہین
کیا اس بارہ مین بہت غلو فرمایا اور سخت تاکید کی اور فرمایا کہ اگر امام نماز مین ہو اور مقتدی اسکے
پیچھے ہون اور اس جماعت مین عورتین بھی ہون اور امام کو سہو ہو تو مرد سبحان اللہ کہین اور
اگر کوئی عورت اس خطا پر واقف ہو تو وہ ہاتھ پر ہاتھ مارے مگر عورت ہتھیلی پر ہتھیلی نہ مارے
کہ وہ لہو ہے چاہیے کہ ہاتھ کی پشت ہتھیلی پر مارے۔ غرضکہ لہو ولعب اور اسطرح کی اور چیزون
سے احتراز کرنے کا حکم ہے پس سماع مین بطریق اولی۔ یعنی جبکہ دستک تک مین اتنی احتیاط ہے
تو مزامیر کی ممانعت بدرجہ اولی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر کوئی کسی مقام سے گریگا تو شرع مین
رہیگا اور جو وہان سے بھی گر گیا تو پھر وہ کہان کا رہا۔ پھر آپنے فرمایا کہ مشائخ کبار نے سماع سنا ہے
اور ان لوگون نے جو اس کام کے اہل اور صاحب ذوق ہین اور جسے کچھ درد ہے وہ تو کہنے
والے کے ایک ہی بیت کے سننے مین رقت لے آتا ہے خواہ مزامیر ہو یا نہو ہان وہ جو
عالم ذوق سے بالکل خبر ہی نہ رکھے اگر اسکے آگے کتنے ہی قوال اور کتنی ہی قسم کے
مزامیر ہون جب بھی کچھ فائدہ نہین کیونکہ وہ اہل درد ہی نہین ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کام درد
سے تعلق رکھتا ہے نہ مزامیر وغیرہ سے۔ پھر آپنے فرمایا کہ لوگونکو حضور ہی ہر روز کہان میسر
ہے اگر کسی دن کوئی وقت خوش پالیا تو سارے اوقات متفرقہ اسکے اسوقت کی پناہ مین

آ کرے۔ اگر کسی جماعت میں کوئی شخص صاحب ذوق اور صاحب نعمت ہو تو کل اشخاص اسکی پناہ میں ہوتے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایام ماضی میں ایک قاضی تھا کہ وہ اجودھن میں شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے منازعت کیا کرتا تھا۔ ایکدفعہ وہ ازراہ خصومت ملتان گیا وہان کے ائمہ اور صدور سے کہا کہ بھلا یہ کب جائز ہے کہ ایک شخص مسجد میں بیٹھے اور وہان سماع ہو اور کبھی کبھی رقص بھی ہو انہون نے کہا کون ہے کہا شیخ فریدالدین۔ کہا تو ہم انکی بابتہ کچھ نہین کہہ سکتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مینے جب سماع سُنا ہے اور ابتک بحق خرقۂ شیخ سبکو شیخ کے اوصاف اور اخلاق پر حمل کرتا ہون چنانچہ ایک دفعہ بحالت حیات حضرت شیخ قدس سرہ ایک جماعت میں تھا اور کہنے والا یہ بیت کہہ رہا تھا ؎

مخرام بدین صفت مبادا	کز چشم بدت رسد گزندے

مجھے شیخ کے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ اور انکی کمال فضل بزرگی یاد آئی اور ایسی رقت طاری ہوئی کہ جسکی کوئی حد نہین۔ قوال نے چاہا بھی کہ مین اور کوئی بیت پڑھون مگر مینے اسی بیت کو کہلوایا۔ حضرت خواجہ جب اس حرف پر پہونچے تو رونے لگے اور فرمایا کہ تھوڑے ہی دن نگذرے تھے کہ انہون نے رحلت فرمائی۔ پھر آپنے اسی تمل وتحویل کے معنی مین یہ حکایت فرمائی کہ قیامت کے دن ایک کو حکم ہوگا کہ تونے دُنیا مین سماع سُنا وہ کہیگا ہان مینے سُنا حکم ہوگا کہ جو بیت تونے سنی اُسے ہمارے اوصاف پر حمل کیا وہ کہیگا ہان۔ فرمان ہوگا کہ وہ اوصاف تو حادث اور ہماری ذات قدیم پھر یہ کیونکر جائز ہوگا وہ کہیگا خداوندا مین غایت محبت کے سبب کہتا تھا فرمان ہوگا کہ چونکہ تو ازراہ محبت کرتا تھا اسلیئے ہمنے تجھپر رحمت کی۔ اسکے بعد حضرت خواجہ چشم پر آب ہوئے اور کہا کہ جب یہ عتاب اُسکے لیئے ہے کہ جو اُسکی محبت مین مستغرق ہے تو اور لوگ کیا جواب دینگے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ذکر ہوا کہ حیوانات اور جمادات سبنے انکی فرمانبرداری کی ہے۔ اس بارہ مین آپنے یہ حکایت فرمائی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ وہان ایک چشمہ ہے کہ اُسے عین الرعاف کہتے ہین اور عین اللہ بھی کہتے ہین۔ الغرض اس چشمہ کی خاصیت یہ تھی کہ جو اس مین سے ذراسا پانی لیتا اُسیوقت

مر جاتا۔ سید عالم علیہ السلام والتحیۃ نے حضرت معاذ سے فرمایا تھا کہ جب تم وہان پہونچو تو اُس سے
کہدینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین مبعوث ہوگیا ہون۔ جب حضرت معاذ
وہان پہونچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پہونچایا اور آپکی بعثت و نبوت کا اظہار کیا
وہ چشمہ آپکی رسالت پر ایمان لایا اور پھر وہ خاصیت اُس سے ظہور مین نہ آئی۔ اسکے بعد اسم
اعظم کا ذکر ہوا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو تو اسم اعظم یاد ہے
فرمائیے وہ کونسا اسم ہے اُنہون نے جواب دیا کہ معدہ کو حرام لقمہ سے پاک کر اور دنیا کی محبت
کو دل سے دور کر پھر جو اسم تو خدا تعالےٰ کا پڑھیگا وہی اسم اعظم ہے۔ اس اثنا مین کھانا
لایا گیا اور نمک رکھا گیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شروع نمک سے کرنا چاہیئے۔ جو لوگ لب لگا کر
اُنگلی نمک پر لگاتے ہین اسکا ثبوت کہین نہین ہاں اگر ایک اُنگلی کو نمک نہ لگے تو دو اُنگلیاں لگا کے
یعنے چٹکی سے نمک اُٹھا لے۔ بندہ نے اس فائدہ کے شکریہ مین عرض کیا کہ الحمد للہ حق نمک
کی تجدید ہوئی حضرت خواجہ نے تبسم کیا اور فرمایا خوب کہا۔ مولانا محی الدین کاشانی دامت برکاتہ
حاضر تھے اُنہون نے بندہ کے کلام کی بہت تعریف کی اور حضرت خواجہ سے کہا کہ انہون نے کلام
ملیح کہا یعنے نمکین کہا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہ ملیح ہے یعنے وہ خود نمک ہے اسیطرح کی حکایت
کی نسبت آپنے ایک حکایت فرمائی کہ خواجہ شمس الملک علیہ الرحمۃ والغفران کے پاس ایک شخص
آیا اور اُن سے کچھ مانگا اُنہون نے کہا اسوقت جاؤ وہ سائل ویسا ہی کھڑا رہا۔ پھر شمس الملک
نے کہا کیون نہین جاتا سائل نے کہا جواب چاہتا ہون اُنہون نے کہا مینے تو تجھے جواب دیدیا
پھر سائل نے کہا کہ مین جواب مانگتا ہون شمس الملک نے کہا اس سے زیادہ روان اور کیا
جواب ہوگا جو مینے تجھے دیا۔

روز جمعہ ۲۶۔ ماہ صفر ۱۳ھ

شرف دست بوسی حاصل ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس دفعہ اقربا کے دیکھنے کے لیے آیا
ہے۔ بعض یارون نے یہ بات کہی کہ جب کوئی اسطرف کسی اور کام کو آوے تو وہ اُس نیت سے
شیخ کے سامنے نہ آنے مینے اپنے جی مین کہا کہ اگرچہ یہ قاعدہ و رسم ہے مگر میرا دل یہ بات
قبول نہین کرتا کہ مین مخدوم کو بغیر دیکھے اسطرف سے چلا جاؤن۔ خیر یہ ایک نئے رسمی میری

طرف سے سہی۔ یہ خیال کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا اور یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے۔ ؎

در کوے خرابات و سراے او باش		منشے نہ بود بیاو بنشین و بباش	

پھر آپنے فرمایا مشائخ کی یہ رسم ہے کہ اشراق سے پہلے اور عصر کے بعد کوئی شخص آنکے پاس نہ آئے مگر میری یہ رسم نہیں ہے جسوقت کوئی آنچاہے کہو کہ آ۔ پھر اس بات کا ذکر ہوا کہ بعض لوگ حج کو جاتے ہیں اور جب آتے ہیں تو سارے دن اُسکے ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور جہان جاتے ہیں وہی تذکرہ لے بیٹھتے ہیں یہ طور اچھا نہیں ہے۔ آپنے فرمایا کہ ایک شخص اسیطرح کہتا تھا کہ میں فلان جگہ گیا اور فلان جگہ پھرا۔ ایک بزرگ نے اُس سے کہا کہ اے خواجہ تم گئے تو کیا ہوا جیسے گئے تھے ویسے ہی آئے یعنی اُسی پندار میں ہو۔ پھر کچھ خدمت اور مراعات کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ جو خدمت کرتا ہے وہ مخدوم ہوتا ہے۔ پھر آپنے یہ لفظ زبان مبارک سے فرمایا مَنْ خَدَمَ خُدِمَ۔ پھر حسن معاملہ کا ذکر ہوا۔ آپنے فرمایا کہ ایک نے دس سخن کو جو پانچ سر میں ہیں اور پانچ تن میں ہیں نظم کیا ہے آخر اُسکے یہ بیت کہی ہے اور خوب کہی ہے ؎

دہ سخن در دو بیت آوردی		کار کن کار کین ہمہ سخنست	

روز چہارشنبہ ۱۹- ماہ جمادی الاولی ۱۳ھ

سعادت پابوسی میسر ہوئی۔ اُس دن ایک بادشاہ نے باغ اور زمین کا کاغذ اور بہت سے آلات و اسباب زراعت کے آپکی خدمت میں بھیجے اور اپنا اخلاص بھی ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ نے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ میں اس باغ اور زمین وغیرہ کو کیا کرونگا۔ آپ تبسم فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اگر اسے قبول کرونگا تو لوگ کہیں گے کہ شیخ باغ میں جاتا ہے اور شیخ باغ اور کھیتی باڑی کی سیر میں ہے بھلا یہ بھی کوئی کام ہے کہ میں اسمیں لگا رہوں۔ چشم پُرآب ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے مشائخ اور خواجگان میں سے کسی نے بھی اسے قبول نہیں فرمایا ہے۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ سلطان ناصر الدین انار اللہ برہانہ جب ملتان کیطرف گیا تو اجودہن سے ہو کر گزرا۔ سلطان غیاث الدین طاب اللہ ثراہ اسوقت منصب الف خانی پر تھا۔ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی زیارت کو آیا کچھ نقدی اور چار گاؤں کی مثل شیخ کے آگے رکھی۔ شیخ نے پوچھا یہ کیا ہے کہا

یہ نقدی لو چار گاؤں کی سل ہے۔ نقدی تو درویشوں کے لیئے لایا ہوں آپ ان لوگوں کو تقسیم فرمادیں اور یہ شل خاص آپکے لیئے ہے۔ شیخ الاسلام نے تبسم کرکے فرمایا کہ یہ نقدی تو مجھے دے میں درویشوں کو تقسیم کرونگا مگر یہ شل اٹھالے اسکی ضرورت نہیں اسکے طالب بہت ہیں انہیں دے۔ پھر اس حکایت کے درمیان آپنے ایک حدیث کی روایت کی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا دَخَلَ بَیْتاً اِلَّا دَخَلَ ذُلّاً پھر آپنے فرمایا کہ یہ حدیث آپنے اس محل پر فرمائی ہے کہ جبکہ آپ یک شخص کے گھر گئے تو آپنے وہاں دو لکڑیاں رکھی ہوئی دیکھیں اور وہ لکڑیاں وہ تھیں کہ جنسے بوتے جوتتے ہیں اور جوڑی ہانکتے ہیں اُسے دیکھکر آپنے فرمایا مَا دَخَلَ بَیْتاً اِلَّا دَخَلَ ذُلّاً یعنی ان لکڑیوں کا آنا خواری وذلت کا آنا ہے۔ پھر شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ انہوں نے ایک مکتوب شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ العزیز کے پاس عربی میں لکھکر بھیجا ہے میں نے اُسے دیکھا ہے اُسمیں لکھا ہے مَنْ اَحَبَّ افعاد النساء لا یفلح ابدًا اور کھیتی باڑی کا بھی ذکر کیا ہے وہ لفظ عربی اسوقت مجھے یاد نہیں آتا۔ لکھا ہے کہ جو کشتکاری پر دل لگائیگا تو وہ عبداللہ نیا اور عبد اہل الدنیا ہوگا۔ بندہ نے عرض کیا کہ شیخ جلال الدین نور اللہ مرقدہ کسکے مرید تھے آپنے فرمایا شیخ ابو سعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ پھر اوراد کا ذکر ہوا۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ یہ حدیث کسطرح ہے کہ صَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ وَتَارِكُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ آپنے فرمایا یہ حدیث اہل کتاب سے ایک شخص کے بارہ میں ہے اور یہ اسطرح ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ فلاں یہودی یا نصرانی ورد بہت پڑھتا ہے اور اُسے اُنکی اصطلاح میں تحیشا کہتے ہیں تو آپنے یہ سُنکر فرمایا صَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ۔ یہ خبر اُس شخص کو پہونچی اسنے ترک کردیا۔ جب انکو یہ خبر پہونچی کہ اُسنے ترک کردیا تو فرمایا تَارِكُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ بعض کہتے ہیں کہ یہ عام ہے اور اسکی تاویل اسطرح ہے کہ اگر کوئی شخص بے عذر عمداً ورد ترک کرے تو یہ اُسکے حق میں ہے تَارِكُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ۔ اور صَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ کی یہ تاویل ہے کہ مثلاً کوئی رئیس قوم ہے اور خلق کی آمد وشد اُسکے پاس بہت ہے۔ اور مسلمانوں کی مصلحتیں اُسکے ورد کے سبب بند ہیں اور وہ ورد میں مشغول رہتا ہے تو اسلیئے اُسکا ورد میں مشغول رہنا اچھا نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے اجار کار میں لگا رہنا اُسکے لیئے بہتر ہے تو اسلیئے آپنے صاحب الورد ملعون فرمایا۔

بندہ نے عرض کیا کہ اگر کسیکو کوئی ضروری کام درپیش ہو یا کوئی ایسا عذر ہو کہ وہ اُسے اُس وقت پر
ادا نہ کر سکے اور رات کو فرصت کے وقت پڑھ لے تو یہ درست ہے آپنے فرمایا خوب ہے اگر دن کو
ورد ترک ہو جاے رات کو پڑھ لے رات کو فوت ہو جاے دن کو پڑھ لے کیونکہ رات دن کی خلیفہ ہے
اور دن رات کا خلیفہ۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو ورد بلے عذر ترک ہو وہ تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو
حرام کی طرف اُسکی خواہش و رغبت ہوگی۔ یا غصہ آسے بے محل نہ ہوگا۔ یا کوئی بلا اُسے پہونچی ہوگی
اسی کے مطابق آپنے یہ حکایت فرمائی کہ عزیز زاہد ایک دن گھوڑے پر سے گر پڑے اور انکا بازو
اتر گیا جب اُنسے کسی نے حال پوچھا کہ کسطرح گر پڑے فرمایا میں ہر روز سورہ یٰسین پڑھا کرتا تھا آج
نہیں پڑھی اسی سبب سے یہ تکلیف پہونچی

روز چہار شنبہ ۴- ماہ جمادی الآخر ۷۱۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ نظم اور تمیلات غزل کا ذکر ہونے لگا کہ ہر ایک کیا کیا حل کرتے ہیں
آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز یہ بیت زبان مبارک سے فرماتے تھے

نظامی انچہ اسرار است از خاطر عیان کردی		کسے سرش نمیداند زبان درکش زبان درکش

اکثر سارے دن یہی بیت کہتے رہے جب شام ہوئی افطار کے وقت بھی یہی بات ورد زبان تھی
اور سحر کے وقت بھی یہی بیت فرماتے رہے۔ اور جب آپ کہتے تھے ہر بار ایک تغیر پیدا ہوتا تھا
نہ معلوم خاطر مبارک میں کیا بات تھی اور کیا انہیں یہ بیت کہلوا رہی تھی۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ
شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اندر گھر میں چوکھٹ پر کھڑے ہوئے تھے ایک ہاتھ ایک طبق پر
دوسرا ہاتھ دوسرے طبق پر رکھے ہوئے تھے اور ہر بار یہ بیت پڑھ رہے تھے

	کردی صنما بر سر ما بار دگر		ما ہیچ نہ کردیم خدا امیدا اند	

حضرت خواجہ نے فرمایا نہ معلوم کیا اُنکے جی میں تھا اور کیا حل کر رہے تھے اور اُس سے
اُنکا کیا مقصود تھا۔ پھر توکل کا ذکر ہوا فرمایا خدا پر اعتماد کرنا چاہیئے اُسکے سوا اور کسی پر نظر
نہ رکھنی چاہیئے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایمان جب ہی کامل ہوتا ہے جبکہ کل
جہان اُسکے آگے پشک شتر معلوم ہو پھر آپنے اسی کے متعلق حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ ابراہیم
خواص رحمۃ اللہ علیہ کعبہ کے سفر کو جا رہے تھے ایک لڑکا راہ میں ملا آپنے اُس لڑکے سے پوچھا

کہ میاں صاحبزادے کہاں جاتے ہو اُسنے کہا کعبہ کی زیارت کو۔ ابراہیم بولے زاد راہ تو تمہارے پاس ہے نہیں اُسنے کہا کیا خدا تعالےٰ بے اسباب بندہ کو نہیں رکھتا اور کیا وہ مجھے بے زاد و راحلہ کعبہ تک نہیں پہونچا سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم خواص کعبہ پہونچے تو وہ لڑکا پہلے سے پہونچا ہوا تھا اور کعبہ کا طواف کر رہا تھا جب اُسکی نظر ابراہیم پر پڑی تو اُسنے کہا اے ضعیف الیقین تو نے اُس سے توبہ بھی کی جو مجھسے کہا تھا۔ پھر اسی معنی مین آپنے ایک اور حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ ایک نباش خواجہ نظامی بایزید رح کے پاس آیا اور اُس فعل سے توبہ کی خواجہ بایزید نے اُس سے پوچھا کہ تو نے کتنے مردونکے کفن نکالے کہا ہزار مردونکے کہا کتنونکا تو نے قبلہ کیطرف منہ دیکھا کہا دو آدمیونکا میے قبلہ کیطرف منہ دیکھا باقی سبکا قبلہ سے منہ پھرا ہوا دیکھا۔ حاضرین نے خواجہ بایزید سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ اتنونکا منہ پھرا ہوا اور دو کا منہ قبلہ کیطرف۔ فرمایا ان دو کا اعتماد حق پر تھا اور دوسرونکا اعتماد فکر پر تھا اسکے بعد حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ مشائخ نے رزق کی چار قسمین فرمائی ہین۔ رزق مضمون۔ رزق مقسوم۔ رزق مملوک۔ رزق موعود رزق مضمون وہ ہے کہ جو کھانا پینا اور جو کچھ اُسکا کفاف ہو وہ اُسے پہونچے تو اُسے رزق مضمون کہتے ہین یعنے خدا تعالےٰ اُسکا ضامن ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ رزق مقسوم وہ ہے کہ جسکی تقسیم ازل مین ہو چکی ہے اور لوح محفوظ مین ثبت ہو چکا ہے۔ رزق مملوک وہ ہے کہ مال و متاع اور اسباب وغیرہ اُسکے پاس ذخیرہ ہو۔ رزق موعود وہ ہے کہ جسکا وعدہ خدا تعالےٰ نے صالحین کے لیے کیا ہے جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ پھر آپنے فرمایا کہ توکل رزق مضمون مین ہوتا ہے نہ اور رزقون مین کیونکہ جو رزق مقسوم ہے اُس مین توکل کیا اور مملوک مین بھی توکل نہین اور نہ موعود مین کیونکہ جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ تو پہونچے ہی گا پس توکل رزق مضمون ہی مین ہے تو جاننا چاہیے اور توکل کرنا چاہیے کہ جو کچھ میرا روزینہ ہے وہ ضرور پہونچے گا۔

روز یکشنبہ ۲۹۔ ماہ جمادی الآخر سنہ ۷۱۴ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ نماز جماعت کی فضیلت کا ذکر ہوا آپنے بندہ کیطرف رخ کیا اور فرمایا کہ

نماز جماعت سے پڑھنی چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ میرے گھر کے قریب ایک مسجد ہے مگر ہم لوگ جہاں رہتے ہیں اگر وہاں کوئی نہو تو جو کاغذ اور کتاب موجود ہے اُنکی کون نگرانی کرے اسلیئے ہم لوگ گھر ہی میں جماعت کر لیتے ہیں آپنے فرمایا ہاں جماعت سے نماز پڑھنی چاہیئے مگر افضل یہ ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی جائے۔ پھر آپنے فرمایا کہ انبیاء سابقین کے زمانہ میں سوائے مسجد کے اور کسی جگہ نماز درست نہ تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے یہ بات نصیب ہوئی کہ جہاں چاہو نماز پڑھو اور نیز زکوۃ بھی پہلے ربع مال تھی اور اب دو سو پر پانچ درم۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو دو سو پر پانچ درم دیتا ہے اُسے بخیل نہیں کہتے لفظ بخیل تو اُسکے نام سے قطع ہوا مگر اُسے سخی نہ کہینگے۔ سخی اُسے کہتے ہیں جو زکوۃ سے زیادہ دے۔ بندہ نے اسی اثنا میں عرض کیا کہ یہ حدیث کیونکر ہے اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ کَافِرًا فرمایا ہاں کہتے تو ہیں۔ ایکنے حاضرین میں سے کہا کہ اربعین میں تو یہ حدیث لائے ہیں آپنے فرمایا جو صحیحین میں ہو وہ صحیح ہے۔ اسکے بعد آپنے سخی اور جواد کا فرق ظاہر فرمایا کہ سخی وہ ہے جو زکوۃ سے کچھ زیادہ دے اور جواد وہ ہے کہ جو بہت سا دے مثلاً دو سو درم سے پانچ درم تو رکھ لے اور ایکسو پچانوے دیدے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ زکوۃ تین طرح پر ہے۔ (۱) زکوۃ شریعت (۲) زکوۃ طریقت (۳) زکوۃ حقیقت۔ شریعت کی زکوۃ تو وہ ہے کہ دو سو پر پانچ درم دے۔ اور طریقت کی زکوۃ وہ ہے کہ دو سو سے پانچ رکھے۔ اور حقیقت وہ ہے کہ سب دے ڈالے پھر آپنے زکوۃ کی نسبت یہ حکایت فرمائی کہ جنید بغدادی رح اپنے زمانہ کے علماء سے کہا کرتے یا علماءَ السُّوْءِ اَدُّوْا زَکٰوۃَ الْعِلْمِ یعنے اے علماء تم اپنے علم کی زکوۃ دو۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپکا اس سے کیا مقصد ہے فرمایا اگر تمنے دو سو مسئلے سیکھے ہیں تو پانچ مسئلوں پر تو عمل کرو اور جو دو سو حدیثیں یاد کیں تو پانچ حدیثوں پر تو عمل کرو۔ اسکے بعد حدیث کے بارہ میں مولانا رضی الدین صغانی صاحب مشارق کی حدیث کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ یہ کتاب میرے اور خدا کے درمیان حجت ہے اگر کسی حدیث میں اشکال واقع ہوتا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے اور اُس سے صحیح کر لیتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ وہ بدایوں کے رہنے والے تھے پھر کول میں آئے اور نائب مشرف ہوئے مگر وہ مشرف بھی اہل علم سے تھا ایک دن مشرف نے ایک

ایک بات کہی اور انہوں نے تبسم کیا۔ مشرف نے مولانا رضی الدین کیطرف دوات بھیجی کہ سوال لکھیں انہیں بُرا معلوم ہوا اور وہاں سے چلے آئے اور کہا کہ میں جاہلوں میں نشست و برخاست کرنی نہیں چاہتا۔ پھر آپ والی کول کے لڑکے کو پڑھانے لگے سونگے انکو ملتے تھے اُسپر آپ قانع تھے پھر وہاں سے حج کو گئے اور بغداد میں آئے وہاں سے پھر دہلی آگئے اُن دنوں دہلی میں علماء کا مجمع تھا اور علوم میں تو یہ اوروں کے مساوی تھے مگر علم حدیث میں سب سے ممتاز تھے کوئی انکے مقابلہ کا نہ تھا۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ انکا کام صرف حدیث ہی کی وجہ سے بڑھ گیا۔ چنانچہ جب انہوں نے کول سے حج کا ارادہ کیا تو جوتیاں خریدیں اور پہنکر پیادہ پا روانہ ہوئے کوئی ایک منزل تک گئے ہونگے کہ تھک گئے اور سمجھ گئے کہ مجھ سے پیادہ پا نہ چلا جائیگا اسی فکر میں تھے کہ پسر والی کول گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ مولانا کی جب نظر اُسپر پڑی دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر چلا آرہا ہے جی میں کہنے لگے کہ اگر یہ گھوڑا مجھے دیدے تو میں آرام سے چلا جاؤں اس خیال ہی میں تھے کہ وہ آپہونچا اور مولانا کو واپس لیجانے کی کوشش کی بہت سی منت سماجت کی مگر مولانا نے واپس جانا قبول نہ کیا جب اُسنے دیکھا کہ یہ کسیطرح ملتے ہی نہیں تو کہا اچھا آپ یہ گھوڑا ہی لے لیجئے کہ آپ آرام سے جائینگے مولانا نے گھوڑا قبول کیا اور اُسپر چڑھکر راہی مکہ معظمہ ہوئے الغرض مکہ پہونچے اور وہاں سے حج کرکے بغداد آئے بغداد میں ایک بڑے عالم محدث اور بزرگ تھے اور انکا نام زہری تھا وہ ممبر پر بیٹھکر حدیث بیان فرماتے علماء انکی مجلس میں حاضر ہوتے اور حلقہ کرکے بیٹھتے جو جو اہل ہوتے فوراً آگے بیٹھتے اسیطرح حلقہ کی صفیں بناتے وہ حدیث بیان کرتے اور لوگ سنتے لکھتے مولانا رضی الدین بھی ایک دن اُس حلقہ میں آئے اور دور کے حلقے میں بیٹھے۔ زہری مؤذن کی موافقت کے بارہ میں حدیث بیان کر رہے تھے یعنی جیسا کہ مؤذن کہتا ہے سننے والیکو چاہیئے کہ وہ بھی کہے اور حدیث کا آغاز بیان کیا اذا سکب المؤذن سکوب کہتے ہیں پانی گرانے کو یعنے جب تمہارے کان میں اُسکی آواز جائے تو تم ویسا ہی کہو۔ جبکہ زہری نے یہ حدیث بیان کی مولانا رضی الدین جہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آہستہ لوگوں سے کہا کہ اذا سکت المؤذن یعنے جب مؤذن کلمہ کہکر ساکت ہو تو اُسکے کہنے پر موافقت کرنی چاہیئے جنہوں نے یہ سخن سنا اُنہوں نے دوسرے سے کہا اُسنے اوروں سے کہا یہانتک کہ یہ بات زہری کے کان تک پہونچی اُنہوں نے آواز دی کہ وہ

وہ کون شخص ہے جسنے یہ بات کہی۔ مولانا رضی الدین نے کہا میںنے کہی ہے۔ پھر زہری نے کہا کہ دونوں معنی ٹھیک ہیں جب کتاب میں دیکھا گیا تو دونوں وجہ پائے جب اس مجلس سے اٹھے اور لوگوں نے پھر کتابوں میں دیکھا تو دونوں سخن موجہ پائے مگر اذا سکت اصح پایا۔ کہیں یہ خبر خلیفہ کو پہونچی مولانا رضی الدین کو بلوایا اور بڑا اعزاز کیا اور کچھ انکے آگے پڑھا۔ القصہ جب وہ ہندوستان آئے تو بدایوں میں انکا ایک استاد تھا وہ شخص بڑا ہی بزرگ اور صاحب ولایت تھا انکے پاس حدیث کی ایک کتاب ملخص تھی۔ مولانا رضی الدین نے ان سے مانگی انہوں نے اسکے دینے میں مضائقہ کیا۔ مولانا جب دہلی آئے تو آپنے ایک بار سے کہا کہ میرے استاد نے ملخص کے دینے میں دریغ کیا اب اسوقت اس صاحب کتاب جیسے سو آئیں اور مجھ سے پڑھ جائیں کیسے یہ بات انکے استاد تک بھی پہونچائی انہوں نے کہا جب پہ تو اسکا حج قبول نہیں ہوا۔ اگر اسکا حج قبول ہوا ہوتا تو ایسی بات منہ سے نہ نکالتا۔ حضرت خواجہ یہ بیان فرماکر اس بزرگ کے صدق اعتقاد پر چشم پُر آب ہوئے اسکے بعد کھانا لایا گیا آپنے فرمایا کھاؤ۔ پھر ایک حکایت فرمائی کہ ایک وقت درویشوں کی جماعت شیخ بہاء الدین زکریا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں کھانا لایا گیا۔ شیخ ہر ایک کے ساتھ ہمکاسہ ہوتے تھے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ طعام ثرید کھاتا ہے کہا سبحان اللہ درویشوں میں یہ درویش کھانا کھانا جانتا ہے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ثرید کو اور کھانوں پر ایسی فضیلت ہے جیسا کہ مجھے سب پیغمبروں پر اور عائشہ کو کل عورتوں پر۔ واللہ اعلم۔

روز یکشنبہ ۱۴۔ ماہ رجب سنہ ۷۱۳ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ جماعت کی نماز کا ذکر ہوا آپنے اس بارہ میں بہت تاکید فرمائی اور فرمایا کہ اگر دو آدمی بھی ہوں جب بھی جماعت کرنی چاہیئے اگرچہ دو آدمیوں کو جماعت نہیں کہتے مگر جماعت کا ثواب ہوتا ہے اس دوسرے آدمی کو چاہیئے کہ برابر کھڑا ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی چاہی کوئی اور پاس نہ تھا اور عبد اللہ بن عباس بچہ تھے آپنے انکا ہاتھ پکڑکر برابر کھڑا کر لیا اور نماز پڑھنی شروع کی پھر عبد اللہ بن عباس وہاں سے ہٹ آئے آپنے نماز توڑکر پھر اپنی برابر کھڑا کیا اور نماز شروع کی وہ پھر وہاں سے ہٹ آئے اسطرح

دو ایک بار کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیون پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ عبداللہ بولے کہ یا رسول اللہ میری کیا طاقت کہ مین رسول رب العالمین کے برابر کھڑا ہون۔ آپکو اُنکا حسن ادب پسند آیا اور اُنکے حق مین دعا کی اور کہا اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ صحابہ مین امیر المومنین حضرت علی کے بعد وہی فقیہ تھے۔ پھر عبداللہ ابن مسعود کی نسبت کرکے فرمایا کہ یہ تین عبداللہ ہین۔ انہین عبادلہ ثلاثہ کہتے ہین۔ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود۔ عبداللہ بن عمر۔ پھر آپنے عبداللہ بن مسعود کی حکایت فرمائی کہ اول اول یہ بکریان چرایا کرتے تھے ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہاڑ کیطرف گئے عبداللہ بن مسعود بکریان چرا رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان پہونچے تو آپنے تھوڑا دودہ مانگا انہون نے کہا کہ مین امین ہون دودہ کسطرح دون۔ حضرت ابو بکر صدیق بولے کہ آپ رسول خدا ہین اور مین آپکا یار ہون اگر تھوڑا دودہ کسی گوسفند کا کسی درویش کو دیدے تو کیا حرج ہے۔ کہا مین تو امانت دار ہون مجھے دودہ دینے کی اجازت نہین۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ایسی گوسفند لاکہ جسپر نر نہ چڑہا ہو عبداللہ نے ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اُسکی پشت پر پھیرا۔ دست مبارک کی برکت سے دودہ اُتر آیا اور آپنے پیا۔ پھر آپنے عبداللہ بن مسعود سے فرمایا کہ آ ہماری صحبت مین رہا کر۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن مسعود کوتاہ بالا تھے اور پیغمبر صاحب نے اُنکے حق مین فرمایا کہ کُنَیْفَۃُ الْعِلْمِ یعنے خریطہ علم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوتاہ بالا تھے۔ پھر آپنے فرمایا کہ وہ خریطہ جسے درویش لوگ سیتے ہین اُسے جو کنف کہتے ہین وہ خطا پر ہین وہ کنف نہین بلکہ کنیف ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین کنیفۃ العلم فرمایا ہے۔ پھر حضرت خواجہ نے اس حرف کی نسبت حکایت فرمائی کہ ایک شخص تھا جسے رئیس کہا کرتے تھے اُسنے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ سے بیعت کی تھی اُس رئیس نے ایک دن خواب مین ایک قبہ دیکھا کہ اُسکے اردگرد خلق کا ایک انبوہ ہے اور ایک شخص کوتاہ بالا ہے کہ وہ ہر بار اندر جاتا ہے اور باہر آتا ہے اور جواب لاتا ہے وہ رئیس کہتا ہے کہ مینے ایک سے پوچھا کہ اس قبہ مین کون ہے اور یہ مرد کوتاہ بالا جو اندر آتا جاتا ہے کون شخص ہے اُسنے کہا کہ اس قبہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ اور وہ شخص

عبداللہ بن مسعود سے لیس میں یہ سنکر عبداللہ بن مسعود کے پاس گیا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری طرف سے عرض کرو کہ وہ حاضر ہو کر دیدار مبارک چاہتا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ گئے اور پھر آئے اور کہا کہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ ابھی تو ہمارے دیدار کی اہلیت نہیں رکھتا جاؤ ہمارا سلام بختیار کاکی کو پہونچاؤ اور کہو کہ تم ہر شب تحفہ درود کا بھیجا کرتے تھے تین روز ہوئے کہ تم نے کچھ نہیں بھیجا ہاتف بخیر باد۔ وہ رئیس کہتا تھا کہ میں بیدار ہوا اور شیخ الاسلام قطب الدین نوراللہ مضجعہ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو سلام کہا ہے حضرت شیخ یہ سنکر تعظیماً کھڑے ہو گئے اور کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے کہا یہ فرمایا ہے کہ جو تحفہ تم ہر شب بھیجا کرتے تھے وہ پہونچتا تھا مگر تین رات سے نہیں پہونچا شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے اُسیوقت اپنی بیوی کو جسے ابھی نکاح کیا تھا اور تین شب تک اُس سے مشغول رہے تھے اور وہ تحفہ نہ بھیج سکے تھے بلایا اور مہر ادا کر کے اُسے رخصت کر دیا۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شیخ قطب الدین طاب اللہ ثراہ ہر رات تین ہزار بار درود شریف پڑھکر سویا کرتے تھے آپنے حضرت خواجہ کی بزرگی کی نسبت حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ شیخ بہاء الدین زکریا و شیخ جلال الدین تبریزی و شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ملتان میں تھے ایک کافر کا لشکر ملتان پر چڑھ آیا۔ قباچہ والی ملتان حاضر ہوا حضرت شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ المبارک نے ایک تیر قباچہ کو دیا اور کہا کہ اسے کافروں کیطرف پھینکدے اُسنے ایسا ہی کیا جب دن ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک کافر بھی نہ رہا تھا سب رات ہی کو فرار ہو گئے۔

روز چہار شنبہ ۱۴۔ ماہ رجب ۷۱۳ھ

شرف پابوسی حاصل ہوا۔ تفسیر کشاف کا ذکر ہونے لگا کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں حسن بصری کی قراءۃ میں الحمد للہ بکسر دال ہے اور یہ کسرہ دال بسبب مجاورت لام سے ہے کیونکہ حرکت لام مبنی ہے۔ اور ابراہیم کی قرارت میں دال اور لام دونوں پر رفع ہے۔ یہ ابراہیم معلوم نہیں کہ ابراہیم نخعی ہیں یا اور کوئی ہیں واللہ اعلم۔ غرضکہ صاحب کشاف کہتے ہیں حسن بصری کی قراءت سے ابراہیم کی قرارت احسن ہے کیونکہ حسن بصری دال کا کسرہ لام للہ کے جار کی وجہ سے بتاتے ہیں اور ابراہیم رفع لام کا بسبب مجاورت دال مرفوع فرماتے ہیں کیونکہ الحمد میں دال کی حرکت

عامل کی وجہ سے ہے اور جو اعراب کہ عامل کی وجہ سے آتا ہے وہ مبنی اعراب سے زیادہ قوی ہوا کرتا ہے۔ حضرت خواجہ رحمہ نے اس تقریر کے بعد یہ فرمایا کہ میں نے یہاں یہ استنباط کیا ہی کہ احمد کی دال اس شخص کی مثل ہے کہ اسکا کوئی پیر ہو کہ وہ آپ فرمائے ایسا ہو اور ایسا ہو اور مبتدا کلام انکی مثل کہ اسکا کوئی پیر نہو جیسا کہ ہے ہی۔ صاحب کشاف کے عقیدہ کی نسبت بحث ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا افسوس ہے کہ وہ باوجود اتنے علوم اور روایات کے عقیدہ باطل رکھتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کفر ہے اور بدعت ہے اور معصیت ہے۔ بدعت معصیت سے بڑھکر ہے اور کفر بدعت سے بڑھکر اور بدعت کفر کے نزدیک ہے۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ میںنے مولانا صدر الدین کولی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ مولانا نجم الدین سنامی کے پاس تھا وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تو کس کام میں لگا رہتا ہے مینے کہا تفسیر کے مطالعہ میں لگا رہتا ہوں۔ کہا کونسی تفسیر مینے کہا کشاف۔ ایجاز۔ عمدہ۔ مولانا نجم الدین نے فرمایا کہ کشاف اور ایجاز کو تو جلادو۔ اور عمدہ کو دیکھتے رہو۔ مولانا صدر الدین کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات انکی گران گزری اور کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا شیخ بہاء الدین زکریا رحمہ ایسا ہی کہتے ہیں۔ مولانا صدر الدین کہتے ہیں کہ یہ بات مجھے انکی ناگوار تو گزری ہی تھی شبکو چراغ جلاکر تینوں کتابوں کو دیکھ رہا تھا۔ عمدہ دونوں کتابوں کے اوپر رکھی ہوئی تھی کہ اتنے میں مجھے نیند آگئی اور ایک شعلہ پیدا ہوا جوں ہی میں بیدار ہوا تو ان دونوں کتابوں کو جو نیچے رکھی ہوئی تھیں سوختہ پایا اور عمدہ جو انکے اوپر تھی وہ صحیح و سالم رہی۔ پھر دوسری حکایت فرمائی کہ شیخ صدر الدین رحمہ چاہتے تھے کہ مفصل پڑھوں۔ باپ سے عرض کیا حضرت شیخ بہاء الدین زکریا رحمہ نے فرمایا آجکی رات گذر جانے دو کل آنا۔ جب رات ہوئی تو شیخ صدر الدین نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے لیئے جارہے ہیں انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا یہ زمخشری صاحب مفصل ہے اسے دوزخ میں لیئے جاتے ہیں واللہ اعلم۔

روز سہ شنبہ ماہ شعبان عمت سیادتہ ۷۱۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ حاضرین میں سے ایک نے حکایت بیان کی کہ میں ایک دفعہ سفر

میں تھا چلتے چلتے اُس سرزمین میں پہونچا کہ جہاں حضرت ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔ وہ قبر بلند اور بڑی بنی ہوئی ہے۔ وہاں کے لوگوں کی نہ میں زبان سمجھتا تھا نہ وہ میری زبان سمجھتے تھے القصہ میں کئی دن کا بھوکا رہا۔ وہاں ہونچا انہوں نے جوار کا دلیا پکایا اور اسپر دودھ ڈالا چونکہ میں بھوکا تھا بڑی رغبت سے کھایا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ایسی قوم میں جہاں کوئی ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھتا ہو بڑی دشواری ہو جاتی ہے۔ اس حکایت کا کہنے والا حلوائے گندر لایا تھا اس حلوے کی نسبت آپ نے حکایت فرمائی کہ میں نے مولانا غریب زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں اور مولانا برہان الدین بلخی کہ جو نائب قاضی دہلی کے تھے دونوں یک ہی جگہ پڑھا کرتے تھے۔ ایک وقت مولانا برہان الدین کے ہاتھ میں دو تنگے آئے انہوں نے کہا اس میں سے ایک تنکہ کا تو قرآن مجید اس نیت سے لونگا کہ میں صاحب نصاب ہو جاؤں یعنی تونگر ہو جاؤں اور دوسرا اپنے صرف میں لاؤنگا۔ غرضکہ ایک تنکہ کا انہوں نے قرآن مجید لیا اور اُن ہی دنوں اُنکا گذر سپہ سالار جمال الدین نیشاپوری کے پاس ہوا کہ وہ اُسوقت دہلی کے کوتوال تھے کھانا اُنکے روبرو رکھا گیا اُسمین حلوائے گندر بھی تھا۔ کوتوال نے وہ حلوا مولانا برہان الدین کے آگے رکھا اور کہا مولانا کھائیے۔ دیکھئے یہ حلوا کس مزے کا ہے مولانا برہان الدین نے کہا کہ ہم طالب علم لوگ خشک روٹی اس مزے سے کھاتے ہیں کہ اسکو حلوائے گندر سمجھتے ہیں بھلا حلوائے گندر کسطرح کھائیں۔ کوتوال کو یہ بات بڑی پسند آئی اور اُسکے جی میں اتر گئی۔ پھر اُس کوتوال نے بیس یا تیس تنگے مولانا برہان الدین کو نذر کیے۔ غرضکہ مولانا اُس دن سے مالدار ہوتے چلے گئے اور دہلی کے نائب قاضی ہوگئے۔

روز جمعہ یکم ماہ رمضان ختمت میامنہ ۷۱۲ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ عدل اور ظلم کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا حق کا معاملہ خلق کے ساتھ دو طرح پر ہے اور خلق کا معاملہ آپس میں تین طرح پر ہے اور حق کا معاملہ خلق کے ساتھ یا عدل ہے یا فضیلت ہے اور خلق میں آپس کا معاملہ عدل ہے یا فضل یا ظلم اگر خلق آپس میں عدل کریں یا فضل کریں تو حق اُنکے ساتھ فضل کریگا۔ اور جو خلق آپس میں ظلم کریں تو حق اُنکے

ساتھ عدل کریگا۔ اور جسکے ساتھ خدا تعالےٰ عدل کرے وہ عذاب مین ماخوذ ہوگا اگرچہ پیغمبر وقت
ہو۔ اس حرف پر بندہ نے عرض کی کہ ایسا ہی کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اگر بروز قیامت حق تعالےٰ مجھے اور برادر عیسیٰ کو دوزخ مین لیجاے تو عین عدل ہی
آپنے فرمایا ہان کل عالم اُسکی ملک ہے جو کوئی اپنے ملک مین تصرف کرے وہ ظلم نہین ہوتا
ظلم تو وہ ہے کہ جو دوسرے کی ملک مین تصرف کرے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مذہب اشعریہ ایساہی ہی
جائز ہے کہ حق تعالےٰ مومن کو دوزخ مین لیجاے اور ہمیشہ رکھے اور کافر کو بہشت مین لیجائے
اور ہمیشہ اُسی مین رکھے اسوجہ سے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی ملک مین تصرف کرتا ہے، مگر ہمارے
مذہب مین ایسا نہین ہے کیونکہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ نادان دانا کی برابر
نہین اور نہ اندھا سوانکھے کی برابر اسیطرح کی چند مثالین فرمائی ہین اب اُسکی حکمت سے یہ واجب
ہے کہ مومن کو بہشت مین لیجاے اور اُس مین رکھے اور کافر کو دوزخ مین لیجائے کیلئے کہ وہ
حکیم ہے اُسکا ہر ایک کام باقتضاے حکمت ہے جیساکہ مثلاً کسی کے پاس مال ہو وہ جس طرح
چاہے صرف کرے لیکن اُسکا کوئین مین ڈالنا بالکل خلاف حکمت ہوگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر
کوئی مومن بلے توبہ مرجائے تو یہان تین احتمال ہین (۱) جائز ہے کہ اُسکے ایمان کی برکت سے
حق تعالےٰ اُسے بخشدے یا اپنے فضل سے بخشدے (۲) یا کسی کی شفاعت سے بخشدے
(۳) اگر دوزخ مین بھی بیجاے تو اُسکے گناہونکی مقدار پر عذاب دیکر بہشت مین لیجاے
اگر وہ شخص باایمان مرا ہے تو ہمیشہ اُسے دوزخ مین نہ رکھے۔

روز سہ شنبہ ۱۱ ماہ شوال ۷۰۷ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ اسی روز بندہ نے اپنے خادم بشیر کو پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ غلام
سما بڑھتا ہے اور مدت سے یہ مرے سپرہے کہ حضرت مخدوم کے قدمون مین مجھے بھی ڈالوا دو بیعت
کرادو چونکہ حضرت خواجہ کا کرم عام ہے اسے ضرور قبول فرمادین گے آپنے قبول فرمایا۔ اور فرمایا
کیا تمہاری اجازت ہے کہ مین اس سے بیعت کرون بندہ نے عرض کیا جی ہان۔ پھر آپنے بیعت
کے لیئے ہاتھ دیا اور کلاہ عطا فرمائی اور اُسے حکم دیا کہ تو دوگانہ ادا کر اور پھر میرے پاس آ

جب وہ دوگانہ پڑھ لی تو مجھ سے فرمایا کہ اس سے پہلے ایک درویش بہار سے آیا ہوا تھا اور مکلف کپڑے پہنے ہوئے تھا شیخ علی سنجری رح کی خانقاہ میں جاکر اترا اور جابجا مانگنا شروع کیا اور ہر ایک کو دق کرنے لگا شیخ علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا میاں تم یہاں۔ بیٹے ہو یہ گدا گری چھوڑ دو۔ میں تمہیں کچھ دیتا ہوں اسے تجارت سے بڑھالو یہ کہکر پانسو جیتل اُسے دیئے اُسنے کچھ خرید فروخت کی تھوڑے دنوں میں تیس تنگے اُسکے پاس ہوگئے۔ پھر اُسنے کچھ اور سودا بھرا اُسمیں اُسے سو تنگے حاصل ہوگئے پھر اُن سو تنگے سے اُسنے بردے خریدے شیخ علی نے فرمایا کہ یہ بردے غزنین لیجا وہاں اچھے دام اُٹھ آئینگے اُس درویش نے ایسا ہی کیا۔ اُس درویش کے پاس ایک معتمد غلام تھا۔ اُس درویش نے اُس سے کہا کہ تو میرا مرید ہوجا وہ مرید ہوگیا سر منڈھا کر کلاہ اُسکے سر پر رکھدی اور کہا کہ یہ کلاہ سید احمد کی ہے اور یہ درویش اُس خاندان سے تعلق رکھتا تھا غرضکہ جب وہ درویش غزنین ہوپہنچا تو اُسنے بردے فروخت کرنے شروع کیئے بہت سا فائدہ ہوا۔ بعض لوگ اس غلام کے خریدار بھی ہوئے اُسنے کہا میں اسے نہیں بیچ سکتا یہ میرا مرید ہوگیا ہے جبکہ لوگوں نے اُسکی قیمت بجائے ایک ایک کے چار چار لگادی تو اُس درویش کا دل پھر گیا اور بیچنے پر راضی ہوگیا جب اُسنے بیچنا چاہا تو غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور اُس درویش سے کہا کہ اے خواجہ جس دن میں آپ کا مرید ہوا اور آپنے کلاہ میرے سر پر رکھی تو آپنے فرمایا کہ یہ کلاہ سید احمد کی ہے اور اب تم مجھے بیچتے ہو قیامت کو سید احمد کے آگے کیا منہ دکھاؤگے جبکہ غلام نے یہ بات کہی خواجہ کا دل نرم ہوگیا۔ حاضرین سے کہا تم گواہ رہو کہ میں نے اسے آزاد کیا۔ جب حضرت خواجہ اس حرف پر پہونچے بندہ نے عرض کیا کہ مینے بھی اس غلام کو آزاد کیا حضرت خواجہ بہت خوش ہوئے فرمایا تونے اچھا کیا یہی کرنا واجب تھا جو تو نے کیا۔ پھر آپنے نہایت شفقت کے ساتھ کلاہ مبارک سر سے اُتار کر بندہ کے سر پر رکھی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

روز پنجشنبہ ۲۷ ماہ رمضان ۷۱۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مال کے خرچ کرنیکا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے فرمایا جسکے پاس دنیا ہو

یعنے مالدار ہوائے سے چاہیئے کہ خرچ کرتا رہے تاکہ مال کے آنے میں کمی نہو۔ اور جس سے دنیا منہ پھیرلے جب بھی اُسے خرچ کرے کہ آخر تو یہ جانے والی ہے اپنے ہی ہاتھ سے صرف ہو جائے تو اچھا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ اس معنی کو اسطرح بیان فرماتے کہ جب دنیا آئے تو خرچ کرے کہ کم نہ آئے اور جب جانے لگے تو اُسے نگاہ نہ رکھے کہ نہ آئے۔

روز سہ شنبہ ۱۵۔ ماہ ذی الحجہ ۷۱۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ تذکرہ تھا کہ مردان حق جو کھانا کھاتے ہیں اُنکی نیت حق کی طرف ہوتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین قدس سرہ العزیز عوارف میں لکھتے ہیں کہ ایک درویش تھا جب وہ کھانا کھاتا اور لقمہ لیتا تو یہی کہتا اخذت باللہ یعنے یہ لقمہ خاص اللہ کے واسطے لیتا ہوں) کوئی نفسانی وشہوانی خواہش اس میں شامل نہیں ہے۔

روز شنبہ ۲۱۔ ماہ ذی الحجہ ۷۱۳ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی آپنے فرمایا لشکر سے آتے ہو یا شہر سے بندہ نے عرض کیا کہ لشکر سے آتا ہوں اور گھر بھی وہیں ہے۔ پھر آپنے فرمایا شہر بھی جاتے ہو بندہ نے عرض کیا بہت کم کبھی دس بارہ دن کے بعد جاتا ہوں اکثر لشکر ہی میں رہتا ہوں اور جمعہ کی نماز بھی کیلوکھری کی مسجد میں پڑھتا ہوں۔ آپنے فرمایا لشکر کی ہوا شہر کی ہوا سے بہتر ہوتی ہے۔ شہر میں عفونت بھی ہوتی ہے۔ پھر اسی کے مناسب یہ فرمایا کہ اسیطرح بعض زمان بعض زمانوں سے خصوصیت رکھتا ہے جیسا کہ عید کا دن کہ اور دنوں سے شادی عام کی وجہ سے مخصوص ہے ویسا ہی مکان کا حال ہے کہ ایک مکان میں وہ راحت ہوتی ہے جو دوسرے میں نہیں ہوتی۔ مگر درویش وہی ہوتا ہے کہ جو زمان و مکان سے باہر ہو نہ کسی شادی سے خوش نہ کسی غم سے غمگین اور اس درجہ کا وہی شخص ہوتا ہے جو ملک دنیا سے گذرا ہوا ہو۔ درویش کو چاہیئے کہ بات کرنے میں بھی دل حق ہی کیطرف مائل رکھے اور اُسکی زبان اُسکے دل سے استمداد کرے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ میںنے ابتدا میں یہ کلمات مولانا عماد الدین

سناہی سے سنے۔ میں ایک دفعہ سلطانی حوض پر بیٹھا ہوا تھا کہ وہ بھی آگئے اور ایک ہی جگہ بیٹھے اسی کی بابت گفتگو ہوئی وہ بہت اچھا وقت تھا۔ پھر جو وہ تین یا چار سال کے بعد ملے اور ایک جگہ بیٹھے تو وہ بات اُن میں ذرہ برابر بھی باقی نہ رہی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ خلق میں مشغول ہو گئے تھے۔ اسکے بعد آپ نے زبان مبارک سے حکایت فرمائی کہ شیخ جلال تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز جب دہلی میں آئے اور پھر واپس جانے لگے تو فرمانے لگے کہ میں خالص سونا آیا تھا اور اب یہاں سے نقرہ بنکر جاتا ہوں اگر زیادہ رہوں تو نہ معلوم کیا ہو جاؤں۔ پھر کچھ سماع کا ذکر رہا۔ بندہ نے عرض کیا کہ یہ عاجز اپنے کام میں سخت حیران ہے جو طاعت و عبادت چاہیئے وہ تو مجھ سے ہو نہیں سکتی اور اوراد و مشغولی کا تو ذکر ہی کیا۔ ہاں جب سماع سنتا ہوں تو بڑی راحت حاصل ہوتی ہے اور یا جب حضور کی خدمت میں آتا ہوں اسوقت ہوائے نفس اور دنیا اور اہل دنیا سے کوئی خطرہ دل میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا سماع کے وقت بھی دل علائق سے خالی ہوتا ہے یا نہیں بندہ نے عرض کیا جی ہاں بالکل خالی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا دیکھو سماع دو قسم ہے ایک ناجم دوسرا غیر ناجم۔ ناجم اُسے کہتے ہیں کہ جب سماع کا ہجوم ہوتا ہے اور کوئی بیت یا آواز سنی جاتی ہے تو وہ اُسے حرکت میں لاتی ہے اسے ناجم کہتے ہیں اور اسکی شرح ہو نہیں سکتی اور غیر ناجم وہ ہے کہ جب سماع نے اسپر اثر کیا تو اُسنے اس مضمون کو دوسری جگہ پر محمول کیا یا تو حق جل وعلے کی جانب یا اپنے پیر کی جانب یا کسی دوسرے معلم کیطرف کہ جو اُسکے دل پر گزرے۔ واللہ اعلم بالصواب فقط

تیسری جلد تمام ہوئی

جلد چہارم کتاب فوائد الفواد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوراق نور کے بسطور اور الواح سرور کے یہ حروف کلمات کاملہ اور اشارات شاملہ خواجہ بندہ نواز سلطان المشائخ راز ملک المشائخ علے الاطلاق قطب اقطاب العالم بالاتفاق نظام الحق والہدے والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ماہ محرم ۷۱۴ھ سے نئے جمع کیے گئے

لفظ متین خواجہ راحل سنین گرفتہ ام	کسے نرسد بجاہ غم جز بسی این سخن
گفتہ شیخ کردہ شد جمع امید آنکہ حق	در گذراند از کرم گفتہ و کردہ حسن

روز چہار شنبہ ۲۴ محرم ۷۱۴ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس روز بندہ اس فوائد الفواد کی پہلی جلد جمع کی ہوئی بحکم فرمان حضور کے آگے لے گیا۔ آپنے دیکھکر بڑی مہربانی فرمائی اور فرمایا خوب لکھا ہے اور دیوانہ لکھا ہے اور نام بھی اچھا رکھا ہے۔ پھر آپنے اسی کے مطابق حکایت فرمائی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر پر ایمان لائے تھے اور آپ خیبر کے فتح کے بعد تین برس سے زیادہ نہیں جیئے۔ غرضکہ انہوں نے ان تین برس میں اتنی حدیثیں روایت کیں کہ سب یاروں کی حدیثیں بھی جمع کیجائیں تو انکی برابر نہوں۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تمہیں اتنی حدیثیں تھوڑی مدت میں کیونکر یاد ہوگئیں اور اصحاب جو تم سے پہلے کے ہیں انکو اتنی حدیثیں یاد نہیں۔ انہوں نے کہا ہر ایک کو کچھ نہ کچھ کام ہوتا تھا وہ اس میں لگے رہتے تھے اور میں ہر وقت ملازم خدمت ہی تھا اسوجہ سے جو میں سنتا یاد کر لیتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک دن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو حدیثیں میں زبان مبارک سے سنتا ہوں ان میں کی بعض بھول جاتا ہوں

آپنے فرمایا میں کچھ کہوں تو تم اپنا دامن پھیلانا پھر آہستہ آہستہ اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگا لینا پھر جو سنا جائیگا یاد رہیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر میں تین حدیثوں کی روایت کی ہے یا چار کی۔ اور عبد اللہ بن عباس نے دس سے کم۔ مگر عبد اللہ ابن مسعود بڑے فقیہ تھے اُنہوں نے اپنی عمر میں ایک حدیث روایت کی تھی یا چار اور جس دن حدیث روایت کی اُس دن اُنکا چہرہ ہیبت کے مارے زرد ہو گیا تھا اور رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے اور دونوں مونڈھوں کے درمیان کا گوشت پھڑکنے لگا تھا۔ پھر خلفائے اربعہ اور عبادلۂ ثلثہ کا ذکر ہوا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ذکر ہوا کہ ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ علی بڑا قاضی ہے یعنے بڑا عالم ہے پھر صحابہ کی موافقت کا ذکر فرمایا کہ ایک دن مجمع میں کئی صحابی تھے اور ایک اُنکے پیچھے بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ سنا کہ ایک دن وہ خالی جگہ تھی اور میں اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے پھر ہم فلان فلان جگہ گئے اس بات کو کئی کئی دفعہ کہا یہ سنکر ایک صحابی نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ دیکھوں کون حکایت بیان کر رہا ہے دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اس حکایت سے آپس کی محبت اور موافقت پر قیاس کرنا چاہیئے کہ کس درجہ آپس میں موافق تھے۔ پھر فرمایا کہ حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں حضرت صدیق کے سینہ کا بال ہوتا۔

روز یکشنبہ ۲۸۔ ماہ محرم الحرام سنہ ۷۱۴ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی ایک درویش کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ وہ مرد عزیز ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو دنیا کی لوث سے دور ہوگا وہ عزیز ہوگا اور جسے دنیا سے لوث ہوگا اُسے بقا نہوگی پھر آپنے یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے ؎

تا پاک نہ گردی بتو آتش نہ دہند	تا خاک نہ گردی بتو آبش نہ دہند

پھر اس بات کا تذکرہ ہوا کہ آج اٹھائیس ہے یا اُنتیس ہے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ لاہور میں ۲۷ - یا ۲۸ - شب ماہ رمضان کے متعلق بحث تھی اور سبب یہ تھا کہ تین مہینہ تک ابر و غبار کی وجہ سے چاند نہیں دکھائی دیا تھا شہر والوں نے ہر مہینہ ۳۰ دنکا شمار کیا تھا

مین بھینٹ کے بعد جو چاند دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ حساب انکا غلط ہے۔ یہ فرما کر آپنے ارشاد
فرمایا کہ لاہور کی خرابی کی ایک تو یہ شومی تھی اور دوسرے یہ ہوئی کہ اُن ہی دنون مین لاہور
کے چند سوداگر تجارتی مال لیکر گجرات گئے تھے اور اُس زمانہ مین گجرات ہندوؤں کے قبضہ مین تھا
غرضکہ یہ تاجر جب گجرات پہونچے اور خریداری کے لیے اکثر لوگ آئے اور قیمتین پوچھنے لگے
تو لاہور والون نے دوگنی قیمتین کہین اور جو قیمت کہی اُس سے کم پر مال فروخت کیا وہان
ہندؤن کی یہ رسم تھی کہ ایک قیمت کہا کرتے تھے جو کہتے اُس سے کم نہ کرتے تھے انہون نے
انکی زیادہ گوئی اور کم فروشی سے متعجب ہوکر پوچھا کہ تم لوگ کہانکے رہنے والے ہو انہون نے
کہا ہم لاہور کے رہنے والے ہین۔ کہا وہان اسیطرح سودا ہوتا ہے کہا ہان اسیطرح ہوتا ہے
پھر اُس ہندو نے کہا کہ وہ شہر آباد ہے انہون نے کہا ہان آباد ہے کہا میری سمجھ مین نہین آتا
کہ جہان اسطرحکا معاملہ ہو اور ملک آباد رہے۔ القصہ وہ سوداگر جب گجرات سے لوٹے تو انہون نے
رستہ ہی مین سن لیا کہ کفار لاہور پر آن چڑھے اور انہون نے اُسے لوٹ کر تباہ کردیا۔

روز سہ شنبہ ۱۲ ماہ صفر سنہ ۷۱۴ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ اُن لوگونکا ذکر ہوا جو لوگ کہ کرامت کا دعوے کرتے اور اپنے
کو صاحب کشف ظاہر کرتے ہین آپنے فرمایا یہ بات اچھی نہین ہے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے
فرمایا کہ فرض اللہ تعالی علی اولیائہ کتمان الکرامۃ کما فرض علی انبیائہ اظہار المعجزۃ
یعنی اللہ تعالے نے اولیاء پر کرامت کا چھپانا فرض کیا جیسا کہ انبیاء پر معجزہ کا ظاہر کرنا فرض کیا ہے
پس اگر کوئی اپنی کرامت ظاہر کریگا تو وہ اس فرض کو ترک کریگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ سلوک کے
سو مرتبے ہین سترھوان مرتبہ کشف و کرامت کا ہے اگر سالک اسی مرتبہ پر رہجاویگا تو تراسی
مرتبون سے رہجاویگا۔ پھر کچھ خدمت کا ذکر ہوا آپنے فرمایا حدیث شریف مین آیا ہے
ساقی القوم اٰخرھم شربا یعنے جو قوم کو پانی پلادے اُسے چاہیے کہ سب کے پیچھے پئے۔
پھر آپنے فرمایا کہ کھانے مین بھی ایسا ہی چاہیے کہ دوسرونکو کھلا کر پھر اپنے لیے اُسکے پہلے نہ کھائے
پھر آپنے فرمایا کہ میزبان کو چاہیے کہ اپنے مہمان کے خود ہاتھ دُہلائے مگر پہلے آپ ہاتھ دھولے

تاکہ دوسرے کے ہاتھ دھلانے کے قابل ہو۔ یہ حکم پانی پلانے کے برخلاف ہے کہ اول اوروں کو
پلائے پھر آپ پیئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر ہاتھ دھلائے بیٹھے بیٹھے نہ دھلائے
پھر آپ نے اسکے متعلق یہ حکایت فرمائی کہ ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس
ہاتھ دھلانے کے لیئے پانی لایا اور بیٹھکر ہاتھ دھلانے لگا جب وہ بیٹھ گیا تو خواجہ جنید رح
کھڑے ہوگئے لوگوں نے کہا یہ کیا فرمایا اسے چاہیئے تھا کہ کھڑے ہو کر ہاتھ دھلاتا جب وہ
بیٹھ گیا تو مجھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوست
کے گھر مہمان ہوئے اس شخص نے جو کچھ کھانے آپکے لیئے پکوائے تھے ایک کاغذ پر لکھکر کنیز
کو دیئے اور کہا کہ جو میں نے لکھدیا ہے اُسے مہیا کر دے یہ لکھکر وہ کسی مصلحت سے باہر آیا۔ امام شافعیؒ نے
وہ کاغذ اُس کنیز سے لیکر جو کھانا کہ آپ کو مرغوب و مطبوع تھا اُس میں لکھدیا کنیز نے اُسے پڑھا
اور جو کھانا آپ نے الحاق کیا تھا وہ بھی پکایا جب گھر والا آیا اور دستر خوان چنا تو جو اُسنے لکھا تھا
اُس سے زیادہ پایا اُسیوقت کھڑا ہوا اور کنیز کے پاس گیا اور اُس سے اُس زیادتی کا سبب پوچھا
اُس نے کاغذ پیش کیا جب اُسنے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا دیکھا بہت خوش ہوا
اُس کنیز کو اور اُسکے ساتھ جتنے غلام تھے سبکو آزاد کر دیا۔ پھر کچھہ ضیافت اور مہمانوں کی رعایت اور
اُنکے کھانا کھلانے کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا کہ بغداد میں ایک درویش تھا کہ ہر روز ایک ہزار دو سو
پیالے اُسکے دستر خوان پر خرچ ہوتے تھے اور اُسکے اٹھارہ باورچی خانہ تھے ایکدن اُسنے
اپنے خدمتگاروں سے پوچھا کہ تم کھانا کھلاتے وقت کسیکو بھولتے تو نہیں ہو یعنی سبکا دھیان
رکھتے ہو یا نہیں انہوں نے کہا نہیں ہم تو سب کا دھیان رکھتے ہیں اور سبکو اچھی طرح کھانا
کھلاتے ہیں۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ دیکھو خوب غور کرو اور دھیان کرو کسیکو بھولتے تو نہیں ہو
اُنھوں نے یہی کہا کہ ہم تو کسیکو بھی نہیں بھولتے ہر وقت کھانا موجود رکھتے ہیں جو آتا ہے
اُسے دیتے ہیں پھر شیخ نے یہی کہا کہ تم اس کام میں سستی تو نہیں کرتے پھر اُنھوں نے
یہی کہا کہ حضرت ہم بالکل سستی نہیں کرتے آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں کیا کوئی رہگیا ہے
شیخ نے فرمایا ایک تو میں ہی ہوں کہ تین دن سے تم نے مجھے افطار کے وقت کھانا نہیں
پہونچایا (چونکہ مطبخ بہت تھے کھانا پکانے والوں نے سمجھا کہ اُنھوں نے دوسری جگہ کھالیا ہوگا

ہر ایک سے نے ایسا ہی خیال کرکے اور شیخ کو کھانا پہونچا جب شیخ نے تیسرے روز اُس کا اظہار کیا کہ ایسا ہی اور وہ کے ساتھ بھی بے پروائی کرتے ہونگے پھر کچھ ذکر شمسی حوض کا ہوا کہ اسکا پانی بڑا ہی بابرکت اور شیرین ہے آپنے فرمایا کہ سلطان شمس الدین کو لوگون نے اُنکے انتقال کے بعد خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا تعالے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا مجھے اُس نے اس حوض کی بدولت بخشدیا۔ واللہ اعلم۔

روز چہار شنبہ ۲۷ ماہ صفر ۷۱۴ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی ایک دن پہلے بندہ عزیز نصیر الدین محمود سلمہ اللہ تعالی سے کہ جو مریدان با اعتقاد مین سے تھا مشورہ کرنے لگا کہ کل آخری چہار شنبہ ہے اور خلق اُسے نحس بتاتی ہے آؤ کل خواجہ کی خدمت مین چلین کہ اُنکی برکت سے ساری نحوست جاتی رہے گی القصہ جب چہار شنبہ ہوا تو مین اور وہ خواجہ کی خدمت مین آئے اور عرض حال کیا آپنے تبسم کیا اور فرمایا ان لوگ تو اس دن کو نحس کہتے ہین مگر یہ نہین جانتے کہ یہ دن بڑی ہی سعادت کا دن ہے اگر اس دن کوئی فرزند بھی پیدا ہو تو وہ بھی بزرگ ہو۔ پھر اس بات کا ذکر ہوا کہ بعض لوگونکا مزاج جلد بدل جاتا ہے آپنے فرمایا جو لطیف طبع ہین اُنکے مزاج مین جلد تغیر واقع ہوجاتا ہے۔ پھر آپنے اسکے مناسب یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی اور فرمایا کہ یہ رباعی مولانا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے رباعی۔

آنم کہ بہ نیم ذرہ ناخوش گردم
از آب لطیف تر مزاجے دارم
در نیمۂ نیم ذرہ دلکش گردم
دریاب مرا وگرنہ آتش گردم

پھر بادشاہونکی تغیر مزاجی کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ کلمات قدسیہ سے ایک یہ کلمہ ہے کہ قلوب الملوک بیدی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے بادشاہونکے دل میرے ہاتھ مین ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت خلق خدا تعالےٰ سے سیدھی رہیگی خدا فرماتا ہے کہ مین اُنکے دلونکو خلق پر مہربان کردونگا اور جبکہ خلق حق کے ساتھ سیدھی نہوگی تو مین انکا دل خلق پر بے مہر کردونگا۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ نظر اسیطرف رکھنی چاہیے اور سب چیز کا

اسی کیطرف سے تصور کرنا چاہیئے پھر اس معنی کے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ قباچہ والی اوچہ وملتان کو سلطان شمس الدین کی مخاصمت ہوگئی۔ شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور ملتان کے قاضی دونوں نے سلطان شمس الدین کو خط لکھے وہ مکتوب پکڑے گئے اور قباچہ کے پاس واپس لائے گئے۔ قباچہ جب متغیر ہوا قاضی کو مروا ڈالا اور شیخ کو اپنے مکان پر بلایا۔ شیخ گئے اور جیسے جاکر بیٹھا کرتے تھے اسیطرح بے خوف وہراس اپنی جگہ جاکر بیٹھے قباچہ نے وہ مکتوب آپکے سامنے رکھا۔ شیخ نے دیکھکر فرمایا ہاں میں نے لکھا ہے اور یہ خط میرا ہی ہے۔ قباچہ نے کہا پھر کیوں لکھا ہے۔ فرمایا میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ حق لکھا ہے جو تیرا جی چاہے سو کر۔ اور تو کرہی کیا سکیگا تیرے اختیار میں کوئی چیز بھی نہیں۔ قباچہ نے جب یہ باتیں سنیں چپ ہوگیا اور تامل کیا اور تھوڑی دیر کے بعد کھانا لانے کیطرف اشارہ کیا مقصود اسکا یہ تھا کہ میں انکو کھانے کے لیے کہونگا انکی عادت یہاں کھانے کی ہے نہیں یہ انکار کرینگے مجھے موقع ملجاویگا غرضکہ جب کھانا لایا گیا تو سبکے آگے چنا گیا سب نے ہاتھ کھانے کیطرف بڑھایا شیخ نے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور کھانا شروع کیا۔ قباچہ نے جب یہ بات دیکھی اسکا غصہ فرو ہوگیا اور کچھ کر نہ سکا۔ شیخ سلامتی کے ساتھ واپس آئے۔

اس عاجز کے جی میں کتنی مدت سے ایک بات تھی اسوقت عرض کی کہ حضرت ایک مرید ہے کہ وہ پنجوقتہ نماز پڑھا کرتا ہے اور کچھ تھوڑا سا ورد بھی کرتا ہے مگر شیخ کی محبت دل میں بہت رکھتا ہے اور شیخ کیطرف سے پکا اعتقاد رکھتا ہے۔ اور ایک دوسرا مرید ہے کہ وہ بہت سی طاعت کرتا ہے اور تسبیح واوراد بے اندازہ پڑھتا رہتا ہے اور حج کیئے ہوئے ہے مگر شیخ کی محبت میں قصور رکھتا ہے اور اعتقاد میں بھی فتور ہے ان دونوں میں کسکا مرتبہ بڑھا ہوا ہے فرمایا اسکا مرتبہ زیادہ ہے جو شیخ کا محب اور معتقد ہے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اسکا ایک وقت بسبب شرف اعتقاد اس متعبد کم اعتقاد کے کل اوقات سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ بعض لوگونکا یہ مذہب ہے کہ اولیا انبیا پر فضیلت رکھتے ہیں اور سبب یہ بتاتے ہیں کہ انبیا اکثر خلق کے ساتھ مشغول ہیں یہ مذہب باطل ہے اور اسکے بطلان کا سبب یہ ہے کہ انبیا اگر خلق کے ساتھ مشغول ہیں مگر جسدم حق کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں انکا ایک لحظہ جملہ اوقات

اولیا سے زیادہ شرف رکھتا ہے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ بنی اسرائیل مین ایک زاہد تھا ستر برس تک اُسنے خداتعالےٰ کی طاعت کی پھر اُسے کوئی حاجت در پیش ہوئی اُسنے جناب الٰہی سے درخواست کی وہ حاجت اُسکی روانہ ہوئی۔ پس وہ گوشہ مین گیا اور اپنے نفس سے مجادلہ کیا کہ اے نفس تونے ستر برس خداتعالےٰ کی طاعت کی مگر ابتک تیرا اخلاص درست نہوا اگر اخلاص ہوتا تو ضرور میری حاجت برآتی۔ جب اسطرحکا مجادلہ اُسنے اپنے نفس سے کیا تو اُس زمانہ کے پیغمبر پر فرمان آیا کہ اُس زاہد سے کہدو کہ تیرا ایک ساعت نفس سے عتاب کرنا تیری ستر برس کی عبادت سے بڑھکر ہے۔

روز سہ شنبہ ۱۷ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۱۴ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ حاضرین مین سے ایک نے عرس کے معنے پوچھے آپنے فرمایا ایک تو عرس کے معنے عروسی کرنیکے ہین اور ایک عرس کے معنے رات کو قافلہ کے ٹھیرنے کے ہین۔ اسکے بعد مشائخ کی بزرگی اور انکے صدق و نگاہداشت وطلب حق کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ نجیب الدین متوکل رحہ نے شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سوال کیا کہ لوگ ایسا کہتے ہین کہ جب آپ نماز پڑہتے ہین اور پھر آپ کہتے ہین یارب تو آپ لبیک عبدی کی ندا سُنتے ہین فرمایا نہین۔

پھر اس کے بعد شیخ نجیب الدین نے پوچھا کہ لوگ۔ یہ بھی کہتے ہین کہ حضرت خضرؑ آپ کے پاس آتے جاتے ہین فرمایا نہین۔ اور پھر شیخ نجیب الدینؒ نے کہا کہ لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ مردان غیب آپکے پاس آمد و شد رکتے ہین آپنے اس سخن کی نفی نہ کی بلکہ اتنا فرمایا کہ تم بھی تو ابدال مین سے ہو۔ پھر حضرت شیخ فریدالدین نوراللہ مرقدہ اور اُنکے والدبزرگوار علیہا الرحمۃ والرضوان کی بزرگی کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ فرزند مین ماں باپ کی صلاحیت کا اثر قوی ہوا کرتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ کبیر کی والدہ بڑی ہی بزرگ تھین ایک شب ایک چور اُنکے گھر مین آگھسا سب تو سورہے تھے مگر آپ جاگ رہی تھین اور ذکر الٰہی مین مشغول تھین چور آتے ہی اندھا ہوگیا اور باہر نہ جاسکا تو گھبراکر اُس چور نے آواز دی کہ اگر گھر مین کوئی مرد ہے تو وہ میرا باپ اور بھائی ہے اور جو عورت ہے تو وہ میری ماں

ہن ہے جو کوئی بھی ہے میں سمجھتا اور جانتا ہوں کہ اُسکی دہشت نے مجھے اندھا کر دیا ہے نہیں چاہیئے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ میں سوانکھا ہو جاؤں اور میں توبہ کرتا ہوں کہ آیندہ جیتے جی کبھی چوری نکرونگا۔ حضرت شیخ کی والدہ نے اُسکے لیے دعا کی وہ سوانکھا ہو کر چلا گیا شیخ کی والدہ نے تو کسی سے کچھ نہ کہا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک شخص مع اہل وعیال چلا آرہا ہے اور وہی کا گھڑا سر پر رکھے ہوئے ہے جب وہ مکان پر آیا تو پوچھا گیا کہ تو کون ہے اُسنے کہا میں اس رات اس گھر میں چوری کرنے آیا تھا ایک بزرگ عورت جاگ رہی تھیں میں اُنکی ہیبت سے اندھا ہو گیا جب اُنہوں نے میرے لیئے دعا کی تو میں سوانکھا ہوا میں نے اُسوقت عہد کیا تھا کہ میں اگر سوانکھا ہو گیا تو میں چوری سے توبہ کرونگا۔ اب میں اور میرے بال بچے اس لیئے آئے ہیں کہ مسلمان ہو جاویں اور چوری سے توبہ کریں ۔ الحمد للہ علے ذلک ۔

اور یہ حکایت بھی حضرت شیخ کی والدہ کی بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام تو اجودہن میں تشریف رکھتے تھے اور آپکی والدہ کسی دوسری جگہ تھیں اُنہوں نے شیخ نجیب الدین رح کو بھیجا کہ تم والدہ کو یہاں لے آؤ چنانچہ شیخ نجیب الدین گئے اور والدہ شریفہ کو وہاں سے لیکر چلے رستہ میں پانی کی حاجت ہوئی تو اُتر کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھیں یہ پانی لینے گئے جب شیخ نجیب الدین پانی لیکر آئے تو والدہ کو وہاں نہ پایا بہت حیران ہوئے اور اِدھر اُدھر بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا آخر جب شیخ نے بہت جستجو و تلاش کی اور کچھ اثر والدہ کا نہ پایا تو مضطرب ہو کر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں پہنچے اور سارا قصہ بیان کیا شیخ نے فرمایا اچھا کھانا پکواؤ چنانچہ کھانا پکوایا گیا اور جو صدقہ کہ دینا آیا ہے دیا۔ ایک مدت کے بعد شیخ نجیب الدین پھر اُس طرف سے گذرے اور جب اُس درخت کے پاس آئے تو پھر والدہ کا خیال آیا کہ میں اس گاؤں کے ارد گرد پھروں اور کہیں سے والدہ کا سراغ لگاؤں یہ خیال کر کے چلے ناگاہ اُس درخت کے آس پاس دیکھا کہ کچھ ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں انہوں نے اپنے جی میں کہا کہ شاید یہ میری والدہ کی ہی ہڈیاں ہیں کسی جانور یا شیر نے انکو ہلاک کیا ہے۔ پھر سب ہڈیاں جمع کیں اور ایک خریطہ میں بھر کر شیخ فریدالحق والدین قدس سرہ کی خدمت میں آئے اور سارا قصہ بیان کیا شیخ نے کہا اچھا وہ خریطہ میرے پاس لاؤ جب وہ خریطہ آپکے پاس لایا گیا اور آپنے اُسے جھاڑا تو

تو ایک بڑی بھی نہ نکلی خواجہ جب اس حرف پر پہونچے آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ یہ بات بھی عجائب روزگار سے ہے اسکے بعد مردان غیب کا ذکر ہوا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شروع شروع میں میرا دل چاہا کرتا تھا کہ میں اُن لوگوں سے ملوں پھر میں نے خیال کیا کہ یہ کیا آرزو ہے کسی اور نیک کام میں مشغول ہونا چاہیئے۔ پھر یہاں سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی رح ابتداء زمانہ میں اوش میں رہتے تھے اور اُس شہر کے کنارہ پر ایک ویران سی مسجد تھی اور اُسمیں ایک منارہ تھا کہ اُسے ہفت منارہ کہا کرتے تھے اگرچہ تھا تو وہ ایک منارہ مگر ہفت منارہ کے نام سے مشہور تھا آپکو ایک دعا پہونچی ہوئی تھی کہ جو اُس منارہ پر جا کر پڑھے وہ حضرت خضر سے ملاقی ہو۔ الغرض شیخ قطب الدین قدس سرہ کو اشتیاق ہوا کہ حضرت خضر سے ملنے چنانچہ رمضان کی راتوں میں سے ایک رات اُس مسجد میں گئے اور دوگانہ پڑھکر اُس منارہ پر آئے اور وہ دعا پڑھی اور نیچے اُتر آئے اور ایک ساعت وہاں ٹھیرے رہے کوئی دکھلائی نہ دیا نا امید ہوکر مسجد سے باہر آئے جوں ہی قدم اُنہوں نے مسجد سے باہر نکالا ایک شخص کو کھڑا دیکھا اُس نے انکو آواز دی کہ یہاں کیوں آئے ہو اسوقت یہاں کیا کام شیخ رح نے فرمایا کہ میں اس غرض سے آیا تھا کہ حضرت خضر ع سے ملاقات کروں اس لئے میں نے دوگانہ پڑھا اور وہ دعا جو اُنکی ملاقات کے لیئے وارد ہے پڑھی مگر وہ دولت مجھے میسّر نہ ہوئی۔ اب میں گھر جاتا ہوں اُس شخص نے کہا خضر ع سے تمہارا کیا کام ہے وہ بھی تمہاری طرح سرگردان ہے اُسکے دیکھنے سے تمہیں کیا حاصل ہوگا پھر اس درمیان میں اُس شخص نے یہ پوچھا کہ کیا دنیا کی طلب ہے۔ شیخ نے کہا نہیں۔ کہا قرضدار ہو کیا کچھ دینا ہے کہا نہیں کہا تو پھر خضر سے تمہارا کیا کام ہے۔ پھر یہ کہا کہ یہاں اس شہر میں ایک شخص ہے کہ خضر بارہ دفعہ اُسکے دروازہ پر جا چکا ہے اور وہ نہیں ملتا یہ دونوں اسی گفتگو میں تھے کہ ایک نورانی شخص سبز جامہ پہنے ہوئے ظاہر ہوا اُس شخص نے اُسکی بڑی تعظیم کی اور قدموں پر گرا شیخ قطب الدین نے فرمایا کہ جب وہ مرد میرے قریب پہونچا تو وہ اُس پہلے شخص کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ یہ درویش نہ قرضدار ہے نہ طالب دنیا صرف تمہاری ملاقات کی آرزو رکھتا ہے اتنے میں اذان کی آواز آئی ہر طرف سے درویش اور صوفی لوگ آنے شروع ہوئے۔ اتنے میں تکبیر ہوئی

ان میں سے ایک امام بنا اور بارہ سیپارہ تراویح میں پڑھے۔ میں یہ چاہ رہا تھا کہ اگر اور پڑھیں تو اچھا ہے جب پڑھ چکے کوئی کسیطرف چلا گیا کوئی کسیطرف چلا گیا۔ شیخ کہتے ہیں کہ میں اپنی جگہہ پر چلا آیا۔ جب دوسری رات ہوئی تو میں سویرے سے وضو کرکے اس مسجد میں گیا صبح تک میں وہیں رہا کوئی بھی نہ آیا۔

شب جمعہ ۲۰ - ماہ ربیع الاول سنہ ۷۱۴ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ تحمل اور مخاصمت سے بچنے کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ ایک نفس ہے اور ایک قلب ہے۔ جب کوئی نفس سے پیش آوے تو دوسرے شخص کو چاہیئے کہ وہ قلب سے پیش آئے کیونکہ نفس میں تو سراسر خصومت اور غوغا اور فتنہ ہے۔ اور قلب میں سکوت رضا اور ملاطفت۔ پس جب کوئی نفس سے پیش آئے تو اسے چاہیئے کہ قلب سے پیش آئے تو اس حالت میں نفس مغلوب ہو جائیگا۔ اور جو کوئی نفس کے مقابلہ میں نفس ہی سے پیش آئے تو پھر خصومت و فتنہ کی حد کہاں پھر تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔ پھر آپنے حلم و تحمل کی فضیلت میں یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی **بیت**

زہر بادے جو کاہے گر بلرزی		اگر کوہے بکاہے ہم نیرزی

روز پنجشنبہ ۱۴ - ماہ جمادی الآخری سنہ ۷۱۴ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ فتوح کے قبول کرنے کے بارہ میں ذکر ہوا بندہ نے عرض کیا کہ مینے کسی سے کچھ نہیں چاہا اور امید کا دروازہ کبھی کھلا نہ رکھا ہاں اگر کوئی بے مانگے کچھ دے تو کیا کرنا چاہیئے آپنے فرمایا کہ لے لے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایکدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز حضرت عمر رضہ کو دی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس تو ہے آپ کسی فقیر کو دیں یا اہل صفہ میں سے کسیکو دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر جو چیز بغیر طلب نہیں دیجائے اُسے لے لیا کرو اور صدقہ کیا کرو۔

روز یکشنبہ ۲۹ - ماہ رجب سنہ ۷۱۴ھ

شرف پابوسی حاصل ہوا۔ اس بات کا ذکر ہوا کہ بندہ کا وظیفہ جو ایک عرصے سے چڑھا ہوا تھا سب کا سب مل گیا حضرت خواجہ کو میری ملازمت اور ثبات کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ جب میں

حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک کام کے سر رہنا اور اُسپر ثابت رہنا بڑا اثر پیدا کرنے والی بات ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شیخ کبیر نبیرہ شیخ الاسلام ایک عرصے سے نظام الدین کوتوال کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے وہ اُنکے آنے سے بہت تنگ ہوا اور کہدیا کہ تم یہاں نہ آیا کرو مگر اُنہوں نے آنا چھوڑا برابر آتے ہی رہے۔ اُن ہی دنوں میں شیخ نظام الدین سنے چہ تنگہ زر میرے پاس بھیجے میں نے قبول نہیں کئے واپس کر دیئے وہ اُسنے شیخ کبیر کو دیدیئے۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ کسی کام کی ملازمت ضرور اپنا پھل دیتی ہے۔ پھر آپ نے اُس مناسبت سے کہ بندہ کو دیر میں ما وجب ملا ایک حکایت فرمائی کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا کہ برسوں سے خدا تعالے کی عبادت کر رہا تھا ایک دن اُس زمانہ کے پیغمبر پر وحی آئی کہ اُس زاہد سے کہدو کیوں تکلیف اُٹھا رہا ہے ہمنے تو تجھے عذاب کے لیئے پیدا کیا ہے۔ جب اُس پیغمبر نے یہ پیام اُس زاہد کو پہنچایا وہ کھڑا ہو کر لگا چکر کھانے اور خوش ہونے۔ اُس پیغمبر نے کہا یہ خوشیکا کیا موقع۔ کہا مجھے یاد تو کیا اور میں شمار میں تو آیا۔ فرد

او سخن از گشتن من مے کند	من ہمین خوش کہ سخن میکند

پھر تحمل کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کو اہل ایذا پر بہت ہی تحمل تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ جسے مارنا ہو مارے۔ کھینچنا ہو کھینچے۔ اسکے بعد بندہ نے عرض کیا کہ وہ دعا کیونکر ہے جو لوگ پڑھتے ہیں اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ بندہ کا مقصد یہ تھا کہ غیر خدا سے اعانت چاہنا کیونکر ہے آپ نے فرمایا بزرگوں نے یہ دعا پڑھی ہے مگر عباد اللہ سے عباد اللہ مسلمین و مخلصین مضمر ہے اور جائز ہے کہ پڑھیں بزرگوں نے بھی ا پڑھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل رح نے بھی اس دعا کو پڑھا ہے۔ پھر شیخ نجیب الدین متوکل رح کا ذکر فرمانے لگے کہ میں نے اُن جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا وہ یہ نہ جانتے تھے کہ کون ساون ہے اور کونسا مہینہ ہے یا غلہ کیونکر خرید و فروخت کرتے ہیں اور گوشت کیونکر لیتے دیتے ہیں ان باتوں کا اُنکے دل پر گذر ہی نہ تھا بڑی مشغولی رکھتے تھے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ
پھر آپ نے فرمایا کہ قضائے حاجات کے لیئے مسبعات عشر کا پڑھنا بھی آیا ہے بندہ نے عرض کیا کہ ہر روز معین وقت پر پڑھی جاتی ہے فرمایا اگر کوئی مہم دینی یا دنیوی ہو تو اُسکے لیئے علحدہ

پڑھتے ہیں تاکہ وہ ختم بکرم الٰہی انجام پذیر ہو۔

روز چہار شنبہ ۲۴ - ماہ مبارک رمضان ۷۱۴ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ تراویح میں ختم قرآن مجید کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک درویش جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں آیا اسنے التماس کی کہ میں تراویح پڑھونگا شیخ نے فرمایا اچھا غرضکہ اس درویش نے تیس رکعتوں میں تیس ختم کیے۔ شیخ ہر شب اسکے حجرہ میں ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی رکھوا دیتے۔ غرضکہ جب تراویح ختم ہوئیں اور عید ہوئی اور وہ درویش رخصت ہوا تو اسکے حجرہ میں سے تیسوں روٹیاں سلامت پائیں معلوم ہوا کہ اسنے صرف پانی کے پیالہ ہی پر قناعت کی۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ ماہ رمضان میں ہر شب ایک قرآن مجید ختم کرتے اور اسیطرح دن میں ایک ختم کرتے۔ غرضکہ رمضان بھر میں اکسٹھ ختم کرتے۔

شب شنبہ ۱۱ - ماہ ذیحجہ ۷۱۴ھ

ایام تشریق تھے جنمیں مخدوم کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ دولت پابوسی حاصل ہوئی بندہ کی طرف آپنے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کل جمعہ اور عید کا دن تھا کچھ موسم کی تہنیت میں تمنے لکھا ہے بندہ نے عرض کیا کہ اس سے چار دن پہلے کہ نوروز تھا کچھ شعر لکھے تھے اُنہی میں نوروز اور عید کا ذکر ایک ہی جگہ کر دیا تھا یہ کہکر وہ گذرانے۔ پھر آپنے اسکے مناسب ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ شمس دبیر شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں کچھ شعر لکھکر لایا تھا جن حضرت شیخ کی مدح کے بہت سے شعر تھے اجازت حاصل کرکے پڑھنا چاہا حضرت شیخ طیب اللہ ثراہ نے پڑھنے کی اجازت دی جب وہ پڑھ چکا تو آپنے بیٹھنے کی اجازت دی اسکے بعد شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ جو کچھ ان شعروں میں تھا بیان کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مشائخ شعر کم سنتے ہیں خاصکر اپنی مدح۔ حضرت شیخ کے کمالیت احوال کو دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے وہ اشعار سنے اور پھر استحسان فرمایا غرضکہ ان اشعار سننے کے بعد آپنے فرمایا کہ اچھا تیرا مطلب کیا ہے شمس نے کہا حضرت ہے ایک میری والدہ ضعیفہ

انکی بھی میں خدمت کرتا ہوں سخت پریشان ہوں شیخ نے فرمایا اچھا جا شکرانہ لا۔ اس درمیان میں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جس کام کے لیے حضرت شیخ فرماتے کہ جا شکرانہ لا وہ کام ضرور ہی ہو جاتا تھا۔ الغرض پچاس جیتل یا کچھ کم وبیش لایا شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اسے تقسیم کرو چاچیتل میرے حصہ میں بھی آئیں۔ مجھے یاد ہے کہ شیخ نے فاتحہ پڑھی شمس کو وہ وسعت و منزلت پیدا ہوئی کہ سلطان غیاث الدین کے بیٹے کا منشی ہوگیا۔ اگرچہ اُسکے ساتھ زمانہ نے بڑی موافقت کی اور حضرت شیخ کا انتقال ہوچکا تھا مگر اُسنے شیخ کے اہل بیت اور اُنکے فرزندوں کے ساتھ کچھ بھی سلوک نہ کیا یا کسی نے شیخ کے فرزند اور اہل بیت کا تذکرہ اُس سے نہ کیا۔ پھر اُسکے حسن طبع اور اخلاق کا ذکر ہونے لگا بندہ نے عرض کیا کہ مجھے اُنکے ساتھ ایک قرابت ہے خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تم دونوں کسیوقت ایک جگہ رہے ہو۔ بندہ نے عرض کیا کہ جب سلطان غیاث الدین لکھنوتی گیا تو اُس لشکر میں بندہ بھی تھا اور وہ بھی تھے۔ اثنا راہ کیا خشکی کیا تری سب میں میں اور وہ شریک تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہ تمہارا ہم قوم تھا۔ بندہ نے عرض کیا ہاں پھر آپنے فرمایا کہ شمس نے لوائح قاضی حمید الدین ناگوری حضرت شیخ کبیر سے پڑھے تھے پھر آپنے فرمایا کہ میں اور شمس دبیر اور شیخ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ ایک دفعہ خدمت شیخ سے رخصت ہوئے اور چند منزل ایک ہی جگہ رہے پھر ہم ایک ایسے رستہ پر پہونچے کہ وہاں سے دو راہیں پھٹتی تھیں وہ سنام کی طرف جانے لگے اور میں سرستی کیطرف۔ جب ہم وداع ہوئے تو شیخ جمال الدین نے شمس کیطرف مخاطب ہوکر ایک مصرعہ پڑھا جس نے ایسا ذوق عظیم بخشا کہ ہم تینوں میں اثر کرگیا۔

شنبہ ۲۹- ماہ ذی حجہ سنہ ۷۱۴ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ کو اُس بعد کچھ تردد تھا اور گمان یہ تھا کہ کسی نے حضرت مخدوم سے میری نسبت کچھ بُرا کہا ہے جب میں حاضر ہوا اور دولت مجالست میسر ہوئی تو اول آپنے یہی بات فرمائی کہ اگر کوئی کسی کی بدی کرتا ہے تو اتنی عقل وتمیز مجھے پہلے سے ہے کہ آیا یہ جھوٹ کہتا ہے یا سچ کہتا ہے یا اس میں اسکی کوئی غرض ہے جب یہ بات میں نے سنی تو میرا جی بڑا خوش ہوا اور میرے جی کو تسلی ہوئی میں نے عرض کیا کہ خدمتگاران حضور کو بھی

اسی پر بھروسہ و اعتقاد ہے کہ مخدوم کا باطن خود حاکم ہے۔ پھر اولیاء کی کشف و کرامات کا ذکر ہونے لگا اسمین شیخ سعد الدین حمویہ رح کا آپ نے ذکر کیا کہ وہ بڑے ہی بزرگ تھے مگر والی شہر انکا معتقد نہ تھا ایک دن بادشاہ اُنکی خانقاہ کی طرف سے ہوکر گذرا اور ایک دربان کو بھیجا کہ جاؤ اس صوفی بچہ کو باہر نکالکر لاؤ کہ مین اُسے دیکھون۔ دربان نے بادشاہ کا پیام پہونچایا وہ بزرگ اُسکی طرف ملتفت نہوئے اور نماز مین مشغول رہے اُس دربان نے آکر کیفیت بیان کی تو بادشاہ کا غصہ فرو ہوا اور خود شیخ کی خدمت مین آیا جب شیخ نے دیکھا کہ بادشاہ خود ہی چلا آیا تو شیخ کھڑے ہوئے اور بشاشت ظاہر کی اور دونون بیٹھے وہان قریب ہی ایک باغچہ تھا شیخ سعد الدین حمویہ نے فرمایا کہ تھوڑے سیب لاؤ خادم سیب لائے اور شیخ تراش تراش کر بادشاہ کو دینے لگے وہ اور بادشاہ دونون کھانے لگے اُس طباق مین ایک بڑا سیب تھا بادشاہ کے جی مین خیال گذرا کہ شیخ اگر یہ سیب مجھے دے تو مین شیخ کی کرامت اور صفائے باطن کا اعتقاد کرون ابھی یہ خطرہ بادشاہ کے دل مین گذرا ہی تھا کہ شیخ نے ہاتھ بڑھا کر وہ سیب اُٹھایا اور بادشاہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین ایک دفعہ سفر مین تھا چلتے چلتے ایک شہر مین پہونچا کہ اُس شہر کے دروازہ پر ایک جگہ تماشا دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بازیگر تماشا کر رہا ہے۔ اُسکے پاس ایک دراز گوش تھا آنکھین اُسکی باندھ رکھی تھین اور ایک انگشتری اُسکے پاس تھی اُسنے تماشا دیکھنے والون مین سے ایک کے ہاتھ مین دی اور کہا یہ دراز گوش جسکے پاس یہ انگشتری ہوگی اُسکے پاس سے برآمد کریگا چنانچہ وہ دراز گوش چشم بستہ دائرہ مین پھرنے لگا اور ہر کسیکو سونگھتا ہوا چلا سونگھتے سونگھتے اُس شخص کے پاس پہونچا کہ جسکے پاس انگشتری تھی بس وہ دراز گوش اسی کے پاس جا کھڑا ہوا بس وہ بازیگر آیا اور اُس سے انگشتری لے لی۔ غرضکہ سعد الدین حمویہ اس تقریر کے بعد بادشاہ سے یہ فرمانے لگے کہ اگر کوئی شخص اپنے کشف سے کچھ ظاہر کرے تو وہ اس گدھے کی برابر ہوگا اور جو کوئی کچھ ظاہر نکرے اور کوئی کرامت نہ دکھائے تو یہ کہنے لگتے ہین کہ اسمین کچھ صفائی نہین ہے۔ یہ کہکر وہ سیب بادشاہ کو دیا۔ اسکے بعد آپ حال انتقال شیخ سعد الدین حمویہ اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہما کا ذکر فرمانے لگے کہ شیخ سعد الدین حمویہ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ جا شیخ سیف الدین باخرزی کو دیکھ وہ کہتے ہین کہ جب مین بیدار ہوا تو اپنی جگہ سے شیخ سیف الدین

باخرزی کی طرف چلا وہ میرے مقام سے تین مہینے کے رستہ پر ہے اور ہر شیخ سیف الدین کو دکھلایا گیا کہ ہم شیخ سعد الدین حمویہ کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ غرضکہ جب شیخ سعد الدین حمویہ کو تین مہینے کی مسافت سے تین منزلیں باقی رہگئیں تو آپ نے شیخ سیف الدین کے پاس آدمی بھیجا اور کہا کہ میں تین مہینے کی منزل طے کر کے تم تک آیا ہوں تمہیں چاہیئے کہ تین منزل سے میرا استقبال کرو اور یہاں آؤ۔ جب یہ پیام شیخ کو پہونچا انہوں نے فرمایا کہ وہ تو منزل میں مجھے دیکھ ہی نہ سکیں گے۔ چنانچہ سعد الدین حمویہ وہیں تھے کہ انکا انتقال ہوگیا اور شیخ سیف الدین باخرزی تک نہ پہونچ سکے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے حکایت فرمائی کہ میں نے شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے ایک مرید سے سنا وہ کہتا تھا کہ ایک دن شیخ بہاء الدین اپنے مقام سے باہر نکلے اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون - لوگوں نے پوچھا کہ حضرت کیا ہے فرمایا اسوقت شیخ سعد الدین حمویہ کا انتقال ہوگیا۔ پھر چند دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی انکا انتقال اسی دن ہوا تھا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اول شیخ سعد الدین حمویہ کا انتقال ہوا پھر تین برس کے بعد شیخ سیف الدین باخرزی کا پھر تین برس کے بعد شیخ بہاء الدین زکریا کا پھر تین برس کے بعد شیخ فرید الدین کا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین رحمۃ واسعۃ۔

روز پنجشنبہ ۱۵- ماہ محرم سنہ ۷۱۵ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ دنیا کی صفت اور جو کچھ دنیا میں ہے اور جو نہیں ہے ان سبکا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ ایک امر تو صورتاً ومعناً دنیا ہے اور ایک امر صورتاً ومعناً دنیا نہیں اور ایک امر صورتاً دنیا نہیں معناً دنیا ہے اور ایک امر صورتاً دنیا ہے مگر معناً دنیا نہیں ہے۔ پھر آپنے اسکی تشریح فرمائی کہ جو صورتاً ومعناً دنیا ہے وہ شے زائد از کفاف ہے۔ اور جو صورتاً ومعناً دنیا نہیں وہ طاعت باخلاص ہے۔ اور جو صورتاً دنیا نہیں مگر معناً دنیا ہے وہ طاعت ریا ہے کہ جلب منفعت کے لیئے کیجاتی ہے۔ اور جو صورتاً دنیا ہے مگر معناً دنیا نہیں وہ ادائے حق حرم ہے یعنے اگر علی نیت ادائے حق زوجہ ہو اگرچہ فعل بصورت دنیا ہو مگر معناً دنیا نہیں ہے۔

روز یکشنبہ ۵- ماہ صفر سنہ ۷۱۵ھ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو اوراد و ادعیہ کے بارہ میں ہوئی۔ بندہ سے پوچھا کہ

کرتیرا مدد کیا ہے غلام نے عرض کیا کہ جو کچھ زبان مبارک سے سنا ہے وہی پڑھا جاتا ہے۔ بعد ادائے فرض نماز پنجگانہ جو سورتیں کہ فادو میں پڑھتا ہوں اور عصر کے بعد پانچ بار سورہ نبا اور جو سورتیں کہ سنتوں میں معین ہیں اور آپ نے فرمائی ہیں اور وہ وقت مسبعات عشر۔ اور سو بار کلمہ لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تسبیح اور بھی ہے کہ ہر ایک کو سو سو بار پڑھے تاکہ ہزار ہو جائے اور جو کوئی سو بار نہ پڑھ سکے تو دس بار ضرور پڑھے کل سو بار ہو جاوے گا اور وہ تسبیح یہ ہے۔

(۱) لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت ذو الجلال والاكرام بيده الخير وهو على كل شيء قدير۔

(۲) سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

(۳) سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم وبحمده استغفر الله من كل ذنب واتوب اليه

(۴) استغفر الله الذی لا اله الا هو الحي القيوم واساله التوبة استغفر الله من كل ذنب اذنبته عمدا او خطأ سرا او علانية واتوب اليه۔

(۵) سبحان الملك القدوس سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح۔

(۶) اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا راد لما قضيت ولا ينفع ذا الجد منك الجد۔

(۷) اللهم اغفر لي ولوالدي ولاستاذي ولجميع المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات۔

(۸) اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم وصل على جميع الانبياء والمرسلين۔

(۹) اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم اعوذ بك من همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون۔

(۱۰) بسم الله خير الاسماء بسم الله رب الارض ورب السماء بسم الله الذی لا يضر مع اسمه شيء في الارض ولا في السماء وهو السميع العليم

روز یکشنبہ ۱۱۔ ماہ صفر سنہ ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ عقل اور عشق کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ ان دونوں میں تفاوت ہے۔ علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق۔ عقل علماء کے عشق پر غالب ہے اور عشق درویشوں کی عقل پر غالب ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام عقل اور عشق دونوں پر غالب۔ پھر آپنے غلبہ عشق کی صفت میں یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی

بیت

عقل را با عشق کارے نیست زودش بشکن	تا چہ خواہی کرد آن استر دل جولاہہ را

پھر آپنے اسی کے ہم معنی یہ حکایت فرمائی کہ علی کوکری ملتان میں ایک شخص گذرے ہیں انکی یہ کیفیت تھی کہ جس میں درد عشق نہ پاتے اُس سے بالکل اعتقاد نہ رکھتے اگرچہ وہ کیسا ہی زاہد و متعبد ہوتا۔ بلکہ یہ کہا کرتے کہ فلان شخص چونکہ اشک نہیں رکھتا اسلیئے وہ کچھ نہیں ہے انکی زبان سے حرف صاف نہیں نکلتا تھا اسلیئے وہ عشق کو اشک کہا کرتے تھے۔ پھر آپنے اسی کے مناسب یہ حرف فرمایا کہ یحییٰ معاذ رازی رح نے کہا ہے کہ ایک ذرہ محبت کا ہونا کل آدمیوں اور پریوں کی طاعت سے بہتر ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز بارہا ہر کسی سے فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالےٰ تجھے درد عنایت فرمائے اور جسکے حق میں دعا دیتے وہ حیران رہتا کہ الٰہی یہ کیا دعا ہے اب اسوقت معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا دعا تھی۔ اسکے بعد حکایت شیخ جلال الدین تبریزی کی ذکر فرمائی کہ ایک مرتبہ وہ اپنے مکان کی ڈیوڑھی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دہی کا بیچنے والا دہی کا مٹکا سر پر رکھے ہوئے سامنے سے گذرا یہ شخص قوم کا اہیر کھیتر کا رہنے والا ڈاکوؤں کے گروہ سے تھا۔ غرضکہ جب اُسکی نظر جمال مبارک پر پڑی دیکھتے ہی اُسکا دل سب باتوں سے پھر گیا پھر جو اُس نے نظر جما کر شیخ کیطرف دیکھا تو کہا ایسے بھی مردان خدا ہیں یہ کہتے ہی دین محمدی میں آیا اور کلمہ پڑھا۔ شیخ نے اُسکا نام علی رکھا جب وہ مسلمان ہوا تو وہ اپنے گھر گیا اور اسی وقت لاکھ جیتل شیخ کی خدمت میں لایا۔ شیخ نے قبول کیا اور فرمایا کہ اسے تو اپنے ہی پاس رکھ جہاں میں کہونگا وہاں صرف کرنا خلاصہ یہ کہ آپ اُسی سے تقسیم کرواتے تھے کسیکو سو درم دلواتے کسیکو پچاس کسیکو کم کسیکو زیادہ جسے قلیل دلواتے تو پانچ درم دلواتے اس سے کم کسیکو نہ دلواتے۔ اسیطرح ایک مدت گزر گئی اور وہ چاندی سب خرچ ہوگئی صرف ایک درم باقی رہا۔ علی کہنے لگا

کہ میرے پاس تو صرف ایک درم باقی ہے اور شیخ پانچ درم سے کم فرماتے نہیں۔ اگر کسیکو شیخ دلوانے لگے تو میں کیا دونگا۔ میں اسی فکر ہی میں تھا کہ ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ وہ ایک درم اسے دیدے۔ یہ حکایت شیخ جلال الدین کے مناقب میں آپنے اور فرمائی کہ جب شیخ بداؤن سے لکھنوتی جانے لگے وہ علی بھی آپکے پیچھے پیچھے ہوا شیخ نے فرمایا تو نہ جا اُسنے کہا میں اب کہاں جاؤں میرا تو اب کوئی بھی نہیں اور نہ میں اب کسیکو جانوں جب تھوڑی دور چلا پھر شیخ نے کہا تو لوٹ جا اُسنے کہا مخدوم اور میرے پیر تو آپ ہیں آپکے ساتھ رہونگا میں یہاں رہکر کیا کرونگا شیخ نے فرمایا تو جا یہ شہر تیری حمایت میں ہی۔ اسکے بعد پھر عبادت کرنے والوں کا ذکر ہوا کہ یہ لوگ طاعت تو بہت کرتے ہیں مگر اُنکے دل میں اتنا شغل نہیں پایا جاتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ خلق چار طرح پر ہے بعض تو ایسے ہیں کہ انکا ظاہر آراستہ ہی اور باطن خراب ہے اور بعض ایسے ہیں کہ انکا ظاہر خراب ہے اور باطن آراستہ اور بعض کے ظاہر و باطن دونوں خراب۔ اور بعض کے ظاہر و باطن آراستہ۔ وہ طائفہ کہ جنکا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہے وہ عبادت کرنے والی قوم ہے کہ طاعت تو بہت کرتے ہیں مگر انکا دل دنیا میں مشغول ہے اور وہ طائفہ کہ باطن آراستہ اور ظاہر خراب وہ مجانین ہیں کہ دل اُنکا حق کے ساتھ لگا ہوا ہے اور بظاہر کچھ سر و سامان نہیں رکھتے اور وہ طائفہ کہ جنکا ظاہر و باطن خراب ہے وہ عوام لوگ ہیں۔ اور وہ طائفہ کہ جنکا ظاہر و باطن آراستہ ہے وہ مشائخ لوگ ہیں۔

روز چہار شنبہ ۲۲۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۱۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ آپنے فرمایا کہ راہ حق میں جس لباس میں ہو آنا چاہیئے امید ہے کہ عاقبت صدق پر ہو۔ پھر اُسکے مناسب آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ ایک درویش کی نظر بادشاہزادی پر پڑ گئی۔ کہیں بادشاہزادی کا بھی جی اسپر آگیا اور ایک دوسرے کا عاشق بن گیا۔ بادشاہزادی نے اُس درویش سے کہلا بھیجا کہ تو تو درویش آدمی ہے میرے ساتھ وصل کا طریق بہت مشکل ہے ہاں ایک رستہ ہی اگر تو اُسے کریگا تو امید ہے کہ میں تجھ تک پہونچ سکوں اور وہ طریق یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو متعبد بنا اور کسی مسجد میں رہنا

اختیار کر اور طاعت و عبادت میں مشغول ہو اور اتنی عبادت کر کہ شہر میں تیرا شہرہ ہو جائے۔ جب تو زاہد و پارسا مشہور ہو گا تو میں اپنے باپ سے تیرے دیکھنے کی اجازت مانگونگی اور تیرے پاس آجاؤنگی اُس درویش نے ایسا ہی کیا اور ایک مسجد گھیر لی اور طاعت میں مشغول ہو گیا جبکہ طاعت کا ذوق کلیتہً اُسے حاصل ہوا اُسکا دل حق سے جالگا اور شہر میں شہرہ ہوا ہر ایک زیارت کو آنے لگا بادشاہ کی بیٹی نے بھی اپنے باپ سے اجازت چاہی بعد حصول اجازت اُسکے پاس آئی یہ درویش بھی وہی تھا اور یہ شہزادی صاحب جمال بھی وہی تھی مگر اسمیں اُسکے دیکھنے سے کوئی حرکت و رغبت پیدا نہ ہوئی تو شہزادی نے کہا آخر یہ حیلہ مینے ہی تجھے نہیں بتایا تھا اب تجھے کیا ہو گیا کہ ذرا بھی میری طرف التفات نہیں کرتا۔ ہر چند شہزادی نے کہا سُنا مگر اُس درویش کا دل چونکہ خدا کیطرف لگ چکا تھا اُسنے کہا میں تجھے جانتا ہی نہیں اور پہچانتا ہی نہیں تو ہی کون ہیں اسیطرح کی باتیں کر کے اُس سے اعراض کیا اور خدا کی یاد میں مشغول ہو گیا۔

حضرت خواجہ جب اس حرف پر پہونچے آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ جسنے ذوق پایا وہ غیر کے ساتھ کیا الفت رکھیگا۔ پھر اسی کی نسبت آپنے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ عبداللہ مبارک ایام جوانی میں ایک عورت سے عشق رکھتے تھے ایک شب اُس کی دیوار کے نیچے آئے ہوئے تھے اور وہ عورت بھی دریچہ سے سر باہر نکالے ہوئے تھی اور دونوں باتوں میں لگے ہوئے تھے اول شب سے لیکر آخر شب تک حکایت و شکایت ہی میں رہے کہ اتنے میں فجر کی اذان ہو گئی عبداللہ سمجھے کہ عشا کی اذان ہے تھوڑی دیر میں پو پھٹنے لگی جب معلوم ہوا کہ یہ تو فجر کی اذان تھی۔ اس درمیان میں ہاتف نے آواز دی کہ اے عبداللہ ایک عورت کے عشق میں رات بھر بیدار رہا کوئی شب ایسا بھی ہوا کہ خدا کے لیئے بیدار رہا ہو۔ عبداللہ نے جوں ہی یہ ندا سُنی فوراً تائب ہوئے اور کلیتہً حق میں مشغول ہو گئے۔ انکی توبہ کا سبب یہی واقع ہو گیا۔ پھر اس درمیان میں کھانا لایا گیا اتنے میں ایک شخص آیا اور سلام کیا اور بیٹھ گیا حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کے پیر تھے یاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے کہ امام الحرمین استاذ امام غزالی آئے اور سلام کیا۔ شیخ ابوالقاسم اور انکے یاروں

نے کچھ انکی طرف التفات نہ کی جب کھانا کھا چکے تو امام الحرمین نے کہا کہ مین آیا اور سلام کیا مگر تمنے جواب نہ دیا یہ کیا بات ہے شیخ ابو القاسم نے کہا کہ رسم یہ ہے کہ جو جماعت درویشونکی کھانا کھاتی ہو تو آنے والے کو چاہیئے کہ سلام نکرے بلکہ بیٹھ جائے جب وہ کھانے سے فارغ ہون اور ہاتھ دہو لین اسوقت وہ آنے والا کھڑا ہو اور سلام کرے انہون نے کہا یہ بات تم کہان سے کہتے ہو عقل سے یا نقل سے ابو القاسم نے کہا عقل سے کس لیئے کہ کھانا قوت طاعت کے لیئے کھایا جاتا ہے اور جب اس کھانیوالے کی نیت قوت طاعت ہے تو گویا وہ عین طاعت مین ہے مثلاً کوئی نماز مین ہے تو وہ سلام کا جواب کسطرح دیگا۔ حاضرین مین سے ایک نے پوچھا کہ ایک ہندو کلمہ پڑھتا ہے اور خدا کو وحدانیت سے یاد کرتا ہے اور رسول کو رسالت سے مگر جب مسلمان لوگ آتے ہین تو وہ ساکت ہو جاتا ہے اسکی عاقبت کا کیا حال ہوگا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اسکا معاملہ حق کے ساتھ ہے نہ معلوم کیا کرے چاہے بخشے اور چاہے عذاب دے پھر اسکی نسبت آپنے فرمایا کہ بعض ہندو جانتے ہین کہ اسلام حق ہے مگر مسلمان نہین ہوتے۔ اور ابو طالب کی حکایت بیان فرمائی کہ ابو طالب جب بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس گئے اور کہا اے عم تم خدا کی وحدانیت کا خواہ زبان سے خواہ صدق دل سے اقرار کرلو تاکہ میرے لیئے حجت ہو جائے اور مین خدا سے عرض کرسکون کہ وہ ایمان لایا تھا۔ ہرچند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا مگر کچھ اثر نہوا اسیطرح کفر پر جان دی۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا عمک الضال مات یعنی تمہارا گمراہ چچا مر گیا آپنے فرمایا اُسے غسل دیکر کفن مین لپیٹ کر گڑھا کھود کر دبا دو۔

روز یکشنبہ ۹ جمادی الاولی ۷۱۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ایک ایسے گروہ کا ذکر ہوا جو خراج اور جزیہ لینے کے لیئے خلق پر زیادتی کرتے ہین۔ آپنے فرمایا اس سے پہلے لاہور کے حدود مین ایک گاؤن تھا وہان ایک درویش رہتا تھا اور کھیتی کیا کرتا تھا اسی مین اسکا گذارہ تھا کسی سے کچھ لیتا دیتا نہین تھا۔ ایک دفعہ ایک ایسا شحنہ نصیب ہوا کہ اس درویش کو اُسنے کٹہرے کھڑا کر ڈالا اور حصہ مانگنا چاہا اور کہا کہ تو اتنی برس سے کھیتی کر رہا ہے اور برابر کاشت کر رہا ہے اور حصہ نہین دیتا اسکی

وجہ کیا ہے۔ گذشتہ سالونکا بھی حصہ دے اور آیندہ کو بھی دیاکر یا کوئی کرامت دکھلا کہ مجھے مستثنیٰ کیا جاوے اُسنے کہا مین کیا جانون کرامت کیا شے ہے مین تو ایک مسکین سا آدمی ہون شحنہ نے کہا تو مین تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا یا تو تو اتنی برسونکا حاصل دے یا کرامت دکھلا درویش مضطر ہوا اور شحنہ سے کہا کہ تو کیا کرامت چاہتا ہے۔ اُس گاؤن کے پاس ایک ندی بہتی تھی اُس شحنہ نے کہا کہ اگر تجھے کوئی کرامت حاصل ہے تو اس پانی پر سے گذر جا درویش نے پانی پر پاؤن رکھا اور چلنا شروع کیا اسطرح چلتا تھا جسطرح آدمی زمین پر چلتا ہے پھر وہ کنارہ پر پہونچ گیا اور آتی دفعہ کشتی طلب کی لوگون نے کہا جسطرح گیا تھا اُسیطرح لوٹ آ اُسنے کہا نہین پھر نفس موٹا ہو جاویگا اور سمجھنے لگے گا کہ مین بھی کچھ ہون۔ اسکے بعد کھانا کھلانے اور جو کچھ میسر ہو مہمانونکی مراعات کرنے کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف مین آیا ہے من زار حیا ولم یذق منہ شیئا فکانما زار میتا (یعنے جسنے زیارت کی کسی زندہ کی اور نہ چکھی اُسکے پاس کوئی شئے تو وہ ایسا ہے جیساکہ زیارت کی کسی مردہ کی)۔ پھر شیخ بہاء الدین زکریا رح کا ذکر ہوا کہ اُن مین یہ بات نہ تھی خلق اُنکے پاس آتی اور چلی جاتی کوئی کھانے کی چیز درمیان مین نہ ہوتی۔ ایک نے اُنسے پوچھا کہ حضرت یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ من زار حیا ولم یذق منہ شیئا فکانما زار میتا شیخ نے فرمایا ہان یہ حدیث ہے اُس نے کہا پھر اس حدیث پر کیون نہین عمل کرتے شیخ نے کہا لوگ اس حدیث کے معنی نہین جانتے اور لوگ دو قسم کے ہین ایک عوام اور ایک خواص مجھے عوام سے تو کچھ کام ہی نہین خواص خوب ہی سمجھتے ہین اور مین جو کچھ کلمات سلوک کہتا ہون وہ خدا اور رسول ہی کے کلام سے کہتا ہون انہین فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے اسکے مناسب زبان مبارک سے فرمایا کہ یاران رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوتے تو البتہ کچھ نہ کچھ کھا کر لوٹا کرتے تھے۔ نان یا خرما یا اور کوئی چیز غرضکہ جب کچھ کھا لیتے اُسوقت جایا کرتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا بدرالدین غزنوی رح کا یہ طرز تھا کہ اگر اُنکے پاس کچھ بھی نہوتا تو وہ پانی ہی تقسیم کردیا کرتے تھے۔ پھر شیخ بہاء الدین زکریا رح کا ذکر ہوا آپنے فرمایا ایک عزیز تھے کہ اُنہین عبداللہ رومی کہا کرتے تھے وہ ایک دفعہ شیخ بہاء الدین رح کی

خدمت مین آئے اور کہا کہ مین شیخ شہاب الدین رح کی خدمت مین رہا ہون اور انہون نے سماع
سُنا ہے تو شیخ بہاء الدین رح نے کہا کہ جب شیخ شہاب الدین نے سماع سُنا ہے تو زکریا کو بھی
سُنا چاہیئے یہ کہکر اُن عبداللہ کو آپنے رکھ لیا جب رات ہوئی تو ایک سے فرمایا کہ عبداللہ اور ایک
یار کو حجرہ مین لیجاؤ مگر اُنکے سوا اور کوئی نہو جب شیخ عشا کی نماز اور اوراد وغیرہ سے فارغ ہوئے
تو تنہا حجرہ کے دروازہ پر آئے ہم دو ہی آدمی تھے شیخ بیٹھ گئے اور پھر اوراد مین مشغول ہوگئے
اور آدھے سیپارہ کے قریب پڑھا اور پھر حجرہ کی کنڈی لگا دی اور مجھ سے کہا اب کچھ کہو مین نے
سماع شروع کیا تھوڑی دیر کے بعد شیخ کو جنبش ہوئی آپ اُٹھے اور چراغ بڑھا یا حجرہ مین تاریکی
ہوگئی پس ہم دونون سماع کرتے تھے ازروے حس اتنا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ پھرتے تھے اور جب
ہمارے پاس آتے تھے تو دامن معلوم ہوتا تھا اتنا ہم جانتے تھے کہ شیخ کو جنبش و حرکت ہے. مگر
چونکہ تاریکی تھی کچھ اور نہین دکھائی دیتا تھا غرضکہ جب سماع تمام ہوا شیخ نے دروازہ کھولا اور اپنے
مقام پر چلے گئے مین اور یار دونون اُسی جگہ رہے مگر نہ ہمین کھانا دیا نہ پانی ساری رات گذر گئی
جب دن ہوا تو ایک خادم آیا اور ایک مہین کپڑا اور مبس تنگہ لایا اور مجھے دیا اور کہا کہ یہ شیخ نے
دیا ہے اسے لو اور چلے جاؤ۔ اس تقریر کے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہی عبداللہ شیخ الاسلام
فرید الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت مین بھی آیا اور یہ حکایت کہی پھر ایک مدت کے بعد یہ عبداللہ
ملتان کو جانے لگا تو شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ مین ملتان جانیکا
قصد رکھتا ہون مگر راہ بڑی پرخوف و خطر ہے آپ دعا فرمایئے کہ مین سلامتی کے ساتھ ملتان
پہونچ جاؤن. حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہان سے اُس موضع پر کہ اتنے کوس ہے ایک حوض ہے
وہانتک میری حد ہے خدا چاہے سلامتی کے ساتھ وہان تک پہونچ جاویگا اور وہان سے
ملتان تک شیخ بہاءالدین کی حد ہے۔ عبداللہ کہتا ہے کہ مین یہ کلام شیخ کا سنکر چل پڑا اور اُس
حوض تک پہونچ گیا راہ مین مجھے رہزن ملے اور مجھے شیخ کا فرمانا یاد آیا وہ راہ بھول گئے اور مجھ سے
دور جا پڑے اور مین سلامتی کے ساتھ اُس حوض تک پہونچ گیا پھر وہان پہونچکر مین نے
وضو کیا اور دوگانہ پڑھا پھر مینے شیخ بہاءالدین کو یاد کیا اور کہا کہ یہانتک تو شیخ فرید الدین
قدس سرہ العزیز کی حد تھی مین سلامتی کے ساتھ چلا آیا اب یہان سے ملتان تک آپکی حد ہے

عبداللہ کہتا ہے کہ جب میں اس حوض سے چلا تو مجھے کچھ تکلیف نہ پہونچی اور سلامتی کے ساتھ ملتان پہونچ گیا جب میں شیخ بہاء الدین کی خدمت میں پہونچا تو ایک دوشالہ اوڑھے ہوئے تھا شیخ یہ دیکھکر بڑے خفا ہوئے اور کہا کہ یہ لباس جو تو نے پہن رکھا ہے شیطانی ہے اسطرح کی بہت سی باتیں کہیں میں بہت تنگ ہوا اور کہا کہ حضرت کیا ہوا جو مینے پہن لیا لوگوں کے پاس تو زر و سیم اور دنیا اور ذخیرہ ہے مجھپر اتنی خفگی ہے شیخ نے جب دیکھا کہ میں یکبارگی جامہ سے باہر ہوا تو میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو نے کیوں مجکو اس حوض کو تو یاد کر جہاں سے تو چلا تھا ذکر یا نے تیرے حق میں کیا تقصیر کی۔

روز چہارشنبہ ۱۶-ماہ جمادی الاخری ۷۱۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی خشم و شہوت کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ جسطرح شہوۃ غیر محل حرام ہے اسی طرح غصہ بھی بے محل حرام ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی کسی پر غصہ ہو اور وہ صبر و تحمل کرے تو اس تحمل کا ثواب اس صبر کرنے والے کو ملیگا نہ غصہ کرنے والے کو۔ اسکے بعد نصیحت کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ جب کسیکو نصیحت کیا کرو تو چاہیئے کہ تنہائی میں کیا کرو برملا نصیحت کرنی ملامت کی نشانی ہے چاہیئے کہ نصیحت ہمیشہ تنہائی میں ہو۔ پھر آپ نے یہ حکایت فرمائی کہ حضرت قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حدیث کا درس دے رہے تھے اور جو معانی آپ بیان کرتے جاتے تھے آپکے شاگرد لکھتے جاتے تھے درس کے وقت آپکے سر پر سیاہ رنگ کی ٹوپی تھی سفید نہ تھی اور ناشزہ یعنی بلند سر سے ابھری ہوئی تھی۔ لاطیہ یعنی سر سے چپکی ہوئی ٹوپی نہ تھی الغرض اس عرصہ میں ایک شخص آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ ٹوپی اوڑھی تھی یا سفید آپنے فرمایا سفید پھر اسنے پوچھا کہ وہ ٹوپی لاطیہ تھی یا ناشزہ آپنے فرمایا لاطیہ وہ شخص یہ سنکر کہنے لگا کہ آپنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل نہیں کیا نہ تو سفید ٹوپی پہنی اور نہ لاطیہ پہنی باوجودیکہ حدیث کا درس دے رہے ہو اور شاگردوں کو بتا رہے ہو۔ امام ابویوسف کو اسکا کہنا ناگوار گذرا۔ اور کہا اے شخص یہ تیرا کہنا دو حال سے خالی نہیں یا تو تو نے خدا کے لئے کہا یا میری ایذا کے لئے اگر تو نے خدا کے لئے کہا تو برملا کہا اسمیں تجھے ثواب نہیں اور جو میری ایذا کے لئے کہا تو فالویل لمک والویل علیک والویل علیک۔

روز چہار شنبہ ۷۔ ماہ رجب ۷۱۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ توبہ کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ توبہ تین قسم پر ہے۔ حال ماضی مستقبل۔ حال وہ ہے کہ پشیمان ہو۔ اور جو گناہ کئے ہوں اُس سے نادم ہو۔ ماضی وہ ہے کہ دشمنوں کو خوشنود کرے اگر کسی کے دس درم غصب کر لئے ہیں اور زبانی کہہ رہا ہے توبہ توبہ نہیں ہے بلکہ توبہ وہ ہے کہ دس درم اُسکے اُسے واپس دے اور پھر اُسے راضی کرے پھر اُس وقت اُسکی توبہ توبہ ہے۔ اور جو کسیکو بُرا کہا ہے تو جلد اُس سے معذرت کرے اور کسی حیلہ سے اُسے خوش کرے اور جو وہ شخص مر گیا ہے تو جیسے اُسکی حیات میں اُسے بُرا کہا ہے اب اُسے نیکی سے یاد کرے اور جو کسیکو قتل کیا ہے اور اُسکا دلی نہیں ہے تو ایک بردہ آزاد کرے اور جو کسیکی منکوحہ یا مملوکہ سے زنا کیا ہے تو اُس سے معذرت کرے اور خدا کی جناب میں گریہ وزاری کرکے معافی مانگے اور اگر کوئی شراب خمر تائب ہو تو وہ شربت اور ٹھنڈے ٹھنڈے پانی لوگوں کو پلائے اس سے مقصود یہ ہے کہ حالت انابت میں ہر معصیت کی معذرت اُسی کے مناسب آئی ہے۔ تیسری قسم توبہ کی جو کہ صفت مستقبل رکھتی ہے یہ ہے کہ نیت یہ کرلے کہ پھر معصیت کے پاس تک نہ پھٹکونگا۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ جب میں شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی تو کئی بار آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ دشمنوں کو خوشنود کرنا چاہئیے اور حقداروں کی رضامندی کے لئے بڑی تاکید فرمائی۔ مجھے یاد آیا کہ میں بیس چیتل کا قرضدار ہوں اور ایک کتاب مینے ایک شخص سے مستعار لی تھی اور وہ میرے پاس سے جاتی رہی ہے۔ جبکہ شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز دشمنوں کے خوشنود کرنے کی بہت سی تاکید فرمارہے تھے میں سمجھتا تھا کہ مخدوم مکاشف عالم اسرار ہیں دل میں عہد کیا کہ اب جو دہلی جاؤنگا تو انہیں خوشنود کرونگا جبکہ میں اجودہن سے دہلی آیا تو جسکے بیس چیتل مجھے دینے تھے وہ بزاز تھا اُس سے مینے کپڑا خریدا تھا کسیوقت بیس چیتل یکمشت جمع نہوتے تھے کہ میں اُسے پہونچا دوں۔ وجہ معاش تنگ تھی کبھی پانچ چیتل آئے کبھی دس چیتل آئے ایک دفعہ دس چیتل میرے ہاتھ آئے میں اُس بزاز کے گھر گیا اور فوراً وہی وہ گھر سے باہر نکلکر آیا مینے اُس سے کہا کہ بیس چیتل تمہارے میرے ذمہ ہیں اتنا میسر نہیں ہوتا کہ میں ایک ہی دفعہ ادا کردوں یہ دس چیتل ہیں انہیں

لے لیلو وہ دس بھی انشاء اللہ جلد ادا کردونگا اس شخص نے جب یہ بات سنی کہا ہاں تم تو مسلمانوں کے پاس سے آتے ہو یہ دس جیتل مجھ سے لو اور وہ باقی کے دس جیتل چھے تمکو معاف کیئے۔ پھر مین اس شخص کے پاس گیا جس سے مین کتاب مستعار لایا تھا مینے اسے آواز دی اسنے کہا کون مینے کہا اے خواجہ مین وہ شخص ہون کہ جو تم سے کتاب مانگ کرے گیا تھا وہ کتاب تو میرے پاس سے جاتی رہی ہے اب مین وہ کتاب کہین سے پیدا کرکے اسکی نقل کراکر تمہارے پاس لاؤنگا اسنے جب یہ بات سنی کہا ہاں جہان سے تم آئے ہو اسکا ثمرہ یہی ہے وہ کتاب مینے تمکو بخشدی توبہ کی نسبت آپنے یہ فوائد اور فرمائے کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے اسکا منہ معصیت کیطرف ہوتا ہے پشت اسکی حق کیطرف ہوتی ہے اور جب تائب ہو تو چاہیئے کہ پشت گناہ کیطرف ہو اور منہ کلیۃً حق کیطرف ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو تائب ہے اُسے طاعت مین بہت ذوق ہونا چاہیئے اور جو معصیت کیطرف نعوذ باللہ لوٹ جاتا ہے تو اسی سبب سے طاعت مین ذوق نہین پاتا۔ اسکے بعد انفاق کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک درم اپنے رفیقون پر خرچ کریگا اُسکا صدقہ کرنا سو درم صدقہ سے بہتر ہے ایسے ہی اگر کوئی دس درم اپنے رفقا کے حق مین صرف کردے تو سو درم صدقہ سے بہتر ہے اور جو کوئی سو درم اپنے رفیقون مین خرچ کردے تو ایسا ہے جیسے ایک بردہ آزاد کیا۔

روز چہار شنبہ ۲۷۔ ماہ شعبان سنہ ۷۱۵ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی خلق کے معاملہ کی نسبت گفتگو تھی کہ نیک کیونکر ہین اور بد کیونکر آپنے فرمایا کہ ہمارے عہد مین اگر کسیکو کہا جائے کہ وہ بد نہین ہے تو اُسیقدر اُسے نیک کہنا چاہیئے۔ پھر آپنے فرمایا اگر کوئی شخص لوگونکی غیبت نہین نہ پڑتا ہو تو اُسے برا نہ کہنا چاہیئے اگرچہ وہ بذاتہٖ برا ہو۔ پھر آپنے یہ دو مصرعے زبان مبارک سے فرمائے۔ ؎

گر با غیب عیب نجوئی نکوئی	در بد باشی بدی نگوئی نیکی

پھر آپنے فرمایا کہ جو کوئی بذاتہ بد ہو اور خلق خدا کو بھی برا کہے تو اسکی برائی کی کچھ حد نہین پھر بندہ کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ تم لشکر مین رہتے ہو۔ بندہ نے عرض کیا جی ہان پھر آپنے فرمایا کہ شہر مین راحت نہین ہے اور نہو۔ پھر آپنے اسی کے مناسب حکایت فرمائی کہ پچھلے دنون

میرا دل بھی شہر میں رہنے کو نہیں چاہتا تھا سے کہ میں ایک روز تغلق خان کے حوض پر بیٹھا تھا اور اُن دنون میں قرآن شریف یاد کیا کرتا تھا وہان ایک درویش رہتا تھا شب و روز خدا کی یاد میں مشغول رہتا میں اُسکے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا تم اسی شہر کے رہنے والے ہو اُسنے کہا ہان پھر مینے کہا کہ آپ اپنی خوشی سے یہان رہتے ہیں کہا نہیں۔ پھر اُسنے یہ حکایت بیان کی کہ میں ایک دفعہ دروازہ کمال کے باہر لب خندق پر ایک بزرگ سے ملا وہ زمین ذرا اونچے پر ہے اور وہان گنج شہیدان ہے غرضکہ اُس بزرگ نے مجھسے کہا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں اپنا ایمان سلامت لیجاؤن تو اس شہر سے چلا جا مینے اُسیوقت اس شہر سے نکلجانے کی نیت کی لیکن ایسے موانع پیش آئے کہ آج پچیس برس گذر گئے کہ میری نیت مقید ہوگئی یعنے نکل نہین سکا۔ حضرت خواجہ نے یہ فرمایا کہ جب مینے یہ بات اُس درویش سے سُنی تو مینے یہ اپنے جیمین کہا کہ مین اس شہر مین نرہون کسی جگہ میرے خیال مین آئین کہ وہان جارہون پھر میرے دلمین آئی کہ قصبہ پٹیالی چلاجاؤن کہ ان دنون ترک وہین تھا۔ (ترک سے مراد امیر خسرو ہین) یعنی وہ وہان ہین تو مین بھی وہین جارہون) پھر میرے جی مین آئی کہ مین بسنالہ جارہون کہ وہ جگہ اچھی ہے غرضکہ مین بسنالے گیا اور تین روز وہان رہا ان تین دنون مین نہ تو کوئی مکان کرایہ پر ہی ملا نہ قیمتا۔ ایک ایک دن ایک ایک شخص کا مہمان رہا پھر وہان سے مین چلا تورانی کے حوض پر آیا وہان ایک باغ تھا کہ اُسے جسرت کہا کرتے تھے وقت بڑے مزے کا تھا مینے خداے عزوجل سے مناجات کی کہ خداوندا مجھے اس شہر سے نکلنا چاہیئے مین اپنے اختیار سے کسی جگہ رہنا نہین چاہتا جہان تیری مرضی ہو وہان رہون۔ آواز آئی کہ غیاث پور میں مینے کبھی غیاث پور دیکھا نہ تھا اور نہ جانتا تھا کہ کہان ہے جب مین نے یہ آواز سُنی تو مین ایک دوست کے پاس گیا وہ دوست اک نقیب تھا نیشاپور کا جب مین اُسکے گھر گیا تو مجھسے کہا کہ وہ تو غیاث پور گیا مینے اپنے جیمین کہا کہ یہ وہ غیاث پور ہے غرضکہ مین غیاث پور آیا اُس وقت یہ جگہ کچھ ایسی آباد نہ تھی ایک مجہول موضع تھا اور لوگ بھی تھوڑے رہتے تھے مینے وہان آکر سکونت اختیار کی۔ پھر کیقباد کیلو کھری میں آکر ٹھیرا پھر تو اُس زمانہ مین خلق کی کثرت ہوگئی بادشاہ اور امراء وغیرہ کی آمد و شد زیادہ ہونے لگی تو مینے اپنے جی مین کہا کہ یہان سے بھی

چلنا چاہیئے اسی اندیشہ میں تھا کہ میرے اُستاد کا انتقال ہوگیا مینے پکا ارادہ کرلیا کہ میں انکی فاتحہ کے بعد چلا جاؤنگا۔ مگر اسی روز ایک جوان عصر کی نماز کے بعد نہایت خوبصورت مگر بہت لاغر نمودار ہوا واللہ اعلم وہ مردان غیب میں سے تھا یا کون شخص تھا غرضکہ جب وہ میرے پاس آیا تو پہلی بات اُسنے مجھ سے یہی کہی ؎

آنروز کہ مہ شدی نمید انستی		کانگشت نماے عالم خواہی شد	

حضرت خواجہ فرماتے تھے کہ چند باتیں اُسنے اور بھی کہیں کہ اُنہیں مینے ایک جگہ لکھ لیا ہے۔ غرضکہ اُسنے یہ بات کہی کہ اول مشہور نہونا چاہیئے اور جب مشہور ہو تو ایسا ہونا چاہیئے کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی اُٹھانی پڑے۔ پھر اُسنے یہ بات کہی کہ کیا قوت او حوصلہ ہے کہ خلق سے گوشہ گیری کریں اور خدا کی یاد میں مشغول ہوں۔ آدمی کو وہ قوت اور حوصلہ چاہیئے کہ باوجود ازدحام خلق خدا کی یاد میں مشغول رہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں کھانا لیکر آیا اُس نے نہ کھایا جب مینے یہ نیت کرلی کہ میں یہیں رہونگا اُسوقت اُسنے تھوڑا سا کھانا کھایا اور چلا گیا پھر مینے اُسے نہ دیکھا۔

روز شنبہ ۱۰ ماہ مبارک رمضان ۷۱۵ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ سورۂ اخلاص کی فضیلت کا ذکر ہوا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورہ اخلاص ثلث قرآن ہے اور وہ جو ختم قرآن کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھتے ہیں اسمیں حکمت یہ ہے کہ اگر کہیں ختم میں نقصان ہو تو یہ تین بار پڑھنا سورہ اخلاص کا اُسکے لیئے کافی ہوگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ وہ جو ختم کے بعد سورہ فاتحہ اور چند آیتیں سورہ بقر کی پڑھتے ہیں اُسکا سبب یہ ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ من خیر الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الحال المرتحل یعنے حال وہ ہر کہ منزل پر اُترنے والا ہو اور مرتحل وہ کہ جو اُسیوقت چل پڑے اور یہ اس سے اشارہ ہے کہ جب کوئی قرآن مجید ختم کرتا ہے تو گویا وہ منزل پر اترتا ہے اور جب پھر شروع کرتا ہے تو گویا وہ پھر منزل پر چلا پس سب لوگوں میں وہ بہت اچھا آدمی ہے کہ جب قرآن مجید ختم کرے تو وہ اُسیوقت پھر شروع کردے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے الحال المرتحل فرماتے ہیں۔ اسکے بعد یہ ذکر ہوا کہ لوگ

غائب کے جنازہ پر نماز کس طرح پڑھتے ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر غائبانہ نماز پڑھی ہے۔ امام شافعی اس بات کو جائز رکھتے ہیں کہ اگر کوئی عضو میت کا مثلاً ہاتھ یا انگلی موجود ہو اسپر بھی نماز پڑھیں۔ اس نماز کی نسبت شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ العزیز نے حکایت فرمائی کہ شیخ نجم الدین صغری کے ساتھ شیخ الاسلام دہلی نے جھگڑا کیا اور انکو شہر بدر کروا دیا۔ شیخ جلال الدین نور اللہ مرقدہ بدایون چلے گئے وہاں ایکدن لب آب سوہنہ تشریف رکھتے تھے کہ یکایک آپ کھڑے ہو گئے اور وضو کیا اور حاضرین سے کہا کہ آؤ شیخ الاسلام دہلی کے جنازہ پر نماز پڑھیں کہ انکا بھی انتقال ہوا ہے۔ اور یہ بات اسی طرح تھی جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا نماز کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ شیخ الاسلام نے ہمیں شہر سے نکالا۔ ہمارے شیخ نے انہیں جہان سے نکالا۔ اسکے بعد متحیرین کی جماعت کا ذکر ہوا کہ وہ اسطرح حق کے ساتھ مشغول ہیں کہ کسی چیز کی بھی خبر نہیں رکھتے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ایکدفعہ ایسی جگہ پہونچا کہ اس طرح کے سات آٹھ آدمیوں کو دیکھا۔ آنکھیں آسمان پر کھولے ہوئے رات دن متحیر کھڑے ہیں مگر جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو وہ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں پھر اسی طرح متحیر کھڑے کے کھڑے رہجاتے ہیں۔ حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ ان انبیا معصوم ہیں اور اولیا محفوظ۔ اسی طرح اگر وہ شب و روز متحیر رہیں تو نماز انکی فوت نہو۔ پھر آپ نے اس تحیر کی نسبت شیخ الاسلام حضرت قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی حکایت فرمائی کہ انکا چار چار روز تک یہی حال رہا ہے اور انکے انتقال کی بھی یہ کیفیت ہوئی کہ شیخ علی سجزی رح کی خانقاہ میں سماع ہو رہا تھا اور شیخ الاسلام قطب العالم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ العزیز تشریف رکھتے تھے کہنے والے جب اس بیت پر پہونچے ~

کشتگان خنجر تسلیم را		ہر زمان از غیب جانے دیگر ست	

حضرت خواجہ قطب الدین نور اللہ مرقدہ نے یہ بیت پکڑ لی جب وہاں سے گھر آئے تو مدہوش و متحیر تھے اور فرماتے تھے یہی بیت کہو بس یہی بیت پڑھی جاتی تھی اور وہ اسی میں متحیر تھے جب نماز کا وقت آتا تو آپ نماز پڑھ لیتے تھے پھر وہی بیت کہلواتے تھے ایک عجیب حالت اور حیرت پیدا ہوتی تھی چار رات دن برابر اسی حال پر رہے پانچویں شب کو آپ نے انتقال فرمایا

بدرالدین غزنوی رح کہتے ہیں کہ میں اُس شب حاضر تھا جب آپکے انتقال کا وقت ہوا تو مجھے تھوڑی سی غنودگی ہوگئی میںنے خواب میں دیکھا کہ شیخ الاسلام قطب العالم خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز گویا اپنی جگہ سے چلے اور اوپر جا رہے ہیں اور کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ دیکھ خدا کے دوستوںکو موت نہیں ہوتی جب بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ شیخ دارالبقا کو رحلت فرما گئے ۔

روز دوشنبہ ۱۵- ماہ شوال ۷۱۵ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مشائخ کی خدمت میں خلق کی رغبت کا ذکر ہو رہا تھا آپنے فرمایا کہ جب کیکلی میں لڑائی ہو رہی تھی تو میں چند روز شہر میں رہا جمعہ کے دن جب مسجد میں جاتا تو خلق راہ میں مزاحم ہوتی اسی طرح جب مسجد سے واپس آتا تو گلی میں ہوکر آتا ایک دن ایک شخص مجھے ملا اور اُسنے کہا کہ تم لوگونکے ملنے سے تنگ ہوتے ہو میںنے کہا ہاں بات تو یہی ہے پھر اُسنے کہا کہ میرا خسر شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید تھا وہ بیان کرتا تھا کہ جب شیخ الاسلام دہلی میں تھے جب جمعہ کی نماز کو جاتے تو وقت سے پہلے جاتے تاکہ راہ میں خلق کی مزاحمت کم ہو اور لوگونکا یہ حال تھا کہ وہ آتے اور ہاتھ چومتے اور ایک حلقہ باندھ لیتے پھر آپ اُس حلقہ سے نکلتے اور لوگ آجاتے پھر حلقہ باندھ لیتے اسیطرح آپ کو آنا جانا تنگ ہوتا ایک دن میرے خسر نے کہا کہ حضرت یہ تو خداوندی نعمت ہے آپ کیوں تنگ ہوتے ہیں پھر آپنے اُسی کے مناسب حکایت فرمائی ہی کہ جبکہ سلطان ناصرالدین اوچہ وملتان کیطرف چلا راہ میں اجودھن تھا وہاں قیام کیا کل لشکر آپ کی زیارت کو گیا آپ لوگونکی آمدورفت کے سبب حیران ہوگئے آپ بالاخانہ پر بیٹھے تھے آپ نے کوچہ کیطرف آستین لٹکا دی لوگ آتے تھے اور چوم چوم کر چلے جاتے تھے اسی میں آستین کے ٹکڑے اُڑ گئے پھر آپ مسجد میں آبیٹھے اور مریدوں سے کہا کہ تم میرے پاس پاس ہوجاؤ تاکہ لوگ اندر نہ آویں دور ہی سے سلام کریں اور چلے جائیں مریدین نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں ایک بوڑھا فراش آیا اور مریدوں پر سے گذر کر آگے گیا اور شیخ کے قدموں پر گر پڑا اور پائے مبارک پکڑ کر چاہے کہ بوسہ دے شیخ کو ناگوار گزرا اُسنے کہا اے شیخ تم تنگ ہوتے ہو خدا کی نعمت کا شکر کرنا چاہیئے جوں ہی فراش نے یہ بات کہی شیخ نے ایک نعرہ مارا اور اسپر نوازش ومہربانی فرمائی اور بہت سی معذرت کی۔ اسکے بعد اس

بات کا ذکر ہوا کہ آدمی کو نرم دل ہونا چاہیئے اور خلق کے ساتھ شفقت و مہربانی سے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین ابو بکر صدیق رض کو فرمایا ہے کہ ان ابا بکر اسیف یعنی ابو بکر اسیف ہے اور اسیف اُسے کہتے ہین کہ جو سریع البکا ہو۔ پھر آپ نے خوش خلقی اور تواضع کی نسبت حکایت فرمائی کہ عمرو بن عاص نے ایام جاہلیت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر کہا کہ آلٰہی پیشگر نے میری ہجو کی ہے ولست بشاعر اور مین شاعر ہون نہین تو میری طرف سے اُسکی ہجو فرما خدا تعالیٰ نے اُسے مکاری سے یاد فرمایا اگرچہ وہ پھر ایمان لایا مگر اُسکی صفت مکاری قیامت تک باقی رہی لیس جبکہ مکر و فریب کی صفت ہجو ہوئی تو صفت نرمی و خوشنودی و تواضع مدح ہوئی واللہ اعلم

روز دوشنبہ ۷ - ماہ ذی القعدہ ۷۱۵ھ

شرف پابوسی حاصل ہوئی اُس روز ایک شخص ایک شخص کا معذرت نامہ لیکر آیا تھا بات یہ تھی کہ حضرت خواجہ نے ایک شخص کی نسبت سفارش کی تھی اُسنے تعمیل ارشاد مین توقف کیا غرضکہ اُس آنے والے شخص نے اُسکی طرف سے معذرت نامہ پیش کیا اور عفو کی التماس کی آپنے عفو کیا اور فرمایا اگرچہ رنج کی جگہ ہے مگر مین رنجیدہ نہین ہوتا بلکہ معاف کرتا ہون۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ جب کوئی کسیکا مرید ہوتا ہے اور ارادت لاتا ہے تو اُسے تحکیم کہتے ہین یعنی پیر کو اپنے اوپر حاکم مقرر کرتا ہے۔ پھر اگر پیر کچھ حکم دے اور مرید اُسے بجا نہ لائے تو یہ تحکیم نہو گی۔ اُسوقت بندہ نے عرض کیا کہ اگر پیر نے اُسکی خطا معاف کر بھی دی تو رب العزت اُس بات کو کسطرح جائز نہ رکھیگا اور کیون معاف فرمائیگا۔ آپنے فرمایا پیر کا عفو خدا تعالےٰ ہی کے حکم سے ہوتا ہے جب پیر عفو کر دیتا ہی خدا تعالےٰ بھی عفو کر دیتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا مرید کو چاہیئے کہ جو پیر فرمائے وہی کرے اسکے بعد آپنے فرمایا کہ یہ بھی آیا ہے کہ پیر اگر کوئی امر نا مشروع فرمائے تو مرید اُس کام کو کرے یا کیا کرے پھر اسکی نسبت آپنے بیان فرمایا کہ اول تو پیر ایسا ہونا چاہیئے کہ جو احکام شریعت و طریقت اور حقیقت کا عالم ہو اور جبکہ وہ ایسا ہوگا تو پھر وہ نامشروع کوئی حکم بھی نہین فرمائیگا اگر وہ کچھ حکم فرما دے تو یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض کے نزدیک اُس فعل کا کرنا جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز۔ مگر بات یہ ہے کہ پیر جو حکم فرمائے مرید کو لازم ہے کہ ضرور تعمیل حکم کرے

اگرچہ بعض لوگ اسکے خلاف ہون۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی سے کچھ کہے یا سفارش
کرے اور وہ اُسے قبول نکرے یا تساہل کرے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ابھی وقت نہین آیا یا
اُسنے نہ جانا۔ اور کچھ اپنی طرف سے بھی خطا سمجھنی چاہیئے کہ شاید ایسا ہی ہو۔ پھر آپنے
فرمایا کہ اجودھن مین ایک عامل تھا لیکن اُس جگہ کے والی سے وہ بہت آزردہ رہتا تھا کیونکہ
وہ اُسے بہت ستاتا تھا۔ ایک دن وہ عامل شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت
مین آیا اور سفارش کی التماس کی شیخ نے اُس جگہ کے والی کے پاس آدمی بھیجا اور اُسکی
طرف سے کچھ کہلا بھیجا وہ کسی کام مین لگا ہوا تھا کچھ خیال نہ کیا۔ شیخ نے دل سے کہا
مینے اُس سے کہلا بھیجا تھا مگر اُس نے سماعت نہ کی یا تو ابھی وقت نہین آیا یا تجھ سے بھی
کسینے سفارش کی ہوگی اور تو نے سماعت نہ کی ہوگی۔ پھر ایک دن وہ والی آیا اور معذرت ظاہر
کی شیخ نے عفو کیا۔ پھر آپنے عفو کرنے اور جرم کردہ ناکردہ سمجھنے کی بابت حکایت فرمائی۔
شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک نواسہ تھا کہ اُسکا نام محمد تھا اُسے
مسن کہا کرتے تھے وہ ایک گانون مین رہا کرتا تھا لوگون نے اُسکی نسبت شیخ سے یہ لگائی کہ
وہ تو شراب پیا کرتا ہے القصہ جبکہ وہ شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے پوچھا کہ تو شراب پیا
کرتا ہے اُسنے کہا نہین حضرت مین تو نہین پیا کرتا لوگون نے آپ سے غلط کہا شیخ نے فرمایا
ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تو کہتا ہے وہ لوگ جھوٹ کہتے ہونگے غرضکہ بخوشی اُس سے بات کرنے
لگے اور اُسکے عذر کو قبول کر لیا۔ اسکے بعد آپنے مشائخ کے حلم کرنے اور مرید کے قبول کرنے کی
بابت حکایت فرمائی ایک بوڑھیا تھی کہ وہ ہر بار شیخ ابوسعید ابوالخیر رح کی خانقاہ مین آیا کرتی تھی اور
خانقاہ کے صحن کی جھاڑو دیا کرتی تھی جبکہ کئی دن گذر گئے تو شیخ نے پوچھا کہ تیری اس خدمت
سے کیا غرض ہے بیان تو کر کہ تیری غرض پوری کرون اُسنے عرض کیا کہ ہان میری ایک غرض
ہے مگر جب اُسکا وقت آیگا تو مین عرض کرونگی۔ غرضکہ وہ عورت خدمت کرتی رہی۔ ایک دن
ایک جوان صاحب جمال شیخ کی خدمت مین آیا تو وہ عورت بھی آئی اور شیخ کے سامنے کھڑی
ہوگئی اور کہا اب وقت ہے کہ مین اپنی التماس کا اظہار کرون آپنے فرمایا اچھا بیان کر اُسنے
کہا اس جوان سے کہو کہ مجھ سے نکاح کر لے۔ شیخ اپنے جی مین سوچنے لگے کہ یہ عورت بوڑھی

اور بدصورت اور وہ جوان اور خوبصورت بھلا اسکے ساتھ کیونکر نکاح کریگا یہ خیال کرکے
چپ ہو رہے اور تین رات دن تک خلوت میں بے اور نہ کچھ کھایا نہ پیا تین رات کے بعد خلوت
سے باہر آئے اور ان دونوں کو بلایا اور اس جوان سے اسکی نسبت کہا اسنے قبول کیا۔ پھر اس نے
کہا کہ اس سے کہہ دیجئے کہ مجھے آرائش دے جیسا کہ دلہن کو بناتے سنوارتے ہیں آپ نے شیخ کے
فرمانے کے بموجب ایسا ہی کیا اور شیخ نے اس روز دو چند کھانا پکوایا اور رسم ضیافت
ادا کی پھر اسنے کہا کہ آپ اس جوان سے کہدیں کہ یہ مجھے زمین سے اٹھا کر تخت پر بٹھائے شیخ
نے اس سے کہا اس نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت شیخ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ
آپنے آپکے سامنے مجھے زمین سے اٹھایا اور تخت پر بٹھایا تو آپ اس سے فرمادیں کہ اب مجھے زمین پر نہ
ڈالے یعنی وفاداری کرے بے وفائی نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ یہ حکایت آپنے پیر کے حکم دینے اور
مرید کے قبول کرنے کی نسبت فرمائی۔ اسکے بعد شیخ الاسلام فریدالدین رح کے حالات و کمالات
کا ذکر ہوا آپنے فرمایا میں کوئی بارہ برس کا ہونگا کہ لغت کی کتاب پڑھا کرتا تھا کہ ان ہی دنوں میں ایک
شخص ابوبکر خراط کہ اسے لوگ ابوبکر قوال بھی کہا کرتے تھے میرے استاد کی خدمت میں آیا وہ غالباً
ملتان کیطرف سے آیا ہوا تھا اسنے اپنے سفر کی حکایت بیان کرنی شروع کی اثنا بیان
میں یہ بھی کہا کہ مینے شیخ بہاء الدین زکریا رح کی خدمت میں بھی سماع کیا ہے اور میں یہ قول ان کے
سامنے کہتا تھا ؎

کل صبح و کل اشراق	بکت عینی بدمع مشتاق
قد لسعت حیۃ الھوی کبدی	فلا طبیب لھا ولا راق

دو مصرعے اور تھے وہ یاد نہیں رہے۔ حضرت خواجہ نے وہ دو مصرعے یاد دلائے اور فرمایا۔

الا الحبیب الذی قد شغفت	فعندہ رقیتی و تریاقی
از مار غمش گزندہ دارم جگرے	کورا نکند ہیچ فسونگر اثرے
جز دوست کہ من شیفتہ عشق ویم	افسون علاج من چہ داند دگرے

اسکے بعد شیخ بہاء الدین کے مناقب بیان کرنے شروع کئے کہ اسطرح ذکر ہوتا ہے اور اسطرح
کی عبادت ہوتی ہے ان کی لونڈیوں تک کا یہ حال ہے کہ آٹا پیسی جاتی ہیں اور ذکر کرتی جاتی ہیں

اور اسطرح کی بہت سی باتیں کیں مگر میرے جی پر اُسکی باتوں کا کچھ اثر نہوا پھر اُسنے کہا کہ میں بان سے اجودھن آیا وہاں تو میں نے ایک ایسے بادشاہ کو دیکھا کہ اُسکی تعریف بیان نہیں کرسکتا غرضکہ جب اُسنے آپکے مناقب بیان کئے اور وہ میرے کان میں پڑے تو میرے دل میں ایک محبت اور سچی ارادت پیدا ہوگئی اور اتنی بڑھ گئی کہ ہر نماز کے بعد دس دس بار شیخ فریدالدین کہنے لگا اس بات کی میرے دوستونکو بھی خبر ہوئی تو یہ نوبت ہوگئی کہ جب وہ مجھ سے کوئی بات پوچھتے اور قسم دلانی چاہتے تو کہتے شیخ فرید کی قسم کھاؤ القصہ میں عازم دہلی ہوا تو ایک پیر عزیز عوض نامی میرے ساتھ ہوا۔ راہ میں جہاں کہیں شیر یا بھیڑیئے یا چوروں کا خوف ہوتا تو وہ کہتے لے پیر حاضر باش لے پیر اور بادشاہ تو سے آئیم۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تو پیر کسے کہتا ہے اُسنے کہا شیخ فریدالدین رح کو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ایک تو مجھے شوق و ذوق تھا ہی یہ عزیز میرا اور بھی موکد ہوا۔ اسی راہ میں ایک اور شخص بھی ساتھ ہو لئے کہ انہیں مولانا حسین خندان کہا کرتے تھے بڑے نیک شخص تھے جب ہم دہلی آئے تو قضارا شیخ نجیب الدین متوکل رح کے مکان کے قریب ہی آکر ٹھیرے اس حکایت سے مقصود یہ ہے کہ جب خدا تعالے کو منظور ہوا کہ وہ دولت عطا کیجائے تو ایسے ایسے اسباب پیدا ہوگئے۔ پھر آپنے شیخ فریدالدین قدس سرہ کی حکایت فرمائی کہ انہیں سماع میں بڑا ذوق تھا ایک دفعہ انہیں سماع کا شوق ہوا قوال کوئی موجود نہ تھا آپنے مولانا بدرالدین اسحاق سے فرمایا کہ وہ جو قاضی حمیدالدین ناگوری رح نے مکتوب بھیجا ہے اُسے لاؤ انہوں نے بہت سے رقعے جمع کر رکھے تھے اور ایک خریطے میں رکھ چھوڑے تھے۔ بدرالدین اسحاق نے جو خریطہ میں ہاتھ ڈالا تو اول وہی مکتوب ہاتھ میں آیا۔ پھر وہ شیخ کی خدمت میں لائے آپنے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور پڑھو انہوں نے بموجب ارشاد پڑھنا شروع کیا اسمیں لکھا ہوا تھا کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا کہ بندہ درویشان ست و از سر و دیدہ خاک قدم ایشان۔ شیخ نے فقط اتنا ہی سُنا تھا کہ آپ پر ایک حال و ذوق پیدا ہوا اسکے بعد آپ نے وہ رباعی یاد فرمائی جو اس مکتوب میں تھی رباعی

آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد	وان روح کجا کہ در جلال تو رسد
گیرم کہ تو راہ برگرفتی ز جمال	آن دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

اس مکتوب کی نسبت آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ بدرالدین غزنوی رح نے شیخ کی خدمت مین ایک نامہ لکھا تھا اسمین کچھ نظم بھی تھی حضرت خواجہ نے تین چار بیتین پڑھی تھین مگر مجھے یہ دو بیتین یاد ہین ۔ رباعی

دریغا خاطرم گر جمع بودی ‌ ‌ ‌ بمدحش کردمے گوہر فشانی
فرید الدین ملت بار ہستم ‌ ‌ ‌ کہ بادش در کرامت زندگانی

نسخہ

اسکے بعد یہ ذکر ہونے لگا کہ شیخ قطب الدین بختیار اوشی و شیخ جلال الدین تبریزی رح نے آپسمین کسطرح ملاقات کی ۔ آپنے فرمایا جبکہ شیخ جلال الدین تبریزی نے قطب العالم حضرت خواجہ قطب الدین رح کے ان آنا چاہا تو حضرت خواجہ نے انکا استقبال کیا اور گھر سے نکل کر آپ باہر آئے اور آپکا مکان کیلوکھری کی سرحد پر تھا آپ وہان سے نکلکر شارع عام کیطرف نہین گئے بلکہ تنگ گلیون کی طرف تشریف لیجانے لگے اور شیخ جلال بھی اسی تنگ گلی سے آرہے تھے کہ راہ مین دونون کی ملاقات ہوئی ۔ اور ایک دفعہ ان دونون کی ملاقات ملک عزیز الدین بختیار کی مسجد مین ہوئی اور یہ دونون بزرگ ایک جگہ اکٹھے ہوئے ۔

روز یکشنبہ ۱۵ - ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۱۵ھ

چونکہ تشریق کے دن تھے یہی چاہا کہ حضرت مخدوم کی خدمت مین جاکر مصافحہ کرون جبکہ مین خدمت مین حاضر ہوا تو سعادت پابوسی حاصل ہوئی آپنے نماز کا حال پوچھا اس عید مین مینہ سخت برستا تھا اور کچھ اولے بھی پڑے تھے اکثر لوگ عیدگاہ نہ پہونچ سکے بندہ بھی نہین گیا القصہ حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ بندہ نماز کو نہین گیا آپنے فرمایا ہان اکثر لوگ نہین پہونچ سکے پھر آپنے فرمایا کہ مین ایک رکعت پڑھ چکا تھا دوسری رکعت مین مینہ برسنے لگا جب نماز تمام ہوئی تو یہ دعا گو اور خلق تمام خطبہ مین رہا اس اثنا مین بندہ نے عرض کیا کہ اگر اس عید مین کوئی ایسا مانع پیش آئے تو دوسرے روز نماز پڑھ لی جائے آپنے فرمایا ہان دوسرے روز بلکہ تیسرے روز تک جائز ہے مگر عید فطر کی نماز مین دوسرے روز نہ پڑھے ۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ مجھے یہ خیال تھا کہ اگر مینہ زیادہ برسا کہ جسکے باعث نماز نہو تو دوسرے روز پڑھی جاوے گی لیکن جبکہ سب لوگ آگئے تھے تو خطیب نے نماز پڑھا دی ۔ پھر آپنے فرمایا کہ استخارہ کی نماز

اس دن کی خیریت کے لئے اور ہر جمعہ ہفتہ کی خیریت کے لئے اور ہر ماہ مہینا خیریت سے گذر جائے اور ہر سال وہ سال امن و عافیت سے گذر جانے کے لئے پڑھنی چاہیئے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا سالانہ استخارہ کی نماز عید الفطر یا عید اضحی کو پڑھنی چاہیئے آپ نے فرمایا اسمیں کچھ تخصیص نہیں ہے جس عید کو میسر ہو سکے پڑھ لے۔

روز شنبہ ۱۶ ماہ محرم ۷۱۶ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی اس روز بندہ اپنے عزیز کے ایک چھوٹے بچے کو حضرت مخدوم کی خدمت میں لیگیا تھا تاکہ آپکی نظر فیض اثر کی برکت سے خدا تعالے قرآن مجید پڑھنا نصیب کرے آپ نے اسکے لئے دعای خیر فرمائی اور ایک تختہ ہاتھ میں لیکر اسپر لکھنا شروع کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم رب یسر ولا تعسر ا ب ت ث ج۔ پھر آپ نے ان حرفوں کی زبان مبارک سے خود تلقین فرمائی۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک قوم ایسی ہوگی جسے بجبر کشان کشان بہشت میں لیجائینگے۔ اسکے بعد آپنے یہ فرمایا کہ اس حدیث میں تین قول ہیں ایک قول تو یہ ہے کہ وہ قوم یہی اطفال ہیں کہ جنہیں بجبر اُستاد کے پاس کھینچکر لے جاتے ہیں پھر وہ بتدریج حروف پہچاننے لگتے ہیں پھر حروف سے معنی تک پہونچتے ہیں پھر مغز معانی کو پانے لگتے ہیں اسیطرح انکا علم بڑھتا چلا جاتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ قوم بردہ دن کی ہے کہ انہیں کشان کشان دار حرب سے دار السلام کیطرف لاتے ہیں۔ پھر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ تیسرا قول یہ ہے کہ قیامت کے دن محبان حق کے ایک گروہ کو حکم ہوگا کہ انہیں بہشت میں لیجاؤ وہ کہیں گے خداوندا ہمنے تجھے بہشت اور دوزخ کے سبب سے نہیں پوجا حکم ہوگا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو مگر ہمارا وعدہ دیدار اور وصال کا بہشت ہی میں ہے تم وہاں جاؤ تاکہ وعدہ پورا کیا جائے وہ پھر چلینگے اور بہشت میں نہ جاوینگے حق تعالے مقربین ملائک کو حکم دیگا تاکہ نور کی زنجیروں میں جکڑ کر کشان کشان بہشت میں لیجائیں

روز سہ شنبہ ماہ صفر ۷۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی آپنے قناعت حاصل کرنے اور دنیا کے نہ طلب کرنے کی بابت بہت تاکید فرمائی اور فرمایا کہ مولانا حافظ الدین نے ایک کتاب وافی وشافی لکھی ہے اسمیں انہوں نے لکھا ہے کہ کتے کو شکار کرنا سکھلایا جاتا ہے جب وہ تین بار شکار پکڑ لاتا ہے تو اُسے معلّم کہتے ہیں

اور چیتے کو بھی شکار کرنا سکھلاتے ہیں مگر چیتے کو شکار کے رستے پر بٹھاتے ہیں جب شکار اُدھر سے نکلتا ہے تو چیتے کو اُسپر چھوڑتے ہیں چیتا جست لگا کر فوراً اُسے پکڑ لیتا ہے برخلاف اُس شکاری کتے کے کہ اُسے بہت دور دراز دوڑنا جھپٹنا پڑتا ہے۔ القصہ اِس موقع پر اُس بزرگ نے لکھا ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ چند خصلتیں اُس چیتے سے سیکھے (۱) کتے کی طرح ندق کے پیچھے نہیں دوڑتا پھرتا (۲) جو چیز اُسکے آگے آجاتی ہے اُس پر قابض ہوجاتا ہے (۳) جب شکار کا قصد کرتا ہے اگر شکار ہاتھ آگیا تو فبہا ورنہ اُسکا پیچھا نہیں کرتا یعنے بہت دوڑ جھپٹ نہیں کرتا۔ اسیطرح آدمی کو چاہیئے کہ جو طلب کرے حاجت کے موافق کرے زیادہ دوڑ دھوپ نکرے (۴) اور جب چیتا کاہلی کرنے لگتا ہے تو اُسکے سامنے کتے کو لاکر اُسپر ضرب لگاتے ہیں تاکہ چیتا سمجھ جاے اور کاہلی نکرے اسیطرح آدمی کو چاہیئے کہ دوسرونکے حالات سے آپ متنبہ ہو اور بری باتوں سے بچتا رہے۔

روز شنبہ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۷۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی اُسروز جماعت خانہ میں خدامون نے ایک شخص کو پکڑا کہ وہ چھری لیئے ہوئے واللہ اعلم کسکے مارنے کے لیئے آیا تھا خدام یہ چاہتے تھے کہ اُسے الگ لیجاکر خوب اسکی گمرشت کریں مگر جب یہ خبر حضرت خواجہ تک پہونچی تو آپنے اُسکو اپنے روبرو بلوایا اور فرمایا عہد کرکہ پھر کبھی میں ایسا نکرونگا اور کسی مسلمان کو نہ ستاؤنگا جب اُسنے پکا اقرار کرلیا تو آپنے اُسے چھڑوادیا اور کچھ خرچ بھی دیا جب یہ بندہ حاضر ہوا تو آپنے ساری کیفیت بیان فرمائی پھر اسکے مناسب آپنے ایک حکایت فرمائی کہ ایک دن شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز صبح کی نماز کے بعد سرزمین پر رکھے مستغرق ذکر و شغل تھے اور اکثر آپ اسیطرح اور اسی ہیئت سے ذکر کیا کرتے تھے غرضکہ آپ سرزمین پر رکھے مشغول ذکر تھے جاڑے کی ہوا چل رہی تھی ایک پوستین لاکر مینے آپ کو اڑھایا اور کوئی خادم میرے سوا اُسوقت موجود نہ تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس بلند آوازی سے سلام کیا کہ شیخ کی مشغولی میں فرق آگیا مگر شیخ اسیطرح سرزمین پر رکھے پوستین اوڑھے پڑے رہے وہ آنے والا بولا کہ یہاں کون کون ہے مینے کہا صرف میں ایک ہوں اور کوئی خادم نہیں ہے۔ پھر شیخ نے بڑے ہی بڑے مجھ سے فرمایا کہ یہ ترک اوسط قد

زرد رنگ ہے۔ مینے جو دیکھا تو واقعی ایسا ہی تھا عرض کیا بیشک ایسا ہی ہے پھر فرمایا کہ دیکھو اسکے کان مین کچھ پڑا ہوا ہے مینے دیکھکر عرض کیا کہ حضرت حلقہ پڑا ہوا ہے غرضکہ جب مین دیکھ لیتا تھا اسوقت جواب دیتا تھا کہ ہان ٹھیک ہے مگر مین دیکھتا تھا کہ اسکا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا یہ جو مینے کہا کہ اسکے کان مین حلقہ ہے تو شیخ نے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ فضیحت و رسوا ہونے سے پہلے چلا جائے پھر جو مینے اسکی طرف دیکھا تو وہ جلد یا تھا۔ پھر حضرت خواجہ نے اس مجلس مین یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ غزنین مین شمس العارفین کے نواسے خواجہ اجل شیرازی کے مرید مولانا حسام الدین رہا کرتے تھے وہ اور ایک اور شخص دونون حضرت خواجہ کی خدمت مین حاضر تھے کہ یکایک خواجہ اجل شیرازی نے آسمان کیطرف دیکھا اور پھر ان دونون کیطرف دیکھا اور پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ اسوقت تم دو مین سے ایک کے تن پر شہادت کا خلعت تیار ہوا ہے جبکہ وہ دونون حضرت خواجہ کی خدمت سے باہر گئے تو آپس مین کہنے لگے کہ دیکھیے ہم مین سے یہ سعادت کسے نصیب ہو۔ یہ مولانا حسام الدین وعظ فرمایا کرتے تھے ایک دن آپ وعظ کہکر ممبر سے اترے لوگ بہت سے جمع تھے ہر ایک دست بوسی کرتا تھا کہ اتنے مین ایک شخص آیا اور آتے ہی ایک چھری ماری اور مولانا کو شہید کیا لوگ انہین گھر اٹھا کر لے گئے کچھ رمق باقی تھی کہ آپنے اس یار کیطرف آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ وہ خلعت مجھے ملگیا۔

روز یکشنبہ ۲۷۔ ماہ ربیع الاول ۷۱۶ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی قرآن مجید کی برکت اور اسکے حفظ کا ذکر ہوا۔ آپنے فرمایا بدایون مین ایک شخص بہت ہی بزرگ اور صاحب صلاحیت و کرامت تھا ساتون قرا مین آسکے یاد تھین شادی مقری انکا نام تھا ایک کرامت انکی یہ تھی کہ اگر کوئی ایک تختی بھی انسے پڑھ لیتا وہ تمام قرآن مجید پڑھ لیتا تھا مینے بھی انسے ایک سیپارہ پڑھا ہے انہین کی برکت سے مجھے قرآن مجید یاد ہوا غرضکہ شادی مقری لاہور کے رہنے والے تھے انکے خواجہ لاہور مین تھے ایک دن ایک شخص لاہور سے آیا تو انہون نے اپنے خواجہ کی خیریت پوچھی انکی وفات ہوگئی تھی مگر اس شخص نے وفات کا ذکر نہ کیا بلکہ یہ کہدیا ہان اچھی طرح ہین پھر انہون نے شہر کا حال پوچھنا شروع کیا اسنے کہا شہر کا کیا حال پوچھتے ہو بارش بڑی سخت ہوئی اکثر مکانات

منہدم ہوگئے پھر ایک دفعہ آگ جو لگی تو ہزار ہا گھر جلکر خاک سیاہ ہوگئے۔ جب آپنے یہ حکایت تمام کی تو شادی مقری بولے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خواجہ حیات نہیں ہیں۔ اُسنے کہا ہاں آپ ٹھیک فرماتے ہیں واقعی اُنکا انتقال ہوگیا ہے۔ واللہ اعلم۔

روز یکشنبہ ۲۰۔ ماہ ربیع الآخر سنہ ۷۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بعض اعتقادوں اور اُن لوگوں کا جو حج کو جاتے ہیں اور پھر دنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہیں ذکر ہوا میں نے عرض کیا کہ مجھے اُن لوگوں سے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ جو حضرت مخدوم سے پیوند کرنے کے بعد پھر دنیاوی دھندوں میں پھنستے ہیں جب میں عرض کررہا تھا اُسوقت شیخ بیرا یار بھی موجود تھا میں نے کہا جب سے مینے شیخ سے یہ بات سنی ہے کہ حج کو وہ شخص جائے جسکا کوئی پیر نہو تو اُسوقت سے وہ بات میرے دل پر بہت اثر ڈال رہی ہے۔ شیخ یہ بات سُنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ مصرعہ زبان مبارک سے فرمایا ع آن رہ بسوے کعبہ است و این بسوے دوست۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے انتقال کے بعد مجھے حج کا شوق ہوا۔ پھر میں اجودھن میں شیخ کی زیارت کو گیا وہاں میرا مقصود مجھے زائد حاصل ہوگیا پھر ویسا ہی غلبہ ہوا تو میں پھر شیخ کی زیارت کو گیا وہ غرض میری حاصل ہوگئی۔

روز یکشنبہ ۱۱۔ ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حکایت فرمائی کہ ایک شب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اُسپر ایک ڈول پڑا ہوا ہے اور وہ چاہ قلیب ہے یعنی کچا کنواں ہے کوئی عمارت اُسکے ارد گرد نہیں ہے جس کنوئیں پر کوئی عمارت سنگ و خشت وغیرہ سے نہ ہو تو اُسے قلیب کہتے ہیں اور جسپر کوئی عمارت اور تکلف و احتیاط ہو اُسے طوی کہتے ہیں۔ القصہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قلیب چاہ دیکھا اور ڈول اُسپر پڑا ہوا۔ آپنے وہ ڈول لیکر تھوڑا پانی اُسمیں سے کھینچا پھر رکھدیا۔ پھر ابو بکر صدیق رضہ کو دیکھا کہ وہ آئے اور دو تین ڈول اُسمیں سے کھینچے۔ پھر حضرت عمر رضہ کو دیکھا کہ اُنھوں نے بارہ ڈول کھینچے اور وہ ڈول بڑھ گیا اُس سے بہت سا پانی کھینچا اور زمین کو سیرابی دی۔ اس حکایت سے مقصود یہ ہے کہ چاہ سے مراد پانی ہے اور ہر کار میں اُسکا نتیجہ مقصود ہوا کرتا ہے۔ اتنے میں حاضرین

مین سے ایک نے ایک مرید کا سلام پہونچایا کہ اُسے محمد کوالپوری کہتے تھے حضرت خواجہ نے فرمایا ہان مین جانتا ہون اچھا شخص ہے ایک دفعہ اُسنے مجھ سے پوچھا کہ مجرد رہنا بہتر ہے یا متاہل مینے کہا تجرید کے لیئے عزیمت ہے اور متاہل ہونیکے لیئے رخصت ہے اگر کوئی خدا کے ساتھ ایسا مشغول ہوگیا ہو کہ اُسے اپنے احوال سے کچھ بھی خبر نہو اور نہ جانتا ہو کہ یہ کیا ہے تو تعینی اُسکی آنکھ۔ زبان۔ اعضا محفوظ رہینگے ایسی حالت مین اُسے مجرد ہی رہنا چاہیئے اور جو ایسا نہو اور اس درجہ کی مشغولی نہو اور اُسکے دل مین خیالات گذرتے ہون تو اُسے ضرور متاہل ہونا چاہیئے کیونکہ اصل اس کام مین نیت ہے جب نیت اُسکی خدا کی مشغولی کے ساتھ ہوگی تو اعضا مین بھی اُسیکا اثر ہوگا اور جب اُسکا باطن دگرگون ہوگا تو اُسکے اعضا مین بھی وہی اثر ہوگا۔ پھر محمد کوالپوری کی عمر کا ذکر ہوا کہ کتنے برس کی ہے یہین سے سلطان شمس الدین کی تاریخ وفات کا بھی ذکر ہوا تو آپ نے یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی **بیت**

بسال ششصد و سی و سہ از سن ہجرت	نماند شاہ جہان شمس دین عالم گیر

اُسکے بعد مریدوں کے آداب کا ذکر ہوا کہ جب پیر کسیکو رخصت کر دے تو پھر سامنے نجائے جب تک کہ اُس سفر یا اُس کام سے فارغ ہوکر نہ آئے۔ اسی درمیان مین آپنے حکایت فرمائی کہ ایک شخص کو شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز نے رخصت کیا اُسکا نام علی تھا جب وہ قصبہ اجودہن سے باہر نکلا تو تھوڑی دور چلکر اُسکے ساتھی ٹھیر گئے اور اُنہون نے دوسرے روز قیام کیا تو یہ پھر شیخ کی خدمت مین آگئے شیخ نے فرمایا مینے تو تجھے رخصت کر دیا تھا پھر کیسے آیا۔ کہا ساتھ والون نے قیام کیا مین یہان چلا آیا جب رات ہوئی تو پھر وہ قافلہ مین آملے صبحکو پھر اُنکا قیام ہوا یہ شیخ کی خدمت مین چلے آئے۔ شیخ نے پھر سبب پوچھا اُنہون نے ساری کیفیت بیان کی۔ پھر تیسرے دن بھی اُنکا قیام ہوا یہ شیخ کی خدمتمین چلے آئے شیخ نے تیسرے روز ایک سے فرمایا کہ دو روٹیان لاؤ جب وہ آئین تو آپنے علی کو دین اور رخصت کیا جب وہ گئے تو پھر شیخ کی خدمت مین نہ آئے۔ اُسکے بعد ابن علی مکی کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا وہ بڑا نیک اور بابرکت شخص تھا چنانچہ بارہا کہا کرتا کہ خداوندا مجھے اپنے شہر مین موت دیجیو ورنہ وہان دیجیو کہ جہان کی میری نیت ہے یعنی درمیان راہ کے

کہ کوئی مجھے جانے پہچانے بھی نہیں کہ کون تھا کون مر گیا پھر آپ نے فرمایا کہ وہ ایکدفعہ بدایوں سے چلے راہ میں بیمار ہوئے جبکہ قصبہ بجلانہ سے باہر نکلے تو انہیں زیادہ تکلیف ہوئی اور بیماری بڑھ گئی اور وہیں انکا انتقال ہوگیا اور وہیں مدفون ہوئے پھر آپنے ان ہی علی کی کی بہ تقریب بھی بیان فرمائی کہ میں نے آن سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ کرمان کیطرف مسافر تھا قاضی کرمان نے ایک دن مجلس کی اور بڑے بڑے صدور و معارف لوگو نکو بلوایا انہیں ایک درویش ژندہ حال ضعیف بھی چلا آیا اور ایک کونے میں جا بیٹھا اگرچہ وہ بلایا ہوا نہیں آیا تھا مگر چونکہ اس نے سنا تھا کہ آج قاضی کے ہاں مجلس ہے اسلیئے وہ بھی چلا آیا جب سماع شروع ہوا تو اس درویش کو جنبش ہوئی اور رقص کے لیئے کھڑا ہوگیا قاضی کو اس غریب کا وجد کرنا ناگوار گزرا یہ چاہتا تھا کہ اول کوئی بڑے لوگوں میں سے رقص کرتا یہ کیا کہ اول ایک ادنی آدمی کھڑا ہوگیا اس درویش پر ایک چیخ ماری کہ اے درویش بیٹھ وہ بیچارہ بدمزہ ہو کر بیٹھ گیا پھر جو سماع گرم ہوا تو قاضی صاحب خود اُٹھے اور رقص کرنے لگے اس درویش نے کہا او قاضی بیٹھ کیا کر رہا ہے اس طرح اس درویش نے کہا کہ اسکے کہنے سے لوگوں کے دلوں پر ہیبت چھاگئی اور وہ قاضی بیٹھ گیا القصہ جب سماع ہو چکا سب تو چلے گئے مگر قاضی وہیں بیٹھے کا بیٹھا رہگیا ہر چند اٹھنا چاہا مگر نہ اٹھ سکا سات برس اسیطرح گذر گئے سات برس کے بعد وہ درویش پھر آیا اور قاضی کے سامنے جا کھڑا ہوا اور قاضی سے کہا کھڑا ہو قاضی اسیطرح بیٹھا رہا۔ پھر دوبارہ کہا جب بھی نہ اٹھا پھر سہ بارہ کہا کہ اٹھ قاضی پھر بھی نہ اٹھا تو اس فقیر نے کہا اچھا یہیں بیٹھا رہ اور اسیطرح مر۔ یہ کہکر وہ شخص باہر چلا آیا اسکے بعد قاضی نے بہت سے آدمی دوڑائے کہ اسے ڈھونڈھ کر لاؤ کہیں اسکا پتہ نہ چلا اور قاضی کا اسی حال میں انتقال ہوا۔

۲۸- ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱۶ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی- بندہ سے آپنے دریافت کیا کہ جمعہ کی نماز کہاں پڑھتا ہے میں نے عرض کیا کہ کیلوکھڑی کی مسجد میں پڑھتا ہوں مگر حضرت مخدوم کی خدمت میں مزاحم نہیں ہوتا کیونکہ اس روز غوغائے عوام بہت ہوتا ہے آپنے فرمایا میں نے اپنے یاران خاص سے کہہ دیا ہے کہ جو گھر پر آئیں انہیں اس بات کی حاجت نہیں کہ وہ انبوہ کثیر میں آکر مزاحم ہوں

الٹے وقت پر مزاحمت کرنی نہین چاہیئے۔ پھر آپ نے یہ حکایت فرمائی کہ مولانا برھان نسفی
دانشمند کامل حال تھے اگر کوئی شاگرد انکی خدمت مین آتا اور کچھ پڑھنا چاہتا تو آپ اول اُس سے
تین شرطین کر لیتے جب اُسے پڑھاتے وہ تینون شرطین یہ ہین (۱) فرماتے کہ جو کھانا تجھے مرغوب
ہو وہ کھا مگر ایک وقت سے دوسرے وقت نہ کھانا تاکہ علم کی منزل خالی رہے (۲) شرط یہ کہ
کبھی ناغہ نکرنا اگر کسی دن سبق ناغہ کریگا تو پھر سبق نہ دیا جائیگا (۳) شرط یہ ہے کہ راہ مین اگر تو
مجھے ملے تو فقط سلام مسنون کرنا اور چلے جانا ہاتھ چومنا پاؤن پڑنا اور زبانی تعظیم درمیان مین
نہو جب یہ حکایت تمام ہوئی تو آپنے فرمایا کہ میرے پاس خلق آتی ہے اور زمین بوسی کرتی ہی
چونکہ شیخ الاسلام فرید الدین و شیخ قطب الدین قدس اللہ روحہما العزیز منع نہین کرتے تھے مین
بھی منع نہین کرتا۔ اس درمیان مین عرض کیا کہ بندہ جو مخدوم کی خدمت مین حاضر ہوتا ہی اور
زمین بوسی کرتا ہے تو اس مین زیادتی مراتب حاصل ہوتی ہے اور نفس ٹوٹتا ہے اور آپکو تو خدائے
عزوجل نے بزرگ بنایا ہے کچھ مرید کی بزرگی کرنے پر آپ کی بزرگی موقوف نہین ہے بعد ازان
حضرت خواجہ نے اسکے متعلق یہ حکایت فرمائی کہ گذشتہ دنون مین ایک شخص بزرگ زادہ سیاحت
کیئے ہوئے روم و شام دیکھے ہوئے میرے پاس آ بیٹھا ہی ہوا تھا کہ اتنے مین میان
وحید الدین قریشی آئے رسم کے موافق خدمت ادا کی اور سر زمین پر رکھا۔ اس بزرگ زادہ نے
رو سے ایک آواز دی کہ تو سجدہ نہ کر یہ سجدہ کی جگہ نہین ہے اسکی بابت وہ تو لڑائی لڑنے لگا
مینے یہ بات مناسب نہ جانی کہ اُسے جواب دون مگر جب مینے دیکھا کہ وہ کسیطرح بس نہین کرتا
تو اتنی بات مینے اُس سے کہی کہ بھائی سنو کچھ شور و غل مچانے اور غلبہ کرنے کی ضرورت نہین
سنو جس فرض امر کی فرضیت اُٹھا دی جاتی ہے تو اُسکا درجۂ استحبابی باقی رہا کرتا ہے جیسا کہ
ایام بیض اور ایام عاشورا کے روزے کہ پہلی امتون پر فرض تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ مین رمضان کے روزے فرض ہوئے تو انکی فرضیت اُٹھ گئی مگر استحباب باقی
رہا ایسا ہی اب ہم سجدہ کا بیان کرتے ہین کہ سجدہ پچھلی امتون پر مستحب تھا چنانچہ رعیت
بادشاہ کو سجدہ کرتی تھی اور شاگرد اُستاد کو سجدہ کرتا تھا اور اُمت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی جبکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو وہ استحباب جاتا رہا اباحت باقی رہی اب اگر مستحب

نہین ہے تو مباح ہے اور امر مباح پر نفی و منع کہین آیا نہین۔ تمہین کہو کہ یہ انکار بعض کس
کلام کا ہے جب مینے یہ بات کہی تو وہ کچھ جواب نہ دے سکا حضرت خواجہ نے جب یہ حکایت تمام
کی تو فرمایا کہ مین اسوقت اس گفتگو سے بہت پشیمان ہوا کہ مینے یہ بات کیون کہی شاید کہ وہ
آزردہ ہوا ہو مجھے یہ بات چاہیے نہ تھی مین دو چیز سے پشیمان ہون ایک تو یہ کہ مینے اُسے
الزام دیا دوسرے یہ کہ وہ مسافر تھا مجھے چاہیے تھا کہ مین کچھ پیشکش کرتا کچھ کپڑا کچھ نقدی اُسے
دیتا تو اچھا ہوتا ان دونون چیزونکے نکرنے سے مجھے بہت پشیمانی ہے۔ پھر اسی کے متعلق آپنے
یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ فرماتے کہ جو کوئی بحث و مناظرہ کے
ساتھ پیش آئے تو اُسکے ساتھ سلوک کرنا چاہیے چنانچہ ایک دن ایک بڑھا شخص مع اپنے بیٹے
کے شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ کی خدمت مین آیا اور کہا کہ مین شیخ قطب الدین طیب اللہ ثراہ
کی خدمت مین تھا تو مینے آپکو بھی وہان دیکھا تھا حضرت شیخ اُسے پہچانتے نہ تھے جب اُسنے حالات
بیان کیے تو آپنے پہچانا اس عرصہ مین اُسکا لڑکا آپ سے کچھ گفتگو کرنے لگا اور وہ بے ادبانہ
ساتھ برابر آیا اور گستاخانہ بولنے لگا اور چلانے لگا حضرت شیخ بھی زور سے بولنے لگے۔
حضرت خواجہ فرمانے لگے کہ مین اور مولانا شہاب الدین حضرت شیخ کے بیٹے دونون دروازہ
کے باہر بیٹھے ہوئے تھے جب آواز بلند ہوئی تو ہم اندر آئے دیکھا کہ وہ لڑکا بے ادبی کر رہا ہے
مولانا شہاب الدین نے آتے ہی ایک دھپ دیا لڑکا زیر و زبر ہو گیا چاہتا تھا کہ مولانا شہاب الدین کے
ساتھ الجھ پڑے مینے جھٹ اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ حضرت شیخ کبیر فرمانے لگے کہ نہین نہین صفائی
کر لو۔ مولانا شہاب الدین گئے اور کچھ نقدی لاکر اُن دونون باپ بیٹون کو دی وہ دونون خوش
ہوتے ہوئے چلے گئے۔ حضرت شیخ کی یہ عادت تھی کہ ہر شب افطار کے بعد مجھے اپنے پاس بلاتے
اور مولانا رکن الدین اور شہاب الدین بھی کبھی کبھی ہوتے اور کبھی نہوتے اور دن بھر کی
کیفیت سب پوچھتے کہ کہو آج کیا گذری چنانچہ اس دن بھی مجھے اور مولانا رکن الدین دونونکو
افطار کے بعد بلایا اور کیفیت روزینہ پوچھی۔ اُس بوڑھے اور جوان لڑکے کے آنے اور گستاخی کرنے
اور مولانا شہاب الدین کے ساتھ اُلجھنے کی کیفیت عرض کی گئی آپ ہنسے پھر حضرت خواجہ نے
فرمایا کہ مینے عرض کیا وہ لڑکا چاہتا تھا کہ مولانا شہاب الدین سے اُلجھ پڑے تو مینے جھٹ اُسکا ہاتھ

بلایا۔ حضرت شیخ ہنسے اور فرمایا تو نے اچھا کیا۔

روز چہار شنبہ ۴۔ ماہ رجب ۷۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ پچھلے دنون مین بندہ کے پاؤن کی انگلی پک گئی تھی اور نہایت درد کرتی تھی اس سبب سے آستان بوسی کے لئے بھی حاضر نہین ہوا تھا پھر جب حاضر خدمت ہوا تو پاؤن کی تکلیف عرض کی فرمایا کیا نارو تھا یا کچھ اور تھا مینے عرض کی حضور نارو نہین تھا یکایک پاؤن کی انگلی پک گئی تھی اور درد کرتی تھی فرمایا کبھی نارو ہوا تھا بندہ نے عرض کیا ہان نارو ہوا تھا مگر پانچ سال سے نہین ہوا جب مجھے نارو سے تکلیف ہوئی تھی تو بندہ نے حضور سے عرض کیا تھا آپنے فرمایا تھا کہ دفع دنبل کے لیئے آیا ہے کہ عصر کی سنتون مین سورہ بروج پڑھنی چاہیئے تو دنبل نہ ہوگا چونکہ نارو بھی اسی قبیل سے ہے تو امید ہے کہ یہ بھی نہو۔ بندہ اس روز سے عصر کی سنتون مین سورہ بروج برابر پڑھتا ہو اسوقت سے اب تک تکلیف نہین ہوئی اسکے بعد پھر مینے عرض کیا کہ مینے زبان مبارک سے یہ بھی سنا ہے کہ عصر کی سنتون مین چار سورتین پڑھنی چاہئین ایک تو اذا زلزلت الارض اور تین سورتین اسکے پاس کی سو بندہ برابر پڑھتا ہے اول سورہ بروج اسکے بعد سورہ اذا زلزلت الارض۔ آپنے فرمایا خوب ہے اور یہ بھی فرمایا کہ عصر کی سنتون مین دس بار والعصر کا پڑھنا بھی آیا ہے۔ پہلی رکعت مین چار بار دوسری مین تین بار۔ تیسری مین دو بار۔ چوتھی مین ایک بار۔ پھر آپنے فرمایا کہ تم ہمیشہ نماز جماعت سے پڑھتے ہو۔ بندہ نے عرض کیا جی ہان جماعت سے نماز پڑھتا ہون۔ ایک مخلص امام مل گیا ہے جو خدمت مخدوم سے پیوند رکھتا ہے جوان صالح ہے آپنے فرمایا محلوق ہے یعنی اسکے سر کے بال منڈے ہوئے ہین یا نہین۔ بندہ نے عرض کیا محلوق نہین ہے فرمایا محلوق ہوتا تو اچھا تھا کیونکہ غسل جنابت مین سر کے بال والونکے لیئے احتیاط بہت مشکل ہے کیونکہ اگر ایک بال بھی باقی رہگیا تو جنابت باقی رہے گی سر منڈا ہوا ٹھیک ہے اُسکا غسل بے شبہ ہوتا ہے۔ پھر آپنے محلوق کی منفعت کی نسبت فرمایا کہ لوگ کہتے ہین کہ تین چیزین ایسی ہین کہ خود کرے مگر اورونکو نہ سکھائے یعنی اُسکا انتفاع آپ ہی اٹھائے ایک تو یہی حلق ہے کہ خود منڈوائے دوسرے کو نہ سکھائے۔ تیسرے شوربا افطار سے پہلے پینا۔ تیسرے تلوونکو چرب کرنا۔ آپنے فرمایا

یہ ٹھیک نہیں جس سے آپ نفع اٹھائے اور بھی اُس سے نفع اُٹھائے اسی بات کی نسبت
آپ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک اعرابی تھا کہ وہ ہمیشہ اسطرح دعا مانگا کرتا اللھمہ ارحمنی و محمدا
ولہ ترحمنی معنا احدا یعنے اے بار خدایا مجھ پر اور محمد پر رحم کر اور ہمارے سوا اور کسی پر رحم
نہ کر جب یہ خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے فرمایا قَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا اسکے بعد
حضرت خواجہ نے شرح فرمائی کہ اگر کوئی صحرا میں گھر بنانا چاہے اور ادھر اُدھر حد کے لیئے پتھر رکھے
کہ اسقدر لمبا چوڑا گھر ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مثل سے یاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی
رحمت عام ہے تُو اسے تنگ کیوں کرتا ہے یعنی تو ایسی دعا کیوں کرتا ہے کہ خدا مجھے اور محمد کو
بخشدے اور ہمارے سوا اور کسیکو نہ بخش گویا کہ تو تحجر کرتا ہے یعنی حد باندھتا ہے اور تنگ کرتا ہے
تو آپ نے یہ لفظ زبان مبارک سے فرمایا قد تحجرت واسعا

روز دوشنبہ ۲۹- ماہ رجب ۷۱۶ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ اسوقت حضرت خواجہ دھوپ سے سایہ میں آتے تھے تو آپ نے
زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا
کہ اے عائشہ دھوپ میں نہ بیٹھا کرو کہ اس سے چہرے کی رونق اور طراوت جاتی رہتی ہے
اسکے بعد شمس دبیر کا ذکر ہونے لگا جب فرمایا تو نے شمس دبیر کو دیکھا ہے۔ بندہ نے عرض کیا
جی ہاں وہ میرے قرابتی تھے۔ فرمایا انہوں نے لوائح قاضی حمید الدین ناگوری شیخ فرید الدین
قدس سرہ سے پڑھی تھی۔ اچھے شخص تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ کبیر افطار کے بعد مشغول
ہوتے تھے اور یہ مشغولی آپکی بڑی دیر تک رہتی کہ عشا کا وقت ہوجاتا تھا اور افطار کے وقت سے
عشا تک جسقدر وقفہ ہے وہ ظاہر ہے القصہ شمس دبیر اس عرصہ میں کھانا پکاتے اور دو تین
یاروں کو بلاتے اور افطار کراتے مجھے بھی کبھی کبھی بلاتے اول اول حال انکا افلاس کا تھا جب
انکا معقول روزگار ہوگیا تو پھر ان میں وہ آب نہ رہی۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ دنیا
کی بھی ایک آب ہے۔ پھر تراویح کا ذکر ہونے لگا۔ بندہ سے پوچھا کہ تم مسجد میں نماز پڑھتے ہو
یا گھر میں میں نے عرض کیا کہ میں گھر میں پڑھتا ہوں امام صالح ہاتھ آگیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس
سے پہلے جامع مسجد میں بھی ختم ہوتا تھا۔ بندہ نے عرض کیا کہ مولانا شرف الدین امام ہر شب ایک سپارہ

پڑھتے تھے حضرت خواجہ نے فرمایا میں نے بھی اُنکے پیچھے نماز پڑھی ہے جس شب مینے اُنکے پیچھے نماز پڑھی اُس رات مینہ برستا تھا گلی مین کیچڑ بہت ہو گئی تھی مگر مین وہین پہونچا اور اُنکے پیچھے نماز پڑھی بہت اچھی طرح پڑھتے تھے اور حرفون کو مخرج سے اچھی طرح ادا کرتے تھے اور جیساکہ چاہیئے ویسا ہی پڑھتے تھے۔ پھر آپنے اسی کی نسبت یہ حکایت فرمائی کہ ایک دانشمند سنام کا رہنے والا تھا کہ آسے مولانا دولت یار کہا کرتے تھے وہ بھی اچھا پڑھتا تھا مگر جیسا وہ پڑھتا تھا دوسرے کو نہین پڑھا سکتا تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ مینے چھ سیپارے شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز سے پڑھے ہین اور تین کتابین بھی پڑھین جن مین سے ایک کی سماعت کی ہے اور دو کی قراۃ کی ہے جس دن مینے عرض کیا مین چاہتا ہون کہ آپکے آگے قرآن مجید پڑھون تو آپنے فرمایا اچھا۔ پڑھ پھر یا توجہ کو یا جب کبھی فرصت ہوتی کچھ تھوڑا تھوڑا سا پڑھ لیتا غرضکہ چھ سیپارے مینے آپسے پڑھے اور جب مینے پڑھنا شروع کیا تو آپنے فرمایا الحمد للہ پڑھ جب مینے الحمد پڑھی اور ولا الضالین پر پہونچا تو فرمایا ضاد اسطرح پڑھ جسطرح مین پڑھتا ہون مینے ہرچند چاہا کہ اسطرح پڑھون جسطرح حضرت شیخ پڑھتے ہین مگر مجھ سے نہ پڑھا گیا آپنے فرمایا کیا فصاحت بلاغت تھی حضرت شیخ اسطرح ضاد کو ادا کرتے تھے کہ اسطرح ادا کرنا میسر نہ ہوا پھر آپنے فرمایا کہ ضاد خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر نازل ہوئی ہے دوسرے پر نہین ہوئی پھر آپنے فرمایا کہ رسول علیہ السلام کو رسول ضاد کہتے ہین۔ پھر آپنے یہ لفظ زبان مبارک سے فرمائے رسول الضاد ای اُرسل علیہ الضاد۔

روز یکشنبہ ۱۰۔ ماہ رمضان ۷۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ تراویح کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا تراویح سنت ہے اور ایک ختم بھی تراویح مین سنت ہے خواہ تو ایک رات مین ہو یا تیس راتون مین۔ ایک ختم تراویح مین ضرور سننا چاہیئے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ تراویح سنت ہے جماعت سنت ہے ایک ختم تراویح مین سنت ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔ آپنے فرمایا سنت صحابہ ہے۔ ایک روایت مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شب پڑھی ہین اور ایک روایت مین

ایک شب۔ مگر اس سنت کی ملازمت حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں خوب کی ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ کیا صحابہ کی سنت کو بھی سنت کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہمارے مذہب یعنی حنفیہ میں کہتے ہیں مگر امام شافعی کے مذہب میں وہی سنت ہے کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے (مترجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی بایہم اقتدیتم اھتدیتم یعنی اختیار کرو میری سنت کو اور میرے بعد میرے خلفاء کی سنت کو ان میں سے جسکی اقتدا کروگے ہدایت پر رہوگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کی سنت رسول خدا ہی کی سنت ہے اسپر عمل کرنا ہدایت پر رہنے کا سبب ہے) اسکے بعد امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا کہ وہ رمضان شریف میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے ایک تو تراویح میں پڑھتے تھے اور تیس دن میں اور تیس رات میں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ انہوں نے چالیس برس عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ کیسے کیسے علماء اور دانشمند ہو گزرے کوئی جانتا بھی نہیں کہ کہاں گئے اور وہ کون تھے یہ آوازہ جو امام صاحب کا باقی رہا یہ انکے حسن معاملہ کا سبب ہے اور وہ حیات معنوی ہے جو انہوں نے پائی ہے یہ پانا آسان نہیں ہے۔ شبلی و جنید کا آوازہ بھی انکے حسن معاملہ ہی کے سبب سے ہے واللہ اعلم بالصواب۔

روز جمعہ ۱۵- ماہ رمضان سنہ ۷۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ سے پوچھا جو کلمات تم ہماری زبان سے سنا کرتے ہو کیا لکھ لیا کرتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں لکھا کرتا ہوں آپ نے فرمایا تمہیں یاد خوب رہتا ہے بندہ نے عرض کیا سب یاد رہتا ہے اور جہاں ضبط نہیں رہتا وہ جگہ چھوڑ دیتا ہوں جب دوسری بار وہ ذکر سنتا ہوں تو وہاں لکھ دیتا ہوں جیسا کہ گذشتہ مجلس میں آپ نے فرمایا تھا کہ ایکدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ تم دھوپ میں نہ بیٹھا کرو کہ اس سے چہرہ کی رونق اور طراوت جاتی رہتی ہے میرے دل میں یہ بات تھی کہ میں آپ سے دریافت کروں کہ یہ حدیث کیونکر ہے اتنے میں آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے اس حدیث کو کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہاں مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ

کہ وہ میرے اُستاد تھے بداؤن میں نے سنا تھا اور وہ بڑے بزرگ اور کامل آدمی تھے۔ پھر یہاں سے مولانا علاء الدین رح کے مناقب آپ نے بیان فرمانے شروع کیے کہ وہ کسی کے مرید نہ تھے مگر بڑے بزرگ شخص تھے اگر کسی سے پیوند رکھتے تو شیخ کامل حال ہوتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مولانا علاء الدین جھولی لڑکپن میں ایک کوچے گزر رہے تھے اور مولانا جلال الدین تبریزی رح اپنے مکان کی ڈیوڑھی میں تشریف فرما تھے کہ نظر مولانا جلال کی اُنپر پڑی اُنہوں نے اُنکو اپنے پاس بُلایا اور اپنے کپڑے پہنا دیئے یہ بیان فرماکر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ کرامت و بزرگی جو مولانا علاء الدین کو حاصل تھی یہ اُس جامہ کی برکت سے تھی پھر آپ نے فرمایا کہ مولانا علاء الدین نے ایک لونڈی خریدی تھی مگر وہ بڑھیا تھی ایک دن وہ گریہ وزاری کرنے لگی آپ نے اُس سے سبب پوچھا اُسنے کہا میرا لڑکا کا بتھر میں ہے (کا بتھر بداؤن کے قریب ایک موضع ہے) وہ مجھے بہت یاد آتا ہے۔ مولانا نے کہا میں تجھے حوض تک لیئے چلتا ہوں وہاں سے کابتھر کا سیدھا راستہ ہے تو اپنے گھر چلی جائیو۔ مولانا صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلے اور اُسے حوض تک پہنچا دیا اور پھر واپس چلے آئے حضرت خواجہ یہ بیان فرماکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ علماء ظاہر تو اس معنی کے منکر ہیں مگر جان سکتے ہو کہ اُنہوں نے کیا کام کیا۔

اسکے بعد مولانا علاء الدین کی دانشمندی اور مباحثہ میں اُنکے انصاف رکھنے کا ذکر ہوا جب کوئی اُنسے کوئی بحث کرتا تو آپ اُسے بہت اچھی طرح بیان کرتے اور جو مشکل مقام ہوتا اُسکا خوب اچھی طرح حل کرتے اور آخر میں فرما دیتے کہ بھائی اسکے معنے بتمامہ حل نہیں ہوئے ہیں تم کسی دوسرے سے بھی دریافت کر لینا حضرت خواجہ نے فرمایا دیکھو کس درجہ انصاف کی بات ہے پھر اسی کے ہم معنی ایک اور حکایت آپ نے فرمائی کہ میں اور مولانا علاء الدین ایک نسخہ کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ایک نسخہ اُنکے سامنے رکھا ہوا تھا اور ایک میرے آگے کبھی وہ پڑھتے تھے میں دیکھتا تھا کبھی میں پڑھتا وہ دیکھتے تھے غرضکہ مقابلہ کرتے کرتے ایک ناموزون مصرع پر پہنچے کہ وہ بتمامہ تھا اور معنے بھی اچھے نہ دیتا تھا بہت غور و فکر کیا مگر وہ مشکل حل نہ ہوئی اتنے میں ایک شخص آئے کہ اُنہیں ملک یار کہا کرتے تھے کچھ ایسے بہت پڑھے نہ تھے مگر خدا تعالےٰ نے اُنہیں علم کرامت عطا فرمایا تھا اُنہوں نے اُسے حل کر دیا۔ پھر آپ نے

فرمایا کہ مولانا ملک یار کو جامع مسجد بداؤن کا امام بنایا گیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ میاں وہ اس لائق ہیں بھی یا نہیں کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا جب یہ خبر مولانا علاء الدین کو پہنچی تو آپنے فرمایا کہ اگر انہیں جامع مسجد بغداد کی امامت دیجائے تو بھی انکے مرتبے سے کم ہے یعنی وہ بڑے اہل شخص ہیں۔

روز چہار شنبہ ۲۶- ماہ رمضان ۷۱۶ھ

سعادت دست بوسی میسر ہوئی صدقہ کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا ایک تو صدقہ ہے۔ ایک مروت ہے۔ ایک وقایہ ہے۔ صدقہ وہ ہے کہ محتاج لوگوں کو کچھ دیا جائے۔ مروت وہ ہے کہ کسی دوست کو کوئی چیز یا جامہ یا ہدیہ دیا جائے اور وہ بھی اسکے مقابلہ میں کوئی چیز دے تو اسکا نام مروت ہے۔ اور وقایہ وہ ہے کہ نہ صدقہ ہو نہ مروت بلکہ وہ ہے کہ اپنے آپ کو زخم زبان اور طعن و تشنیع سے کچھ دیکر بچاوے اسے وقایہ کہتے ہیں۔ (کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انہیں کچھ نہ دیا جائے تو برا بھلا کہتے ہیں اور جب کچھ دیدیا جاتا ہے تو وہ چپکے ہو جاتے ہیں تو ایسے دینے کو وقایہ کہتے ہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تینوں کام کیئے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اول تالیف قلوب کے لیئے لوگوں کو دیا ہے جب اسلام میں قوت ہوگئی اور لشکر بڑھ گیا تو پھر آپنے وہ دینا موقوف کر دیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ قرآن مجید کو لشکر میں کیونکر لیجاوے اسکی محافظت تو بہت مشکل ہے آپنے فرمایا لیجانا چاہیئے کچھ ڈر نہیں ہے۔ اول اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید لشکر میں اسلیئے نہیں لیجاتے تھے کہ مبادا شکست ہو اور کفار بے ادبی کریں اور جب اسلام قوی ہوگیا اور لشکر بڑھ گیا تو پھر آپنے فرمادیا تھا کہ جب لشکر جاوے تو قرآن شریف رکھ لیا کریں۔ بندہ نے عرض کیا کہ خیمہ میں مصحف کسطرح رکھا جاوے آپنے فرمایا سرہانے رکھا جاوے۔ پھر آپنے فرمایا کہ سلطان محمود کو اسکی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہو خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا ایک شب میں گھر میں تھا طاق میں مصحف شریف رکھا ہوا تھا میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہاں تو قرآن مجید رکھا ہوا ہے میں کسطرح یہاں لیٹوں پھر جی میں کہا کہ اسے یہاں سے ہٹا دوں پھر جی میں خیال آیا کہ محض اپنی آسایش کے لیئے قرآن مجید کو یہاں سے ہٹانا مناسب

نہیں ہے پس میں ساری رات بیٹھا رہا اور اُس رات نہ سویا جب میں مرگیا تو خدا تعالےٰ نے اُسی کی بدولت مجھے بخشدیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ اکثر مجھے اور دوسرے لوگونکو خیال ہوا کرتا ہے کہ اگر کسی جگہ کسیکا واقعہ ہوجائے تو اُسے اُسی جگہ دفن کریں بلکہ اسکی وصیت منہ شگاف تک کو کردینے میں کیونکہ مردہ کو دور و دراز فاصلہ سے شہر میں لانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ آپنے فرمایا موت ہی کی جگہ دفن کرنا بہت اچھی بات ہی مگر یہ بات ٹھیک نہیں کہ نعش کو زمین کے سپرد کریں اور پھر وہان سے اکھیڑ کر دوسری جگہ لیجائیں۔ زمین تو ساری کی ساری خدا تعالیٰ کی ہے یہان بھی اُسی کی زمین ہے اور وہان بھی اُسی کی۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص شہر سے لشکر کے ساتھ جائے اور کسی جگہ مارا جاوے اور وہین دفن ہو تو جتنا فاصلہ اُس سے اور آسکے گھر سے ہوگا اُتنی ہی جگہ اللہ تعالےٰ اُسے بہشت میں زیادہ عطا فرمائیگا۔ آسکے بعد ملوک خوش اعتقاد اور امرا صالح کی نسبت ذکر چھڑ گیا آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک شہزادہ صاحب صلاح و بزرگ اور صاحب کشف و کرامت تھا ایک دن باغ میں اپنے حرم کے ساتھ تخت پر جلوہ افروز تھا کہ یکایک اُسنے منہ اُٹھا کر آسمان کیطرف دیکھا پھر اپنے حرم کو دیکھا پھر تخت پر نگاہ ڈالی پھر آنکھون سے آنسو ٹپ ٹپ بہانے لگا اسکی حرم یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوگئی اور گھبرا کر شہزادہ سے کیفیت دریافت کرنے لگی شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا جب اُسنے حد سے زیادہ اصرار کیا تو اُسنے صاف کہدیا کہ اسوقت جو مین نے آسمان کیطرف نگاہ کی تو یکایک میری نظر لوح محفوظ پر جا پڑی معلوم ہوا کہ میری عمر تمام ہوئی پھر مینے دیکھا کہ میری جگہ کون ہوگا تو معلوم ہوا کہ وہ حبشی جو نیچے پہرہ دے رہا ہی میری جگہ تخت پہ بیٹھیگا اور تو اُسکے نکاح میں آئیگی۔ یہ بات تھی جو مین دیکھکر رو پڑا اُسکے حرم نے جب یہ بات سنی تو کہا اب کیا فکر شہزادہ نے کہا کچھ فکر نہیں ہے جو اللہ تعالےٰ کا حکم ہے وہی ہو کر رہیگا اور میں اسکی رضا پر راضی ہون پھر اُسنے نیچے سے حبشی کو بلایا اور اپنے کپڑے اُسے پہنائے اور اُسے اپنا ولیعہد کیا پھر ایک لشکر اُسکے نامزد کرکے بڑے بڑے امرا اور سرداروں کو اُسکا تابع کرکے ایک مہم پر بھیجا۔ وہ حبشی حکم کے مطابق اُس مہم پر گیا اور اُسے سر کیا اور دشمن کو مارا اور بہت سا مال غنیمت کا لایا جس شب وہ حبشی شہزادہ کی خدمت میں آیا دوسری شب شہزادہ نے دُنیا سے کوچ کیا۔ چونکہ وہ حبشی لوگوں کے ساتھ اچھا برتاو برتتا تھا اور سب کے ساتھ مہربانی سے

میں آتا تھا وہ بھی شہزادہ کا جانشین ہوا اور اسکی حرم بھی اُسکے نکاح میں آگئی۔
پھر کچھ حکمار کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا فاراب ایک حکیم تھا وہ ایک دن خلیفہ کی مجلس میں
ترک بچہ کا سا لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں چنگ لئے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اس باجہ کے بجانے
میں تین وصف ہیں۔ ایک تو ایسا بجاتا ہے کہ جس سے ساری محفل ہنسی کے مارے لوٹی لوٹی
پھرے۔ دوسری ترکیب اسکے بجانے کی ایسی ہے جس سے ساری محفل زار قطار رونے لگے
تیسری ترکیب یہ ہے کہ ساری محفل کو نیند آجائے اور سب کے سب بیہوش ہو جائیں۔ درباری
لوگ یہ عجیب بات سنکر دنگ رہ گئے اور کہنے لگے کہ اسطرح کی تین صفتوں کا ایک جگہ مجتمع ہونا محالات
سے معلوم ہوتا ہے خلیفہ نے کہا اچھا اسکا امتحان کراؤ۔ آپنے پہلی دفعہ اسطرح چنگ بجایا کہ سب کے
سب قہقہہ مارنے لگے۔ دوسری دفعہ سبکو رُلا دیا۔ تیسری دفعہ سبکو سُلا دیا جبکہ سب کے سب بیہوش ہوگئے
تو وہ یہ لکھکر چلا گیا فاراب قد حضر وهمنا وغاب اہل مجلس جب ہوشیار ہوئے تو یہ عبارت لکھی
ہوئی پائی اب معلوم ہوا کہ یہ حکیم فارابی تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اس حکیم کا عقیدہ اچھا نتھا۔ ایکدن
یہ خلیفہ کے دربار میں آیا اور کہا کہ یہ حرکت فلک ارادی ہے اور یہ مذہب اہل سنت والجماعت کا
نہیں ہے ہمارے مذہب میں حرکت فلک قسری ہے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اسی
کے معاصر تھے جب انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حکیم بادشاہ کو دین سے برگشتہ کرنے گیا ہے
بس آپ بھی تشریف لیگئے (یہ بیان پہلے لکھا جاچکا ہے) الغرض شیخ نے بیان کیا کہ حرکت
فلک قسری ہے اور ایک فرشتہ اُسے حرکت دیتا ہے آپنے وہ فرشتہ خدا کے حکم سے دونوں کو
دکھلا دیا۔ حضرت خواجہ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اُسیوقت ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج
شبکو میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اسلئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اُسکا نام تجویز فرمادیں حضرت
خواجہ نے فرمایا کہ اسکا نام عمر ہو۔ اور لقب شہاب الدین ہو۔ کیونکہ میں اسوقت شیخ شہاب الدین
عمر سہروردی کا ذکر کر رہا تھا۔ مگر اے شخص تجھے چاہیئے کہ کبھی اسکا نام حقارت سے نہ لینا۔
پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام محمد
اور دوسرے کا نام احمد تھا۔ شیخ نجیب الدین کا یہ حال تھا کہ اگر کبھی خفا ہوتے یا ناراض ہوتے
تو اسطرح فرماتے کہ اے خواجہ محمد تم نے یہ کیا اور ایسا کیا اور اے خواجہ احمد تمہیں یہ لائق تھا

کیسا ہی سخت آپکو غصہ آتا مگر ہر حال میں آپ نام مبارک کا لحاظ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے لوگوں کے نام تبدیل فرمائے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ
ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت میرا نام عاصی ہے آپنے فرمایا ہمنے اُسکا نام مطیع
رکھا اور ایک شخص کا آپنے نام پوچھا تو اُسنے اپنا نام مضطجع بتایا یعنی زمین پر پہلو رکھنے والا۔
آپنے فرمایا تیرا نام بدل دیا اور مبعث نام رکھدیا یعنی زمین سے اُٹھنے والا۔ اسیطرح ایک عورت
سے آپنے نام پوچھا اُسنے کہا میرا نام شعب الضالہ ہے آپ نے فرمایا ہمنے تیرا نام شعب الہدی
رکھا۔ ایکدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا نام اُسکی قوت و توانائی کے سبب
جمل رکھا اور امیر المومنین حضرت حسن جب تولد ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہنیت
کو تشریف لے گئے اور حضرت علی رضہ سے پوچھا کہ تمنے اس بچہ کا کیا نام رکھا اُنہوں نے کہا حرب
فرمایا نہیں اسکا نام حسن رکھو۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو آپ پھر تہنیت کے لئے تشریف لیگئے
اور علی رضہ سے پوچھا کہ تمنے کیا نام رکھا۔ کہا حرب۔ فرمایا نہیں اسکا نام حسین رکھو۔ پھر آپ نے
یہ حکایت فرمائی کہ اکثر لوگ مرید ہوتے ہیں اور پھر مرید ہو کر چلے جاتے ہیں۔ بعد میں اُنکا حال
تبدیل ہو جاتا ہے اور اصلی حالت پر نہیں رہتا یعنی مرشد کی غیبت میں انکا حال ویسا نہیں رہتا
جیسا کہ مرشد کی حضوری میں ہوتا ہے۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ
بہت سے لوگ میرے پاس آتے ہیں جب تک میں سامنے رہتا ہوں مراسم عبودیت بجالاتے
ہیں لیکن میرے بعد میں اپنی اصلی حالت پر آجاتے ہیں۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک
بزرگ فرماتے ہیں اگر مجھے اس امر میں اختیار دیا جاوے کہ اگر مکان میں وفات ہو تو ایمان کے
ساتھ وفات ہو اور جو مکان کے باہر ہو تو شہادت کا، جو بھی ہے تو میں مکان ہی میں مرنا پسند
کروں کیونکہ مجھے یہ امید نہیں کہ گھر سے نکلکر دہان تک پہونچتے پہونچتے نیت کا کیا حال ہو
اور میں کس اعتقاد پر مروں۔ پھر آپنے فرمایا کہ یہ تغیر مزاجی کچھ اسی وقت پر منحصر نہیں ہے
پہلے ہی سے ہوتی آئی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
ہزاروں مسلمان مرتد ہو گئے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں زکوۃ معاف
کردیں تو ہم اسلام پر قائم رہ سکتے ہیں۔ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور اس بارہ میں انسے مشورہ لیا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ
بالفعل زکوٰۃ معاف فرمادیں تو اچھا ہے ایسا نہو کہیں یہ لوگ مرتد ہو جائیں آپنے فوراً تلوار
سیان سے باہر کی اور فرمایا یہ خدا کا حق ہے اگر اونٹ کے بندھن کی برابر بھی کم دینگے تو میں
انہیں نہ چھوڑونگا اور اس تلوار سے صاف کردونگا یہ تلوار آپ فیصلہ کردیگی۔ جب یہ خبر امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچی تو آپنے بہت ہی استحسان کیا اور کہا خلیفہ نے بہت ہی اچھا حکم دیا
اب تو زکوٰۃ کا معاملہ تھا کہ اسے معاف کردو کل کو کوئی اور خلیفہ ہوتا اس سے کہتے کہ نماز معاف کردو
پس یہ اسلامی احکام اسیطرح اٹھتے چلے جاتے آسکے بعد حضرت خواجہ نے یہ حکایت بیان فرمائی
کہ ایک دفعہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ایک شخص مجھ سے آکر ملا اور
سلسلہ میں داخل ہوا جب وہ میرے پاس سے گیا کچھ دنوں تو وہ ٹھیک رہا پھر اسکا مزاج بدلگیا
اور ایک اور شخص تھا وہ مجھسے دور چلا گیا تھا اگرچہ دیر تک اسکا مزاج برقرار رہا مگر پھر تغیر آگیا
اور مجھ سے پھر گیا۔ پھر آپنے اس دعاگو کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ شخص جس وقت سے مجھ سے
ملا ہے اسی مزاج پر ہے ذرا بھی نہیں بدلا اور نہ مجھسے برگشتہ ہوا حضرت خواجہ جب اس حرف پر
پہونچے رونے لگے اور روتے ہی روتے فرمانے لگے کہ آجتک انکی محبت قائم ہے بلکہ یوماً فیوماً
بڑھتی چلی جاتی ہے۔

روز شنبہ ۱۰۔ ماہ ذیقعدہ سنہ ۷۱۴ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ خواجہ شاہی موے تاب رحمۃ اللہ علیہ جو بداون میں تھے انکا ذکر
ہونے لگا آپنے فرمایا قاضی حمید الدین ناگوری رح انہیں شاہی روشنضمیر کہا کرتے تھے چنانچہ جب انہیں نے
ان کو خرقہ دیا تو قاضی صاحب نے خواجہ محمود موے تاب کے پاس آدمی بھیجا کہ میں خواجہ شاہی
موے تاب کو خرقہ دینا چاہتا ہوں تمہیں یہ پسند ہے۔ انہوں نے فرمایا جو آپ کو پسند ہے وہی
بہتر ہے۔ اسکے بعد انکے بھائی خواجہ دیوگیر موے تاب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا۔ مولانا سراج الدین
حافظ بداونی جو کہ مرید خاص ہیں انہوں نے یہ تقریر کی کہ ایک شب وہ اٹھے وضو کیا اور
دو رکعت نماز پڑھی پھر خدا کی رحمت سے جاملے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ
اسکے بعد پھر خواجہ شاہی موے تاب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا وہ جسجگہ جاتے تھے ایک ہیبت ہو جاتی

تھی۔ تھے سیہ فام۔ ایک درویش مسعود نجاشی نے جب انہیں دیکھا تو کہا اے سیہ گاپہ گرم کردہ سوختہ خواہی شد اُس درویش کی یہ کیفیت تھی کہ جو کہتا تھا وہی ہو کر رہتا تھا چنانچہ خواجہ شاہی کا جوانی ہی مین انتقال ہوگیا۔ اسکے بعد اظہار کرامت کا ذکر ہونے لگا آپنے بہت تاکید فرمائی کہ کبھی کرامت اظہار نکرنا چاہیے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مسلمانونکو اسکی خواہش بھی نہ کرنی چاہیے۔ پھر یہ حکایت آپنے فرمائی خواجہ ابوالحسن نوری ایک دن دجلہ کے کنارے گئے وہان ایک مچھیرے سے کہا کہ تو دریا مین جال ڈال اور میری کرامت دیکھ اگر مین صاحب کرامت ہونگا تو ڈھائی من کی مچھلی تیرے جال مین آئیگی چنانچہ اتنی ہی نکلی جب یہ خبر خواجہ جنید کو پہونچی فرمایا کاش اُس جال مین سانپ پھنستا اور ابوالحسن کو ڈستا تو اچھا ہوتا کہ اسکا خاتمہ بالخیر ہوتا شہید مرتا اب نہ معلوم کہ اسکا خاتمہ کس حال مین ہو۔ پھر آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش تھا جب کسی کے پیٹ مین درد ہوتا تو وہ آسے اوجھڑی کھانیکو بتاتا اور سر درد والیکو بھنی سری بتاتا غرضکہ جو دوا جسے بتاتا وہ اُس سے اچھا ہوجاتا علی شوریدہ نے اُسے منع کیا کہ ایسا نہ کیا کر ورنہ کسی بلا مین مبتلا ہوگا غرضکہ وہ ایک بلا مین مبتلا ہوا۔ اور اُسنے علی شوریدہ سے دعا کی استمداد چاہی انہون نے دعاے خیر نہ کی وہ اسی حال مین مرگیا پھر شیخ احمد نہروانی رح کا ذکر ہونے لگا کہ وہ بڑے ہی بزرگ شخص تھے۔ شیخ بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ ایسے ویسے صوفی کو پسند بھی نہین کیا کرتے تھے مگر انکے حق مین فرمایا کرتے کہ شیخ احمد رح کی مشغولی دو صوفیونکی برابر ہے۔ اور ان شیخ احمد کا یہ حال تھا کہ جب مسجد جامع مین جاتے تو یارونکو اپنے ساتھ لیجاتے۔ ایک درویش تھے شیخ علی شوریدہ وہ انہین منع کیا کرتے کہ تم اتنے انبوہ کو ساتھ لئے نہ جایا کرو۔ ایکدن شیخ احمد اسیطرح یارونکو ساتھ لئے جارہے تھے کیا دیکھتے ہین کہ شیخ علی شوریدہ کو لوگون نے پکڑ رکھا ہے اور خوب زد و کوب کر رہے ہین۔ شیخ احمد یہ حال دیکھتے ہی وہان کھڑے ہوگئے اور اُنکے گرد حلقہ کرلیا اور انکے یارون نے انہین چھڑا لیا پھر شیخ احمد نے کہا کہ میان مین اس لیئے آدمی اپنے ساتھ رکھتا ہون کہ کہین تمہاری طرح پٹنے نلگون پھر اس بات کا ذکر ہونے لگا کہ شیخ احمد نہروانی کسکے مرید تھے آپنے فرمایا مجھے معلوم نہین خدا جانے کسکے مرید تھے۔ پھر آپنے فرمایا مینے ایسا سنا ہے کہ انہین یہ نعمت مادھو فقیہ سے پہونچی تھی

ادھو نقیہ ایک بزرگ تھے کہ اجمیر کی جامع مسجد میں امامت کیا کرتے تھے۔ شیخ احمد نہروالی کی آواز اچھی تھی ہندی کدہم اچھا گاتے تھے لوگ سن سن کر تعجب کیا کرتے ایکدن فقیہ مادھو نے جو انکی آواز سنی تو فرمایا افسوس ہے کہ تو ایسی خوش آوازی کو ہندی دوہروں میں صرف کرتا ہے تجھے چاہیے کہ قرآن مجید پڑھا کرے۔ اسی دن سے شیخ احمد نے قرآن مجید یاد کرنا شروع کیا اور چند دنوں میں خوب یاد کرلیا۔ آدمی اہل تھے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ کے مجلس سماع میں آپکے واقعہ کے دن موجود تھے آپکے واقعہ کی کیفیت جو پہلے بیان ہو چکی ہے اسکے بعد بدایوں کے درویشوں کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا بدایوں میں ایک درویش تھا اُسے عزیز بشیر کہا کرتے تھے وہ بدایوں سے دہلی آیا تاکہ مولانا صبح الدین پسر قاضی حمید الدین ناگوریؒ سے خرقہ حاصل کرے اس نیت سے درویشوں کا مجمع ہوا۔ درویش سب کے سب حوض شمسی پر بیٹھے ہوئے تھے ہر ایک اُسکی شیرینی کی تعریف کر رہا تھا وہ عزیز بشیر جو خرقہ کی طلب میں آیا تھا وہ بول اُٹھا کہ یہ کیا حوض ہے بدایوں میں جو حوض حاضر ہے وہ اس سے بہت اچھا ہے خواجہ محمد کرم نے یہ بات سنکر مولانا صبح الدین سے کہدیا کہ یہ شخص خرقہ دینے کے قابل نہیں ہے یہ شخص بیہودہ گو ہے۔ مولانا صبح الدین نے ایسا ہی کیا۔ اور خرقہ ندیا۔ پھر بدایوں کے کوتوال خواجہ عزیز کا ذکر ہونے لگا فرمایا اچھا شخص تھا درویشوں کا معتقد تھا شیخ ضیاء الدین بدیونی کا مرید تھا کبھی کبھی درویشوں کو یاد کیا کرتا تھا۔ کبھی خود بھی درویشوں کے پاس جایا کرتا افسوس کہ عالم جوانی ہی میں بدایوں کے قریب شہید ہو گیا۔ ایکدن میں بکھراؤ کی طرف جہاں آموں کی کثرت ہے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ عزیز کوتوال مع چند احباب دسترخوان بچھائے کھانا کھا رہا ہے مجھے دیکھتے ہی پکارنا شروع کیا اور کہا مرحبا آؤ آؤ۔ میں ڈرا کہ کہیں مجھے کچھ ایذا دے جب میں اُسکے پاس گیا تو نہایت تعظیم کے ساتھ اپنے برابر بٹھایا اور کھانا کھلایا۔

مولانا سراج الدین حافظ بدیونی حاضر تھے عرض کیا کہ مَنْ لَيْسَ لَهٗ شَيْخٌ فَشَيْخُهٗ شَيْطَانٌ کیا یہ حدیث رسول صلعم ہے آپنے فرمایا نہیں یہ تو مشائخ کا قول ہے پھر مولانا سراج الدین نے پوچھا من لم یر مفلحا لا یفلح ابدا حدیث ہے فرمایا نہیں یہ بھی مشائخ رحمہم کا قول ہے پھر ایک درویش کا ذکر ہوا کہ وہ جسے دیکھتا کہ یہ کسیکا مرید نہیں ہے تو اُسے کہتا کہ یہ کسی کے پلے میں

نہین بیٹھا بندہ نے عرض کیا کیا اسکے یہ معنی ہین کہ وہ دخل نہین رکھتا یعنے بدعت ہے۔ فرمایا نہین بلکہ معنی ہین کہ جو شیخ سے پیوند رکھتا ہے تو اُسکے اعمال کو پیر کے پلے مین رکھینگے سو جو کوئی کیسا مرد ہوتا آسے یہ کہینگے کہ یہ کیسکے پلے مین نہین بیٹھا یعنے پیر نہین رکھتا۔ الحمد للہ رب العلمین

روز سہ شنبہ ۱۱۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی چونکہ ایام تشریق تھے خلق کی آمد و شد زیادہ تھی لوگ گھڑی گھڑی کھانا لاتے تھے اسی حال مین آپنے بسبیل مطایبہ یعنی خوش طبعی فرمایا کہ کسی درویش سے پوچھا کہ تو کلام اللہ مین سے کونسی آیت کو دوست رکھتا ہے کہا اُکُلُھَا دَائِمٌ پھر آپنے فائدہ فرمایا اَکْلٌ اُکُلٌ اُکْلَۃٌ اَکْلَۃٌ اور ان چارون کلمون کے معنے بیان فرمائے کہ اکل سے اَکَل جو کچھ کھایا۔ اَکلۃ ایک بار ایکدفعہ اُکلۃ یک لقمہ۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور اپنے چھوٹے لڑکے کو بھی لایا اور تختہ کاغذ کا آگے رکھا اور عرض کیا کہ یہ میرا بچہ ہے آپ اسکے لئے اس کاغذ پر تختی لکھدیجئے تاکہ آپکی برکت سے خداتعالے قرآن مجید پڑھنا نصیب کرے۔ آپنے دست مبارک سے تختی لکھنی شروع کی۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب مین کسی کام کے لئے لکھنا چاہتا ہون اور قلم آسانی سے چلتا ہے اور لکھنے مین کچھ دقت نہین ہوتی تو وہ کام جلد ہوجاتا ہے۔ اور جو دشواری سے چلتا ہے یا دیر مین لکھا جاتا ہے تو اُس کام مین بھی دیر ہوتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا یہ عقلی بات ہے اسطرح کی اور باتین جو فراست سے متعلق ہین انکا ظاہر کرنا جائز ہے۔ جیساکہ محمود نجاشی نے خواجہ شہابی موے تاب کو دیکھکر کہا۔ اے سیہ گربہ نیک گرم کردہ سوختہ خواہی شد۔ وہ سیاہ بہت تھے چنانچہ جلد مرگئے یہ حکایت پہلے آچکی ہے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک درویش جو گجرات مین گیا تو وہ کہنے لگا کہ مینے گجرات مین ایک دیوانہ کو دیکھا کہ وہ واصل اور صاحب کشف تھا مین اور وہ ایک ہی مکان مین رہتے تھے ایک دن مین ایک حوض پر گیا کہ وہان پہرہ تھا کوئی جانے نہین پاتا تھا چونکہ اُن پہرہ والون مین سے میرا ایک سے تعارف تھا اُسنے مجھے نہ روکا اور جانے دیا مینے اُس حوض سے وضو کیا۔ اتنے مین بعض عورتین بھی پانی بھرنے چلی آئین انہین پہرہ والون نے جانے نہ دیا اتنے مین ایک بڑھیا نے مجھے ایک مٹلیا پکڑا دی کہ تو بھردے مینے بھر کرکے دیدی۔ پھر ایک عورت نے دی غرضکہ اسیطرح پانچ مٹلیان مینے بھر کردین جبکہ مین وہان سے

جلا آیا تو اس دیوانہ کو میں نے سوتا پایا نماز کا وقت ہو گیا تھا میں نے چاہا کہ اسے جگاؤں پکار پکار کر تکبیر کہنی شروع کی جب اسکی آنکھ کھلی تو کہا یہ کیا شور مچا رکھا ہے کام تو وہی تھا جو تو نے عورتوں کو پانی کی مٹلیاں بھر کر دی تھیں - الحمد للہ رب العالمین۔

روز پنجشنبہ ۱۲- ماہ شعبان ۷۱۷ھ

آٹھ مہینے کے بعد دولت پابوسی حاصل ہوئی - اور اس غیبت کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر لشکر کے ساتھ چلا گیا تھا جب میں حاضر ہوا تو آپ نے بہت سی مرحمت و شفقت فرمائی اور رستہ کی تکلیف کا حال پوچھنے لگے اور بہت سی بندہ نوازی فرمائی - ملیح جو عتیق اور بندہ کا رفیق تھا وہ کچھ بیمار تھا اسی حالت میں قدمبوسی کو حاضر ہوا آپ اسکی کیفیت پوچھنے لگے - بندہ نے عرض کیا کہ راہ میں اسکی طبیعت ناساز ہو گئی تھی اسوجہ سے میں راہ میں ٹھیر گیا تھا - آپ نے فرمایا اچھا کیا کیونکہ اپنے ساتھی کو اگر تکلیف ہو تو اسکے رنج و زحمت میں شریک ہونا اور ساتھ کو نہ چھوڑنا واجبات سے ہے - پھر آپ نے اسی کے متعلق یہ حکایت فرمائی کہ ابراہیم خواص رح ہمیشہ سفر میں رہا کرتے تھے کسی شہر میں چالیس دن سے زیادہ نہیں ٹھہرتے تھے کہ دوسری جگہ چلے جاتے غرضکہ اسیطرح چلتے پھرتے رہتے تھے پورے چالیس دن کہیں نہیں ٹھیرتے تھے ایک دن ایک شخص انکے پاس آیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ آپکے ساتھ رہا کروں انہوں نے کہا تو میرے ساتھ نہیں رہ سکے گا میں کبھی اس شہر میں ہوتا ہوں اور کبھی اس شہر میں کبھی کچھ سامان ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا تو میرے ساتھ کیونکر رہ سکے گا وہ جوان اپنی اسی بات پر اڑا رہا اور یہی کہتا رہا کہ میں برابر آپکے ساتھ چلونگا جب وہ بہت ہی سر رہا تو آخر ابراہیم خواص رح نے بھی اجازت دیدی - القصہ ابراہیم خواص اور وہ شہر بشہر پھرنے لگے جہاں ٹھیرتے تھے چالیس دن سے کم ٹھیرتے تھے چنانچہ چلتے چلتے ایک جگہ پہونچے کہ وہ جوان بیمار ہو گیا اور خواجہ ابراہیم اسکے سبب تین مہینے ایک جگہ ٹھیرے رہے ایک دن اس جوان نے انسے فرمایش کی کہ میرا جی روٹی اور مچھلی کو چاہتا ہے - انہوں نے اپنی سواری کے گدھے کو بیچکر اسکی آرزو پوری کی جب اسے اچھی طرح سے صحت ہو گئی تو خواجہ نے سفر کا ارادہ کیا اس جوان نے کہا وہ سواری کا گدھا تو مجھے دیدیجئے تاکہ میں اسپر چڑھکر چلوں کہ ابھی ناطاقت ہوں انہوں نے ساری کیفیت بیان کی کہ وہ تو میں نے تیری آرزو

پوری کرنے کے لیئے بیچ ڈالا غرضکہ خواجہ تین دن تک اُس جوان کو کندھے پر چڑہائے پھرے اس حکایت سے حضرت خواجہ کا مقصود یہ تھا کہ اپنے ہم صحبتوں کے ساتھ اس حسن معیشت سے گذارتے تے جب یہ حکایت آپنے تمام کی تو اپنی بیماری کا حال بیان فرمانے لگے بندہ نے عرض کیا کہ یہ خبر ناخوش لشکر میں مینے سنی تھی کہ کسی نے آپ پر جادو کیا تھا مگر اب حضور یہ فرمائیں کہ کیا بات تھی آپنے فرمایا ہاں جادو کیا تھا میں دو مہینے تک بہت ہی سخت بیمار رہا پھر لوگ ایک شخص کو لائے کہ اُسے جادو نکالنے میں بڑی مہارت تھی القصہ وہ شخص آیا اور سارے گھر میں پھر ادھر کی مٹی اُٹھاتا تھا اور سونگھتا تھا چنانچہ ایک جگہ کی مٹی کو جو سونگھا تو کہا یہاں سے کھودو جب وہ جگہ کھودی گئی تو سحر کی علامت ظاہر ہوئی اُسیوقت سے تخفیف ہونی شروع ہوئی اُس شخص نے کہا کہ مجھے اس فن میں اتنی مہارت ہے کہ میں اُس شخص کا نام بھی بتا سکتا ہوں کہ جسنے سحر کیا ہے یا جسنے کرایا ہے کہیں یہ خبر مجھے پہونچ گئی مینے کہا ہرگز نہیں میں اُسکا نام ظاہر کرانا نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اُسکا نام نکالا جاوے جسنے کیا مینے اُسے معاف کیا پھر آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز پر بھی کسی نے جادو کردیا تھا اسیطرح وہ سحر بھی برآمد ہوا اور جس گروہ نے ایسا کیا تھا اُسکا بھی حال معلوم ہوگیا تھا والی اجودہن نے کہلا بھیجا کہ آپ فرمائیں تو انہیں سزا دی جاوے۔ آپنے فرمایا مینے معاف کردیا ہے تم اُن لوگوں کو چھوڑ دو۔ پھر اسکے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کردیا تھا تو آپ پر معوذتین نازل ہوئیں اور شر نفاثات دور ہوا حضرت علیؓ نے آپسے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں اُس عورت کو قتل کر ڈالوں۔ آپنے فرمایا خدا تعالےٰ نے مجھے صحت عطا فرمائی مینے اُسے معاف کیا۔ پھر آپنے امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حکایت بیان فرمائی کہ جمعہ کے دن آپ ممبر پر آئے اور خطبہ پڑھا اور کہا اے لوگو جان جاؤ کہ میری موت قریب آلگی ہے اور میں یہ بات کچھ کرامت سے نہیں کہتا بلکہ مینے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ آیا اور اُسنے دو دفعہ میرے چونچ ماری ہے اور مرغ کا خواب میں دیکھنا ملک الموت کی علامت ہے میں اس سبب سے کہتا ہوں کہ میری موت قریب آلگی ہے۔ چنانچہ دوسرے ہفتہ کو آپنے انتقال فرمایا غلام مغیرہ ابن لولو نے محراب میں آپکے تلوار ماری جب آپ گر پڑے

غلام باہر آیا اور تلوار دیکھ کر اور شبہ کیا پھر آسنے اپنے آپ تلوار ماری اور ہلاک ہوا ابھی امیرالمومنین میں کچھ رمق باقی تھی کہ یہ خبر اُنکے گوش مبارک تک پہونچی کہ اُسنے خودکشی کی آپنے فرمایا الحمد للہ کہ اُسنے اپنے آپ ہی خودکشی کی میرے انتقام میں نہیں مارا گیا۔ پھر آپنے امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کا بیان فرمایا کہ عبدالرحمن بن ملجم نے حضرت علی کو شہید کیا۔ آپ کسی جگہ جا رہے تھے کہ ابن ملجم ہتیار لگائے آپکے پیچھے چلا آپ بالکل نہتے تھے چلتے چلتے دریا کے کنارے پہونچے اور پار جانا چاہا وہاں گورستان تھا حضرت علی نے کسیکا نام لیکر پکارا تو اُس میں سے ستر آدمیوں نے جواب دیا پھر آپنے باپ کا نام لیکر پکارا تو جب بھی سات آدمی بولے پھر آپنے چار پشت کے نام لیکر ایک کو پکارا تو اُسنے آواز دی آپنے پوچھا کہ اے فلان دریا سے پار ہونے کا کونسا گھاٹ ہے اُسنے کہا جہاں آپ کھڑے ہیں یہی ہے پس آپنے پانی میں پاؤں ڈالا اور پایاب ہو گئے۔ ابن ملجم یہ سب باتیں سن رہا تھا اُسنے اعتراض جڑا کہ اے علی تم نے اِنکا اور انکے باپ دادو کے نام معلوم کر لیئے مگر تمہیں یہ نہ معلوم ہوا کہ یہاں سے پار اُترنے کا کونسا رستہ ہے آپنے فرمایا میں جانتا تھا مگر میں نے یہ نہ چاہا کہ تجھے میرے حال سے واقفیت ہو۔ القصہ جب آپ نماز پر کھڑے ہو گئے تو ابن ملجم نے آکر آپکے سر پر تلوار ماری آپکے زخم کاری لگا آپنے فرمایا فزت ورب الکعبۃ آخری سخن آپکا یہی تھا۔ بندہ نے عرض کیا کہ یہ عبدالرحمن ابن ملجم مسلمان تھا فرمایا ہاں۔ معاویہ کی طرف ہو گیا تھا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ معاویہ کی نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے فرمایا وہ مسلمان تھا صحابی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا تھا۔ اُسکی بہن ام حبیبہ رسول اللہ کی زوجہ تھیں۔ پھر میں نے آٹھ مہینہ کی اپنی سرگزشت بیان کی اُس لشکر کے اکثر احباب حضرت خواجہ کی زیارت کو آئے تھے ذکر فراق و اشتیاق بیان کرتے تھے اسی کے مناسب حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ کو ایک عریضہ لکھا تھا اُسمیں یہ رباعی تحریر کی تھی رباعی

زان روز کہ بندۂ تو دانند مرا	بر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطفے خاصست عنایتے فرمودست	ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا

پھر جو میں شیخ العالم کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپنے یہ رباعی یاد فرمائی اور فرمایا میں نے

اُسے یاد کر لیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

روز دوشنبہ ۲-ماہ شعبان سنہ [illegible]

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مجکو دو گیر مین آپکے مریدین مین سے ایک مرید نے تین جیتل
شتگانی دیئے تھے کہ اسے حضرت مخدوم کی خدمت مین پہونچا دینا چنانچہ بندہ نے وہ پیش
کیئے اور صورت حال عرض کی آپنے اپنے ہاتھ مین لیئے اور آگے رکھے پھر آپنے شیخ شہاب الدین
سہروردی قدس سرہ العزیز کی حکایت بیان فرمائی کہ آپ سفر حج سے تشریف لائے ہوئے تھے اہل بغداد
آپکی خدمت مین آتے تے اور ہر ایک نقد و جنس پیش کرتا تھا کہ اتنے مین ایک ضعیفہ آئی اور پھٹی
چادر سے کھول کر ایک درم رکھا آپنے اُسے اُٹھالیا اور سب ہدیون اور تحفون کے اوپر رکھدیا پھر حضرت
شیخ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تمہین اس مین سے جو کچھ چاہیئے لیجاؤ ہر ایک نقدی
اور اسباب سے جو چاہتا تھا لیجاتا تھا اور اچھی سے اچھی چیز اُٹھا لیتا تھا آپنے شیخ جلال الدین کی
طرف بھی اشارہ کیا کہ جو تمہارا جی چاہے تم بھی لے لو۔ انہون نے وہ ایک درم اُٹھالیا جو بڑھیا لائی
تھی۔ شیخ شہاب الدین نے دیکھکر کہا کہ تمنے وہ چیز اُٹھائی جو سب سے اچھی تھی بندہ نے عرض کیا
کہ شیخ جلال الدین کیا شیخ شہاب الدین کے مرید تھے فرمایا نہین۔ وہ تو شیخ ابو سعید تبریزی کے
مرید تھے جب اُنکے پیر کا انتقال ہوگیا تو یہ ان کی خدمت مین آگئے اور ایسی خدمتین کین کہ
کوئی مرید بھی کیا کریگا کہتے ہین کہ شیخ شہاب الدین بغداد سے ہر سال حج کو جایا کرتے تھے چونکہ ضعیف
ہوگئے تو شہ مزاج کے موافق نہوتا اور ٹھنڈا بالکل نہ کھایا جاتا تو شیخ جلال الدین نے یہ ترکیب
کر رکھی تھی کہ ہنڈیا اور چولہا سب سر پر دھرے اُنکے ساتھ ساتھ چلتے تھے جب وہ کھانا
مانگتے گرم گرم کھلاتے۔ اسکے بعد شیخ ابو سعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا ذکر ہوا۔
آپنے فرمایا کہ وہ بڑے بزرگ اور تارک دنیا تھے اکثر اُنکی خانقاہ مین فاقہ رہتا تھا۔ اور نذر
و ہدیہ کچھ قبول نہ فرماتے تھے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن تک اہل خانقاہ فاقہ سے رہے
غلہ وغیرہ کچھ موجود نہ تھا شام کو خربزہ وغیرہ کی پھانکون سے افطار کر لیا جاتا۔ یہ خبر کہین والی
شہر کو پہونچی چونکہ اُسے معلوم تھا کہ شیخ نذر قبول نہین کرتے اُسنے اپنے دربان کو کچھ نقدی
دی اور کہا کہ یہ روپیہ چپکے سے خادم کو جاکر دیدے اور سمجھادے کہ تھوڑا تھوڑا خرچ کرے

کہ جس سے شیخ کو معلوم نہو۔ چنانچہ وہ دربان خادم خانقاہ کے پاس آیا۔ اور نقدی دی اور سمجھایا کہ حسب موقع اسطرح خرچ کرنا کہ شیخ کو اطلاع نہو۔ القصہ خادم نے اُسمین سے خرچ کیا اور شام کو کھانا آگے لاکر رکھا شیخ حد نے اُس مین سے کھانا کھایا شبکو طاعت الٰہی مین جو ذوق وشوق شیخ کو حاصل ہوتا تھا اُس رات نہوا خادم کو بلاکر پوچھا کہ سچ بتا شب کا کھانا کہان سے لایا خادم چھپا نہ سکا ساری کیفیت بیان کردی۔ شیخ نے اُسکے لانے کی ساری کیفیت پوچھی اور کہا کہان کہان آسنے قدم دھرے آسنے سب بیان کیا شیخ نے وہان سے مٹی کھرچ واکر باہر پھکوادی اور اُس خادم کو مع نقدی باہر نکلوادیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نذر قبول فرماتے تھے اور آپکے پاس بہت زیادہ فتوح آتی تھی مگر آپ سب خرچ کردیتے تھے۔ جب آپکی وفات کا وقت آیا تو آپکے لڑکے علاو نے خادم سے کنجیان مانگین اُسکا حال آپکے حال سے بالکل مخالف تھا آسنے دینے مین مضائقہ کیا اور کہا یہ وقت شیخ کی نزع کا ہے آسنے نہ مانا شیخ نے حکم سنا فرمایا دیدو اسنے جو کھول کر دیکھا تو صرف چھ دینار پائے سووہ بھی شیخ پر خرچ ہوگئے۔ واللہ اعلم بالصواب

روز پنجشنبہ ۴۔ ماہ مبارک رمضان ۷۱۰ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ اُس دن ایک طالب علم آیا آپنے اُس سے اُسکا حال پوچھا اُسنے کہا مین تحصیل علم سے تو فارغ ہوگیا ہون مگر مین آجکل شاہی ڈیوڑھی پر جایا کرتا ہون کہ جس سے روٹیون کی فکر سے فراغ حاصل ہو۔ جب وہ طالب علم چلا گیا تو آپنے یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی **بیت** علم در وصف خویش سرہ ایست ✤ چون بخواہش رسید سخرہ ایست ✤ آپنے فرمایا کہ شعر ایک لطیف شئے ہے مگر جب وہ کسی کی مدح مین لکھا جاتا ہے اور دردر پھرایا جاتا ہے تو سخت بے ذوق ہوجاتا ہے ایسا ہی علم بھی بذاتہ شریف شے ہے مگر جب اسکا کسب بنا لیتے ہین اور دردر مارے مارے پھرتے ہین تو اسکی عزت جاتی رہتی ہے اس عرصہ مین آپکے مریدون مین سے ایک غلام مع اپنے ہندو بھائی کے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور یہ میرا بھائی ہے مگر ہندو ہے آپنے اس مسلمان سے پوچھا کہ تیرے اس بھائی کو کچھ اسلام سے بھی رغبت ہے یا نہیں اُسنے کہا بالکل نہین۔ مین اس لئے آپکی خدمت مین اسے لایا ہون کہ نظر مخدوم کی

برکت سے مسلمان ہو جائے۔ حضرت خواجہ یہ بات سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا یہ
قوم بڑی سنگدل ہوتی ہے انپر اثر بہت کم ہوتا ہے ہان اگر نیک صحبت حاصل ہو تو جلد اثر
ہو جاتا ہے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں
عراق کا بادشاہ گرفتار ہو کر آیا آپنے فرمایا اگر تو اسلام قبول کرے تو تیری مملکت تجھے واپس دیجائے
اُسنے کہا میں تو اسلام ہرگز نہ لاؤنگا۔ فرمایا اگر تو اسلام نہ لاویگا تو تہ تیغ کیا جاویگا اُسنے کہا ہان
بیشک مجھے مار ڈالو مگر اسلام نہ لاؤنگا آپنے فرمایا اچھا جلاد کو بلاؤ کہ اس بادشاہ کو مار ڈالے بادشاہ
بڑا عقلمند تھا یہ حال دیکھکر حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ شیشہ میں ڈالکر پانی
لایا گیا اُسنے کہا میں اسمین پانی نہ پیونگا۔ حضرت عمر نے کہا کہ یہ بادشاہ ہے اسکے لیئے ادب سے
پانی لانا چاہیئے چنانچہ سونے چاندی کے گلاسوں میں پانی لایا گیا اُسنے انکار کیا اور کہا کہ میرے
لیئے مٹی کے آبخورے میں پانی منگوایئے۔ غرضکہ مٹی کے آبخورے میں پانی لایا گیا اُسنے وہ آبخورہ
ہاتھ میں لیا اور حضرت عمر سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں جب تک اس پانی کو نہ پیوں آپ مجھے قتل
نہ کریں آپنے قبول کیا بادشاہ نے عہد لینے کے بعد فوراً آبخورہ زمین سے دے مارا اور کہا آپنے
مجھے اس پانی کے پینے تک مہلت دی ہے کہ جب تک تو یہ پانی نہ پیئے گا میں تجھے قتل نہ کرونگا
سو اب مجھے آپ امان دیجیئے امیر المومنین اُسکی دانائی پر سخت متعجب ہوئے فرمایا میں نے تجھے امان
دی پھر اُسے ایک یار کی مصاحبت میں رکھا وہ یار بہت ہی صلاحیت کے ساتھ بکار آمد تھا جبکہ
شاہ عراق اُسکے ساتھ رہنے لگا اور ایک مدت گذر گئی اُسکی صحبت کی صلاحیت نے یہانتک
اثر کیا کہ اُسنے حضرت عمر کیطرف پیام بھیجا کہ مجھے اپنے پاس بلاؤ کہ میں ایمان لاؤں آپنے
اُسے بلایا اور اسلام پیش کیا اُسنے قبول کیا جب وہ اسلام لے آیا تو آپنے فرمایا تیرا ملک
عراق میں تجھی کو واپس دیتا ہوں اُسنے کہا مجھے مملکت درکار نہیں۔ اگر ایسا ہی ہو تو ایک
غیر آباد سا گاؤں مجھے دیدو کہ میری وجہ معاش کے لیئے کافی ہوگا۔ آپنے قبول کیا۔ امیر المومنین
نے ولایت عراق میں آدمی بھیجے کہ دیکھو کونسا گاؤں غیر آباد ہے سب نے خوب چھان بین کی
ایک گاؤں بھی غیر آباد نہ نکلا آپنے ساری کیفیت اُس سے کہی بادشاہ نے کہا مقصود میرا
یہی تھا کہ میں ملک عراق ایسا آباد آپکو دیتا ہوں کہ ایک جگہ بھی اُسکی خراب اور غیر آباد اور

ویران نہیں ہے اب اگر کہیں ویرانی وخرابی پیدا ہو گی تو قیامت کو اسکی جواب دہی آپکے ذمہ ہو گی حضرت خواجہ اس حکایت پر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور رونے لگے اور شاہ عراق کی کیاست و حکمت پر بہت تحسین فرمانے لگے اسوقت آپ دار اسلام اور اسلامیوں کے صدق و دیانت پر یہ حکایت فرمانے لگے کہ ایک یہودی خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کے ہمسایہ میں رہا کرتا تھا جب حضرت بایزید کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس یہودی سے کہا کہ تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا اسنے کہا کیا مسلمان ہوں اگر وہ اسلام لاؤں جیسا کہ بایزید رکھتے تھے تو یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا اور جو ایسا اسلام لاؤں جیسا کہ تم لوگ رکھتے ہو تو اس اسلام سے مجھے ننگ و عار ہے۔

روز دوشنبہ ۱۷ ماہ مبارک رمضان ۱۷ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جوہر اعتیق اور خدمتگار ہے اسنے تھوڑی مٹھائی نذر گزرانی آپنے پوچھا یہ کیسی ہے بہنے کہا اسنے اپنی لڑکی کی شادی کی تھی اسلئے یہ آپکے لئے لایا ہے حضرت خواجہ کو یہ بات معلوم تھی کہ اسکے چار بیٹیاں ہیں۔ آپنے اسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جسکے ایک بیٹی ہوتی ہے اسے دوزخ سے حجاب ہو جاتا ہے تیرے تو چار بیٹیاں ہیں۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ ابو البنات مرزوق ہوتا ہے یعنی خداتعالے اسکے رزق میں برکت اور وسعت دیتا ہے۔ پھر آپنے حضرت خضر کی حکایت فرمائی کہ جب انہوں نے اس بچہ کو مارا (جسکا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے) تو حضرت موسےٰ نے طعنہ دیا کہ بھلا تمنے اسے کیوں مارا حضرت خضر کو اسکے احوال خاتمہ سے آگاہی تھی وہ بیان کر دی القصہ اس لڑکے کے باپ کو خداتعالے نے ایک لڑکی عنایت فرمائی کہ سات صاحب ولایت اس سے پیدا ہوئے پھر آپنے بندہ سے پوچھا کہ تم نماز تراویح کہاں پڑھتے ہو۔ بندہ نے کہا گھر میں پڑھتا ہوں۔ ایک امام ہے وہ نماز پڑھاتا ہے فرمایا کیا پڑھتا ہے بندہ نے کہا فاتحہ و اخلاص۔ فرمایا خوب ہے پھر فرمایا کہ حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز بھی یہی پڑھا کرتے تھے چونکہ حضرت شیخ بوڑھے ہو گئے تھے اسلئے آپ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتے تھے مگر فرض کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ پھر آپنے ایک بزرگ کا نام لیا کہ وہ کہتے تھے کہ میرا ایک لقمہ کھانا اور سو رہنا اس سے بہتر ہے کہ میں خوب پیٹ بھر کر کھاؤں اور رات کو قیام کروں۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ کبیر روزہ کم رکھتے تھے

مگر یا تو جب قصد کرتے تب روزہ رکھتے یا تپ وغیرہ آئی تو البتہ آپ روزہ رکھ لیتے۔ آپکے بعد
شیخ بہاء الدین زکریا کا ذکر ہونے لگا کہ وہ روزہ کم رکھتے تھے مگر طاعت وعبادت بہت کیا
کرتے تھے اسوقت آپنے یہ آیۃ زبان مبارک سے فرمائی کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔
فرمایا وہ ایسے ہی تھے اور یہ آیت اُنکے حق میں درست تھی

روز شنبہ ۴۔ ماہ شوال ۷۱۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اطفال کی محبت کا ذکر ہونے لگا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بچوں سے بہت محبت رکھتے تھے اور نرمی فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن کو بچوں میں دیکھا جب آپ پاس کو ہوئے تو آپنے ایک ہاتھ
انکی تھوڑی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ سر پر پھیر کر انہیں پیار کیا۔ اس درمیان میں بندہ نے
عرض کیا کہ لوگ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حسن وحسین کی خاطر
اونٹ بنے تھے فرمایا ہاں یہ بات تو مشہور ہے کہ آپنے زبان مبارک سے فرمایا نعم الجمل جملکما
پھر آپنے حکایت فرمائی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک بار کو کسی ولایت
کا حاکم بنایا اور اسکے نام کا پروانہ لکھدیا آپ اور وہ چلے جارہے تھے کہ راہ میں ایک بچہ کو آپنے
پیار کیا اور بہت سی شفقت فرمائی۔ اس شخص نے حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرے تو
دس بچے ہیں میں تو ایک کو بھی دوست نہیں رکھتا اور نہ پیار کرتا ہوں یہ سنکر حضرت عمرؓ نے
فرمایا ذرا وہ پروانہ مجھے دکھانا اُسنے وہ پروانہ دیدیا آپنے لیکر چاک کردیا اور فرمایا جب تجھے چھوٹوں
پر شفقت نہیں تو بڑوں پر کیا خاک ہوگی۔ واللہ اعلم۔

روز چہارشنبہ ۵۔ ماہ ذی الحجہ ۷۱۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ایک آنے والا خدمت والا میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہاں سے
آئے ہو کہا دار الخلافت اور لشکر سے۔ دار الخلافۃ ایک گاؤں کا نام تھا اور لشکر بھی وہیں اُترا
ہوا تھا اسیلئے اُسنے کہا کہ میں دار الخلافۃ اور لشکر سے آتا ہوں۔ اسکے بعد بغداد کے نام کی نسبت
ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا بغداد کو اول مدینۂ منصور کہا کرتے تھے سبب یہ کہ خلیفہ منصور نے
اسکی بنا کی تھی پھر آپنے فرمایا کہ اب بغداد کو مدینۃ الاسلام بھی کہتے ہیں۔ اسی اثنا میں

اولیاے حق کا اور انکی محبت کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ بروز قیامت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ میدان حشر مین اسطرح آئینگے جیسے مست۔ لوگ انہیں دیکھکر حیران ہونگے اور پوچھین گے کہ یہ کون ہے۔ ندا ہوگی کہ یہ ہماری محبت کا مست ہے اسے معروف کرخی کہتے ہین پھر انہین حکم ہوگا کہ بہشت مین آؤ وہ کہین گے اے پروردگار مینے تیری پرستش کچھ بہشت کی تمنا نہین کی ہے جو مین بہشت مین آؤن۔ ملائکہ کو حکم ہوگا کہ نور کی زنجیرون مین جکڑ کر بہشت مین کشان کشان لیجاؤ۔ اسوقت ایک نے عرض کیا کہ حضور حضرت رب العزت کی ذات بہت ہی عظمت و بزرگی کے ساتھ ہے اس آدم خاکی کا کیا حوصلہ کہ اسکی محبت و قربت مین دم مارے۔ حضرت خواجہ یہ سنکر فرمانے لگے کہ یہ معاملہ جداگانہ ہے بحث کرنیکا مسئلہ نہین ہے بندہ نے عرض کیا کہ اسکے متعلق ایک نظم بندہ کو یاد آئی ہے اگر ارشاد ہو عرض کرون فرمایا کہو بندہ نے یہ مصرعہ پڑھا ع عشق را بوحنیفہ درس نگفت پھر حضرت خواجہ نے اسیوقت اسکا دوسرا مصرعہ پڑھا ع شافعی را در وروایت نیست واللہ

روز شنبہ ۱۸-ماہ ربیع الاول ۷۱۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ حلم کی فضیلت کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ ایک بزرگ بڑے حلم والے تھے لوگون نے ان سے پوچھا کہ حضرت یہ نعمت آپکو کہان سے ملی انہون نے کہا مجھے یہ نعمت اپنے استاد عاصم صاحب قرأۃ رضی اللہ عنہ سے ملی ہے۔ لوگون نے کہا کچھ انکے آپ اوصاف تو بیان فرمایئے انہون نے کہا کہ ایک دن وہ صحرا مین تھے آبادی وہان سے دور تھی کہ رستہ مین ایک جاہل شخص ان سے الجھ پڑا اور برا بھلا کہنا شروع کیا آپ چپکے سنتے رہے اسے کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ وہ شہر تک اسیطرح بکواس کرتا چلا آیا جب آپ شہر کے قریب پہنچے تو کہا اب تم یہان سے لوٹ جاؤ کیونکہ شہر مین میرے ملنے جلنے والے بہت سے ہین اگر وہ تمہاری اسطرح کی باتین سن پائینگے تو تمہین ستائینگے اور بہت تکلیف دینگے۔ پھر وہ بزرگ انکے حلم کی دوسری حکایت بیان کرنے لگے کہ مین ایکدفعہ انکی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا چند شاگرد پڑھ رہے تھے اور مین بھی اس حلقہ مین تھا اور عاصم دوزانو کمرسے اور پاؤن سے کپڑا لپیٹے ہوئے فوائد بیان فرمارہے تھے کہ اتنے مین ایک شخص آیا اور کہا کہ تمہارے لڑکے کو لوگون نے قتل کر ڈالا پوچھا کس نے قتل کیا اسنے کہا چچا کے بیٹون سے لڑائی ہوئی انہون نے مار ڈالا

عاصم بولے کہ تم لوگ جاؤ اور آپکے جنازہ کی نماز پڑھا کر فلان جگہ دفن کرو۔ بس یہ تین باتین
کہکر شاگردونکی طرف متوجہ ہوگئے اور فرمایا پڑھو کیا پڑھتے تھے وہ بزرگ کہتے تھے کہ اس
واقعہ کے سننے سے ذرا بھی اُنکے چہرے سے تغیر واقع نہوا اور وہ کپڑا جو اپنی کمر اور ٹانگوں سے
لپیٹ رکھا تھا جدا نہ کیا اور نہ کسی دوسری ہیئت پر ہوئے بس اسیطرح سبق پڑھانے مین مشغول
ہوگئے۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا کہ صحابہ مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ بہت حلیم مشہور تھے
چنانچہ ایک شخص نے انکو بہت کچھ برا بھلا کہا آپنے فرمایا اسے خواجہ مجھ مین بہت سے عیب ہین
تمہین میرے کل عیب معلوم نہین۔ جب حضرت خواجہ یہ بیان فرما چکے تو اب وقت لوگونکے اُٹھنے
کا ہوا بندہ نے عرض کیا کہ جو بندہ پیر کی خدمت مین کم آئے اور گھر مین پیر کی یاد مین رہے وہ
بہتر ہے یا کہ روز آئے اور پیر کی محبت سے بیخبر ہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا بہتر وہی شخص ہے
کہ جو پیر کی یاد اور محبت مین لگا ہوا ہو اگرچہ بصورت ظاہر پیر سے دور ہو۔ پھر آپنے اپنی زبان
مبارک سے فرمایا ع بیرون زدرون نہ کہ درون بیرون بہ ٭ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ
شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز دو ہفتہ کے بعد قطب العالم حضرت شیخ قطب الدین نور اللہ
مرقدہ کی خدمت مین جایا کرتے تھے مگر شیخ بدرالدین غزنوی اور دوسرے عزیز ہمیشہ خدمت مین
حاضر رہتے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب قطب العالم خواجہ قطب الدین کے انتقال کا وقت ہوا تو ایک
بزرگ کی نسبت (کہ جنکا مزار آپکی پائینون ہے) فرمایا انہین آرزو تھی کہ مین شیخ کے
بعد انکا جانشین ہون اور شیخ بدرالدین کو بھی یہی خیال تھا مگر جب آپکے انتقال کا وقت آیا
تو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ میرا جامہ اور عصا اور مصلا اور نعلین چوبین شیخ فریدالدین کو
دیے جائین۔ ہمارے حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرماتے تھے کہ مینے اُس عصا اور جامہ کو دیکھا کہ
دوہرا سلا ہوا تھا۔ الغرض جس شب آپکا انتقال ہوا تو شیخ فریدالدین ہانسی مین تھے اُسی شب
اُنہون نے خواب مین دیکھا کہ میرے پیر کو حضرت رب العزت کی درگاہ مین لیئے جا رہے ہین یہ
خواب دیکھکر دوسرے دن ہانسی سے چل پڑے چوتھے روز شہر مین آگئے قاضی حمیدالدین
ناگوری حیات تھے وہ جامہ وغیرہ اُنہوں نے حضرت شیخ کو دیا اُنہون نے پہنکر دوگانہ شکرانہ
کا ادا کیا۔ قطب العالم خواجہ قطب الدین رحؒ کے مکان مین ایک روایت سے تین روز اور

ایک روایت سے سات روز تک مدت پھر وہاں سے چلے آئے اور آپکے ہانسی تشریف لیجانے کی کیفیت اوپر مفصل بیان ہو چکی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

روز شنبہ ۳- ماہ ربیع الآخر ۷۱۸ھ

شرف قدمبوسی حاصل ہوا۔ مریدوں کے حسن اعتقاد کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک نواسے شرف الدین تھے انہیں یہ خواہش ہوئی کہ میں شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی خدمت میں بہ نیت ارادت حاضر ہوں چنانچہ وہ ناگور سے اجودھن آئے شیخ شرف الدین کی ایک لونڈی تھی چلتے وقت اُسنے ایک چادر سوتنکہ کی مالیت کی انہیں دی اور یہ کہا کہ جب تم حضرت شیخ کی خدمت میں پہونچو تو میری طرف سے نذر دینا انہوں نے کہا اچھا القصہ جب یہ اجودھن پہونچے اور شرف زیارت سے مشرف ہوئے تو وہ چادر بھی پیش کی اور کہا کہ یہ چادر میری لونڈی نے آپکے لئے بھیجی ہے۔ شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ خدا اُسے آزادی عنایت فرمائے جبکہ مولانا شرف الدین آگے سے اُٹھے تو آپکے جی میں یہ بات آئی کہ شیخ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہے تو ضرور آزاد ہوگی مگر وہ تو قیمتی کنیز ہے میں اُسے کسطرح آزاد کرونگا شاید ایسا ہو کہ میں اُسے کسی کے ہاتھ بیچونگا اور وہ شخص اُسے آزاد کریگا پھر ساتھ ہی اسکے یہ بھی خیال ہوا کہ اگر وہ کنیز دوسرے کے گھر جاکر آزاد ہوئی تو اُسیکو ثواب ہوگا مجھے کب ہوگا میں خود ہی آزاد کیوں نکروں کہ اُسکا ثواب میں پاؤں یہ نیت کرکے شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مینے اُسے آزاد کیا۔ واللہ اعلم۔

روز یکشنبہ ۱۸- ماہ ربیع الاول ۷۱۸ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ دنیا کی محبت اور عداوت کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ خلق تین طرح کی ہے۔ ایک تو وہ ہے کہ دنیا کو دوست رکھتی ہے اور سارے دن اسی کی یاد اور طلب میں لگی رہتی ہے ایسے لوگ بہت ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو دنیا کو دشمن رکھتے ہیں اور اُسکی مذمت کا ذکر کرتے ہیں اور یکبارگی اُسکی عداوت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں کہ نہ دنیا کو دوست رکھتے ہیں نہ دشمن اور نہ اُسکی محبت کا ذکر کرتے ہیں نہ عداوت کا یہ قسم دونوں قسموں سے اچھی ہے۔ پھر آپنے حکایت

فرمائی کہ ایک شخص حضرت رابعہؓ کے پاس آیا اور بیٹھا اور دنیا کی برائی بیان کرنی شروع کی۔
حضرت رابعہؓ نے فرمایا کہ اے شخص پھر کبھی تو میرے پاس آنے کا قصد نکرنا تو دنیا کا دوستدار
معلوم ہوتا ہے جو اُسکا بہت سا ذکر کرتا ہے۔ پھر یہاں سے ترک دنیا اور درویشی کا ذکر
ہونے لگا کہ کیتھل اور کرام کی طرف ایک شیخ صوفی رہا کرتے تھے کہ انہیں لوگ صوفی بدھن
کہا کرتے تھے وہ بڑے تارکین میں سے تھے اور انکی یہ کیفیت تھی کہ کپڑا تک نہیں پہنتے تھے
بندہ نے عرض کیا کہ وہ کسی کے مرید تھے فرمایا نہیں پھر آپنے فرمایا اگر وہ کسی کے مرید ہوتے
تو اپنے ستر کو ضرور ڈھانکتے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انکا کوئی پیر نہ تھا۔ پھر آپنے
فرمایا کہ وہ نماز بہت پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ بہشت اچھی جگہ ہے مگر افسوس ہے کہ وہاں
نماز نہیں۔ اس اثنا میں بندہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی پیر دنیادار ہو اور وہ اپنے مریدوں کو دنیا کی
محبت سے روکے تو یہ اُسکا روکنا درست ہے آپنے فرمایا اگر وہ منع کریگا تو اُسکے منع کرنیکا
بالکل اثر نہو گا کیونکہ ایک تو لسان حال ہے اور ایک لسان قال۔ پند و نصیحت لسان حال سے
زیادہ اثر کرتی ہے اور زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلسکتا اور نہ اُسکا کوئی اثر ہوتا ہے۔
اسکے بعد کچھ ذکر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا آپنے فرمایا کہ اُنہوں نے جب کہ
سندیل اپنے شیخ سے پائی تو ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور برکت حاصل کرتے۔ ایک دن اتفاقاً
سب سو گئے اور اُس سندیل پر کہیں پاؤں جا پڑا جب بیدار ہوئے تو بہت قلق و اضطراب
پایا اور افسوس کیا کہ بروز قیامت ضرور مجھے اسکی بے ادبی کے سبب افسوس ہوگا۔ اسکے
مناسب حضرت خواجہ نے یہ حکایت فرمائی کہ جب میں نے حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز
سے خرقہ پایا تو میں اُسے اپنے پاس جان کی برابر رکھتا جب میں اجودھن سے دہلی آنے لگا تو اُس خرقہ کو اپنے ساتھ
لیتا آیا راہ میں سوائے اُس خرقہ کے میرا کوئی اور رفیق نتھا چلتے چلتے میں ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں رہزنوں کا بڑا خوف
تھا میں نے بستگا میں ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا اتنے میں کئی ہندو جنکا مجھے خیال تھا برآمد ہوئے اور
سیدھے میری ہی طرف کو آئے میں خرقہ کی طرف متوجہ ہوا اور دل میں کہا کہ شیخ تو میرے
پاس موجود ہیں فکر کی کیا بات ہے۔ خدا کی قدرت وہ میرے سامنے سے ہو کر دو ایک ادھر کو
دو ایک اُدھر کو ہو گئے غرضکہ سب کے سب متفرق ہو گئے اور مجھے کچھ نہ کہا میں سلامتی کے ساتھ

چلا آیا۔ اسکے بعد پھر کچھ دنیا کے جمع خرچ کا ذکر ہونے لگا کہ دنیا کو اپنے پاس جمع ہونے دے ضروری کپڑے وغیرہ کا تو کچھ مضائقہ نہیں مگر زیادتی ٹھیک نہیں جو کچھ آئے خرچ کر دے ذخیرہ نہ بنائے۔ پھر یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی ؎

زر از بہر دادن بود اے پسر	زبہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

پھر آپ نے فرمایا کہ خاقانی رحمۃ نے بھی اسکے مناسب کہا ہے ؎

چون خواجہ نخواہد زاند از ہستی زر کانے	آن گنج کہ او دارد پندار کہ من دارم

پھر آپ نے اس درمیان میں ایک کو سواک کرنے کی نسبت تاکید فرمائی اور اسی کے مناسب ایک حکایت بھی فرمائی کہ ایک دانشمند تھا کہ آسے نور ترک کہا کرتے تھے وہ خانہ کعبہ جاتا تھا وہیں گھر بنالیا تھا اور اپنے دروازہ پر یہ لکھکر لگا دیا تھا کہ جو میرے گھر آنا چاہے اور سواک اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو تو اسے آنا میرے گھر میں حرام ہے۔ اسکے بعد درویشوں کے مکارم اخلاق کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اور بوعلی سینا آپس میں ملے ملاقات کی جب ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے تو شیخ نے اپنے ملازم بوعلی صوفی سے کہا کہ تم یہیں رہو اور حضرت شیخ رح جو کچھ میری نسبت فرمائیں مجھے اطلاع دینا جب حکیم بوعلی سینا گئے تو حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکے پیچھے کچھ ذکر نہ کیا نہ بھلا نہ برا جبکہ اس صوفی نے کچھ ذکر نہ سنا تو ایک دن حضرت شیخ سے پوچھنے لگا کہ حضرت بوعلی سینا کیسا آدمی ہے شیخ نے فرمایا حکیم طبیب ہے اور بہت علم والا شخص ہے مگر مکارم اخلاق نہیں رکھتا۔ اسنے ساری کیفیت بوعلی سینا کو لکھ بھیجی بوعلی سینا نے وہاں سے خط بھیجا کہ میں نے تو کئی کتابیں مکارم اخلاق لکھی ہیں شیخ یہ کیا فرماتے ہیں کہ فلاں اخلاق نہیں رکھتا حضرت شیخ رح نے جب اس تحریر کا مضمون سنا تو آپ نے تبسم کیا اور فرمایا مینے تو یہ نہیں کہا کہ فلاں مکارم اخلاق نہیں جانتا بلکہ مینے تو یہ کہا تھا کہ فلاں مکارم اخلاق نہیں رکھتا یعنے واقف تو ہے مگر عامل نہیں ہے۔ اسکے بعد قاضی منہاج الدین کا ذکر چھڑ گیا آپ نے فرمایا میں ہر پیر کو آنکے وعظ میں جایا کرتا تھا ایک دن جو میں آنکے وعظ میں گیا تو انہوں نے یہ رباعی پڑھی رباعی

لب بر لب دلبران مہوش کردن	واہنگ سر زلف مشوش کردن

امروز خوش ست لیک فردا خوش نیست — خود را چو خسے طعمۂ آتش کردن

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں یہ رباعی سنکر از خود رفتہ ہو گیا کچھ دیر بعد ہوش میں آیا پھر آپنے انکا حال بیان کیا کہ بڑے صاحب ذوق شخص تھے ایکدفعہ انہیں شیخ بدرالدین غزنوی رح کے مکان میں بلایا اور وہ دن پیر کا تھا انہوں نے کہا آج وعظ کا دن ہے وعظ کے بعد آؤنگا۔ غرضکہ وعظ سے جب فارغ ہوئے تو گئے مجلس سماع گرم تھی جاتے ہی دستار اور کرتہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ اسوقت شیخ بدرالدین غزنوی کی غزل بہ ردیف آتش گرفت پڑھی جا رہی تھی۔ ایک دو بیت آپنے زبان مبارک سے فرمائیں اُس میں سے ایک بیت مجھے یاد نہ رہی سے

نوحہ میکرد بہر من نوحہ گر دوست مجمعے — آہ ازین سوزم بر آمد نوحہ گر آتش گرفت

اسوقت آپنے فرمایا کہ قاضی منہاج الدین شیخ بدرالدین کو شیر سرخ کہا کرتے تھے۔ پھر شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کا ذکر ہوا بندہ نے عرض کیا کہ آپنے انکا وعظ سنا ہے فرمایا ہاں سنا ہے مگر میں اسوقت خردسال تھا اچھی طرح معانی کا ادراک نہیں کر سکتا تھا ایک دن مینے دیکھا کہ وہ نعلین اُتار کر مسجد میں آئے اور دوگانہ ادا کیا مینے کسیکو بھی اسطرح نہ دیکھا کہ جسطرح وہ راحت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے دوگانہ پڑھکر ممبر پر آئے ایک شخص قرارہ کرنیوالا تھا اُسکا نام قاسم تھا نہایت خوش الحان تھا اُسنے ایک آیۃ پڑھی اُسکے بعد شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمانا شروع کیا کہ مینے اپنے باپ کے ہاتھ کا لکھا دیکھا ہے ابھی پوری بات کہی نہ تھی کہ خلق پر اتنا اثر پڑا کہ سب کے سب رونے لگے پھر انہوں نے یہ دو مصرعے کہے۔ سے

نہ از عشق تو زتو حذر خواہم کرد — جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

یہ کہتے ہی خلق سے ایک نعرہ بلند ہوا اور انہوں نے دو تین بار یہی دونوں مصرعے پڑھے پھر انہوں نے فرمایا کہ اے مسلمانو دو مصرعے اور ہیں اسوقت مجھے یاد نہیں آتے قاسم مقری نے وہ دونوں مصرعے یاد دلائے شیخ نے رباعی تمام کی اور نیچے اُترآئے۔ [illegible] اُنکے اس کہنے نے کہ اے مسلمانو مجھے دو مصرعے یاد نہیں آتے کیا اثر کیا ان سا [illegible] کہ

دلوں پر بہت ہی اثر ڈالا۔ پھر آپ نے شیخ نظام الدین ابوالموید کے محامد میں اور حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ مینہ نہ برسا لوگ پریشان ہو کر انکے سر ہوئے کہ آپ دعا کیجئے یہ ممبر پر آئے اور عرض کیا کہ بار الہا اگر تو مینہ نہ بھیجے گا تو میں کسی آبادی میں بھی نہ رہونگا یہ کہکر اتر آئے خدا تعالےٰ نے باران رحمت عنایت فرمایا۔ (یہ حکایت بالتفصیل پہلے آچکی ہے اسلیئے یہاں مجملاً لکھا گیا۔)

روز چہارشنبہ ۵- ماہ جمادی الاول ۷۱۹ھ

دولت پابوسی میسر ہوئی۔ نماز کا ذکر ہونے لگا کہ فرض ادا کرنے کے بعد جگہ کی تبدیلی کرنی چاہیئے آپ نے فرمایا بہتر ہے کہ جگہ بدل لی جائے اگر امام اپنی جگہ نہ بدلے تو کچھ کراہت نہیں ہے مگر مقتدی کے لیئے کراہت ہے جبکہ وہ جگہ نہ تبدیل کرے جگہ بدلنے کے لیئے بائیں جانب ہونا چاہیئے تاکہ قبلہ دائیں جانب ہو۔ واللہ اعلم بالصواب ٥

روز جمعہ ۱۳- ماہ جمادی الاول ۷۱۹ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ ذکر اس بات کا چھڑا کہ لوگ درویشوں کا ہاتھ چومتے ہیں اور برکت طلب کرتے ہیں آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مشائخ اور درویش جو ہاتھ چومنے کو دیتے ہیں انکی نیت بھی یہی ہوتی ہے کہ کسی مغفور کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے۔ پھر کچھ ذکر درویشوں کے نفس کا ہونے لگا کہ خواجہ اجل شیرازی رح کے مریدوں میں سے ایک مرید انکی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ایک میرا ہمسایہ ہے اسکے اوپر چڑھنے سے میرے گھر کا سارا سامنا ہوتا ہے میں ہر چند منع کرتا ہوں مگر وہ نہیں سنتا اور مجھے ایذا دیتا ہے خواجہ اجل رح نے فرمایا کہ اسے معلوم نہیں کہ یہ فلاں کا مرید ہے اسنے کہا جی ہاں معلوم ہے کہ یہ حضرت خواجہ سے تعلق رکھتا ہے خواجہ اجل نے غصہ سے فرمایا کہ پھر اسکی گردن کا منکا کیوں نہیں ٹوٹتا ادھر تو خواجہ نے یہ فرمایا۔ ادھر مرید رخصت ہو کر گھر آیا تو معلوم ہوا کہ اسکی گردن کا منکا ٹوٹ گیا۔ کھڑاؤں پہنکر چڑھتا تھا پاؤں جو پھسلا نیچے آپڑا۔ پھر مردان حق کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا قدیم زمانے میں چار شخص برہان لقب ملک بالا سے دہلی میں آئے ان چار برہانوں میں سے ایک تو برہان بلخ تھے دوسرے برہان کاشانی۔ دو برہان جو اور تھے انکے نام یاد نہیں ہے غرضکہ ان میں موافقت خوب تھی کھانا پینا سب ایک جگہ تھا تحصیل علم بھی ایک ہی جگہ کرتے تھے اول جو دہلی میں آئے تو

قاضی شہر نصیر کاشانی تھا اسکی محفل میں حاضر ہوئے۔ برہان کاشانی کی مسند بیان کرنے لگے
یہ ذرا دبلے پتلے اور کوتہ بالا تھے جب انہوں نے نکتے بیان کرنے شروع کیئے تو استاد لوگ
کہنے لگے دیکھیئے یہ ریزہ کیا کیا کچھ کہیگا اسروز سے بجائے برہان کاشانی برہان ریزہ نام پڑگیا
غرضکہ یہ برہان بڑے عمدہ شخص تھے آخر میں ابدال ہوئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا میں نے انہیں دیکھا
ہے ہر روز صبح پیادہ پا گھر سے باہر نکلتے باوجودیکہ دس گھوڑے اور سو سے زیادہ غلام رکھتے
تھے مگر کسی غلام کو اپنے ساتھ نہ لیجاتے نورالدین محمد انکا ایک بیٹا تھا ایک دن اسنے کہا کہ آپ
تنہا باہر نہ جایا کریں بہت لوگ ہمارے دشمن ہیں آپ کسی غلام کو اپنے ساتھ لیجایا کریں تاکہ وہ
آپکی خدمت بھی کرتا رہے۔ مولانا برہان الدین نے اپنے لڑکے سے کہا بابا محمد جہان میں جایا
کرتا ہوں اگر وہاں غلام کے لیجانے کی گنجایش ہوتی تو اول میں تجھی کو لیجاتا کہ تو میرا بیٹا ہے۔

روز یکشنبہ ۲۹- ماہ جمادی الآخر ۷۱۰ھ

دولت دستبوسی حاصل ہوئی۔ چونکہ رجب قریب تھا بندہ نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی
رضی اللہ عنہ نے ایک نماز فرمائی ہے کہ دو ۳ اور ۴ اور ۵ کو پڑھی جاتی ہے میرے جی میں
یہ خطرہ گذرتا ہے کہ جو دعائیں وغیرہ اور بزرگی اس نماز کی فرمائی ہے آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنی گئی ہے یا صحابہ کبار سے یا خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے غرضکہ
سنتیں سورتیں اور دعائیں کہاں سے ہیں اور انکا کیا ثبوت ہے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ یعنی
الہام سے بھی ہے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ اس سے پہلے جب میں دہلی سے حضرت
شیخ کی خدمت میں اجودھن جاتا تو یہ تین نام پڑھا کرتا یا حافظ یا ناصر یا معین اور یہ دعا
مینے کسی سے سنی نہ تھی شیخ کی خدمت میں جانے اور حق سے مدد چاہنے کے لیئے یہ تین کلمے
پڑھا کرتا۔ ایک مدت کے بعد ایک عزیز نے یہ دعا مجھے لکھدی یا حافظ یا ناصر یا معین
یا ملك یوم الدین ایاك نعبد و ایاك نستعین۔ اسکے بعد مشائخ کے احوال کا
ذکر ہونے لگا۔ بندہ نے عرض کیا کہ مینے ایک بات سنی ہے کہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ یہ کلمات
خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور مجھے ان کلمات کی کوئی تاویل نہیں آتی اور نہ کسیطرح
میرے دل کو قرار ہوتا ہے آپنے فرمایا وہ کیا کلمات ہیں بندہ نے عرض کیا کہ وہ کلمات یہ ہیں

محمد ومن دونه تحت لوائی یوم القیمة آپنے فرمایا نہین یہ اُنکا قول نہین ہے پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ اُنہون نے کہا تھا سبحانی ما اعظم شانی پھر آخر عمر مین آپ مستغفر ہوئے اور کہا مینے یہ بات ٹھیک نہ کہی تھی مین اُسوقت جہودی تھا اب زنار توڑتا ہون اور سرے مسلمان ہوتا ہون اور کہتا ہون اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک له واشہد ان محمد اعبدہ ورسوله۔ پھر یہان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا کہ مشائخ اور مردان خدا کو جو حال پیدا ہوتا ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حال پیدا ہوتا تھا چنانچہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باغ مین تشریف لیگئے اور کنوئین کی من پر جا بیٹھے اور پاؤن اندر لٹکا دئیے اور اپنے حال مین مشغول ہو گئے ابو موسیٰ اشعری آپکے ساتھ تھے آپنے اُن سے فرما دیا تھا کہ بنے اذن کوئی اندر نہ آنے پائے کہ اتنے مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے ابو موسیٰ اشعری آپسے اجازت لینے آئے فرمایا اچھا بلا لو اور بہشت کی بشارت دیدو۔ ابو موسے نے اُنکو بشارت دی اور اندر بلا لیا۔ حضرت ابوبکر آئے اور آپکے داہنی جانب بیٹھے آپ اُسیطرح پاؤن لٹکائے بیٹھے رہے کہ آپکے بعد حضرت عمر رض آئے ابو موسیٰ نے اُنکے آنے کی خبر دی آپنے اُنکو بشارت دینے کے بعد بلا لیا وہ آکر آپکے بائین جانب بیٹھے کہ اتنے مین حضرت عثمان رض آئے ابو موسیٰ نے جا کر عرض کیا آپنے اُنکو بشارت دینے کے بعد اندر بلا لیا وہ آپکے سامنے اُسیطرح بیٹھ گئے۔ پھر اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ ہم سب ایک جگہ ہین اسیطرح موت بھی ایک جگہ ہوگی اور پھر قبرونسے اٹھنا بھی ایک جگہ ہوگا۔ جب یہ حکایت آپنے تمام کی تو فقرا اور خرقہ کا ذکر ہونے لگا حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج مین جناب باری سے خرقہ پایا تھا اُس خرقہ کا نام خرقہ فقر ہے پھر آپنے صحابہ کو بلایا اور کہا مینے ایک خرقہ جناب باری سے پایا ہے اور مین تم مین سے اُس شخص کو دونگا جو میری بات کا جواب دے کیونکہ مجھے اسیطرحکا حکم ہے۔ پھر آپنے حضرت ابوبکر صدیق رض کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اگر یہ خرقہ مین تمہین دون تو تم کیا کرو اُنہون نے کہا مین صدق اختیار کرون اور عطا و طاعت مین مشغول ہون۔ پھر آپنے حضرت عمر رض سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ مین تمہین دون تو تم کیا کرو سا نہون نے کہا مین عدل و انصاف کرون۔ پھر آپنے حضرت

عثمان سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ مین تمہین دون تو تم کیا کرو انہون نے کہا مال خرچ کرون اور سخاوت اختیار کرون۔ پھر آپ نے حضرت علی رض سے پوچھا کہ اگر مین تمہین یہ خرقہ دون تو تم کیا کرو حضرت علی نے کہا مین پردہ پوشی اختیار کرون اور خدا کے بندون کا عیب چھپاؤن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی لو یہ خرقہ مینے تمہین دیا کیونکہ مجھے خدا تعالے کا یہی حکم تھا کہ جو یہ جواب دے اُسے خرقہ دینا۔ یہان سے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب اور آنکے انصاف و سخاوت کا ذکر ہونے لگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک زرہ آپکی جاتی رہی تھی وہ زرہ آپنے ایک یہودی کے پاس دیکھ لی آپنے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ یہ زرہ تو میری ہے یہودی نے کہا تم اپنے دعوی مین کامل ثبوت دو تو لے لو۔ اُن دنون آپ خلیفہ تھے آپنے کہا مین ہی خلیفہ اور مین ہی مدعی یہ دعوی کسطرح ثابت ہو۔ آؤ ہم تم دونون شریح کے پاس چلین اور مین اپنا دعوی وہان پیش کرون۔ اُن دنون شریح نائب علی رض تھے القصہ جب یہ مقدمہ شریح کے پاس گیا اور اُنہون نے زرہ کا دعوی کیا تو شریح نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ اگرچہ تم ہمارے خلیفہ ہو اور مین آپکے حکم سے اسوقت بحکم نیابت حاکم ہون چونکہ آپ اسوقت مدعی بنکر آئے ہین لہذا آپکو مدعی علیہ کے پاس کھڑا ہونا چاہیئے۔ امیر المومنین نے ویسا ہی کیا اُسکے برابر کھڑے ہوکر دعوی کیا شریح نے کہا گواہ لاؤ آپنے اپنے بیٹے حسن اور قنبر غلام کو گواہی مین پیش کیا۔ شریح نے کہا مین انکی گواہی نہین لیتا۔ کیونکہ ایک آپکا بیٹا ہے اور ایک آپکا غلام ہے انکے علاوہ کوئی اور غیر گواہ لاؤ۔ امیر المومنین نے کہا انکے سوا تو مین اور کوئی گواہ نہین رکھتا شریح نے یہودی سے کہا تو زرہ اٹھا لے جب تک کہ یہ دو گواہ نہ گذارین اُسوقت تک تو اسپر قابض ہے۔ یہودی نے جب یہ معاملہ دیکھا اُسے سخت حیرت ہوئی اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ حقیقت مین یہ دین محمدی اصل ہے کہ انہون نے ذرا بھی انکا پاس نہ کیا وہ اُسیوقت اسلام لے آیا اور زرہ حضرت علی کو دیدی اور کہا واقعی یہ حق آپ ہی کا ہے میری زرہ نہین ہے۔ امیر المومنین نے وہ زرہ اُسیکو واپس دیدی اور ایک گھوڑا اپنے پاس سے دیا۔ اسی مجلس مین مریدین مین سے ایک مرید حضرت خواجہ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ میرے گھر مین بچہ پیدا ہوا ہے۔ خواجہؒ نے فرمایا

کیا نام رکھا اُسنے کہا خیر (خیر کے معنے نہیں کے ہیں یعنی ابھی نام نہیں رکھا۔ اور دوسرے
معنے خیر کے بھلائی کے ہیں) اسلیئے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ پس اُسکا نام خیر ہی ہونا چاہیئے
پھر اس لفظ خیر کی نسبت آپنے یہ حکایت فرمائی کہ خواجہ خیر نساج ایک دفعہ کہیں شہر سے
باہر چلے گئے ایک اعرابی نے انہیں پکڑ لیا کہ تو تو میرا غلام ہے جاتا کہاں ہے یہ چپ
ہو گئے اُسے کچھ جواب نہ دیا ایک مدت تک آپ اُسکے گھر رہے پھر اُسنے اپنے باغ میں
باغبانی کے لیئے بھیجدیا یہ رکھوالی کرنے لگے ایک عرصے کے بعد وہ اپنے باغ میں آیا اور
ان سے کہا کہ ایک شیرین انار لاؤ یہ ایک انار توڑ کر لے آئے اُسنے جو چکھا تو کھٹا۔ پھر
اُسنے کہا کہ میں شیریں انار مانگتا ہوں وہ لا کر دو۔ یہ ایک اور توڑ کر لے گئے وہ بھی کھٹا
نکلا جب تو وہ خفا ہوا اور کہنے لگا کہ میٹھا انار مانگتا ہوں اور تو کھٹا لیکر آتا ہے اسکا کیا
سبب ہے۔ خیر نساج بولے میں تو کھٹا میٹھا جانتا نہیں اُسنے کہا اتنی مدت سے تو یہاں رہتا ہے
اور باغبانی کرتا ہے اب تک تجھے کھٹے میٹھے کی خبر نہیں انہوں نے کہا مجھے تو تو نے باغبانی
کے لیئے رکھا تھا نہ کھٹے میٹھے چکھنے کے لیئے میں تو امین ہوں جب اُس باغ کے مالک کو یہ
بات معلوم ہوئی تو اُسنے انہیں آزاد کر دیا۔ خواجہ نساج کا نام پہلے کچھ اور تھا مگر اس اعرابی نے
انکا نام خیر رکھدیا تھا۔ آزاد ہونے کے بعد انہوں نے کہا بس میرا یہی نام ہے جو اس شخص نے رکھا ہے

۲۶- ماہ رجب سنہ ۸۱۶ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ کے دل میں ایک حدیث کی تحقیق کرنی تھی عرض کی
کہ حضرت زُر غِبًّا یہ حدیث کا لفظ ہے آپنے فرمایا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابو ہریرہ کو فرمایا تھا کہ تم ایکدن بیچ زیارت کیا کرو یعنے ایکدن آیا کرو ایکدن نہ آیا کرو تو یہ لفظ
آپنے فرمایا تھا زُر غِبًّا۔ اسکے بعد اہل و عیال والے درویشوں کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا
صبر تین جگہ پر ہے (۱) الصبر عنہن (۲) الصبر علیہن (۳) الصبر علی النار
اول صبر تو عورتوں سے ہونا چاہیئے کہ اصلاً انکی طرف رغبت و خواہش و کشش نہو تو یہ
صبر بہت خوب ہے اور اسکا نام الصبر عنہن ہے اور جو یہ بات نہ حاصل ہو تو نکاح کرے
یا کوئی لونڈی خریدے اور چاہیئے کہ برابر صبر کرے۔ الصبر علیہن کے یہ معنی ہیں

اور جو مبتدا اس سے گندے علم اور خطاؤں میں گرفتہ ہو جائے تو الصبر عنہ اشارہ ہے یعنے اگ میں جانے پر صبر کرے پس بنے توجہ تین طرح کے پائے - الصبر عنہن - الصبر علیہن الصبر علی النار واللہ اعلم بالصواب

روز سہ شنبہ ۱۳ - ماہ شعبان سنہ ۷۱۸ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی - مولانا نور ترک کا ذکر ہونے لگا بندہ نے عرض کیا کہ بعض علماء نے انکے دین کے بارہ میں کچھ کچھ کہا ہے - فرمایا وہ ایسے نہ تھے وہ تو آسمان کے پانی سے بھی زیادہ پاک تھے - پھر بندہ نے عرض کیا کہ تاریخ طبقات ناصری میں تو یہ ایسا لکھا دیکھا ہے کہ وہ علمائے شریعت کو ناصبی و مرجی کہا کرتے تھے آپنے فرمایا انہیں علمار شہر سے تعصب تھا اور وجہ یہ تھی کہ وہ علماء کو دنیا میں آلودہ دیکھتے تھے اسلئے وہ انہیں اسطرح منسوب کرتے تھے - بندہ نے عرض کیا کہ مرجیان اور ناصبیان کون لوگ ہیں - فرمایا کہ ناصبی رافضی لوگ ہیں - اور مرجی وہ لوگ ہیں کہ ہر جگہ رجا کرتے ہیں (چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے الایمان بین الخوف والرجاء یعنے ایمان خوف اور رجا کے درمیان میں ہے پس خوف بھی رکھنا چاہیئے اور امید بھی رکھنی چاہیئے) - پھر آپنے فرمایا کہ مرجی دو طرح کے ہیں - ایک مرجی خالص - اور ایک مرجی غیر خالص - مرجی خالص تو وہ ہے کہ کہے کل رحمت ہے - اور مرجی غیر خالص وہ ہے کہ رحمت اور عذاب دونوں سے کہے اور مذہب یہی ہے پھر مولانا ترک کی حکایت فرمائی کہ وہ صاحب سخن کبری تھے مگر کسیکے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا تھا جو کچھ فرماتے قوۃ مجاہدہ اور علم کی قوت سے فرماتے انکا ایک غلام دھنا تھا ہر روز ایک درم مولانا کو دیتا پس اسی میں انکی وجہ معاش تھی پھر وہ یہاں سے مکہ چلے گئے اور وہیں رہنے لگے ایک شخص جو اس دیار سے وہاں پہونچا تو اُسنے دو من چاول پیش کئے تو انہوں نے لے لئے اور دعا دی اس شخص کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ ایکدفعہ سلطان رضیہ نے بہت سارو پیہ بھیجا تھا اور انہوں نے قبول نہیں فرمایا تھا اور لکڑی اس زر پر مارتے تھے کہ اسے اٹھاؤ ہمارے پاس سے لیجاؤ اب انہوں نے یہ شے کسطرح قبول فرمائی مولانا ترک فرمانے لگے کہ اے خواجہ تو مکہ کو دہلی کے ساتھ قیاس نکر اور دوسری بات یہ ہے کہ میں جوان تھا وہ قوت و

وحشت اب کہاں ہے اب تو میں بوڑھا ہو گیا اور یہ مجبوب یہاں بہت عزیز ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ ایک دفعہ ہانسی میں تھے کہ وعظ کہنا شروع کیا شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس سرہ سے مینے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے مینے اُنکا وعظ بہت سُنا ہے جب وہ ہانسی میں آئے تو میں انکے وعظ میں گیا میرے کپڑے رنگین اور پھٹے ہوئے تھے اور میری اُنکی ملاقات بھی نہ تھی جوں ہی مینے مسجد میں قدم رکھا اور اُنکی نظر مجھ پر پڑی بس کہنا شروع کیا کہ اے سلمانو صراف سخن آگیا ہے اور پھر میری ایسی تعریف کی کہ کسی بادشاہ کی بھی ایسی نہ کرتے۔ اسکے بعد تعویذ لکھنے اور دینے کا ذکر ہوا آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک مرتبہ شیخ الاسلام قطب الاقطاب قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہ سے عرض کیا کہ لوگ مجھسے تعویذ مانگتے ہیں آپکا کیا حکم ہے کیا لکھکر دیدیا کروں حضرت شیخ نے فرمایا نہ تو کام تمہارے ہاتھ میں ہے نہ میرے ہاتھ میں تعویذ خدا کا نام ہے پس خدا کا کلام لکھو اور دو۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بارہا میرے جی میں آیا کہ میں تعویذ لکھنے کی آپ سے اجازت چاہوں مگر وہ وقت فرصت کا ہو لیکن ایسا موقع ہوا کہ بدرالدین اسحاق جو تعویذ لکھا کرتے تھے موجود نہ تھے آپنے میری طرف اشارہ کیا کہ تو لکھ میں لکھنے لگا اور لوگوں کی آمد شروع ہوئی اور ایک بھیڑ لگ گئی اور میری کتابت بھی بہت ہو گئی کہ اس اثنا میں شیخ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ کیا تھک گئے یا جی میں ملول ہو گئے مینے عرض کیا جو حال ہے آپ پر روشن ہے فرمایا مینے تجھے اجازت دی تو تعویذ لکھا کر۔ اور لوگوں کو دیا کر۔ پھر آپنے فرمایا کہ بزرگوں کے ہاتھ کا لکھنا بھی بڑا اثر رکھتا ہے۔

روز دوشنبہ ۱۱۔ ماہ رمضان ۷۱۸ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ آنیوالوں میں سے جو آتا تھا برسم سلام کچھ لاتا تھا۔ ایک شخص آیا اور کچھ نہ لایا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اسے کچھ دو۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے کہ جو میرے پاس آتا ہے وہ کچھ نہ کچھ لیکر آتا ہے اور جو مسکین آتا ہے اور کچھ نہیں لاتا تو مجھے اُس شخص کو کچھ نہ کچھ دینا ضرور چاہیئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں طلب علم اور شرعی احکام کے سیکھنے کے لئے آتے تھے جب وہ وہاں سے لوٹتے تھے تو اوروں کو ہدایت کرتے تھے رستہ بتاتے تھے۔

اور بغیر کتائے پیٹے آپکے پاس آجاتے تھے۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن خطبہ
پڑھا اور کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو اپنے لیئے کچھ بچا رکھو
صبح سے دوپہر تک جو شے آپکے پاس آتی سب دیڈالتے اور دوپہر سے شام تک جو شے آتی
سب تقسیم فرمادیتے۔ اس اثنار مین بندہ نے عرض کیا کہ اسراف کیا ہے اور اسکی حد کہاں تک
ہے فرمایا جو شے نے نیت دیجائے اور خدا کے لیئے نہ دیجائے اگرچہ وہ ایک دانگ ہو اسراف
ہے۔ اور جو حق کی رضا کے لیئے دیجائے اگرچہ سارا جہان ہو تو وہ اسراف نہین۔ پھر آپنے
فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑا خرچ رکھتے تھے کسی نے اُنکی خدمت مین
یہ حدیث پڑھی کہ لاخیر فی الاسراف شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ لَااِسْرَافَ
فِی الْخَیْرِ۔ پھر بیان سے ہمتون کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا مختلف ہمتین ہین ایک بزرگ
تھے کہ اُنکا ایک لڑکا تھا اور ایک غلام تھا غلام مین ایک نوع کی رشد و ہدایت تھی اُس بزرگ
نے دونون کو اپنے سامنے بٹھایا اور اول لڑکے سے پوچھا کہ تیری ہمت یعنی قصد و ارادہ کس
کام مین ہے اُسنے کہا میری ہمت و عزیمت تو یہ ہے کہ مین بہت سے گھوڑے اور غلام خریدلن
پھر اُس غلام سے پوچھا کہ تیری ہمت و قصد کیا ہے اُسنے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ جو غلام
میرے پاس ہو مین اُسے آزاد کردن اور آزادونکو اپنے احسان سے بندہ بناؤن اُسوقت آپنے
فرمایا کہ دیکھو ایک کی ہمت تو یہ ہے کہ دنیا آئے اور دوسرے کی ہمت یہ ہے کہ دنیا پاس نہ آئے
ان دونون قسمون مین سے وہ ہمت بہتر ہے کہ اگر دنیا سے کچھ آئے تو مرحبا نہ آئے تو مرحبا
دونون حال مین خوشی رہے۔ جو یہ کہے کہ مجھے دنیا نہین چاہیئے تو یہ کہنا اُسکا ٹھیک نہین
مناسب یہ ہے کہ جو رستہ حق پر رہے اگر آئے خرچ کرے اور جو نہ آئے صبر کرے اور خوش
رہے۔ اس اثنا مین آپنے بندہ کیطرف رخ کیا اور فرمایا کہ تم صدقہ فطر دیتے ہو بندہ نے
بطریق استفہام عرض کیا کہ کیا مجھپر صدقہ فطر واجب ہے۔ آپنے فرمایا ضروری حاجت کی
چیزونکے علاوہ اگر نصاب کامل ہے یا نقدی ہے تو اُسپر صدقہ فطر دینا واجب ہے بندہ نے
عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ نقدی نہین ہے۔ آپنے اس صورت مین کچھ حکم نہ فرمایا مگر آپنے
اُسوقت یہ فرمایا کہ مجھپر ایسا بہت سا وقت گذرا ہے کہ میرے پاس ایک دانگ بھی نہین ہوا

اور میں نے قرض لیکر صدقۂ فطر دیا ہے اور خاصکر جب سے مجھے یہ حدیث پہونچی ہے کہ رمضان کے روزے صدقۂ فطر پر موقوف ہیں تو میں برابر دیتا ہوں۔ بندہ نے آداب بجالایا اور عرض کیا کہ مینے بھی تجمل کیا میں ضرور صدقۂ فطر دیا کرونگا آپنے فرمایا اپنا بھی اور بچونکا بھی۔ پھر بندہ نے عرض کیا کہ بندہ دیوگیر میں تھا کہ ملیح جو میرا آزاد کردہ خدمتگار ہے اُسنے پانچ تنگہ کو ایک کنیززادی خرید لی تھی جبکہ لشکر شہر کیطرف جانے لگا تو اُسکے ماں باپ پیدا ہوگئے اور نہایت عجز وزاری کے ساتھ دس تنگہ لیکر آئے کہ یہ لے لو اور ہماری دختر دیدو۔ میں اُنکی گریہ وزاری پر بہت کُڑھا مینے اپنے پاس سے دس تنگہ ملیح کو دیئے اور کہا کہ تونے پانچ کو خریدی تھی دس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال چنانچہ اُسنے بیچ ڈالا مینے وہ دختر اُنکو دیدی اور وہ جو دس تنگے لائے تھے وہ بھی پھیر دیئے۔ بندہ نے یہ کام کیا ہے حضرت مخدوم کیا فرماتے ہیں حضرت خواجہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا خوب کام کیا پھر بندہ نے عرض کیا کہ میں نے یہ فعل مولانا علاء الدین اصولی کے قول کے موافق کیا ہے اُنکی حکایت حضرت مخدوم ہی سے سنی تھی آپنے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ پھر آپنے اُس حکایت کو دُہرایا۔ ایک دانشمند حاضر تھا اُسنے کہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم طائی کی دختر کو اسیر کیا تو اُسنے اپنے باپ کے محامد اور مناقب بیان کرنے شروع کیئے آپنے اُسے آزاد کردیا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بندہ جو طاعت کرتا ہے خواہ وہ مالی ہو یا بدنی یا کوئی خلق پاکیزہ اخلاق میں سے۔ تو ایک چیز بھی اگر اُس میں سے قبول ہوگئی تو بندہ کے سارے کام بنگئے۔ اُسوقت آپنے فرمایا سعادت کے قفل کی بہت سی کنجیاں ہیں نہ معلوم کونسی کنجی سے وہ قفل کھلجائے اسلیئے سارے ہی کلمات کے ساتھ تمسک کرنا چاہیئے کہ اگر ان کلمات سے کشادہ نہوا تو اور سے ہوگا۔

روز شنبہ ۲۱۔ ماہ شعبان سنہ ۷۱۹ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ وضو کی احتیاط کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا اتنی احتیاط شرط ہے کہ دل آسودہ ہوجائے یعنے کوئی وسوسہ نہ ہے۔ بعض تو چند قدم چلکر شمار کرکے وضو کرتے تھے۔ بعض لوٹ پوٹ کر۔ پھر آپنے فرمایا کہ مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس معنی کو مکان سے تعلق نہیں ہے بلکہ زمان سے تعلق ہے اور چند قدم

گندا یہ معتبر نہیں ہے اعتبار یہی ہے کہ دل آسودہ ہو بس یہی کافی ہے۔ پھر یہ ذکر ہونے لگا
کہ اگر کسیکو سلسلبول ہو یا نکسیر جاری ہو یا کوئی بیماری اسی قسم کی ہو تو وہ کیا کرے۔ آپنے فرمایا
ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور اُسنے اپنی کیفیت بیان کی اسکو
ہمیشہ خون جاری تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا کر اگرچہ
خون بوریئے پر بہتا ہو۔ پھر نماز اور اسکی حضوری کا ذکر ہونے لگا بندہ نے عرض کیا ایسا سنا گیا
ہے کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ جہان بیٹھے ہوتے تھے خارج نماز مین ہر بار سجدہ کرتے تھے
آپنے فرمایا ہان۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ ایک دفعہ حجرہ مین تھے اور دروازہ بند کر رکھا تھا مینے جو کواڑ
کی درزون مین سے دیکھا تو آپ ہر بار کھڑے ہوتے تھے اور پھر سجدہ مین گرپڑتے تھے اور یہ
مصرع کہتے تھے ؎ از بہر تو میرم از برائے تو زیم ٭ پھر اُنکے انتقال کی حکایت فرمائی ۵ محرم
کو آپکو تکلیف زیادہ ہوئی عشار کی نماز جماعت سے پڑھی پھر بیہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد
ہوش مین آئے پوچھا مینے عشا کی نماز پڑھ لی لوگون نے کہا ہان کہا ایک دفعہ اور پڑھ لون خدا
جانے کیا ہو جب دوسری دفعہ پڑھ چکے پھر بہت بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے پھر پوچھا
کہ مین عشا کی نماز پڑھ چکا لوگون نے عرض کیا آپ دو بار پڑھ چکے کہا ایک بار اور پڑھ لون خدا
جانے کیا ہو تیسری دفعہ آپنے پھر پڑھی اور رحمت حق سے جا ملے۔

روز یکشنبہ ۱۳- ماہ ذلیقعدہ ۷۱۸ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اصحاب شغل اور نوکر پیشہ لوگونکا ذکر ہوا آپنے زبان مبارک سے
فرمایا کہ ان لوگونکے بسبب تعلق نوکری سلامتی کم ہے۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ زمانہ گذشتہ
مین ایک بزرگ حمید نامی تھے اول اول تو وہ دہلی مین رہے آخر کو وہ طغرل بادشاہ کے
لڑکے کے ملازم ہو کر لکھنوتی چلے گئے وہ لڑکا وہان تخت نشین ہو گیا القصہ حمید اسکی نوکری
مین رہتے۔ ایک دن وہ اُسکے آگے کھڑے ہوئے تھے کہ ایک صورت نمودار ہوئی اور کہا
اے حمید تو یہان کیون کھڑا ہے یہ کہکر وہ صورت غائب ہو گئی وہ خواجہ حمید حیران رہ گئے
اسیطرح پھر وہ کھڑے ہوئے تھے کہ وہ صورت نمودار ہوئی اور کہا اے حمید تم یہان اس
شخص کے پاس کیون کھڑے ہو یہ کہکر پھر وہ صورت غائب ہو گئی تیسری دفعہ پھر وہ صورت نمودا

ہوئی اور کہا اے حمید تو یہاں کیوں کھڑا ہے انہوں نے کہا کہ میں کیوں نہ کھڑا ہوں میں اسکا ملازم ہوں یہ میرا آقا ہے مجھے تنخواہ دیتا ہے۔ اس صورت نے کہا تو عالم وہ جاہل۔ تو حزوہ بندہ۔ تو صالح وہ فاسق۔ یہ کہکر وہ صورت غائب ہوگئی۔ خواجہ حمید نے جب یہ بات دیکھی تو اپنے ملک جانیکا ارادہ کرلیا اور بادشاہ سے کہا کہ مجھے لوگوں کا دینا ہے تو دیدے اور اب میں تیری نوکری نہیں کرتا اُسنے کہا کہو تو بات کیا ہے تمہیں کیا ہوگیا کہیں دیوانے تو نہیں ہوگئے۔ خواجہ حمید نے کہا نہیں دیوانہ نہیں ہوں مگر میں تیرے پاس اب نہیں رہونگا مجھے تنبیہ دی گئی ہے جب حضرت خواجہ اس حرف پر پہونچے بندہ نے عرض کیا کہ حضرت وہ صورت مردانِ غیب سے ہوگی فرمایا نہیں جسکا باطن اندر سے صاف ہوجاتا ہے اُسے ایسی بہت سی صورتیں دکھائی دیا کرتی ہیں۔ اور جسکے باطن میں افعال قبیحہ کے سبب سے صفائی نہیں ہوتی اُس سے یہ چیزیں چھپی رہتی ہیں جب باطنی صفائی حاصل ہوئی اور ایسی ایسی صورتیں دکھلائی دینی شروع ہوئیں پھر آپنے یہ بیت زبان مبارک سے فرمائی ؎

آن نامہ کہ مے جستی ہم با تو در گلیم ست	تو از سیہ گلیمی بوئے ازان نہ داری

پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جب خواجہ حمید بادشاہ کے پاس سے آئے تو شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آئے اور ارادت لائے پہنے انہیں دیکھا تھا یہ اہل شخص تھے کبھی کبھی وعظ بھی کہا کرتے تھے اور درویشی وطاعت میں مستقیم الاحوال تھے وہ اس مرتبہ کو پہونچے کہ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تم اپنے گاؤں چلے جاؤ کہ تم اسوقت مثل ستارہ ہو ستارہ مقابل مہتاب نور نہیں دیا کرتا۔ خواجہ حمید نے یہ ارشاد سنکر قبول کیا مگر اسی شب سات لوگوں نے حج کے جانیکا مصمم ارادہ کیا خواجہ حمید بھی تیار ہوئے اور شیخ کی خدمت میں آئے اور حج کے جانیکا ارادہ ظاہر کیا حضرت شیخ رح نے انہیں اجازت دیدی۔ القصہ وہ آپکے مصاحبت میں حج کو گئے۔ خوب حج کیا اور اس دولت سے مشرف ہوئے جب وہاں سے لوٹے تو راہ میں رحمت حق سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک جوان نے اُسی دن تجدید بیعت کی مگر اسکے ایک طرف بہت چوٹ آئی تھی تکلیف میں تھا اُسکے باب میں یہ بیت آپنے فرمائی ؎

اے بسا نیشتر کان ترا آہو ست	اے بعا در دکان شما دار دست

روز دوشنبہ ۲۱ - ماہ ذیقعدہ ۷۲۰ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ استقرارِ توبہ اور استقامت بیعت کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا یہ جو آدمی شیخ کا ہاتھ پکڑتا ہے اور بیعت کرتا ہے در اصل اُسکا عہد خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اُسپر ثابت قدم رہے اگر اُسپر کوئی پریشانی بھی آجائے تو گھبرا کے نہیں جائے اور خیال کرے کہ مینے کسکا ہاتھ پکڑا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ مین جب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی خدمت مین پہونچا اور اُن سے بیعت کی تو لوٹتے وقت راہ مین پیاس کا اثر غالب ہوا ہوا گرم تھی پانی دور تھا چلتے چلتے مین ایک جگہ پہونچا کہ وہان ایک علوی کو بیٹھا دیکھا مین اُسے پہچانتا نہ تھا لوگ اُسے سید عابد کہتے تھے آدمی خوش باش تھا جب مین اُسکے پاس پہونچا تو مینے کہا میان کہین پانی بھی ہے مین تو بہت ہی پیاسا ہون ایک لوٹا اُسکے پاس دھرا ہوا تھا اُسنے کہا خوب آئے یہ لوٹا رکھا ہے اسمین سے پیو۔ چونکہ مجھے ایک قرینہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ ضرور اسمین ہو نہو شراب ہے مینے کہا یہ تو مین نہین پیتا۔ اُس علوی نے کہا میان جی تو یہان آس پاس کہین پانی نہین ہے بلکہ دور تک نہین ہے مینے اسی سبب سے پانی بھر لیا ہے تم ہی لو ورنہ مارے پیاس کے مرجاؤگے مینے کہا خیر جو کچھ ہو سو ہو مینے تو شیخ کا ہاتھ پکڑا ہے اور عہد کر لیا ہے مین ایسے کبھی نہ ہونگا یہ کہکر مین وہان سے چل پڑا مین تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پانی پر پہونچ گیا الحمد للہ۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ خواجہ حمید سوالی خواجہ معین الدین چشتی رح کے مرید تھے خواجہ قطب الدین رح کے ہم خرقہ تھے جب تائب ہوئے تو خرقہ پایا۔ انکے ساتھی اور رفیق انکے گرد ہوئے کہ آؤ خواجہ حمید بولے جاؤ چلے جاؤ مجھ سے بات نکرو مینے اپنا ازاربند ایسا مضبوط کسا ہے کہ قیامت کو حوران بہشتی پر بھی نہ کھلے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روز شنبہ ۱۱ - ماہ ذیحجہ ۷۲۰ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ بسبب ایام تشریق اس ماہ کی ۱۳ - کو فطا کیا جاتا ہے۔ پھر ایام بیض کے روزون کا کیا حال ہوگا آپنے فرمایا سولہوین تک رکھا جائے پھر آپنے فرمایا کہ امام شافعی رح نے ہمیشہ ۱۴ سے سولہ تک روزہ رکھا ہے۔ سو اس ماہ مین اتفاقیہ سولہ تک رکھا جائے تو کیا حرج ہے اس اثنا مین کھانا آگے رکھا گیا جاول پکے

ہوئے تھے۔ بندہ نے عرض کیا لا کرامتہ منی حدیث ہے فرمایا ہاں اور اسکی کیفیت اسطرح ہے کہ ایک صحابی کھانا لاتے تھے ہر کوئی اس میں سے قبول کرتا تھا ایک کہتا تھا اللحم منی دوسرا کہتا تھا الجواب منی غرضکہ ہر ایک اپنی پسند کے موافق کہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا کرامتہ منی۔

روز دوشنبہ ۲۰۔ ماہ ذی الحجہ ۸۱۸ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ کھانا لایا گیا جب کھا چکے ہاتھ دھلانے کے لیئے طشت و آفتابہ لائے آپنے تبسم فرمایا کہ عرب میں طشت و آفتابہ کھانے کے بعد لاتے ہیں تو اسے ابوالیاس کہتے ہیں یعنے اسکے بعد اب کوئی کھانا نہیں آئیگا۔ پھر آپنے بطریق طیبت فرمایا کہ ہندوستان میں ابوالیاس تنبول ہے کہ اسکے بعد پھر کوئی کھانا نہیں آئیگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ عرب میں تنبول نہیں ہوتا اس سبب سے طشت و آفتابہ ہی کو ابوالیاس کہتے ہیں اور نمک کو ابوالفتح۔

روز دوشنبہ ۲۷۔ ماہ ذی الحجہ ۸۱۸ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ کھانے کا ذکر ہو رہا تھا کہ آپنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو کھانا کھایا جاوے متقی کی ملک سے کھایا جائے اور متقی ہی کو کھلایا بھی جائے پھر آپنے فرمایا کہ متقی کا کھانا کھانا تو ہوسکتا ہے ہر طرح گمان کر سکتے ہیں ہاں متقی کا کھلانا یہ امر دشوار ہے کیونکہ دس آتے ہیں نہ معلوم ان میں کون متقی ہے: پھر آپنے فرمایا ایک حدیث مشارق میں اور آئی ہے کہ جو ہو اسے کھانا دو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ بداؤن میں ایک شخص صائم الدہر تھا شام کی نماز کے بعد آپ دہلیز خانہ میں آبیٹھتا غلام دروازہ کے آگے کھڑے رہتے جو آتا یا جاتا اسے بلاتے اور افطار کراتے۔ اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حکایت فرمائی کہ وہ بغیر مہمان کھانا نہیں کھلاتے تھے ایک دن ایک مشرک انکا مہمان ہوا حضرت ابراہیم نے جب اسے بیگانہ دیکھا کھانا نہ دیا فرمان الٰہی آیا کہ اے ابراہیم ہم تو اسے جان دیتے ہیں تو نان بھی نہیں دیتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اس سے پہلے تین ایک شہر میں تھا

کہ ایک دفعہ چند صوفی شیخ بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ کے بازار سے آئے اور ایک سعید قریشی دہجری

اور آپکے متعلق لوگ تھے مجلس اچھی تھی کھانا لایا گیا سب رغبت کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے ایک میرا ہمسایہ تھا کہ اُسے شرف پیادہ کہا کرتے تھے رہ آیا اور کھانے میں مشغول ہوا۔ یہ شرف پیادہ مجید تھا اُسکے آتے ہی سعید قریشی اور کئی ایک آدمی کھانے سے دست کش ہوئے اور انہیں بہت ہی ناگوار گذرا یہانتک کہ سعید قریشی تو اُس مجلس سے اُٹھکر باہر چلے گئے حضرت خواجہ نے فرمایا میں سخت حیران رہا کہ انہیں کیا ہو گیا جو کھانا چھوڑ دیا پھر میں نے ان سے تفرقہ کا سبب پوچھا انہوں نے کہا اس مجید شخص کے سبب۔ خواجہ نے فرمایا۔ مجھے ہنسی آئی اور کہا یہ کہاں آیا ہے کہ مجید کے ساتھ کھانا کھانا نہ چاہیئے۔ اس درمیان میں بندہ نے عرض کیا میں نے سعید قریشی کو دیکھا تھا یہ حالت تھی کہ کوئی اُنکے پاس کپڑا نہیں ہوتا تھا فرمایا ہاں یہ اُس غایت طلبی کی شومت تھی جو وہ اُس میں مبتلا ہوئے۔ پھر کچھ معراج کا ذکر ہوا۔ ایک عزیز حاضر تھا اُسنے عرض کیا کہ معراج آپکو کسطرح پر ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا مکہ سے بیت المقدس تک اسرے اسرے سے فلک اول تک معراج۔ فلک اول سے مقام قاب قوسین تک اعراج پھر اُس عزیز نے یہ سوال کیا کہ کیا قلب اور قالب اور روح تینوں کو معراج تھی۔ اور اگر معراج تھی تو کیونکر تھی۔ حضرت خواجہ نے یہ مصرعہ زبان مبارک سے فرمایا ع تظن خیرا ولا تسال عن الخبر یعنے نیک گمان رکھنا چاہیئے تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اس پر ایمان رکھنا چاہیئے اور تحقیق و تفتیش میں غلو کرنا چاہیئے۔ پھر آپنے یہ دو بیتیں تمام فرمائیں اور کہا کہ ایک کے پاس محبوب اور شراب جاتا تھی اُسنے اس حال کو نظم کیا ہے ؎

جاءنی فی قمیص اللیل مستترا	بالخوف والخطر والحذر
فکان ماکان لم یکن کنت اذکرہ	تظن خیرا ولا تسال عن الخبر

روز دوشنبہ ۱۸ ماہ محرم ۷۱۹ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ اُس دن ہمارا لشکر بدایون سے آیا ہوا تھا۔ بدایون اور اُسکے آس پاس کے بزرگوں کا ذکر ہو رہا تھا بندہ نے عرض کیا اس لشکر کو جہانتک دیکھا گیا بزرگوں کی زیارت کا بہت شوق ہے۔ جیسا کہ والد بزرگوار مولانا علاء الدین اصولی و مولانا سراج الدین ترمذی و خواجہ شاہی موئے تاب و خواجہ عزیز کوتوال۔ و خواجہ شاہی لکھنوتی و قاضی جمال ملتانی

بندہ نے جوان بزرگوں کے نام لیئے تو حضرت خواجہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ہر ایک کا ذکر کرنے لگے جب قاضی جلال کا نام لیا تو فرمایا انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جگہ بدایوں کے علاقہ میں بیٹھے ہوئے وضو فرما رہے ہیں جب بیدار ہوئے تو فوراً وہیں پہونچے اور جاکر دیکھا تو وہ جگہ تر پائی لوگوں سے کہا میرے لیئے قبر کھود و چنانچہ جب انکی وفات ہوئی تو انکو اسی جگہ دفن کیا گیا۔

روز شنبہ ۲۶۔ ماہ محرم ۷۱۹ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ روزہ کی فضیلت کا ذکر ہو رہا تھا اور یہ حدیث آپ فرما رہے تھے للصائم فرحتان فرحة عند الافطار وفرحة عند لقاء الملك الجبار یعنے روزہ دار کے لیئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی پروردگار کے دیدار کے وقت۔ آپنے فرمایا افطار کے وقت جو فرحت ہے وہ فرحت کھانے پینے کی نہیں ہے بلکہ یہ فرحت روزے کے تمام ہونے کی ہے یعنے جب روزہ تمام ہوتا ہے تو اسوقت یہ فرحت ہوتی ہے کہ الحمد للہ یہ طاعت مجھ سے کامل طور پر ظہور میں آئی اب میں دیدار الٰہی کی نعمت کا امیدوار ہوا اس اثنا میں اس حدیث کا ذکر ہوا الصوم لی وانا اجزی بہ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ یہ حدیث تو بینے اسطرح سنی ہے الصائم لی آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا انا اجزی لہ یعنے اس صورت میں بجائے بہ کے لہ ہوگا۔ پھر آپنے اُسکے سخن کی اصلاح کی۔ پھر اسکے ہم معنی یہ ذکر ہوا کہ صبر یعنے حبس آیا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اصبروا الصابر واقتلوا القاتل آپنے فرمایا یہ حدیث اُس موقع کی ہے جبکہ ایک شخص بھاگ رہا تھا اور اسکے پیچھے ایک شخص ننگی تلوار کھینچے جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس بھاگنے والے شخص کو پکڑ لیا اتنے میں وہ شخص تلوار لیئے آپہونچا اور آتے ہی اُسے مار ڈالا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے فرمایا جسنے اُس بھاگنے کو پکڑا اُسے تو قید کرنا چاہیے اور اُس قاتل کو قتل کرنا چاہیئے تو وہ حکم آپنے اس عبارت سے فرمایا اصبروا الصابر واقتلوا القاتل۔ اسکے بعد یہ ذکر ہونے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر جگہ فرمایا ہے کہ جو ایسا کام کریگا وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا اور کلمے اور بیچ کی انگلی اٹھا کر فرمایا کہ اسطرح

وہ میرے ساتھ ہوگا حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ اس سے مراد درجہ ہے یعنی جو درجہ مجھے ملے گا
وہی اسکو ملیگا۔ اور وگو بھی بیچ کی انگلی کلمہ کی انگلی سے بڑی ہوتی ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی دونوں انگلیاں برابر تھین۔

روز یکشنبہ ۸۔ ماہ صفر سنہ ۷۱۹ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ عصمت وتوبہ کا ذکر ہو رہا تھا آپ نے فرمایا ایک بزرگ نے کہا ہے کہ
عنایت دو چیز کے ساتھ ہے یا تو اول مین عصمت کے ساتھ یا آخر مین توبہ کے ساتھ پھر آپنے
فرمایا کہ متقی وہ ہے کہ ادنے گناہ کے ساتھ بھی ملوث نہو۔ اور تائب وہ ہے کہ ملوث ہو مگر
توبہ کیے ہوئے ہو اسمین لوگونکے بہت سے اقوال ہین۔ بعض کا قول تو یہ ہے کہ تائب او
متقی دونوں برابر ہین۔ بعض کہتے ہین کہ تائب کا درجہ متقی سے بڑھا ہوا ہے
کیونکہ تائب گناہ کا ذائقہ چکھے ہوئے ہے پھر اُسکا استغفار سے پھرنا بہ نسبت اُسکے کہ جو گناہ
کے پاس تک نہین گیا زیادہ وقعت رکھتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ متقی تائب سے زیادہ
بڑھا ہوا ہے۔ پھر آپنے اسکی صحت کے متعلق ایک حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ دو شخصون مین
مباحثہ ہوا۔ ایک کہتا تھا متقی۔ تائب سے بڑھا ہوا ہے۔ دوسرا کہتا تھا کہ تائب متقی سے بڑھا
ہوا ہے۔ گفتگو ہوتے ہوتے بات بڑھ گئی دونوں شخص اُسوقت کے پیغمبر کے پاس گئے اور کہا
آپ اس بارہ مین کیا حکم فرماتے ہین اُنھون نے کہا مین اپنی طرف سے کچھ نہین کہہ سکتا وحی کا منتظر
ہون اتنے مین فرمان آیا کہ ان دونوں شخصونکو لوٹا دو اور کہدو کہ اب تم چلے جاؤ رات کو ایک جگہ
رہو صبحکو جب گھر سے باہر نکلو جو کوئی پہلی پہل تمہارے سامنے آئے اُس سے اس مسئلہ کا حکم پوچھو
وہ دونوں شخص بحکم الٰہی چلے گئے صبحکو جب گھر سے نکلے تو ایک شخص سامنے سے آیا اُس سے
پوچھا کہ اے خواجہ ہماری مشکل حل کیجئے آسنے کہا کہو۔ وہ بولے وہ شخص بہتر ہے کہ جسنے کبھی
گناہ نکیا ہو یا وہ بہتر ہے کہ جسنے گناہ کیا ہو اور پھر توبہ کی ہو اُسنے کہا یان مین کچھ پڑھا لکھا تو
ہون نہین مگر مین جلاہہ ہون اتنا جانتا ہون کہ تار بہت سے ٹوٹتے ہین اور مین انہین
جوڑتا ہون وہ تار ان بلے ٹوٹے تارون سے بہت مضبوط رہتے ہین۔ یہ سنکر وہ پیغمبر صاحب
کے پاس آئے اور کیفیت بیان کی آنہون نے فرمایا تمہارا جواب یہی تھا۔

پھر کچھ دنیا کا اور خلق کے مغرور ہونے کا ذکر ہوا تو آپنے اس محل پر یہ حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ
حضرت عیسے علیہ السلام نے ایک عورت کو دیکھا کہ بہت ہی بدصورت اور کالی بھون والی ہے
آپنے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین دنیا ہون کہا کتنے شوہر کیئے دُنیا نے کہا کوئی گنتی ہو
تو کہون ان گنت کیئے ہین۔ پھر حضرت عیسے نے پوچھا ان مین سے کسی نے تجھے طلاق
بھی دیی کہا نہین سبکو مینے ہی مارا۔ پھر آپنے اسکے ہم معنی یہ بات فرمائی کہ درویشی مین پوری
راحت ہے اور سب آفتون سے امن ہے مگر درویشی کی نہایت یہ ہے کہ شب کو فاقہ ہو کیونکہ وہ
رات اُسکے لئے معراج کی رات ہے۔ اسکے بعد مالدار لوگون اور اُنکا مال سے محبت رکھنے کا ذکر ہوا
آپنے فرمایا کہ ایک شخص شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین آیا اور ایک شخص کی
حکایت بیان کی کہ اُسکے پاس مال بہت ہے کہتا ہے مجھے خرچ کرنے کی اجازت نہین آپنے
ہنسکر فرمایا مجھے خرچ کرنیکا وکیل کردے دو تین روز مین سب خرچ کردونگا۔
اُسکے بعد یہ ذکر ہوا کہ دینے والا خدا ہے جب خدا تعالے کسیکو دے تو اُسکا منع کرنے والا کون
پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ سلطان شمس الدین رح نے بداؤن کے میدان چوگان بازی مین ایک
بوڑھے ضعیف سائل کو کچھ نہ دیا اور ایک اور شخص جوان ہٹے کٹے کو ایک تھیلی دیدی اور کہا اس
بوڑھے نے مجھ سے مانگا اور مینے کچھ نہ دیا اور اسے بے سوال دیدیا تو جان لو کہ جسکو دیتا ہے
خدا دیتا ہے مین کسیکو کچھ نہین دیسکتا۔ حکایت سلطان شمس الدین ایک دفعہ بداؤن آیا
چونکہ وہان آم اچھے ہوتے ہین نذر مین جو آم پیش ہوئے۔ سلطان آم کھا کر بہت خوش ہوا
کہا انہین کیا کہتے ہین ارکان دولت نے کہا آم کہتے ہین۔ سلطان نے کہا ہماری ترکی زبان
مین تو آم بری شے کو کہتے ہین اچھا ہمنے انکا نام نغزک رکھا بس یہی نام جاری ہوگیا۔ پھر آپنے
فرمایا کہ سلطان شمس الدین و شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت
اُٹھائے ہوئے تھا انہون نے کہا تھا کہ تو ضرور بادشاہ ہوگا۔ اسکے بعد ترک دُنیا کا ذکر ہوا
آپنے فرمایا کیتھل مین ایک بزرگ تھے انہین شیخ صوفی بدھن کہا کرتے تھے وہ ایسے بڑے
تارک تھے کہ ستر عورت بھی نہ رکھتے تھے۔ آپنے فرمایا دیکھو جو شخص کھانا چھوڑیگا وہ نہ ایسا
ہلاک ہوگا کیونکہ بدن کا قوام اسی سے ہے اور جو ستر نہ ڈھانکے گا وہ اسکی سزا پائیگا مگر شیخ

صوفی ان دونون سے پرے تھے اسکے بعد شیخ الاسلام فرید الدین کا ذکر ہوا کہ جسقدر نعمت آپکے پاس آتی سب کی سب خرچ کرڈالتے یہانتک کہ وفات کے وقت تجہیز وتکفین سے بھی تنگدستی تھی

پنبہ وحلاج را رسم کفن داری نبود		خانہ بردوش فنا سامان داری ہم نداشت

آپکی لحد کے لئے کچی اینٹون کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی نہ ملین۔ گھر کا دروازہ توڑکر اس مین سے کچھ اینٹین نکال کر لحد مین لگائی گئین۔

روز یکشنبہ ۲۸۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۱۹ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ بادشاہونکا ذکر ہونے لگا کہ انکو شعر کے سننے مین بہت رغبت ہے ایک دفعہ سلطان شمس الدین نے دربار عام کیا ناصری شاعر نے ایک قصیدہ پڑھا جسکا مطلع یہ تھا

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ		تیغ تو مال وپیل ز کفار خواستہ

فرمایا پھر پڑھ غرضکہ السا قوی حافظہ تھا کہ باوجود کثرت اشغال مطلع یاد رہا پھر آپنے اُسکے قصیدہ کی نسبت فرمایا وہ شب بیداری کیا کرتا تھا اور کسیکو جگاتا نہ تھا۔

روز چہارشنبہ غرہ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ روزہ اور سحری کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا ایک نے شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایک شخص روزہ نہین رکھتا اور سحری کھاتا ہی آپ اُسکے حق مین کیا فرماتے ہین شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ اُس سے کہدو کہ سحر بھی کھا اور شام بھی کھا اور چاشت بھی کھاتا کہ تجھے وہ قوت حاصل ہو جو خدا تعالٰے کی طاعت مین صرف ہو اور کوئی معصیت نکرے بندہ نے اُسکے موافق یہ آیہ پڑھی کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا پھر بندہ نے عرض کیا کہ اصحاب کہف نے جواذکی طعاما کہا تھا اُس سے اُنکا کیا مقصود تھا فرمایا وہ کھانا جسکی طرف طبیعت مائل ہو۔ پھر آپنے یہ بھی فرمایا بعض یہ کہتے ہین کہ اذکی سے مقصود چاول تھے۔

روز یکشنبہ ۱۲۔ ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱۹ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ اُن لوگونکا ذکر ہوا جو حق کی یاد مین ڈوبے ہوئے ہین۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ کسی نے ایک درویش صاحب حال سے درخواست کی کہ جب تم خدا تعالٰے کے ساتھ

مشغول ہو میرے لیئے بھی دعا کرنا اُنے کہا اُسوقت بڑا افسوس ہو کہ تو یاد آئے - پھر آپنے خواجہ عزیز کری کا ذکر کیا
انکا مزار بداؤن میں ہے انکی بڑی تعریف فرمائی اور انکی بندگی کی نسبت مبالغہ فرمایا - بندہ نے عرض کیا لوگ ایسا کہتے
ہین کہ وہ زندہ چڑیون کو حلق مین اُتار جاتے تھے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک ایک کر کے
حلق سے زندہ نکال دیتے تھے - حضرت خواجہؒ نے فرمایا مینے اُنہین دیکھا نہین مگر سنا ہے - اور
یہ بھی منقول ہے کہ وہ جاڑونکی راتون مین جلتے تنور مین گر پڑتے تھے اور صبح کو باہر نکل آتے تھے
وہ کرک کے رہنے والے تھے اور پہلے فیرونے بیچا کرتے تھے آخر مین چوڑیان بیچنے لگے تھے
مگر یاد الٰہی مین برابر مشغول تھے حاکم شہر نے انکو قید کر دیا تھا لوگون نے حاکم سے کہا کہ یہ
جوان صالح ذاکر شاغل آدمی ہے اسے چھوڑ دیجیے اُسنے خلاصی کا حکم دیدیا جب انکو قید خانہ
سے نکالنے لگے تو آپ نکلتے نہین تھے کہتے تھے مین کبھی نہین نکلونگا جبتک کہ اسکا خان ومان
تباہ نہوگا القصہ اُس والی شہر پر سخت آفت آئی جب وہ اُس قید خانہ سے نکلے

روز پنجشنبہ ۲۳ - ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی - سفر اور کعبہ کی زیارت کا ذکر ہونے لگا - آپنے فرمایا لوگونکا یہ حال ہے
کہ خانہ کعبہ کی زیارت سے جب واپس آتے ہین تو ہر جگہ اُسیکا ذکر کرتے پھرتے ہین اور یہ بات
اچھی نہین ہے - حاضرین مین سے ایک نے عرض کیا حضرت حج کے رستہ مین پانی کے نہ ملنے
یا منزل کی تھکان کے سبب کبھی کبھی نماز فوت ہو جاتی ہے آپنے اُسکے جواب مین یہ حکایت فرمائی
کہ لاہور مین ایک واعظ تھا شیرین بیان اُسکے بیان سے لوگونکو بڑی لذت و راحت ملتی تھی جب
وہ حج کو گیا اور وہان سے لوٹ کر آیا تو اُسکے کلام مین وہ راحت اور ذوق باقی نہین رہا لوگون نے
کہا کہ حضرت آپکا کلام تو بڑا چاشنی دار تھا اب کیا ہو گیا کہا جو کہ مجھسے سفر حج مین دو نمازین فوت
ہوئی ہین ہو نہو یہ اُسی کی شومی و خرابی کا سبب ہے

روز پنجشنبہ ۷ - ماہ رجب سنہ ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی - پیری و مریدی کے آداب کا ذکر ہونے لگا اور یہ بھی ذکر ہوا کہ پیر
کسی طرح کی مرید سے طمع نہ رکھے - پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ ایک مرید نے اپنے
پیر کی خدمت مین ریزگاری پیش کی اُنہون نے نہ لی اُسکو واپس دیدی ایک نے اُن سے پوچھا

کہ یہ کیا بات مرید خدمت کرے اور پیر رد کرے۔ انہوں نے کہا جس طرح پیر دین کے کام مین مرید کا محتاج نہین ہوتا اسیطرح دنیا کے کامون مین بھی اسکا محتاج ہونا چاہیئے۔ اسکے بعد اس بات کا ذکر چھڑ گیا کہ مریدین حضرت خواجہ کی خدمت مین آتے ہین اور سر زمین پر ٹیکتے ہین حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا مین تو یہ چاہتا تھا کہ لوگونکو منع کردون چونکہ میرے شیخ کے سامنے لوگون نے اسطرح کیا اسیلیے مینے منع نہین کیا۔ اسی حرف پر بندہ نے عرض کیا کہ جو لوگ کہ خدمت مین آتے ہین اور ارادت لاتے ہین کہ جس ارادہ اور بیعت سے مراد عشق و محبت ہے تو اس صورت مین کہ پیر کا عشق اور محبت غالب ہو سر زمین پر ٹیکنا سہل خدمت ہے حضرت خواجہ نے اسکے موافق یہ حکایت فرمائی کہ مینے شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا کہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحہ گھوڑے سوار جا رہے تھے کہ اتنے مین ایک مرید آیا اسنے آتے ہی زانو کو بوسہ دیا شیخ نے فرمایا اور نیچے بوسہ دے۔ اسنے پاؤنکو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے اسنے گھوڑے کے سُم کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے اُسنے زمین کو چوما۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ مین جو تجھے بوسہ دینے کو کہتا رہا تو میرا مقصود یہ تھا۔ تیری بلندی مراتب مقصود تھی سو تو جسقدر نیچے بوسہ دیتا گیا تیرا مرتبہ بڑھتا گیا۔ اسکے بعد ان درویشونکا ذکر ہونے لگا کہ جنکو حضرت شیخ نے خلافت عطا فرمائی تھی آپنے فرمایا انہین سے ایک درویش تھا کہ اُسے عارف کہتے تھے آپنے حدود سیوستان کی طرف اُسے بھیج رکھا تھا اور بیعت کرنے کی اجازت بھی دی تھی اُسکا ابتدائی ذکر یہ ہے کہ اوچ اور ملتان کے بادشاہ نے اُسکے ہاتھ شیخ الاسلام کے پاس سو تنگہ زر کے بھیجے وہ شخص ان دنون وہان امامت کیا کرتا تھا غرضکہ وہ عارف شیخ الاسلام کی خدمت مین آیا اور پچاس تنگہ نذر کیے اور پچاس آپ رکھ لیے حضرت شیخ نے تبسم فرمایا اور کہا تمنے خوب برادرانہ نصفا نصفی تقسیم کی۔ وہ شخص شرمندہ ہو گیا اور بقیہ بھی شیخ کے سامنے لا رکھا اور بہت سی معذرت کی اور ارادہ کی التماس کی شیخ نے اُسے بیعت کیا اور وہ محلوق ہوا پھر اسنے شیخ کی خدمت مین ایسی استقامت حاصل کی کہ آخر اُسے سیوستان کی خدمت اور بیعت کرنے کی اجازت عطا ہوئی۔

روز دوشنبہ ۲۳۔ ماہ رجب المرجب ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اہل رعونت اور پندار کا ذکر ہونے لگا کہ ایک طائفہ اپنے آپکو اچھا سمجھتا ہے۔ آپنے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آدمی بدکب ہوتا ہے فرمایا جب وہ اپنے آپکو اچھا سمجھنے لگے۔ پھر آپنے اسی کے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ فرزدق شاعر سے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بھائی معلوم نہیں سب میں اچھا کون آدمی ہے اور برا کون ہے اس بات کو خدا تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ فرزدق نے کہا اے خواجہ بہترین لوگوں میں سے تو تم ہو اور برے لوگوں میں سے میں ہوں۔ جب فرزدق نے وفات پائی تو اسے لوگوں نے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہو کیا گذری اُسنے کہا جب مجھکو کسی قضا کے آگے لیگئے تو میں ڈرا فرمان ہوا ہے کہ تجھے اسی دن بخشدیا تھا کہ جب تو نے اپنے آپکو سب سے برا جانا تھا۔ بندہ کے دل میں ایک بات تھی کہ اُسے پوچھنا چاہتا تھا اُسروز موقعہ پاکر حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ حضرت جو قبر ٹوٹ جاے اُسکو بنوانا چاہئے یا نہ بنوانا چاہیئے فرمایا نہیں۔ جسقدر اُسمیں شکستگی ہوگی رحمت الٰہی زیادہ ہوگی۔ پھر یہ ذکر ہوا کہ اکثر لوگ اپنے کو بزرگوں اور پیروں کی پائینتوں دفن کرانا چاہتے ہیں اُسوقت آپنے یہ حکایت فرمائی کہ بداؤں میں ایک بزرگوار تھے کہ اُنہیں مولانا سراج الدین ترمذی کہا کرتے تھے وہ اس نیت سے مکہ معظمہ گئے کہ اگر قضا آگئی تو وہیں دفن ہو جاؤنگا چنانچہ وہ زیارت کر گئے اور پھر بداؤں میں آگئے لوگوں نے اُنسے کہا کہ آپ تو اس نیت سے مکہ معظمہ گئے تھے کہ وہیں دفن ہونگا پھر کیوں چلے آئے کہا بات یہ ہے مینے ایک رات خواب میں دیکھا کہ جنازے اطراف سے آرہے ہیں اور مکہ کے آس پاس دفن کئے جاتے ہیں اور بعض مرے جو مکہ میں دفن ہیں انہیں وہاں سے اکھیڑتے ہیں اور لیجاتے ہیں مینے اُن لیجانیوالوں سے پوچھا کہ یہ کیا کیفیت ہے کہا جو لوگ اس جگہ کی اہلیت رکھتے ہیں اگرچہ یہ کہیں مرے ہوں اُنکے لیئے حکم ہے کہ اُنہیں یہاں دفن کرو اور جو اس جگہ کے لائق نہیں اُنہیں یہاں سے نکالدیا جاتا ہے اور اُنکے لیے حکم ہوتا ہے کہ اُنہیں وہاں دفن کرو جب مجھے یہ بات متحقق ہوئی تو میں یہاں بداؤں میں چلا آیا اگر میں اُس جگہ کے لائق ہونگا تو انشاء اللہ میری غرض حاصل ہو جائیگی ۵

ختم شد این صحیفہ صدق و صفا	کہ از و جان حسن راست طرب
در سہ شنبہ دوم زماہِ رسول	ہفتصد و نوزدہ تاریخ عرب

جس روز سے مجھے ان کلمات کے جمع کرنے کی ہدایت ہوئی تب سے بارہ سال ہوئے ہین یہ نقدی بارہ برس کی ہے اور ایک ایک کٹھالی بارہ بارہ مہینہ کی ہے جو صرافان وقت کے مدنظر گذرانی جاتی ہے امید کہ دلو نکا سکہ ایمان کی کسوٹی پر پرکھا جاے۔ اور پورے طور پر رواج پائے۔ جلد چہارم بعون اللہ تعالیٰ وتقدس تمام ہوئی

فوائد الفواد کی پانچوین جلد

اسمین ۳۲ تاریخین ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وصلوۃ کے بعد بندہ حسن علی سنجری عرض کرتا ہے کہ جبکہ توفیق الٰہی اس عاجز کی رفیق ہوئی تو کلمات جان پرور سلطان الاولیا قطب العالم سلطان المشائخ والعارفین نظام الحق والشرع والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ (آمین) اس مجموعہ مین جمع کیے گئے پہلے اس سے بارہ برس مین چار حصون مین ایک جلد تمام ہوئی ہے یہ دوسری جلد اب شروع کیجاتی ہے حق تبارک وتعالی ذات ملک صفات خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر کو خضر کی سی عمر عنایت فرمائے تاکہ اس چشمہ سے کہ جو مین آب حیات ہے خاص وعام سب کے سب سیراب ہون۔ خداتعالےٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ اس جام جان بخش کے گھونٹ سے کہنے اور سننے اور لکھنے والیکو راحت پہونچے۔

روز شنبہ ۲۱۔ ماہ شعبان ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ کے دل مین ایک حدیث تھی حضرت خواجہ کے سامنے پڑھی من احب العلم والعلماء لم یکتب خطیئتہ یعنے جس نے علم اور علماء کو دوست رکھا اسکے گناہ نہین لکھے جاتے۔ آپنے فرمایا صدق ومحبت کے معنے متابعت کے ہین پس جو کوئی جسکا محب ہوا وہ اسکی متابعت ضرور کریگا اور ناشائستہ باتون سے دور رہیگا جب وہ ایسا کرے گا اسکے گناہ نہین لکھے جاوینگے۔ پھر آپنے فرمایا جب تک کہ حق کی محبت دل کے غلاف مین رہتی ہے اسوقت تک تو معصیت کا امکان ہے اور جبکہ سویدا قلب مین محبت آجاتی ہے

اُسوقت معصیت کا امکان نہین رہتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ توبہ وانابت جوانی ہی مین خوب ہی اور بڑھاپے مین توبہ نکریگا تو کیا کریگا کہ دم ہی نہین رہا۔ پھر آپنے یہ دو بیتین زبان مبارک سے فرمائین

چون پیر شوی دیر سرانجام آئی	آئی سر حرف خویش ناکام آئی
سازی خود را نہ تیرہ رائی	معشوقۂ او زنے نوائی

پھر آپنے فرمایا خدا تعالیٰ بندہ سے اُسکی جوانی کی بابت سوال کریگا۔ اتنے مین ایک دانشمند آیا اور خواجہ کے قدمون مین سر دیا اور عرض کیا کہ مین بہ نیت ارادت حاضر ہوا ہون۔ اور میرے آنے کی وجہ یہ ہے کہ مین افغان پور مین لب آب شلم کی نماز پڑھ رہا تھا کہ مینے آپکی صورت مبارک کا معائنہ کیا مجھے نماز ہی مین حیرت ہوئی کہ مجھے تو آپ سے ارادت بھی نہ تھی یہ کیا حال ہے قریب تھا کہ مین نماز ہی مین درہم برہم ہو جاؤن اور ہاتھون سے نکل جاؤن نماز کے بعد مجھے خیال ہوا کہ آپ کی خدمت مین جاکر ارادت سے مشرف ہو کر سلک بندگان مین داخل ہون اسلیئے مین مخدوم کی خدمت مین حاضر ہوا ہون۔ دانشمند نے جب یہ حکایت تمام کی حضرت خواجہ نے فرمایا۔ ایک شخص جبکہ دہلی سے اجودھن شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی خدمت مین توبہ کے لیئے جانے لگا اثنا وراہ مین ایک مطربہ بھی اُسکے ساتھ ہوئی وہ ہر چند چاہتی تھی کہ کسیطرح یہ شخص مجھ سے کچھ تعلق کرے چونکہ وہ صادق النیت تھا اسلیئے اُس زانیہ کیطرف اُسنے رغبت نہ کی پھر ایک پڑاؤ پر جاکر ایسا موقع ہو گیا کہ سوائے ایک بہلی کے اور کوئی سواری نہ ملی اور وہ مطربہ اور یہ ایک ہی بہلی مین آگئے اور وہ مطربہ اُسکے آگے اسطرح بیٹھی کہ کوئی حجاب درمیان مین نہ رہا اُسوقت اُسکا دل اُسکی طرف مائل ہو گیا یا تو اُسنے اُس سے کچھ بات چیت کی یا اُسکی طرف ہاتھ بڑھایا فے الحال ایک شخص ظاہر ہوا اور آتے ہی اُسکے مُنہ پر ایک طمانچہ جڑا اور کہا اے شخص تو فلان کی خدمت مین جاتا ہے اور تیری نیت کا یہ حال ہے وہ شخص اُسیوقت متنبہ ہو گیا اور پھر اُس عورت کیطرف نہ دیکھا القصہ جب وہ شیخ کی خدمت مین پہونچا تو اول شیخ نے یہی فرمایا کہ اُس روز خدا تعالیٰ نے تجھے بہت بچایا۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کا ذکر ہونے لگا کہ آپکے یارون مین سے ایک یار نے ایک گوسفند فروخت کیا تھا مگر وہ بیچکر آخر مین پشیمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

مین حاضر ہوکر عرض کیا آپنے فرمایا اچھا جسنے خریدا ہے اُسے بلاؤ جب وہ آیا تو آپنے فرمایا کہ یہ شخص بکری تمہارے ہاتھ بیچکر پشیمان ہے تمہین مناسب ہے کہ اسکی بکری اسکو واپس کردو اُس شخص کا نام نعیم تھا جسنے بکری بیچی تھی مقصود یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کو اس عبارت مین زبان مبارک سے فرمایا تھا نعیم نعم لغنم بعتم فردوہ الیہ یعنے چار تصحیف متصل اس فصاحت کے ساتھ آپنے بیان فرمائین بعتم کے یہ معنے کہ تم نے خریدا - بیع بمعنے شرا اور شرا بمعنے بیع آیا ہے۔

روز پنجشنبہ ۹ - ماہ مبارک رمضان ١٩ھ

شرف دستبوسی حاصل ہوا - جاڑے کے دن تھے اِدھر اُدھر سے متوحش خبرین آرہی تھین۔ آپنے فرمایا شیر خان والی اوچہ وملتان شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ سے کچھ اعتقاد نہین رکھتا تھا تو اُسکی نسبت حضرت شیخ بارہا یہ دو مصرعے فرماتے ؎

افسوس کہ از حال منت نیست خبر
آنگہ خبرت شود کہ افسوس خوری

پھر آپنے فرمایا کہ جب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کا انتقال ہوا تو اُسی سال کافر اسپر چڑھ آئے - پھر کچھ ذکر شیخ بہاء الدین زکریا علیہ الرحمۃ اور اُنکی بزرگی کا ہوا - آپنے فرمایا ایک دانشمند دستار باندھے شملہ لٹکائے مجھد اُنکی زیارت کو آیا شیخ نے فرمایا یہ وہ بوجھ سر پر لیکر کیون آیا وہ دانشمند چلا گیا اور سر منڈوا کر آیا - حضرت خواجہ نے فرمایا شیخ بہاء الدین کیا نفس گیر تھے - پھر آپنے حکایت فرمائی کہ ایک شخص سلیمان نامی ملتان مین بڑا عبادت گذار رہتا تھا شیخ کے سامنے اُسکا ذکر کثرت سے ہوا - شیخ بہاء الدین اُسکے پاس گئے اور کہا اُٹھ نماز پڑھ مین دیکھون تو کس طرح نماز پڑھتا ہے وہ شخص کھڑا ہوا اور دوگانہ پڑھا مگر دونون قدم جس طرح رکھنے چاہئین ویسے نہ رکھے بلکہ خوب چھدرا کر رکھے یا دونون پاؤن جوڑ کر کھڑا ہوا شیخ نے کہا دونون پاؤن کے بیچ مین اتنا فرق رکھ اور اس سے کم وبیش نہ کر - پھر دوسری دفعہ اُس سے کہا کہ اسطرح رکھ اُس سے نہ ہوسکا شیخ نے فرمایا تو یہان سے چلا جا اور اوچ مین جاکر قیام کر - وہ وہان سے چلا گیا اور اوچ مین جا رہا - پھر کچھ ذکر شیخ بہاء الدین کے انتقال کا ہوا - کہ ایک دن ایک مرید نے شیخ صدر الدین کے ہاتھ مین ایک خط دیا اور کہا آپ

ایک شخص نے دیا ہے اور کہا ہے کہ آپ اسے شیخ کی خدمت میں پہونچا دیجئے شیخ صدرالدین نے جو نامہ کا عنوان پڑھا تو متغیر ہو گئے اور وہ نامہ جا کر شیخ کے ہاتھ میں دیدیا شیخ نے وہ نامہ پڑھا اور لپیٹ کر رکھدیا رات کو آپکا انتقال ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اچھا زمانہ تھا کہ اسوقت میں یہ پانچ بزرگ تھے۔ شیخ ابو الغیث یمنی۔ شیخ سیف الدین باخرزی۔ شیخ سعد الدین حمویہ۔ شیخ بہاء الدین زکریا۔ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ۔ یہاں سے شیخ سیف الدین باخرزی کا ذکر ہوا انکا یہ قاعدہ تھا کہ شام کی نماز پڑھتے ہی سو جاتے اور جب تہائی رات سے ایک حصہ رات کا گذر جاتا اٹھ بیٹھتے امام اور مؤذن حاضر ہوتے اور عشاء کی نماز پڑھتے پھر ساری رات صبح تک بیدار رہتے اسیطرح ساری عمر انہوں نے گزاری۔ بندہ نے عرض کیا کہ وہ سماع سنتے تھے فرمایا ہاں مگر اسطرح نہیں سنتے تھے کہ مجلس مرتب کریں اور برسم دعوت لوگوں کو بلائیں اور سماع سنیں بلکہ انکی کیفیت یہ تھی کہ وہ حکایت وسخن فرماتے جب کوئی وقت خوش دیکھتے تو فرماتے کوئی ہے کہ کچھ کہے اسوقت قوال آتا اور کچھ کہتا۔ پس انکا سماع اسطرح کا تھا۔ اسکے بعد انکے انتقال کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص نے بخارا میں خواب دیکھا کہ ایک روشن مشعل بخارا کے دروازہ سے باہر جا رہی ہے جب وہ بیدار ہوا ایک بزرگ سے اسنے خواب کی تعبیر لی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی ولی صاحب نعمت یہاں سے انتقال کرنیوالا ہے چنانچہ دو چار ہی دن کے بعد شیخ سیف الدین رح نے انتقال کیا۔ پھر آپنے اور حکایت فرمائی کہ شیخ سیف الدین رح نے خود خواب میں دیکھا کہ میرے پیر مجھے بلا رہے ہیں اور بہت سا اشتیاق ظاہر کر رہے ہیں جبکہ انہوں نے یہ خواب دیکھا اسی ہفتہ میں وعظ فرمایا سارا ذکر فراق اور وداع کا تھا لوگ حیران تھے کہ آج یہ کیا مضمون ہے پھر آپنے منبر ہی پر یہ ذکر شروع کیا

رفتم اے یاران بساماں خیر باد	نیست آسان درد ہجران خیر باد

حاضرین کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے مسلمانو تم آگاہ ہو جاؤ اور جان جاؤ کہ میرے پیر نے خواب میں کہا ہے کہ تو آجا سو میں اب مرنے والا ہوں خیر باد۔ یہ کہکر منبر سے نیچے اتر آئے اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد انہوں نے انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

روز سہ شنبہ ۷۔ ماہ مبارک رمضان ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اسوقت ایک عزیز حاضر ہوا اور کسی شخص کی طرف سے نذر گزرانی حضرت خواجہ نے اُسے نہ پہچانا۔ فرمایا وہ کون ہے اُس آنے والے نے اُسکی کیفیت بیان کی آپنے پھر بھی نہ پہچانا۔ فرمایا میں بہت سے آدمیونکو نہیں جانتا مگر جب سامنے آتے ہیں تو پہچان لیتا ہوں نام سے نہیں پہچانتا۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادہ کا نام نظام الدین تھا۔ آپ اُسے چاہتے بھی بہت تھے۔ اُسکی گستاخی کا بھی خیال نہ فرماتے تھے بلکہ ہنسنے لگتے تھے یہ ایک لشکر میں تھے کسی کی زبانی انہوں نے سلام کہلا بھیجا اُسنے آکر عرض کیا کہ مخدوم زادہ نظام الدین نے آپکو سلام کہا ہے شیخ نے نہ پہچانا فرمایا کسنے سلام کہا ہے اُسنے پھر وہی الفاظ کہے آپنے پھر بھی نہ پہچانا اسوقت آپ پر اسقدر مشغولی غالب تھی کہ آپنے مطلق شناخت نہ کی۔ پھر آپنے شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت بیان فرمائی کہ آپکی خدمت میں بھی اسیطرح ایک نے حاضر ہو کر دوسرے کا سلام عرض کیا۔ شیخ نے کہا وہ کون ہے اُس آنے والے نے اُسکی تعریف بیان کی آپنے نہ پہچانا اُسنے بہت سے اتے پتے دیئے شیخ نے فرمایا اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ یہ کہو اُس نے مجھے کبھی دیکھا ہے عرض کیا وہ تو آپکا مرید ہے فرمایا بس بات تمام ہوئی۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ شیخ بہاء الدین زکریا جب کسیکو کچھ دیتے تو معقول شے دیتے۔ جو معلم آپکے بچونکو تعلیم دیتا تھا اُسکا دامن چاندی سے بھر بھر دیتے تھے۔ ایک دفعہ والی ملتان کا غلہ ختم ہو گیا تو شیخ سے اُسنے درخواست کی آپنے قبول فرما کر غلہ کا انبار دیدیا جب اُس والی کے ملازمین لیجانے لگے اسمین ایک مٹکا سونے چاندی سے بھرا ہوا نکلا۔ ملازمین نے والی کو اطلاع دی اُسنے کہا میں نے غلہ مانگا تھا نہ نقدی اور حضرت نے غلہ ہی دیا ہے یہ لیجا کر حضرت کے پاس رکھدو جب وہ نقدی شیخ کے پاس لائی گئی تو شیخ نے کہا مجھے اُن نقدی کا حال معلوم تھا میں نے والی کو غلہ اور نقدی دونوں دی ہیں اُس سے کہو کہ اسے اپنے کام میں لائے۔ اسکے بعد ترک دنیا کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا حضرت عیسے علیہ السلام نے ایک سوتے شخص کو جگایا اور فرمایا اُٹھ خدا کی عبادت کر اُسنے کہا میں نے وہ عبادت اختیار کی ہے جو سب سے افضل ہے کہا وہ کیا۔ کہا تَرَکْتُ الدُّنیا لاھلھا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا من رضی عن اللہ تعالی

بقلیل من الرزق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقلیل من العمل۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی ہو جاویگا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاویگا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو دنیا سے اس حال مین جائے کہ اُسکے پاس روپیہ پیسہ کچھ نہ جاے تو وہ جنت مین سب سے زیادہ غنی ہوگا۔

روز شنبہ ۲۴۔ ماہ شوال ۷۱۹ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ قرآن مجید کی تلاوت کا ذکر ہو رہا تھا آپنے فرمایا اس مین دو فائدے ایسے ہین کہ وہ کسی مین بھی نہین ایک تو اس آیت مین اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا حضرت علی رض اسے وَمَلِکًا کَبِیرًا پڑھتے تھے۔ اور دوسرے اس آیت مین لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اسکو بھی مِنْ اَنْفَسِکُمْ پڑھا ہے۔ پھر اس بات کا ذکر ہوا کہ جس شخص سے کوئی ورد یا طاعت فوت ہوتی ہے ضرور اُسپر بلا آتی ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک لشکری بہاء الدین علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اور کہا شب کو مینے ایک ایسا خواب دیکھا ہی کہ میری نماز فوت ہوگئی ہے۔ شیخ نے فرمایا تیری موت قریب ہے تو جلد توبہ و استغفار کر۔ اُسکے اُٹھتے ہی ایک صوفی اُنہین کی خانقاہ سے حاضر خدمت ہوا اُسنے بھی اپنا خواب ایسا ہی بیان کیا شیخ متحیر ہوئے کہ بھلا وہ تو سپاہی تھا شاید کہ کسی جنگ مین مارا جاے اور یہ صوفی تو ان باتون سے سلامت ہے اور کسیطرح کا اثر ملال نہین رکھتا اسے کیا کہدون شیخ اسی فکر مین تھے کہ اتنے مین خبر آئی کہ وہ لشکری مارا گیا۔ اور اُس صوفی کی نماز فوت ہوگئی تھی حضرت خواجہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا دیکھو نماز کے فوت ہونے کو موت کی برابر رکھا ہی اسکے بعد اوراد کی ملازمت کا ذکر ہوا آپنے فرمایا جو کوئی اپنے لیئے کسی ورد کو لازم کر لیتا ہے اگر وہ ورد کسی بیماری کے سبب فوت ہو جاے تو دفتر مین ناغہ نہین لکھی جاتی۔ اور جو لوگ کوئی ورد لازمی نہین رکھتے وہ اس سے محروم ہین۔ پھر آپنے مسبعات عشر کی فضیلت کی نسبت بہت تاکید فرمائی اور فرمایا کہ ایک شخص ہمیشہ مسبعات عشر پڑھا کرتا تھا ایکدفعہ وہ ایسے رستہ پر جا پڑا کہ شیرون نے گھیر لیا کہ اُسے مار ڈالین اتنے مین دس سوار مسلح ننگے سر آئے اور اُنہون نے اسکو اُن سے خلاصی دی۔ پھر اُسنے اُن دسون سوارون مین سے ایک سوار سے پوچھا کہ

آپ کون لوگ ہین اور ننگے سر کیون ہین اُنسے کہا ہم وہی مسبعات عشر ہین اور وہی دس جانین
ہین جنہین تو ہر روز سات بار پڑھا کرتا ہے چونکہ تو بسم اللہ نہین پڑھتا اسلیئے ہم ننگے سر ہین
اس اثنا مین بندہ نے عرض کیا کہ بسم اللہ کہان پڑھنی چاہیئے آپنے فرمایا ہر سورہ کے سرے
پر پڑھنی چاہیئے۔ پھر آپنے فرمایا کہ قاضی کمال الدین جعفری بدایون کے حاکم تھے باوجود کثرت
کار ہاے قضا وغیرہ قرآن مجید بہت پڑھا کرتے تھے الغرض جب وہ بوڑھے ہو گئے تو اُس قراءت
سے تھک گئے جب لوگون نے آنسے کیفیت پوچھی تو فرمایا مینے مسبعات عشر پر بس کر لی ہے کہ یہ
جامع اوراد ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ واصلان حق سے تھے کعبہ مین حضرت خضر
علیہ السلام سے ملاقی ہوئے اُنہون نے اِنسے کچھ طلب کیا تو حضرت خضر ؑ نے مسبعات عشر سکھائی
اور کہا کہ مین یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہون۔

روز چہار شنبہ ۸۔ شوال ۱۹ ؁ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس بات کا ذکر ہوا کہ جو رنج و مشقت آدمی کو پہونچتی ہے اُسے خیال
کرنا چاہیئے کہ یہ کیا بات ہے اُسے سمجھنا چاہیئے کہ گویا اُسکی خیریت اسی مین ہے۔ اُسے اس مشقت
سے خوش ہونا چاہیئے۔ اور جو شخص بطالت و گمراہی مین ہوتا ہے اُسے کوئی رنج و تکلیف نہین پہونچتی کہ
جو اُس فعل سے باز آئے اور یہ اُسکا خذلان ہے کہ ڈھیل دی گئی اور رشتہ دراز کیا گیا نعوذ باللہ منہا
اس اثنا مین آپنے حکایت فرمائی کہ ایک صالحہ عورت میری بزرگوار تھین مینے اُن سے سنا کہ وہ
فرماتی تھین کہ اگر کوئی کانٹا بھی پاؤن مین چبھتا ہے تو مین جانتی ہون کہ یہ کس چیز کا سبب ہے۔
پھر آپنے فرمایا کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو متہم کیا کہ جسکا قصہ طول طویل ہو حضرت
عائشہ رض اپنی مناجات کے وقت جناب باری مین عرض کیا کرتین الٰہی جو اتہام مجھپر لگایا گیا ہی
مین سمجھتی ہون کہ کس چیز کے سبب سے ہے اور بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری
محبت کا دعوے رکھتے ہین اور تھوڑی محبت میرے ساتھ بھی رکھتے ہین بس اتنی ہی تہمت
مجھپر ہے۔ اس عرصہ مین ایک عزیز آیا اور پھول لایا اور اس حدیث کی نسبت عرض کیا حُبِّبَ اِلَیَّ
مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثَۃٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ آپنے فرمایا آپکا مقصود نساء
سے حضرت عائشہ ہین کیونکہ اور حرم بھی آپ اُنکو زیادہ چاہتے تھے اور قرۃ عینی فی الصلوۃ سے

مراد فاطمہ زہرا ہین کہ وہ اُسوقت نماز مین نہین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آپکا مقصود اس سے فاطمہ ہی ہر
پھر آپ نے فرمایا اگر آپکا مقصود نماز ہوتی تو صلوٰۃ کو ان تینون چیزون پر مقدم رکھتے۔ پھر آپ نے
فرمایا کہ خلفاء راشدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت سے کہا کہ ہم بھی انکے دوستدار
ہین اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ رب العزت فرماتا ہے کہ مین بھی ان تین چیزونکو
دوست رکھتا ہون (۱) جوان توبہ کرنیوالے کو (۲) آنکھ رونیوالی کو (۳) قلب عاجز اور خشوع
کرنیوالے کو۔ پھر اس بات کا ذکر ہونے لگا کہ جو کوئی کسی بزرگ کے پاس جائے تو کیا لیکر جائے
اسکے متعلق آپنے فرمایا کہ ایک شخص نے شیخ الاسلام کے خدمت مین چھری ہیش کی آپ نے
واپس دیدی اور کہا چھری میرے پاس کبھی نہ لاؤ اسکا کام قطع کرنا ہے۔ ہان سوئی لے آیا کرو
کہ اُسکا کام جوڑنا اور پیوند لگانا ہے۔ پھر اس بات کا ذکر ہوا لوگ آپس مین ایک دوسرے کا عیب
بیان کرتے ہین تو آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ اگر کوئی عیب والا شخص دوسرے کو طعنہ دے
تو اپنے دل مین خود سوچنا چاہیئے کہ آیا یہ عیب مجھ مین ہے یا نہین اگر وہ عیب اسمین بھی ہو
تو اُسے شرم رکھنی چاہیئے کہ جس عیب مین مین مبتلا ہون بھلا اُس عیب کی بابت دوسرے
کیا طعن کرون۔ اور جو وہ عیب اُس مین نہ ہو تو خدا تعالےٰ کا شکر کرنا چاہیئے کہ خدا نے اُسے
اُس عیب سے بچایا دوسرے کو اُس عیب پر طعنہ دینا نہ چاہیئے۔

پھر کچھ سماع کا ذکر ہوا حاضرین مین سے ایک نے کہا کہ آپکو حکم ہوا ہے کہ آپ جسوقت چاہین
سماع سُنین آپکے لیئے حلال ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جو شے حرام ہے وہ کسی کے
حکم سے حلال نہین ہوتی اور جو شے حلال ہے وہ کسی کے حکم سے حرام نہین ہوتی
یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ حضرت امام شافعی رح مع دف سماع کو مباح فرماتے ہین اور ہمارے
علماء اسکے برخلاف ہین اب اس اختلاف مین حاکم جو حکم کرے۔ حاضرین مین سے ایک نے
کہا کہ ان ہی دنون بعض درویشون نے آستانہ پر مجمع کیا اور چنگ ورباب اور مزامیر اور
رقص بھی تھا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ انہون نے اچھا نہ کیا جو نامشروع ہون ناپسندیدہ ہے
اسکے بعد ایک شخص نے کہا کہ جب وہ طائفہ اُس مقام سے چلا آیا تو اُن سے لوگون نے کہا
کہ آپ یہ کیا کرتے ہین وہ تو مجلس مزامیر تھی تمنے یہ سماع کس طرح سُنا اور رقص کیا انہون نے

جواب دیا کہ ہم تو سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ مزامیر ہے یا نہیں حضرت خواجہ نے یہ بات سنکر فرمایا کہ یہ جواب بھی کچھ نہیں ہے وہ سب معصیت ہی میں لکھنا چاہیے اس اثنار میں بندہ نے عرض کیا کہ صاحب مرصاد نے اس معنی میں ایک نظم لکھی ہے اسمیں سے یہ دو مصرعے عرض کرتا ہوں۔ ؎

گفتی کہ بنزد من حرام ست سماع	اگر بر تو حرام ست حرامست بادا

حضرت خواجہ نے فرمایا ہاں اور پھر پوری رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔ **رباعی**

دنیا طلبا جہان بکامت بادا	وان جیفۂ مردار بداست بادا
گفتی کہ بنزد من حرام ست سماع	گر بر تو حرام ست حرامست بادا

پھر بندہ نے عرض کیا کہ جو علما نفی سماع میں بحث کرتے ہیں وہ تو اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر جو لوگ کہ فقر کا جامہ پہنے ہوئے ہیں وہ کیوں نفی کرتے ہیں اگر انکے نزدیک بھی حرام ہو تو وہ اتنا کریں کہ خود نہ سنیں مگر اوروں سے تو خصومت نہ کریں کیونکہ درویشوں کی صفت خصومت کی نہیں ہے۔ حضرت خواجہ نے تبسم فرمایا اور اسکے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ ایک متعلم امامت کر رہا تھا اور علماء کی جماعت اسکی اقتدار میں تھی ایک عامی بھی اسمیں شامل تھا وہ متعلم قعدہ اولی بھولکر تیسری رکعت کے لیئے کھڑا ہو گیا اس عامی نے غل مچانا شروع کیا سبحان اللہ سبحان اللہ اتنا چلایا کہ اپنی نماز باطل کرلی وہ دانشمند تھا جانتا تھا کہ اسکے ادا کی یہ صورت ہے اور جو علما کہ اسکی اقتدا کیئے ہوئے تھے وہ بھی ساکت تھے جب امام نے سلام پھیرا تو امام نے اس سے کہا کہ اے خواجہ اتنے دانشمند موجود تھے انہوں نے تو کچھ نہ کہا تجھے بولنے کی کیا پڑی تھی وہ سمجھتے تھے کہ اسکے ادا کی یہ ترکیب ہے کہ امام سجدہ سہو کریگا تو کون تھا جو تو نے اتنا غل مچایا اور اپنی نماز کو خراب کیا۔ پھر بندہ نے عرض کیا اس طائفہ منکر سماع کو بندہ خوب جانتا ہے اور ان لوگوں کے مزاج سے بھی خوب واقف ہے یہ نہ سننے والے یوں کہتے ہیں کہ ہم اسلیئے نہیں سنتے کہ حرام ہے۔ بندہ قسم تو نہیں کھاتا مگر یہ عرض کرتا ہے کہ اگر سماع حلال ہوتا تو یہ لوگ جب بھی نہ سنتے۔ حضرت خواجہ نے اس حرف پر تبسم فرمایا اور کہا ہاں ہاں جب ان میں ذوق ہی نہو گا تو وہ کیا سنینگے۔ واللہ اعلم۔

روز دوشنبہ ۱۰ ماہ ذیقعدہ ۷۱۹ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ ایک جماعت کا ذکر ہوا کہ وہ لوگ اگر بیمار بھی پڑتے ہیں تو ممکن نہیں کہ طاعت معہودہ چھوڑ دیں۔ اس بارہ میں آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بزرگ لب آب رہتا تھا وہ یکایک بیمار ہوگیا دست آنے لگے جب قضاء حاجت سے آتا اُس پانی میں کود پڑتا غسل کر کے دوگانہ پڑھتا۔ بیماری نے طول پکڑا ہمیں میں تیس تیس دفعہ قضاء حاجت کو جاتا اور ہر بار غسل کر کے دوگانہ ادا کرتا ایک رات ساٹھ دفعہ قضاء حاجت کو گیا اور اسیطرح ہر بار غسل کیا اور دوگانہ پڑھا آخر بار پانی ہی میں تھا کہ اُسنے جان بحق تسلیم کی۔ حضرت خواجہ چشم پُر آب ہوئے اور فرمایا کہ کار طاعت میں کیا راسخ تھا کہ اُسکا نفس مرتے دم تک اُس قاعدہ سے نہ پھرا پھر آپنے فرمایا کہ جو بیمار ہو تو جان لے کہ یہ بیماری میرے لئے خیر کی دلیل ہو (آدمی اپنی خیر آپ نہیں جانتا خداتعالےٰ خوب جانتا ہے) پھر آپنے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا اور چلا گیا۔ چند دنوں کے بعد آپکے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب سے میں ایمان لایا ہوں اُسوقت سے میں بیمار ہوگیا اور میرے مال کا نقصان بھی ہوا آپنے فرمایا جبکہ مومن کے مال میں نقصان آیا اور وہ بیمار بھی ہوا تو جان لینا چاہیئے کہ یہ دلیل اُسکے صحت ایمان کی ہے۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن (کہ جو یقینی آنیوالا ہے) فقراء کو ایسے ایسے درجے ملینگے کہ لوگ دیکھ دیکھکر یہ آرزو کرینگے کہ کاش دنیا میں ہم لوگ فقیر ہی ہوتے تو اچھا تھا۔ اور جو لوگ کہ دنیا میں بیمار رہتے ہیں اُنہیں بھی قیامت کو ایسے ایسے رتبے ملینگے کہ لوگ دیکھ دیکھکر کہینگے کہ کاش ہم بھی دنیا میں بیمار ہی رہتے تو اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔

روز دوشنبہ ۲ ذی الحجہ ۷۱۹ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ ایک درویش جوالقی بیٹھا ہوا تھا اُٹھتے وقت اُسنے تکبیر کہی بندہ نے عرض کیا کہ یہ درویش لوگ جو تکبیر کہتے ہیں اسکا کیا ثبوت ہے آپنے فرمایا کھانے کے بعد تکبیر آئی ہے اور وہ حمد کے معنوں میں ہے کہ شکر نعمت کی جگہ حمد کہتے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں

کہ قیامت کے دن ایک چوتھائی بہشتیوں میں سے تم ہوگے اور تین چوتھائی اور امت۔ یاروں نے اس نعمت کے شکریہ میں تکبیر کہی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تہائی بہشتیوں میں سے تم ہوگے اور دو تہائی اور امت۔ صحابہ نے پھر تکبیر کہی۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل بہشت سے آدھے تم لوگ ہوگے اور آدھے اور امت کے لوگ۔ پھر صحابہ نے تکبیر کہی اُسوقت حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس موقع پر تکبیر کہنی بجا ہے اور یہ جو بعض درویش ہر بار ہر مصلحت کے لئے تکبیر کہتے ہیں یہ کہیں نہیں آیا۔ پھر بندہ نے عرض کیا کہ جو ذکر پکار کر کیا جاتا ہے اگر آہستہ کیا جائے تو یہ کیسا آپنے فرمایا اگر آہستہ کیا جائے بہتر۔ پھر آپنے فرمایا صحابہ جب قرآن شریف پڑھتے تو اسطرح پڑھتے کہ کوئی معلوم نکرتا جب سجدہ کی آیت پر پہونچتے سجدہ کرتے اُسوقت معلوم ہوتا کہ یہ قرآن پڑھ رہے تھے۔

روز پنجشنبہ ۲۶- ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۱۹ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ سلام اور اُسکے جواب کا ذکر ہوا کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا فرمان ہوا کہ مقرب ملائک کو سلام کرو اور سلام کا جواب سنو تاکہ تمہارے فرزندوں میں سلام اور جواب کا طریقہ اسیطرح جاری رہے حضرت آدم نے ملائک کو سلام کیا السلام علیکم ملائک نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ حکم اولاد آدم میں باقی رہا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جب کوئی آئے تو کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو پھر سلام کا جواب کیونکر دے کیا یہ کہے علیك السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اُسوقت آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور اُسنے اسطرح سلام کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حاضرین میں سے ایک نے اسطرح جواب دیا والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ ابن عباس موجود تھے انہوں نے کہا اسطرح نہیں کہنا چاہیئے سلام کا جواب برکاتہ سے آگے نہیں ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت اگر کوئی نفل نماز پڑھتا ہو اور کوئی بزرگ آجاوے تو وہ کیا کرے آپنے فرمایا اُسے چاہیئے کہ اپنی نماز تمام کرے۔ پھر بندہ نے عرض کیا اگر اسکا پیر آجائے تو اسکی قدم بوسی اور سعادت بہت ہے اور مرید کا اعتقاد یہ ہے کہ اس نفل نماز سے سو حصہ زیادہ ثواب ہے

فرمایا حکم شرع وہی ہے جو کہا گیا۔ پھر آپنے حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ شیخ بہاؤالدین زکریا
علیہ الرحمۃ لب آب پہونچے دیکھا تو وہاں آپکے مرید وضو کر رہے تھے مریدون نے جو شیخ کو دیکھا
سب نے تعظیم دی اور آدھا ہی وضو کرکے کھڑے ہو گئے مگر ایک صوفی وضو ہی کرتا رہا جب
وضو کر چکا اُسوقت شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور تعظیم کی۔ شیخ نے فرمایا ان مین یہ درویش ہے
کہ اسنے وضو پورا کیا پھر میری تعظیم کو آیا۔ بندہ نے عرض کیا اگر کوئی نماز نفل چھوڑدے اور پیر
کی تعظیم مین مشغول ہو جاوے تو اُسے اُسکی کچھ تکفیر کرنی چاہیئے یا نہین فرمایا نہین۔ پھر آپنے
سوائق عرضداشت بندہ مرید کے راسخ اعتقاد ہونے کی نسبت فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ کبیر فریدالحق
والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بدرالدین اسحاق کو آواز دی۔ بدرالدین اُسوقت نماز مین تھے
اُنہون نے نماز ہی مین کہا لبیک۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے مین آپنے ایک شخص کو آواز دی وہ نماز مین تھا اُسنے
آنے مین دیر کی جب وہ آیا تو آپنے اُس سے دیر کا سبب پوچھا اُسنے کہا مین نماز مین تھا آپنے
فرمایا دیکھو جب رسول خدا تمہین بُلاوے تو فوراً چلے آیا کرو۔ پھر حضرت خواجہ نے زبان مبارک سے
فرمایا کہ شیخ کا فرمان مثل فرمان رسول ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

پھر آپنے فرمایا کہ ایک شخص شیخ شبلی رہ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ مین آپکا مرید ہونا چاہتا
ہون۔ شبلی رہ نے فرمایا مین تجھے جبھی مرید کرونگا جبکہ تو یہ شرط کرلے کہ جو مین کہون وہ کرے
اُسنے کہا جو آپ فرمائینگے وہی کرونگا۔ شبلی رہ نے کہا بھلا کلمہ طیب کیونکر پڑھتے ہو مرید نے
کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ شبلی رہ نے کہا اسطرح کہو لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ
اُس مرید نے فی الفور اسطرح کہدیا۔ شیخ شبلی رہ نے اُسیوقت کہا کہ شبلی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا ایک کمینہ چاکر ہے۔ مین تو فقط تیرا امتحان کرتا تھا کلمہ وہی صحیح ہے جو تونے پہلے پڑھا
تھوڑی دیر کے بعد جمعہ کی نماز کا ذکر ہونے لگا۔ کسی نے کہا کہ کیا جمعہ نہ پڑھنے کی کوئی تاویل
ہے فرمایا کوئی تاویل نہین ہے سوائے اسکے کہ غلام ہو یا مسافر یا مریض۔ اور جو مریض کہ
جمعہ کے لیئے جا سکتا ہے اگر نہ جاوے تو بڑا ہی سخت دل ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ اگر کوئی
ایک جمعہ نہ جاوے تو ایک سیاہ نقطہ اُسکے دل پر جم جاتا ہے۔ اگر دو جمعے نہ جاوے تو دو نقطے سیاہ

پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر مین جمع نہ جائے تو سارا دل اسکا سیاہ ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا
اس عرصہ مین سلطان غیاث الدین بلبن رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا کہ وہ نماز جمعہ اور ساوعات خمسہ
کی پوری ملازمت کرتا تھا اور عقیدہ اچھا رکھتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ اُسنے لشکر
کے قاضی سے کہا کہ کل کی شب کیسی بزرگ شب تھی۔ قاضی لشکر نے کہا کہ کیا آپ پر
روشن ہوا کہا ہان مینے دیکھا۔ اس درمیان مین بندہ نے عرض کیا کہ شاید شب قدر ہوگی
آپنے فرمایا ہان شب قدر تھی جو انہون نے پائی اور ایک دوسرے کے احوال سے مطلع ہوئے

روز سہ شنبہ ۲۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۷۱۹ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ نماز کا ذکر ہوا کہ ہر ہر رکعت بسم اللہ کہنی چاہیئے یا ہر سورۃ کے
شروع پر۔ امام اعظم رح نے فرمایا ہے کہ رکعت اولیٰ مین ایک بار بسم اللہ کہنی چاہیئے برخلاف
اور ائمہ کے کہ وہ ہر رکعت کے شروع مین بسم اللہ کہتے ہین اور بعض علماء ہر سورہ پر بسم اللہ
کہتے ہین۔ پھر آپنے فرمایا کہ سفیان ثوری اور ایک اور صاحب دونون نے مجتمع ہو کر امام صاحب
سے گفتگو کی کہ مصلی ہر رکعت پر یا ہر سورۃ کے شروع پر کس وقت بسم اللہ کہے انکا مقصود یہ
تھا کہ اگر یہ نفی کرینگے تو نفی تسمیہ کی بابت ہم ان سے مواخذہ کرینگے۔ غرضکہ جب انہون نے
پوچھا کہ مصلی تسمیہ سر ہر سورہ کہے یا سر ہر رکعت اور کئے بار کہے آپنے کمال علم اور نگاہداشت
ادب کے ساتھ کہا کہ ایک بار کہے۔ حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ مقصد اُنکا یہ تھا کہ جسطرح چاہین
تصور کرین خواہ ہر رکعت کے شروع پر یا ہر سورۃ کے شروع پر۔ پھر کچھ نفس مشائخ اور اُنکی
دعا کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ کے یارون مین سے ایک
یار تھا کہ اُسے محمد شاہ غوری کہا کرتے تھے مرد صادق اور راسخ العقیدہ تھا۔ ایکدفعہ شیخ کی
خدمت مین گھبرایا ہوا آیا۔ شیخ نے فرمایا کیا حال ہے کہا میرے بھائی کا بُرا حال ہے کوئی دم کا
مہمان ہے مین اُسکے سبب سے بہت پریشان درہم برہم اور زیر و زبر ہون شیخ الاسلام رح
نے فرمایا تیرا تو اب یہ حال ہے میری عمر اسی حالت مین گذر گئی مگر مین کسی پر ظاہر نہین
کرتا۔ پھر اُس سے کہا جا تیرا بھائی اچھا ہو جاویگا۔ محمد شاہ غوری شیخ کے پاس سے اُٹھکر
جو گھر گیا دیکھا تو بھائی بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

روز یکشنبہ ۷۔ ماہ جمادی الاولی سنہ ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ ایک شخص پانی پیئے اور دوسرے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو یہ سنت ہے۔ حضرت خواجہ نے تھوڑا تامل کیا۔ حاضرین میں سے ایک نے چند لفظ پڑھے اور کہا یہ حدیث ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا یہ حدیث سنت کی مشہور و معتبر کتابوں میں تو ہے نہیں اور انکار کر نہیں سکتے شاید ہو جو حدیث لوگ سنیں تو یہ نہ کہیں کہ حدیث نہیں ہے ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ معتبر حدیث کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ اسکے بعد حدیثوں کا ذکر چھڑ گیا کہ ایک دفعہ قاضی منہاج الدین وعظ کہہ رہے تھے اثنار حدیث میں فرمایا کہ چھ حدیثیں متواتر ہیں (۱) اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا (۲) مَنْ شَتَمَ الْوَدَدَ وَلَمْ یَصِلْ عَلَی فَقَدْ جَفَانِی (۳) اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ حضرت خواجہ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ قاضی منہاج الدین جب یہ تین حدیثیں بیان کر چکے تو فرمایا کہ بقیہ تین حدیثیں مجھے یاد نہیں اگر کوئی مجھے طعنہ دے کہ کیوں یاد نہیں تو میں کہونگا تجھے تو یہ تین بھی یاد نہیں مجھی سے سیکھی ہیں۔ اسکے بعد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ذکر ہوا آپ نے حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ مولانا رضی الدین نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہوئے اور بیماری کو طول کھنچا ایک دانشمند اُنکے سرہانے آکر بیٹھا اور یہ حدیث پڑھی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا مولانا رضی الدین اگرچہ غلبات مرض میں مبتلا تھے مگر انہوں نے اُس دانشمند سے کہا کہ اسوقت اس حدیث کے پڑھنے کی کیا توجیہ ہے کیونکہ اسوقت نہ زنا کا ذکر ہے نہ غیبت کا اُس دانشمند نے کہا کہ میرا مقصود کسی توجیہ اور خیر توجیہ سے نہیں ہے میں نے یہ سنا ہے کہ جو کسی بیمار پر صحیح حدیثوں میں سے کوئی حدیث پڑھیگا تو وہ بیمار اچھا ہو جاویگا چونکہ یہ حدیث صحیح اور متواتر ہے میں نے صرف آپکی صحت کے لیئے پڑھی ہے۔ مولانا رضی الدین چپ ہو رہے اور کچھ نہ بولے چند ہی روز میں اچھے بھلے ہو گئے اور وہ بیماری جاتی رہی۔ پھر کچھ تسلیم و رضا کا ذکر ہونے لگا اُسوقت آپنے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش بیٹھا ہوا تھا کہ مکھی اُسکی ناک پر آبیٹھی اُسنے ہاتھ سے ہٹا دیا وہ پھر آبیٹھی اسطرح کئی دفعہ اُسنے ہٹایا اور وہ آبیٹھی تو اُس درویش نے مناجات کی کہ خداوندا تو اسے بٹھانا ہی

اور مین ہٹاتا ہون لبس اب مینے ہٹانا چھوڑ دیا جو تیری مرضی ہو مین اُسی پر راضی ہون اب نہین ہٹاؤنگا جب اُسنے یہ کلمات کہے پھر مکھی اُسکی ناک پر نہ بیٹھی واللہ اعلم۔

روز شنبہ ۲۰- ماہ جمادی الاولی ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی- اس بات کا ذکر ہونے لگا کہ بعض توبہ کرنے والون سے توبہ کے بعد پھر لغزش ہو جاتی ہے اگر سعادت باقی ہے تو پھر وہ دولت توبہ سے مشرف ہو جاتا ہے آپنے اسی کے مناسب یہ حکایت فرمائی کہ ایک مطربہ تمر نامی نہایت حسین وجمیل تھی آخر عمر مین اُسنے توبہ کی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی مرید ہوئی پھر وہ خانہ کعبہ کی زیارت کو گئی وہان سے ہمدان پہونچی والی شہر کو جب اُسکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اُسنے آدمی بھیجے کہ یہان آکر مجرا کر اُسنے کہا مینے توبہ کرلی ہے اور اب مین خانہ کعبہ کی زیارت سے واپس آئی ہون مین اب یہ کام نہین کرونگی والی ہمدان نے ایک نہ سنی لوڈ سے مجبور کیا وہ عورت عاجز ہوکر شیخ یوسف ہمدانی رح کی خدمت مین گئی اور ساری کیفیت بیان کی شیخ نے فرمایا اچھا آجکی رات اور صبر کر کل صبح میرے پاس آئیو مین تیرے کام مین مشغول ہوتا ہون جب صبح ہوئی تو وہ عورت شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ شیخ نے فرمایا خزانہ تقدیر مین ایک معصیت تیرے نام اور لکھی ہے وہ عورت لاچار ہو گئی اُدھر حاکم شہر کے لوگون نے تنگ کر ڈالا آخر بادشاہ کے پاس گئی چنگ وغیرہ لایا گیا اور اُس عورت نے سماع شروع کیا۔ ابھی ایک بیت ہی کہی تھی کہ سب کے سب گر گئے اول ملک ہمدان تائب ہوا پھر اور لوگ بیکے سب تائب ہوئے واللہ اعلم۔

روز دوشنبہ ماہ رجب ۷۱۹ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی- قاضی قطب الدین کاشانی کی دیانت وعلم کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا اُنکی سکونت ملتان مین تھی اور اُنکا ایک مدرسہ بھی تھا شیخ بہاء الدین زکریا علیہ الرحمۃ ہر روز صبح وہان آتے اور وہان نماز پڑھتے۔ ایک دن مولانا قطب الدین نے اُن سے پوچھا کہ آپ جو اپنے مقام سے اتنی دور آتے ہین اور اقتدا کرتے ہین اسکی کیا وجہ ہے فرمایا مین اس حدیث پر عمل کرتا ہون مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ تَقِیٍّ کَاَنَّہٗ صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ مُّرْسَلٍ یعنے جسنے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا کہ اُسنے نبی مرسل کے پیچھے نماز پڑھی۔ اسکے بعد حضرت

خواجہ رہ نے فرمایا دروغ بگردن راوی مینے ایسا سُنا ہے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین زکریا
نماز مین شامل تھے قاضی قطب الدین امامت کر رہے تھے جب قاضی قطب الدین تشہد
مین بیٹھے تو اُنکے سلام پھیرنے سے پہلے شیخ بہاء الدین کھڑے ہو گئے اور نماز تمام
کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو قاضی قطب الدین نے شیخ سے پوچھا کہ تم سلام سے پہلے
کھڑے ہو گئے تھے سجدہ کیون نہین کیا شیخ نے فرمایا اگر کسیکو باطنی نسبت سے یہ بات معلوم
ہو جائے کہ امام کو سہو نہین ہوا ہے تو اُسے جائز ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ قاضی قطب الدین
بولے جو نور کہ موافق احکام شرع نہین وہ ظلمت ہے کہتے ہین کہ پھر شیخ وہان نماز کو نہ آئے۔ ایسا
ہی حکایت کرتے ہین کہ قاضی قطب الدین سے لوگون نے کہنا شروع کیا کہ تم درویشون پر اعتقاد
نہین رکھتے وہ بولے جو درویش مینے دیکھے ہین دوسرے اُن جیسے مین نہین دیکھتا پھر اُسوقت
کہا کہ مین ایک دفعہ کاشغر مین تھا ایک چھوٹا سا قلمتراش میرے پاس تھا وہ ٹوٹ گیا مین اُسے
لہارون کے بازار مین لے گیا اور کہا کہ اسے جیسا تھا ویسا بنا دو جسکے پاس لیکر گیا اُسنے یہی کہا
ویسا تو نہین ہو سکتا مگر ایک نے مجھسے کہا کہ فلان بوڑھا چاقو خوب بناتا ہے اُسکے پاس جاؤ
وہ اسے ٹھیک کر دیگا قاضی قطب الدین کہتے ہین کہ مین اُس پتے پر گیا اور اُس سے جا کر کہا
کہ جیسا تھا ویسا بنا دو اُسنے کہا پہلے سے کم ہو جاویگا مینے کہا نہین جیسا تھا ویسا ہی بنا دو
اُسنے تھوڑی دیر تامل کر کے مجھسے کہا کہ آنکھین بند کر مینے آنکھین بند کین مگر کن انکھیون سے
دیکھتا رہا کہ یہ کیا کرتا ہے اُس بوڑھے نے چاقو لیکر اپنی داڑھی کے پاس کیا اور آسمان کی
طرف منہ اُٹھا کر چپکے سے کچھ کہا اور مجھسے کہا آنکھین کھول اور وہ چاقو میرے آگے ڈالدیا
مینے جو دیکھا تو واقعی پہلے جیسا پایا ایک اور حکایت فرمائی کہ جب قاضی قطب الدین کاشانی
دہلی مین آئے تو اُنہین سلطان شمس الدین نے بلایا اُسوقت سلطان حرم گاہ مین بیٹھا
ہوا تھا سید نور الدین مبارک ایک طرف کو بیٹھے ہوئے اور قاضی فخر الائمہ ایک طرف مگر یہ
دونون باہر کے رخ بیٹھے ہوئے تھے جب قاضی قطب الدین آئے تو اُنسے کہا گیا کہ تم کہان
بیٹھو گے کہا زبردست علم۔ القصہ جب سلطان تک پہونچے اور سلام کیا سلطان کھڑا ہوا
اور ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور اپنے پاس بٹھایا۔ پھر شیخ جلال تبریزی قدس سرہ کا ذکر ہوا

جب وہ بداون پہونچے تو ایک دن قاضی کمال الدین جعفری حاکم بداون کے مکان پر پہونچے لوگون نے کہا قاضی صاحب اسوقت نماز مین ہین۔ شیخ نے تبسم فرماکر کہا کیا قاضی نماز جانتا ہے شیخ تو یہ کہکر چلے گئے جب قاضی نماز سے فارغ ہوا لوگون نے کیفیت بیان کی دوسرے دن قاضی شیخ کے مکان پر پہونچے اور کل کی بات دریافت کی انہون نے کہا علماء کی نماز اور ہے اور فقراء کی نماز اور ہے۔ قاضی بولا کیا فقراء رکوع و سجود اور طرح کرتے ہین یا قرآن کسی اور طرح پڑھتے ہین۔ شیخ نے کہا نہین یہ بات نہین ہے علماء جب نماز پڑھتے ہین کعبہ پر نظر رکھتے ہین اگر کعبہ سامنے ہو تو اسطرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہین اور جہان کہین قبلہ صحیح نہین معلوم ہوتا وہان تحری کرتے ہین تو علماء کا قبلہ ان تینون قسمون سے باہر نہین۔ فقراء کا یہ حال ہے کہ جب تک عرش نہین دیکھتے نماز نہین پڑھتے۔ قاضی کمال الدین کو یہ بات گران گزری مگر چپکے چلے آئے کچھ بولے نہین جب رات ہوئی تو قاضی نے خواب مین دیکھا کہ شیخ جلال تبریزی قدس سرہ عرش پر مصلے بچھائے نماز پڑھ رہے ہین دوسرے دن یہ دونون بزرگ پھر ایک جگہ جمع ہوئے تو شیخ نے فرمایا کہ علماء کا مرتبہ اس سے زیادہ نہین ہے کہ وہ مدرس ہون یا قاضی یا صدر جہان اس سے بڑھکر انکا کوئی اور مرتبہ نہین مگر درویشون کے بڑے بڑے مرتبے ہین پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جیسے شب کو قاضی نے خواب مین دیکھا قاضی یہ بات سنکر کھڑا ہو گیا اور معذرت کرنے لگا اور اپنے بیٹے برہان الدین کو شیخ کے قدمون مین ڈالا اور مرید کرایا تاکہ خدمت شیخ سے کلاہ حاصل کرے۔

روز چہارشنبہ ۱۰۔ ماہ رجب ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی تحمل کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا خلق کا معاملہ خلق کے ساتھ تین قسم پر ہے۔ ایک قسم تو وہ ہے کہ اس سے نہ مضرت پہونچے نہ منفعت اسکا حکم پتھر کا سا ہے دوسری قسم وہ ہے کہ منفعت پہونچے مضرت نہ پہونچے۔ تیسری قسم ان دونون سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ لوگونکو منفعت پہونچائے اور جو کوئی اُسے مضرت پہونچائے تو وہ اسکا بدلہ نہ لے اور تحمل کرے یہ کام صدیقون کا ہے۔

روز دوشنبہ ۱۸۔ ماہ شعبان ۷۱۹ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس بات کا ذکر ہوا کہ ناموں میں نام کون سے بہتر ہیں۔ آپ نے زبان
مبارک سے فرمایا احب الاسماء عند الله عبد الله وعبد الرحمن یعنی اللہ کے نزدیک
سب سے پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اصدق الاسماء الحارث یعنی
سب میں سچا نام حارث ہے کیونکہ جو شخص ہے وہ حرث کرتا ہے یعنے کھیتی کرتا ہے خواہ طاعت
کی خواہ نیکیوں کی۔ اور فرمایا اکذب الاسماء المالک والخالد یعنے سب سے جھوٹا نام مالک اور
خالد ہے۔ مالک خدا تعالیٰ کا نام ہے اور خالد کے معنے ہمیشگی کے ہیں سو یہ بھی اُسی ذات پاک کے لیے ہے

۵۔ ماہ مبارک رمضان سنہ ۷۰۲ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی۔ صحبت کے اثر کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا متعلم نصیر شیخ الاسلام
فرید الحق والدین قدس سرہ کی خدمت میں بہ نیت ارادت آئے اور جب شیخ کے قریب پہنچے تو
آپکے مرید ہوئے چند روز خانقاہ میں رہے بال اُنکے بڑے بڑے تھے دونوں کندھوں پر ڈالے
رکھتے تھے ایک دن ایک جوگی شیخ الاسلام کی ملاقات کو آیا قیان نصیر اُس سے بال بڑھانے کی
دوا پوچھنے لگے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات بُری معلوم ہوئی کہ جو مرید ہو اُسے بال بڑھانے
سے کیا فائدہ بلکہ بال منڈوانے چاہئیں کہ رعونت دور ہو۔ الغرض چند روز کے بعد خواجہ وحید الدین
حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری کے پوتے شیخ الاسلام کی خدمت میں بہ نیت ارادت
آئے آپ نے فرمایا میں تو اس خاندان کا غلام ہوں مجھے لایق نہیں آخر بہت اصرار کے بعد شیخ الاسلام
نے انہیں مرید کیا اور سر منڈوانے کیلئے ارشاد فرمایا انہوں نے سر منڈوایا۔ اس روز مولانا نصیر الدین
نے بھی سر منڈوایا۔ پھر قبروں کا ذکر ہوا کہ لوگ پکی قبریں بنواتے ہیں اور پتھر لگوا کر اُس پر آیتیں
کندہ کراتے ہیں اور دعائیں لکھتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں آپ نے فرمایا بالکل ناجائز ہے
بلکہ کفن وغیرہ پر بھی لکھنا نہ چاہیئے۔

روز چہار شنبہ ۱۸۔ ماہ شوال سنہ ۷۰۲ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ مولانا برہان الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا ذکر ہونے لگا کہ مولانا
برہان الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ میں کوئی پانچ چھ برس کا ہونگا کہ اپنے باپ کے ساتھ جا رہا تھا
کہ مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سامنے سے نمودار ہوئے میرے باپ نے ان سے

چسپ کر ایک گلی مین چلے گئے مجھے وہین چھوڑ گئے جبکہ مولانا میرے قریب ہوئے تب مین اُنکے آگے گیا اور سلام کیا میری طرف تیز نظر سے دیکھا اور یہ بات فرمائی کہ اس بچے مین مجھے تو علم وکھائی دیتا ہے۔ مینے یہ بات اپنے کانون سے سُنی اور مین اُنکے ہمرکاب ہوا۔ پھر انہون نے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ مین علامۂ عصر ہوگا۔ مولانا برہان کہتے ہین کہ مین یہ بات سن رہا ہون اور اُنکے ساتھ ہون کہ پھر انہون نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ مجھ سے کہتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا بزرگ ہوگا کہ بادشاہ اسکے دروازہ پر آیا کرینگے۔ حضرت خواجہ نے یہ حکایت تمام کی اور فرمایا کہ مولانا برہان الدین بلخی باوجود علم وکمال صاحب صلاحیت بھی تھے اکثر فرماتے کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے کبھی کبیرہ گناہ کا سوال نکریگا۔ حضرت خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا کہ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ایک گناہ کا مجھ سے ضرور سوال ہوگا لوگون نے پوچھا وہ کیا کہا سماع کہ وہ مینے بہت سنا ہے اور اب بھی سننے کو موجود ہون اگر ہو۔ پھر آپنے سماع کی نسبت حکایت فرمائی کہ اس شہر مین سماع کا سکہ قاضی حمید الدین ناگوری و قاضی منہاج الدین رح نے بٹھایا ہے۔ قاضی منہاج الدین بھی قاضی ہوگئے تھے اُنکے زمانے مین لے سے استقامت ہوئی۔ مگر قاضی حمید الدین سے لوگ بہت جھگڑا کرتے تھے ایک دن کوشک سفید کے متصل کسی مکان مین آپکی دعوت تھی شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی رح مع دیگر فقراء کے انجگہ مدعو تھے۔ لوگون نے مولانا رکن الدین سمرقندی کو خبر دی وہ بڑے منکر سماع تھے وہ خبر پاکر مع خدمتگارون اور متعلقین کے روانہ ہوئے قاضی حمید الدین کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپنے مالک مکان کو بلاکر فرمایا تم کہین چھپ جاؤ ہر چند تمہاری تلاش ہو مگر تم اپنے آپکو ظاہر نکرنا اُسنے ایسا ہی کیا جب وہ چھپ گیا قاضی حمید الدین نے فرمایا اب دروازہ کھولدو اور راگ شروع کردو اُسیوقت رکن الدین سمرقندی بھی مع اپنے متعلقین کے آپہونچے اور دروازہ پر ٹھیر کر مالک مکان کو بلانے کی کوشش کی ہر چند جستجو کی مگر پتہ نہ چلا لاچار واپس چلے گئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اچھی تدبیر سوچی کہ سماع بھی ہوگیا اور قاضی کچھ نکرسکا۔ اس مین یہ حکمت تھی کہ اگر قاضی بلا اجازت مالک مکان اندر چلا جاتا تو اُس سے اس باب مین مواخذہ ہوتا کہ تو نے بے اجازت مالک مکان اندر کسطرح چلا آیا۔

پھر آپنے فرمایا کہ مولانا شرف الدین بحر قاضی حمید الدین ناگوری رح سے اکثر جھگڑا کیا کرتے تھے

جب مولانا بحر بیمار ہوئے تو قاضی حمید الدین رح بسبب اُس صفائی کے جو دردیشوں کو حاصل ہوتی ہے اُنکی عیادت کو گئے انہوں نے کہا وہ خدا تعالےٰ کو معشوق کہتے ہیں میں اُنسے نہیں ملتا. القصہ قاضی صاحب واپس چلے آئے. بندہ نے عرض کیا کہ معشوق سے مراد یہاں محبوب ہے. حضرت خواجہ نے فرمایا اسکے متعلق بہت سے کلام ہیں جو لوگ جانتے ہیں وہ اسکے جواب بھی دیتے ہیں مگر جواپنے آپ ہی گھر میں کہے جائے اُسے کیا کہا جائے. اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوری قاضی کبیر مولانا برہان الدین بلخی یہ تینوں ایک جگہ چلے جارہے تھے قاضی حمید الدین خچر پر سوار تھے اور وہ دونوں صاحب بڑے بڑے گھوڑوں پر القصہ راہ میں مولانا کبیر نے قاضی حمید الدین سے کہا کہ تمہارا مرکب صغیر ہے تو قاضی صاحب نے فرمایا کبیر سے بہتر ہے. حضرت خواجہ صاحب نے تبسم فرمایا اور کہا دیکھو کیسا جواب دیا ہے کہ اسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا. اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ جب قاضی حمید الدین کے سماع کا چرچا زیادہ ہوگیا تو مدعیان وقت نے فتوی کرایا اور خوب سوال وجواب لکھے اور مہریں کرائیں کہ سماع حرام ہے ایک فقیہ قاضی حمید الدین رح سے بہت ربط وضبط رکھتا تھا مگر وہ بھی فتوی نویسی میں شریک تھا جب یہ خبر قاضی حمید الدین کو پہونچی تو اس اثنا میں وہ فقیہ بھی قاضی صاحب کی خدمت میں آیا قاضی صاحب نے فتوی کا حال پوچھا اُسنے کہا ہاں بیشک مینے لکھا ہے اُسوقت قاضی صاحب نے فرمایا جن جن مفتیوں نے فتوے لکھے ہیں میرے نزدیک وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں ہیں ایک تو اپنی ماں کے پیٹ سے باہر نکل آیا سو ابھی بچہ ہے.

یہاں سے قاضی حمید الدین مارتکلہ کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ جب دہلی آئے تو کہنے لگے کہ میں یہاں قاضی حمید الدین رح کی زیارت کو آیا تھا سو افسوس کہ وہ میرے پہونچنے سے پہلے ہی انتقال فرما گئے. ایک دن وہ قاضی حمید الدین رح کے مجموعہ کو دیکھکر لوگوں سے کہنے لگے کہ دیکھو جو کچھ تمنے پڑھا ہے وہ سب اس میں لکھا ہوا ہے اور جو تمنے ابتک نہیں پڑھا وہ بھی لکھا ہوا ہے اور جتنا مجھے معلوم ہے اور جتنا نہیں معلوم ہے وہ سب اسمیں ہے.

روز شنبہ ۲۷ - ماہ شوال سنہ ۷۲۰ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی - اولیاء حق اور انکا خلق کے ساتھ راستی معاملہ کا ذکر ہوا آپنے فرمایا

نیشاپور مین ایک بزرگ ابوالغیاث قصاب رہا کرتا تھا ایک دفعہ انکا باپ تو سفر کو گیا اور چلتے وقت اُنسے کہہ گیا کہ میرے واپس آنے تک جو بکریان گھر مین ہین ان ہی کا گوشت کات کات کر بیچو اور جو نقدی آئے اُسے جمع رکھیو ابوالغیاث نے کہا بہت اچھا القصہ چند مدت کے بعد جب انکا باپ آیا تو گھر مین ہڈیونکا ڈھیر لگا ہوا دیکھا اُسنے کہا یہ ہڈیونکا ڈھیر کیسا ابوالغیاث نے کہا تم ہی نے تو کہا تھا ان بکرون کا گوشت بیچنا پس مینے حکم کی تعمیل کی اور گوشت گوشت سب بیچڈالا - وہ بولا ہڈیان اُسکے ساتھ کیون نہ بیچین کہا لوگ تو گوشت خریدنے آتے تھے بھلا مین ہڈیان کسطرح دیتا اُسکا باپ یہ باتین سنکر بہت ہنسا اور کہا یہ کیا کیا میرا تو بڑا نقصان کردیا اور بہت سی باتین کہین ابوالغیاث نے کہا بھلا تمہارا کتنا نقصان ہوا ہوگا اُسکے باپ نے حساب لگا کر کہا بیس ہزار تو نے کم کردیئے - ابوالغیاث نے سنتے ہی دعا کے لیئے ہاتھ اُٹھایا اُسیوقت بیس ہزار کی تھیلی غیب سے آپڑی ابوالغیاث نے باپ کے آگے لا رکھی اُسے جو کھول کر گنا تو پورے بیس ہزار دینار تھے - جب یہ حکایت تمام ہوئی تو بندہ نے عرض کیا کہ جلال قصاب یہی تھے فرمایا نہین وہ تو متاخرین مین سے تھے - پھر بندہ نے عرض کیا کہ یہ نظم جلال قصاب کی ہے ؎

من پور قصابم سخنم پوست کشندہ است		من پوست کشم ہر کہ ببازار من آید

آپنے فرمایا ہان یہ نظم ان ہی کی ہے - اُسوقت آپنے فرمایا اولیائے حق سے ایک قصاب دہلی مین بھی تھا لوگون نے اُس سے بڑی بڑی نعمتین پائی ہین - قاضی فخرالدین ناقلہ اول اول اُسکے پاس بہت دفعہ گئے ہین - آخر ایک دن اُسنے کہا میان کیا چاہتے ہو کہا یہ چاہتا ہون کہ قاضی ہوجاؤن کہا اچھا جا قاضی ہوجائیگا - پھر آپنے فرمایا ایک اور شخص بھی اُس قصاب کے پاس آیا کرتا تھا ایک دن اُس سے پوچھا کہ تجھے کیا چاہیئے کہا یہ چاہتا ہون کہ امیر داد ہوجاؤن اُسنے کہا جا تو امیر داد ہوجائیگا چنانچہ وہ ہوگیا پھر آپنے فرمایا مولانا وجیہ الدین سام بھی اُسکے پاس آمد و شد رکھتے تھے ایک دن انسے بھی اُسنے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو کہا علم - کہا اچھا جاؤ تمہین علم آجائیگا چنانچہ وہ صاحب علم ہوگئے - ایک اور شخص بھی اس قصاب سے آشنائی رکھتا تھا ایک دن اُس سے پوچھا کہ تجھے کیا درکار ہے کہا محبت حق - کہا اچھا چنانچہ وہ شخص بھی واصلین حق سے ہوگیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مینے اُس قصاب

کو دیکھا تھا۔

روز سہ شنبہ ۲۲۔ ماہ ذی قعدہ ۷۲۰ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ علویوں کا ذکر ہونے لگا۔ بندہ کے جی مین مدت سے ایک بات تھی اُس روز مینے عرض کی اور وہ یہ بات تھی کہ بعض علویون سے یہ بات سُنی گئی ہے کہ حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھا تھا کہ میرے فرزند اگر میرے بعد سیل ازکو بیچنا چاہین تو بیچین۔ حضرت ابوبکر صدیق رض یا حضرت عمر رض نے اسکو پھاڑ ڈالا۔ آیا یہ بات کہانتک صحیح ہے۔ فرمایا یہ بات صحیح نہین کسی کتاب مین بھی یہ بات نہین آئی، ہان فرزندان رسول کا اعزاز کرنا اور انکی عزت کرنی یہ واجب ہے۔ پھر آپنے فرمایا جو آل رسول ہے اُس سے کوئی ناشایستگی ظہور مین نہ آئیگی۔ پھر آپنے یہ حکایت فرمائی کہ سمرقند مین ایک سید علوی صحیح النسب رہتا تھا وہ بڑا بزرگ سید تھا کتاب نافع اُسی کی تصنیف سے ہے۔ الغرض اُنکی ایک لونڈی تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ کوئی پانچ چھ برس کا ہوا تو سقا اُنکے گھر مین ایک دفعہ تو مشک بھر کر لایا اور مشکون مین ڈال گیا جب دوبارہ لایا تو اُس مین چھید تھا پانی تھوڑا تھوڑا نکل رہا تھا اُس سید اجل نے پوچھا کہ ابھی تو تیری مشک اچھی تھی اتنی ہی دیر مین تیری مشک کو کیا ہوا اُسنے کہا آپکا لڑکا تیر کمان سے کھیل رہا ہے اُسنے ابھی ایک تیر مارا کہ اس مشک مین چھید ہو گیا۔ سید اجل سُنتے ہی گھر مین گئے اور تلوار لیکر لونڈی کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور فرمایا تو یہ بات سچ کہہ کہ یہ لڑکا کسکے نطفے سے ہے۔ لونڈی نے اول تو انکار کیا پھر مارے خوف کے بتا دیا کہ یہ فلان غلام کے نطفے سے ہے۔ سید اجل یہ بات سُنکر باہر آئے اور اُس لڑکے کے جو دو چوٹیان گوندھ رکھی تھین ایک کر دی (جس سے معلوم ہو کہ یہ علوی نہین ہے) غرضکہ آل پیغمبر سے کوئی حرکت اس جیسی سرزد نہین ہوتی۔ ایک اور آپنے حکایت بیان فرمائی کہ بداون مین ایک علوی تھا اُسکے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا اُس روز قمر در عقرب تھا لوگ اُس دن کو بہت برا سمجھتے تھے جیسا کہ عوام کی رسم ہے لوگ اُس لڑکے کو منحوس سمجھنے لگے اُس علوی نے وہ لڑکا دائی کو پرورش کے لیئے دیا۔ چار پانچ برس مین اُسکا حسن وجمال ترقی کرنے لگا۔ لوگون نے جو اُسکے حسن وجمال کو دیکھا تو اُسکے ماں باپ سے کہا کہ تم بچے کو بلاتے کیون نہین۔ آخر الامر اُنہون نے بلایا اور پڑھنے بٹھلایا

قرآن مجید کی تعلیم ہونے لگی پھر اور علوم کی بھی اسے تعلیم دی گئی القصہ حضرت خواجہ نے فرمایا
کہ مینے اُس علوی کو دیکھا کہ بہت ہی خوبصورت اور حسین اور عالم متبحر تھا اہل بداون اُسکی
شاگردی کرتے تھے اُس مین ادب و صلاحیت بہت بڑھی ہوئی تھی چنانچہ جو دیکھتا تھا یہی
کہتا تھا کہ بیشک یہ آل رسول ہین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم۔ پھر کچھ ذکر درویشان مشغول کا
ہوا آپنے فرمایا مینے بدر الدین اسحاق سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایک صوفی شیخ الاسلام
فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین آیا وہ درویش بڑا شخص تھا شب و روز حق تعالیٰ کے
ساتھ مشغولی رکھتا تھا چنانچہ اُسکے کپڑے بڑے میلے کچیلے تھے مینے اُن سے کہا کہ میاں تم اپنے
کپڑے کیون نہین دھوتے اُنہون نے کچھ جواب نہ دیا پھر چند روز کے بعد مینے اُن سے کہا
کہ تم اپنے کپڑے کیون نہین دھوتے اور اس دفعہ مینے ذرا سختی سے کہا تو وہ درویش کہنے لگا
کہ مجھے کپڑا دھونے کی فرصت کہان ہے اور یہ بات اُسنے کمال عاجزی کے ساتھ کہی بدر الدین
اسحاق کہتے تھے کہ جب مجھے اُسکی بات بیچارگی کے ساتھ کہنی یاد آتی ہے بیہوش ہو جاتا ہون
پھر کچھ ذکر ذوق و شوق اور سالکون کے غلبۂ اشتیاق کا ہونے لگا آپنے ایک حکایت فرمائی کہ لاہور
مین ایک دانشمند تھا وہ وعظ کہا کرتا تھا ایک دن وہ لاہور کے قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے
خانہ کعبہ کی آرزو ہے مین جانا چاہتا ہون آپ مجھے اجازت دیجئے۔ قاضی نے کہا میاں کہان
جاؤگے تمہارے پند و نصیحت سے لوگونکو بڑا فائدہ پہونچتا ہے تم ابھی نہ جاؤ وہ دانشمند قاضی
کے کہنے سے رُک گیا جب دوسرا سال ہوا تو وہ دانشمند پھر قاضی کے پاس آیا اور جانے کی اجازت
چاہی قاضی نے پھر اُسے سمجھایا بجھایا وہ پھر رُک گیا۔ تیسری سال پھر قاضی سے اجازت چاہی
اور کہا مجھے اشتیاق بہت ہے قاضی نے کہا اگر تمہین اشتیاق غالب ہوتا تو اجازت اور مشورہ
کی نوبت نہ آتی فوراً چل دیتے اُسوقت حضرت خواجہ نے فرمایا کہ عشق مین مشورہ کی ضرورت نہین ہے

۱۱- ماہ ذی حجہ سنہ ۲۰ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی کشف و کرامت کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا یہان ایک عورت تھی
اُنہین فاطمہ سام کہا کرتے تھے وہ بہت ہی بزرگ اور صاحب صلاح اور معمر تھین مینے اُنہین
دیکھا تھا بہت سے اشعار حسب حال پڑھا کرتی تھین یہ دو مصرع مجھے اُن سے یاد ہین ؎

ہم عشق طلب کنی وہم جان خواہی	ہر دو طلبی ولے میسر نہ شود

پھر آپنے فرمایا کہ شیخ نجیب الدین متوکل کو ان بی بی فاطمہ سلم سے بڑی دوستی تھی انہوں نے اپنی دینی بہن اور انہوں نے اپنا دینی بھائی بنا رکھا تھا۔ اکثر راتین شیخ نجیب الدین کی فاقہ سے گزرتی تھین اور انکے سب انکے گھر والون پر بھی فاقہ ہوتا تھا جب کوئی رات فاقہ کی گذرتی اُسکی صبح کو یہ بی بی فاطمہ سیر آدھ سیر کی روٹی پکا کر جلد بھیجتین اور کہتین کہ جلد لیجاؤ رات کو اُنکے ہان فاقہ تھا۔ شیخ نجیب الدین بطریق طیبت فرماتے کہ خدایا عورت کو ہمارے حال سے تو نے آگاہی دی بادشاہ شہر کو ہمارے حال سے خبر دیتا تو اچھا تھا کہ وہ بابرکت شئے بھیجتا۔ پھر آپ فرماتے یہ صفائی بادشاہونکو کہان حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مین ایکدفعہ ان بی بی فاطمہ کی خدمت مین تھا کہ اُنہون نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک شخص کے ایک لڑکی ہے اگر تو چاہے تو مین نکاح کرادون بات اچھی ہے مینے کہا کہ حضرت مین ایکدفعہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی خدمت مین تھا کہ ایک جوگی آیا اور آپنے ذکر کرنا شروع کیا کہ بعض اولاد جو نااہل ہوتی ہے اُسکا سبب یہ ہے کہ لوگ مباشرت کے وقت کو نہین جانتے مین پھر اُس جوگی نے کہنا شروع کیا کہ مہینے کے تیس دن ہونے مین ہر روز کی خاصیت جداگانہ ہے مثلاً اگر اول روز مباشرت کرے تو ایسا فرزند ہو اور جو دوسرے دن کرے تو ایسا سب دنون کی کیفیت آپنے بیان کی مینے اُس سے مفصل پوچھنا شروع کیا تو اُس جوگی نے سارے دنون کی تفصیلی کیفیت بیان کردی مینے اُنہین یاد کرلیا اور اُس جوگی سے کہا کہ مین تمہین سناتا ہون تم سنو کہ مجھے صحیح یاد ہے یا نہین جب مینے یہ بات کہی تو حضرت شیخ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا تو یہ کیا باتین پوچھ رہا ہے تیری یہ باتین بالکل کارآمد نہونگی۔ حضرت خواجہ نے جب یہ بات کہی تو بی بی فاطمہ نے فرمایا مینے معلوم کیا جو حال ہے تو نے اچھا کیا جو نہ جانا مینے بھی صرف اُس بیٹی والے کی خاطر سے کہہ دیا تھا۔

روز دوشنبہ ۱۹- ماہ ذیحجہ سنہ ۷۲۰ھ

سعادت دست بوسی حاصل ہوئی ان دنون مدعیون مین سے ایک مدعی در باب سماع زیادہ خصومت پر تھا کلمات ناگفتنی کہا کرتا اور عداوت پر کمر بستہ رہتا حضرت خواجہ نے زبان مبارک

سے فرمایا کہ خدا تعالے نے الد الخصام کو دشمن رکھتا ہے اور الد الخصام وہ ہے جو سخت خصومت کرے
پھر آپنے سماع کے بارہ مین فرمایا کہ جب چند چیزین موجود ہون اسوقت سماع ہوتا ہے اور وہ
چند چیزین یہ ہین مسمع مسموع مستمع آلات سماع۔ پھر آپنے اسکی تقسیم فرمائی کہ مسمع وہ کہنے
والا ہے کہ وہ مرد ہو اور مرد بھی پورا۔ اور لڑکا اور عورت نہو۔ مسموع وہ جو کہا جاوے یعنی ہزل
اور فحش نہو۔ مستمع وہ جو سنتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ یاد حق سے بھرا ہوا ہو اور جو سنے حق کے
ساتھ سنے۔ آلات سماع چنگ رباب وغیرہ یہ بالکل درمیان سماع نہون تو ایسا سماع حلال ہے
پھر آپنے فرمایا سماع کہ ایک موزون صورت ہے حرام کیون ہونے لگا۔ دوسرے اس سے تحریک
قلب ہے اگر یہ تحریک قلب حق کی یاد کیطرف ہی تو مستحب ہے ورنہ مائل بفساد ہے اور وہ حرام ہی۔

روز یکشنبہ ۲۳ ماہ محرم سنہ ۷۲۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ درویشون کے اخلاق اور اہل خصومت کے ساتھ معاملہ رکھنے کا ذکر
ہوا۔ آپنے فرمایا ایک بادشاہ تہا کہ اُسے تاراتی کہا کرتے تھے وہ شیخ سیف الدین باخرزی رح
سے بہت محبت رکھتا تھا لوگون نے اُسے شہید کردیا اُسکی جگہ ایک اور بادشاہ بٹھایا اسکا ایک
ایسا مصاحب ہوا جو شیخ سیف الدین کا دشمن تھا ایک دن اُسنے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ اپنا
ملک برقرار رکھنا چاہین تو شیخ سیف الدین کو جہانتے ملک مین جتنی تبدیل وتحویل ہوتی ہے
یہ سب شیخ ہی کے سبب سے ہی بادشاہ نے کہا کہ اچھا تجھے اختیار ہے جسطرح چاہے اُسے
یہان لا۔ وہ یہ بات سنتے ہی شیخ سیف الدین کی گرفتاری کو چلا اور بے ادبانہ دستار گلے مین
ڈالکر بے حرمتی سے بادشاہ کے دربار مین لایا الغرض جبکہ شیخ پر بادشاہ کی نظر پڑی اُسیوقت
تخت سے نیچے اُترآیا اور لگا معذرت کرنے اور شیخ کے ہاتھ پاؤن چومنے پھر بہت سی خاطر
تواضع کی اور چلتے وقت ایک گھوڑا اور نقدی وغیرہ پیش کی اور کہا مینے اسطرح آپکو نہین
بلایا تھا آپ مجھے معاف فرمادین بغرضکہ شیخ بادشاہ کے پاس سے اپنے گھر چلے آئے دوسرے
روز بادشاہ نے اُس مصاحب کے ہاتھ پاؤن بندھوا کر شیخ کے پاس بھیجا کہ یہ شخص گردن زدنی
ہے جسطرح چاہو اسے قتل کرو جب وہ شیخ کے پاس پہونچا شیخ نے اُسکے ہاتھ پاؤن کھلوادیے
اور اپنے کپڑے پہناکر اپنے پاس بٹھالیا اور کہا آج پیر کا دن میرے وعظ کا ہے وعظ مین چل

غرضکہ شیخ مسجد میں آئے اور اُسے اپنے پاس بٹھایا آپ منبر پر گئے اور یہ بیت فرمائی ؎

آنانکہ بجائے من بدیہا کردند	گر دست رسد بجز نکوئی نہ کنم

اس حکایت کی تقریر کے بعد فرمایا کہ جو فعل بندہ سے سرزد ہوتا ہے خواہ وہ خیر سے ہو یا شر سے اسکا خالق خدا تعالیٰ ہے جو کچھ پہونچتا ہے اُسی سے پہونچتا ہے کسی سے کیا رنجیدہ ہونا چاہیئے اسکے مناسب ایک حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز راہ میں چلے جاتے تھے ایک احمق نے آکر پیچھے سے گردنا دیا شیخ نے پیچھے پھر کر دیکھا اُس احمق نے کہا کیا دیکھتے ہو کیا تمہارا یہ قول نہیں ہے کہ جو بُرائی بھلائی ہے وہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں یہ میرا ہی قول ہے مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ بیچ میں یہ بدبختی کس کے نام سرزد ہوئی۔

روز پنجشنبہ ۱۷- ماہ ربیع الاول سنہ ۷۲۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ رویت جناب باری کا ذکر ہوا۔ بندہ نے عرض کیا کہ نعمت رویت کا وعدہ خاص مومنوں کے لیئے ہے کہ جو قیامت کو نصیب ہوگی۔ آپنے فرمایا ہاں اُسوقت بندہ نے عرض کیا کہ مومن جب ایسی نعمت دیکھینگے پھر اور نعمتیں کیا دیکھیں گے آپ نے فرمایا مومن جب اس نعمت کا مشاہدہ کرینگے کئی ہزار برس حیرت میں رہیں گے۔ پھر آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ بڑی کوتاہ نظری ہے جو اُس نعمت کے بعد کسی اور نعمت پر نظر ڈالے۔ بندہ نے عرض کیا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

افسوس بران دیدہ کہ روئے تو نہ دیدست	یا دیدہ وبعد از تو بغیرے نگریدہ است

حضرت خواجہ نے اس سخن کی نسبت بہت استحسان فرمایا اور فرمایا خوب کہا ہے۔

روز دوشنبہ ۲۶- ماہ ربیع الآخر سنہ ۷۲۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کی صلابت وجہابت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہا میں نے نکاح کیا تھا چھ ہی مہینے میں بچہ پیدا ہوگیا آپ اس باب میں کیا حکم فرماتے ہیں آپ نے سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ بھی اُس مجلس میں حاضر تھے وہ کچھ نہ بولے اور تامل کرنے لگے۔ حضرت عمر نے انکی طرف دیکھا

عورکہا آپ کیا فرماتے ہیں اُنہوں نے کہا حق سبحانہ وتعالےٰ فرماتا ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنے مدت حمل و رضاعت تیس مہینے ہیں تو جائز ہے کہ چھ مہینے مدت حمل ہو اور دو سال مدت رضاعت۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حکم منسوخ فرمایا اور کہا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ یعنی اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ پھر ایک اور حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور کہا یا امیرالمومنین میرا حمل زنا سے ہے تو آپ نے اُسکے لئے بھی سنگساری کا حکم کیا۔ حضرت علی وہاں موجود تھے فرمایا تامل کرنا چاہیئے قصور عورت کا ہے نہ بچہ کا جو بچہ اُسکے پیٹ میں ہے وہ نکل آئے اُسوقت اسے سنگسار کرنا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ نے پہلا حکم منسوخ کیا اور حکم دیا کہ تا وضع حمل اس عورت کو حراست میں رکھو تو اُسوقت آپ نے فرمایا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اسکے بعد اسلام کی رعایت جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں تھی اُسکی کیفیت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ ایک شاعر آپکی مدح میں کچھ لیکر لایا اُسمیں بسبیل وعظ و نصیحت ابیات تھیں ان ابیات میں سے ایک مصرع یہ ہے۔ كَفَى الشَّيْبُ وَالْإِسْلَامُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا یعنی گناہ سے روکنے والی پیری اور اسلام یہ دو کافی ہیں جب اُس شاعر نے یہ شعر پڑھا امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے کچھ صلہ نہ دیا شاعر نے بہت کچھ عرض کیا کہ مجھے آپ صلہ کیوں نہیں عطا فرماتے آپنے فرمایا تونے شیب کو اسلام پر مقدم رکھا ہے تو نے اسلام کا ادب نہ کیا اسواسطے میں تجھے کچھ نہیں دیتا ہاں اگر تو اسلام کو مقدم رکھتا تو میں تجھے کچھ دیتا۔ یہاں سے شعر کا ذکر ہونے لگا بندہ نے عرض کیا کہ مینے زبان مخدوم سے سنا ہے کہ شعر پڑھنے سے قرآن پڑھنا اچھا ہے تو بندہ آپ کی برکت سے ہر روز قرآن مجید پڑھتا ہے اور امید ہے کہ جو تھوڑی بہت عادت شعر کہنے کی ہے وہ بھی جاتی رہیگی اور توبہ کرلی جائیگی آپنے یہ عرضداشت پسند فرمائی اُسوقت بندہ نے عرض کیا وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ یعنی جو لوگ کہ تابع شعرا ہیں وہ گمراہ ہیں اور بار بار زبان مبارک سے یہ حدیث بھی سنی گئی ہے اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً پس جبکہ اہل شعر اہل حکمت ہیں تو جو لوگ کہ اُنکی متابعت کرتے ہیں وہ کیوں گمراہ ہوں۔ آپنے فرمایا کہ جو شعرا ہزل۔ حشو۔ ہجو فحش کہتے ہیں اُنکے لئے یہ حکم ہے اور یوں تو صحابہ کرام نے شعر کہے ہیں جیسا کہ

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے اصحاب نے بھی شعر کہے ہین اُسیوقت ددمنین آپنے حضرت علی ہذ کی زبان مبارک سے فرمائین جنکا مطلب یہ تھا کہ جب عورتین گھوڑون پر سوار ہوئی ہین تو خروج دجال کا خوف ہوتا ہے ایک قافیہ سرج تھا۔ دوسرا فرج۔ تیسرا خروج۔ مصرعہ اول یہ تھا ۶ اذا رکب الفرج علی السرج۔ پھر بندہ نے عرض کیا کہ مبالغہ کا کیا حکم ہے۔ آپنے فرمایا مینے ایک مشہور کتاب مین لکھا دیکھا ہے کہ جھوٹ گناہ ہے مگر کذب شعری گناہ نہین ہے۔

روز دوشنبہ ۱۷۔ ماہ جمادی الاولی ۷۲۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ حسد کا ذکر ہونے لگا۔ آپنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مَحْسُوْدًا وَّلَا تَجْعَلْنِی حَاسِدًا اے بارخدایا مجھے محسود بنائیو حاسد نہ بنائیو۔ پھر آپنے فرمایا ایک حسد ہے اور ایک غبطہ ہے۔ حسد وہ ہے کہ کسی کی نعمت دیکھکر اُسکا زوال چاہے اور غبطہ وہ ہے کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر اپنے لیئے بھی آرزو کرے اور اُسکی نعمت کا زوال نہ چاہے اسلیئے حسد حرام ہے اور غبطہ حرام نہین ہے۔

روز چہارشنبہ ۷۔ ماہ مبارک رمضان ۷۲۱ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ حیدر زاویہ کا ذکر ہونے لگا آپنے فرمایا سو برس کے بعد اُنپر نعمت کا دروازہ کھلا ہے بندہ نے سر نیاز جھکایا اور عرض کیا کہ امیدواری بڑی سخت چیز ہے آپنے فرمایا ہان پھر کچھ ذکر قطب العالم شیخ قطب الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا ہوا آپنے فرمایا عید کا دن تھا حضرت خواجہ جو نماز عید سے لوٹے تو یہان آکر کھڑے ہوئے جہان کہ اب آپکا روضہ مبارک ہے بالکل میدان تھا کوئی گور وگنبد وہان نہ تھا دیر تک کھڑے کھڑے آپنے تامل فرمایا اور عزیز جو آپکے ساتھ تھے انہون نے عرض کیا کہ آج تو عید کا دن ہے اور خلق منتظر ہی مخدوم گھر تشریف لے چلین اور کھانا کھائین یہان آپ کیون دیر کر رہے ہین حضرت شیخ نے فرمایا مرا ازین بوے دلہاے آید بس اُسیوقت آپنے مالک زمین کو بلوایا حضرت شیخ نے اپنے مال سے اُسے خریدا اور فرمایا مجھے یہان دفن کرنا حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر جب اس حرف پر پہونچے چشم پرآب ہوئے اور کہا کہ آپکا فرمانا کیسا صحیح رہا دیکھو وہان کون کون لوگ سوتے ہین۔

پھر کچھ ذکر شیخ محمود موئینہ دوز رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا۔ آپنے فرمایا انکے زمانہ میں جب کسیکا بردہ بھاگتا تو اسکا مالک انکے پاس آکر عرض کرتا کہ میرا بردہ بھاگ گیا ہے تب اسکا نام پوچھتے۔ اور تھوڑی دیر تامل کرکے فرماتے کہ جا تیرا بردہ آجاویگا مگر جب وہ آجاوے تو مجھے خبر کرجانا۔ الغرض ایک شخص آیا اور اسنے عرض کیا کہ میرا بردہ بھاگ گیا شیخ نے اسکا نام پوچھا اور ایک ساعت تامل کرکے فرمایا جا تیرا بردہ آجائیگا مگر جب آجائے تو مجھے خبر کردینا وہ شخص اپنے گھر چلا آیا چندروز کے بعد اسکا بردہ آگیا مگر اسنے جاکر خبر نہ کی وہ پھر اُڑ گیا اسکے مالک نے آکر پھر عرض کیا شیخ محمود نے فرمایا مینے جو تم سے کہا تھا کہ مجھے خبر کرنا تو اسمین میرا کچھ مطلب نہ تھا نہ مجھے تم سے کچھ تمنا تھی۔ مین اس لیے کہدیتا ہون کہ تمہارے اطلاع دینے سے میرے دل سے بار اُٹھ جاتا ہے حضرت خواجہ نے یہ ذکر فرماکر تبسم کیا اور کہا کہ شیخ محمود نے مالک غلام سے کہدیا کہ تو نے شرط کرلی تھی کہ جب میرا غلام میرے پاس آجاویگا تو مین ضرور آکر خبر دونگا۔ چونکہ تو نے آکر خبر نہین دی اب وہ تیرا غلام بھاگا ہوا تیرے پاس نہین آسکے گا۔

اسکے بعد شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ کا ذکر آیا آپنے فرمایا کہ پانچ درویش حضرت کی خدمت مین پہونچے وہ درویش تھے بڑے تندمزاج آتے ہی کہنے لگے کہ میان ہم تو سب جگہ پھر آئے کسیکو بھی درویش نہ پایا۔ خواجہ فریدالدین قدس سرہ فرمانے لگے تم بیٹھ جاؤ دم لو مین تمہین درویشی دکھلاؤنگا انہون نے کچھ نہ سنا اور باہر کو سیدھے ہو لئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا دیکھو اگر تم جاتے تو جنگل کے رستے سے نہ جانا دوسرے رستہ سے جانا انہون نے بخلاف شیخ جنگل ہی کا رستہ لیا شیخ نے انکے پیچھے پیچھے آدمی دوڑایا تاکہ وہ انکا احوال معلوم کرے کہ یہ کس راہ سے جاتے ہین اس آدمی نے آکر خبر دی کہ صاحب وہ تو بیابان ہی کی راہ سے گئے ہین شیخ یہ سنکر ہای ہای کرکے رونے لگے اور اسطرح روئے کہ جیسے کوئی کسیکا ماتم کرتا ہے پھر لوگون نے آکر خبر دی کہ چار تو لو سے مرگئے اور ایک نے کنوئین پر جاکر اتنا پانی پیا کہ وہین مرگیا غرضکہ پانچون رستہ ہی مین مرگئے آپنے فرمایا افسوس ہے کہ انہون نے میرا کہنا نہ مانا۔ اسوقت حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر بیماری کے سبب چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے حاضرین سے عذر فرمانے لگے کہ میں بیمار ہون پاؤن مین تکلیف ہے اس سبب سے چارپائی پر بیٹھا ہون تم لوگ مجھے معاف کرنا

یہ سنکر حاضرین نے دعا کی کہ ہم سب کی حیات آپ کی حیات سے وابستہ ہے۔ بندہ کو یہ بیت یاد آئی اور کہا ؎

جان جہانیاں توئی دشمن جان تو بسے
اے ہمہ دشمنان تو دشمن جان خویشتن

حضرت خواجہ نے اس قصیدہ کا یہ مطلع زبان مبارک سے یاد فرمایا ؎

دوش صبوحی بسر و بلبل مست در چمن
از خوشی صبوحیش گل بدرید پیرہن

پھر کچھ ذکر حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا آپنے فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی طیب اللہ ثراہ نے خواجہ فریدالدین عطار کو نیشاپور میں دیکھا تھا۔ اور انہوں نے بہاءالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تھا کہ وہ مجھے ملے تھے اور یہ کہتے تھے کہ کسی مرشد کا پتا بتاؤ میں انہیں کسی کا نام نہیں بتا سکا۔ خواجہ بہاءالدین نے فرمایا کہ تمنے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نشان کیوں نہ بتایا۔ شیخ جلال بولے میںنے انکی مشغولی اس درجہ پائی کہ دوسروں میں اسدرجہ مشغولی نہ تھی۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مینے ایک ضعیف شخص کو دیکھا تھا وہ کہتا تھا کہ مینے خواجہ فریدالدین عطار کو دیکھا تھا ابتدا میں وہ بہت پریشان قدم تھے۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جب عنایت خداوندی ہوتی ہے تو سب کام بنجاتے ہیں پھر انکی وفات کا حال بیان فرمایا کہ کفار نے نیشاپور فتح کرکے مع آپکے سترہ یاروں کے گرفتار کر کے قبلہ رو سبکو بٹھایا اور ایک ایک کو شہید کرنا شروع کیا خواجہ عطار سب کے آخر تھے جب انہوں نے اپنے دوستوں کو شہید ہوتے دیکھا تو فرمانے لگے یہ کیا جباری و قہاری کی تلوار ہے اور جب خود شہید ہونے لگے تو فرمانے لگے کیا لطف و احسان ہے کیا عنایت و بخشش ہے اسکے بعد حکیم سنائی طیب اللہ ثراہ کی حکایت فرمائی کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں حکیم سنائی کے قصیدہ کی ایک بیت کا مسلمان کیا ہوا ہوں۔ اسوقت ایک عزیز حاضر تھا اسنے ایک بیت اس قصیدہ کی پڑھی اور یہ کہا بیت اسی قصیدہ کی ہے ؎

بر سر طور ہوا طنبور شہوت میزنی
عشق مردلن ترانی را بدیں خواری مجوی

پھر حضرت خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ بیت اس بیت کے متصل ہے ؎

خارہائے راہ عیاران ایں درگاہ را
در کف دست عروس مہد عماری مجوی

بندہ نے عرض کیا کہ یہ عماری کیا چیز ہے فرمایا یہی جسے لوگ عماری کہتے ہیں یہ عمار سے

نسبت کرتی ہے پہلے جسنے اسے بنایا تھا اسکا نام عمار تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزی بارہا فرماتے تھے کاش کوئی مجھے وہاں لیجائے جہاں سنائی مدفون ہیں۔ یا انکی کوئی خاک لادے کہ میں آنکھوں میں لگایا کروں۔

روز چہارشنبہ ۱۴۔ ماہ مبارک رمضان ۷۲۱ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ قاضی منہاج الدین اور سراج الدین کا ذکر ہوا انکے وعظ کی کیفیت اور لذت بیان فرمائی کہ میں پیر کے دن برابر انکے وعظ میں جاتا اور کوئی ناغہ نکرتا انکے وعظ میں عجب راحت تھی میں تو انکا وعظ نہایت ذوق سے سنتا اور بیخود ہو جاتا گویا کہ مردہ ہو جاتا۔ اس سے پہلے مینے کسی حال اور سماع میں اپنے آپکو ایسا نہ پایا۔ یہ ذکر شیخ کی خدمت میں جانے سے پہلے کا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایک عزیز نے مجھ سے کہا کہ تو قضا کے لائق نہیں ہے بلکہ اس منصب کے لائق ہے کہ شیخ الاسلام ہو۔ اسکے بعد اولیاء ابدال۔ اوتاد کا ذکر ہوا۔ بندہ نے عرض کیا کہ مینے ایک بات ایک صوفی سے سنی ہے وہ بات میرے دل پر بہت گران گذر رہی ہے آپنے فرمایا کیا بات ہے مینے عرض کیا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ عالم قطب اور اوتاد کی برکت سے قائم ہے۔ درمیان خلق قطب ایک ہوتا ہے اوتاد چار۔ ابدال چالیس۔ اولیا چارسو۔ جب قطب مرتا ہے تو اوتاد میں سے ایک اسکی جگہ مقرر ہو جاتا ہے اور ابدال میں سے ایک اوتاد ہو جاتا ہے اور اولیاء میں سے ایک ابدال۔ اور عامہ خلق سے ایک بجائے اولیا۔ تو وہ کہنے لگا اسطرح نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ عامہ خلائق سے کوئی نہیں لیا جاتا انہیں چارسو اولیاء میں سے کم ہوتے چلے جاتے ہیں کیونکہ ولایت کا دروازہ بند ہے حضرت خواجہ نے فرمایا نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ ولایت دو طرح پر ہے ولایت ایمان۔ ولایت احسان۔ ولایت ایمان تو یہ ہے کہ ہر مومن ولی ہو سکتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آیہ کلام پاک ہے اور ولایت احسان وہ ہے کہ کسیکو کشف وکرامت اور مرتبہ عالی حاصل ہو۔

روز چہارشنبہ ۴۔ ماہ صفر ۷۲۲ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ ذکر مشائخ ہو رہا تھا۔ بندہ نے عرض کیا کہ سیدی احمد کیسے تھے

آپنے فرمایا وہ بزرگ شخص تھے۔ عرب تھے۔ عرب کی قاعدہ ہے کہ جب کسیکو بزرگی سے یاد کرتے ہیں تو اُسے سیدی کہتے ہیں۔ وہ شیخ حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھے جبکہ انکو جلایا گیا اور آنکی خاک دجلہ میں ڈالی گئی سیدی احمد صاحب نے ذراسی خاک اُس میں سے اُٹھا کر کھالی تھی۔ یہ ساری برکتیں اسی سبب سے انہیں حاصل تھیں۔

روز شنبہ ۱۹۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۲۲ھ

دولت دست بوسی حاصل ہوئی۔ درویشوں کے مکارم اخلاق اور حسن اخلاق کا ذکر ہونے لگا فرمایا ایک شب شیخ احمد نہروانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں ایک چور آیا تھا یہ بیچارے جولاہے تھے سارے گھر میں چور پھرا کچھ ہاتھ نہ آیا واپس جانے لگا میاں شیخ احمد نے قسم دیکر کہا ٹھیر۔ یہ کہکر اپنے کارگاہ میں ہاتھ ڈالا سات گز کپڑا بنا ہوا تھا کتر کے اسکے آگے پھینکدیا اور کہا جا لیجا وہ لیکر چلا گیا دوسرے دن وہ چور اور اسکے ماں باپ آئے اور شیخ کے قدموں پر گر پڑے اور چوری سے توبہ کی

روز یکشنبہ ۱۰۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۲۲ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی اُس روز بندہ اپنے اقربا کے ایک چھوٹے بچے کو لیگیا اُسے کبھی کبھی ایک خیال ستاتا تھا خدا جانے کچھ آسیب سا تھا یا کیا تھا حضرت خواجہ کی خدمت میں اُسکی کیفیت بیان کی آپنے بنظر عنایت اُسے دیکھکر فرمایا اچھا ہو جاویگا۔ پھر آپنے ایک حکایت فرمائی کہ بخارا میں ایک لڑکا تھا کہ اُسے جن یا پریوں نے ستا رکھا تھا شام کو وہ لڑکا جہاں ہوتا وہ اُٹھا لے آتے تھے اور اُس گھر میں ایک درخت تھا اُس پر لا بٹھاتے اور چلے جاتے ماں باپ اُسکے بڑی کوشش کرتے کوٹھری میں بند کر کے قفل لگا دیتے جب شام کی نماز ہو چکتی تو اُسے درخت پر دیکھتے۔ جب اُسکے ماں باپ نہایت تنگ ہوئے اور عاجز آ گئے تو لوگ اُسے شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیگئے اور ساری کیفیت بیان کی شیخ نے فرمایا اچھا اس بچہ کا سر منڈوا دو انہوں نے اُسیوقت سر منڈوا دیا شیخ نے کلاہ عنایت فرمائی اور اُسکے سر پر رکھدی اور فرما دیا کہ اگر پھر کوئی تیرے پاس آئے تو کہدینا کہ میں شیخ کا مرید ہو گیا ہوں اور محلوق ہو گیا ہوں اور یہ کلاہ مجھے عنایت کی ہے۔ جب اُس بچہ کو لوگ گھر لائے تو وہ پری اور جن آئے اُس لڑکے نے وہی سب باتیں کہیں جو شیخ نے سکھادی تھیں اور کلاہ دکھادی انہوں نے آپس میں کہا

...ت تھا جو اسے شیخ کے پاس لے گیا یہ کہا اور چلدیئے پھر کبھی آ کے اگر نہ ستایا
...خواجہ اس حرف پر پہونچے چشم پر آب ہوئے ۔ حاضرین بھی رونے لگے کہ وقت اچھا تھا ۔ پھر
آپنے شیخ سیف الدین باخرزی رح کی حکایت فرمائی کہ وہ ابتدائے حالت جوانی مین وعظ کہا کرتے تھے مشائخ
اور اہل فقر کو بہت برا بھلا کہتے تھے جب یہ خبر شیخ نجم الدین کبری رح تک پہنچائی گئی تو انہون نے فرمایا اسکے
وعظ مین مجھے ضرور لیجانا ۔ حاضرین نے کہا حضرت آپکا جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے وہ آدمی
منہ پھٹ ہے مبادا کچھ بے ادبی کرے ہر چند لوگون نے کہا مگر آپنے نہ مانا یہی کہا کہ مجھے ضرور
لے چلو آخر شیخ نجم الدین کبری اُنکے وعظ مین آئے اور آکر بیٹھے شیخ سیف الدین نے جبکہ
شیخ نجم الدین کبری کو دیکھا اور زیادہ برا بھلا کہنا شروع کیا ۔ شیخ نجم الدین سر ہلاتے تھے اور آہستہ
کہتے تھے سبحان اللہ ۔ سبحان اللہ یہ جوان کیا قابلیت رکھتا ہے القصہ شیخ سیف الدین جب ممبر
سے نیچے آئے تو شیخ نجم الدین کھڑے ہوکر باہر جانے لگے جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے تو پیچھے
پھر کر کہا کہ ابھی یہ صوفی نہین آتا یہ کہتے ہی شیخ سیف الدین کپڑے پھاڑتے نعرہ مارتے لوگون
مین سے بھاگے اور شیخ نجم الدین کے قدمون پر گر پڑے ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی بھی
وہان موجود تھے وہ بھی آئے اور شیخ نجم الدین کبری کے مرید ہوگئے ۔ غرضکہ اُس دن دونون شیخ
کے مرید ہوکر محلوق ہوئے اسوقت شیخ نجم الدین رح نے شیخ سیف الدین سے کہا کہ تمہین دنیا
سے بھی پورا حصہ ملیگا اور عقبے مین اُس سے زیادہ ۔ اور شیخ شہاب الدین سے کہا کہ تمہین دنیا
اور عقبے دونون مین راحت ہوگی حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جب شیخ نجم الدین مسجد سے گھر آتے
تو شیخ سیف الدین شیخ کے دائین جانب اور شیخ شہاب الدین اُنکے بائین جانب پیادہ پا چلتے اور
مکان پر پہونچکر وہ دایان اور یہ بایان موزہ شیخ کے پاؤن مین سے نکالتے اور یہ ایک اشارہ
مشائخ ہے بعد چندے شیخ نجم الدین رح نے شیخ سیف الدین سے کہا کہ تم بخارا جاؤ اور ہم نے
تمہین قطعی بخارا دیدیا ۔ اُنہون نے عرض کیا وہان تو بہت سے علما دین اور اہل معرفت و
فقر کے ساتھ اُنہین بہت تعصب ہے میری وہان کیونکر گذر ہوگی شیخ رح نے فرمایا کہ جانا تمہارا
کام ہے باقی ہم سب سمجھ لین گے ۔

روز شنبہ ۲۶ ۔ ماہ ربیع الآخر ۷۲۲ھ

دولت بادشاہی حاصل ہوئی۔ حکایت شیخ احمد ابو اسحاق گازرونی ؒ کا ذکر ہوا فرمایا انکا نا...
اور ابو اسحاق انکی کنیت تھی پھر آپنے انکی کیفیت فرمائی کہ وہ جولاہہ بچہ تھے گاؤں میں رہتے
ایک دن ایام صغر سنی میں تماشا میں رہتے تھے کہ شیخ عبد اللہ خفیف قدس اللہ سرہ العزیز اُس طرف سے
گذرے تو انکی پیشانی کیطرف دیکھا اور ابو اسحاق سے کہا کہ تم میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھو اور کہو کہ میں
تمہارا مرید ہوا۔ ابو اسحاق نے ایسا ہی کیا اور پوچھا کہ میں اب کیا کیا کروں کہا جو کچھ کھایا کرو اُس میں سے
دوسرونکو بھی دیا کرو۔ ابو اسحاق نے کہا بہت اچھا پس اُسوقت سے انہوں نے یہ دستور
کرلیا کہ جو کھانا کھاتے اُس میں سے اوروں کو بھی دیتے۔ ایک دن تین درویش اُس گاؤں میں
آئے مگر قیام نہ کیا جانے لگے۔ ابو اسحق نے اپنے دل میں کہا کہ انکی مجھے خدمت کرنی چاہیئے اُسوقت
اُنکے پاس تین روٹیاں موجود تھیں وہی لیکر دوڑے اور اُنکے آگے لا رکھی وہ تینوں اہل دل
تھے وہ روٹیاں انہوں نے لے لیں اور کھا کر آپس میں کہنے لگے کہ اسنے ہمارا کام کیا ہے ہمکو
اس سے معذرت مانگنی چاہیئے۔ ایک نے کہا میں نے اسے دنیا بخشی۔ دوسرے نے کہا دنیا سے
تو فتنہ میں پڑیگا میں نے عقبےٰ دی۔ تیسرے نے کہا درویش تو جوانمرد ہوتے ہیں دنیا اور عقبیٰ دونوں
بخشیں۔ اُسوقت حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا یہ ابو اسحاق ایسے کامل حال گذرے ہیں کہ
جنکی صفت بیان نہیں کیجاسکتی۔ کتنے برس اُنکے انتقال کو ہوئے لیکن اُبتک انکی جگہ پر نعمت و
رحمت ہے کہ جسکی کوئی حد نہیں ہے۔ طرح طرح کی نعمتیں اور بہت سا زر و سیم موجود ہے۔ پھر کچھ ذکر
شیخ محمد معشوق کا ہوا کہ وہ ایک دفعہ عین چلہ کے جاڑے میں آدھی رات کو اپنی جگہ سے نکل کر بہتے
پانی میں خوفناک جگہ آکر کھڑے ہوگئے اور کہا الٰہی میں یہاں سے نہ ہٹونگا جبتک کہ تو یہ نہ کہہ
کہ میں کون ہوں۔ ندا آئی کہ تو وہ ہے کہ اتنے آدمی تیری شفاعت سے دوزخ سے خلاصی
پاوینگے۔ شیخ احمد بولے میں تو اسپر بس نہیں کرتا۔ پھر آواز آئی کہ اتنے آدمی تمہاری شفاعت
سے جنت میں جاوینگے کہا میں اسپر بھی بس نہیں کرتا پھر آواز آئی کہ اور درویش و
عارف تو ہمارے عاشق ہوتے ہیں اب ہم تیرے عاشق ہیں اور تو ہمارا معشوق ہے
خواجہ اُس جگہ سے باہر نکل آئے شہر میں آتے ہی جو سامنے آتا وہی کہتا السلام علیک یا
شیخ احمد معشوق۔ حضرت خواجہ جب اس حرف پر پہونچے بہت روئے۔ حاضرین میں سے

...وہ نماز نہ پڑھتے تھے آپ نے فرمایا جب لوگ بہت سر ہوئے تو آپنے کہا اچھا مین نماز
...لیکن فاتحہ نہ پڑہونگا لوگون نے کہا وہ نماز ہی کیا ہوئی جب لوگ بہت سر ہوئے
...کہا اچھا الحمد پڑہونگا مگر ایاک نعبد وایاک نستعین نہ پڑہونگا لوگون نے کہا نہین سب الحمد
...رمنی پڑے گی القصہ بہت سی گفتگو کے بعد نماز پر کھڑے ہوئے جب ایاک نعبد وایاک نستعین
...پر پہونچے رونگٹے رونگٹے سے خون بہنا شروع ہوگیا پس سلام پھیر دیا اور حاضرین سے کہا کہ
مین زن حائضہ ہون مجھے نماز پڑہنی جائز نہین

روز سہ شنبہ ۱۱ - ماہ رجب سنہ ۲۲ھ

سعادت پابوسی حاصل ہوئی - اسوقت امساک باران تھا اسی کے مناسب آپنے ایک حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ دہلی مین قحط شروع ہوا شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ سے مینہ کی درخواست کی ساری خلق شہر سے باہر آئی اور حضرت شیخ ممبر پر آئے اور وعظ کہنا شروع کیا اثناء وعظ مین ایک جامہ آستین سے باہر نکالا اور منہ آسمان کیطرف کیا اور لب ہلانے شروع کیئے اور بوندیان پڑنی شروع ہوئین پھر وہ وعظ کہنے لگے مینہ ختم گیا - پھر شیخ نے جامہ کو آستین سے باہر کیا اور آسمان کیطرف منہ کیا مینہ بڑے زور سے برسنے لگا جب گھر آئے لوگون نے پوچھا کہ حضرت یہ جامہ کیسا تھا فرمایا میری والدہ کا دامن تھا - پھر اور آپنے انکی بزرگی کی حکایت فرمائی کہ آنکے چچا کے بیٹے بھائی تھے آپ بطور صلہ رحمی کبھی کبھی آنکے پاس جایا کرتے تھے آپ جو انکے پاس گئے تو وہ تھے کھیل باز انسے بھی ویسی ہی باتین کرنے لگے انہون نے کہا مین تھوڑی دیر تمہارے پاس بیٹھنا چاہتا ہون اگر تم نہین چاہتے تو مین آوارہ پُر مزاح مدوسیہ چلا جاتا ہون یہ کلام اس نرمی اور شکستگی کے ساتھ آن سے کیا کہ وہ سب کے سب رونے لگے -

روز دوشنبہ ۱۹ - ماہ شعبان سنہ ۲۲ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی - بندہ نے عرض کیا کہ چند روز ہوئے حضور نے خواجہ احمد معشوق رح کی حکایت بیان فرمائی تھی معلوم ہوا کہ لوگ انہین محمد معشوق کہتے ہین آپنے فرمایا اصلی نام انکا محمد معشوق ہے اور احمد آنکے والد کا نام ہے۔

مشام روحانیون کے لیئے یہ مشک تھا جو تین سال کی مدت مین بعد ترتیب فوائد سابقہ و واقعہ مسالہ

جمع کیا گیا ہے یہ کل کا کل پندرہ برس کا ذخیرہ ہے۔ اسکے بعد اگر گوہر جان کو
قرار رہا تو جسقدر موتی اُس دریاے رحمت سے ہاتھ لگین گے سب ایک لڑی مین پ
جاوینگے اور بندہ اُن جواہر سے مایہ دار ہو جائیگا انشاء اللہ تعالے قطعہ

چون بہفت صد فزود بست و دو سال	بستم روز از مہ شعبان
از اشارات خواجہ جمع آمد	این بشارت دہ فتوح جہان
شیخ ما چون محمد آمد نام	حسن اندر ثنائے او حسان

تمام شد

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین
الٰہی تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ترجمہ **فوائد الفواد** بامراد ختم ہوا حق تعالیٰ لوگون کو
اس سے فائدہ پہونچائے اور مترجم کو اپنے فضل کرم سے بخشدے

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنة کہ کتاب مستطاب **پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت**
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حصہ اول و دوم نہایت صحت وصفائی کے ساتھ بلہ شعبان
۱۳۱۹ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۰۱ع مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوا

اعلان

محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی